فیضِ مشکوۃ
شرح
مشکوۃ شریف
۴
شارح:
مفتی حارث عبدالرحیم فاروقی قاسمی
مکتبہ فیض القرآن دیوبند

فیض المشکوۃ

مشکوۃ شریف

شارح

مفتی حارث عبدالرحیم فاروقی قاسمی
ابن (مولانا) عبد العلی فاروقی صاحب

ناشر

مکتبہ فیض القرآن دیوبند (یوپی) ۲۴۷۵۵۴

نام کتاب : فیض المشکوۃ شرح اردو مشکوۃ شریف جلد چہارم
شارح : حارث عبدالرحیم فاروقی
باہتمام : تاج عثمانی ابن مشہود اقبال عثمانی
مطبوعہ :
کمپیوٹر کتابت وڈیزائننگ : شاد کمپیوٹر مکتبہ فیض القرآن دیوبند

نوٹ: فہرست مضامین جلد کے آخر میں ملاحظہ کیجئے

مکتبہ فیض القرآن
نزد مسجد چھتہ دیوبند ضلع سہارن پور (یوپی)
Ph.No.01336-222401
(Mob.)09897576186

کتاب الزکوٰۃ

شریعت اسلامیہ میں زکوٰۃ کی بڑی اہمیت رہی ہے، بلکہ نظامِ زکوٰۃ اس کی ایک انفرادی شان ہے، یہی وجہ ہے کہ روزہ اور حج جیسے اہم ارکان سے پہلے مکہ ہی میں زکوٰۃ فرض ہو چکی تھی؛ مگر ۲ھ میں اس کی پوری تفصیلات کا نزول ہوا۔ فرضت زكاة الفطر مع فرض الصوم في السنة الثانية من الهجرة..........والمعتمد أن الزكاة فرضت بمكة إجمالا وبينت بالمرتبة تفصيلاً (مرقاة: ۱۱۸/۴)

الزكوٰة: زكا(ن) زكاءً وزكى (س) زكى الزرع کھیتی کا بڑھنا، اور باب تفعیل سے زكّٰى يُزكي تزكيةً بمعنی پاک کرنا، هي لغةً الطهارة والنماء (درمختار: ۱۷۰/۳)

اصطلاحی معنی: اصطلاح میں زکوٰۃ نام ہے مخصوص مال کے ایک حصے کا کسی مخصوص شخص کو مالک بنا دینا، وعرفها الحنفية بأنها تمليك جزء مال مخصوص من مال مخصوص لشخص مخصوص (الفقه الإسلامي وأدلته: ۷۲۹/۲)

کتاب الزکوٰۃ کو کتاب الصوم پر مقدم کرنے کی وجہ

جن حضرات نے قرآن کریم کو بغور پڑھا ہے ان حضرات سے یہ گوشہ مخفی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں تقریباً بیاسی مقامات پر نماز کے مُعاً بعد زکوٰۃ کا تذکرہ کیا ہے جو ان دونوں (نماز اور زکوٰۃ) کے درمیان کمال اتصال کی علامت ہے اسی کی پیروی کرتے ہوئے صاحب مشکوٰۃ نے کتاب الصلوٰۃ کے بعد کتاب الزکوٰۃ کا تذکرہ کیا ہے۔ قرنها بالصلاة في اثنين وثمانين موضعًا في التنزيل دليل على كمال الاتصال بينهما (درمختار: ۱۷۰/۳) نیز حدیثِ صحیح میں نماز کے بعد زکوٰۃ کا تذکرہ آیا ہے چناں چہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: (۱) اللہ کی وحدانیت اور محمد ﷺ کی رسالت (۲) اقامتِ صلوٰۃ (۳) ادائے زکوٰۃ (۴) حج (۵) روزہ (مشکوٰۃ شریف: ۱۲/۱) چوں کہ قرآن کریم اور احادیث شریفہ پر دو جگہ نماز کے مُعاً بعد زکوٰۃ کا تذکرہ ہوا ہے اسی لیے صاحبِ مشکوٰۃ نے ''کتاب الصلوٰۃ'' کے مُعاً بعد ''کتاب الزکوٰۃ'' کو بیان کیا ہے۔

زکوٰۃ چوں کہ اہم رکن ہے اور ہر رکن کے ارکان و اسباب اور شرائط ہوا کرتے ہیں، اس لیے زکوٰۃ کے بھی ارکان و اسباب اور شرائط ہیں، جن کو حضرات فقہاء اور شراحِ حدیث نے اس طرح بیان کیا ہے کہ زکوٰۃ کا رکن صرف ایک ہے اور وہ ہے اخلاص، اس کے فرض ہونے کا سبب ہے مالِ نصاب کا مالک ہونا، اس کے واجب ہونے کی شرطیں چار ہیں: (۱) عاقل (۲) بالغ (۳) مسلمان (۴) اور آزاد ہونا۔ (دیکھیے شامی، عمدۃ القاری اور فتح الباری)

﴿الفصل الاوّل﴾

﴿تقسیم زکوٰۃ کا نرالا نظام﴾

﴿حدیث نمبر ۱۶۸۵﴾ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا اِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ اِنَّكَ تَأْتِيْ قَوْمًا اَهْلَ كِتَابٍ فَادْعُهُمْ اِلٰى شَهَادَةِ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذَالِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذَالِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَائِهِمْ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذَالِكَ فَاِيَّاكَ وَكَرَائِمَ اَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ. (متفق عليه)

حوالہ: بخاری شریف: ۱۸۷/۱ باب وجوب الزکوٰۃ۔

حل لغات: بَعَثَ (ف) الشیء وبه بعثا بھیجنا۔ معاذا میم پرپیش کے ساتھ۔ معاذا بضم المیم (مرقات:۴/۱۱۸) تأتی : أتی (ض) إتیانا آنا، بالمکان حاضر ہونا، مراد جانا، کرائم جمع ہے کریمة کی جو کریم کی مونث بمعنی شریف، اسی سے ہے کرائم اموال بمعنی عمدہ اور بہترین مال۔

ترجمه: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجتے ہوئے فرمایا کہ آپ ایسی قوم کے پاس جارہے ہیں جو اہل کتاب ہیں اس لیے آپ انھیں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور محمد رسول اللہ کی رسالت کی دعوت دیجئے، اگر ان لوگوں نے اس کو مان لیا، تو ان لوگوں کو بتلائیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر رات دن میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں، اگر وہ لوگ اس کو مان لیں تو ان لوگوں کو بتلائیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوۃ فرض کی ہے جو ان ہی کے مال داروں سے لے کر ان کے ہی غرباء کے درمیان تقسیم کردی جائے گی، اگر وہ لوگ اس کو مان لیں تو آپ ان لوگوں کے بہترین مالوں کو لینے سے بچیے اور مظلوموں کی بددعاء سے ڈریے اس لیے کہ مظلوم کی بددعاء اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی آڑ نہیں ہے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف میں دو باتیں ہیں: ایک یہ کہ جب کسی کو کسی مہم میں بھیجا جائے تو بھیجتے وقت اس مہم کا ضابطہ بتاتے ہوئے مناسب نصیحت بھی کی جائے، دوسری بات یہ ہے کہ جب کسی کو اللہ تعالیٰ اختیار دے تو ظلم وزیادتی کرنے سے پرہیز کرے اس لیے کہ یہ نہایت خطرناک کام ہے، دیکھئے حدیث شریف کے الفاظ کہ مظلوم کی آہ براہ راست اللہ تعالیٰ تک پہنچ جاتی ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح إلی الیمن: یمن ایک ملک کا نام ہے، جناب نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذؓ کو اسی ملک کا امیر یا قاضی بنا کر بھیجا تھا **تأتی قوما أهل كتاب** اہل کتاب سے مراد یہود ونصاریٰ ہیں، اس ملک یمن میں تو اہل کتاب کے ساتھ اہل ذمہ اور عام مشرکین کی بھی آبادی تھی تو صرف اہل کتاب کا تذکرہ خاص طور پر کیوں کیا گیا ہے؟ حضرت علامہ طیبیؒ نے اس کا جواب دیا ہے کہ اہل ذمہ اور عام مشرکین کے مقابلے اہل کتاب کی گونا گوں ایک طرح سے فضیلت حاصل ہے، یا یہ کہ اہل کتاب چوں کہ بھاری اکثریت میں تھے اس لیے ان کی اکثریت کا اعتبار کرتے ہوئے خاص طور پر صرف اہل کتاب کا تذکرہ کافی سمجھا گیا، **فادعهم الی شهادة ان لا اله الا الله** اس ملک میں چوں کہ مشرکین بھی تھے اس لیے اللہ کی وحدانیت کی دعوت کا حکم دیا گیا ہے ورنہ تو اہل کتاب کے لیے اس کی ضرورت نہ تھی'' **وان محمدا رسول الله**'' یہ تعلیم اہل کتاب کے لیے بھی ہے اس لیے کہ یہ لوگ جناب نبی کریم ﷺ کی رسالت کے منکر تھے، حدیث شریف کے ان دونوں جملے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کفار کو پہلے اسلام کی دعوت دی جائے وہ مان لیں تو ان سے جہاد نہیں کیا جائے اسلام کی دعوت دینے کے بعد بھی وہ انکار کریں ہٹ دھرمی پر اتر آئیں اور غلط کاموں پر ڈٹے رہیں، تو اب ان سے قتال کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (عمدة القاری: ۴/۲۶۱)'' **فانهم اطاعوا لذلك فأعلمهم ان الله قد فرض عليهم خمس صلوات الخ**'' حدیث شریف کے ان الفاظ کے تحت حضرات محدثین یہ مسئلہ بیان کرتے ہیں کہ کفار شریعت کی ان عبادتوں کے مخاطب نہیں ہیں یعنی یہ کہ کفار ومشرکین پر نماز وغیرہ جیسی اہم عبادتیں فرض نہیں ہیں۔ لیکن قرآن کریم میں یہ جو کہا گیا ہے'' لم نك من المصلين'' یہ آخرت کی نسبت سے ہے کہ دنیا میں انھیں کوئی عذاب تو نہ ہوگا، لیکن چوں کہ وہ لوگ ان عبادتوں کی فرضیت کے بھی قائل نہیں ہیں اس لیے آخرت میں انھیں اس کا عذاب ملے گا (مرقات، عمدة القاری) **فترد علی فقرائهم** حدیث شریف کے ان الفاظ سے بعض لوگوں نے یہ استدلال کیا ہے کہ زکوۃ کے مال کو ایک شہر سے دوسرے شہر میں منتقل کرنا مکروہ ہے، اگرچہ زکوۃ ادا ہو جائے گی؛ لیکن ان حضرات کا یہ استدلال درست نہیں ہے اس لیے کہ'' فقرائهم'' میں جو ضمیر ہے وہ عام فقراء مسلمین کی طرف راجع ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس شہر اور دوسرے شہروں کے فقراء کو دیا جائے گا (عمدة القاری ۴/۲۶۱) لیس

بینها وبین الله حجاب یعنی قبولیت میں کوئی چیز مانع نہیں ہے۔

﴿مانع زکوٰۃ کے لیے دردناک عذاب﴾

﴿حدیث نمبر۱۶۸۶﴾ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَّفِضَّةٍ لَا یُؤَدِّیْ مِنْهَا حَقَّهَا اِلَّا اِذَا کَانَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ صُفِّحَتْ لَهَا صَفَائِحُ مِنْ نَارٍ فَاُحْمِیَ عَلَیْهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُکْوٰی بِهَا جَنْبُهٗ وَجَبِیْنُهٗ وَظَهْرُهٗ کُلَّمَا رُدَّتْ اُعِیْدَتْ لَهٗ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰی یُقْضٰی بَیْنَ الْعِبَادِ فَیُرٰی سَبِیْلَهٗ اِمَّا اِلَی الْجَنَّةِ وَاِمَّا اِلَی النَّارِ. قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْاِبِلُ قال: وَلَا صَاحِبُ اِبِلٍ لَا یُؤَدِّیْ مِنْهَا حَقَّهَا وَمِنْ حَقِّهَا حَلَبُهَا یَوْمَ وِرْدِهَا اِلَّا اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ اَوْفَرَ مَا کَانَتْ لَا یَفْقِدُ مِنْهَا فَصِیْلًا وَاحِدًا تَطَؤُهٗ بِاَخْفَافِهَا وَتَعَضُّهٗ بِاَفْوَاهِهَا کُلَّمَا مَرَّعَلَیْهِ اُوْلَهَا رُدَّ عَلَیْهِ اُخْرٰهَا فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰی یُقْضٰی بَیْنَ الْعِبَادِ فَیُرٰی سَبِیْلَهٗ اِمَّا اِلَی الْجَنَّةِ وَاِمَّا اِلَی النَّارِ. قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْبَقَرُ وَالْغَنَمُ قَالَ وَلَا صَاحِبُ بَقَرٍ وَّلَا غَنَمٍ لَا یُؤَدِّیْ مِنْهَاحَقَّهَا اِلَّا اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ لَا یَفْقِدُ مِنْهَا شَیْئًا لَیْسَ فِیْهَا عَقْصَاءُ وَلَا جَلْحَاءُ وَلَا عَضْبَاءُ تَنْطِحُهٗ بِقُرُوْنِهَا وَتَطَؤُهٗ بِاَظْلَافِهَا کُلَّمَا مَرَّ عَلَیْهِ اُوْلٰهَا رُدَّ عَلَیْهِ اُخْرَاهَا فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰی یُقْضٰی بَیْنَ الْعِبَادِ فَیُرٰی سَبِیْلَهٗ اِمَّا اِلَی الْجَنَّةِ وَاِمَّا اِلَی النَّارِ. قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْخَیْلُ قَالَ فَالْخَیْلُ ثَلٰثَةٌ هِیَ لِرَجُلٍ وِزْرٌ، وَ هِیَ لِرَجُلٍ سِتْرٌ وَهِیَ لِرَجُلٍ اَجْرٌ فَاَمَّا الَّتِیْ وَهِیَ لَهٗ وِزْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا رِیَاءً وَّفَخْرًا وَّنِوَاءً عَلٰی اَهْلِ الْاِسْلَامِ فَهِیَ لَهٗ وِزْرٌ، وَاَمَّا الَّتِیْ هِیَ لَهٗ سِتْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَمْ یَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِیْ ظُهُوْرِهَا وَلَا رِقَابِهَا فَهِیَ لَهٗ سِتْرٌ، وَاَمَّا الَّتِیْ هِیَ لَهٗ اَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ فِیْ مَرْجٍ وَّرَوْضَةٍ فَمَا اَکَلَتْ مِنْ ذٰلِكَ الْمَرْجِ اَوِ الرَّوْضَةِ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا کُتِبَ لَهٗ عَدَدَ اَرْوَاثِهَا وَاَبْوَالِهَا حَسَنَاتٌ وَلَا تَقْطَعُ طِوَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا اَوْ شَرَفَیْنِ اِلَّا کَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ عَدَدَ آثَارِهَا حَسَنَاتٍ وَلَا مَرَّبِهَا صَاحِبُهَا عَلٰی نَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَا یُرِیْدُ اَنْ یُّسْقِیَهَا اِلَّا کَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ عَدَ مَا شَرِبَتْ حَسَنَاتٍ.قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْحُمُرِ قَالَ مَا اُنْزِلَ عَلَیَّ فِی الْحُمُرِ شَیْءٌ اِلَّا هٰذِهِ الْاٰیَةُ الْفَاذَّةُ الْجَامِعَةُ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ. رواہ مسلم

حوالہ: مسلم شریف: ۱/۳۱۸ باب اثم مانع الزکوٰۃ۔

حل لغات: صفحت: صفح (ب) صفحا اور صفح الشیء بمعنی چوڑا کرنا، یہ لفظ حدیث باب میں مشدد مروی ہے بتشدید الفاء (فتح الملہم ۲/۱۷) فاحمی باب افعال سے ماضی مجہول کا صیغہ ہے حمی (س) حمیًا تیز گرم ہونا، احمی (افعال) احماء بہت گرم کرنا، فیکوی: مضارع مجہول ہے کوی (ض) کیًّا، فلانا لوہے سے داغ دینا۔ حلبها: حلب: (ن،ض) حلبا و حلبا دوہنا، حلبها کے لام پر فتحہ پڑھا جائے اگر چہ سکون کے ساتھ بھی مروی ہے لیکن یہ روایت ضعیف ہے قال النووی بفتح اللام هي اللغة المشهورة وحکي سکونها وهوغریب ضعیف (مرقات: ۴/۱۳۱) وردها: ورد (ض) ورود الماء پانی پر آنا بطح (ف) بطحا منه کے بل گرانا بقاع :قاع ہموار زمین ج القواع اور قیعان قرقر: البعیر اونٹ کا بڑبڑانا، فصلا: فصیل اونٹنی یا گائے کے اس بچے کو کہا جاتا ہے جو الگ کرلیا گیا ہو، ج فصال وفصلان، تطاه وطی (س) وطاالشیء برجله پیر سے روندنا، اخفافها: جمع ہے خف کی للبعیر اونٹ کی ٹاپ، تعضه: عضه (س) عضا دانت سے کاٹنا، البقر بمعنی گائے بیل اسم جنس ہے، الغنم بکریاں یہ بات ذہن میں رہے کہ یہ لفظ جمع ہی کے لیے مستعمل ہوتا ہے اور واحد کے لیے شاۃ ہے جمع اغنام اورغنوم، عقصاء ج ہے عقص کی بمعنی

سینگوں کا پیچھے کی طرف مڑا ہوا ہونا۔ جلجاء ج ہے جلج کی بمعنی بے سینگ ہونا، غضباء جمع ہے غضب کی بمعنی سنگ کا ٹوٹا ہوا ہونا، تنطحہ: نطحہ (ف،ض) نطحا: الثور بیل کا سینگوں سے مارنا، باظلافہا ، جمع ہے، ظلف کی بمعنی کھر، وِزْرٌ بھاری بوجھ ج اوزار نواء ناواہ نوء فخر کرنا، مرج: چراگاہ ج مروج روضۃ: حوض کا بقیہ پانی۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر طرح کے اموال میں الگ الگ زکوٰۃ ہے، اسے ادا نہ کرنے سے دردناک عذاب ہے۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سونے اور چاندی کے ہر مالک کو جو اس کا حق ادا نہیں کرتا تو قیامت کے دن آگ کے تختے بنا کر اس کو جہنم کی آگ میں گرم کر کے اس کا پہلو اس کی پیشانی اور اس کی پیٹھ داغی جائے گی، جب جب وہ آگ کے تختے الگ ہوں گے تو اس پر لوٹا دیے جائیں گے، ایسے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔ یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا، تب وہ اپنا راستہ یا تو جنت کی طرف دیکھے گا یا جہنم کی طرف، پوچھا گیا یا رسول اللہ اونٹوں کا کیا حکم ہے؟ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا اونٹ کا وہ مالک جس نے اس میں سے اس کا حق ادا نہیں کیا اور اس کا بعض حق اس کو پانی پلانے کے دن دودھ دوہنا ہے، تو قیامت کے دن اسکو ہموار زمین میں اس کے تمام اونٹوں کے سامنے اسے اوندھے منہ لٹایا جائے گا حتی کہ ان اونٹوں کا ایک بچہ بھی غائب نہ ہوگا۔ وہ تمام اونٹ اس کو اپنے کھروں سے روندیں گے اور اپنے منھوں سے کاٹیں گے جب جب گذرے گی اس پر پہلی جماعت تو لائی جائے گی اس پر دوسری جماعت ایسے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا تب وہ اپنا راستہ یا تو جنت کی طرف دیکھے گا یا جہنم کی طرف۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ گائے اور بکریوں کا کیا حکم ہے؟ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: گائے اور بکریوں کا وہ مالک جس نے اس میں سے اس کا حق ادا نہیں کیا، تو قیامت کے دن اس کو ہموار زمین میں اوندھے منہ لٹایا جائے گا ان گایوں بکریوں میں سے کچھ غائب نہ ہوگا، نہ ان کے سینگ مڑے ہوئے ہوں گے، نہ وہ بے سینگ کے ہوں گی اور نہ ہی ان کے سینگ ٹوٹے ہوئے ہوں گے یہ گائے اور بکریاں اپنے سینگوں سے ماریں گی اور اپنے کھروں سے کچلیں گی، جب جب گذرے گی اس پر پہلی جماعت تو لائی جائے گی اس پر دوسری جماعت، ایسے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے، یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا، تب وہ اپنا راستہ یا تو جنت کی طرف دیکھے گا یا جہنم کی طرف، پوچھا گیا یا رسول اللہ گھوڑے کا کیا حکم ہے؟ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا گھوڑے تین طرح کے ہیں: (۱) یہ آدمی کے لیے بوجھ ہے (۲) یہ آدمی کے لیے پردہ ہے (۳) یہ آدمی کے لیے ثواب ہے۔ بہر حال وہ گھوڑے جو اس کے لیے بوجھ ہیں وہ ایسا آدمی ہے جس نے ان گھوڑوں کو باندھا ہے دکھاوے کے لیے فخر کے لیے اور اہل اسلام سے دشمنی کے لیے، لہٰذا یہ گھوڑے اس کے لیے بوجھ ہیں، اور بہر حال وہ گھوڑے جو اس کے لیے پردہ ہیں، وہ ایسا آدمی ہے جس نے ان گھوڑوں کو باندھا ہے راہ خدا میں، پھر ان کی پیٹھوں اور پیٹوں پر سوار ہونے کے باوجود اللہ کے حق کو نہیں بھولا تو یہ گھوڑے اس کے لیے پردہ ہیں، بہر حال وہ گھوڑے جو اس کے لیے ثواب ہیں وہ ایسا آدمی ہے جس نے ان گھوڑوں کو باغ اور چراگاہ کے اندر اللہ کی راہ میں باندھا ہے لہٰذا جب وہ گھوڑے اس باغ کی چراگاہ سے کچھ کھاتے ہیں تو ان کی خوراک کے بقدر اور ان کی لید اور پیشاب کے بقدر نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور وہ گھوڑے رسی توڑ کر ایک میدان سے دوسرے میدان میں نکل جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے قدم کے نشان اور لید کے بقدر نیکیاں لکھ دیتا ہے، اور جب ان گھوڑوں کا مالک ان گھوڑوں کو لے کر کسی نہر سے گذرتا ہے اور یہ گھوڑے اس نہر سے پانی پی لیں اگرچہ مالک نے پلانے کا ارادہ نہ کیا ہو اس کے باوجود اللہ تعالیٰ گھونٹوں کی تعداد کے برابر نیکیاں لکھ دیتا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح

لایؤدی منها : منها میں موجود یاءِ ضمیر علی سبیل الانفراد ذهب اور فضة دونوں کی طرف راجع ہے، اور چوں کہ ذہب مؤنث سماعی ہے اس لیے کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے، جیسا کہ قرآن کریم میں بھی استعمال ہوا ہے والذین یکنزون الذهب والفضة ولا ینفقونها(............) صفائح من نار : اس جملے کے دو مطلب ہیں: ایک یہ کہ وہ تختے آگ کے ہوں گے، دوم یہ کہ وہ تختے تو سونے اور چاندی کے ہوں گے؛ لیکن ان کو اتنا تپایا جائے گا کہ وہ دیکھنے میں آگ لگیں گے۔ (مرقات:۴/۱۲۰) کُلَّمَا رُدَّتْ اُعِیْدَتْ: علامہ طیبی کہتے ہیں کہ اس جملے کا مطلب یہ ہے کہ داغتے داغتے جب وہ تختے ٹھنڈے ہو جائیں گے تو ان کو دوبارہ واپس لے جا کر جہنم کی آگ میں گرم کر کے پھر اس کو داغا جائے گا۔ مقصد یہ ہے کہ عذاب کا یہ سلسلہ حساب وکتاب کے آخری وقت تک جاری رکھا جائے گا۔ في یوم، سے مراد قیامت کا دن ہے، کان مقداره خمسین الف سنة : قیامت کا دن پچاس ہزار سال کے بقدر کافروں کے لیے ہوگا۔ نیز جن لوگوں کے گناہ جتنے زیادہ ہوں گے ان کے لیے وہ دن اتنا ہی سخت اور طویل ہوگا، یہی وجہ ہے کہ وہ دن مؤمنین کاملین پر صرف دو رکعت نماز پڑھنے کے بقدر محسوس ہوگا۔ (مرقات:۴/۱۲۰) فیری سبیله: اس جگہ یری فعل معروف اور مجہول دونوں مروی ہے اسی اعتبار سے سبیل پر اعراب آئے گا۔

اِمَّا اِلَی الْجَنَّةِ : صرف زکوٰۃ ادا نہ کرنے کا ہی گناہ ہو تو اس عذاب کے بعد وہ جنت میں چلا جائے گا ورنہ جہنم میں جائے گا۔

یَوْمَ وِرْدِهَا: عرب میں چوں کہ پانی کی قلت تھی نیز اونٹوں کو بروقت پانی کی ضرورت بھی نہیں رہتی ہے؛ اس لیے وہاں اونٹوں کو تین چار دن پر، بلکہ بسا اوقات ہفتے کے بعد بھی چشمے وغیرہ میں لے جا کر پانی پلایا کرتے تھے، اس دوران اہل عرب کا یہ معمول تھا کہ اس گھاٹ میں موجود مسکینوں کو دودھ دوہ کر دودھ پلایا کرتے تھے، جناب نبی کریم ﷺ یہی کہہ رہے ہیں کہ اونٹوں کا اصل حق تو زکوٰۃ ہی ہے لیکن از قبیل مروت یہ بھی ایک حق ہے اس کو بھی ادا کیا جائے اس لیے کہ ایسا نہ کرنے کی صورت میں مسکینوں کی دل شکنی ہوگی جو کوئی اچھا کام نہیں ہے، اوفر ما کانت الخ: اس جملے کا مطلب یہ ہے کہ عدد کے اعتبار سے تمام اونٹ موجود ہوں گے، جسم کے لحاظ سے بڑے اور موٹے ہوں گے اور طاقت میں بڑھے ہوئے ہوں گے تاکہ وہ تمام اونٹ مل کر اپنے مالک کو اچھی طرح سے دوہ سکیں۔

وتعضه بأفواهها: یہ اونٹ ہی کی خصوصیت کہی جا سکتی ہے کہ جب وہ غصے میں ہوتا ہے تو آدمی کے سر کو اپنے منہ میں لے کر اس کو کچل ڈالتا ہے، اس حدیث شریف میں یہی مراد ہے کہ اپنے کھروں سے روندنے کے ساتھ ساتھ منہ میں اپنے مالک کا سر لے کر کچلتے رہیں گے لَایَفْقِدُ مِنْهَا شَیْئًا الخ: مطلب یہ ہے کہ وہ تمام گائیں اور بکریاں سلیم الاعضاء اور ثابت سینگ والی ہوں گی نہ ان کے سینگ پیچھے کو مڑے ہوئے ہوں گے، نہ منڈے ہوئے ہوں گے اور نہ ہی ان کے سینگ ٹوٹے ہوئے ہوں گے کہ اپنے مالک کو تکلیف نہ پہنچا سکیں؛ بلکہ یہ تمام جانور مضبوط اور اچھے سینگ والے ہوں گے جس سے اپنے مالک کو خوب تکلیف پہنچائیں گے، قال فالخیل: یہ جواب علی اسلوب الحکیم ہے یعنی کہ یہ نہ پوچھ کہ گھوڑوں کا کیا حکم ہے؟ بلکہ یہ بھی پوچھ کہ ان سے کیا کیا فائدے اور نقصانات ہیں، پھر جناب نبی کریم ﷺ نے گھوڑوں کی تین قسمیں کر کے، ہر ایک قسم کے فائدے اور نقصانات بتائے، ربطها ریاء الخ جس نے گھوڑے اس مقصد کے لیے پالے کہ لوگ مجھے گھوڑے والا کہیں اور وہ خود گھمنڈ کرے کہ دیکھو فلاں فلاں کے پاس گھوڑے نہیں ہیں میرے پاس اتنے گھوڑے ہیں وہ لوگ تو قلاش ہیں نیز اس کا مقصد یہ بھی ہو کہ یہ گھوڑے اس لیے ہیں کہ اسلام کے خلاف جب بھی موقع ملے گا جنگ کریں گے اور دین اسلام کو بھاری نقصان پہنچائیں گے، یہ ایک حقیقت ہے کہ یہ گھوڑے ابھی اس کو لے کر اڑتے ہیں لیکن آخرت کے لحاظ سے یہی گھوڑے اس کے لیے بوجھ ہیں، اس لیے کہ نہ اس کی منزل صحیح ہے نہ ہی سمت درست ہے۔ هِيَ لَهُ سِتْرٌ: مطلب یہ ہے کہ آدمی ضرورت کے لیے گھوڑا پالے اور بوقت ضرورت اس کو استعمال کرے تو یہ اس کے لیے پردہ ہے کہ ضرورت کے وقت دست سوال دراز

کرنے کی نوبت نہ آئے جو ایک طرح سے ذلت کا سامنا ہوتا ہے۔ پردہ اس طور پر ہے کہ یہ گھوڑے ضرورت وقت کام آکر اس آدمی اور ذلت کے درمیان آڑ ہوگیا۔ فی سبیل اللہ : کا مطلب ہے کہ ثواب کے لیے ھِیَ لہ اجرٌ : ظاہر ہے کہ جو اہل اسلام کی مدد کے لیے گھوڑے پالے یہ تو سراپا ثواب ہی ثواب ہے۔ اب ان گھوڑوں کے لیے چراگاہ، ہری بھری، گھاس، پانی دانا ارسی اور دنیا بھر کے سامان چاہیے تو اس مالک کو ان تمام چیزوں کے بدلے اس کو ثواب ملے گا۔

سوال: گھوڑوں پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

جواب: حدیث باب میں جس قسم کے گھوڑوں کا ذکر کیا گیا ہے ان میں سے کسی قسم پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے اس لیے کہ پہلی قسم اسلام کو نقصان پہنچانے کے لیے ہے جو اسلام کو نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتا ہو وہ مسلمان نہیں۔ اور جو مسلمان نہیں اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ دوسرے نمبر میں جس قسم کے گھوڑے کا تذکرہ ہے وہ ضروریاتِ زندگی میں داخل ہوکر زکوٰۃ کے شرائط نہ پائے جانے کی وجہ سے زکوٰۃ واجب نہیں ہے، تیسری قسم ان گھوڑوں کی ہے جو کل کا کل اسلام کی امداد ہی کے لیے ہے گویا کہ یہ بیت المال کے اموال کا ایک حصہ ہے اسی لیے زکوٰۃ نہیں ہے، ہاں البتہ اگر کوئی واقعتاً گھوڑوں کی تجارت کرتا ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔

﴿مال کا سانپ بن کر کاٹنا﴾

﴿حدیث نمبر ۱۶۸۷﴾ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ آتَاهُ اللّٰهُ مَالاً فَلَمْ يُؤَدِّ زَكوٰتَهٗ مُثِّلَ لَهٗ مَالُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ لَهٗ زَبِيْبَتَانِ يُطَوَّقُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَاْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَعْنِيْ شِدْقَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا مَالُكَ اَنَا كَنْزُكَ ثُمَّ تَلَا وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ الْآيَةَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

حل لغات: مُثِّل، ب تفعیل سے ماضی مجہول ہے تمثیل لفلان ہو بہو تصویر بنانا۔ شجاعا: ایک قسم کا سانپ ج: شجعان ، اقرع: قرع الرجل (س) قرعًا گنجا ہونا، الزبیبتان : سانپ کی آنکھ کے اوپر دو سیاہ نقطے۔ لِهْزِمَتَيْهِ : لھزمۃ کا تثنیہ ہے بمعنی کان کے نیچے جبڑے کی ابھری ہوئی ہڈی، شدقیہ : شدق کا تثنیہ ہے بمعنی جبڑا۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا لیکن اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی تو اس کے مال کو قیامت کے دن ایسا گنجا سانپ بنا کر جس کی پیشانی میں دو سیاہ نقطے ہوں گے، بطور طوق کے اس کی گردن پر ڈال دیا جائے گا، پھر وہ گنجا سانپ اس کے دونوں جبڑوں یعنی کلوں کو پکڑ کر کہے گا میں تیرا مال اور خزانہ ہوں، پھر جناب نبی کریم ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی: وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ الآية .

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا حاصل یہ ہے کہ جس شخص پر زکوٰۃ فرض ہوجائے اسے برابر زکوٰۃ ادا کرتے رہنا چاہیے، نہیں تو یہی مال جسے اس نے عیش و آرام کا ذریعہ سمجھ رکھا ہے قیامت کے دن نہایت زہریلا سانپ کی شکل میں اس کی گردن میں بطور طوق کے ڈال دیا جائے گا جو اس بخیل کو کاٹتا رہے گا۔

کلمات حدیث کی تشریح شجاعا اقرع: اس سانپ میں اتنا زہر ہوگا کہ اس کی تاب نہ لاکر اس کے سر کے تمام بال اڑ جائیں گے، اس سے یہ بات سمجھ میں آرہی ہے کہ وہ سانپ نہایت خطرناک ہوگا اس کی علامت یہ ہے کہ اس کے بال بھی ہوں گے، یعنی شدقیہ: یہ راوی کی تفسیر ہے۔

﴿پالتو جانور میں زکوٰۃ کا حکم﴾

﴿حدیث نمبر ۱۶۸۸﴾ وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ رَجُلٍ يَكُوْنُ لَهٗ اِبِلٌ اَوْ بَقَرٌ اَوْ غَنَمٌ لَا يُؤَدِّيْ حَقَّهَا اِلَّا اُتِيَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَعْظَمَ مَا يَكُوْنُ وَاَسْمَنَهٗ تَطَاُهٗ بِاَخْفَافِهَا وَتَنْطَحُهٗ

بِقُرُوْنِهَا كُلَّمَا جَازَتْ اُخْرَاهَا رُدَّتْ عَلَيْهِ اُوْلٰهَا حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

حل لغات: اَعْظَمُ: اسم تفضیل کا صیغہ ہے عظم (ن) عظمًا بڑا ہونا، اسمنه یہ بھی اسم تفضیل کا صیغہ ہے۔ سَمِنَ (س) سمنًا موٹا ہونا، تنطحُهٗ: نطحه (ف،ض) نطحًا الثور ونحوه بیل وغیرہ کا سینگوں سے مارنا۔ جازت : جاز(ن) المکان گذرنا، علیحدہ کرنا۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح سے سونا، چاندی اور نقدی میں زکوۃ واجب ہے اسی طرح سے پالتو جانوروں میں بھی زکوۃ ہے، سونے چاندی کی زکوۃ ادا نہ کرنے کی صورت میں ان اموال کو گنجا سانپ بنا کر مسلط کردیا جائے گا؛ لیکن پالتو جانوروں کو دنیا کے مقابلے میں بڑے؛ بلکہ بہت بڑے اور زیادہ موٹے کرکے اس بخیل پر مسلط کردیا جائے گا جو اپنے کھردں اور سینگوں سے اپنے مالک کو سزا دیں گے۔

کلمات حدیث کی تشریح اعظم مایکون الخ: یہ جانور کو زیادہ بڑے اور خوب موٹے اس لیے کردیے جائیں گے تاکہ اپنے مالک کو زیادہ سے زیادہ تکلیف پہنچا سکیں۔

﴿زکوٰۃ لینے دینے کا طریقہ﴾

﴿حدیث نمبر ۱۶۸۹﴾ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَاكُمُ الْمُصَدِّقُ فَلْيَصْدُرْ عَنْكُمْ وَهُوَ عَنْكُمْ رَاضٍ رَوَاهُ مُسْلِم .

حل لغات: اَلْمُصَدِّقُ: اسم فاعل ہے بمعنی تصدیق کرنے والا، صدق (ن) صدقًا سچ بولنا۔ فلیصدر: صدر (ن،ض) صدرًا عن المکان واپس ہونا۔ راضٍ: اسم فاعل ہے۔ رضي (س) رضى و رضوانا خوش ہونا راضی ہونا۔

ترجمہ: حضرت جریر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تمہارے پاس زکوۃ لینے والا (عامل) آئے تو وہ تمہارے پاس سے اس حال میں واپس جائے کہ وہ تم سے راضی ہو۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا حاصل یہ ہے کہ جب زکوۃ وصول کرنے کے لیے عامل آئے تو اپنا حساب کتاب صحیح اور مکمل دکھا کر اس کو مطمئن کردے۔ اس عامل کی ذمے داری ہے کہ ضابطے کے مطابق ہی زکوۃ وصول کرے تاکہ سرمایہ داروں کو شکایت کا موقع نہ ملے۔

کلمات حدیث کی تشریح المصدق : مراد عامل ہے جو اسلامی حکومت کی طرف سے زکوۃ وصول کرتا ہے اس کو مصدق اس لیے کہتے ہیں کہ وہ سب کچھ دیکھ بھال کر صحتِ حساب اور ادائے زکوۃ کی تصدیق کردیتا ہے۔

﴿زکوٰۃ دینے والے کے لیے دعاء کا ثبوت﴾

﴿حدیث نمبر ۱۶۹۰﴾ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَتِهِمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى آلِ فُلَانٍ فَاَتَاهُ اَبِيْ بِصَدَقَتِهٖ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى آلِ اَبِيْ اَوْفٰى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ اِذَا اَتَى الرَّجُلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَدَقَتِهٖ قَالَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ .

حوالہ: بخاری شریف: ۱/۲۰۳ باب صلوۃ الامام وجاءتہ

حل لغات: بصدقته: صدقه بمعنی خیرات ج صدقات۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب لوگ جناب نبی کریم ﷺ کے پاس اپنی زکوۃ لے کر آتے تو آپ ان کو دعاء دیتے اے اللہ آپ فلاں خاندان پر رحمت نازل فرما۔ پس میرے باپ اپنی زکوۃ لے کر آئے تو جناب نبی کریم ﷺ نے دعاء دی اے اللہ آپ ابو اوفی کے خاندان پر رحمت نازل فرما، بخاری اور مسلم نے روایت کی ہے، دوسری روایت میں ہے کہ جب لوگ

جناب نبی کریم ﷺ کے پاس اپنی زکوۃ لے کر آتے تو آپ دعاء دیتے اے اللہ آپ ان پر رحمت نازل فرما۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا حاصل یہ ہے کہ جب لوگ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زکوۃ لے کر آتے تو لوگوں کو احکامِ خداوندی پر عمل کرتے ہوئے دیکھ کر خوش ہوتے اور انھیں دعائیں دیتے۔ اس پر کیف منظر کو دیکھ کر حضرت اوفی رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی زکوۃ خدمتِ نبوی میں پیش کی چنانچہ ان کو بھی دعاء ملی۔

کلمات حدیث کی تشریح قال اللهم صلِّ علی آل فلان: اس حدیث شریف کے ان الفاظ سے استدلال کرتے ہوئے بعض لوگوں نے یہ کہا ہے کہ غیر نبی پر بھی صلوٰۃ پڑھا جاسکتا ہے، لیکن جمہور کا مسلک یہ ہے کہ غیر انبیاء پر صلوٰۃ کا پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، البتہ حضرات انبیاء کرام کے ساتھ ساتھ دوسرے لوگوں پر بھی صلوٰۃ پڑھا جاسکتا ہے، اور یہ جو جناب نبی کریم ﷺ نے زکوۃ لانے والوں کے لیے صیغہ صلوٰۃ کو استعمال کیا ہے، آپ کی خصوصیت تھی یہ کسی اور کے لیے نہیں ہے (فتح الباری: ۳/۲۸۶)

﴿زکوٰۃ وصول کرنے سے پہلے حالات کی تحقیق کرلے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۶۹۱﴾ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عُمَرَ عَلَى الصَّدَقَةِ، فَقِیْلَ مَنَعَ ابْنُ جَمِیْلٍ وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِیْدِ وَالْعَبَّاسُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا یَنْقِمُ ابْنُ جَمِیْلٍ اِلَّا اَنَّهُ کَانَ فَقِیْرًا فَاَغْنَاهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ وَاَمَّا خَالِدٌ فَاِنَّکُمْ تَظْلِمُوْنَ خَالِدًا قَدِ احْتَبَسَ اَدْرَاعَهُ وَاَعْتُدَهُ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاَمَّا الْعَبَّاسُ فَهِیَ عَلَیَّ وَمِثْلُهَا مَعَهَا ثُمَّ قَالَ یَا عُمَرُ اَمَا شَعَرْتَ اَنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِیْهِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حواله: بخاری شریف: ۱/۹۸ باب قول الله تعالی وفی الرقاب والغارمین.

حل لغات: بعث: بعث الشئ (ف) بعثًا بھیجنا، ینقم: نقم (ض،س) نقما بہت مکروہ جاننا۔ احتبس: حبس له (ض) حبس المال علی کذا وقف کرنا، ادراعه جمع ہے درع کی بمعنی زرہ اعتده جمع ہے عتاد کی بمعنی سامان جنگ شعرت: شعر (ن ك) شعرا جاننا محسوس کرنا۔

ترجمه: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر کو زکوۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا تو جناب نبی کریم ﷺ سے کہا گیا کہ ابن جمیل خالد بن ولید اور عباس نے زکوۃ دینے سے انکار کردیا۔ تو جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا ابن جمیل نے اس لیے منع کیا کہ وہ غریب تھا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اس کو غنی کرے اور بہر حال خالد تو خالد پر تم لوگوں نے ظلم کیا۔ انھوں نے اپنی ذرہ اور تمام آلاتِ حرب کو راہِ خدا میں وقف کردیا ہے اور بہر حال عباس تو ان کی زکوۃ مجھ پر ہے اور اس کے ساتھ اس کے برابر ہے پھر آپ نے فرمایا اے عمر کیا آپ نہیں جانتے کہ چچا باپ کے برابر ہوتا ہے۔ بخاری اور مسلم نے روایت کی ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا حاصل یہ ہے کہ جب عاملین صدقہ وصول کرنے کے لیے جائیں تو انھیں چاہیے کہ عام لوگوں کے حالات اور سرمایہ داروں کے حالات سے صحیح واقفیت حاصل کرنے کے بعد ہی کوئی فیصلہ کریں، دیکھئے اسی حدیث شریف میں کہ جن جن لوگوں کی بھی دربار نبوی میں شکایت کی گئی ان کی طرف سے خود جناب نبی کریم ﷺ نے دفاع کیا۔

کلمات حدیث کی تشریح دنیا جانتی ہے کہ حضرت خالد بن ولید اسلامی فوج کے سرخیل تھے جس کی بنیاد پر ان کو کوئی دوسرا کاروبار کرنے کا موقع ہی نہ ملا، اس لیے ان کے پاس دولت جمع نہ ہوسکی اور جو کچھ بھی مال تھا وہ آلات حرب ہی تھے جو راہِ خدا میں وقف تھے اس لیے ان پر زکوۃ فرض ہی نہ ہوسکتی تھی تظلمون خالدا: یہ ان کے پاس جو کچھ سامان ہے وہ آلات حرب ہی ان تمام چیزوں کو انھوں نے راہ خدا میں وقف کر رکھا اب تم ان سامانوں کو مال تجارت سمجھ کر ان سے زکوۃ وصول کرنا چاہتے ہو

یہ زیادتی ہے(مرقات:۴/۱۲۷) واما العباس: جناب نبی کریم ﷺ نے ان سے دوسال کی پیشگی رقم لے لی تھی۔(مرقات:۴/۱۲۷)

﴿عاملین کو محتاط رہنے کی ضرورت ہے﴾

﴿حدیث نمبر۱۶۹۲﴾ عَنْ اَبِیْ حُمَیْدٍ السَّاعِدِیْ قَالَ اسْتَعْمَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلاً مِنَ الْاَزْدِ یُقَالُ لَہٗ ابْنُ اللُّتْبِیَّۃِ عَلَی الصَّدَقَۃِ ، فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ ھٰذَا لَکُمْ وَھٰذَا اُھْدِیَ لِیْ فَخَطَبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّیْ اَسْتَعْمِلُ رِجَالاً مِنْکُمْ عَلٰی اُمُوْرٍ مِمَّا وَلاَّنِیَ اللّٰہُ فَیَاْتِیْ اَحَدُھُمْ فَیَقُوْلُ ھٰذَا لَکُمْ وَھٰذِہٖ ھَدِیَّۃٌ اُھْدِیَتْ لِیْ فَھَلاَّ جَلَسَ فِیْ بَیْتِ اَبِیْہِ اَوْبَیْتِ اُمِّہٖ فَیَنْظُرُ اَیُھْدٰی لَہٗ اَمْ لاَ ، وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لاَ یَاْخُذُ اَحَدٌ مِنْہُ شَیْئاً اِلاَّ جَاءَ بِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یَحْمِلُہٗ عَلٰی رَقَبَتِہٖ اِنْ کَانَ بَعِیْرًا لَہٗ رُغَاءٌ اَوْ بَقَرًا لَہٗ خُوَارٌ اَوْ شَاۃً تَیْعَرُ ثُمَّ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی رَاَیْنَا عُفْرَۃَ اِبْطَیْہِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰھُمَّ ھَلْ بَلَّغْتُ اَللّٰھُمَّ ھَلْ بَلَّغْتُ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ .... قَالَ الْخَطَّابِیْ وَفِیْ قَوْلِہٖ ھَلاَّ جَلَسَ فِیْ بَیْتِ اُمِّہٖ اَوْ فَیَنْظُرُ اَیُھْدٰی اِلَیْہِ اَمْ لاَ دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّ کُلَّ اَمْرٍ یُتَذَرَّعُ بِہٖ اِلٰی مَحْظُوْرٍ فَھُوَ مَحْظُوْرٌ وَکُلُّ دَخِیْلٍ فِی الْعُقُوْدِ یُنْظَرُ ھَلْ یَکُوْنُ حُکْمُہٗ عِنْدَ الْاِنْفِرَادِ کَحُکْمِہٖ عِنْدَ الْاِقْتِرَانِ اَمْ لاَ ھٰکَذَا فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ .

حوالہ: بخاری شریف:۱/۲۰۳ باب قول اللہ تعالیٰ و العاملین علیھا .

حل لغات: أھدی: ماضی مجہول ہے اھدی اھداء لفلان ہدیہ بھیجنا فخطب (ن) خطبۃ تقریر کرنا ولانی : ولی (تفعیل) تولیۃ والی مقرر کرنا رقبتہ : ج رقاب بمعنی گردن رغاء: رغا (ن) رغاء پہنچنا: البعیر اونٹ کی آواز، خوار : مصدر ہے بمعنی گائے کی آواز، تیعر: یعرت ، الشاۃ بکری کا ممیانا۔ تذرّع (التفعل) بذریعۃ وسیلہ بنانا۔

ترجمہ: ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جناب نبی کریم ﷺ نے قبیلہ ازد کے ایک شخص کو زکوٰۃ وصول کرنے کا عامل بنایا جسے ابن لتبیہ کہا جاتا تھا وہ واپس آیا تو اس نے کہا یہ آپ کے لیے، یہ مجھے ہدیہ ملا ہے تو جناب نبی کریم ﷺ نے تقریر کی چنانچہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی پھر آپ نے فرمایا بہر حال حمد وثنا کے بعد میں آپ حضرات، میں سے کچھ لوگوں کو ان معاملات پر عامل بناتا ہوں جن کا مجھے اللہ تعالیٰ نے والی بنایا ہے۔ تو ان میں سے ایک شخص آکر کہتا ہے یہ آپ کے لیے ہے اور یہ وہ ہدیہ ہے جو مجھے ملا ہے، تو وہ شخص اپنے باپ یا اپنی ماں کے گھر بیٹھ کر دیکھے کہ اسے ہدیہ مل رہا ہے یا نہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ جس شخص نے بھی اس میں سے کچھ لیا تو قیامت کے دن اس کو اپنی گردن پر، لاد کر لائے گا۔ اگر وہ اونٹ ہوگا تو اونٹ کی طرح چلائے گا اگر گائے ہوگی تو گائے کی طرح چلائے گی یا اگر بکری ہوگی تو بکری کی طرح ممیائے گی۔ پھر آپ نے اپنے ہاتھ اتنے اوپر اٹھائے کہ ہم نے آپ کے بغل کی سفیدی دیکھی پھر آپ نے فرمایا اے اللہ کیا میں نے نہیں پہنچادیا؟ اے اللہ کیا میں نے نہیں پہنچا دیا......

......خطابی نے کہا کہ جناب نبی کریم ﷺ کی بات'' ھلا جلس فی بیت امہ وابیہ فینظر ایھدی الیہ ام لا '' اس کی دلیل ہے کہ ہر وہ معاملہ جس کو کسی ناجائز تک رسائی کے لیے وسیلہ بنایا جاسکتا ہے وہ ناجائز ہے اور ہر وہ عقد جو عقدوں میں داخل ہے دیکھا جائے گا کہ کیا اس کا حکم جدائی کے وقت ایسا ہی ہے جیسا کہ ملاپ کے وقت یا نہیں۔ شرح السنہ میں ایسا ہی ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا حاصل یہ ہے کہ زکوٰۃ وصول کرنے کے دوران جو ہدایا اور تحائف عاملین کو ملتے ہیں وہ عاملین کے لیے نہیں ہیں بلکہ وہ تمام اموال بیت المال کے ہیں عاملین کو چاہیے کہ اموال زکوٰۃ کی طرح ان تمام سامانوں کو جو انھیں بطور ہدیہ کے ملے ہیں بیت المال میں جمع کردیں، ورنہ اس کے بڑے دردناک عذاب ہیں جو حدیث باب کے الفاظ سے واضح ہیں (ترجمہ دیکھ لیا جائے)

کلمات حدیث کی تشریح الأزد: ایک قبیلے کا نام ہے۔ ابن اللتبیة: نام ان صاحب کا عبداللہ ہے، قال هذا: یعنی زکوۃ کے نام پر وصول کردہ مالوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا، فی بیت ابیه او بیت امه : ماں اور باپ کے گھر کا تذکرہ خود جناب نبی کریم ﷺ نے کیا ہے یا راوی کو شک ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے تم کو عامل بنا کر عزت دی۔ اب تم نے اس کا ناجائز فائدہ اٹھانا شروع کر دیا، واقعتاً اگر تمہاری اتنی ہی قدر و منزلت ہے کہ لوگ تمہیں دل کھول کر ہدایا پیش کرتے ہیں تو تم اپنے ہی گھر بیٹھ کر لوگوں کے تحائف کا انتظار کرو۔ فی بیت امه وابیه: خطابی نے یہاں بیت امه کو مقدم کر دیا ہے۔ جو الفاظ حدیث کی ترتیب کے خلاف ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ انھوں نے بطور روایت بالمعنی کے ایسا کیا ہے (مرقات ۴/۱۲۸) هكذا فی شرح السنة :: یعنی امام بغوی نے شرح السنہ میں ایسا ہی نقل کیا ہے۔

﴿عاملین کو دیانت دار ہونا چاہیے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۶۹۳﴾ عَنْ عَدِيِّ بْنِ عَمِيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ مِنْكُمْ عَلٰى عَمَلٍ فَكَتَمَنَا مِخْيَطًا فَمَا فَوْقَهٗ كَانَ غُلُوْلًا يَاْتِيْ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: فکتمنا: کتم (ن) کتما چھپانا، مخیطا : بمعنی سوئی خاطه (ض) خیطا الثوب سینا غلولا خیانت کرنا غله (ن) غلا الشی چپکے سے لینا۔

ترجمه: حضرت عدی بن عمیرہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آپ لوگوں میں سے جن کو ہم نے عامل بنایا کسی کام میں پھر اس نے ایک سوئی یا اس سے کم یہ خیانت ہے جسے وہ قیامت کے دن لے کر آئے گا۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جب کسی کو عامل بننے کا موقع ملے تو اسے چاہیے کہ مکمل دیانت کا ثبوت دے اور کسی طرح کی کوئی خیانت نہ کرے، ورنہ یہ خیانت قیامت کے دن اس کے لیے بڑی بھاری بوجھ ہوگی۔

کلمات حدیث کی تشریح فمافوقه: یعنی وہ چیز جو چھپا کر رکھ لی گئی ہے سوئی سے چھوٹی ہو یا بڑی ہر حال میں اس کو حساب دینا ہے۔

الفصل الثانی

﴿اسلام میں مال جمع کرنا﴾

﴿حدیث نمبر ۱۶۹۴﴾ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ كَبُرَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ عُمَرُ اَنَا اُفَرِّجُ عَنْكُمْ ، فَانْطَلَقَ فَقَالَ يَانَبِيَّ اللّٰهِ اِنَّهٗ كَبُرَ عَلٰى اَصْحَابِكَ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَفْرِضِ الزَّكٰوةَ اِلَّا لِيُطَيِّبَ مَابَقِيَ مِنْ اَمْوَالِكُمْ وَاِنَّمَا فَرَضَ الْمَوَارِيْثَ وَذَكَرَ كَلِمَةً لِتَكُوْنَ لِمَنْ بَعْدَكُمْ فَقَالَ فَكَبَّرَ عُمَرُ ثُمَّ قَالَ لَهٗ اَلَا اُخْبِرُكَ بِخَيْرِ مَا يَكْنِزُ الْمَرْءُ الصَّالِحَةُ اِذَا نَظَرَ اِلَيْهَا سَرَّتْهُ وَاِذَا اَمَرَهَا اَطَاعَتْهُ وَاِذَا غَابَ عَنْهَا حَفِظَتْهُ. رواه ابو داود.

حل لغات. یکنزون: کَنَزَ (ض) کَنْزًا المال جمع کرنا، زمین میں دفن کرنا اَلذَّهَبُ، مصدر ہے، بمعنی سونا اس کی کی جمع اَذْهَاب اور ذُهُوْب آتی ہے اَلْفِضَّةُ ،، بمعنی چاندی اُفَرِّجُ .فَرَجًا وَفَرَّجَ (تفعیل) الشی کھولنا، فَانْطَلَقَ :طَلِقَ (س) طَلَقًا دور ہونا وانْطَلَقَ (انفعال) اِنْطِلَاقًا جانا لِیُطَیِّبَ، طَابَ (ض) طِیْبًا وَطِیْبَةً اچھا اور عمدہ ہونا وَطَیَّبَ الشی اچھا کرنا الْمواریث جمع ہے میراث کی بمعنی ترکہ، سَرَّتْهُ، سَرَّهٗ (ن) سُرُوْرًا خوش کرنا۔

ترجمه: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے

ہیں، یہ آیت مسلمانوں پر بھاری ہوئی تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں آپ لوگوں سے یہ دشواری دور کردونگا، چنانچہ انھوں نے جا کر کہا اے اللہ کے رسول! یہ آیت آپکے اصحاب پر بھاری ہوگئی تو جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ اسلئے فرض کی ہے تا کہ پاک کرے ان مالوں کو جو تمھارے پاس باقی رہ گئے ہیں اور میراث بھی فرض کی ہے اور جناب نبی کریم ﷺ نے ایک کلمہ ذکر کیا (جو ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یاد نہ رہا) تا کہ یہ میراث بعد والوں کے لئے ہو (چناں چہ ابن عباس نے کہا عمر نے اللہ اکبر کہا پھر جناب نبی کریم ﷺ نے ان سے کہا کیا میں آپ کو اس سے اچھی چیز سے باخبر نہ کردوں جو لوگ جمع کرتے ہیں (وہ چیز) نیک عورت ہے جب شوہر اس کو دیکھے تو وہ اس کو خوش کردے اور جب شوہر حکم کرے تو وہ اس کی فرمانبرداری کرے اور جب شوہر اس سے غائب ہو تو وہ عورت اس کی حفاظت کرے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جب یہ آیت، وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ، نازل ہوئی تو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اضطراب و بے کلی کی لہر دوڑ گئی اس لیے کہ اکثر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس کچھ نہ کچھ سونا چاندی جمع تھے۔

اس پریشانی کو دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے رہا نہ گیا انھوں نے حضرات صحابہ کرام سے یہ کہہ کر کہ ابھی یہ مسئلہ حل کرتا ہوں جناب نبی کریم ﷺ کو صورت حال سے واقف کرایا، تو جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہی ایک آیت نہیں ہے بل کہ اس کے علاوہ بھی آیتیں ہیں۔ جن سے زکوٰۃ دینے کا حکم ثابت ہوتا ہے، جس مال کی زکوٰۃ نکال دی جائے وہ اس کنز میں شامل نہیں ہے جس پہ وعید آئی ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح كبر ذالك على المسلمين : آیت یعنی، وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ، مسلمانوں پر دشوار گزری اس لئے کہ اس کے ظاہر سے یہ سمجھ لیا گیا کہ مال خواہ کم ہو یا زیادہ اس آیت کی رو سے جمع کرنا ممنوع ہے اور جو بھی جمع کرے گا وہ وعید کا مستحق ہے، انا افرج عنكم: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی جرأت اس لئے ہوئی کہ وہ سمجھتے تھے کہ ہر مشکل کا کوئی نہ کوئی حل ضروری ہے اور جناب نبی کریم ﷺ تو رحمت عالم ہیں ان کے پاس اس کا حل تو ضروری ہوگا۔

فقال ان الله يفرض الزكوٰة الا ليطيب الخ: یہ جواب بطریق حکم ہے، مطلب یہ کہ اگر مطلقاً مال جمع کر ممنوع ہوتا اللہ تعالیٰ زکوٰۃ کو فرض نہ کرتے زکوٰۃ فرض کرنا اس بات کی علامت ہے کہ مال جمع کرنا ممنوع نہیں ہے، وہ مال جمع کرنا ممنوع ہے جس کی زکوٰۃ نہ دی جائے اسی طرح سے اللہ تعالیٰ نے میراث فرض کی ہے۔

المرأة الصالحة: جناب نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا یہ تم خزانہ اور بینک بیلنس (BankBalanec) کے بارے میں کیا پوچھ رہے ہو آؤ میں تمہیں اس سے بھی اچھی چیز سے باخبر کرتا ہوں اور وہ نیک اور صالح عورت ہے اس بات کی مزید وضاحت اس حدیث سے ہوجاتی جس میں جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ پوری دنیا منافع کی چیز ہے۔ اور دنیا کی سب سے بہتر ین نعمت نیک اور صالح عورت ہے (مشکوٰۃ ۲/۲۶۷) اور یہ اس لئے ہے کہ سونا چاندی سے انسان کو اس وقت فائدہ ہوتا ہے جب وہ جدا ہو جائے، لیکن عورت کے پاس رہتے ہوئے فائدہ،، بل کہ عورت سے اصل فائدہ تو سینے سٹانے ہی میں ہے۔

﴿زکوٰۃ دینے والے کے لئے دعاء کرنا﴾

﴿حدیث نمبر ۱۶۹۵﴾ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَتِيْكٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيَأْتِيْكُمْ رُكَيْبٌ مُبْغَضُوْنَ، فَإِذَا جَاءُوْكُمْ فَرَحِّبُوْا بِهِمْ وَخَلُّوْا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَبْتَغُوْنَ فَإِنْ عَدَلُوْا فَلِأَنْفُسِهِمْ وَإِنْ ظَلَمُوْا فَعَلَيْهِمْ وَأَرْضُوْهُمْ فَإِنَّ تَمَامَ زَكٰوتِكُمْ رِضَاهُمْ وَلْيَدْعُوْا لَكُمْ رواه ابو داؤد .

حوالہ: ابو داؤد کتاب الزکوٰۃ: اس حدیث کی تخریج صرف حضرت امام ابوداؤد نے کی ہے۔

ترجمہ: حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ عن قریب تمہارے پاس چھوٹا سا

قافلہ آئے گا جو دشمن سمجھا جاتا ہے۔ جب وہ تمہارے پاس آئے اسے خوش آمدید کہو اس قافلہ کا اور جس کی تلاش میں آئے ہیں، اس چیز کا راستہ خالی کر دو اگر وہ انصاف کریں تو ان ہی لوگوں کا فائدہ ہے،، لیکن اگر ظلم کریں تو ان لوگوں کا نقصان ہے اور انھیں خوش رکھو اس لئے کہ زکوۃ کی تکمیل ان ہی لوگوں کی رضامندی میں ہے اور ان لوگوں کو چاہیے کہ تمہارے حق میں دعاء کریں۔

کلمات حدیث کی تشریح

مبغضون: زکوۃ وصول کرنے والے اس لئے دشمن سمجھے جاتے ہیں کہ وہ لوگ عام لوگوں کے خون پسینے کی کمائی میں سے لے جاتے ہیں۔ جس مال سے انسان کی دلی محبت وابستہ ہے، اس لئے زکوۃ دینے والے زکوۃ وصول کرنے والوں کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں اور یہ شرعا نہیں ہے، بل کہ فطری تقاضے کا اظہار ہے، **وان ظلموا فعلیھم وارضوھم** زکوۃ دینے والے کو یہ ہدایت ہے کہ زکوۃ وصول کرنے والے ظلم بھی کریں تو اس پر صبر کرے اور عامل کی مخالفت نہ کرے اس لئے کہ عامل کی مخالفت میں سلطان کی مخالفت لازم آئے گی جو فتنے کا باعث ہے چوں کہ عامل سطان کی طرف سے بھیجا گیا ہے اس کے ساتھ ساتھ عامل کو راضی رکھنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ جس کی صورت یہ ہے کہ جو زکوۃ کا واجبی حق بنتا ہے اسکو بغیر کسی ٹال مٹول کے عامل کے حوالے ادا کرنے سے زکوۃ تو ادا ہو جائے گی لیکن اس میں مزید پختگی لانے کے لئے یہ ہے کہا گیا ہے کہ عامل کو راضی رکھا جائے تا کہ نظام میں گڑبڑی نہ آئے **ولیدعوا** یہ عامل کے لیے ہدایت ہے کہ جب وہ زکوۃ وصول کرے تو زکوۃ دینے والے کے لئے دعاء کرے یہ ایک مستحب عمل ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (التوبہ/۱۰۳)

سوال: جیسا کہ حدیث باب میں ہے کہ عامل اگر ظلم کرے پھر بھی انھیں راضی رکھنے کی کوشش کی تو کیا اس صورت میں اس کی اجازت ہو سکتی ہے کہ ایسے عامل سے کچھ مال چھپا کر رکھ لیا جائے تا کہ بعد میں حساب برابر ہو جائے؟

جواب: اس طرح سے چھپانے کی اجازت نہیں ہے اس لئے کہ حدیث صریح میں ہے کہ حضرات صحابہ کرام نے جناب نبی کریم ﷺ سے پوچھا تھا کہ ایسے ظالم عامل سے پالا پڑ جائے تو کیا کچھ مال چھپا کر رکھ لیں: تو جناب نبی کریم ﷺ نے منع فرمادیا تھا (مرقات ۴/۱۳۱)

﴿عاملین کو راضی رکھا جائے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۶۹۶﴾ **عَنْ جرِيْرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ جَاءَ نَاسٌ يَعْنِى مِنَ الْاَعْرَابِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اِنَّ نَاسًا مِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ يَأْتُوْنَا فَيَظْلِمُوْنَا فَقَالَ اَرْضُوْا مُصَدِّقِيْكُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاِنْ ظَلَمُوْنَا قَالَ اَرْضُوْا مُصَدِّقِيْكُمْ وَاِنْ ظُلِمْتُمْ .** رواه ابوداؤد

حوالہ: بخاری شریف باب قول اللّٰہ تعالیٰ :والعاملین علیھا ،ومحاسبة المصدقین مع الامام .

حل لغات: اَلْاَعْرَاب جمع ہے اَعْرَابِی یعنی عرب دیہات کے باشندے۔

ترجمہ: حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دیہات کے لوگوں نے جناب نبی کریم ﷺ کے پاس آکر کہا کہ زکوۃ وصول کرنے والے لوگ ہمارے پاس آتے ہیں، اور ظلم کرتے ہیں۔ تو جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ زکوۃ وصول کرنے والوں کو تم لوگ راضی رکھو ان دیہاتیوں نے کہا یا رسول اللہ اگر چہ وہ لوگ ہمارے اوپر ظلم کریں،، جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا زکوۃ وصول کرنے والوں کو تم لوگ راضی رکھو اگر چہ تم پر ظلم ہو۔

خلاصۂ حدیث

اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ چوں کہ آدمی کو مال سے محبت ہوتی ہے اس بنیاد پر اگر چہ مال کا واجبی حق لیا جاتا ہے پھر بھی ایسا محسوس ہوتا ہے کو زیادہ لے کر ظلم کیا جارہا ہے، اس شکایت کی یہی حقیقت تھی اس لئے جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر چہ وہ ظلم کریں ان کو راضی رکھنے کی کوشش کرو۔

کلمات حدیث کی تشریح

من المصدقین: مراد زکوٰۃ وصول کرنے والے عمال ہیں، وان ظلمتم: عاملین ظلم کریں یا نہ کریں دونوں صورتوں میں ان کو راضی رکھنا مستحب ہے اس لئے کہ جناب نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ زکوٰۃ کی تکمیل عاملین کو راضی رکھنے پر موقوف ہے۔ (مرقات ۴؍۱۳)

﴿عامل سے مال چھپایا نہ جائے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۶۹۷﴾ عَنْ بَشِيْرِبْنِ الخَصَاصِيَةِ قَالَ قُلْنَا اِنَّ اَهْلَ الصَّدَقَةِ يَعْتَدُوْنَ عَلَيْنَا اَفَنَكْتُمُ مِنْ اَمْوَالِنَا بِقَدْرِ مَايَعْتَدُوْنَ قَالَ لَا :رواه ابو داؤد

حوالہ: بخاري شريف :باب ما ينهى عن اضاعة المال الخ.

حل لغات: يعتدون: عدا(ن) عَدْوًا عليه ظلم کرنا اعتدى (افتعال) اعتداءً على فلان ظلم کرنا، اَفَنَكْتُمُ كَتَمَ (ن) كَتْمًا پوشیدہ کرنا چھپانا۔

ترجمہ: حضرت بشیر بن خصاصیہ سے روایت ہے کہ ہم نے جناب نبی کریم ﷺ سے کہا کہ صدقہ وصول کرنے والے لوگ ہمارے اوپر ظلم کرتے ہیں تو کیا ان کے ظلم کرنے کے بقدر ہم اپنے مالوں کو چھپالیں؟ جناب نبی کریم ﷺ نے جواب دیا کہ نہیں۔

خلاصہ حدیث

اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ صدقہ وصول کرنے والے لوگوں کے ڈر سے اپنے مالوں کو پوشیدہ نہ رکھا جائے، اس لئے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح

یعتدون علینا: بعض عاملین حد سے تجاوز کرتے ہوئے واجبی حق سے بھی زیادہ لے لیا کرتے تھے، اسی بات کی دربار نبوت میں شکایت کی گئی تھی، اَفَنَكْتُمُ من اموالنا الخ: انہیں بعض مال اس لئے چھپانے کی اجازت نہیں دی گئی کہ اگر اس بات کی اجازت مل جاتی تو یہ ایک طرح سے رواج ہوجانے کا قوی اندیشہ تھا اور ان عاملین سے بعض مال چھپا کر رکھ لیا جاتا جو ظلم بھی نہ کرتے۔ (مرقات ۴؍۱۳)

﴿عاملین غازی کی طرح هیں﴾

﴿حدیث نمبر ۱۶۹۸﴾ وَعَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْعَامِلُ عَلَى الصَّدَقَةِ بِالْحَقِّ كَالْغَازِي فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلٰى بَيْتِهِ .رواه ابو داؤد، والترمذى،،

حوالہ: بخارى شريف اذااجتهد العامل الحاكم الخ ترمذى شريف،، باب ماجاء العامل على الصدقة بالحق.

حل لغات: الغازی: اسم فاعل ہے بمعنی جہاد کرنے والا غزا (ن) غَزْوًا القوم بمعنی کسی قوم سے جنگ کے لئے چلنا۔

ترجمہ: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا حق کے مطابق صدقہ وصول کرنے والا اپنے گھر واپس آنے تک غازی فی سبیل اللہ کے مانند ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح

العامل على الصدقه با لحق کا مطلب یہ ہے کہ اخلاص کے ساتھ ٹھیک ٹھیک صدقہ وصول کرے ظلم زیادتی نہ کرے اور نہ ہی گھوٹالا کرے، کالغازی فی سبیل اللّٰہ چونکہ جس طریقے سے مجاہدین دین کی حفاظت اور اس کے فروغ کے لئے کام کرتے ہیں اسی طریقے سے یہ عاملین بھی بیت المال کے لئے کام کرکے دین کی اعانت کرتے ہیں اس لئے ثواب یکساں ہیں۔

خلاصہ حدیث

اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ صدقہ وصول کرنے والے عاملین اور جہاد کرنے والے مجاہدین کا ثواب برابر ہے

﴿زکوٰۃ لینے دینے میں ایک دوسرے کو پریشان نہ کرے﴾

﴿حدیث نمبر۱۶۹۹﴾ وَعَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْب عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاجَلَبَ وَلَا جَنَبَ وَلَا يُؤْخَذُ صَدَقَاتُهُمْ اِلَّا فِيْ دُوْرِهِمْ رواه ابوداؤد.

حوله: موطامالك :باب الحكرة والتربص.

ترجمه: حضرت عمرو بن شعیب سے روایت ہے انھوں نے اپنے باپ اور انھوں نے اپنے دادا سے روایت کی کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا نہ الگ کرے نہ دور کرے اور صدقہ وصول کرنے والے صدقہ دینے والے کے گھر ہی میں وصول کرے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ زکوٰۃ لینے دینے کا ایسا نظام ہو کہ فریقین میں سے کسی کو پریشانی نہ ہو۔

کلمات حدیث کی تشریح لاجَلَبَ: جیم اور لام دونوں پر فتحہ کے ساتھ، مطلب یہ ہے کہ مال کا مالک اپنے مال کو اتنی دور لے جا کر نہ رکھے کہ صدقہ وصول کرنے والوں کو وہاں جانے میں پریشانی ہو بلکہ اپنے گھر میں رکھے تاکہ عامل آسانی کے ساتھ صدقہ وصول کرلے وَلاجَنَبَ: جیم اور نون پر فتحہ کے ساتھ، مطلب یہ ہے کہ عامل اسی جگہ جا کر نہ اترے کہ وہاں مال لانا مالکان کے لئے دشوار ہو بلکہ مالک کے گھر میں جا کر صدقہ وصول کرے۔ ولا یوخذ صدقاتھم الخ یہ جملہ پہلے جملے کی تاکید کے لئے ہے۔ (مرقات ۱۳۳/۴)

﴿فرضیت زکوٰۃ کے لیے حولان حول ضروری ہے﴾

﴿حدیث نمبر۱۷۰۰﴾ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَفَادَ مَالًا فَلَازَكوٰةَ فِيْهِ حَتّٰى يَحُوْلَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ رواه الترمذی وذکر جَمَاعَةٌ اَنَّهُمْ وَقَفُوْهُ عَلَى ابْنِ عُمَرَ.

حواله: ترمذی شریف :باب ماجاء لازكوة على المال المستفادحتى يحول عليه الحول.

حل لغات: حتى يحول حال (ن) عليهالحول پورا سال گزرنا: وقفوه :وقف (ض) وقفًا وقوفًا ٹھہرنا وقوف کرنا۔

ترجمه: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جسکو مال ملے اسپر زکوٰۃ نہیں ہے یہاں تک کہ پورا سال گزر جائے اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے اور انھوں نے ایک جماعت کا تذکرہ کیا ہے جس نے اسکو ابن عمر پر موقوف ٹھہرایا ہے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ مال حاصل ہونے کے معا بعد ہی زکوٰۃ فرض نہیں ہو جاتی ہے بلکہ پورا سال گزرنے کے بعد ہی زکوٰۃ فرض ہوا کرتی ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح فلازکوۃفیہ الخ :یہ ایک حقیقت ہے کہ سال گزرنے کے بعد ہی زکوٰۃ فرض ہوتی ہے: یہ اس صورت میں ہے جب کہ پہلے سے مال نصاب موجود نہ ہو لیکن اگر پہلے سے کسی کے پاس بقدر نصاب مال موجود ہے اس کے بعد پھر اس کو مزید مال ملتا ہے، اس صورت میں مزید حاصل شدہ مال میں زکوٰۃ کب واجب ہوگی؟

اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ مال مستفاد کی تین صورتیں ہیں: (۱) بغیر جنسہ یعنی ایک آدمی صاحب نصاب ہے مثلاً روپے پیسے کی بنیاد پر اب بعد میں اس کو اتنے اونٹ مل گئے کہ اس پر زکوٰۃ فرض ہوگئی اس صورت میں حضرات ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے کہ ان اونٹوں پر از سر نو حولان حول ضروری ہے۔

دلیل حدیث باب ہے (۲) بجنسہ یعنی جو آدمی روپے پیسے کی بنیاد پر صاحب نصاب تھا اب بھی پیسوں سے منافع حاصل ہو کر پیسوں کی مقدار بڑھ گئی اور بڑھتی ہی رہی۔

اس صورت میں بھی حضرات ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے کہ الگ الگ حساب نہیں لگایا جائے گا بل کہ یہ ایک ملکیت مانی جائے گی اس لیے کہ ہر دن کا الگ الگ حساب کرنے میں کافی دشواری ہے (۴) بجنسہ تو ہے لیکن سب الگ الگ ہے ایک آدمی صاحب نصاب ہے اس کا جو بھی ذریعہ ہو اب اس کے علاوہ کسی دوسرے ذریعے سے اس کے پاس پیسے آ گئی مثلاً وہ ایک تاجر ہے اور صاحب نصاب ہے۔ اس تجارت کے علاوہ سے اس کو میراث سے پیسے مل گئے۔ میراث سے ملنے والے اس پیسے کے بارے میں حضرت امام شافعی اور امام احمد علیہما الرحمہ کا کہنا ہے کہ از سر نو حولان حول ہوگا تب زکوٰۃ فرض ہوگی ان دونوں حضرات کی دلیل حدیث باب ہے، حضرت امام اعظم اور امام مالک اس تیسری صورت کے بارے میں کہتے ہیں کہ دوسری صورت کی طرح یہ بھی ملحق ہو کر پہلے مال میں شامل ہو جائے گا اور ساتھ ساتھ زکوٰۃ نکالی جائے گی ان دونوں حضرات کی دلیل حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وہ روایت ہے، جس میں جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب تمہارے پاس دو سو درہم ہوں اور اس پر سال گزر جائے تو اس کی زکوٰۃ کی مقدار پانچ درہم ہیں''' آگے فرماتے ہیں کہ اس پر جو زیادہ ہو اس کی زکوٰۃ اسی حساب سے نکلے گی، ''عن علی کرم اللّٰہ وجهه عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال اذا كانت لك مائتا درهم وحال عليها الحول ففيها خمسة دراهم " فما زاد فبحساب ذلك (مرقات ۱۳۳/۴) دوسری دلیل یہ کہ دوسری صورت میں مالِ مستفاد کو ملحق کرنے کی واحد وجہ مجانست ہے اس لیے کہ وہاں ہر منافع کے لیے حولان حول شرط قرار دینا دشواری کی دعوت دینے کے مرادف ہے اسی طریقے سے یہاں بھی جب جنس ایک ہے تو اس مستفاد کے لیے بھی حولان حول کی شرط قرار دینا دشواری ہے اس لیے اس مالِ مستفاد کے لیے بھی الگ سے حولان حول کی شرط نہ ہوگی بل کہ پہلے مال کے ساتھ ملحق ہو کر اس کی زکوٰۃ نکلے گی اس لیے کہ حولان حول صرف اور صرف آسانی کے لیے ہے، ولنا ان المجانسة هي العلة في الاولاد والارباح لان عندها يتعسر للتمييز اعتبار الحول لكل مستفاد وما شرط الحول الا للتيسر (الهداية: ۱۹۳/۱) حدیث باب کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث شریف میں چوں کہ مجانست اور غیر مجانست کی کوئی صراحت نہیں ہے اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت کو سامنے رکھتے ہوئے یہ کہا جائے گا کہ اس حدیث شریف میں صرف پہلی ہی صورت مراد ہے یعنی مال مستفاد غیر جنس سے ہو، وذكر جماعة انهم وقفوه الخ. اس روایت کے متعلق حضرات محدثین نے یہ کلام کیا ہے کہ یہ روایت مرفوع ہے یا موقوف دونوں طرح کی باتیں کہی گئی ہیں، لیکن حضرت ملا علی قاری کی صراحت کے مطابق یہی بات صحیح ہے کہ یہ روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما پر موقوف ہے۔

﴿سال گذرنے سے پہلے زکوٰۃ ادا کرنا﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۰۱﴾ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ الْعَبَّاسَ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْ تَعْجِيْلِ صَدَقَتِهٖ قَبْلَ اَنْ تَحِلَّ فَرَخَّصَ لَهٗ فِيْ ذٰلِكَ رواه ابوداؤد والترمذی وابن ماجه والدارمی. سنن الترمذی: باب ماجاء فی المتصدق يرث صدقته.

حل لغات: ان تحل: حَلَّ (ض) حُلُولا عليه الامر واجب ہونا۔

ترجمه: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عباس نے جناب نبی کریم ﷺ سے صدقہ واجب ہونے سے پہلے ادا کرنے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اس کی اجازت دی۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ صاحبِ نصاب حولان حول سے پہلے زکوٰۃ دینا چاہے تو دے سکتا ہے اس کی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

کلمات حدیث کی تشریح قبل اَنْ تحل: ان تحل کے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ زکوٰۃ واجب ہونے سے پہلے اس کی تشریح یہ ہے کہ آدمی نصاب کا مالک تو ہو گیا لیکن ابھی سال نہیں گذرا ہے اور وجوب زکوٰۃ کا ایک سبب حولانِ حول

بھی ہے جب حولان حول ہوا ہی نہیں تو ابھی زکوۃ واجب نہیں ہوتی ہے لیکن اگر کوئی ادا کرے تو حدیث شریف کی صراحت کے مطابق زکوۃ ادا ہو جائے گی، ان تحل: کا دوسرا مطلب ہے سال کا گذرنا۔

﴿یتیم کے مال کا حکم﴾

﴿حدیث نمبر۱۷۰۲﴾ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى الله عليه وسلم خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ اَلَا مَنْ وَلِيَ يَتِيْماً لَهُ مَالٌ فَلْيَتَّجِرْ فِيْهِ وَلَا يَتْرُكْهُ حَتّٰى تَأْكُلَهُ الصَّدَقَةُ رواه الترمذی وقال فی اسْنَادِهِ مَقَالٌ لِاَنَّ الْمُثَنّٰى بْنِ الصَّبَاحِ ضَعِيْفٌ .

حوالہ: بخاری شریف ''باب فضل من یعول یتیما''

حل لغات: ولی ، وَلِيَ (س) وِلَايَةً والی ہونا وَلّٰى (تفعیل تولیۃ) والی مقرر کرنا۔

فلیتجر تجر (ن) تجرا واتَّجَرَ (افتعال) سوداگری کرنا۔ ولا یترکہ: تَرَکَ (ن) ترکًا چھوڑنا۔

ترجمہ: حضرت عمرو بن شعیب سے روایت ہے انہوں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی کہ جناب نبی کریم ﷺ نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا خبردار جو شخص یتیم کا والی مقرر ہوا اور یتیم کا مال ہو تو اس کی تجارت کرے اور اس کو چھوڑ نہ دے یہاں تک کہ صدقہ اس کو کھا جائے، اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی سند میں کلام ہے، اس لئے کہ مثنی بن صباح ضعیف ہیں۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ یتیموں کی دیکھ ریکھ کرنے والوں کی اخلاقی ذمہ داری ہے کہ ان کے مالوں میں اضافہ کرنے کی فکر کرے، تاکہ وہ مال بڑھتا رہے۔

کلمات حدیث کی تشریح له مال، مال سے اتنا مال مراد ہے جو نصاب کو پہنچ جائے حتی تأکله الصدقة: حدیث شریف کے ان الفاظ کی بنیاد پر حضرات ائمہ ثلاثہ کی رائے یہ ہے کہ بچوں کے مال میں بھی زکوۃ فرض ہے اور دلیل یہی روایت ہے، لیکن حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کا کہنا ہے کہ بچوں کے مال میں زکوۃ واجب نہیں ہے، بالغ ہونے کے بعد ہی ان کے مالوں میں زکوۃ فرض ہوگی، اس لئے کہ بالغ ہونے سے پہلے یہ مکلف ہی نہیں ہیں جب مکلف نہیں تو ان پر دوسرے اعمال کی طرح زکوۃ بھی فرض نہ ہوگی، حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کے قول کی تائید دوسری حدیثوں سے ہو جاتی ہے جیسے جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا تین طرح کے لوگوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے، سونے والے سے یہاں تک کہ وہ جاگ جائے، بچے سے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے پاگل سے یہاں تک کہ وہ ٹھیک ہو جائے حضرت ملا علی قاری نے حضرت ابن مسعود کا یہ قول نقل کیا ہے کہ یتیم کے مال میں زکوۃ نہیں ہے (مرقات ۱۳/۴) حدیث باب کا جواب یہ ہے کہ حضرت محدثین کی صراحت کے مطابق یہ حدیث ضعیف ہے اور ضعیف روایت سے استدلال صحیح نہیں ہے۔

﴿الفصلُ الثالث﴾

﴿ارتداد اور منع زکوۃ کے فتنے اور حضرت ابوبکرؓ کی عزیمت کا ذکر﴾

﴿حدیث نمبر۱۷۰۳﴾ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ وَاسْتُخْلِفَ اَبُوْبَكْرٍ بَعْدَهُ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ ، قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِاَبِيْ بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ فَمَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ عَصَمَ مِنِّيْ مَالَهُ وَنَفْسَهُ اِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللهِ ، فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ وَاللهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ فَاِنَّ الزَّكٰوةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللهِ لَوْ مَنَعُوْنِيْ عَنَاقًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهَا اِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عليه وسلم لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهَا ، قَالَ

عُمَرُ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا رَأَيْتُ اَنَّ اللّٰهَ شَرَحَ صَدْرَ اَبِيْ بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حل لغات: توفی: وفی (ض) وفاءً پورا کرنا وفّیٰ (تفعیلہ) توفیہ پورا کرنا اسی سے ہے الوفاۃ جمع وفیات بمعنی فوت، امرت: ماضی مجہول کا صیغہ ہے اَمَرَ (ن) امرا حکم دینا۔ عصم: عصم (ض) عصماً الشی روک لینا، عناقا، بکری کا وہ بچہ جس کی عمر ایک سال سے کم ہو، ج: اعنق اور عُنُوق.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جناب نبی کریم ﷺ کا وصال ہوگیا اور آپ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو عرب کے لوگوں میں جو کافر ہونے والے تھے وہ کافر ہو گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ ان لوگوں سے کیسے لڑیں گے حالاں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے: مجھ کو حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑتا رہوں یہاں تک کہ وہ لاالہ الا اللّٰہ کہیں تو جس شخص نے لاالہ الااللّٰہ کہا اس نے اپنی جان اور اپنا مال مجھ سے بچا لیا سوائے اسلام کے حق کے، اور اس کا حساب لینا اللہ کے ذمے ہے..... حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ بات سن کر) کہا: قسم ہے اللہ کی، میں ہر اس شخص سے ضرور لڑوں گا جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان تفریق کرے کیونکہ (جس طرح نماز جان کا حق ہے اسی طرح) زکوٰۃ (بھی) مال کا حق ہے، اور (اے عمر سنو!) اللہ کی قسم، اگر وہ لوگ بکری کا وہ ایک بچہ جو جناب نبی کریم ﷺ کو دیا کرتے تھے اب مجھ کو نہ دیں گے تو میں (اس بچہ کیلئے بھی) ان سے لڑوں گا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا خدا کی قسم حقیقت حال سے میں واقف ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کے سینے کو قتال کے لیے کھول دیا، چناں چہ میں سمجھ گیا کہ وہی حق ہے۔ بخاری شریف ۱/۱۸۸ کتاب الزکوٰۃ باب وجوب الزکوٰۃ

خلاصۂ حدیث اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد غطفان، فزارہ اور بنوسلیم وغیرہ قبائل نے زکوٰۃ سے انکار کر دیا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان قبائل کے خلاف جہاد کرنے کا پکا ارادہ کرلیا، اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ لوگ تو کلمہ گو ہیں اور جناب نبی کریم ﷺ نے کلمہ گو سے جہاد کرنے سے منع فرمایا تو آپ ان لوگوں سے جہاد کیسے کریں گے؟ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب دیا کہ جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرے گا میں اس کے خلاف جہاد کروں گا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ کے موقف کی تائید ان الفاظ میں کی کہ جس اللہ نے ابوبکر کے سینے کو کھول دیا تھا میرے سینے کو بھی کھول دیا اور میں سمجھ گیا کہ وہی حق ہے جو وہ کہ رہے ہیں۔

کلمات حدیث کی تشریح وکفر من کفر: حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ جملہ مبالغہ کے طور پر فرمایا تھا اس لیے کہ جن قبائل نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تھا انھوں نے یہ تاویل کی تھی کہ قرآن کریم میں جناب نبی کریم ﷺ کو یہ ہدایت ہے کہ جب زکوٰۃ لیں تو زکوٰۃ دینے والے کے حق میں دعاء دیں یہ دعاء زکوٰۃ دینے والے کے لئے باعث اطمینان وسکون ہوگی، لیکن جب جناب نبی کریم ﷺ اس دنیا میں نہیں رہے تو اب کسی کی بھی دعاء ان کی دعاء کی ہمسری نہیں کرسکتی اس لئے ہم لوگ زکوٰۃ نہ دیں گے (تفسیر کبیر للرازی ۴/۲۲۷) یہ الگ بات ہے کہ ان لوگوں کی یہ تاویل فاسد تھی اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مضبوط دلائل سے ان لوگوں کے خلاف جہاد نہ کرنے کی رائے دی مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس مسئلے کو دوسری حیثیت سے دیکھ رہے تھے کہ، منع زکوٰۃ، کا مسئلہ کوئی انفرادی نہیں ہے جسے نظر انداز کر دیا جائے بل کہ یہ تو اجتماعی ہے اور اسلامی حکومت کے خلاف بغاوت ہے اور ہر باغی کی سزا قتل ہے اس لئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان قبائل کے خلاف جہاد کا فیصلہ کیا اور بعد میں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی، مان گئے، مَنَ العرب، غطفان، فزارہ، بنوسلیم وغیرہ قبائل مراد ہیں، جنھوں نے جناب نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تھا، کیف تقاتل الناس، یعنی ان اہل لوگوں سے آپ کیسے جہاد کریں گے اس لئے کہ جناب نبی کریم ﷺ

نے تو کفار اور مشرکین سے جہاد کرنے کے لئے کہا ہے اور یہ لوگ تو اہل ایمان ہیں جس کی بنیاد پر ان کی جان ،، مال ،، عزت آبرو ہر چیز محفوظ ہو چکی ہے **الا بحقه** الا یہ کہ خود مسلمان ہی کوئی ایسا جرم کرلے جس کی بنیاد پر خون حلال ہو جائے، **وحسابه علی الله** یعنی یہ کہ اگر کسی شخص نے کلمہ پڑھ لیا تو اب وہ مسلمان ہے ایک مسلمان ہونے کے ناطے اس کے ساتھ مسلمانوں جیسا سلوک کیا جائے گا اگر وہ دل سے بے دین ہے تو اس کا ذمہ اللہ پر ہے،، **والله لو منعوني عناقا الخ**. حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مبالغہ کے طور پر یہ کہہ دیا کہ اگر کوئی بکری کے بچے کی زکوۃ نہ دے گا تو میں اس سے جہاد کروں گا اس روایت کو بنیاد بنا کر زکوۃ فرض نہ ہوتی تو حضرت صدیق اکبر یہ نہ کہتے ،، حضرات احناف کا کہنا ہے کہ کسی کے پاس بکری کے ایسے بچے بقدر نصاب ہوں اور ان کے ساتھ پھر سے زیادہ عمر کی بکریاں نہ ہوں تو ان پر زکوۃ فرض نہیں ہے **وليس في الفصلان والعجاجيل والحملان صدقة عند أبي حنيفة الأان يكون معها كبار وهذا آخر اقواله** (الهداية ۱/۱۹۱)

حضرات احناف کی دلیل ابوداود اور نسائی کی وہ روایت ہے جسمیں سوید بن غفلہ نے بیان کیا ہے کہ ہمارے پاس جناب نبی کریم ﷺ کے عامل صدقہ لینے آئے تو میں انکے پاس جا کر بیٹھ گیا انکو میں نے کہتے ہوئے سنا کہ ہم دودھ پیتے بچے کی زکوۃ نہیں لیتے (مرقات ۴/۱۳۷)

جواب: حدیث باب کا جواب یہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ بطور مبالغہ کے فرمایا تھا یہی وجہ ہے کہ بعض روایت میں عقالا (رسی) آیا ہے۔ اگر ہم یہ مان بھی لیں کہ بکری کے بچے میں زکوۃ فرض ہے تو یہ کہا جائے گا کہ بچوں میں زکوۃ تابع ہو کر واجب ہے اس کی صورت یہ ہے کہ بڑی چھوٹی سب ملا کر نصاب کے بقدر بکریاں ہو جاتی ہیں تو ان پر زکوۃ فرض ہے یہ ہم بھی کہتے ہیں جیسا کہ ھدایہ کے حوالے سے نقل کیا گیا۔

﴿زکوۃ ادا نہ کرنے پر وعید﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۰۴﴾ وَعَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ كَنْزُ اَحَدِكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ يَفِرُّ مِنْهُ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يَطْلُبُهٗ حَتّٰى يُلْقِمَهٗ اَصَابِعَهٗ رواه احمد.

حل لغات: كنز: مصدر ہے كنز (ض) كنز المال جمع کرنا زمین میں دفن کرنا۔ شجاعًا ،، ایک قسم کا سانپ جمع شجعاع ،، اقرع ،، قَرِعَ (س) قرعًا الرجل گنجا ہونا ،، يفرّ ،، فَرَّ (ض) فَرًّا بھاگنا ،، يلقمه لَقِمَ (س) لَقْمًا الطعام جلدی کھانا القَمَ (افعال) اِلْقَامًا لقمہ لقمہ کھانا۔

خلاصہ حدیث کی تشریح	كنز احد كم : مراد وہ جمع کردہ مال ہے جس کی زکوۃ ادا نہ کی جاتی ہو حتی يلقمه أصابعه : اس کی انگلیاں اس لئے چبالی جائیں گی کہ وہ ہاتھ ہی کے ذریعے سے مال جمع کر کے رکھا کرتا تھا۔

﴿قیامت کے دن مال کا سانپ بننا﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۰۵﴾ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَامِنْ رَجُلٍ لَا يُؤَدِّيْ زَكوٰةَ مَالِهٖ اِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْ عُنُقِهٖ شُجَاعًا ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا مِصْدَاقَهٗ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ ،، وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ،، اَلْاٰيَةَ رواه الترمذی والنسائی وابن ماجة.

حل لغات: لايؤدی : اَدّٰی (ض) اَدْيًا اور اَدّٰی (تفعيل) تادية ادا کرنا عنقه ، گردن ، جمع اعناق.

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے مال کی زکوۃ ادا نہیں کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن گنجا سانپ بنا کر اس کی گردن میں ڈال دے گا پھر آپ کے اپنے قول کی موافقت میں قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی ،اور نہ خیال کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اس چیز پر جو اللہ نے ان کو دی ہے اپنے فضل سے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص صاحب نصاب ہونے کے باوجود زکوٰۃ ادا نہیں کرتا ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسی مال کو نہایت زہریلا سانپ بنا کر اس کے گلے میں ڈال دے گا۔

﴿زکوٰۃ ادا نہ کرنے کا نقصان﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۰۶﴾ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَاخَالَطَتِ الزَّكوٰةُ مَالًا قَطُّ اِلَّا اَهْلَكَتْهُ رواهُ الشَّافِعِيُّ وَالْبخَارِيُّ فِيْ تَارِيْخِهِ وَالْحَمِيْدِيُّ وَزَادَقَالَ يَكُوْنُ قَدْ وَجَبَ عَلَيْكَ صَدَقَةٌ فَلَا تُخْرِجُهَا فَيُهْلِكُ الْحَرَامُ الحلالَ وَقَدِاحْتَجَّ بِهٖ مَنْ يَّرىٰ تَعَلُّقَ الزَّكوٰةِ بِالْعَيْنِ هٰكَذا فِي الْمُنْتَقىٰ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ عَنْ اَحْمَدَبْنِ حَنْبَلٍ بِاسْنَادِهٖ اِلٰى عَائِشَةَ وَقَالَ اَحْمَدُ فِيْ خَالَطَتْ فِيْ تَفْسِيْرِهٖ اِنَّ الرَّجُلَ يَاخُذُ الزَّكوٰةَ وَهُوَ مُوْسِرٌ اَوْ غَنِيٌّ وَاِنَّمَا هِيَ لِلْفُقَرَاءِ

حل لغات: خالطت: خالط (مفاعلة) مخالطة ملنا، بالعین، جمع عیون۔

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے جناب نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ زکوٰۃ جب بھی کسی مال کے ساتھ ملتی ہے تو اس کو ہلاک کر دیتی ہے اس کو امام شافعی اور امام بخاری نے اپنے تاریخ میں روایت کیا ہے اور حمیدی نے زیادہ کیا ہے کہ حضرت امام بخاری نے فرمایا کہ تجھ پر زکوٰۃ واجب ہوئی اور تو زکوٰۃ نہیں نکالتا ہے تو حرام حلال کو ہلاک کر دے گا اور ان لوگوں نے اس سے استدلال کیا ہے جن کی رائے یہ ہے کہ زکوٰۃ کا تعلق عین مال سے ہے ایسے ہی منتقی میں ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں احمد بن حنبل سے اسی سند سے روایت کی ہے اور امام احمد نے خالطت کی تفسیر میں کہا ہے کہ آدمی کشادہ دست یا مال دار ہونے کی صورت میں زکوٰۃ لیتا ہے حالاں کہ یہ غریبوں کے لئے ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح ماخالطت الزکوۃ الخ. مال میں زکوٰۃ ملنے کا مطلب یہ ہے کہ صاحب نصاب ہونے کے باوجود زکوٰۃ لے کر اپنے مال میں ملا لے یا یہ کہ وہ اپنی زکوٰۃ نہ نکالے یہ مالِ زکوٰۃ اس کے اصل مال میں ملا رہے (مرقات ۱۳۸/۴) الا اهلكتهٗ، رفتہ، رفتہ اس کے مال کو کم کرتے کرتے تباہ اور برباد کر دے گا۔ وزاد قال: زاد کے فاعل حمیدی اور قال کے فاعل بخاری ہیں، فیهلك الحرام الحلال، حرام سے مراد مال زکوٰۃ اور حلال سے مراد اصل مال ہے، مطلب یہ ہے کہ جب زکوٰۃ ادا نہ کی جائے گی تو یہ اصل مال میں ملی رہے گی اور اصل مال میں نقصان کرتی رہے گی، وقد احتج به من یریٰ تعلق الزکاة بالعین: یہ مسلک شوافع کا ہے کہ زکوٰۃ میں قیمت نہیں دی جائے گی بل کہ جس مال میں زکوٰۃ فرض ہے اسی مال میں سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی، حضرات احناف کی دلیل یہ ہے قیمت ادا کرنے کی صورت میں اچھے ڈھنگ سے پوری ہو سکتی ہے تو قیمت صورت میں بھی زکوٰۃ ادا کی جا سکتی ہے (ہدایہ شامی)

باب ما یجب فیہ الزکوٰۃ

﴿الفصل الأوّل﴾

﴿فرضیت زکوٰۃ کے لیے نصاب کا بیان﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۰۷﴾ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ ﷺ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيْمَادُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ مِّنَ الْوَرَقِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذُوْدٍ مِنَ الْاِبِلِ صَدَقَةٌ متفق عليه .

حل لغات: اوسق: جمع ہے: وَسقٌ کی ساٹھ صاع کے برابر وزن کی ایک مقدار، التمر، جمع تُمُوْر بمعنی کھجور اَوَاقٍ جمع ہے

اوقیۃ کی، چالیس درہم کے برابر کا ایک وزن،، الورق چاندی کا سکہ جمع اوراق،،

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا پانچ وسق سے کم کھجور میں زکوٰۃ نہیں ہے پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں زکوٰۃ نہیں ہے اور پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح

لیس فیمادون خمسۃ أوسق من التمر صدقۃ: ایک وسق کا وزن تقریبا تیس کلو پانچ سواڑتالیس ملی گرام کا ہوتا ہے (23508.48)۔ اس روایت کی بنیاد پر حضرات ائمہ ثلاثہ اور صاحبین یہ کہتے ہیں کہ زمین کی پیداوار کا نصاب پانچ وسق ہے اس لئے جب تک پانچ وسق کی مقدار پوری نہ ہوجائے عشر واجب نہ ہوگا، لیکن حضرت امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کا کہنا ہے کہ زمین کی پیداروار کم ہو یا زیادی ہر عشری زمین کی پیداوار میں عشر واجب ہے،، اسی طریقے سے زمین کی پیداوار میں حولان حول بھی ضروری نہیں ہے،، اس لئے اگر ایک ہی زمین میں متعدد مرتبہ کھیتی ہوتی ہے تو ہر پیداوار کا الگ۔ الگ عشر نکالنا واجب ہے، حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کی دلیل وہ آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ ہیں جن میں زمین کی پیداوار کا مطلقا عشر نکالنے کا حکم ہے۔ (اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا اَخْرَجْنَالَكُمْ مِنَ الْاَرْضِ وَاٰتُوْاحَقَّهٗ يَوْمَ حِصَادِهٖ .الآیۃ)

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ فِيْمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُيُوْنُ اَوْكان عثریا العشر وما سقی بالنضح نصف العشر (بخاری شریف باب العشر فیمابقی من ماء السماء الخ)

ترجمہ: ان دونوں آیتوں اور اس طرح کی روایتوں کی بنیاد پر حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کا کہنا ہے کہ زمین کی پیداوار کم ہو یا زیادہ اس کا عشر نکالنا واجب ہے اس لئے کہ یہ تمام نص مطلق ہیں اس اطلاق کا تقاضہ یہی ہے کہ ہر عشری زمین کی پیداوار میں عشر واجب ہے خواہ پیداوار کم ہو یا زیادہ۔

جواب: ان حضرات کی مستدل روایت کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ حدیث باب میں جس کھجور کا تذکرہ ہے اس سے تجارت کی کھجور مراد ہے اس لئے کہ اس میں وسق کے ذریعے سے ناپ کا تذکرہ ہے اور لوگ اس سے تجارت کرتے تھے اور ایک وسق کی قیمت چالیس درہم ہوا کرتی ہے اس لیے ۵؍وسق مل کر دوسو درہم ہو کر نصاب مکمل ہوجایا کرتا تھا۔ (مرقات ۴؍۱۳۹)

ولیس فیمادون خمسۃ اواق صدقۃ: حدیث شریف کے ان الفاظ میں چاندی کے نصاب کو بتایا گیا ہے اس طور پر کہ ایک اوقیہ ۴۰؍درہم کا ہوتا ہے اور ۵؍اوقیہ مل کر دوسو درہم مکمل ہوجاتے ہیں جو نصاب کی مقدار ہے۔ **ولیس فیما دون ذود الخ** اس میں اونٹ کے نصاب کو بیان کیا گیا کہ ۵؍اونٹ سے کم میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔

﴿گھوڑے اور غلام میں زکوٰۃ﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۰۸﴾ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ صَدَقَةٌ فِيْ عَبْدِهٖ وَلَا فِيْ فَرَسِهٖ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ لَيْسَ فِيْ عَبْدِهٖ صَدَقَةٌ اِلَّا صَدَقَةَ الْفِطْرِ متفق علیہ

حل لغات: فرسہ، گھوڑا جمع خیل۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانوں پر اس کے اپنے گھوڑے اور اپنے غلام کی زکوٰۃ نہیں ہے اور ایک روایت میں ہے کہ مسلمان کے غلام میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح

لیس علی المسلم صدقۃ فی عبدہ الخ گھوڑے اور غلام کی تین صورتیں ہے (۱) اپنی ضرورت کی تکمیل کے لئے جیسے سواری کے لئے اس میں تو حضرات ائمہ کا اتفاق ہے کہ گھوڑے اور غلام تجارت کے ہوں تو زکوٰۃ دونوں میں فرض ہے (۳) تیسری صورت یہ ہے کہ نہ ہی خدمت کے لیے ہیں نہ ہی تجارت کے لیے بل کہ یوں ہی غلام

اور گھوڑے ضرورت سے زیادہ ہیں مثلاً گھوڑے سائمہ ہیں، تو ایسے گھوڑے اور خدمت سے زیادہ غلام میں بھی حضرات ائمہ ثلاثہ اور ایسے غلام اور گھوڑے میں زکوٰۃ فرض ہے۔ جمہور کی دلیل حدیث باب ہے اور حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کی دلیل وہ حدیث شریف ہے جس میں جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر سائمہ گھوڑے میں ایک دینار یا دس درہم کے بقدر زکوٰۃ واجب ہے (**ولہ قولہ علیہ السلام في كل فرس سائمة دينا راوعشر دراهم** (الھدایۃ:۱۹۱/۱) اور حدیث باب میں فرس سے مراد فرس غازی اور غلام سے خدمت کے غلام مراد ہیں (ہدایہ مرقات)

﴿ زکوٰۃ کے بارے میں ہدایت نامہ ﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۰۹﴾ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ اَبَابَكْرٍ كتب لہ ھٰذا الكتاب لَمَّا وَجَّهَهُ اِلَى الْبَحْرَيْنِ بِسمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هٰذِهٖ فَرِيْضَةُ الصَّدَقَةِ وَّعِندَہٗ حِقَّةٌ فَاِنَّهَا تُقبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ وَيُعْطِيْهِ الْمُصَدِّقُ الَّتِيْ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا اَوْشَا تَيْنِ وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهٗ بِنْتَ لَبُوْنٍ والَّتِيْ اَمَرَاللّٰهُ بِهَا رَسُوْلَهٗ فَمن سُئِلَهَا مِنَ الْمُسلِمِيْنَ وَّ لَيْسَتْ عِندہٗ وَعِنْدَهٗ بِنْتُ مَخَاضٍ فَاِنَّه تَقبَلُ مِنْهُ بِنْتُ وَجْهِهَا فَلْيُعْطِهَا وَمَنْ سُئِلَ فَوْ قَهَا فَلَا يُعْطِ فِيْ اَرْبَعٍ وَّ مَخَاضٍ وَّ يُعْطِيْ مَعَهَا عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا اَوْ شَاتَيْنِ وَمِنْ بَلَغَتْ عِشْرِيْنَ مِنَ الْاِبِلِ فَمَا دُوْ نَهَا مِنَ الْغَنَمِ مِنْ كُلِّ خَمْسٍ شَاةٌ اَوْ شَاتَيْنِ فَاِنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهٗ بِنْتُ مَخَاضٍ عَلٰى وَجْهِهَا اَرْبَعِيْنَ فَفِيْهَا بِنْتُ لَبُوْنٍ اُنْثٰى فَاِذَا بَلَغَتْ سِتًّاوَّ عَنْدَ ہٗ ابْنُ لَبُوْنٍ فَاِنَّهٗ يُقْبَلُ مِنْهُ وَلَيْسَ مَعَهٗ شَيْءٌ اَرْبَعِيْنَ اِلٰى سِتِّيْنَ فَفِيْهَا حِقَّةٌ طَرُوْ قَةُ الْجَمَلِ فَاِذا وَّ فِيْ صَدَقَةِ الْغَنَمِ فِيْ سَائِمَتِهَا اِذَا كَانَتْ اَرْبَعِيْنَ اِلٰى وَبَلَغَتْ وَاحَدَةً وَّ سِتِّيْنَ اِلٰى خَمَسٍ وَّسَبْعِيْنَ فَفِيْهَا جَذَعةٌ عِشْرِيْنِ وَمِائَةٍ شَاةٌ فَاِذَا ازَادَتْ عَلٰى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ وَبَلَغَتْ سِتًّا وَّ سِتِّيْنَ اِلٰى تِسعِيْنَ فَفِيْهَا بِنْتَا لَبُوْنٍ اِلٰى مِائَتَيْنِ فَفِيْهَا شَاتَان فَاِذَا ازَادَتْ عَلٰى مِاَتَيْنِ اِلٰى ثَلٰثٍ وَبَلَغَتْ اِحْدٰى وَتِسْعِيْنَ اِلٰى عِشْرِ يْنَ وَمِا ئَةٍ فَفِيْهَا مِائَةٍ فَفِيْهَاشَاتَان فَاِذَا زَادَتْ عَلٰى ثَلٰثِ مِا ئَةٍ فَفِيْ مِائَةٍ فَفِيْ كُلِّ اَرْ بَعِيْنَ بِنْتُ لَبُوْ نٍ وَّ كُلِّ خَمْسِيْنَ حِقَّةٌ كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌفَاِذَا كَانَتْ سَائِمَةُ الرَّجُلِ نَاقِصَةً مِّنْ وَمِن لَّمْ يَكُنْ مَّعَهٗ اِلَّا اَرْ بَعٌ مِّنَ الْاِبِلِ فَلَيْسَ فِيْهَا صَدَقَةٌ وَلَا تُخْرَجُ فِي الصَّدَقِ هَرِ مَةٌ وَّلَا ذَاتُ عَوَارٍ وَّلَا تَيْسٌ اِلَّا اَنْ يَّشَآ ءَ رَبُّهَا فَاِذَابَلَغَتْ خَمسًا فَفِيْهَا شَاةٌ وَّمَنْ اِلَّا مَاشَاءَ الْمُصَدِّقُ وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَّلَا يُفَرَّقُ بَلَغَتْ عِنْدَهٗ مِنَ الْاِ بِلِ صَدَقَةَالْجَذَ عَةِ وَلَيْسَتْ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيْطَيْنِ وَيَجْعَلُ مَعَهٗ شَاتَيْنِ اِنِ اسْتَيْسَرَ تَالَہٗ اَوْ عِشْرِيْنَ فَاِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِا لسَّوِ يَّةِ وَفِي الرِّقَةِ رُبْعُ دِرْهَمًا وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَہٗ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ الْعُشْرِ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ اِلَّاتِسْعِيْنَ وَمِائَةً فَلَيْسَ فِيْهَا شَيْءٌ عِنْدَہٗ جَذَعَةٌ وَّ عندہٗ حَقَّةٌفَاِنَّها تُقبَلُ مِنه الْحِقَّةُ اِلَّا اَنْ يَّشَآءَ رَبُّهَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَ يَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ اِنِ اسْتَيْسَرَ تَالَہٗ اوْ عِشرِيْنَ دِرْهَمًا وَمَنْ بَلغَتْ عِنْدہٗ صَدَقَةُالحِقَّةِ وَلَيْستْ عِنْدَہٗ الْحِقَّةُ وَعنده الْجذعةُ فَاِنَّهَا تُقبَلُ مِنْهُ الْجَذَعَةُ ويُعْطِيه الْمُصَدِّق عِشْرِينَ درْهَمًا اوشَاتين وَمَنْ بَلَغَتْ عِنده صَدَقَةَ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ اِلَّا بِنْتُ لَبُوْنٍ فَاِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ بِنْتُ لَبُوْنٍ وَّيُعْطِيْ شاتَيْناوْعِشْرِيْنَ دِرْهَمًا وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهٗ بِنتَ لَبُوْنٍ .

حل لغات: وجهه: وَجَهَ (ض) وَجْهًا منہ پر مارنا وَجَّہ (تفعیل) کسی کے پاس بھیجنا، اَلْبَحْرِين، ایک ملک کا نام ہے **فليعطها،** عطًا (ن) عَطْوًا الشی لینا، اعطی (افعال) اعطاءً، دینابنت مخاض، اونٹنی کی وہ بچی جسکی عمر ایک سال مکمل ہوکر دوسرا سال لگ گیا ہو بنت لبون، اونٹنی کی وہ بچی جسکی عمر دو سال مکمل ہوکر تیسرا سال لگ گیا ہو، حقة اونٹنی کی وہ بچی جسکی عمر تین سال مکمل ہوکر چوتھا سال

لگ گیا ہو جذعة، وہ اونٹنی جو پورے چار سال کی ہو کر پانچویں سال میں لگ چکی ہو، شاۃ بکری جمع شیاۃ وضان، سائمتھا، سائمة چرنے والا اونٹ سوائم ہر چرنے والے جانور کو سوائم کہا جاتا ہے هريمة، مؤنث ہے الهرم کی نہایت بوڑھی العوار عیب دار تیس نر بکرا (بوتو) جمع تیوس، الورقة بمعنی درہم یہ اصل میں ورق بمعنی چاندی ہے واو کو حذف کر کے اسکے اخیر میں تا کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔

ترجمه: انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے یہ حکم نامہ لکھا جب وہ ان کو بحرین بھیج رہے تھے،، خدا کے نام سے میں شروع کرتا ہوں،، جو بڑا مہرباں اور وہ نہایت رحم والا یہ وہ نوشتہ ہے جس میں اس زکوٰۃ کی فرضیت کا بیان ہے جس کو جناب نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں پر فرض کیا ہے اور یہ ہی زکوٰۃ ہے، جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو دیا ہے، لہٰذا مسلمانوں میں سے زیادہ کا مطالبہ کیا جائے تو وہ نہ دے چوبیس اونٹوں سے کم میں بکری واجب ہوتی ہے اس طور پر کہ ہر پانچ اونٹ میں ہر ایک بکری، جب اونٹ پچیس ہو جائیں تو پینتیس تک ایک بنت مخاض، جب اونٹ چھتیس ہو جائیں پینتالیس تک ایک بنت لبون، جب چھیالیس ہو جائیں تو ساٹھ تک ایک حقہ لے لائق حقہ، جب اکسٹھ ہو جائیں تو پچھتر تک ایک جذعہ، جب چھہتر ہو جائیں تو نوے تک دو بنت لبون، جب اکیانوے ہو جائیں تو ایک سوبیس تک حقہ کے لائق دو حقے، اور جس کے پاس صرف چار ہی اونٹ ہو اس میں زکوٰۃ نہیں ہے الا یہ کہ اونٹوں کا مالک، خود چاہے، جب وہ پانچ تک جائیں تو ان میں ایک بکری اور جس کے پاس اتنے اونٹ ہوں کہ جن پر جذعے کی زکوٰۃ واجب ہے، لیکن ان کے پاس جذعہ نہیں ہے بل کہ حقہ ہے اس سے حقہ لے لی جائے گی اور اس کے ساتھ دو بکریاں لی جائیں گی اگر اس کو میسر ہو ورنہ بیس درہم، اور جس کے پاس اتنے اونٹ ہو کہ حقے کی زکوٰۃ واجب ہے، لیکن اس پاس حقہ نہیں بل کہ جذعہ ہے تو اس سے جذعہ لی جائے گی، اور صدقہ وصول کرنے والا واجب ہے اور اس کے پاس صرف بنت لبون ہے تو اس سے ایک بنت لبون لے کر دو بکریاں یا بیس درہم دیئے جائیں گے اور جس کے پاس اتنے اونٹ ہوں کہ بنت لبون کی بیس درہم یا دو بکریاں دے گا اور جس کی زکوٰۃ بنت مخاض لے کر اسے بیس درہم یا دو بکریا دی جائیں گی اور جس کی زکوٰۃ بنت مخاض تک پہنچی اور اس کے پاس بنت لبون نہیں ہے بل کہ بنت مخاض ہے تو اس سے بنت مخاض لے کر اسے بیس درہم یا دو بکریاں دی جائیں گی اور جس کی زکوٰۃ بنت مخاض تک پہنچی اور اس کے پاس بنت مخاض نہیں ہے بل کہ بنت لبون ہے یہ اس سے لے کر صدقہ نہیں ہے لیکن اس کے پاس ابن لبون ہے جب چالیس سے ایک سوبیس تک ہو تو ایک بکری واجب ہے، جب ایک سوبیس سے زیادہ ہو جائیں دو سو تک تو دو بکریاں واجب ہیں جب دو سو سے ایک بھی کم ہو تو اس میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے مگر یہ کہ اس کا مالک خود دے اور زکوٰۃ میں بوڑھی،، عیب دار اور بوتو نہ نکالے جائیں مگر یہ کہ صدقہ وصول کرنے والا جسے خود چاہ لے، اور زکوٰۃ کے ڈر سے **الگ الگ جانوروں** کو اکٹھا نہ کیا جائے اور نہ اکٹھے جانوروں کو الگ الگ کیا جائے، اور جس ریوڑ میں دو آدمی کا حصہ ہو وہ دونوں آپس میں برابر کرلیں، اور چاندی میں **ایک عشر کی چوتھائی** ہے لہٰذا اگر ایک سو ننانوے درہم ہوں تو اس پر کچھ واجب نہیں ہے مگر یہ کہ اس کا مالک خود چاہے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ خلیفہ بننے کے بعد حضرت **صدیق اکبر** رضی اللہ عنہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو بحرین بھیجا تھا تو انھوں نے ان کو یہ ہدایت نامہ لکھ کر دیا تھا جس میں اونٹوں اور بکریوں کی زکوٰۃ وصول کرنے کے طریقے تفصیلی طور پر مذکور ہیں اس لیے کہ اس دیار میں ان دو چیزوں کے کثرت کی وجہ سے لوگ ان ہی چیزوں کی زکوٰۃ نکالا کرتے تھے، اور اخیر میں درہم کا بھی تذکرہ ہے اس لیے کہ کچھ نہ کچھ تاجر لوگ بھی ہوں گے۔

کلمات حدیث کی تشریح الى البحرين عراق کے پاس ایک ملک ہے یہ ملک دو دریاؤں کے درمیان واقع ہے اس لیے اس کو بحرین کہا جاتا ہے التى امر الله بها الخ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس حکم نامہ میں جو کچھ لکھا

جارہا ہے وہ میرا حکم نہیں بل کہ یہ اللہ ہی کا حکم ہے جو جناب نبی کریم ﷺ کے واسطے سے ہمیں ملا ہے، **فمن سئلها من المسلمين على وجهها الخ**، اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ شریعت کی ہدایت کے مطابق زکوٰۃ لی جارہی تو دے، ورنہ، نہ دے، یعنی یہ کہ شریعت نے اوسط درجہ کا مال دینے کی ہدایت کی ہے اس طرح سے ہی زکوٰۃ لینی چاہئے اب اگر کوئی عامل اوسط درجے کے مال نہ لے کر بڑھیا اور عمدہ سے **عمدہ چھانٹ، چھانٹ** کر مال لینے کی کوشش کرے تو اس کو زکوٰۃ نہ دی جائے۔ **فلا يعط**: اس کے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ بالکل زکوٰۃ نہ دے اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ اس عامل کو تو نہ دے البتہ فقراء میں تقسیم کردے۔

تعارض: اس حدیث شریف کے الفاظ ،فلايعط، سے پتا چلتا ہے کہ عاملین ظلم کریں تو ان کی اطاعت نہ کی جائے گی اور پیچھے حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت گذری ہے **ارضوا مصدقيكم وان ظلمتم** سے اس کی وضاحت ملتی ہے کہ ہر حال میں عاملین کو راضی رکھنا ضروری ہے خواہ وہ ظلم ہی کریں۔

دفع تعارض: حضرات محدثین نے اس کی مختلف توجیہیں کی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ فتنے کا اندیشہ ہو تو عاملین کی اطاعت کرلے اگر چہ وہ ظلم کریں، لیکن اگر فتنے کا اندیشہ نہ ہو تو ان کے ظلم کو برداشت نہ کر کے حدیث باب کے مطابق عمل کیا جائے گا (مرقات ۱۴۱/۴)

بُنت مخاض: مخاض کے معنی آتے ہیں دردِزہ اور عام طور پر اونٹنیاں دوسرے سال میں بیاجاتی ہیں اسلئے دوسرے سال کرکے بچوں کی بنت مخاض کہا جاتا ہے، **ولايفرق بين مجتمع خشية الصدقة**: حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک ، لا یجمع: اور لایفرق، کا فاعل خود مالک ہے اور شوافع کے نزدیک ان دونوں فعلوں کا فاعل صدقہ وصول کرنیوالا ہے، اسکی وجہ یہ ہے کہ حضرت اماا عظم علیہ الرحمہ کے نزدیک زکوٰۃ ملکیت کے اعتبار سے واجب ہوتی ہے اور حضرات شوافع کے یہاں ریوڑ کے اعتبار سے زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، اسکی صورت ہے کہ مثال کے طور پر ایک آدمی کے پاس اسی بکریاں ہیں ان بکریوں کو مالک ایک ریوڑ کی شکل میں رکھے یا چالیس چالیس کر کے دو ریوڑوں میں رکھے دونوں صورتوں میں ایک ہی بکری زکوٰۃ میں واجب ہوگی، لیکن اگر دو ریوڑں میں ہو تو دو بکری واجب ہوگی اب حضرات شوافع کے نزدیک حدیث شریف کے ان کلمات کا مطلب یہ ہے کہ اگر دو مالکوں کی چالیس چالیس بکریاں ہوں تو دونوں مالک تمام بکریوں کو ملا کر عامل کو صرف ایک بکری دے کر ٹرخانہ دے اس لیے کہ حضرات شوافع کے نزدیک ریوڑ کے اعتبار سے زکوٰۃ واجب ہوتی ہے،، جب عامل اسی بکریوں کو ایک جگہ دیکھے گا تو یہی سمجھے گا کہ یہ بکریاں ایک ہی آدمی کی ہیں۔ اور حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک الگ کر کے یہ ثابت کرے زکوٰۃ میں دو بکریاں نہ لے کہ دو آدمی کی ملکیت ہے اس لیے کہ یہ بکریاں الگ۔ الگ رہیں نا ایک ہی آدمی کی ملک ہے۔ **وما كان من خليطين فانهما يتراجعان الخ**: ایک ریوڑ میں دو آدمی کی مشترکہ ملکیت ہو جانور بھی ہر ایک کے کم پیسے ہوں اور جز وشافع کے طور پر ہو تو عامل حساب لگا کر جتنی زکوٰۃ واجب ہوتی ہو لے لے اور بعد میں مالکان اپنی ملکیت کے اعتبار سے حساب کرلیں۔

﴿عشر اور نصف عشر کا بیان﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۱۰﴾ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُيُوْنُ اَوْكَانَ عَثَرِيًّا الْعُشْرُ وَمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ ،رواه البخاری .

حل لغات: سقت: سقى (ض) سقيًا پلانا، العيون: چشمے واحد عين عثريا، عاثور کی طرف منسوب ہے اس گڑھے کو کہا جاتا ہے جس سے خود بخود کھیتی کی زمین میں پانی پہنچے۔

ترجمه: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس زمین کو آسمان اور چشمے سیراب کریں

یا نشیبی زمین ہو تو ان میں دسواں حصہ واجب ہے اور جس زمین میں پانی پٹایا گیا ہو اسمیں بیسواں حصہ واجب ہے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ کہ جب کھیتی پٹانے کی ضرورت نہ ہو تو ایسی فصل میں دسواں حصہ اور اگر پانی پٹانے کی ضرورت ہو تو ایسی فصل میں بیسواں حصہ عشر واجب ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح او کان عثریا: عشری میں پانی ہو اور اس میں اس گڑھے سے پانی خود بخود آجاتا ہو۔

﴿معدن اور رکاز کا حکم﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۱۱﴾ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْعَجْمَاءُ جُرْ حُهَا جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ وَالْمَعْدِنِ جِبَارٌ وَفِی الرِّكَازِ الْخُمُسُ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

واجرح: جبار بمعنی پاک اور بری المعدن: کان جمع مَعَادن: الرکاز زمین کے اندر کی دھات جمع رکزان:

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جانوروں کا زخمی کرنا معاف ہے کنواں معاف ہے، کان معاف ہے اور دھات میں پانچواں حصہ ہے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جانور چوں کہ غیر مکلف ہے اس لیے مالک کی تعدی کے بغیر کسی کو نقصان کر دے تو کوئی معاوضہ لازم نہیں آتا ہے اسی طریقے سے کسی نے اپنی زمین میں کنواں کھدوایا کان کھودی اور ان میں کوئی آدمی گر جائے تو مالک پر کوئی چیز لازم نہیں ہے البتہ کان سے نکلنے والی جو دھات ہے اس میں سے پانچواں حصہ نکالنا ضروری ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح العجماء جر حها جبار: جانور نے دن میں کسی کو ایسی حالت میں زخمی کر دیا یا کوئی اور نقصان کر دیا کہ اس کو نہ کوئی ہانکنے والا ہے اور نہ ہی چلانے والا ہے، تو ایسی صورت میں مالک پر جرمانہ عائد نہ ہوگا، والبئر جبار کسی شخص نے اپنی زمین میں کنواں کھدوایا اور اس میں کوئی گر گیا تو مالک پر ضمان نہیں ہے، وفی الرکاز الخمس: رکاز اس مال کو کہتے ہیں جو زمین کے اندہ سے نکلے جیسے تانبا، ابرق کوئلہ،، پیٹرول وغیرہ،، اس طرح کی جنسی چیزیں زمین سے نکالی جائیں گی سب میں پانچواں حصہ نکالنا ضروری ہے

الفصل الثانی

﴿بکری اور گائے میں زکوٰۃ کا حکم﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۱۲﴾ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ عَفَوْتُ عَنِ الْخَیْلِ وَالرَّ قِیْقِ فَهَا تُوْ اصَدَقَةَ مِنْ كُلِّ اَرْبَعِیْنَ دِرْ هَمًا وَلَیْسَ فِیْ رِوَایَةٍ لَاَ بِیْ داؤد عَنِ الْحارِثِ الْاَ عْوِرِعَنْ عَلِیٍّ قَالَ زُهَیْرٌ اَحْسَبُهٗ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ هَا تُوا رُبُعَ الْعُشْرِمِنْ كُلِّ اَرْبَعِیْنَ دِرْهَمًا دِرْهَمٌ وَلَیْسَ عَلَیْكُمْ شَیْءٌ فَاِذَا بَلَغَتْ مِائَتَیْنِ فَفِیْهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ رَوَاهُ التِّرمِذِیُّ وَاَبُوْدَاو‘د وَفِیْ رِوَایَةٍ لِاَبِیْ داو‘دَ عَنِ الْحارِثِ الْاَعْوَرِ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ زُهَیْرٌ اَحْسَبُهٗ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ هَاتُو اَرْبُعَ الْعُشْرِمِنْ كُلِّ اَرْبَعِیْنَ دِرْ هَمًا دِرْهَمٌ وَلَیْسَ عَلَیْكُمْ شَیْءٌ حَتّٰی تَتِمَّ مِاَتَیْ دِرْهَمٍ فَاِذَا كَانَتْ مِاَ تَیْ دِرْهَمٍ فَفِیْهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ فَمَازَادَ فَعَلٰی حِسَابِ ذٰلِكَ وَفِی الْغَنَمِ فِیْ كُلِّ اَرْبَعِیْنَ شَاتَانِ اِلٰی مِائَتَیْنِ فَاِنْ زَادَتْ فَثَلٰثُ شِیَاةٍ اِلٰی ثَلٰثِ مِائَةٍ فَاِذَا زَادَتْ عَلٰی ثَلٰثِ مِائَةٍ شَاةٌ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ اِلا تِسعٌ وثلثُون فَلَیْسَ عَلَیْكَ فِیْهَا شَیْءٌ وَفِی الْبَقَرِ فِیْ كُلِّ ثَلٰثِیْنَ تَبِیْعٌ مُسِنَّةٌ وَلَیْسَ عَلَی الْعَوَامِلِ شَیْءٌ.

حل لغات: الرقة: بمعنی درہم یہ اصل میں ورق بمعنی چاندی ہے واؤ کو حذف کر کے اس کے اخیر میں تاء کا اضافہ کر دیا گیا ہے،

البقر: گائے بیل واحد بقرة جمع بقرات، تبع، گائے کا ایک سال کا بچہ جوں کہ ایک سال تک گائے کے پیچھے پیچھے چلتا ہے، اس لیے اس کو تبع کہا جاتا ہے:

هاتوا: هات اسم فعل بمعنی اعطنی، مسنة، دوسال کی بچھیا العوامل، عامل کی جمع ہے وہ جانور رجو کھیتی کرنے کے کام میں آتے ہیں۔

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے گھوڑے اور غلام کی زکوٰۃ معاف کر دی ہے اس لیے تم لوگ ہر چالیس درہم میں ایک درہم کی زکوٰۃ ادا کیا کرو۔ ایک سو نوے درہم میں کچھ واجب نہیں ہے۔ لہٰذا جب دو سو پہنچ جائیں تو اس میں پانچ درہم واجب ہیں اس کو ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔ اور ابوداؤد کی ایک روایت میں حارث اعور کے واسطے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، زہیر نے کہا ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جناب نبی کریم ﷺ سے ہے، انھوں نے کہا کہ تم لوگ عشر کی چوتھائی یعنی ہر چالیس درہم میں ایک درہم ادا کیا کرو، اور جب تک دوسو درہم پورے نہ ہو جائیں تمہارے اوپر کچھ واجب نہیں ہے جب دوسو درہم ہو جائیں تو اس میں پانچ درہم واجب ہے، جو زیادہ ہو وہ اسی حساب کے مطابق ہے، اور بکری میں ہر چالیس بکری میں ایک سو بیس تک ایک بکری واجب ہے اس میں ایک کا اضافہ ہو جائے تو دوسو تک دو بکریاں واجب ہیں، اس میں ایک کا اضافہ ہو جائے تو تین سو تک تین بکریاں واجب ہیں جب تین سو سے زائد ہو جائیں تو ہر سو بکری میں ایک بکری واجب ہے لہٰذا اگر صرف انتالیس بکریاں ہوں تو تم پر کچھ واجب نہیں ہے اور گائے میں ہر تیس گائے میں ایک سالہ بچھڑا اور چالیس میں دو سالہ بچھڑا واجب ہے اور کھیتی کے جانوروں پر کچھ واجب نہیں ہے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ یہ کہہ رہے ہیں کہ سواری کے گھوڑوں اور خدمت کے غلاموں میں زکوٰۃ نہیں ہے اس لیے دراہم کی زکوٰۃ نکالنے میں پابندی کی جائے اس کے بعد بکری اور گائے میں زکوٰۃ کا طریقہ بتلایا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح قدعفوت عن الخیل والرقیق: گھوڑے اور غلام میں زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں اس کی تفصیلی بحث آچکی ہے دیکھئے باب: گھوڑے اور غلام میں زکوٰۃ، انه' قال: انه' میں ہو ضمیر کا مرجع اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں، تو قال کے فاعل وہی ہیں ورنہ جناب نبی کریم ﷺ ہیں، ولیس علی العوامل شیء: وہ جانور مراد ہیں جو کھیتی کے کام میں آتے ہیں۔

﴿گائے میں نصاب﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۱۳﴾ وَعَنْ مُعَاذٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَّهَهٗ اِلَى الْيَمَنِ اَمَرَهٗ اَنْ يَّأْخُذَ مِنَ الْبَقَرَةِ مِنْ كُلِّ ثَلَاثِيْنَ تَبِيْعًا اَوْ تَبِيْعَةً وَمِنْ كُلِّ اَرْبَعِيْنَ مُسِنَّةً، رواه ابوداؤد والترمذی والنسائی والدارمی

ترجمہ: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے جب ان کو یمن بھیجا تو ان کو حکم دیا کہ ہر تیس گائے میں ایک سال کا ایک بچھڑا یا ایک سال کی ایک بچھیا اور ہر چالیس گائے میں دو سال کی بچھیا لیں۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کا طریقہ تھا کہ جب کسی کو کسی مہم پر بھیجتے تو ان کی تفصیلات بھی بتادیا کرتے تھے چنانچہ جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو ان کو جہاں بہت سی باتیں بتائیں وہیں زکوٰۃ کے احکام بھی بتائے اس حدیث شریف میں اسی کا بیان ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح امرہ ان یاخذ، اس حدیث شریف میں کچھ نہیں ہے پس اتنی بات ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو جو حکم نامہ دیا تھا وہ حدیث کی روشنی میں لکھا گیا تھا۔

﴿معتدی فی الصدقہ اور مانع زکوٰۃ﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۱۴﴾ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُعْتَدِىْ فِى الصَّدَقَةِ كَمَانِعِهَا رواه ابوداؤد والترمذی

حل لغات: المعتدی :عَدَا (ن) عَدْوًا تجاوز کرنا اعتدٰی (افتعال) اعتداءً عن الحق ظلم کرنا المعتدی اسم فاعل ہے بمعنی ظلم کرنا۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ فرمایا زکوٰۃ وصول کرنے میں ظلم کرنے والا نہ دینے والے کے برابر ہے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ زکوٰۃ وصول کرنے میں ظلم کرنے والا گناہ میں زکوٰۃ نہ دینے والے کے برابر ہے اس لیے کہ جب ظلم کرے گا تو عاجز آ کر سرمایہ دار لوگ زکوٰۃ روک لیں گے اور چوں کہ زکوٰۃ روکنے کا سبب زکوٰۃ وصول کرنے والا ہی بنا ہے اس لیے گناہ میں یہ برابر کا شریک ہے۔

کلمات حدیث کا تشریح المعتدي في الصدقة كمانعها: معتدي سے مراد صدقہ وصول کرنے میں ظلم کرنے والا عامل ہے یعنی گناہ میں دونوں برابر کے شریک ہیں۔

﴿غلے اور کھجور میں زکوٰۃ﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۱۵﴾ وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدِن الْخُدْرِىِّ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ فِىْ حَبٍّ وَّ لَاتَمْرٍ صَدَقَةٌ حَتّٰى تَبْلُغَ خَمْسَةَ اَوْسُقٍ (رواه النسائی)

حل لغات: حب جمع حبوب بمعنی غلہ تمر: کھجور جمع تمور۔

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ غلہ اور کھجور میں صدقہ نہیں ہے یہاں تک کہ وہ پانچ وسق کے برابر نہ ہو جائے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ تجارتی غلہ اور کھجور کی مقدار جب تک ایک کوئنٹل سترہ کلو ساڑھے پانچ سو گرام (1.17.500) ہو نہ جائے تب تک زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح ليس في حب ولا تمر صدقة: اس حدیث شریف کی بنیاد پر حضرات ائمہ ثلاثہ کہتے ہیں کہ غلے اور کھجور کی جب تک مذکورہ مقدار پوری نہ ہو جائے تب تک عشر واجب نہیں ہوتا ہے حضرات احناف قرآن کریم کی آیات اور دوسری احادیث کی بنیاد پر کہتے ہیں کہ زمینی پیداوار کم ہو یا زیادہ ہر حال میں عشر واجب ہے اس میں کسی نصاب کی ضرورت نہیں اور حدیث شریف مال تجارت پر محمول ہے، یہی وجہ ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے لفظ صدقہ استعمال فرمایا ہے اور جہاں زمینی پیداوار کا ذکر کیا ہے وہاں لفظ عشر استعمال فرمایا ہے۔اس کی تفصیلی بحث، باب ما یجب فیہ الزکوٰۃ، کی پہلی حدیث کے تحت دیکھیں۔

﴿حضرت معاذ کے لیے حکم نامہ﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۱۶﴾ عَنْ مُوْسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ عِنْدَ نَا كِتَابُ مُعَاذِبْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ: اِنَّمَا اَمَرَهٗ اَنْ يَّاْخُذَ الصَّدَقَةَ مِنَ الحِنطَةِ والشَّعِيْرِ والزَّبِيْبِ وَالتَّمْرِ مُرْسَلٌ(رواه فی شرح السنة)

حل لغات: الحنطة: گیہوں ج، حِنَط،، الشعیر جو جمع شعیرات، الزبیب: کشمش، التمر، کھجور جمع تمور،،

ترجمه: حضرت موسیٰ بن طلحہ سے روایت ہے کہ ہمارے پاس حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا خط ہے جس میں جناب نبی کریم ﷺ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ مجھے جناب نبی کریم ﷺ نے گیہوں،، جو،، کشمش،، اور کھجور، سے صدقہ وصول کرنے کا حکم دیا ہے یہ روایت مرسل ہے جس کو شرح السنہ میں بیان کیا ہے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل کو یمن بھیجتے وقت زکوۃ وصول کرنے کے طریقے لکھ دیئے تھے، ان کو بعض لوگوں نے تفصیلی طور پر بیان کیا ہے اور بعض لوگوں نے اختصار سے کام لیا ہے

کلمات حدیث کی تشریح امره ان یاخذ الصدقة: حضرات محدثین نے اس حدیث میں صدقہ سے مراد عشر لیا ہے، اس لیے بعض لوگوں نے جیسے ابن الملک نے کہا کہ عشر صرف ان ہی چار چیزوں میں واجب ہے، حضرات شوافع کے نزدیک عشر ان چیزوں میں واجب ہے جن میں قوت کی صلاحیت ہو، حضرات احناف کے نزدیک زمین کی ہر پیداوار میں عشر واجب ہے، اور اس حدیث شریف میں ان چار چیزوں کا تذکرہ اس لیے کہ وہاں چار چیزیں عام طور سے پائی جاتی تھیں (مرقات ۱۵۲/۴) اس حدیث شریف میں صدقہ سے مراد اگر زکوۃ ہی لیا جائے تو بہتر ہوگا اس لیے کہ کتاب الزکوۃ کی پہلی روایت جس میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجنے کا تذکرہ ہے اس میں،، صدقۃ،، سے مراد زکوۃ لی گئی ہے تب اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہوگا کہ ان چار چیزوں (گیہوں جو کشمش اور کھجور) کا تعلق کھیتی سے نہیں بل کہ تجارت سے ہے، اور ان میں عشر نہیں بل کہ زکوۃ وصول کرنے کی ہدایت تھی یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ حضرت ابو سعید خدری کی روایت میں یہ مطلب لیا جا چکا ہے دیکھئے، باب غلے اور کھجور میں زکوۃ، اور چوں کہ عشر کا ثبوت دوسرے دلائل سے مل جاتا ہے اس لیے کوئی پریشانی بھی نہیں ہے دیکھئے، باب مایجب فیه الزکوۃ کی پہلی حدیث۔

﴿خرص کا مسئلہ﴾

﴿حدیث نمبر۱۷۱۷﴾ عَنْ عَتَّابِ بن اَسِيْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ زَكوٰةِ الْكُرُوْمِ اَنَّهَا تُخْرَصُ كَمَا تُخْرَصُ النَّخْلُ ثُمَّ تُؤَدّٰى زَكوٰتُه زَبِيبًا كَمَا تُؤَدّٰى زَكوٰةُ النَّخْلِ تَمَرًا،، رواه الترمذی وابوداؤد.

حل لغات: الکروم جمع ہے کَرْم کی بمعنی انگور تخرص، خرص (ض، ن) خَرْصًا اندازہ کرنا النخل، کھجور کا درخت واحد نَخْلَةٌ.

ترجمه: حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے کھجور کی زکوۃ کے بارے میں فرمایا کہ اس کا اندازہ لگایا جائے گا جیسا کہ کھجور کے درخت میں اندازہ لگایا جاتا ہے، پھر کشمش کی شکل میں اس کی زکوۃ دی جائے گی جیسا کہ نخل کی زکوۃ خشک کھجور کی شکل میں دی جاتی ہے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اس حدیث شریف میں جناب نبی کریم ﷺ نے انگور کی زکوۃ کھجور کی زکوۃ پر قیاس کرنے کے حکم بیان فرمایا ہے اس لیے از روئے شروع قیاس کرنا کوئی قبیح امر نہیں ہے، اس لیے قیاس کے منکرین کو اپنی زبانوں میں لگام ڈال لینا چاہئے۔

کلمات حدیث کی تشریح انها تخرص كما تخرص النخل الخ اس حدیث شریف میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ پہلے کھجور وغیرہ میں عشر نکالنے کا طریقہ یہ تھا کہ خارص پیداوار کا اندازہ کر لیتا تھا اور اسی حساب سے عشر وصول کرتا تھا اس حدیث شریف کو بنیاد بنا کر حضرات شوافع اور حنابلہ نے یہ کہا کہ اب بھی خرص جائز ہے، فذهب الزهری وعطاء والشافعی واحمد وابوثور وابوعبید الی جواز الخرص (عمدۃ القاری ۳۱۹/۴) ان حضرات کی دلیل حدیث باب ہے حضرات شوافع کا کہنا ہے

کہ خرص مکروہ ہے، وقال الشعبی والثوری وابو حنیفه وابویوسف ومحمد الخرص مکروہ (عمدۃ القاری ۴/۴۱۹) حضرات احناف کی دلیل حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی وہ مرفوع روایت ہے جس میں جناب نبی کریم ﷺ نے خرص سے منع فرمایا ہے (شرح معانی الآثار ۱/۳۱۸) حضرات احناف کی طرف سے ان حضرات کی مستدل روایات کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ حدیث باب منقطع ہے اور منقطع روایت سے استدلال درست نہیں ہے نیز حضرت ابن العربی نے کہا نے کہ یہ روایت صحیح ہی نہیں ہے۔ (عمدۃ القاری ۴/۴۲۰)

﴿حدیث نمبر ۱۷۱۸﴾ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِیْ حَثْمَةَ حَدَّثَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا خَرَصْتُمْ فَخُذُوْ اوَدَعُوْ الثُّلُثَ فَاِنْ لَّمْ تَدَعُوْالثُّلُثَ فَدَعُوْ الرُّبُعَ (رواه الترمذی وابوداؤد والنسائی)

حل لغات: حدث (ن) حدوثاالامر واقع ہونا حَدَّث (تفعیل) تحدیث عن فلان روایت کرنا.

ترجمه: حضرت سہل بن ابی حثمہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کہا کرتے تھے جب تم خرص کر کے لوتو ایک تہائی چھوڑ دو اگر تم لوگ ایک تہائی نہ چھوڑ دوتو ایک چوتھائی چھوڑ دو۔

کلمات حدیث کی تشریح اس روایت کی تشریح وہی ہے جو حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کی روایت کی تشریح ہے، اس روایت کے بارے میں حضرت امام ابن العربی کا کہنا ہے کہ یہ روایت صحیح نہیں ہے (عمدۃ القاری ۴/۴۲۰) اس لیے یہ روایت بھی حضرات احناف کے خلاف حجت نہیں بن سکتی۔

﴿حدیث نمبر ۱۷۱۹﴾ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْعَثُ عَبْدَ اللّٰهِ بنَ رواحةَ اِلٰى يَهُوْدَ فَيَخْرُصُ النَّخلَ حِيْنَ يَطِيْبُ قَبْلَ اَنْ يُّؤْكَلَ مِنْهُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حل لغات: بعث: بَعَثَ (ف) بعثاتنہا بھیجنا، یطیب وطاب (ض) طیبا، میٹھا ہونا۔

ترجمه: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ عبداللہ بن رواحہ کو یہودیوں کے پاس بھیجتے تھے، تو وہ میٹھا ہونے کے وقت کھانے کے لائق ہونے سے پہلے کھجوروں کا اندازہ کر لیتے تھے۔

کلمات حدیث کی تشریح یہ روایت بھی حضرات احناف کے خلاف حجت نہیں بن سکتی ہے اس لیے کہ حضرت علامہ عینی کی صراحت کے مطابق اس کی سند میں ایک مجہول راوی ہیں (عمدۃ القاری ۴/۴۲۰)

﴿شہد میں زکوٰۃ﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۲۰﴾ وَعَنْ ابنِ عُمَرَ قَالَ رسول ال اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِی الْعَسَلِ ، فِیْ كُلِّ عَشَرَةِ اَزُقٍ زِقٌ رواهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ فِیْ اِسنادِهٖ مَقَالٌ وَّ لَا يَصِحُّ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ فِیْ هٰذاالباب كَثِيرُشَیْءٍ.

حل لغات: العسل :شهد جمع اعسال :اَزُق: مشک واحد زِقٌ.

ترجمه: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے شہد کے بارے میں فرمایا کہ ہر دس مشک میں ایک مشک واجب ہے اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی سند میں کلام ہے اس باب میں جناب نبی کریم ﷺ سے زیادہ چیزیں غیر صحیح مروی ہیں۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ شہد میں بھی عشر واجب ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح فی کل عشرۃ ازق زق: اس حدیث شریف کی بنیاد پر حضرات احناف کے یہاں شہد میں عشر واجب ہے لیکن حضرات ائمہ ثلاثہ کا کہنا ہے کہ شہد میں عشر واجب نہیں ہے اور وہ حضرات کہتے ہیں کہ یہ روایت

ضعیف ہے اور ضعیف روایت سے استدلال درست نہیں، احناف کہتے ہیں کہ شہد میں عشر واجب ہونے کے سلسلے میں بھی ایک روایت نہیں ہے، بل کہ اس کے علاوہ بھی دوسری صحیح روایتیں ہیں ان روایتوں کی بنیاد پر عشر کے وجوب کا ثبوت ہو جاتا ہے جیسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے اہل یمن کے نام حکم نامہ لکھا کہ شہد میں عشر ہے، عن ابی هريرة رضى الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كتب إلى أهل اليمن إنّ في العسل العشر (فتح القدیر ۲/۲۴۷)

﴿عورت کے زیورات میں زکوٰۃ﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۲۱﴾ وَعَنْ زَيْنَبَ اِمْرَاَةِ عَبْدِ اللّٰهِ قَا لَتْ خَطَبَنَا رَسُوْ لُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ فَاِنَّكُنَّ اَكْثَرُ اَهْلِ جَهَنَّمَ يَوْمَ الْقِيَا مَةِ رواه الترمذي .

حل لغات: خطبنا خطب (ن) خُطْبَةً تقریر کرنا، لیکچر دینا، معشر بمعنی، جماعت جمع معاشر، حلیکن، جمع ہے حَلْیٌ کی بمعنی زیور

ترجمہ: حضرت زینب زوجہ عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب نبی کریم ﷺ نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا اے عورتوں کی جماعت تم زکوٰۃ دیا کرو اگر چہ اپنے زیوروں سے ہو اس لیے کہ تم سب ہی قیامت کے دن زیادہ دوزخی ہوگی۔

خلاصہ حدیث: اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی ایک بہت ہی اہم مسئلہ ہے اس لیے اس کی فکر ہونی چاہیے اگر چہ اپنے زیوارت سے ہی زکوٰۃ دی جائے تا کہ اس وعید سے بچا جاسکے۔

کلمات حدیث کی تشریح: إمرأة عبد الله عبد اللہ سے مراد حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما ہیں، تصدقن، صدقہ سے مراد زکوٰۃ نکالنا ہے۔ (مرقات ۴/۱۵۶)

﴿زیورات میں زکوٰۃ﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۲۲﴾ وَعَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ امْرَاَتَيْنِ اَتَتَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَفِيْ اَيْدِيْهِمَا سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ لَهُمَا اَتُؤَدِّيَانِ زَكٰوتَهٗ قَالَتَا لَا فَقَالَ لَهُمَا رَسُوْ لُ اللّٰهِ عليه وَسَلَّمَ اَتُحِبَّانِ اَنْ يُّسَوِّرَكُمَا اللّٰهُ بِسِوَارَيْنِ مِنْ نَّارٍ قَالَتَا لَاقَالَ فَاَدِّيَا زَكٰوتَهٗ رواه التِرمِذيُّ وَقَالَ هٰذاحديثٌ قد روى الْمُثَنَّى بْنُ الصَّبَّا ح وَابْنُ لَهِيْعَةَ يُضَعَّفَانِ فِي الْحَدِيْثِ وَلَا يصحُّ فِيْ االباب عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى عليه وَسَلَّمَ شَيْءٌ،،

حل لغات: اِمرأتين تثنیہ ہے اِمرأة کی بمعنی عورت، سواران کنگن جمع اَسْوِرَة۔

ترجمہ: حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ دو عورتیں جناب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اس حال میں حاضر ہوئیں کہ ان کے دونوں ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن تھے تو جناب نبی کریم ﷺ نے ان دونوں سے پوچھا کیا تم دونوں اس کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو،، ان دونوں نے جواب دیا کہ نہیں تو جناب نبی کریم ﷺ نے ان دونوں سے کہا کہ کیا تم دونوں اس بات کو پسند کرتی ہو کہ اللہ تعالیٰ تم دونوں کو آگ کے دو کنگن پہنائے؟ ان دونوں نے جواب دیا کہ نہیں تو جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم دونوں اس کی زکوٰۃ ادا کیا کرو،، اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا اس حدیث کو اور اس طرح کی حدیث کو مثنی بن صباح نے عمرو بن شعیب سے روایت کیا ہے،، مثنی بن صباح اور ابن لہیعہ حدیث کے معاملے میں ضعیف ہیں اور اس باب میں جناب نبی کریم ﷺ سے کچھ صحیح نہیں ہے۔

خلاصہ حدیث: اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ استعمال کئے جانے والے زیورات میں بھی زکوٰۃ فرض ہے بشرطیکہ وہ نصاب کے بقدر ہو۔

الفاظ حدیث کی تشریح: فادیا زکوته :اس حدیث شریف کی بنیاد پر حضرات احناف کا کہنا ہے کہ استعمال کئے جانے والے زیورات میں بھی زکوٰۃ فرض ہے اگر ان زیورات کی مالیت نصاب کے بقدر ہو،، لیکن حضرات شوافع کہنا

ہے کہ استعمال کئے جانے والے زیورات میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے چوں کہ اس طرح کی جتنی روایتیں ہیں سب ضعیف ہیں، اور ضعیف روایتوں سے استدلال درست نہیں ہے حضرات احناف اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ زیورات میں زکوٰۃ کے ثبوت میں صرف یہی روایت نہیں ہے کہ اس کے علاوہ بھی دوسری صحیح روایتیں ہیں جن سے بھی زیورات میں زکوٰۃ کی فرضیت کا ثبوت ملتا ہے:

أخرج ابو داؤد والنسائی إن امراۃ اتت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ومعھا ابنۃ لھا وفی یدبنتھا سکتان غلیظتان من ذھب فقالھا أتعطین زکوۃ ھذا قالت لا قال أیسرك أن یسورك اللّٰہ بھما یوم القیامۃ سوارین من نارقال فخلعتھا فالقتھما إلی النبی صلی علیہ وسلم فقالت ھما للّٰہ ولرسولہ (مرقات ۴/۱۵۷) اس حدیث شریف کے بارے میں ابوالحسن قطان کہتے ہیں کہ اس کی سند صحیح ہے (مرقات ۴/۱۵۷) ولایصح في ھذا الباب عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم شيء: یہ بات حضرت امام ترمذی علیہ الرحمہ نے اپنی معلومات کے مطابق کہی ہے ورنہ تو اس باب میں دوسری صحیح روایتیں بھی ثابت ہیں جیسا کہ اوپر نقل کیا گیا نیز حضرت ملا علی قاری نے اس سلسلے میں اور دلائل فراہم کیے ہیں تفصیل کے لیے دیکھئے مرقات (۴/۱۵۷)

﴿کنز کا مطلب﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۲۳﴾ وَعَنْ اُمِّ سَلَمۃ قالت کُنتُ اَلْبسُ اوضَاحًا مِّنْ ذَھبٍ فقُلْتُ یارَسُوْلَ اللّٰہ اَکَنْزٌ ھو؟ فقال مابلغ ان تؤدی زکوتہ فزکیَّ فلیسَ بِکَنْزٍ رواہ مالكٌ وأبو داود.

حل لغات: البس، لَبِس (س) لُبْسًا پہنا: اوضاح جمع ہے وَضَحْ کی بمعنی چاندی کا زیور کنز مدفون خزانہ جمع کُنوز.

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں سونے کے زیور پہنے ہوئے تھی میں نے دریافت کیا یارسول اللہ یہ کنز ہے تو جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو نصاب کے بقدر ہو اگر اس کی زکوٰۃ ادا کی جائے تو وہ کنز نہیں ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح اوضاح من ذھب: اوضاح یہ وضح کی جمع ہے یہ ایک قسم کے زیور کا نام ہے جو چاندی سے بنایا جاتا ہے (مرقات ۴/۱۵۷) لیکن حدیث باب میں من ذھب کا لفظ آیا ہے، ممکن ہے کہ ام سلمہ نے اپنے شوق کی تکمیل کے لیے بجائے چاندی کے مذکورہ زیور سونے کا بنالیا ہو، فقال مابلغ ،، یعنی جس کی مقدار نصاب کو پہنچ جانے یہ روایت بھی صریح اور صحیح ہے اس کی سند میں کوئی چھول چھال نہیں ہے۔ (دیکھئے مرقات ۴/۱۵۷)

﴿مال تجارت میں زکوٰۃ﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۲۴﴾ عَنْ سَمُرَۃَ بْنِ جُنْدُبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَاْمُرُنَا اَنْ نُخْرِجَ الصَّدَقَۃَ مِنَ الَّذِیْ نُعِدُّ لِلْبَیْعِ (رواہ أبو داؤد)

حل لغات: یامرنا اَمَرَہٗ (ن) امرًا حکم دینا ،نعد، عَدَّ (ن) عدًا تیار کرنا مہیا کرنا۔

ترجمہ: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ اس مال میں سے زکوٰۃ نکالنے کا حکم دیتے تھے جسے ہم تجارت کے لیے مہیا کرتے تھے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ مال تجارت میں بھی زکوٰۃ فرض ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح للبیع اس سے مراد تجارت ہے اس لیے کہ عام طور پر بیع بول کر کاروبار مراد لے لیا جاتا ہے۔ (مرقات ۴/۱۵۷)

﴿ کان میں زکوٰۃ ﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۲۵﴾ وَعَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْطَعَ لِبِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ مَعَادِنَ الْقَبَلِيَّةِ وَهِيَ مِنْ نَاحِيَةِ الْفُرْعِ فَتِلْكَ الْمَعَادِنُ لَا تُؤْخَذُ مِنْهَا إِلَّا الزَّكٰوةُ إِلَى الْيَوْمِ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ .

حل لغات: اقطع :قَطَعَ (ف) قطعًا کاٹنا جدا کرنا، اقطع (افعال) اِقْطَاعًا جاگیر دینا معادن ،جمع ہے معدن کی بمعنی کان القبلیة جگہ کا نام ہے اسی کی طرف منسوب ہے۔ ناحیة، پاس پڑوس ،جمع انواح .

ترجمه: حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن نے بہت سے صحابہ سے روایت کی ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے بلال بن حارث المزنی کو قبلیہ کی کان جاگیر میں دی جو فرع کے علاقے میں ہے جس کان سے آج تک زکوٰۃ ہی لی جارہی ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ کہ حضرت ربیعہ بیان کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے بلال بن حرث المزنی کو جو کان دی تھی اس سے خمس کے بجائے زکوٰۃ وصول کی جاتی تھی۔

کلمات حدیث کی تشریح عن غیر واحد: یعنی بہت سے لوگوں سے فتلك المعادن لا یوخذ منها الا الزکوٰة الی الیوم حضرات شوافع کا کہنا ہے کہ معادن میں بھی زکوٰۃ فرض ہے۔ اوران حضرات کی دلیل حدیث باب ہے۔

حضرات احناف کہتے ہیں کہ معادن میں زکوٰۃ نہیں بلکہ خمس فرض ہے۔ حضرات احناف کی دلیل وہ روایت ہے جس کی تخریج اصحاب ستہ نے کی ہے، اس حدیث شریف میں اس بات کی صراحت ہے کہ معادن میں خمس فرض ہے نہ کہ زکوٰۃ لنا والعجماء جبار والبئر جبار والمعدن جبار وفی الرکاز الخمس ، اخرجه الستة والرکاز یعم المعدن والکنز علی ما حققناه.(فتح القدیر ۲/۲۳۴)

جواب: ان حضرات کی مستدل روایت کا جواب یہ ہے کہ یہ روایت منقطع ہے جس سے استدلال درست نہیں نیز اس میں اس بات کی صراحت نہیں ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے اس کان میں زکوٰۃ لینے کا حکم دیا تھا بلکہ یہ ربیعہ کا ایک خیال ہے قال ابن عبدالبر هذا منقطع فی الموطا .....قال أبوعبیدة فی کتاب الأموال حدیث منقطع ومع انقطاعه لیس فیه أن النبی صلّی اللّٰه علیه وسلّم أمر بذلك وانما یوخذ منه الی الیوم (فتح القدیر ۲/۲۳۳)

الفصل الثالث

﴿کن کن چیزوں میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۲۶﴾ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ فِي الْخَضْرَاوَاتِ صَدَقَةٌ وَلَا فِي الْعَرَايَا صَدَقَةٌ وَلَا فِي أَقَلَّ مِنْ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ وَلَا فِي الْجَبْهَةِ صَدَقَةٌ قَالَ: الصَّقْرُ الْجَبْهَةُ الْخَيْلُ وَالْبِغَالُ وَالْعَبِيْدُ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ .

حل لغات: الخضروات: واحد خضرة بمعنی سبزی، العرایا، عریة کی جمع ہے بمعنی عطیہ جیسے عطایا عطیہ کی اور قضایا قضِیۃٌ کی جمع ہے (عمدۃ القاری ۵/۵۲۳، فتح الباری ۴/۳۲۵) اوسق، ایک وسق کا وزن تقریبا تیئیس کلو پانچ سو اڑتالیس ملی گرام کے برابر ہوتا ہے (23.548) العوامل: عامل کی جمع ہے بمعنی کھیتی کے جانور، الجبهة اس کے معنی اصل میں گھوڑے کے آتے ہیں لیکن اس کے ضمن میں خچر اور غلام کو بھی لے لیا جاتا ہے اس کا واحد نہیں آتا ہے۔

ترجمه: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سبزیوں میں زکوٰۃ نہیں ہے، نہ ہی عرایا میں ہے اور نہ ہی ان چیزوں میں زکوٰۃ فرض ہے، جو پانچ وسق سے کم ہو اور کھیتی کے جانور میں زکوٰۃ نہیں ہے اور نہ ہی جبہ میں زکوٰۃ ہے صقر نے

کہا کہ جبہہ گھوڑے، خچر اور غلام ہیں۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ فرضیت زکوٰۃ کے لیے کچھ شرائط ہیں مثلاً نصاب یا ضروریات اصلیہ سے مال کا زائد ہونا اور چوں کہ حدیث باب میں مذکورہ چیزوں میں زکوٰۃ کی شرطیں مفقود ہیں اس لیے ان چیزوں میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح لیس فی الخضروات صدقة، سبزیوں میں چوں کہ قوت نہیں ہے اس لیے ان میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے بل کہ عشر واجب ہے اس کی تفصیل باب ما یجب فیہ الزکوٰۃ کی پہلی حدیث کے تحت دیکھی جاسکتی ہے۔ ولافی العرایا، عرایا ایک قسم کا ہبہ ہے جس کی صورت یہ ہے کہ عرب میں تازہ کھجور کھانے کا عام رواج تھا اس میں جائیداد و باغات والوں کے ساتھ غریب قسم کے لوگ بھی تازہ کھجور کھانے میں برابر کے شریک ہونے کے لیے کوشاں رہتے تھے، اسی کوشش کا نتیجہ تھا کہ باغات والے ان غریب لوگوں کو جن کے پاس تازہ کھجور کھانے کے وسائل نہیں ہوتے تھے ایک آدھ کھجور کے درخت متعین کر کے دے دیا کرتے تھے، تاکہ وہ بھی تازہ کھجور کھانے میں ہمارے شریک ہوجائیں، ایک آدھ درخت کی کھجور نصاب کو پہنچ کر آدمی مال دار نہیں ہوجاتا ہے اس لیے ایسے شخص پر صرف عرایا کی کھجور کی بنیاد پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے ولافی اقل من خمسة اوسق صدقة: یہ ایک حقیقت ہے کہ دوسو دراہم کے بقدر مالیت میں زکوٰۃ فرض ہوا کرتی ہے، اسی کو اس حدیث شریف میں بتایا گیا ہے کہ ایک وسق چالیس درہم کے برابر ہوتا ہے تو پانچ وسق دو سو دراہم کے بقدر ہوئے اب اس میں زکوٰۃ فرض ہے اس سے کم مالیت میں زکوٰۃ فرض نہیں، ولافی العوامل الخ، ذاتی طور پر استعمال کرنے والے کچھ جانوروں کا تذکرہ ہے ان میں بھی زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔

﴿وقص پر زکوٰۃ نہیں ہے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۲۷﴾ وَعَنْ طاوُسٍ انَّ مُعاذبن جبل اُتی بوقصِ الْبقرِ فَقَالَ لَمْ یاْ مرنیْ فِیْهِ النَّبیُّ صَلَّی اللّٰہ علیه وسلم بشیء، رواہ الدار قطنی والشافعی وقال: الوقص مالم یبلغ الفریضة.

حل لغات: وَقَص مویشیوں کی اس تعداد کو کہتے ہیں جو نصاب سے کم ہو، وَقِص (س) وَقْصًا گھٹانا کم کرنا، اور چوں کہ تعداد میں کم ہوتا ہے اسی لیے اس کو وقص کہا جاتا ہے۔

ترجمہ: حضرت طاؤس سے روایت ہے کہ حضرت معاذ بن جبل کے پاس وقص لایا گیا تو انھوں نے کہا کہ اس میں جناب نبی کریم ﷺ نے کسی چیز کا حکم نہیں دیا ہے، اس کو دارقطنی اور شافعی نے روایت کیا ہے نیز شافعی نے کہا کہ وقص وہ تعداد ہے جو نصاب کو نہ پہنچے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جانور جب تک نصاب کی مقدار کو نہ پہنچ جائے اس میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح اتی بوقص، وقص اس لیے لے کر آتے تھے تاکہ وہ زکوٰۃ وصول کرلیں فقال، لیکن انھوں نے کہا کہ اس کی تعداد نصاب کے بقدر سے کم ہے اس لیے جناب نبی کریم ﷺ نے وقص سے زکوٰۃ لینے کا حکم نہیں دیا ہے، اس لیے میں اس میں زکوٰۃ نہیں لے سکتا وقال الوقص، وقص اس مقدار کو کہتے ہیں جو نصاب زکوٰۃ سے کم ہو خواہ ابتداءً جیسے گائے کا نصاب تیس ہے تیس عدد سے کم جتنی گائیں ہوں گی سب وقص میں داخل ہیں، یا ایک تعداد کے پوری ہونے کے بعد جیسے تیس پر جاکر نصاب کی ایک تعداد پوری ہوگئی اب اکتیس سے انتالیس تک جو تعداد ہے وہ وقص کہلاتا ہے۔

باب صدقۃ الفطر

صدقہ فطر سنہ ۲ھ کو رمضان کے مہینے میں واجب ہوا ہے، یہ اس معنی کر واجب ہے کہ اس کا منکر باجماع امت کافر نہیں ہے اور یہ ضابطہ ہے کہ واجب کا منکر کافر نہیں ہوا کرتا ہے اس لیے صدقہ فطر واجب ہے۔

الفصل الاول

﴿صدقۂ فطر واجب ھے﴾

﴿حدیث نمبر۱۷۲۸﴾ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَ ضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَکوٰۃَ الفطر صاعًا مِّنْ تمر اوصاعًا من شعیر علی الْعبد والحرِّوَالذَّ کَرِ وَالْاُنثیٰ وَالصَّغِیْرِ وَالکبیر من المسلمین وامربھا ان تؤدّٰی قبل خُرُوْجِ النَّاسِ الی الصَّلوٰۃ مُتَّفقٌ علیہ .

حل لغات: صاعًا: تین کلو دوسو انچاس گرام بقدر کا ایک پیانہ، تمر جمع تمور بمعنی کھجور، شعیر، جمع شعیرات بمعنی جو، الحر جمع اَحْرَار بمعنی آزاد۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے صدقۂ فطر ہر غلام، آزاد، مرد عورت چھوٹے بڑے مسلمان پر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو متعین فرمایا ہے اور اس کا حکم دیا کہ لوگوں کے نماز کے لیے نکلنے سے پہلے ادا کر دیا جائے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ صدقہ فطر ادا کرنے میں جلدی کی جائے ایسا نہ ہو کہ غفلت میں ادا کرنے سے رہ جائے اور اس کا مقصد فوت ہو جائے۔

کلمات حدیث کی تشریح فرض رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم زکوۃ الفطر: فرض واجب کے معنی میں ہے یعنی نبی کریم ﷺ نے صدقہ فطر واجب کیا ہے اس لیے کہ اگر فرض کے حقیقی معنی مراد لیا جائے تو صدقۂ فطر کی فرضیت کے ثبوت کے لیے دلیل قطعی کی ضرورت پڑے گی یہ دلیل قطعی سے ثابت نہیں ہے اس لیے یہی کہا جائے گا کہ صدقۂ فطر فرض نہیں بل کہ واجب ہے۔

صاعا من تمر او صاعامن شعیر: ایک صاع آٹھ رطل کا ہوتا ہے اس روایت کی بنیاد پر حضرات شوافع نے کہا کہ صدقۂ فطر فرض ہونے کے لیے نصاب کی کوئی شرط نہیں ہے،، بل کہ جس کے پاس ایک دن سے زیادہ خوراک ہو اس پر بھی صدقۂ فطر لازم ہے حضرات احناف کہتے ہیں کہ دوسری روایت سے یہ پتہ چلتا ہے کہ صدقۂ فطر غنی پر واجب ہے اور شریعت کی اصلاح میں صاحب نصاب ہی کو غنی کہا جاتا ہے اس لیے صدقۂ فطر واجب ہونے کے لیے نصاب شرط ہے۔ علما ئنا قیدو اھذٰ ا لاطلاق باحادیث وردت تفید التقیید بالغنی ، وصرفوہ إلی المعنی الشرعی والعرفی وھومن یملك نصابا،منھا:قولہ علیہ الصلاۃ والسّلام لاصدقۃ الا عن ظھر غنی رواہ امام احمد فی مسندہ (مرقات ۴/۱۶۰) وامربھا ان تؤدیٰ الخ ،، یہ ایک مستحب طریقہ ہے کہ عید کی نماز سے پہلے پہلے صدقۂ فطر ادا کر دے، اگر تاخیر ہو جائے اور بعد میں کسی نے صدقۂ فطر ادا کیا تو ادا ہو جائے گا۔

صدقۂ فطر کی مقدار

﴿حدیث نمبر۱۷۲۹﴾ عَنْ اَبِی سعیدن الخدریِّ قال کُنَّا نخرج زکوٰۃ الفطر صاعًامِّنْ طعام اوْ صاعًا مِّنْ شعیر او صاعًا مِّنْ تمر او صاعًامن اقط اوصاعا من زبیب مُتَّفقٌ علیہ .

حل لغات: طعام گیہوں جمع اَطعمۃ شعیر جمع شعیرات ، تمر کھجور جمع تمور اقط، ہمزہ پر زبر اور قاف کے زیر کے ساتھ اس

دہی کو کہتے ہیں جس کو کپڑے میں رکھ کر لٹکا دیا گیا ہو جس کی وجہ سے اس کا تمام پانی نکل کر پنیر کی طرح ہو گیا ہو۔

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ صدقۂ فطر ایک صاع گیہوں یا ایک صاع جو یا ایک صاع کھجور یا ایک صاع اقط یا ایک صاع کشمش کی شکل میں نکالتے تھے۔

کلمات حدیث کی تشریح اس حدیث شریف خلاصہ یہ ہے کہ صدقۂ فطر نکالنے میں غرباء اور مساکین کی ضرورت کا خیال رکھا جائے یہی وجہ ہے کہ مختلف موقع پر مختلف چیزیں نکالنے کا رواج تھا۔

صاعا من طعام سے مراد گیہوں ہے۔ (مرقات ۱۶۲/۴)

الفصل الثانی

﴿گیہوں نصف صاع ادا کیا جائے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۳۰﴾ عَنِ ابْنِ عبَّاس قَالَ فِي اخر رمضان أخرجوا صدقة صومكم فرض رسول الله صلى الله عليه وسلم هٰذِه الصدقة صاعًا مِّنْ تمر او شعير او نصف صاع من قَمْحٍ على كل حراو مملوك ذكر او أنثىٰ صغير أو كبير، رواه أبوداو'د والنسائیُ.

حل لغات: صومکم صوم بمعنی روزہ مذکر و مونث واحد جمع سب پر بولا جاتا ہے،، قمح واحد قمحة گیہوں

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک رمضان کے اخیر میں فرمایا کہ آپ لوگ اپنے روزوں کا صدقہ نکالیے جناب نبی کریم ﷺ نے ہر آزاد و غلام مرد عورت اور چھوٹے بڑے پر کھجور یا جو میں ایک صاع اور گیہوں میں آدھا صاع اس صدقے کو تعین کیا ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ صدقہ فطر میں جیسی چیز دی جائے گی اسی حساب سے اس کی مقدار کی تعین ہوگی اگر جو ہے تو ایک صاع اور اگر گیہوں ہے تو نصف صاع۔

کلمات حدیث کی تشریح **نصف صاع من قمح**: اس حدیث شریف کی بنیاد پر حضرات احناف کہتے ہیں کہ صدقہ فطر میں اگر گیہوں ادا کرے تو نصف صاع واجب ہے یہ روایت مرسل ہے لیکن حکما مرفوع ہے،، سند بھی صحیح اس لیے احناف کا اس حدیث شریف سے استدلال کرنا درست ہے۔

﴿صدقہ فطر کی حکمت﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۳۱﴾ وَعَنْهُ قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكٰوةَ الْفِطْرِ طُهْرَ الصِّيَامِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَةً لِّلْمَسَاكِيْنَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ .

حل لغات: طهر، مصدر ہے بمعنی پاک ہونا۔ اللغو، مصدر ہے بمعنی بیہودہ کلام، الرفث مصدر ہے بمعنی گندی گفتگو۔

ترجمہ: ان سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے صدقۂ فطر اس لئے لازم کیا ہے تاکہ روزہ بیہودہ باتوں اور فضول گفتگو سے پاک ہو جائے اور مسکینوں کو کھانا مل جائے۔

کلمات حدیث کی تشریح آدمی کی کوتاہی کی وجہ سے روزے میں جو نقصان ہو جاتا ہے وہ کمی صدقۂ فطر کی وجہ سے دور ہو جاتی ہے، اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ فقراء و مساکین بھی عید کی خوشی میں شریک ہو جائیں۔

من اللغو: بے مقصد بات کو لغو کہتے ہیں، **الرفث**: فحش اور گندے کلام کو رفث کہتے ہیں۔

الفصل الثالث ﴿صدقہ فطر واجب ہے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۳۲﴾ عَن عَمروِبنِ شُعيب عَن اَبيهِ عَن جَدِّه اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَ سَلَّمَ بَعَثَ مُنَادِيًا فِي فِجَاجِ مَكَّةَ اَلَا اِنَّ صَدَقَةَ الفِطرِ وَاجِبَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسلِمٍ ذَكَرٍ اَو اُنثٰى حُرٍّ اَو عَبدٍ صَغِيرٍ اَو كَبِيرٍ مُدَّانِ مِن

قَمحٍ اَو سِوَاهُ اَو صَاعٌ مِّن طَعَامٍ رَوَاهُ التِّرمِذِیُّ ۔

حل لغات: فجاج، واحد فج دو پہاڑوں کے درمیان کشادہ راستہ، یہاں مراد گلی ہے چوں کہ گلیاں بھی دو عمارتوں کے درمیان ہوا کرتی ہیں اس لئے ان کو بھی فجاج کہہ دیا جاتا ہے۔

ترجمہ: عمرو بن شعیب اپنے باپ وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے مکے کی گلیوں میں منادی بھیجا کہ آگاہ ہو جاؤ صدقۂ فطر ہر مسلمان مرد عورت آزاد غلام اور بڑے پر گیہوں میں سے دو مد یا اسکے برابر اور طعام میں سے ایک صاع کے برابر واجب ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ صدقۂ فطر جس چیز سے ادا کیا جائے اسی حساب سے اس کی مقدار بھی متعین کی جائے گی۔

کلمات حدیث کی تشریح صدقة الفطر واجبة، دیکھئے اس حدیث شریف میں بھی صدقۂ فطر کے وجوب کی صراحت ہے، مدان من قمح: دو مد نصف صاع کی مقدار کے برابر ہوتا ہے۔

﴿صدقۂ فطر کی ترغیب﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۳۳﴾ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰه بن ثعلبه او ثَعْلَبَه بْنِ عَبْدِ اللّٰه بن اَبی صُعیر عن اَبیه قال قال رسول صلی اللّٰه علیه وسلم صاعٌ مِّنْ بُرٍّ اَوْ قُمحٍ عَنْ كُلِّ اثْنَيْنِ صَغيرٍ اَوْ كبيرٍ حُرٍّ اَوْ عبدٍ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثىٰ ، اَمَّا غَنِيُّكُمْ فَيُزَكِّيْهِ اللّٰهُ وَاَمَّا فَقِيْرُكُمْ فَيَرُدُّ عَلَيْهِ اَكْثَرَ مِمَّا اَعْطَاهُ رواه اَبو داود.

حل لغات: بر، گیہوں واحد بُرَّة.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن ثعلبہ یا ثعلبہ بن عبداللہ بن ابی صعیر سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر دو کی طرف سے ایک صاع بر یا قمح ہے وہ دو افراد خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے، آزاد ہوں یا غلام، مرد ہوں یا عورت بہر حال اللہ تعالیٰ مالداروں کو صدقۂ فطر کے ذریعے پاک کرتا ہے اور فقیروں کو اس سے زیادہ دیتا ہے، جو وہ دیتے ہیں۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ مالدار اور غریب سب کو صدقۂ فطر کے ادا کرنے کی فکر کرنی چاہیے اس سے مالدار کا تزکیہ ہوگا اور غریب آدمی کے مال میں زیادہ برکت ہوگی۔

کلمات حدیث کی تشریح صاعا من برا اوقمح عن کل اثنین، بر اور قمح دونوں کے معنی گیہوں کے ہیں، حدیث شریف کے الفاظ سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ ہر آدمی کی طرف سے صدقۂ فطر گیہوں کے قبیل سے نصف صاع واجب ہے، واما فقیر کم: غریب آدمی پر صدقۂ فطر واجب تو نہیں ہے، لیکن اگر کوئی دینا چاہے تو اس کے مال میں بڑی برکت ہوگی۔

باب من لا تحل له الصدقة

الفصل الاوّل

﴿حضور کے لیے صدقہ﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۳۴﴾ وَعَنْ اَنَسٍ قال مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرَةٍ فِى الطَّرِيْقِ فَقَالَ: لَوْ اَنِّى اَخَافُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الصَّدَقَةِ لَاَ كَلْتُهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ راستہ میں ایک کھجور کے پاس گذرے انھوں نے کہا کہ اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ یہ کھجور صدقے کی ہے تو میں اسے کھالیتا۔

خلاصۂ حدیث کی تشریح لا کلتھا، جناب نبی کریم ﷺ کی نظر میں نعمت کی بڑی قدر تھی اسی قدر کا نتیجہ تھا کہ راستے میں پڑی ہوئی ایک معمولی کھجور دیکھی تو اسے اٹھا کر کھانے کے لیے تیار ہو گئے، لیکن جناب نبی کریم ﷺ کو اس میں صدقہ کا شبہ ہو گیا اس لیے آپ نے اس کو چھوڑ دیا، چوں کہ آپ کے لیے صدقے کا مال حرام تھا، اس سے ایک بات اور سمجھ میں آتی ہے کہ معمولی گری پڑی چیز ہو تو اس سے استفادہ جائز ہے، البتہ اگر کوئی اعلیٰ درجے کا متقی ہو تو اسے پرہیز کرنا چاہیے۔

﴿بنوھاشم کے لیے زکوٰۃ﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۳۵﴾ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ اَخذالْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ تَمْرَۃً مِّنْ تَمْرِ الصَّدَقَۃِ فَجَعَلَھَا فِیْ فِیْہِ فقال النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم کَخْ کَخْ لِیَطْرَ حَھَا ثُمَّ قَالَ اَمَا شَعَرْتَ اَنَّا لَانَاْکُلُ الصَّدَقَۃَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

حل لغات: في فيه، بمعنی منہ اسمائے ستہ مکبرہ میں سے ہے اس لیے اس کا اعراب حالت جری میں یا، کے ساتھ ہے کخ، کخ کاف پر کسرہ اور فتحہ کے ساتھ بمعنی اترك یعنی چھوڑ۔ لیطرحھا طرح (ف) طرحًا پھینک دینا شعرت: شعر (ن) شعرًا جاننا۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حسن بن علی نے زکوٰۃ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور لے کر اپنے منہ میں ڈال لی تو جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کخ، کخ تاکہ وہ اس کھجور کو پھینک دیں جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آپ نہیں جانتے کہ ہم لوگ صدقہ نہیں کھاتے ہیں۔

خلاصۂ حدیث کی تشریح من تمرۃ الصدقۃ مراد زکوٰۃ کی کھجور ہے، کخ، کخ، وہ جملہ ہے جس سے اہل عرب بچے کو کسی ناپسند چیز سے روکتے ہیں اس کا مکرر ذکر تاکید کے لیے ہے، انا مراد بنو ہاشم ہیں، بنو ہاشم حضرت جعفر طیار، حضرت عقیل، حضرت عباس حارث بن عبد المطلب اور حضرت علی کی ان اولاد کو کہا جاتا ہے جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بطن سے نہ ہو، بل کہ ان کی دوسری بیویوں سے ہو۔

﴿سادات کے لیے صدقہ﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۳۶﴾ وَعَنْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِیْعَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ ھٰذِہِ الصَّدَقٰتِ اِنَّمَا ھِیَ اوساخُ النَّاس وَاِنَّھَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَّلَا لِاٰلِ مُحَمَّدٍ رواہ مسلم۔

حل لغات: اوساخ واحد وسخ بمعنی میل کچیل۔

ترجمہ: حضرت عبد المطلب بن ربیعہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ صدقات لوگوں کے میل کچیل ہیں، اس لیے یہ محمد اور آل محمد کے لیے حلال نہیں ہیں۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ سادات کے لیے زکوٰۃ اور صدقات کا مال جائز نہیں ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح ھذہ الصدقات، زکوٰۃ اور صدقات کی تمام قسمیں اس میں شامل ہیں خواہ زکوٰۃ ہو یا صدقات واجبہ کی کوئی بھی قسم حضرات سادات کے لیے جائز نہیں ہے البتہ نفلی صدقات ان حضرات کے لیے جائز ہیں۔

﴿حضور ﷺ کے لیے ھدیہ﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۳۷﴾ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللہ ﷺ اِذا اُتِیَ بِطَعَامٍ سَاَلَ عَنْہُ اَھَدِیَّۃٌ اَمْ صَدَقَۃٌ فَاِنْ قِیْلَ صَدَقَۃٌ قَالَ لِاَصْحَابِہٖ کُلُوْا وَلَمْ یَاْکُلْ وَاِنْ قِیْلَ ھَدِیَّۃٌ ضَرَبَ بِیَدِہٖ فَاَکَلَ مَعَھُمْ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

حل لغات: اتی: اتا (ض) اتیانا، بہ: لانا: ھدیۃ: تحفہ جمع ہدایا۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کے پاس کھانا آتا تو آپ اس کے بارے میں پوچھتے یہ ہدیہ ہے یا صدقہ اگر کہا جاتا کہ صدقہ ہے تو نبی کریم ﷺ اپنے اصحاب سے کہتے تم لوگ کھالو اور آپ خود نہ کھاتے اور اگر کہا جاتا کہ ہدیہ ہے تو جناب نبی کریم ﷺ ہاتھ لگاتے اور صحابہ کرام کے ساتھ کھاتے۔

﴿بریرہ کے واسطے سے شریعت کے تین احکام﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۳۸﴾ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ فِيْ بَرِيْرَةَ ثَلٰثُ اِحْدَى السُّنَنِ اَنَّهَا عَتَقَتْ فَخُيِّرَتْ فِيْ زَوْجِهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اَلْوَ لَآءُ لِمَنْ اَعْتَقَ وَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَالْبُرْمَةُ تَفُوْرُ بِلَحْمٍ فَقُرِّبَ اِلَيْهِ خُبْزٌ وَّاُدْمٌ مِّنْ اُدْمِ الْبَيْتِ فَقَالَ لَمْ اَرَ بُرْمَةً فِيْهَا لَحْمٌ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ ذٰلِكَ لَحْمٌ تُصُدِّقَ بِهٖ عَلٰى بَرِيْرَةَ وَاَنْتَ لَا تَاْكُلُ الصَّدَقَةَ قَالَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

حل لغات: سنن جمع ہے سنة کی بمعنی طریقہ عتقت: عَتَقَ (ض) عتقا آزاد ہونا۔ خیرت: خَيَّرَ (تفعیل) تخییر پسند کرنے کے لیے اختیار دینا، الولاء: وہ میراث جو آزاد کردہ غلام سے حاصل ہو۔ البرمة: ہانڈی جمع بُرَم و بِرَام. تفور: فار (ن) فوراً ابلنا، جوش مارنا، بِلَحْمٍ، گوشت جمع لِحَام: خبز: روٹی جمع اَخْبَاز: ادم: ہر وہ چیز جس کا سالن بنایا جاسکے۔

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بریرہ کے واسطے سے تین شرعی احکام ظاہر ہوتے ہیں (۱) وہ آزاد ہوئیں تو ان کو اپنے شوہر کے بارے میں اختیار دیا گیا (۲) جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا میراث اس کے لیے ہے جو آزاد کرے۔ (۳) جناب نبی کریم ﷺ گھر میں آئے اور گوشت کی ہنڈیا ابل رہی تھی لیکن آپ کے سامنے روٹی کے ساتھ گھر کے سالنوں میں سے کوئی سالن پیش ہوا۔ تو آپ نے فرمایا کہ کیا میں نے وہ ہنڈیا نہیں دیکھی جس میں گوشت ہے؟ گھر والوں نے جواب دیا جی ہاں، لیکن وہ ایسا گوشت ہے جو بریرہ کو صدقے میں ملا ہے اور آپ صدقہ نہیں کھاتے ہیں، آپ نے فرمایا وہ اس کے لیے صدقہ ہے اور ہمارے لیے ہدیہ ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا باندی ضرور تھیں، لیکن اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کی بڑی قدر تھی یہی وجہ ہے کہ انکی ذات کے واسطے سے شریعت کے یہ تین اہم مسائل مسلمانوں کو بطور تحفہ کے ملے ہیں

کلمات حدیث کی تشریح انها عتقت فخيرت یہ ان تین مسئلوں میں سے پہلا مسئلہ ہے کہ جب باندی کسی کی زوجیت میں ہو اور وہ باندی آزاد ہو جائے تو باندی کو یہ اختیار ہے کہ زوجیت ہی میں رہے، یا انکار کر دے یہ مسئلہ امت کو حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کے واسطے سے ملا ہے، واقعہ یہ ہوا کہ بریرہ ایک باندی تھیں اور مغیث نامی صحابی کی زوجیت میں تھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انکو خرید کر آزاد کر دیا، تو اب وہ مغیث کیساتھ رہنے کیلئے تیار نہیں اور مغیث رضی اللہ عنہ انکو چھوڑنے کیلئے تیار نہیں یہ مقدمہ جناب نبی کریم ﷺ کی عدالت میں آیا وہاں شریعت نے حضرت بریرہ کو یہ اختیار دیا کہ وہ چاہے تو مغیث کیساتھ رہے اور چاہے تو اس سے الگ ہو جائے انکو اختیار ہے چنانچہ انھوں نے حضرت مغیث سے علاحدگی اختیار کر لی، الولاء لمن اعتق، طریقہ تو یہی چلا آرہا تھا کہ آزاد کردہ غلام کے ترکہ میں سے آزاد کرنیوالے کا ہوتا تھا، لیکن جب حضرت بریرہ کی خرید فروخت کی بات ہونے لگی تو بریرہ کے یہودی مالک نے یہ شرط لگا دی کہ تیرا ترکہ ہمارا ہوگا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جناب نبی کریم ﷺ سے تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کو خرید کر تم آزاد کر دو ترکہ ان کا نہیں بلکہ تمہارا ہوگا، اب تک چوں کہ شریعت میں یہ مسئلہ واضح نہیں ہوا تھا حضرت بریرہ کے واسطے سے واضح ہو گیا کہ ترکہ آزاد کرنے والے کو ملے گا، هو عليها صدقه ولنا هدية یہ تیسرا مسئلہ ہے کہ ملکیت بدلنے سے احکام بدل جاتے ہیں۔ وہ یقیناً صدقہ کا گوشت تھا، اور آپ چوں کہ صدقہ نہیں کھاتے تھے اس لیے آپ کو نہیں دیا گیا، جب آپ نے پوچھا تو یہ کہا گیا کہ یہ صدقے کا گوشت ہے اور آپ صدقہ نہیں کھاتے ہیں اس لیے آپ کو نہیں دیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ گوشت بریرہ کو صدقے میں

ملا ہے اب اس پر اس کی ملکیت تام ہو چکی ہے، اب وہ کسی کو دے تو وہ صدقہ نہیں بل کہ ہدیہ ہے چوں کہ ملکیت بدل چکی ہے۔

﴿حضور کا ھدیہ قبول کرنا﴾

﴿حدیث نمبر۱۷۳۹﴾ وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَيُثِيْبُ عَلَيْهَا رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ .

حل لغات: يقبل: قَبِلَ (س) قبولاً لینا، قبول کرنا۔

ترجمہ: ان سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ ہدیہ قبول فرماتے تھے اور اس کا بدلہ دیتے تھے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کے طریقے کے مطابق ہدیہ دینے والے کو بدلہ میں کچھ نہ کچھ ضرور دے تاکہ تھادو تحابوا کا مظہر سامنے ہو۔

کلمات حدیث کی تشریح يقبل الهدية ويثيب عليها: جناب نبی کریم ﷺ کا طریقہ تھا کہ ہدیہ دینے والے کو کچھ نہ کچھ بدلے میں ضرور دیا کرتے تھے اس حدیث شریف میں اسی کو بیان کیا گیا ہے۔

﴿حضور کی نظر میں نعمت کی قدر﴾

﴿حدیث نمبر۱۷۴۰﴾ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلى الله عليه وسلم لَوْ دُعِيْتُ اِلٰی كُرَاعٍ لَاَجَبْتُ وَلَوْ اُهْدِیَ اِلَیَّ ذِرَاعٌ لَقَبِلْتُ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ .

حل لغات: دعيت: دعا (ن) دعاءً بلانا، كراع: گائے بکری کے پائے جمع اَکَارِع ذراع: بازو۔ جمع اَذْرُع۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر میں پایا کی طرف بلایا جاؤں تو ضرور جاؤں گا۔ اور اگر مجھے بازو ہدیہ کیا جائے تو ضرور قبول کروں گا۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کی نظر میں نعمت کی بے پناہ قدر تھی یہی وجہ ہے کہ آپ نے اس کو خصوصیت سے بیان کیا کہ اگر کوئی پائے کی بھی دعوت کریگا تو میں قبول کروں گا۔

کلمات حدیث کی تشریح لو دعيت إلى كراع، جناب نبی کریم ﷺ کا تواضع اور نعمت کی قدر کی ایک علامت ہے کہ پائے اور بازو جیسی حقیر چیز کو قبول کرنے پر اپنی آمادگی کا اظہار فرمایا۔

﴿مسکین کی علامت﴾

﴿حدیث نمبر۱۷۴۱﴾ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلى الله عليه وسلم لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ الَّذِیْ يَطُوْفُ عَلَى النَّاسِ تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلٰكِنَّ الْمِسْكِيْنَ الَّذِیْ لَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيْهِ وَلَا يُفْطَنُ بِهٖ فَيُتَصَدَّقَ عَلَيْهِ وَلَا يَقُوْمُ فَيَسْاَلَ النَّاسَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

حل لغات: المسكين، جس کے پاس کچھ نہ ہو، جمع مساكين ، يطوف ، طاف، (ن) طوافا، چکر لگانا، اللقمة ، ایک مرتبہ جتنا نگلا جاسکے، ج ،لقم، ولا يفطن ، فطن (ن) فطنا سمجھنا۔

ترجمہ: ان سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مسکین وہ نہیں جو لوگوں کے پاس چکر لگا کر ایک دو لقمہ یا ایک دو کھجور لے کر واپس ہو جاتا ہے، لیکن مسکین وہ ہے جو اتنا مال نہیں پاتا جو اس کو بے نیاز کردے اور نہ لوگ اس کو محتاج سمجھتے ہیں کہ اس کو صدقہ دیں اور نہ ہی وہ لوگوں سے مانگنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ بھیک منگے اصلی مسکین نہیں اس لیے کہ لوگ کچھ نہ کچھ مانگ کر جمع کر ہی لیتے ہیں، لیکن وہ بیچارہ غیور اپنی غیرت کی وجہ سے کسی کے سامنے دست سوال دراز کرنے سے رہا اور پہلے سے بھی کچھ

نہیں ہے اسی لیے جناب نبی کریم ﷺ نے اس قسم کے لوگوں کو اصلی مسکین کہا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح لیس المسکین: ایک ہوتا ہے مسکین اور دوسرا ہوتا ہے فقیر، مسکین تو اس کو کہتے ہیں جس کے پاس کچھ نہ ہو اور فقیر اس کو کہتے ہیں جس کے پاس کچھ مالیت تو ہو لیکن نصاب زکوٰۃ سے کم ہو۔ (شامی ۳۰/۲۸۴) مسکین کی یہ دونوں قسمیں بھیک منگے اور کسی سے نہ مانگنے والے مصرف زکوٰۃ میں شامل ہیں اس لیے کہ دونوں مال دار نہیں ہیں لیکن نہ مانگنے والوں کا درجہ بڑھا ہوا ہے۔

الفصل الثانی

﴿بنوهاشم کے موالی کے لیے زکوٰۃ﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۴۲﴾ عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم بَعَثَ رَجُلاًمِّنْ بَنِیْ مَخْزُوْمٍ عَلَی الصَّدَقَةِ فَقَالَ لِاَبِیْ رَافِعٍ اِصْحَبْنِیْ کَیْ مَاتُصِیْبَ مِنْهَا فَقَالَ لَا حَتّٰی اٰتِیَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَاَ سْاَ لَه فَانْطَلَقَ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَسَاَ لَه فَقَالَ اِنَّ الصَّدَقَةَلَا تَحِلُّ لَنَا وَاِنَّ مَوَالِیَ الْقَوْمِ مِنْ اَنْفُسِهِمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ ۔

حل لغات: اصحبنی: صَحِبَ (س) صُحْبَةً ساتھی ہونا، فانطلق: انطلق (انفعال) جانا۔

ترجمه: حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے بنومخزوم کے ایک آدمی کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا تو انھوں نے ابورافع سے کہا کہ تم بھی میرے ساتھ ہو جاؤ تا کہ اس میں سے تمہیں بھی مل جائے، تو انھوں نے کہا کہ نہیں یہاں تک کہ میں جناب نبی کریم ﷺ سے جا کر پوچھ نہ لوں چنانچہ انھوں نے جناب نبی کریم ﷺ سے جا کر پوچھا تو جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہم لوگوں کے لیے صدقہ حلال نہیں ہے، اور قوم کے موالی اسی قوم میں سے ہیں۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ صدقات واجبہ جس طریقے سے بنوہاشم کے لیے حرام ہیں اسی طریقے سے ان کے غلاموں کے لیے بھی حرام ہیں۔

کلمات حدیث کی تشریح عن ابي رافع، ان کا نام اسلم تھا بعث رجلاً: یعنی صدقہ وصول کرنے کے لیے کي ماتصیب: ما زائدہ ہے یعنی تم جب میرے ساتھ جاؤ گے تو تم کو بھی حصہ مل جائے گا۔

﴿غنی کے لیے صدقہ حلال نہیں ہے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۴۳﴾ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ وَلَا لِذِیْ مِرَّةٍ سَوِیٍّ رواه الترمذی وابوداود والدارمي، و رواه احمد والنسائی وابن ماجة عن ابی هریرة.

حل لغات: لغنی: مال دار جمع اَغْنِیَاء ۔

ترجمه: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا صدقہ غنی اور تندرست طاقتور کے لیے حلال نہیں ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ مال دار اور ہٹے کٹے لوگوں کے لیے زکوٰۃ صدقات حلال نہیں ہیں اس لیے ایسے لوگوں کو ان سب سے پرہیز کرنا چاہیے۔

کلمات حدیث کی تشریح لاتحل الصدقة لغنی: حضرات شراح حدیث لکھتے ہیں کہ غنی تین طرح کے ہوتے ہیں (۱) وہ مال دار جس پر زکوٰۃ فرض ہے (۲) وہ مال دار کہ حولان حول نہ ہونے وجہ سے زکوٰۃ فرض نہیں ہے لیکن

دوسرے صدقات واجبہ لازم ہیں (۳) وہ غنی جس کے پاس کھانے پینے کے بقدر مال تو ہے لیکن نصاب سے کم ہے ایسے کے لیے سوال کرنے کی ممانعت ہے مگر زکوٰۃ لینا حلال ہے۔

﴿ذرسے کسی کو محروم مت بھگاؤ﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۴۴﴾ وَعَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ قَالَ اَخْبَرَ نِيْ رَجُلاَ نِ اَنَّهُمَا اَتَيَاالنَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم وَ هُوَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَهُوَ يَقْسِمُ الصَّدَقَةَ فَسَاَ لَاهُ مِنها فَرَفَعَ فِيْنَا النَّظَرَ وَ خَفَضَه فَرَ انا جَلْدَيْنِ فَقَالَ اِنْ شِئْتُمَا اَعْطَيْتُكُمَا. وَلَا حَظَّ فِيْهَا لِغَنِيٍّ وَّلَالِقَوِيٍّ مُكْتَسِبٍ رَوَاه اَبُوْدَاود والنَّسَائِيُّ.

حل لغات: خفضه، خَفَضَ (ض) خَفْضًا پست کرنا: حَظٌّ، حصہ جمع حظوظ۔

تو جمہ: حضرت عبیداللہ بن عدی بن خیار سے روایت کہ مجھے دو آدمیوں نے خبر دی کہ وہ دونوں جناب نبی کریم ﷺ کے پاس اس وقت آئے جب آپ حجۃ الوداع میں صدقہ تقسیم کر رہے تھے، ان دونوں نے جناب نبی کریم ﷺ سے صدقہ مانگا تو آپ نے ہمیں نظر اٹھا کر دیکھا اور نگاہ پست کر لی تو ہم دونوں کو طاقت ور دیکھا تو جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر تم دونوں چاہو تو میں تمھیں دے دوں گا لیکن صدقے میں مال دار اور کمانے والے طاقت ور کے لیے کوئی حصہ نہیں ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ کمانے کی استطاعت رکھنے والے کو دست سوال دراز کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے، ایسے لوگ جب مانگ ہی لیں تو ان کو قدرے وعظ ونصیحت کر کے کچھ دے کر نرمی کے ساتھ رخصت کر دیا جائے

کلمات حدیث کی تشریح وهو يقسم الصدقة فسألاه منها، جناب نبی کریم ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر صدقہ تقسیم کر رہے تھے تو ان دونوں نے بھی صدقہ مانگ لیا کہ ہمیں بھی کچھ دیا جائے، فرأ ناجلدين: یہاں سے ان دونوں شخصوں کی زبانی بیان ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ہم دونوں کو قوی دیکھا، فقال شئتما اعطيتكما، اس جملے کا مطلب یہ ہے کوئی قوی آکر مانگ ہی بیٹھے تو اس سے لڑنہ بیٹھے بلکہ نرمی سے اسکو قدرے نصیحت کر کے کچھ دیکر رضامندی سے اس کو رخصت کرے۔

﴿الا لخمسة کا مطلب﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۴۵﴾ وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ مُرْسَلاً قَالَ قَالَ رَسُوْ لُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ اِلَّا لِخَمْسَةٍ: لِغَازٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، اَوْ لِعَامِلٍ عَلَيْهَا، اَوْ لِغَارِمٍ اَوْلِرَجُلٍ نِ اشْتَرٰهَا بِمَا لِه، اَوْ لِرَجُلٍ كَانَ لَه جَارٌ مِسْكِيْنٌ فَتُصُدِّقَ عَلَى الْمِسْكِيْنِ فَاَهْدَى الْمِسْكِيْنُ لِلْغَنِيِّ رواه مالك وابوداود وَفِيْ رِوَايَةٍ لِاَبِيْ دَاؤد عن اَبِيْ سَعِيْدٍ اَوِابْنِ السَّبِيْلِ.

حل لغات: غارم اسم فاعل ہے بمعنی جرمانہ ادا کرنے والا، غَرِمَ (س) غرمًا، جرمانہ ادا کرنا۔

تو جمہ: حضرت عطاء بن یسار سے مرسلا روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ صرف پانچ قسم کے مال داروں کے لیے صدقہ حلال ہے۔ (۱) اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کے لیے (۲) عاملین صدقہ کے لیے (۳) جرمانہ ادا کرنے والے کے لیے (۴) ایسے شخص کے لیے جس نے اپنے مال سے زکوٰۃ کے مال کو خریدا ہو (۵) ایسے آدمی کے لیے جس کا پڑوسی مسکین ہو اس مسکین کو زکوٰۃ دی گئی تو اس مسکین نے مال دار کو ہدایہ کر دیا۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ استثنائی قاعدہ چوں کہ مسلم ہے وہی قاعدہ یہاں بھی ہے کہ ضابطہ تو یہی ہے کہ مالدار کیلئے زکوٰۃ حلال نہیں ہے لیکن یہ پانچ قسم کے مال دار اس ضابطے سے مستثنیٰ ہیں یعنی ان کیلئے زکوٰۃ لینا جائز ہے

کلمات حدیث کی تشریح لاتحل الصدقة لغنی الا لخمسة: اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ یہ کوئی قانون حکم یا دستوری حق نہیں بیان کیا جارہا ہے کہ ہر حال میں ان پانچوں قسم کیلئے زکوٰۃ حلال ہے، بلکہ اس حدیث شریف کے ذریعے سے ایک صالح معاشرے کی تعمیر مقصود ہے، اسلئے کہ ان پانچوں میں سے اخیر کے دو قسم کے جن افراد کا تذکرہ کیا گیا ہے ان کیلئے تو زکوٰۃ کا تحقق ہوتا ہی نہیں ہے اس لیے کہ ایک تو زکوٰۃ کا مال خریدنے والا ہے اور دوسرے کو ہدیہ مل رہا ہے اور غارم بیچارہ خود مستحق زکوٰۃ ہے۔ رہے غازی اور عامل یہ دونوں تو از روئے قرآن زکوٰۃ کے مصرف ہیں۔ یہ تقریر اس لیے کرنی پڑی کہ مسافر مال دار ہونے کے باوجود اس کے لیے زکوٰۃ لینا حلال ہوتا ہے لیکن اس حدیث شریف میں مسافر مجبور مسافر مال دار کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ اس لیے آنکھ بند کر کے یہ کہہ دینا کہ ان پانچوں جماعت کے لیے مال دار ہونے کے باوجود زکوٰۃ حلال ہے مناسب نہیں ہے بل کہ ایسی شکل ہو جاتی ہے کہ ظاہراً دیکھنے میں یہ لوگ مال دار معلوم ہوتے اسی لیے حدیث شریف میں،، غنی کہ دیا ہے ورنہ حقیقتاً مستحق زکوٰۃ ہوتے ہیں۔

﴿زکوٰۃ کے آٹھ مصرف﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۴۶﴾ وَعَنْ زِيَادِبْنِ الْحَارِثِ الصُّدَآئِيِّ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَبَايَعْتُه فَذَكَرَ حَدِيْثًا طَوِيْلًا فَاَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ اَعْطِنِيْ مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ له رَسُوْلُ الله صلى الله عليه وسلم اِنَّ اللهَ لَمْ يَرْضَ بِحُكْمِ نَبِيٍّ وَّ لَا غَيْرِه فِيْ الصَّدَقَاتِ حَتّٰى حَكَمَ فِيْهَا هُوَ فَجَزَّأَهَا ثَمَانِيَةَ اَجْزَآءٍ فَاِنْ كُنْتَ مِنْ تِلْكَ الْاَجْزَآءِ اَعْطَيْتُكَ رواه ابو داود.

حل لغات: فبايعته: بايع (مفاعلت) معاہدہ کرنا، فجزأها: جَزَّ (ن) جَزْأً کاٹنا جَزَّأَ (تفعیل) تَجْزِيَةً تقسیم کرنا۔

ترجمہ: حضرت زیادہ بن حارث صدائی سے روایت ہے کہ میں نے جناب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے بیعت کی پھر انھوں نے ایک طویل حدیث ذکر کی کہ ایک آدمی نے آپ کے پاس آ کر کہا مجھے تھوڑا صدقہ دیجیے تو جناب نبی کریم ﷺ نے اس شخص سے کہا کہ اللہ تعالیٰ زکوٰۃ کے بارے میں نہ کسی نبی کے حکم پر راضی ہوا نہ ہی کسی غیر نبی کے فیصلے پر یہاں تک کہ اس میں انھوں نے خود فیصلہ کیا۔ چناں چہ اس کی آٹھ قسمیں کیں۔ لہٰذا اگر تم ان آٹھ قسموں میں سے ہو تو دے دوں گا۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ کوئی اجنبی آدمی زکوٰۃ لینے آئے تو اس کی تحقیق کر لے کہ واقعتاً یہ مستحق زکوٰۃ ہے یا نہیں۔

کلمات حدیث کی تشریح حتی حکم فیها: ها ضمیر کا مرجع صدقات ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کے مصرف خود متعین کیے ہیں اس میں کسی کا کوئی دخل نہیں ہے، فجزأها ثمانية اجزاء: یعنی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں زکوٰۃ کے آٹھ مصرف بیان کیے ہیں۔ (۱) فقراء: وہ لوگ جن کے پاس نصاب سے کم تھوڑی بہت مالیت ہو (۲) مساکین: مسکین اس کو کہتے ہیں جس کے پاس بالکل مال نہ ہو (۳) عاملین: وہ لوگ جو صدقات وصول کرنے کے کام میں حکومت کی طرف سے مامور ہوں، ان کی محنت کا حق مد زکوٰۃ سے ادا کیا جائے گا (۴) مؤلفۃ القلوب: وہ لوگ مراد ہیں جو نئے نئے مسلمان ہوئے ہوں ان کی دل جوئی کے لیے مد زکوٰۃ سے امداد کرنے کی اجازت ہے۔ (۵) رقاب: رقبۃ کی جمع ہے بمعنی غلام اور باندی۔ ان کی گلو خلاصی کے لیے مد زکوٰۃ کی رقم معاوضے میں دی جاسکتی ہے۔ (٦) غارمین: وہ لوگ مراد ہیں جو تاوان بھرنے یا قرض ادا کرنے کے لیے مال کے محتاج ہوں ایسے افراد کی بھی زکوٰۃ دے کر امداد کی جاسکتی ہے۔ (٦) فی سبیل اللہ: یعنی بعض صورتوں میں بعض مجاہدین کی مد زکوٰۃ سے امداد کی جاسکتی ہے۔ (۸) ابن السبیل: ایسے افراد مراد ہیں جنھیں سفر میں پیسے کی ضرورت پڑگئی، پاس میں ہیں نہیں ایسے افراد کی بھی زکوٰۃ سے مدد کی جائے گی

خواہ وہ گھر کے اعتبار سے کتنے ہی مال دار ہوں۔ ارشاد باری ہے:

إنما الصدقات للفقراء والمساكين والعاملين عليها والمؤلفة قلوبهم وفي الرقاب والغرمين وفي سبيل الله وابن السبيل فريضة من الله والله عليم حكيم (التوبة ٦٠)

زکوٰۃ جو ہے سو وہ حق ہے مفلسوں کا اور محتاجوں کا اور زکوٰۃ کے کام پر جانے والوں کا اور جن کا دل پر چانا منظور ہے اور گردنوں کے چھڑانے میں اور جو تاوان بھریں اور راستہ میں اور راہ کے مسافر کو ٹھہرا ہوا ہے اللہ کا اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے

الفصل الثالث

﴿خلیفۂ دوم کا کمال تقویٰ﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۴۷﴾ عَنْ زَيْدِبْنِ اَسْلَمَ قَالَ شَرِبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَبَنًا فَاَعْجَبَه فَسَاَلَ الَّذِيْ سَقَاهُ مِنْ اَيْنَ هٰذَا اللَّبَنُ فَاَخْبَرَه اَنَّه وَرَدَ عَلٰى مَآءٍ قَدْ سَمَّاهُ فَاِذَا نَعَمٌ من نعم الصَّدَقَةِ وَ هُمْ يَسْقُوْنَ فَحَلَبُوْا مِنْ اَلْبَانِهَا فَجَعَلْتُه فِيْ سِقَآئِيْ فَهُوَ هٰذَا فَاَدْخَلَ عُمَرُ يَده فَاسْتَقَآء رواه مالكٌ والْبَيْهقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَان .

حل لغات: لبنا: دودھ جمع اَلْبَان، فاعجبه، (افعال) اچھا لگنا، سقاه، سقى (ض) سقيا، پلانا وَرَدَ (ض) وُرُوْدًا على الماء پانی میں آنا نَعَمٌ: اونٹ، جمع انعام، فاستقاء، قاء (ض) قیا قے کرنا، استقاءَ، استقاءۃ بہ تکلف قے کرنا۔

ترجمہ: حضرت زید بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے دودھ پیا وہ دودھ انھیں بڑا اچھا لگا جس شخص نے انھیں پلایا اس سے پوچھا یہ دودھ کہاں سے آیا اس شخص نے ایک جگہ کا نام لے کر بتایا کہ میں وہاں گیا جہاں پانی پلایا جاتا ہے، میں نے وہاں صدقات کی اونٹنیاں دیکھی، وہ لوگ پانی پلا کر ان کا دودھ دوہ رہے تھے چناں چہ میں نے اپنے مشک میں ڈال لیا یہ وہی دودھ ہے، تو عمر نے اپنا ہاتھ (منہ میں) ڈالا اور بتکلف قے کردی۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ عمل تقویٰ ہی پر محمول کیا جائے گا ورنہ تو یہ مسئلے کی رو سے جائز تھا، لیکن انھوں نے کمال تقویٰ کی بنیاد پر اس دودھ کو اپنے بدن کا جز بنانا پسند نہ کیا۔

کلمات حدیث کی تشریح فحلبوا من البا نها فجعلته الخ، وہ اونٹنیاں صدقے کی تو تھی ہی جب ان لوگوں نے دودھ دوہا تو ان صاحب کو مستحق زکوٰۃ سمجھ کر دودھ دے دیا اسی کو انھوں نے اپنے مشک میں رکھ لیا تھا۔ فادخل عمر، یعنی حضرت عمر نے اپنے حلق میں ہاتھ ڈال کر مذکورہ دودھ کو قے کردیا جو ان کے ورع کی واضح علامت ہے۔

﴿با ب من لاتحل له المسئلة ومن تحل له﴾

الفصل الاوّل

﴿مانگنا کب کب حلال ہوتا ہے؟﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۴۸﴾ عَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ قَالَ تَحَمَّلْتُ حَمَالَةً فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَسْاَلُهٗ فِيْهَا فَقَالَ اَقِمْ حَتّٰى تَاْتِيَنَا الصَّدَقَةُ فَنَاْمُرَلَكَ بِهَا ثُمَّ قَالَ يَا قَبِيْصَةُ اِنَّ الْمَسْئَلَةَ لَا تَحِلُّ اِلَّا لِاَحَدِ ثَلَاثَةٍ رَجُلٌ تَحَمَّلَ حَمَالَةً فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْئَلَةُ حَتّٰى يُصِيْبَهَا ثُمَّ يُمْسِكُ ، وَرَجُلٌ اَصَابَتْهُ جَآئِحَةٌ اِجْتَاحَتْ مَا لَه فَحَلَّتْ لَه الْمَسْئَلَةُ حَتّٰى يُصِيْبَ قِوَامًا مِّنْ عَيْشٍ اَوْ قَالَ سِدَادًا مِّنْ عَيْشٍ ، وَّ رَجُلٌ اَصَابَتْهُ فَاقَةٌ حَتّٰى يَقُوْمَ ثَلٰثَةٌ مِنْ ذَوِي الْحِجٰى مِنْ قَوْمِه لَقَدْ اَصَابَتْ فُلَانًا فَاقَةٌ فَحَلَّتْ لَه الْمَسْئَلَةُ حَتّٰى يُصِيْبَ قِوَامًا مِّنْ عَيْشٍ اَوْقَالَ سِدَادًا مِّنْ عَيْشٍ فَمَا سِوَاهُنَّ مِنَ الْمَسْئَلَةِ يَا قَبِيْصَةُ سُحْتٌ يَاْكُلُهَا صَاحِبُهَا سُحْتًا رواه مُسْلِمٌ .

حل لغات: تحملت، تحمل(تفعل)حمل (ض) حملا اٹھانا حمالة، ضمانت، دیت اقم امر کا صیغہ ہے قام(ن) قیاما ٹھہرنا یصیبھا: اصاب (افعال)الشی پانا یمسك :امسکه (افعال) رکنا جائحة: بلاہلاکت جمع جائحات قواما قاف پر زبر اور زیر دونوں درست ہیں بمعنی گذارہ سدادًا سین کے کسرہ کے ساتھ بمعنی اتنا مال جو فقر کو ڈھانپ دے سحت بمعنی ہلاکت۔

ترجمہ: حضرت قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک دیت کا ضامن بن کر جناب نبی کریم ﷺ کی خدمت آیا تا کہ اس دیت کی ادائیگی کے بارے میں کچھ مانگوں تو جناب نبی کریم ﷺ نے کہا کہ آپ ٹھہریے یہاں تک کہ ہمارے پاس صدقہ آئے گا تو ہم دلا دیں گے، پھر آپ نے فرمایا اے قبیصہ صرف تین طرح کے آدمی کے لیے سوال کرنا جائز ہے۔ ایک وہ آدمی جو بوجھ کا ضامن بن گیا تو اس کے لیے مانگنا حلال ہے، یہاں تک کہ ضمانت کے بقدر اس کو مل جائے۔ دوسرا وہ آدمی جس کو مصیبت نے ایسا گھیرا کہ کا مال تباہ ہو گیا، تو اس کے لیے مانگنا حلال ہے یہاں تک کہ اس کے گذارہ کا بندوبست ہو جائے یا یوں فرمایا کہ گذارہ سے اس کا فقر چھپ جائے، تیسرا وہ شخص جس کو فاقہ نے ایسا گھیرا ہو کہ اس کے محلے کے تین ذی شعور اس بات کو بتائیں کہ فلاں کو فاقہ نے آگھیرا ہے تو اس کے لیے مانگنا حلال ہے یہاں تک کہ اس کے گذارہ کا بندوبست ہو جائے یا یوں کہا گذارہ سے اس کا فقر چھپ جائے، تو اے قبیصہ ان تینوں کے سوا جو مانگتا ہے حرام ہے اور اس کا لینے والا حرام کھاتا ہے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کی نظر میں دست سوال دراز کرنا بڑا ناپسندیدہ عمل تھا اسی لیے آپ نے فرمایا کہ ان تین طرح کے افراد کے علاوہ دوسروں کے لیے سوال کرنا حلال نہیں ہے۔

تحملت حمالة، کسی شخص پر دیت واجب ہوگئی یا قرض تلے دبا ہوا ہے، ادائیگی کی کوئی صورت نہیں نکل رہی ہے اور صاحب حق تقاضہ پر تقاضہ کر رہا ہے، لڑائی جھگڑے تک کی نوبت آرہی ہے۔ ایسے نازک حالات میں کسی آدمی نے ضمانت لے لی کہ ٹھیک ہے میں ادا کردوں گا، لیکن اس میں بھی اتنی استطاعت نہیں ہے کہ ادا کر سکے تو ایسے آدمی کے لیے دست سوال دراز کرنا جائز ہے۔ **حتی یصیبھا** یعنی اس کے لیے اتنا مال مانگنے کی اجازت ہے کہ وہ قرض یا دیت ادا کردے۔

﴿بغیر ضرورت مانگنا﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۴۹﴾ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ سَاَلَ النَّاسَ اَمْوَالَهُمْ تَکَثُّرًا فَاِنَّمَا یَسْاَلُ جَمْرًا فَلْیَسْتَقِلَّ اَوْ لِیَسْتَکْثِرْ رواه مُسْلِمٌ.

حل لغات: تکثرًا تکثُّرًا (تفعل) دوسرے کے مال سے غنی ہونا، جمرًا: انگارہ واحد جمرة.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اپنا مال بڑھانے کے لیے لوگوں کا مال مانگا تو وہ آگ کا انگارہ مانگتا ہے خواہ کم مانگے یا زیادہ۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص نے اپنے مال میں مزید اضافہ کرنے کے لیے دوسروں سے مال مانگنا شروع کر دیا تو اس کو جہنم کی سزا ملے گی۔

کلمات حدیث کی تشریح سال الناس اموالهم :اموالهم اصل میں من اموالهم تھا من حرف جار کو حذف کر کے اس پر نصب دے دیا گیا ہے تکثرًا تا کہ اپنے مال میں اضافہ کرے۔ فانما یسال جمرًا وہ آگ مانگ رہا ہے یعنی وہ جہنم میں جلے گا۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا (نساء ۱۰)

﴿بلا وجہ مانگنے پر وعید﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۵۰﴾ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهُ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه صلى الله عليه وسلم مَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَسْأَ لُ النَّاسَ حَتّٰى يَاْتِىَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَيْسَ فِىْ وَجْهِه مُزْعَةُ لَحْم مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

حل لغات: مزعة گوشت کا ٹکڑا جمع، مزع لحم، گوشت، جمع لِحام، اور لُحُوْم .

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص برابر مانگتا ہے وہ قیامت کے دن ایسے حال میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر بالکل گوشت نہ ہوگا۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ بلا وجہ مانگ کر گذارہ کرنے والے کو قیامت کے دن بڑی رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا،، اور اس کی حالت ایسی ہوگی کہ دور سے پہچانا جائے گا۔

کلمات حدیث کی تشریح یسأ ل الناس یعنی بلا کسی وجہ کے مانگ کر گذارہ کرتا ہے مزعة لحم گوشت کے چھوٹے سے ٹکڑے کو کہتے ہیں چہرے پر گوشت نہ ہونا قیامت کے دن اس بات کی علامت ہوگی کہ یہ دنیا میں بلا کسی وجہ کے مانگ کر گذارہ کرتا تھا۔

﴿اصرار کرکے مانگنے کی ممانعت﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۵۱﴾ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ لَا تُلْحِفُوْا فِي الْمَسْئَلَةِ ، فَوَاللّٰه لَا يَسْأَلُنِىْ اَحَدٌ مِّنْكُمْ شَيْئًا فَتُخْرِجُ لَه مَسْئَلَتُه مِنِّىْ شَيْئًا وَّاَنَا لَه كَارِهٌ فَيُبَارَكُ لَه فِيْمَا اَعْطَيْتُه رواه مسلم .

حل لغات: لاتلحفوا اَلحَفَ (افعال) اصرار سے مانگنا۔

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ مانگنے میں اصرار نہ کیا کرو، اللہ کی قسم تم میں سے جو شخص مجھ سے کوئی چیز مانگ کر لے جاتا ہے اور میں اس کو ناپسند کرتا ہوں تو جو میں نے دیا ہے اس میں برکت کہاں سے ہوگی۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ مجبوراً مانگنے کی نوبت آجائے تو مانگنے میں اصرار نہ کرے آدمی جتنا دے دے خوشی سے لے لے اسی سے۔

کلمات حدیث کی تشریح لا تلحفوا في المسئلة یعنی مانگنے میں اصرار نہ کرے کہ آدمی نہ چاہتے ہوئے بھی دینے پر مجبور ہو جائے۔ فيبارك له فيما اعطيتة اس مانگنے میں نقصان یہ ہے کہ برکت ختم ہو جاتی ہے۔

﴿خود کمانا مانگنے سے بہتر ہے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۵۲﴾ وَعَنِ الزُّبَيْرِبْنِ الْعَوَّامِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَاَنْ يَّاْخُذَ اَحَدُكُمْ حَبْلَه فَيَاْتِىَ بِحُزْمَةِ حَطَبٍ عَلٰى ظَهْرِه فَيَبِيْعَهَا فَيَكُفَّ اللّٰهُ بِهَا وَجْهَه خَيْرٌ لَه مِنْ اَنْ يَّسْاَلَ النَّاسَ اَعْطَوْه اَوْ مَنَعُوْه رَوَاه الْبُخَارِىُّ .

حل لغات: حبله، رسی جمع حبال بحزمه، لکڑی وغیرہ کا گٹھا حطب، لکڑی جمع احطاب ، على ظهره پیٹھ جمع اظهر ، فيكف كف (ن) كفًا آبرو بچانا۔

ترجمہ: حضرت زبیر بن عوّام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم میں کا کوئی اپنی رسی لے کر، اپنی پیٹھ پر لاد کر لکڑی کا گٹھا لائے اور اس کو بیچے جس کی وجہ سے اللہ تعالی اس کی عزت بچاتا ہے یہ اس کے لیے اس بات سے بہتر ہے کہ لوگوں سے مانگے وہ لوگ اس کو دیں یا منع کر دیں۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کو دوسروں کے سامنے دست سوال دراز کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے، اس لیے کہ یہ ضروری نہیں کہ جس سے مانگا جائے وہ دے بھی دے اس لیے مناسب یہ ہے کہ استطاعت ہو تو اپنا کوئی دھندا کرے تاکہ عزت کی روٹی میسر ہو۔

کلمات حدیث کی تشریح لان یاخذ احدکم حبلہ: رسی اس لیے لے گا تاکہ اس سے جمع شدہ لکڑی باندھ سکے۔ بحزمۃ حزم اس بوجھ کو کہتے ہیں جسے انسان اپنی پیٹھ پر اٹھا سکے۔ اعطوہ اومنعوہ آدمی چوں کہ اپنے مال کا خود مختار ہے تو اس کی مرضی ہوگی تو دے دے گا ورنہ منع کردے گا اس لیے بھلائی اسی میں ہے کہ حتی الامکان مانگنے سے پرہیز کیا جائے۔

﴿لینے اور دینے میں فرق﴾

﴿حدیث نمبر۱۷۵۳﴾ وَعَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلَّى اللّٰه عليه وسلَّم فَاَعْطَانِيْ ثُمَّ سَاَلْتُه فَاَعْطَانِيْ ثُمَّ قَالَ لِيْ يَا حَكِيْمُ اِنَّ هٰذَاالْمَالَ خَضِرٌ حُلْوٌ فَمَنْ اَخَذَه بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَه فِيْه، وَمَنْ اَخَذَه بِاِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَه فِيْه وَكَانَ كَالَّذِيْ يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى قَالَ حَكِيْمٌ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰه وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَااَرْزَأُاَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتّٰى اُفَارِقَ الدُّنْيَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حل لغات: خضر، سبز، حلو، میٹھا، لذیذ۔ بسخاوۃ، فیاضی بخشش، کسی چیز کی طرف دل کا میلان نہ ہونے کا نام بھی سخاوت ہے باشراف، اَشرف (افعال) نفس کا حریص ہونا۔ ولایشبع: شَبِعَ (س) شَبْعًا شکم سیر ہونا، لاارزأ، رَزَأَ (ف) رَزْءًا حاصل کرنا۔

ترجمہ: حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب نبی کریم ﷺ سے مانگا تو آپ نے مجھکو دیا، میں نے پھر مانگا تو آپ نے مجھے دیا، پھر مجھ سے کہا اے حکیم یہ مال مرغوب اور لذیذ ہے تو جس شخص نے اسکو بغیر لالچ کے لیا، اس کیلئے اس میں برکت کی جائے گی اور جس شخص نے اس کو لالچ سے لیا اس کے لیے اس میں برکت نہیں کی جائے گی۔ اور وہ اس شخص کی طرح ہے جو کھائے مگر اس کا دل نہ بھرے، اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ حکیم نے کہا میں نے جناب نبی کریم ﷺ سے کہا یا رسول اللہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے آپ کے بعد میں کسی سے کچھ حاصل نہ کروں گا یہاں تک کہ میں دنیا سے جدا ہو جاؤں۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی دوسرے سے مانگنے میں کنارہ کشی اختیار کرے البتہ جو کچھ بغیر مانگے اور لالچ کے مل جائے اس کے لینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح خضر، خاء پر زبر اور ضاد کے نیچے زیر خضر اس مال کو کہا جاتا ہے، جو نظر میں مرغوب اور اچھا معلوم ہوتا حلو اس مال کو کہا جاتا ہے جس کا ذائقہ زبان میں بھلا لگے بسخاوۃ نفس مطلب یہ ہے کہ بغیر مانگے اور لالچ کے جو مال مل جائے، بورک فیہ: اس لیے برکت ہوگی کہ اس صورت میں لینے والا خدا کی طرف سے ایک انعام سمجھتا ہے۔ لایشبع لالچ سے مانگنے والے کا حال یہ ہے کہ جتنا بھی مال مل جائے اس کا دل نہیں بھرتا ہے جیسے کسی کو بھکندر کی بیماری ہو جائے الید العلیا مراد دینے والا ہاتھ ہے الیدالسفلی مراد لینے والا ہاتھ ہے اور چوں کہ عام طور پر دینے والا ہاتھ اوپر اور لینے والا ہاتھ نیچے ہوتا ہے اس لیے یہ تعبیر اختیار کی گئی ہے۔

﴿الید العلیا والسفلی، کا مطلب﴾

﴿حدیث نمبر۱۷۵۴﴾ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَ هُوَ يَذْكُرُ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ عَنِ الْمَسْئَلَةِ اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ السُّفْلٰى وَالْيَدُ الْعُلْيَا هِيَ الْمُنْفِقَةُ وَالسُّفْلٰى هِيَ السَّائِلَةُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حل لغات: التعفف، عَفَّ (ض) عَفًّا تَعَفُّفَ (تفعل) رکنا۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر صدقہ اور سوال سے بچنے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے، اور اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا ہے اور نیچے والا ہاتھ مانگنے والا ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کو دست سوال دراز کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے اور کسی کو دینے کی ہمت کرنی چاہیے اس لیے کہ دینے والا لینے والے سے بہتر ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح یذکر الصدقة، یعنی جناب نبی کریم ﷺ صدقے کی فضیلت بیان کرر ہے تھے۔ والتعفف عن المسئلة مطلب یہ ہے کہ لوگوں سے سوال کرنے سے بچے۔

﴿صبر و قناعت کی فضیلت﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۵۵﴾ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ اِنَّ اُنَاسًا مِّنَ الْاَنْصَارِ سَأَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلّم فَاَعْطَاھُمْ ثُمَّ سَأَلُوْہُ فَاَعْطَاھُمْ حَتّٰی نَفِدَ مَاعِنْدَہٗ ، فَقَالَ مَایَکُوْنُ عِنْدِیْ مِنْ خَیْرٍ فَلَنْ اَدَّخِرَہٗ عَنْکُمْ وَمَنْ یَّسْتَعِفَّ یُعِفَّہُ اللّٰہُ، وَمَنْ یَّسْتَغْنِ یُغْنِہِ اللّٰہُ وَمَنْ یَّتَصَبَّرْ یُصَبِّرْہُ اللّٰہُ وَمَا اُعْطِیَ اَحَدٌ عَطَآءً ھُوَخَیْرٌ وَّاَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ .

حل لغات: اناس: اِنْسٌ کی جمع ہے بمعنی آدمی، حتی نفد، نَفِدَ(س) نَفْدًا ختم ہونا ادّخرہ، ذَخَرَ (ف) ذُخرًا جمع کرنا اِذَّخَرَ اور ادَّخَرَ (افتعال) جمع کرنا، اسٹاک کرنا۔

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصاری میں سے کچھ لوگوں نے جناب نبی کریم ﷺ سے مانگا تو آپ نے ان لوگوں کو دے دیا، ان لوگوں نے پھر آپ ﷺ سے مانگا تو آپ نے دے دیا، یہاں تک کہ جو آپ کے پاس تھا ختم ہو گیا تو آپ نے فرمایا میرے پاس جو مال ہے، اس کو تم لوگوں سے بچا کر نہیں رکھ سکتا اور جو شخص بچتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بچاتا ہے اور جو شخص بے نیاز رہتا ہے اللہ اس کو مستغنی کر دیتا ہے اور جو شخص صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو صبر دلاتا ہے۔ اور صبر سے زیادہ اچھا اور وسیع کوئی عطیہ نہیں ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کو صبر و قناعت اختیار کرنا چاہیے اس لیے کہ یہ ایسی دولت ہے جس کی کوئی نظیر نہیں۔

کلمات حدیث کی تشریح اناسًا ایک جماعت مراد ہے۔ من خیر، خیر سے مراد مال ہے یستغن یعنی غربت کے باوجود لوگوں کے مال سے اس قدر بے التفاتی کا مظاہرہ کرے کہ لوگ اسے مال دار سمجھنے لگیں تو اللہ تعالیٰ اس کو مال دار کر دیتا ہے۔

﴿بغیر سوال کے ملنے والا مال﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۵۶﴾ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یُعْطِیْنِی الْعَطَآءَ فَاَقُوْلُ اَعْطِہٖ اَفْقَرَ اِلَیْہِ مِنِّیْ فَقَالَ خُذْہُ فَتَمَوَّلْہُ وَتَصَدَّقْ بِہٖ فَمَا جَآءَکَ مِنْ ھٰذَا الْمَالِ وَاَنْتَ غَیْرُ مُشْرِفٍ وَّلَا سَائِلٍ فَخُذْہُ ، وَمَالَا فَلَا تُتْبِعْہُ نَفْسَکَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حل لغات: فتموله ، مال (ن) مولًا مال دینا تَمَوُّل (تفعل) سرمایہ کاری کرنا۔

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ مجھے عطیہ دیا کرتے تھے، میں کہتا، اس کو آپ اس شخص کو دے دیجیے جو مجھ سے زیادہ محتاج ہے تو آپ نے فرمایا اس کو لے کر سرمایہ کاری کر لو اور صدقہ کے طور پر دے دو، اس طرح کا جو مال تمہاری لالچ اور مانگ کے بغیر تمہارے پاس آئے اس کو لے لو اور جو اس طرح سے نہ آئے اس کے پیچھے اپنا دل نہ لگاؤ۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کو جو مال بغیر لالچ اور سوال کے ملے اس کو لے لے اور جس مال میں لالچ یا سوال کا دخل ہو اس کو چھوڑ دے۔

کلمات حدیث کی تشریح یعطینی العطاء حدیث شریف کے ان کلمات سے اس بات کا اشارہ ملتا ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کی طرف سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عطیہ دینے کا عمل بار بار ہوا تھا، یہ بار بار کیوں دے رہے تھے؟ حضرات محدثین لکھتے ہیں کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی محنت کا حق ہوتا تھا جو وہ صدقہ وغیرہ وصول کر کے لایا کرتے تھے۔ دیکھیے تیسری فصل کی دوسری حدیث۔ فقال خذہ فتموله جناب نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لے کر اپنے مال میں اس لیے ملانے کے لیے کہا تھا کہ بغیر مانگے اور لالچ کے جو مال ملتا ہے اس میں برکت ہوتی ہے۔

جناب نبی کریم ﷺ کا مقصد یہ تھا کہ اس برکت سے عمر بھی مستفید ہو جائیں۔ وتصدق به اس مال کی واقعتاً اگر ضرورت نہیں ہے تو اس کے بقدر صدقہ کر دیا کرو۔

الفصل الثانی

﴿بلاوجه مانگنا ذلت کودعوت دینا ھے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۵۷﴾ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عليه وسلم الْمَسَآئِلُ كُدُوْحٌ يَّكْدَحُ بِهَا الرَّجُلُ وَجْهَه فَمَنْ شَآءَ اَبْقٰى عَلٰى وَجْهِه وَمَنْ شَآءَ تَرَكَه اِلَّا اَنْ يَّسْاَلَ الرَّجُلُ ذَاسُلْطَانٍ اَوْ فِىْ اَمْرٍ لَّا يَجِدُ مِنْه بُدًّا رواه ابو داود والتِّرْمِذِىُّ وَالنَّسائِىُّ .

حل لغات: کدوح، جمع ہے، كَدْحٌ کی یعنی خراش كَدَحَ (ف) كَدحًا الوجه چہرے پر خراش لگانا بدًّا، بمعنی چارہ کار کہا جاتا ہے، لابدمن هذا ، یہ لازمی ہے۔

ترجمہ: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سوالات خراش ہیں آدمی ان کے ذریعہ سے اپنا چہرہ چھیل ڈالتا ہے۔ تو جو چاہے اپنے چہرے پر باقی رکھے اور جو چاہے ان کو ترک کر دے، مگر یہ کہ آدمی حاکم سے مانگے یا یہ کہ سوال کرنا ناگزیر ہو۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی خواہ مخواہ خیرات مانگنے سے پرہیز کرے اس لیے کہ چہرے پر زخم کے نشان پڑ کر قیامت کے دن بڑی رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا، مانگنا ہی ہو تو حاکم وقت سے مانگے، اس لیے کہ بیت المال سے مسائل کا حق وابستہ ہے،، وہاں سے اس کو ملے گا یا اس صورت میں مانگے کہ مانگے بغیر کوئی سبیل نہ سمجھ میں آئے

کلمات حدیث کی تشریح المسائل جمع ہے مسئلہ کی خیرات صدقات کی بہت سی قسمیں ہیں اسی لیے جمع مستعمل ہے۔ مراد لوگوں سے مال کے بارے میں سوال کرنا ہے۔

﴿کتنی مالیت پر سوال کرنا ممنوع ھے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۵۸﴾ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مسعُوْدٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلّى اللّٰه عليه وسلّم: مَنْ سَاَلَ النَّاسَ وَلَه مَا يُغْنِيْهِ جَاءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَسْئَلَتُه فِىْ وَجْهِه خُمُوْشٌ اَوْ خُدُوْشٌ اَوْ كُدُوْحٌ ، قِيْلَ يارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَايُغْنِيْه قَالَ خَمْسُوْنَ دِرْهَمًا اَوْ قِيْمَتُهَا مِنَ الذَّهَبِ رواه ابو داود والترمذىُّ والنسائىُّ وابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمىُّ .

حل لغات: خموش، جمع ہے خَمْشٌ کی یعنی خراش، خُدُوش، جمع ہے خَدْشٌ کی بمعنی خراش کدوح جمع ہے، كَدْحٌ کی بمعنی خراش۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اتنی مالیت کے باوجود

سوال کیا جواس کو بے نیاز کردے تو قیامت کے دن وہ اور اس کا سوال اس حال میں آئے گا کہ اس کا چہرہ خموش یا خدوش یا کدوح ہوگا کہا گیا یا رسول اللہ ﷺ اس کو کتنی چیز بے نیاز کردے؟ آپ نے فرمایا پچاس درہم یا اس کی قیمت کے بقدر سونا۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کے پاس گذر بسر کے لائق مالیت ہو تو بھیک نہ مانگے اس لیے کہ یہ حرکت کوئی اچھی نہیں قیامت کے دن چہرے پر خراش پڑ جائیں گے جو بھیک منگوں کی علامت ہوگی اور رسوائی کا سامنا الگ سے کرنا پڑے گا۔

کلمات حدیث کی تشریح خموش اور خدوش اور کدوح ،راوی کو شک ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ان تینوں الفاظ میں سے کس کو استعمال فرمایا تھا اسلئے احتیاطاً تینوں کا ذکر کردیا گیا اور تینوں کے معنی ایک ہی ہیں یعنی خراش۔

﴿کتنی مالیت پر سوال مناسب نہیں ہے﴾

﴿حدیث نمبر۱۷۵۹﴾ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ الْحَنْظَلِيَةِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سَئَلَ وَعِنْدَه مَايُغْنِيْه فَاِنَّمَا يَسْتَكْثِرُ مِنَ النَّارِ قَالَ النُّفَيْلِيُّ وَهُوَا حَدُ رُوَاتِهِ فِيْ مَوْ ضِعٍ اٰخَرَ وَمَاالْغِنَى الَّذِيْ لَا تَنْبَغِيْ مَعَهُ الْمَسْئَلَةُ قَالَ قَدْرُ مَا يُغَدِّيْهِ وَيُعَشِّيْهِ وَقَالَ فِيْ مَوْ ضِعٍ اٰخَرَ اَنْ يَّكُوْنَ لَه شِبَعُ يَوْمٍ اَوْلَيْلَةٍ وَّيَوْمٍ رواه ابوداود.

حل لغات: یستکثر، کَثُرَ (ك) کَثْرَةً بہت ہونا، اسْتَکْثَرَ (استفعال) زیادہ سمجھنا جمع کرنا، لا تنبغی،بَغَیٰ (ض) بَغْيًا الشی طلب کرنا۔ اِنْبَغیٰ (انفعال) آسان ہونا،مناسب ہونا۔

ترجمہ: حضرت سہل بن حنظلیہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنے پاس اتنی مالیت ہونے کے باوجود مانگا جو اس کو بے نیاز کردے تو وہ اپنے لیے آگ جمع کررہا ہے۔نفیلی نے دوسری جگہ کہا جو اس کے ایک راوی ہیں، بے نیازی کیا ہے جس کے ہوتے ہوئے مانگنا مناسب نہیں ہے جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا صبح وشام کی خوراک کے بقدر اور نفیلی نے دوسرے جگہ کہا کہ جو اس کے ایک دن اور ایک رات کی آسودگی کے لیے کافی ہو۔

کلمات حدیث کی تشریح فانمایستکثر من النار، یعنی جس شخص نے خواہ مخواہ اپنے مال میں اضافہ کرنے کے لیے لوگوں سے مانگنا شروع کردیا تو وہ گویا اپنے لیے جہنم کی آگ مانگ رہا ہے، فی موضع آخر یعنی دوسری روایت میں شبع یوم أولیلة ویوم ، راوی کو اس میں شک ہے کہ اصل حدیث میں یوم او لیلة دونوں کہا گیا ہے، یا صرف یوم کہا گیا ہے دونوں صورتوں میں مفہوم ایک ہی ہے۔

﴿ایک اوقیہ کی مالیت پر سوال کرنا﴾

﴿حدیث نمبر۱۷۶۰﴾ وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ بَنِيْ اَسَدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مَنْ سَاَلَ مِنْكُمْ وَ لَهٗ اُوْقِيَةٌ اَوْ عَدْ لُهَافَقَدْ سَاَ لَ اِلْحَافًا رواه مالكٌ وَّ ابوداود والنسائی .

حل لغات: أوقية، چالیس درہم کا ایک وزن جمع اَوَاقِي، اوعدلها،عد ل، بمعنی برابری جمع اَعْدَالٌ، اَلْحَفَ (المال) چمٹ کر مانگنا

ترجمہ: حضرت عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ بنی اسد کے ایک آدمی نے کہا کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جس نے ایک اوقیہ چاندی یا اس کے برابر ہوتے ہوئے مانگا تو اس نے بطریق الحاف سوال کیا۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کے پاس جب گذارے کیلئے معقول رقم ہو تو دست سوال دراز نہ کرے۔

کلمات حدیث کی تشریح عن رجل من بنی اسد ، رجل سے مراد ایک صحابی ہیں جن کا نام یہاں ظاہر نہیں کیا گیا ہے، اگر کہیں صحابی کا نام ظاہر نہ کیا جائے تو یہ کوئی عیب کی بات نہیں ہے اور نہ ہی سند میں کوئی فرق پڑتا ہے۔

اس لیے کہ تمام صحابہ کرام عادل ہیں۔ اوقیہ، ایک اوقیہ چالیس درہم کے برابر کا ہوتا ہے اور چالیس درہم کا وزن تقریباً ایک کلو چوالیس گرام چالیس ملی گرام کے برابر کا ہوتا ہے (۱۴۴/۴۰) اوعدلھا یا ایک اوقیہ چاندی کی قیمت کے برابر رقم یا کوئی دوسری چیز ہو۔ **فقدسال الحافا** اشارہ ہے قرآن کریم کی آیت: یسئلون الناس الحافا کی طرف جو ایک بری عادت ہے۔ اس لیے آدمی کو اس قبیح عادت سے حتی الامکان پرہیز کرنا چاہیے۔

﴿انتہائی مجبوری کی حالت میں کیا کرے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۶۱﴾ وَعَنْ حُبْشِيِّ بْنِ جُنَادَةَ قَالَ قَالَ رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسم اِنَّ الْمَسْئَلَةَ لَا تَحِلُّ لِغَنِيٍّ وَّلَا لِذِيْ مِرَّةٍ سَوِيٍّ اِلَّا لِذِيْ فَقْرٍ مُّدْقِعٍ اَوْغُرْمٍ مُفْظِعٍ وَّمَنْ سَالَ النَّاس لِيُثْرِيَ بِه مَالَه كَانَ خُمُوْشًا فِي وَجْهِهِ يومَ الْقِيٰمَةِ وَرَضْفًا يَاْ كُلُه مِنْ جَهَنَّمَ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُقِلَّ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيُكْثِرْ رواه الترمذِيُّ۔

حل لغات: مدقع، سخت بھوک جو زمین پر گرادے، مفظع بہت برا فَظُعَ (ک) فَظَاعَةً قباحت میں حد سے بڑھ جانا، رَضْفًا گرم پتھر واحد رَضْفَة.

ترجمہ: حضرت حبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ غنی اور تندرست طاقت ور کے لیے مانگنا حلال نہیں ہے مگر زمین پر گرادینے والے فقر اور قبیح قرض دار والے کے لیے اور جس شخص نے اپنا مال بڑھانے کے لیے سوال کیا قیامت کے دن اس کے چہرے پر خراش ہوگی اور دوزخ کا گرم پتھر اس کو کھائے گا تو جو چاہے زیادہ کرے اور جو چاہے کم کرے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ لوگ اپنے مال میں اضافہ کرنے کی غرض سے دست سوال دراز نہ کریں بل کہ پرہیز کریں، البتہ جب ضرورت آپڑے اور مانگنا ناگزیر ہو جائے تو بقدر ضرورت مانگنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح حبشی بن جنادة، صحابی ہیں حجۃ الوداع کے موقع پر نبی کریم ﷺ سے ان کی ملاقات ثابت ہے (مرقات ۱۸۰/۴) مدقع، ایسی شدید بھوک کو کہتے ہیں کہ جس کی وجہ سے آدمی چلنے پھرنے سے بھی معذور ہو جائے اور زمین پر پڑا رہے۔ مفظع بہت بڑے قرض کو کہا جاتا ہے کہ جسمیں آدمی کو انتہائی درجے کی ذلت کا سامنا کرنا پڑ جائے رضفا یا کله النار، اس جملے کا مطلب یہ کہ اس کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

﴿مانگنے سے بہتر خود کمانا ہے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۶۲﴾ وَعَنْ اَنَس اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصارِ اَتیٰ النبيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وسَلَّمَ يَسْاَلُه فَقَال اَمَافِيْ بَيْتِكَ شَيْءٌ فَقَالَ بَلیٰ حِلسٌ نَلْبَسُ بَعْضَه وَنَبْسُطُ بَعْضَه وَقَعْبٌ نَشْرَبُ فِيْهِ مِنَ الْمَاء قَال ائْتِنِیْ بِهِمَا فَاَتَاهُ بِهِمَا فَاَخَذَ هُمَا رَسُوْلُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم بِيَدِه وَقَالَ مَنْ يَّشْتَرِيْ هٰذَيْنِ قَالَ رجُلٌ اَنَا اٰخُذُ هُمَا بِدِرْهَمٍ قَالَ مَنْ يَّزِيْدُ عَلیٰ دِرْهَمٍ مَرَّتَيْنِ اَوْثَلٰثًا قَالَ رَجُلٌ اَنَا اٰخُذُ هُمَا بِدِرْهَمَيْنِ فَاَعْطَاهُمَا اِيَّاه فَاَخَذَ الدِّرْهَمَيْنِ فَاَعْطَا هُمَا الْاَنْصَارِيَّ وَقَالَ اشْتَرِباَ حَدِهِمَا طَعَامًا فَانْبِذْه اِلیٰ اَهْلِكَ وَاشْتَرِ بِالْاٰخَرِ قَدُوْمًا فَاْتِنِيْ بِه فَاَتَاهُ بِه فَشَدَّ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وَسَلَّمَ عُوْدًا بِيَدِه ثُمَّ قَالَ اذْهَبْ فَاحْتَطِبْ وَبِعْ وَلَا اَرَيَنَّكَ خَمْسَةَ عَشَرَ يومًا فَذَهَبَ الرَّجُلُ يَحْتَطِبُ وَيَبِيْعُ فَجَآءَه وَقَدْ اَصَابَ عَشْرَةَ دَرَاهِمَ فَاشْتَرىٰ بِبَعْضِهَا ثَوْبًا وَّ بِبَعْضِهَا طَعَامًا فَقَال رَسُوْلُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم هٰذَا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ تَجِيْءَ الْمَسْئَلَةُ نُكْتَةً فِيْ وَجْهِكَ يومَ الْقِيٰمَةِ اِنَّ الْمَسْئَلَةَ لا تَصْلُحُ اِلَّا لِثَلٰثَةٍ لِذِيْ فَقْرٍ مُّدْقِعٍ اَوْ لِذِيْ غُرْمٍ مُفْظِعٍ اَوْلِذِيْ دَمٍ مُّوْجِعٍ رواه ابوداود وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ اِلیٰ قوله يوم الْقِيٰمَةِ.

حل لغات: حلس: ٹاٹ۔ زمین یا کجاوہ کے نیچے بچھانے کا کپڑا جمع اَحْلَاس: نلبس: لَبِسَ (س) لُبْسًا پہننا، نبسط، بَسَطَ

(ن) بَسطًا بچھانا، قعب: بڑا پیالہ جمع اَقْعب اور قِعَاب. قدومًا کلہاڑی جمع قُدُم ، عودًا، لکڑی جمع عِیْدان اور اَعْوَاد .
فاحتطب ،حَطَبَ(ض) حَطْبًا . اور احتطب (افتعال) لکڑی چننا، لکڑی جمع کرنا۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصاریوں میں سے ایک آدمی نے جناب نبی کریم ﷺ سے آکر کچھ مانگا تو جناب نبی کریم ﷺ نے کہا کہ کیا تمہارے گھر میں کچھ نہیں ہے تو انھوں نے جواب دیا کہ کیوں نہیں ایک ٹاٹ ہے جسکا کچھ حصہ اوڑھتے ہیں اور کچھ بچھاتے ہیں، اور ایک پیالہ ہے جس سے ہم پانی پیتے ہیں، آپ نے فرمایا ان دونوں کو میرے پاس لاؤ وہ ان دونوں کو لیکر آئے تو جناب نبی کریم ﷺ نے ان دونوں کو اپنے ہاتھ میں لیکر کہا ان کو کون خریدے گا، ایک آدمی نے کہا میں ان کو ایک درہم میں، لیتا ہوں آپ نے دو یا تین مرتبہ فرمایا ایک درہم سے کون بڑھائے گا۔ ایک آدمی نے کہا ان دونوں کو دو درہم میں لیتا ہوں۔ چناں چہ آپ نے وہ دونوں ان کو دے کر، دونوں درہم لے لیے اور دونوں درہم انصاری کو دے کر فرمایا ایک درہم سے غلہ خرید کر اپنے گھر والوں کے حوالے کرو اور دوسرے سے کلہاڑی خرید کر میرے پاس لاؤ۔ چناں چہ وہ کلہاڑی لے کر آئے۔ تو جناب نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اس میں لکڑی کا دستہ لگایا۔ پھر آپ نے فرمایا جاؤ، لکڑیاں جمع کرو اور بیچو اور میں تمہیں پندرہ دن تک نہ دیکھوں، چناں چہ اس آدمی نے جاکر لکڑیاں جمع کرنا اور بیچنا شروع کر دیا جب وہ آپ کے پاس آیا تو اس کے پاس دس دراہم تھے ان میں سے کچھ کے کپڑے خریدے اور کچھ کے غلہ ۔ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ اس سے بہتر ہے کہ سوال تیرے چہرے پر قیامت کے دن داغ لگا دے، سوال کرنا صرف تین طرح کے آدمی کے لیے درست ہے، زمین پر گرا دینے والے فقر، قبیح قرض دار اور مقدور سے باہر خون ادا کرنے والے کے لیے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی خود کمانے کی فکر کرے، دوسروں کے دست نگر ہو کر نہ رہے۔

کلمات حدیث کی تشریح **أمافي بيتك:** أما ہمزہ استفہامیہ اور مانافیہ سے مرکب ہے فقال بلی حلس، حلس ایک کپڑا ہوا کرتا تھا جسے کجاوے میں بچھایا کرتے تھے۔ **وقال من يشتري هذين،** اس روایت کی بنیاد پر حضرات فقہائے کرام نے یہ حکم بیان کیا ہے کہ بیع مزایدہ (نیلام) کرنا جائز ہے۔ **عودًا** لکڑی کے دستے کو کہتے ہیں۔ **ولاارينك خمسة عشر يومًا** جناب نبی کریم ﷺ نے ان صحابی سے کہا کہ تم پندرہ دن تک جمع کر کر کے بیچتے رہو مقصد یہ تھا کہ تم محنت اور لگن سے لکڑی جمع کرنے اور بیچنے میں لگ جاؤ تا کہ تمہاری کمائی اچھی ہو جائے۔ یہ مقصد نہیں تھا کہ ان پندرہ دنوں میں تم مجھے بھی نہ دیکھنا، گویا کہ آپ نے مبالغہ کے طور پر فرمایا تھا۔ باقی حدیث کی تشریح دیکھئے، انتہائی مجبوری کی حالت میں کیا کرے، والے باب میں۔

﴿ الله هی سے فریاد کرے ﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۶۳﴾ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَصَا بَتْه فَاقَةٌ فَاَنْزَلَهَا بِا لنَّاسِ لَمْ تُسَدَّ فَاقَتُه وَمَنْ اَنْزَلَهَا بِاللّٰهِ اَوْ شَكَ اللّٰهُ لَه بِالْغِنىٰ اِمَّا بِمَوْتٍ عَاجِلٍ اَوْ غِنىً اٰجِلٍ رواه ابو داود والترمذی .

حل لغات: **لم تسد،** سَدَّ (ن) سَدًّا بند کرنا، روکنا، عَاجِل ، جلد باز، آجِل ، مؤخر جمع آجال.

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو فاقہ گھیر لے؛ پھر وہ لوگوں پر ظاہر کرے تو اس کا فاقہ نہیں رکے گا اور جس نے اللہ کے سامنے رکھا بہت جلد اللہ تعالیٰ اس کو بے نیاز کر دے گا یا تو جلد آنے والی موت سے یا بعد میں آنے والی بے نیازی سے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کو اگر فقر و فاقہ کی مصیبت گھیر لے تو واویلا نہ مچائے بل کہ اللہ سے فریاد کرے تا کہ مخلوق کے سامنے ذلت سے بچتے ہوئے من جانب اللہ غیب سے اس کی مدد ہو۔

کلمات حدیث کی تشریح **اصابته فاقة:** مراد اس سے کوئی شدید ضرورت ہے البتہ یہ لفظ اکثر معاشی تنگی کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔ **فانزلها بالناس**، یعنی اس فقر کی حالت کو بطور شکایت کے لوگوں کے سامنے بیان کرنا شروع

کر دیا، اس بھروسے اور اعتماد پر کہ یہی لوگ میری ضرورت پوری کرنے والے ہیں۔ **لم تسد فاقته** تو اس کی ضرورت کی تکمیل نہیں ہو پاتی ہے۔ ومن انزلها بالله اور جس نے اپنے ضروریات کو اللہ کے سامنے رکھا تو، اللہ تعالیٰ دو طریقے سے اس کی ضروریات کی تکمیل فرما دیتا ہے ایک یہ کہ یا تو اس کی موت ہو جائے گی دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کی ضروریات کی تکمیل کر کے بے نیاز کر دے گا۔

الفصل الثالث

﴿سوال کرنا ھی پڑے توصالحین سے کرے﴾

﴿حدیث نمبر۱۷۶۴﴾ وَعَنِ ابْنِ الْفِرَاسِيِّ اَنَّ الْفِرَاسِيَّ قَالَ قُلْتُ لِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ اَسْاَلُ يَارَسُوْلَ اللهِ ؟ فقال النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لَا وَاِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَسَلِ الصَّالِحِيْنَ رواه اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ .

حل لغات: الصالحین، جمع ہے صالح کی بمعنی نیک۔

ترجمہ: حضرت ابن فراسی سے روایت ہے کہ فراسی نے جناب نبی کریم ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ کیا میں لوگوں سے مانگ سکتا ہوں؟ تو جناب نبی کریم ﷺ نے جواب دیا کہ نہیں، اور اگر تمہارے لیے ضروری ہو جائے تو صالحین سے مانگو۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ عام حالات میں مانگنے سے پرہیز کرے، اگر مانگنے کی ضرورت ہی پڑ جائے تو نیک لوگوں سے مانگے۔

کلمات حدیث کی تشریح فقال النبی صلى الله عليه وسلم، جب حضرت فراسی رضی اللہ عنہ نے جناب نبی کریم ﷺ سے مانگنے کی اجازت چاہی تو آپ نے کہا کہ لوگوں سے کسی قسم کا مالی سوال نہ کرو اور ہر حال میں اللہ پر بھروسہ کرو، وان کنت لابد الخ یعنی اگر مانگنے کی شدید ضرورت ہی پڑ جائے تو نیک لوگوں سے مانگو اس لیے کہ وہ حلال مال دیں گے، وہ لوگ سخی ہوتے ہیں تمہیں ذلیل نہیں کریں گے۔ نیز وہ لوگ تمہارے حق میں دعاء کریں گے جو قبول ہو کر تمہارے لیے فراخی کا سبب بنے گی۔

﴿بغیر سوال کے ملنے والے مال کا حکم﴾

﴿حدیث نمبر۱۷۶۵﴾ وَعَنِ ابْنِ السَّاعِدِيِّ قَالَ اسْتَعْمَلَنِيْ عُمَرُ عَلَى الصَّدَقَةِ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْهَا وَاَدَّيْتُهَا اِلَيْهِ اَمَرَلِيْ بِعُمَالَةٍ فَقُلْتُ اِنَّمَاعَمِلْتُ لِلّٰهِ وَاَجْرِيْ عَلَى اللهِ ، قَالَ خُذْمَا اُعْطِيْتَ فَاِنِّيْ قَدْ عَمِلْتُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلى الله عليه وسلم فَعَمَّلَنِيْ فَقُلْتُ مِثْلَ قَوْلِكَ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم اِذَا اُعْطِيْتَ شَيْئًا مِنْ غَيْرِ اَنْ تَسْاَلَهُ فَكُلْ وَتَصَدَّقْ رواه ابوداود .

حل لغات: فرغت، فَرَغَ (ن س) فراغًا خالی ہونا، فارغ، اجری، ثواب بدلہ جمع آجار۔

ترجمہ: حضرت ابن الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے مجھے صدقے کا عامل بنایا، تو جب میں صدقہ وصول کر کے فارغ ہوا اور ان تک اسکو پہنچا دیا، انھوں نے میرے لیے معاوضہ دینے کا حکم کیا تو میں نے کہا کہ یہ میں نے اللہ کیلئے کیا ہے اور میرا اجر اللہ پر ہے انھوں نے کہا، جو تمہیں دیا جا رہا ہے لے لو اسلئے کہ میں جناب نبی کریم ﷺ کے زمانے میں عامل بنا تھا، چناں چہ مجھے معاوضہ دیا تو میں نے تمہارے قول کی طرح کہا تو جناب نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا، جب آپ کو بغیر مانگے کوئی چیز ملے تو کھائیے اور صدقہ کیجیے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کو جب کوئی چیز بغیر مانگے ملے تو اسے خدا کی نعمت سمجھ کر قبول کر لے اور جب بچ جائے تو اس کو صدقہ کر دے۔

کلمات حدیث کی تشریح استعملنی عمر، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں ابن الساعدی کو عامل بنایا۔ علی الصدقة، اس کے تین مفہوم ہیں صدقہ وصول کرنے، اس کو جمع کرنے اور اس کی حفاظت

کی ذمہ داری ان کو دی گئی۔ ادیتھا، یعنی بیت المال میں جمع کر دیا۔ امر لی بعمالة ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیت المال کے ذمے داروں کو ہدایت دی کہ ابن الساعدی کا معاوضہ دے دیا جائے۔

﴿غیرت خداوندی کو ٹھیس نہ پہنچائیے﴾

﴿حدیث نمبر۱۷۶۶﴾ وَعَنْ عَلِیٍّ اَنَّهٗ سَمِعَ یَوْمَ عَرَفَةَ رَجُلًا یَسْاَ لُ النَّاس فقال اَفِیْ هٰذا الْیَوْم وَفِیْ هٰذا الْمَکَان تَسْاَلُ مِنْ غَیْرِ اللّٰه فَخفقه بِالدِّرَّةِ رواه رَزِیْنٌ ۔

حل لغات: خَفَقَ (ن ض) خَفْقًا مارنا، بالدرة ، کوڑا جمع دِرَر.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے عرفہ کے دن ایک آدمی کو لوگوں سے سوال کرتے ہوئے سنا تو انھوں نے کہا کیا تو اس دن اور اس مقام پر اللہ کے علاوہ سے مانگتا ہے؟ اور انھوں نے اس آدمی کو کوڑا لگایا۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے، کچھ مواقع اور محل ایسے ہوتے ہیں جہاں ضرورت کے باوجود اللہ تعالیٰ کے علاوہ سے مانگنا، اللہ تعالیٰ کو نہایت ناپسند ہے اس لیے ایسے مقامات میں لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کرنے سے پرہیز کرے تاکہ غیرت خداوندی کو ٹھیس پہنچانے سے بچا جا سکے۔

کلمات حدیث کی تشریح فقال افی :اس قال کے فاعل حضرت علی ہیں یعنی یہ کہ انھوں نے اس آدمی کو خود ٹوکا۔ افی هٰذا الیوم وفي هٰذا المکان، یعنی یہ وہ جگہ ہے جہاں غیر اللہ سے کچھ نہیں مانگنا چاہیے۔

﴿لالچ کا وبال﴾

﴿حدیث نمبر۱۷۶۷﴾ وَعَنْ عُمَرَقَالَ تَعلَمُنَّ اَیُّهَا النَّا سُ اَنَّ الطَّمَعَ فَقْرٌ وَّاَنَّ الْاِ یَاسَ غِنیً وَاَنَّ الْمَرْءَ اِذَا یَئِسَ عَنْ شَیءٍ اسْتَغْنیٰ عَنْه رواه رزینٌ ۔

حل لغات: الطمع ، لالچ جمع اَطْمَاعَ :الا یاس :اَیِسَ :(س) ایاسًا ناامید ہونا۔

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا اے لوگو جان لو کہ لالچ محتاجگی ہے اور ناامیدی مال داری ہے۔ اس لیے کہ آدمی جب کسی چیز سے ناامید ہو جاتا ہے تو اللہ اس کو بے نیاز کر دیتا ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کو لالچ ترک کر دینا چاہیے اسلئے کہ اس سے محتاجگی کے دروازے ہوتے ہیں نیز جملہ لوگوں سے اپنی امیدیں منقطع کر کے صرف اور صرف اللہ ہی سے اپنی امید وابستہ رکھے اس سے مال داری آئے گی۔

کلمات حدیث کی تشریح ان الطمع، وہ لالچ مراد ہے جو مخلوق سے کی جائے۔ وان الا یاس مراد لوگوں سے ناامیدی ہے اس جملے کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں سے نامید ہو کر اپنی امیدیں اللہ تعالیٰ سے وابستہ کر دے۔ اس لیے کہ جب اپنا رشتہ اللہ سے جوڑ لے گا تو فراخی آئے گی۔

﴿لوگوں سے نہ مانگنے والے کے لیے جنت کی ضمانت﴾

﴿حدیث نمبر۱۷۶۸﴾ وَعَنْ ثَوْ بَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه صلَّی اللّٰه علیه وسلَّم مَنْ یَّکْفُلُ لِیْ اَنْ لَا یَسْاَل النَّاسَ شَیْئًا فَاَتَکَفَّلُ لَه بِالْجَنَّةِ فقال ثَوْبانُ اَنَا فَکَانَ لَایَسْئَلُ اَحَدًا شَیْئًا رَوَاهُ اَبُوْدَاودَ وَالنَّسَائِیُّ ۔

حل لغات: یکفل: کَفَلَ (ن س) کَفلًا ضامن ہونا۔

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مجھ سے اس بات کا عہد کرے کہ وہ

لوگوں سے کچھ نہیں مانگے گا تو میں اس کے لیے جنت کی ضمانت لیتا ہوں تو حضرت ثوبان نے کہا میں اس بات کا عہد کرتا ہوں چناں چہ وہ کسی سے کچھ نہیں مانگتے تھے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خالق اور رب ہونے کے ناتے تمام مخلوقات کی ضروریات کی تکمیل اسی کے ذمے ہے۔ اس لیے اگر کوئی انسان یہ طے کرے کہ جب میری ضروریات کا متکفل خود ذات باری تعالیٰ ہے تو کسی کے سامنے دست سوال کیوں دراز کیا جائے۔ یہ ادا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اس کا بدلہ دنیا میں جو کچھ ملنے کا ہے وہ تو ملے گا ہی اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو آخرت میں جنت عطا کرے گا۔ اس کی ذمہ داری خود جناب نبی کریم ﷺ نے لی ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح فاتکفل له بالجنة، جنت میں تو ہر کلمہ گو جائیں گے تو لوگوں سے نہ مانگنے والے کی خصوصیت کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ ایسے افراد کا داخلہ اول وحلہ میں کرادیں گے، یعنی انھیں جہنم کی سختی کا سامنا کرنا نہ پڑے گا۔

﴿لوگوں سے سوال بالکل چھوڑ دے﴾

﴿حدیث نمبر۱۷۶۹﴾ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ دَعَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم وَهُوَ يَشْتَرِطُ عَلَيَّ اَنْ لَا تَسْاَلَ النَّاسَ شَيْئًا قُلْتُ نَعَمْ قَالَ وَلَا سَوْطَكَ اِنْ سَقَطَ مِنْكَ حَتّٰى تَنْزِلَ اِلَيْهِ فَتَاْخُذَه رواه اَحْمَدُ.

حل لغات: سوطك، سوطٌ کوڑا جمع اَسْوَاط، سقط، سَقَطَ (ن) سُقُوْطًا گرنا حتى تنزل، نزل (ض) نُزُوْلًا اترنا۔

ترجمہ: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے مجھے بلا کر اس بات کا عہد لیا کہ تم لوگوں سے کچھ نہیں مانگنا تو میں نے کہا کہ جی، آپ نے فرمایا اور نہ اپنا چابک اگر وہ تم سے گر جائے تو نیچے اتر کر اس کو اٹھالو۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ ادنی سی چیز کی ضرورت کیوں نہ پڑے اس کو خود انجام دینے کی زحمت گوارہ کرے کسی اور سے اس کو پوری کرانے کی فکر نہ کرے۔

کلمات حدیث کی تشریح قلت نعم، یعنی جناب نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے جو معاہدہ کیا اس کو حضرت ابوذر غفاری نے منظور کرلیا۔ ولا سوطك، اپنا کوڑا گر جانے کی صورت میں کسی کو اٹھانے کے لیے کہنا کسی سے کوئی چیز مانگی نہیں جارہی ہے لیکن چوں کہ اس میں بھی سوال کرنے کی بو پائی جارہی ہے اس لیے آپ نے اس سے بھی منع فرمادیا۔

﴿باب الانفاق وكراهية الامساك﴾

الفصل الاوّل

﴿رسول اللہ ﷺ کا وصف سخاوت﴾

﴿حدیث نمبر۱۷۷۰﴾ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لَوْ كَانَ لِیْ مِثْلُ اُحُدٍ ذَهَبًا لَسَرَّنِیْ اَنْ لَا يَمُرَّ عَلَيَّ ثَلٰثُ لَيَالٍ وَّعِنْدِیْ مِنْهُ شَیْءٌ اِلَّا شَیْءٌ اُرْصِدُه لِدَيْنٍ رواه الْبُخَارِیُّ.

حل لغات: ذهبا، سونا جمع اَذْهَاب وذُهُوْب. لَسَرَّنِي: سَرَّ (ن) سُرُوْرًا خوش ہونا يمر، مَرًّا ومُرُوْرًا گذرنا، ارصده رَصَدَ(ن) جمع کرنا۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہوتا تو مجھے اس بات سے خوشی ہوتی کہ مجھ پر تین راتیں نہ گزریں اور اس میں سے کچھ میرے پاس موجود ہو الا یہ کہ قرض کے لیے کچھ جمع کرلوں

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کا وصف سخاوت بہت ہی عام تھا اور فیاضی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، یہی وجہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ احد پہاڑی کے برابر مجھے سونا مل جائے تو تین دن سے پہلے میں خرچ کر ڈالوں۔

کلمات حدیث کی تشریح لسرنی ان لایمر علي ثلث لیال، یعنی جناب نبی کریم ﷺ کی فیاضی کا عالم یہ تھا کہ ان کو احد پہاڑی کے برابر سونا مل جاتا تو آپ اس سونے کی اتنی بڑی مقدار کو تین دن سے پہلے لوگوں میں تقسیم فرمادیتے الاشئی ارصدہ لدین: قرض کے لیے اس لیے بچا کر رکھتے کہ ادائیگی صدقات وخیرات پر مقدم ہے۔

﴿خرچ کرنے والے کے لیے فرشتے کی دعاء﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۷۱﴾ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم مَامِنْ يَّوْمٍ يُّصْبِحُ الْعِبَادُ فِيْهِ اِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ فَيَقُوْلُ اَحَدُهُمَا اللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَيَقُوْلُ الْاٰخَرُ اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

حل لغات: یصبح، اَصْبَحَ (افعال) صبح میں داخل ہونا، العِبادُ، بندے واحد عَبْدٌ مَلَكَانِ تثنیہ ہے مَلَكَۃٌ کا، بمعنی فرشتے جمع مَلَائِكَۃٌ، منفقًا، اسم فاعل ہے بمعنی خرچ کرنے والا اَنْفَقَ (افعال) المال خرچ کرنا خلفا خَلَفَ (ض) خلفا بدلہ دینا ممسکا، اسم فاعل بمعنی روکنے والا امسك (افعال) اپنے لیے حفاظت کرنا، تلفا تَلِفَ (س) تَلَفًا ہلاک ہونا برباد ہونا۔

ترجمہ: ان سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا روزانہ بندے جب صبح کرتے ہیں تو اس میں دو فرشتے اترتے ہیں ان میں سے ایک کہتا ہے۔ یا اللہ خرچ کرنے والے کو اس کا بدلہ دے اور دوسرا کہتا ہے یا اللہ روکنے والے کو ہلاکت دے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ فیاضی اور کنجوسی کرنے والے ہر ایک کے لیے دو فرشتے متعین ہیں فیاضی کرنے والے کے لیے ایک فرشتہ بدلہ اور برکت کی دعاء کرتا ہے اور ایک فرشتہ کنجوسی کرنے والے کے لیے ہلاکت اور بربادی کی دعاء کرتا ہے چناں چہ خرچ کرنے والے کے مال میں بے پناہ برکت ہوتی ہے اور گن گن کر رکھنے والے کے مال میں ہلاکت کی ایسی ادھم مچتی ہے کہ بربادی پر ہاتھ ملتا ہی رہ جاتا ہے اس کو نوشیرواں اور قارون کے حالات وواقعات سے اچھی طرح سمجھا جاسکتا ہے

کلمات حدیث کی تشریح فیقول احدھا، ان دونوں فرشتوں میں سے ایک فرشتہ خرچ کرنے والے کے لیے دعاء کرتا ہے کہ دنیا کو بدلہ ملے خلفا، دنیا اور آخرت دونوں بدلے مراد ہیں قرآن کریم میں ہے: وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ الآیۃ تلفا، ظاہری اور باطنی دونوں ہلاکتیں مراد ہیں۔

﴿کشادہ دستی کی فضیلت﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۷۲﴾ وَعَنْ اَسْمَآءَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم اَنْفِقِيْ وَلَا تُحْصِيْ فَيُحْصِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ وَلَا تُوْعِيْ فَيُوْعِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ اِرْضَخِيْ مَا اسْتَطَعْتِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

حل لغات: ولا تحصي، حصی (ض) حصیا کنکری پھینکنا، احصی (افعال) شمار کرنا ولا توعی، وعی (ض) وعیًا جمع کرنا اوعی (افعال) روک کر رکھنا، ارضخی: رَضَخَ (ض) (ف) رَضْخًا . اِرْضخی (افعال) بہت میں سے تھوڑا دینا۔

ترجمہ: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا خرچ کرو اور گنو مت ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہارے حق میں گنے گا اور روک کر مت رکھو ورنہ اللہ بھی تمہارے حق میں روک کر رکھ لے گا اور جہاں تک تم سے ہوسکے اللہ کی راہ میں دو۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے مال ودولت سے نوازا ہے وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے میں کشادہ دستی سے کام لیں تاکہ اللہ تعالیٰ بھی ان لوگوں کے لیے بے شمار انعامات سے نوازے یہ بات بھی

ذہن میں رہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس قابل بنایا ہے کہ کسی کو دے سکتے ہیں محتاج اور لاچار نہیں بنایا ہے ورنہ وہ تو مختار کل ہے اس کا الٹا بھی کرسکتا تھا اور اب بھی قادر ہے۔ (اللّٰھم احفظنا)

کلمات حدیث کی تشریح الفقی مراد ایسی جگہ خرچ کرنا ہے جہاں سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی امیدیں وابستہ ہوں یعنی جائز اور حلال جگہوں میں۔ ولا تحصی انسان جب محتاجوں کو گن کر دے گا تو اس مال سے اس کی برکت ختم ہوجائے گی اور وہ مال معدودِ چند کی شکل میں باقی رہ جائے گا نیز اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے دیئے ہوئے مال کا حساب بھی پائی پائی لے گا۔ ارضخی، یعنی جب موقع آئے تو حقیر سے حقیر چیز دینے میں بھی اپنی حقارت نہیں سمجھنی چاہیے بل کہ دے دینا چاہیے اللہ تعالیٰ مال کی مقدار کو نہیں دیکھتا بل کہ دل کی کیفیت کو دیکھتا ہے۔

﴿انفاق کا حکم﴾

﴿حدیث نمبر۱۷۷۳﴾ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ اَنْفِقْ یَابْنَ اٰدَمَ اُنْفِقْ عَلَیْكَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

حل لغات: انفق :انفق (افعال) خرچ کرنا۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ابن آدم خرچ کرو میں تم پر خرچ کروں گا۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ چوں کہ ہر ایک کام کا بدلہ ملتا ہے اور خرچ کرنا ایک بہترین کام ہے اس لیے اللہ تعالیٰ اس کا بھی بدلہ دے گا۔

کلمات حدیث کی تشریح انفق یا ابن آدم الخ مطلب یہ ہے کہ جو مال اللہ تعالیٰ نے دیا ہے وہ لاچار اور محتاج لوگوں پر خرچ کیا جائے تاکہ اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کا بہترین بدلہ دے۔

﴿پہلے اہل وعیال پر خرچ کرے﴾

﴿حدیث نمبر۱۷۷۴﴾ وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم یَابْنَ اٰدَمَ اَنْ تَبْذُلَ الْفَضْلَ خَیْرٌ لَكَ وَاَنْ تُمْسِكَهٗ شَرٌّ لَّكَ وَلَا تُلَامُ عَلیٰ كَفَافٍ وَّابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

حل لغات: تبذل، بذل (ن) بذلا خرچ کرنا، تمسکه ، تمسکه ، امسك (افعال) روکے رکھنا۔ شرا مصدر بمعنی برائی جمع شرور، ولاتلام ، لام (ن) لوما علی کذا ملامت کرنا، کَفَاف ، كَفَّ (ن) كَفًا و كِفَا فَة جمع کرنا، وابدا ، بَدَأ (ف) بَدا شروع کرنا، تعول ، عال (ن) عولاً اہل وعیال کے معاش کی کفالت کرنا۔

ترجمہ: حضرت ابوامامہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمہارا بچا ہوا مال خرچ کرنا تمہارے لیے بہتر ہے اور اس کو روکے رکھنا تمہارے لیے برا ہے اور بقدر ضرورت مال جمع کرنے پر تم ملامت نہیں کیے جاؤ گے، اور اپنے اہل وعیال سے شروع کرو۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کے پاس مال ودولت ہو تو محتاجوں پر خرچ کرے کو روکے نہ رہے۔ البتہ اپنے اہل وعیال کا حق چوں کہ مقدم ہے اس لیے ان ہی پر پہلے خرچ کرے۔

کلمات حدیث کی تشریح الفضل، اس مال کو کہتے ہیں جو اپنی ذات اور اہل وعیال پر خرچ کر کے بچ جائے۔ خیر لك، یعنی دنیا اور آخرت دونوں جگہ بھلائی ہی بھلائی ہے۔ وَاَنْ تمسکة شرلك: یعنی اس بچے ہوئے مال کو روک لیا جائے، اور ضرورت مندوں پر خرچ نہ کیا جائے تو وہ مال عند اللہ اور عند الناس بھی وبال جان بن جاتا ہے۔ ولاتلام علی کفاف، یعنی

اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنے، محتاجوں کو دینے ساتھ۔ ساتھ کچھ بچا کر رکھنا برا نہیں ہے اس لیے اگر کوئی جمع کر کے رکھتا ہے تو اسے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے اس لیے کہ وہ تو جملہ حقوق ادا کر ہی رہا ہے۔

﴿متصدق اور بخیل﴾

﴿حدیث نمبر۱۷۷۵﴾ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْ لُ اللّٰهِ ﷺ مَثَلُ الْبَخِیْلِ وَالْمُتَصَدِّقِ كَمَثَلِ رَجُلَیْنِ عَلَیْهِمَا جُنَّتَانِ مِنْ حَدِیْدٍ قَدِ اضْطُرَّتْ اَیْدِیْهِمَا اِلٰی ثُدِیِّهِمَا وَتَرَاقِیْهِمَا فَجَعَلَ الْمُتَصَدِّقُ كُلَّمَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ انْبَسَطَتْ عَنْهُ وَجَعَلَ الْبَخِیْلُ كُلَّمَا هَمَّ بِصَدَقَةٍ قَلَصَتْ وَاَخَذَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ بِمَكَانِهَا مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

حل لغات: البخیل، اسم صفت ہے بمعنی کنجوس جمع بُخَلاء، بَخُلَ (ك) بُخلاً کنجوس ہونا۔ جنتان، جُنة کا تثنیہ ہے بمعنی ہتھیار سے بچاؤ کی چیز، ڈھال جمع جُنَن، حدید، لوہا تراقیها، جمع ہے تَرْقُوَة کی بمعنی ہنسلی کی ہڈی۔ قلصت، قَلَصَ (ض) قُلُوْصاً سمٹنا، سکڑنا

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا بخیل اور متصدق کی مثال ان دو آمی کی طرح ہے کہ ان دونوں پے لوہے کی ڈھال ہو جس نے ان دونوں کے ہاتھوں کے سینہ اور ہنسلی کی ہڈی میں جکڑ رکھا ہو۔ لہٰذا جب جب متصدق صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ ڈھال اس کے لیے ڈھیلی پڑ جاتی ہے اور بخیل جب۔ جب صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے وہ ڈھال سکڑ جاتی ہے اور ہر حصہ اپنی اپنی جگہ پکڑ لیتا ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ صدقہ دینے والے اور بخیل کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کسی شخص کو ایسی مشین سے جکڑ دیا جائے کہ جس سے اس کا بدن جکڑا ہوا رہے؛ لیکن جب صدقہ کرے تو اس کی پکڑ ڈھیلی پڑ جائے اور جب یہ ارادہ ترک کر دے تو وہ اپنی گرفت مزید سخت کر دے یہی حال متصدق اور بخیل کا ہے کہ متصدق جب صدقہ کرتا ہے تو اپنے دل میں وسعت محسوس کرتا ہے اور بخیل جب صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا دل بھینچا جاتا ہے بالآخر وہ صدقہ کرنے سے عاجز ہو جاتا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح علیها جنتان، جنة کے اصل معنی تو ڈھال کے آتے ہیں لیکن یہاں زرہ مراد ہے اس لیے کہ کشادہ اور تنگ ہونے کی صفت زرہ میں پائی جاتی ہے نہ کہ ڈھال میں نیز بعض روایتوں میں،، علیهما درعان،، کے الفاظ آتے ہیں (مرقات ۴/۱۳۶۴) فجعل المتصدق یعنی جب متصدق صدقہ دینا شروع کر دیتا ہے یا صدقہ دینے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ زرہ پھیلنے لگتی ہے۔

﴿بخل کا وبال﴾

﴿حدیث نمبر۱۷۷۶﴾ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اتَّقُوْا الظُّلْمَ فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاتَّقُوْا الشُّحَّ فَاِنَّ الشُّحَّ اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَمَلَهُمْ عَلٰى اَنْ سَفَكُوْا دِمَآءَ هُمْ وَاسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَهُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حل لغات: اتقوا: وَقیٰ (ض) وقیا بچانا اتقی (افعال) پرہیز کرنا بچنا الشح مصدر ہے بمعنی بخل کرنا۔

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا ظلم سے بچو اس لئے کہ ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کا باعث ہوگا اور بخل سے بچو اس لئے کہ بخل ان لوگوں کو ہلاک کر چکا ہے جو تم سے پہلے تھے بخل نے ان لوگوں کو آپسی خون ریزی پر آمادہ کیا اور ان لوگوں نے حرام کو حلال سمجھا۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کو ظلم وزیادتی سے پرہیز کرنا چاہیئے اسلئے کہ اگر ظلم وزیادتی سے پرہیز نہ کیا گیا تو یہ قیامت کے دن تاریکیوں کی شکل میں نمودار ہوگا جسکی وجہ سے آگے بڑھنے کا راستہ نہ مل سکیگا دوسری بات یہ

ہے کہ بخل سے بھی پرہیز کرنا چاہیے اس لئے کہ یہ آدمی کو اندھا کر دیتا ہے اور اس کی نظر میں حلت وحرمت کی کوئی قدر باقی نہیں رہتی ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح فان الظلم ظلمات یوم القیامۃ، یعنی قیامت کے دن یہی ظلم تاریکی کی شکل میں اس کے سامنے ہوگا اور اسے آگے بڑھنے کا راستہ نظر نہیں آئے گا اس کے برخلاف وہ قومیں جنہوں نے ظلم وزیادتی نہ کر کے اچھے اعمال کئے ہیں ان کے آگے آگے نور ہوگا جس کی وجہ سے قیامت کی ہولناکی ان کے لئے آسان ہوجائے گی اِنَّ الْمُؤْمِنِیْنَ یَسْعٰی نُوْرُهُمْ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ الآیۃ واتقوا الشح شح اس بخل کو کہا جاتا ہے جس میں لالچ بھی شامل ہو یعنی یہ کہ خرچ تو کرنا نہیں ہے ساتھ ہی یہ لالچ بھی ہو کہ فلاں فلاں کی طرف سے مال آتا رہے یہ بھی ایک طرح سے ظلم ہے لیکن الگ سے اس کا تذکرہ اس لئے کیا گیا کہ اس کے مفاسد بڑھے ہوتے ہیں۔

﴿مواقع صدقات کو غنیمت جانیے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۷۷﴾ وَعَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهَبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقُوْا فَاِنَّه يَاتِي عَلَيْكُمْ زَمَانٌ يَمْشِي الرَّجُلُ بِصَدَقَتِه فَلَا يَجِدُ مَنْ يَّقْبَلُهَا يَقُوْلُ الرَّجُلُ لَوْ جِئْتَ بِهَا بِالْاَمْسِ لَقَبِلْتُهَا فَاَمَّا الْيَوْمَ فَلَا حَاجَةَ لِيْ بِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

حل لغات: یمشی :مَشیٰ (ض) مشیًا چلنا، فلایجد :وَجَدَ (ض) وَجْدًا پانا۔

ترجمہ: حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا صدقہ دو اس لیے کہ تم لوگوں پر ایسا زمانہ آنے والا ہے۔ ایک آدمی صدقہ لے کر چلے گا وہ کسی کو نہیں پائے گا جو اس صدقہ کو لے آدمی کہیں گے اگر آپ کل ہی لے کر آتے تو قبول کر لیتے آج ہمارے لیے اس کی ضرورت نہیں ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو مال ودولت سے نوازا ہے **انھیں دل کھول کر خرچ کرنا** چاہیے یعنی موقع بہ موقع سے فائدہ اٹھانا چاہیے اسلئے کہ وہ دن دور نہیں کہ مالی فراوانی کی دھوم مچ جائے **اور کوئی صدقہ لینے والا نہ مل سکے۔** ماہر اقتصادیات اس بات کو مان چکے ہیں کہ جوں جوں زمانہ گذرتا جارہا ہے سرمایہ داروں کی **تعداد بڑھتی جارہی ہے۔**

کلمات حدیث کی تشریح **تصدقوا** یعنی جنھیں اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے انھیں اس بات کو غنیمت سمجھنا چاہیے کہ ہمارے پاس مال ہے اور فقراء بھی موجود ہیں انھیں دل کھول کر خرچ کرنا چاہیے ایسا نہ ہو کہ انتظار میں رہے اور وہ دن آجائے کہ نہ مال رہے نہ فقراء موجود ہوں :یاتی علیکم ، علیکم سے پوری امت مراد نہیں ہے بلکہ امت کا وہ طبقہ مراد ہے جو اس زمانہ میں رہے گا، فلایجد من یقبلھا یہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ ہوگا جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے۔ ویفیض المال حتی لایقبلہ أحد حتی تکون السجدۃ الواحدۃ خیرمن الدنیا ومافیھا (بخاری شریف ۱؍۴۹۰، مسلم شریف ۱؍۸۷) فلاحاجۃ لی، یعنی اس کو کہیں سے مال مل گیا تو اب صدقے کے مال کی ضرورت باقی نہ رہی۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ اب اس نے زہد اختیار کر لیا تو اب مال کی طرف کوئی رغبت باقی نہ رہی۔

﴿ فقر کے وقت صدقہ کرنا﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۷۸﴾ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَّارَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الصَّدَقَةِ اَعْظَمُ اَجْرًا قَالَ اَنْ تَصَدَّقَ وَاَنْتَ صَحِيْحٌ شَحِيْحٌ تَخْشَی الْفَقْرَ وَتَاْمُلُ الْغِنیٰ وَلَا تُمْهِلُ حَتّٰی اِذَابَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

حل لغات: شحیح : بخیل، حریص جمع، شِحَاح :تخشی :خَشِیَ (س) خَشْیًا ڈرنا تامل :اَمَلَه :(ن) اَمَلًا امید کرنا، ولا

تمهل :مَهَلَ (ف) مَهْلاً اطمینان کے بغیر جلد بازی سے کام کرنا،امهل (افعال) مہلت دینا۔الحلقوم ،گلا جمع حَلَا قیم .

تو جمه: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے جناب نبی کریم ﷺ سے پوچھا یارسول اللہ کونسا صدقہ اجر کے حساب سے بڑھا ہوا ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ تمھارا ایسی حالت میں صدقہ کرنا کہ تم تندرست ہو، حریص ہو، فقر سے ڈرتے ہو اور مال داری کی تمنا کرتے ہو، دیر مت کرو حتی کہ جان حلق میں آجائے اور تم کہو اتنا فلاں کیلئے ہے اور اتنا فلاں کیلئے حالانکہ وہ تو فلاں کا ہو ہی چکا ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی اپنی ضرورت اور اپنے زمانہ صحت کے وقت خرچ کرے اصل صدقہ کرنا تو یہی ہے نہ کہ جب مرض الموت نے اس کی زندگی کی رفتار میں بیڑیاں ڈال دی ہے تب وہ نام بنام صدقہ کرنے کی کوشش کررہا ہے یہ اس کا صدقہ کرنا کوئی مناسب اقدام نہیں ہے اس لیے کہ اس کی زندگی آخری ہونے کی وجہ سے، اس کے اموال میں وارثین کا حق ثابت ہو رہا ہے اب صدقہ کرنا اور نہ کرنا برابر ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح **ای الصدقه اعظم اجرًا** :یعنی صدقے کی کونسی قسم ایسی ہے جس کا اجر بڑھا ہوا ہے۔ **قال ان تصدق وَاَنْتَ صَحِيْحٌ شَحِيْحٌ الخ** جناب نبی کریم ﷺ نے جواب عنایت فرمایا کہ وہ صدقہ اجر کے اعتبار سے بڑھا ہوا ہے، جو آدمی اپنی ضرورت کے وقت کرے۔ **قلت لفلان** یعنی اب وہ وصیت کرنے پر تلا ہوا ہے کہ فلاں کے لیے اتنا اور فلاں کے لیے اتنا اب وہ وصیت کرے یا نہ کرے موت اس کی قریب ہے، موت کے بعد وارثین کا حق ثابت ہو ہی جائے گا اس لحاظ سے اس کا وصیت کرنا اور نہ کرنا برابر ہے۔

﴿راہ خدامیں خرچ نہ کرنا بڑی محرومی ھے﴾

﴿حدیث نمبر۱۷۷۹﴾ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ انْتَهَيْتُ اِلَی النَّبِیِّ صلّی اللّٰہ علیه وسلّم وَهُوَ جَالِسٌ فِیْ ظِلِّ الْکَعْبَةِ فَلَمَّا رَاٰنِیْ قَالَ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْکَعْبَةِ فَقُلْتُ فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ مَنْ هُمْ قَالَ هُمُ الْاَ كْثَرُوْنَ اَموَالاً اِلَّا مَنْ قَالَ هٰکَذَا وَهٰکَذَا مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ وَعَنْ يَمِيْنِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَقَلِيْلٌ مَاهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

حل لغات:انتهيت :مادہ نهی اِنْتَهٰی (افتعال) الی فلان پہنچنا،ظل : سایہ جمع ظِلَال **الاخسرون** :حالت رفعی میں ہے اسم فاعل ، خاسر کی جمع ہے بمعنی گھاٹے میں رہنے والے۔

تو جمه: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں جناب نبی کریم ﷺ کے پاس اس حال میں پہنچا کہ آپ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے جب انھوں نے مجھے دیکھا تو فرمایا خدا کی قسم وہ لوگ گھاٹے میں ہیں میں نے کہا آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ مال دار لوگ ہیں مگر وہ جس نے کہا اتنا اور اتنا اتنا اپنے آگے سے، اپنے پیچھے سے، اپنے دائیں اور بائیں سے اور ایسے لوگ کم ہیں۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ مال اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے جسے یہ نعمت مل جائے اس کی قدر یہ ہے کہ ضرورت مندوں میں خرچ کرے، جن لوگوں نے ایسا کیا وہ تو بڑے فائدے میں ہیں اور جن لوگوں نے ایسا نہیں کیا اور مال کو جمع کرتے رہے وہ بڑے خسارے میں ہیں۔

کلمات حدیث کی تشریح **فلمارآنی** حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ وہ صحابی ہیں جنھوں نے مال داری کے مقابلے فقیری اختیار کی تھی ان ہی کے قلب کی تقویت کے لیے آپ نے فرمایا کہ جو لوگ مال کو جمع کر رکھتے ہیں اور راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے وہ لوگ بڑے خسارے میں ہیں **الامن قال الخ** یہ استثنا ہے خرچ نہ کرنے والے لوگوں سے یعنی جو لوگ آگے پیچھے دائیں بائیں اور جیسا موقع ملتا ہے ویسا ہی خرچ کرتے ہیں یہ لوگ خسارے میں نہیں ہیں۔

﴿فیاضی اور بخیلی میں فرق﴾

﴿حدیث نمبر۱۷۸۰﴾ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم السَّخِيُّ قَرِيْبٌ مِّنَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْجَنَّةِ قَرِيْبٌ مِّنَ النَّاسِ بَعِيْدٌ مِّنَ النَّارِ وَالْبَخِيْلُ بَعِيْدٌ مِّنَ اللّٰهِ بَعِيْدٌ مِّنَ الْجَنَّةِ بَعِيْدٌ مِّنَ النَّاسِ قَرِيْبٌ مِّنَ النَّارِ وَلَجَاهِلٌ سَخِيٌّ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ عَابِدٍ بَخِيْلٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حل لغات: السخی: فیاض جمع اَسْخِیَاء.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا سخی اللہ تعالیٰ سے جنت سے اور لوگوں سے قریب ہے دوزخ سے دور ہے اور بخیل اللہ تعالیٰ سے، جنت اور لوگوں سے دور ہے جہنم سے قریب ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ کو جاہل سخی، عابد بخیل سے زیادہ پیارا ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو فیاضی بہت ہی زیادہ پسند ہے یہی وجہ ہے کہ جس شخص میں یہ کمال پیدا ہو جائے وہ اللہ تعالیٰ، جنت اور لوگوں سے قریب ہوگا اور جس شخص میں یہ صفت نہ ہوگی وہ ان تمام سے دور ہوگا یہیں تک بس نہیں بلکہ جناب نبی کریم ﷺ کے انکشاف کے مطابق جاہل سخی، عبادت گذار بخیل سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح السخی اس کو کہتے ہیں جو مال خرچ کر کے اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرلے قریب من اللہ اللہ تعالیٰ سے قریب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ سخی لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے قریب ہوتے ہیں، قریب من الجنة، جنت کے قریب اس لیے کہ وہ مالی حقوق ادا کر کے نیک اعمال کر رہا ہے، اور جو نیک عمل کرے گا وہ جنت میں جائے گا۔ **قریب من الناس**، سخی فیاضی کرنے میں اپنے پرائے اور امیر وفقیر کو نہیں دیکھتا ہر ایک پر وہ خرچ کرتا ہے، اس احسان کے بدلے اس کی طرف لوگوں کا میلان ہو ہی جاتا ہے۔ والبخیل، بخیل اس کو کہتے ہیں جو مال کا واجبی حق بھی ادا نہ کرے۔ (مرقاۃ ۱۸۹/۴) **ولجاهل سخي أحب إلى الله من عابد بخيل:** اس حدیث شریف میں جاہل عابد کے مقابلے میں بولا گیا ہے مراد وہ مسلمان ہے جو ضروری اعمال کو انجام تو دیتا ہو لیکن عابد کی طرح نوافل کی پابندی نہیں کرتا ہے، اس کے باوجود سخی جاہل اللہ کی نظر میں عابد سے زیادہ پیارا ہے، اس لیے کہ ترک دنیا ہر بھلائی کی جڑ ہے، جاہل سے اس لیے تعبیر کی گئی ہے کہ اس کے مبلغ علم کا حال یہ ہے کہ وہ ضروری اور غیر ضروری کو سمجھتا بھی نہیں ہے اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی محبت میں مال لٹائے جارہا ہے جس نے اس کی محبوبیت پر چار چاند لگا دیے ہیں۔

﴿کس وقت کا صدقہ افضل ہے﴾

﴿حدیث نمبر۱۷۸۱﴾ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْ يَّتَصَدَّقَ الْمَرْءُ فِيْ حَيٰوتِهٖ بِدِرْهَمٍ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّتَصَدَّقَ بِمِائَةٍ عِنْدَ مَوْتِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ.

حل لغات: حیوة، بمعنی زندگی حی (س) حیاةً زندہ رہنا۔

ترجمہ: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کا اپنی زندگی میں ایک درہم خرچ کرنا موت کے وقت سو درہم خرچ کرنے سے بہتر ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ بہتر یہ ہے کہ آدمی اپنی زندگی ہی میں خرچ کرے۔ ایسا نہیں کہ جب موت آنے لگے تو تب وہ خرچ کرنے پر تل جائے، اس وقت خرچ کرنا چنداں مفید نہ ہوگا

کلمات حدیث کی تشریح فی حیاته، مراد صحت والی زندگی ہے۔ بدرهم، یعنی کوئی حقیر چیز بمائة مراد مال کی زیادتی ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جو فرائض وواجبات کو انجام دے وہ بہر حال اس شخص سے بہتر جو نوافل کی پابندی

ہو کرے لیکن ضروریات کو پس پشت ڈال دے۔

﴿زندگی کے آخری ایام میں خیرات کرنا؟﴾

﴿حدیث نمبر۱۷۸۲﴾ وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِیْ یَتَصَدَّقُ عِنْدَ مَوْتِہٖ اَوْ یُعْتِقُ کَالَّذِیْ یُھْدِیْ اِذَا شَبِعَ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِیْ وَالدَّارِمِیْ وَالتِّرْمِذِیْ وَصَحَّحَہٗ۔

حل لغات: یعتق، عَتَقَ (ض) عِتْقًا پرانا ہونا۔ اَعْتَقَ (افعال) آزاد کرنا۔ یھدی، اھدی (افعال) ہدیہ دینا۔ شبع، شَبِعَ (س) شِبَعًا شکم سیر ہونا۔

ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو موت کے وقت صدقہ دیتا ہے یا آزاد کرتا ہے اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جسے شکم سیری کے وقت ہدیہ دیا جائے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ موت کے وقت صدقہ دینا یا غلام آزاد کرنا ایسا ہی ہے جیسے کسی آسودہ شخص کو بطور ہدیہ کھانا دیا جائے۔

کلمات حدیث کی تشریح عندموتہ، یعنی جب موت قریب ہوجائے۔ کالذی یھدي إذا شبع، یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی آسودہ شخص کو بطور ہدیہ کھانا دیا جائے اس کی نظر میں اس وقت کھانے کی کوئی قدر نہیں ہے، اس وقت اب وہ نہ کھائے گا تو لے کر کیا کرے گا، ایسے ہی اس مرنے والے کا حال ہے کہ وہ دیکھ رہا ہے زندگی آخری ہے مال و دولت سب وارثین لے لیں گے تو اب وہ ہدیہ کرنے یا غلاموں کو آزاد کرنے کے لیے بیٹھا ہے۔

﴿ بخل اور بد اخلاقی کی مذمت ﴾

﴿حدیث نمبر۱۷۸۳﴾ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم خَصْلَتَانِ لَا تَجتَمِعَانِ فِیْ مُؤْمِنٍ اَلْبُخْلُ وَسُوْءُ الْخُلُقِ رواہ الترمذیُّ۔

حل لغات: خصلتان: خصلۃ کا تثنیہ ہے بمعنی عادت جمع خَصَائِل۔ تجتمعان: اجتمع (افتعال) اجتماعًا جمع ہونا۔ سوء: برا، سَاءَ (ن) سوءً برا ہونا۔ الخلق: عادت جمع اَخلاق۔

ترجمہ: حضرت ابوسعید سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا دو عادتیں کسی مومن میں جمع نہیں ہوسکتیں (۱) بخل (۲) بری عادت۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے، کنجوسی اور بداخلاقی یہ دونوں عادتیں مومن کی شان نہیں اس لیے یہ دونوں چیزیں مومن میں نہیں پائی جاسکتی ہیں۔

کلمات حدیث کی تشریح في مومن یعنی یہ دونوں عادتیں مومن کامل میں نہیں پائی جاسکتی ہیں جس مسلمان میں یہ چیزیں پائی جائیں گی اس کے ایمان میں کھوٹ ہوگا۔

﴿احسان جتلانے والے کی مذمت﴾

﴿حدیث نمبر۱۷۸۴﴾ وَعَنْ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ قَال قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لَایَدْخُلُ الْجَنَّۃَ خَبٌّ وَّلَا بَخِیلٌ وَّ لَامَنَّانٌ رواہ الترمذیُّ۔

حل لغات: خب، دغاباز، فریبی جمع خُبُوْب۔ ولا منان: منان مبالغہ کا صیغہ ہے بمعنی بہت احسان جتلانے والا مَنَّ (ن) مَنًّا احسان جتانا

ترجمہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا فریبی، بخیل اور بہت احسان جتلانے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

کلمات حدیث کی تشریح لا یدخل الجنۃ ، یعنی اول مرحلے میں جنت میں داخلہ نصیب نہ ہوگا ، بلکہ اپنے برے اعمال کی سزا بھگتنے کے بعد جنت میں جائے گا۔

﴿کنجوسی اور بزدلی کی مذمت﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۸۵﴾ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْ لُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم شَرُّ مَافِی الرَّجُلِ شُحٌّ هَالِعٌ وَّجُبْنٌ خَالِعٌ رواہ ابوداود وَسنذکُرُ حَدِیْثَ اَبِیْ هُرَیْرَةَ لَا یَجْتَمِعُ الشُّحُّ وَالْاِ یْمَانُ فِیْ کِتَابِ الْجِهَادِ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی .

حل لغات: شح ، شَحَّ (ن) شُحًّا بخل کرنا، ھالع ، هَلِعَ (س) هَلَعًا بے صبری سے شور کرنا گھبرانا، جبن ، جَبَنَ (ض) جُبنًا بزدل ہونا خالع : خَلَعَ (ف) خَلعًا خالص ہونا۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا آدمی میں سب سے زیادہ بری عادتیں انتہائی درجے کا بخیل اور خالص بزدلی ہے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کے اندر تو بری عادتیں ہوتی ہی ہیں ان میں کمال درجے کی کنجوسی اور اعلیٰ درجے کی بزدلی بہت ہی بری صفت ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح شح ھالع، ایسے بخیل کو کہتے ہیں جو بخل میں کمال کا درجہ رکھتا ہو جبن خالع نہایت درجے کا ڈرپوک

الفصل الثالث

اَطْوَلُکُنَّ یدًا کا مطلب

﴿حدیث نمبر ۱۷۸۶﴾ عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّ بَعْضَ اَزْ واجِ النَّبِیِّ ﷺ قُلْنَ لِلنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَیُّنَا اَسْرَعُ بِكَ لُحُوْقًا قَالَ اَطْوَلُکُنَّ یَدًا فَا خذُوْ قَصَبَةً یَذْرَعُوْنَهَا وَکَانَتْ سَوْدَةُ بَعْدُ اَطْوَلَهُنَّ یَدًا فَعَلِمْنَا بَعْدُ اَنَّمَا کَانَ طُوْلُ یَدِهَا الصَّدَقَةَ وَکَانَتْ اَسْرَعَنَا لُحُوْقًا بِه زَیْنَبُ وَکَانَتْ تُحِبُّ الصَّدَقَةَ رَوَاہ الْبُخَارِیُّ فِیْ رِوَایَة مُسْلِمٍ قَالَتْ قَالَ رَسُوْ لُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم اَسْرَعُکُنَّ لُحُوْقًا بِیْ اَطْوَلُکُنَّ یَدًا قَالَتْ وَکَانَتْ یَتَطَاوَلْنَ اَیَّتُهُنَّ اَطْوَلُ یدًا قَالَتْ فَکَانَتْ اَطْوَلَنَا یَدًا زَیْنَبُ لِاَنَّهَا کَانَتْ تَعْمَلُ بِیَدِ هَا وَتَتَصَدَّقُ .

حل لغات: اسرع ، سَرِعَ (س) سَرَعًا جلدی کرنا، لحوقا: لَحِقَ (س) لَحْقًا و لُحُوْقًا، ملنا قَصَبة ، بانس یذرعونها : ذَرَعَ (ف) ذَرعًا ناپنا یتطاولن ، تطاول (تفاعل) ناپنے میں مقابلہ کرنا۔

ترجمہ: حضرت عائشہ اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کی بعض بیویوں نے جناب نبی کریم ﷺ سے کہا ہم میں سے کون آپ سے جلدی ملے گی آپ نے فرمایا تم میں سے جو لمبے ہاتھ والی ہے تو ان سب نے بانس لے کر ہاتھوں کو ناپنا شروع کیا، تو سودہ کے ہاتھ سب سے لمبے تھے تو ہم نے بعد میں جانا کہ طول ید سے ان کی مراد صدقہ تھا اس لیے کہ ہم میں سب سے پہلے آپ سے ملنے والی زینب تھی وہ صدقہ پسند کرتی تھی ، ، اس کو بخاری نے فرمایا اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم میں وہ جلدی مجھ سے ملے گی جو لمبے ہاتھ والی ہے۔ عائشہ نے کہا وہ سب ایک دوسرے کی لمبائی ناپتی تھیں کہ کس کے ہاتھ لمبے ہیں عائشہ نے کہا: ہم میں لمبے ہاتھ والی زینب تھی اس لیے کہ وہ ہاتھ سے کما کر صدقہ کرتی تھی۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اطولکن یدًا عربی کا ایک محاورہ ہے جس سے صدقہ اور خیرات مراد لیا جاتا ہے آپ نے اسی محاورے کو استعمال فرمایا تو تمام ازواج مطہرات نے اسکا لغوی معنی مراد لیکر تمام نے اپنے ہاتھوں کو ناپ کر یہ فیصلہ کرلیا کہ سب سے پہلے موت سودہ کو آئے گی اس لیے اسی کے ہاتھ سب سے لمبے ہیں، لیکن ایسا نہیں ہوا بل کہ سب پہلے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی وفات پہلے ہوئی تب ازواج مطہرات نے سمجھا کہ جناب نبی کریم ﷺ کی، طول ید سے مراد صدقہ تھا۔

کلمات حدیث کی تشریح اینا اسرع بك لحوقا، ازواج مطہرات نے جناب نبی کریم ﷺ سے کہا کہ آپ کی وفات کے بعد ہم میں سے پہلے کس کی موت ہوگی، جس کی بنیاد پر آپ دہ جا کر ملے گی؟قال اطولکن یدًا جناب نبی کریم ﷺ نے جواب عنایت مرحمت فرمایا کہ تم میں سے مجھ سے وہ پہلے آکر ملے گی جس کے ہاتھ لمبے ہیں یعنی جو اللہ کی راہ میں سب سے زیادہ خرچ کرتی ہے۔ فاخذوا یہ صیغہ مؤنث کا ہونا چاہیے، لیکن ازواج مطہرات کی عظمت کے پیش نظر مذکر کا صیغہ استعمال کرلیا گیا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ قصبة یذرعونها، بانس کے ٹکڑے سے اس لیے ناپنا شروع کر دیا تھا کہ تمام ازواج مطہرات نے طول ید،، سے حقیقت میں ہاتھ کا لمبا ہونا سمجھ لیا تھا، حالاں کہ طول ید سے جناب نبی کریم ﷺ کی مراد صدقہ تھا، اس لیے جناب نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد سب پہلے زینت بنت جحش ہی کی موت ہوتی ہے،، اور یہی سب سے زیادہ کشادہ دست تھیں تو ازواج مطہرات نے سمجھ لیا کہ طول ید، سے آپ کی مراد صدقہ تھا۔ وکانت تحب الصدقة یعنی حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا صدقہ اور خیرات کرنا بہت ہی زیادہ پسند کرتی تھیں۔

﴿لاعلمی میں غیر مستحق کو صدقہ دینے کا حکم﴾

﴿حدیث نمبر۱۷۸۷﴾ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ قَالَ رَجُلٌ لَا تَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِیْ يَدِ سَارِقٍ فَاَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَعَلٰی سَارِقٍ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى سَارِقٍ لَا تَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَافِیْ يَدِ زَانِيَةٍ فَاَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلٰى زَانِيَةٍ. فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰی زَانِيَةٍ لَاتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِیْ يَدِغَنِيٍّ فَاَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلٰی غَنِيٍّ فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى سَارِقٍ وَّزَانِيَةٍ وَّغَنِيٍّ فَاُتِیَ فَقِيْلَ لَهٗ اَمَّا صَدَقَتُكَ عَلٰى سَارِقٍ فَلَعَلَّهٗ اَنْ يَّسْتَعِفَّ عَنْ سَرِقَتِهٖ ، وَ اَمَّا الزَّانِيَةُ فَلَعَلَّهَا اَنْ تَسْتَعِفَّ عَنْ زِنَاهَا وَاَمَّا الْغَنِیُّ فَلَعَلَّهٗ يَعْتَبِرُ فَيُنْفِقُ مِمَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَلَفْظُهٗ لِلْبُخَارِیِّ .

حل لغات: فوضعها، وَضَعَ (ض) وَضْعًا رکھنا، سارق ، چور سرق (ض) سَرَقًا چوری کرنا۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایک آدمی نے کہا میں صدقہ دوں گا، چناں چہ وہ صدقہ۔ لے کر نکلے، لیکن اسکو چور کے ہاتھ میں رکھ دیا جب صبح ہوئی تو لوگ بول رہے تھے آج رات چور کو صدقہ دیا گیا ہے تو اس شخص نے کہا یا اللہ چور کو دینے پر تیری ہی تعریف ہے، البتہ میں صدقہ دوں گا چناں چہ وہ صدقہ لے کر نکلے، لیکن اس کو زانیہ کے ہاتھ میں رکھ دیا جب صبح ہوئی تو لوگ بول رہے تھے، آج رات زانیہ کو صدقہ دیا گیا ہے تو اس شخص نے کہا یا اللہ زانیہ کو دینے پر تیری ہی تعریف ہے، البتہ صدقہ دوں گا چناں چہ وہ صدقہ لے کے نکلے، لیکن مال دار کے ہاتھ میں رکھ دیا جب صبح ہوئی تو لوگ بول رہے تھے، آج رات غنی کو صدقہ دیا گیا ہے تو اس شخص نے کہا یا اللہ چور، زانیہ اور مال دار کو صدقہ دینے پر تیری ہی تعریف ہے۔ تو اس کو خواب میں بتلایا گیا۔ بہر حال چور پر تیرا صدقہ تو امید ہے کہ اس کو چوری سے روک دے اور بہر حال زانیہ امید ہے کہ زانیہ کو زنا سے روک دے اور بہر حال غنی امید ہے کہ وہ سبق حاصل کرے اور جو اللہ نے اس کو دیا ہے اس میں خرچ کرے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک آدمی نے رات میں خیرات کرنے کا عزم کیا تا کہ کسی کو پتا نہ چلے چناں چہ اس شخص نے اپنے پختہ ارادہ کے مطابق خیرات کیا، لیکن وہ مستحق کو ملنے کے بجائے چور کے ہاتھ میں پڑگیا صبح پتا چل گیا غیر مستحق کے ہاتھ میں چلا گیا اور میری مراد پوری نہیں ہوئی دوسری رات بھر صدقہ کیا وہ زانیہ کے ہاتھ میں پڑگیا تیسری رات ایک مال دار سامنے پڑگیا اسکو دے دیا اسکو بڑا ملال ہوا اللہ کی طرف سے اس کو تسلی دی گئی کہ تمہارا صدقہ غیر مستحق کو ملنے پر بھی قبول ہوگیا۔

کلمات حدیث کی تشریح قال رجل یعنی بنی اسرائیل کے ایک آدمی نے صدقہ دینے کا عزم کیا۔ لا تصدقن بصدقة اس شخص نے رات میں صدقہ دینے کا عزم اس لیے کیا تھا کہ کوئی دیکھے نہیں اور اخلاص کی بنیاد پر اجر زیادہ ملے۔ فخرج الصدقة یعنی اپنے گھر سے صدقہ کا مال لے کر نکلا، فوضع في يد ساقٍ اس شخص کو دینے کی جلدی تھی تا کہ کوئی دیکھے نہیں اس نے تحقیق بھی نہیں کی کہ کون ہے ایک آدمی ملا جھٹ سے اس کو دیا اور واپس آگیا۔ فاصبحوا يتحدثون صبح لوگوں میں چرچا ہونے لگا کہ آج ایک چور کو کسی صاحب نے صدقہ کا مال دے دیا ہے فقال أللّٰهم لك الحمد علي سارقٍ: یعنی اے اللہ چور کے ہاتھ میرا صدقہ پڑگیا یہ بھی تیری ہی توفیق سے ہوسکا ہے ورنہ تو میں چور کو کبھی بھی صدقہ نہیں دے سکتا تھا، لاتصدقن بصدقة: جب اس شخص نے دیکھا کہ پہلی رات صدقہ دینے میں ناکامی ہوگئی، تو اس نے دوسری رات بھی صدقہ دینے کا ارادہ کیا۔ فخرج چناں چہ وہ شخص صدقہ کا مال لے کر نکلا، لیکن اس دفع دھوکے میں ایک زانیہ کو دے دیا اور بعد میں اس کو پتا بھی چل گیا کہ وہ صدقہ ایک زانیہ کے ہاتھ میں پڑگیا۔ لا تصدقن بصدقة اس شخص نے تیسری مرتبہ صدقہ دینے کا ارادہ کیا اور صدقہ دیا تھا مگر وہ غیر مستحق غنی کے ہاتھ میں پڑگیا صبر کا پیمانہ لبریز یہ ہوگیا۔ فاتي فقيل تو اس شخص کو خواب میں بتایا گیا کہ تمہارا صدقہ قبول ہوگیا۔

﴿خیرات کرنے کا دنیوی فائدہ﴾

﴿حدیث نمبر۱۷۸۸﴾ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ بَيْنَا رَجُلٌ بِفَلَاةٍ مِّنَ الأَرْضِ فَسَمِعَ صَوْتًا فِي سَحَابَةٍ اسْقِ حَدِيْقَه فُلَانٍ فَتَنَحّٰی ذٰلِكَ السَّحَابُ فَاَفْرَغَ مَآءَه فِيْ حَرَّةٍ فَإِذَاشَرْجَةٌ مِّنْ تِلْكَ الشِّرَاجِ قَدِ اسْتَوْعَبَتْ ذٰلِكَ الْمَآءَ فَتَتَبَّعَ الْمَآءَ فَإِذَارَجُلٌ قَائِمٌ فِيْ حَدِيْقَتِه يُحَوِّلُ الْمَآءَ بِمِسْحَاتِه فَقَالَ لَه يَاعَبْدَاللّٰهِ مَااسْمُكَ قَالَ فُلَانٌ الِاسْمُ الَّذِيْ سَمِعَ فِي السَّحَابَةِ فَقَالَ لَه يَاعَبْدَ اللّٰهِ لِمَ تَسْأَلُنِيْ عَنِ اسْمِيْ فَقَالَ اِنِّيْ سَمِعْتُ صَوْتًا فِي السَّحَابِ الَّذِيْ هٰذا مَآؤُه يَقُوْلُ اسْقِ حَدِيْقَةَ فُلَانٍ لِاسْمِكَ فَمَا تَصْنَعُ فِيْهَا ، قَالَ: أَمَّا إِذَا قُلْتَ هٰذَا فَإِنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى مَايَخْرُجُ مِنْهَا فَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثِه وَاٰكُلُ اَنَا وَعِيَالِيْ ثُلُثًا وَاَرُدُّ فِيْهَا ثُلُثَه رواه مُسْلِمٌ .

حل لغات: فلاة، جنگل جمع فَلَوات، سحابة ، بادل جمع سَحَائب ،حديقة ، باغیچہ جمع حَدَائِق ، فتنحیٰ ، تَنَحّٰی (تفعل) جدا ہونا حرة، سیاہ پتھر والی زمین جمع حَرَّات .شرجة ، پتھریلی زمین سے نرم کی طرف پانی بہنے والی جگہ۔ يحول ، حَوَّلَ (تفعيل) ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا۔ مسحاة ، بیلچہ۔

ترجمہ: ان سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایک دفعہ ایک آدمی زمین کے کسی جنگل میں تھا، اس نے بادل میں ایک آواز سنی کہ فلاں کا باغیچہ سیراب کرو چناں چہ وہ بادل ایک طرف چلا اور اس نے ایک پتھریلی زمین میں اپنا پانی انڈیل دیا پھر ان نالوں میں سے ایک نالے نے ان پانی کو جمع کرلیا تو وہ آدمی پانی کے پیچھے پیچھے چلا اچانک اس نے دیکھا کہ ایک آدمی اپنے باغیچے میں کھڑے ہوکر بیلچے سے پانی اچھ رہا ہے۔ اس سے کہا اے اللہ کے بندے آپ کا نام کیا ہے کہا فلاں، وہی نام جو اس نے بادل میں سنا تھا، اس نے اس سے کہا، اے اللہ کے بندے آپ نے میرا نام کیوں پوچھا تو اس نے کہا میں نے اس بادل میں آواز سنی ہے جس کا یہ پانی تیرا نام لے کر کہہ

رہا تھا فلاں کا باغیچہ سیراب کرتو آپ اس میں کیا کرتے ہیں۔ باغ والے نے کہا جب آپ نے یہ پوچھ لیا تو میں اس کی پیداوار کے بارے میں بتادیتا ہوں اس کا ایک ثلث صدقہ کر دیتا ہوں، ایک ثلث میں اور گھر والے کھاتے ہیں اور ایک ثلث اسی میں لوٹا دیتا ہوں۔

کلمات حدیث کی تشریح حديقة: ایسے باغیچہ کو کہتے ہیں جو چہار دیواری سے گھرا ہوا ہو فلان: باغیچہ والے صاحب سے کنایہ ہے في حرة، حرة سیاہ پتھریلی زمین کو کہتے ہیں شرجة پتھریلی زمین کے ایسے نالے کو کہا جاتا ہے کہ جس سے بہہ کر نرم زمین میں پانی جاتا ہو؛ فتتبع الماء، یعنی اس شخص نے جب بادل سے یہ آواز سنی کہ فلاں آدمی کے باغیچہ کو سیراب کر تو اسکے دل میں داعیہ پیدا ہوا کہ ایسا خوش نصیب کون شخص ہے اس سے ملاقات کرنی چاہیے چناں چہ وہ پانی کے پیچھے پیچھے چلا فإذا رجل، وہاں اسنے دیکھا کہ واقعتاً وہاں باغیچہ میں ایک آدمی موجود ہے جو بیلچے سے پانی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر رہا ہے فقال له اس جانے والے نے باغیچہ والے سے نام پوچھا تو اسنے وہی نام بتایا جو اسنے بادل میں سنا تھا فقال له، ياعبدالله لماذا تسئلني الخ نام پوچھنے والا چوں کہ اجنبی تھا اس لئے باغیچے والے نے اس سے پوچھا کہ آپ نے میرا نام کیوں پوچھا تو انہوں نے بادل سے آواز آنے پانی جمع ہونے اور پھر اسکے باغیچہ تک بہ کر آنے کا پورا واقعہ سنایا فما تصنع پورا واقعہ سنانے کے بعد اسنے یہ بھی پوچھا کہ آپ کے ساتھ اس قدر اچھا سلوک کیا گیا آپ کون سا ایسا عمل کرتے ہیں جو اللہ کو اتنا پسند ہے کہ آپ کے ساتھ خصوصی رعایت کی گئی قال اما اذا قلت اس باغیچہ والے نے کہا یہ تو راز کی بات تھی جب آپ نے پوچھ ہی لیا ہے تو سن لیجئے اس باغیچہ کی پیداوار کو میں تین حصوں میں تقسیم کرتا ہوں ایک حصہ صدقہ کر دیتا ہوں دوسرے حصے کو گھر والوں کی ضروریات میں خرچ کرتا ہوں اور جو ایک حصہ بچ جاتا ہے اس کے ذریعہ سے دوبارہ میں اس میں فصل لگاتا ہوں اور ضروریات پڑتی ہے تو اس سے اس چہار دیواری کی مرمت بھی کراتا ہوں۔

﴿ادائے شکر اور ناشکری کا بدلہ﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۸۹﴾ وَعَنْه انّه سَمِعَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ اِنَّ ثَلٰثَةً مِّنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ اَبْرَصَ وَاَقْرَعَ وَاَعْمٰى فَاَرَادَاللّٰه اَن يَّبْتَلِيَهُمْ فَبَعَثَ اِلَيْهِمْ مَلَكًا فَاَتَى الْاَبْرَصَ فَقَالَ اَىُّ شَيْءٍ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ لَوْنٌ حَسَنٌ وَّجِلْدٌ حَسَنٌ وَّيَذْهَبُ عَنِّى الَّذِىْ قَدْ قَذِرَنِى النَّاسُ قَالَ فَمَسَحَه فَذَهَبَ عَنْه قَذَرُه وَاُعْطِىَ لَوْنًا حَسَنًا وَّجِلْدًا قَالَ: فَاَىُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَيْكَ ؟ قَالَ اَوِالإبل اَوِ الْبَقَرُ شَكَّ اِسْحٰقَ اَلَّا اَنَّ الْاَبْرَصَ اَوِ الْاَقْرَعَ قَالَ اَحَدُهُمَا الْإِبِلُ وَقَالَ الْاٰخَرُ الْبَقَرُ قَالَ فَاُعْطِيَ نَاقَةً عُشَرَاءَ فَقَالَ بَارَكَ اللّٰه لَكَ فِيْهَا قَالَ فَاَتَى الْاَقْرَعَ فَقَالَ اَىُّ شَيْءٍ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ شَعْرٌ حَسَنٌ وَّيَذْهَبُ عَنِّىْ هٰذا الَّذِىْ قَدْ قَذِرَنِىَ النَّاسُ قَالَ فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ قَالَ وَاُعْطِىَ شَعْرًا حَسَنًا ، قَالَ: فَاَيُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَيْكَ ؟ قَالَ: اَلْبَقَرُ ، فَاُعْطِيَ بَقَرَةً حَامِلًا قَالَ بَارَكَ اللّٰه لَكَ فِيْهَاقَالَ فَاَتَى الْاَعْمٰى فَقَالَ اَىُّ شَيْءٍ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ اَن يَّرُدَّاللّٰه اِلَىَّ بَصَرِىْ قَالَ فَاَىُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ الْغَنَمُ فَاُعْطِىَ شَاةً وَّالِدًا فَاُنْتِجَ هٰذَانِ وَوَلَّدَ هٰذا فَكَانَ لِهٰذَا وَادٍ مِّنَ الْإِبِلِ وَلِهٰذَاوَادٍمِّنَ الْبَقَرِ وَلِهٰذَا وَادٍمِّنَ الْغَنِمِ قَالَ ثُمَّ اِنَّه اَتَى الْاَبْرَصَ فِىْ صُوْرَتِه وَهَيْئَتِه فَقَالَ رَجُلٌ مِّسْكِيْنٌ قَدِا نْقَطَعَتْ بِىَ الْحِبَالُ فِىْ سَفَرِىْ فَلَابَلَاغَ لِىَ الْيَوْمَ اِلَّا بِا للّٰه ثُمَّ اَسْئَلُكَ بِالَّذِىْ اَعْطَاكَ اللَّوْنَ الْحَسَنَ وَالْجِلْدَ الْحَسَنَ وَالْمَالَ بَعِيْرًا اَتَبَلَّغُ بِه فِىْ سَفَرِىْ فَقَالَ الْحُقُوْقُ كَثِيْرَةٌ فَقَالَ اِنَّه كَاَنِّىْ اَعْرِفُكَ اَلَمْ تَكُنْ اَبْرَصَ يَقْذِرُكَ النَّاسُ فَقِيْرًا فَاَعْطَاكَ اللّٰه فَقَالَ اِنَّمَا وَرِثْتُ هٰذاالْمَالَ كَابِرًا عَنْ كَابِرٍفَقَالَ اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ اِلٰى مَا كُنْتَ قَالَ وَاَتَى الاَقْرَعَ فِىْ صُوْرَتِه وَهَيْئَتِه فَقَالَ لَه مِثْلَ مَاقَالَ لِهٰذَا وَرَدَّعَلَيْه مِثْلَ مَا رَدَّعَلٰى هٰذا فَقَالَ اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ اِلٰى مَاكُنْتَ ، قَالَ: وَاَتَى الا عْمٰى فِىْ صُوْرَتِه وَهَيْئَتِه فَقَالَ رَجُلٌ مِّسْكِيْنٌ وَّابْنُ سَبِيْلٍ نِ انْقَطَعَتْ بِىَ

الْجِبَالُ فِي سَفَرِيْ فَلَا بَلَا غَ اِلَى الْيَوْمَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ اَسَا لُكَ بِا لَّذِيْ رَدَّعَلَيْكَ بَصَرَكَ شَاةً اَتَبَلَّغُ بِهَا فِيْ سَفَرِيْ فَقَالَ قَدْ كُنْتُ اَعْمىٰ فَرَ دَّاللّٰهُ اِلَىَّ بَصَرِيْ فَخُذْمَاشِئْتَ وَدَعْ مَاشِئْتَ فَوَاللّٰهِ لَا اَجْهَدُكَ الْيَوْمَ بِشَيْءٍ اَخَذْ تَه لِلّٰهِ فَقَالَ اَمْسِكْ مَالَكَ فَاِنَّمَا ابْتُلِيْتُمْ فَقَدْ رُضِيَ عَنْكَ وَسُخِطَ عَلىٰ صَاحِبَيْكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حل لغات: ابرص، اسم صفت ہے بمعنی برص کی بیماری والا، بَرِصَ (س) بَرَصًا برص کی بیماری والا ہونا، اقرع، گنجا، اعمیٰ، اندھا، لون، رنگ جمع الوان، جلد، کھال جمع اجلَاد قَذِر، قَذِرَ (س) قذرًا ناپسند کرنا شعر، بال جمع اَشْعَار، کابر، مورث اعلیٰ باپ دادا۔

ترجمه: ان سے روایت ہے کہ انھوں نے جناب نبی کریم ﷺ کو کہتے ہوئے سنا کہ بنی اسرائیل کے تین آدمی تھے ایک کوڑھی، دوسرا گنجا تیسرا اندھا، اللہ تعالیٰ نے انھیں آزمانا چاہا۔ تو ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا، چناں چہ فرشتے نے کوڑھی کے پاس آکر کہا تجھے کون سی چیز زیادہ پسند ہے؟ کوڑھی نے کہا اچھا رنگ، بہترین کھال اور میرے جسم سے یہ کوڑھ چلا جائے جس کی وجہ سے لوگ مجھے ناپسند کرتے ہیں آپ نے فرمایا فرشتے نے اس کے جسم پر ہاتھ پھیرا تو اس کا کوڑھ جاتا رہا اچھا رنگ اور بہترین کھال دے دی گئی، پھر فرشتے نے پوچھا تجھے کون سا مال زیادہ پسند ہے اس نے کہا اونٹ یا گائے، اسحاق نے شک کیا، مگر یہ کہ کوڑھی اور گنجے میں سے ایک نے اونٹ کہا اور دوسرے نے گائے کہی، آپ نے فرمایا اس کو دس حاملہ اونٹنیاں دے دی گئیں تو فرشتے نے کہا اللہ تعالیٰ تیرے لیے ان میں برکت دے آپ نے فرمایا پھر فرشتے نے گنجے کے پاس آکر کہا تجھے کون سی چیز زیادہ پسند ہے گنجے نے کہا عمدہ بال اور مجھ سے یہ چلا جائے جس کی وجہ سے لوگ ناپسند کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو وہ اس سے چلا گیا اور اس کو عمدہ بال دے دیا گیا فرشتے نے پوچھا تجھے کون سا مال زیادہ پسند ہے اس نے کہا گائے چناں چہ اسے حاملہ گائے دے دی گئیں تو فرشتے نے کہا اللہ تعالیٰ تیرے لیے اس میں برکت دے۔ آپ نے فرمایا پھر فرشتے نے اندھے کے پاس آکر کہا تجھے کون سی چیز زیادہ پسند ہے۔ اندھے نے کہا کہ اللہ تعالیٰ میری بینائی لوٹا دے تاکہ میں اس کے ذریعے سے لوگوں کو دیکھوں آپ نے فرمایا فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی بینائی لوٹا دی فرشتے نے پوچھا تجھے کون سا مال زیادہ پسند ہے اندھے نے کہا بکریاں چناں چہ بچے جننے والی بکریاں اس کو دے دی گئیں۔ چناں چہ ان دونوں کے یہاں اور اس کے یہاں ایسی نسل بڑھی کہ کوڑھ کے اونٹوں سے ایک وادی، گنجے کی گایوں سے دوسری وادی اور اندھے کی بکریوں سے تیسری گھاٹی بھر گئی آپ نے فرمایا پھر اس فرشتے نے اسی شکل وصورت میں کوڑھی کے پاس آکر کہا میں ایک محتاج آدمی ہوں سفر میں میرے سارے سامان ختم ہو گئے، اللہ تعالیٰ کی عنایت کے بغیر میں نہیں پہنچ سکتا۔ اسلئے میں اس ذات کے واسطے سے جس نے آپکو اچھا رنگ عمدہ کھال اور مال دیا ہے میں آپسے ایک اونٹ مانگتا ہوں تاکہ میں اس کے ذریعہ سے اپنا سفر طے کرسکوں۔ اس نے کہا مجھ پر حقوق بہت ہیں، تو فرشتے نے کہا میں آپ کو پہچانتا ہوں کیا آپ کوڑھی نہیں تھے جس کی وجہ سے لوگ آپ سے نفرت کرتے تھے آپ فقیر بھی تھے پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو مال دیا تو اس نے کہا کہ یہ مال مجھے آباء واجداد سے وراثت میں ملا ہے تو فرشتے نے اس سے کہا اگر آپ جھوٹے ہیں تو اللہ تعالیٰ ویسے ہی کردے جیسا کہ تھے پھر فرشتے نے اسی صورت میں گنجے کے پاس آکر ویسا ہی کہا جیسا کہ کوڑھی سے کہا تھا، اور اس نے ویسا ہی انکار کیا۔ تو فرشتے نے اس سے کہا اگر آپ جھوٹے ہیں تو اللہ تعالیٰ ویسا ہی کردے جیسا کہ تھے، آپ نے فرمایا پھر اسی شکل وصورت میں اندھے کے پاس آکر کہا میں ایک محتاج آدمی ہوں میرے سفر کے سارے سامان ختم ہو گئے ہیں ۔ میں اللہ کی عنایت کے بغیر نہیں پہنچ سکتا ہوں اس لیے میں اس ذات کے واسطے سے جس نے آپ کی بینائی لوٹائی ہے ایک بکری مانگتا ہوں، تاکہ میں اس کے ذریعے سے اپنا سفر طے کرسکوں تو اس نے کہا یقیناً میں اندھا تھا اللہ تعالیٰ نے میرے بینائی لوٹائی ہے اس لیے آپ جو چاہیں لے لیں اور جو چاہیں چھوڑ دیں میں آج آپ کو کسی چیز سے نہ روکوں گا آپ لینے میں پریشانی محسوس نہ کریں تو فرشتے نے کہا کہ آپ لوگ اپنا مال رکھئے آپ لوگ آزمائے گئے: اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہے اور آپ کے دونوں ساتھی سے ناراض ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے اس میں بنی اسرائیل کے تین ایسے آدمی کا تذکرہ ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے بطور آزمائش کے دولت سے آزمایا ان میں سے ایک اللہ کا شکریہ بجالایا اور دو نے ناشکری کی جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان دونوں سے ناراض ہو گیا اور ایک سے راضی رہا۔

کلمات حدیث کی تشریح ابرص واقرع واعمی ، ثلاثة سے بدل ہے اسی لئے منصوب ہے۔فبعث إليهم ملكا، اللہ تعالیٰ نے فقیر کی شکل وصورت میں ایک فرشتہ بھیجا، قدقذرني الناس، یعنی لوگ اس برص کی وجہ سے لو، مجھ سے نفرت کرتے ہیں شك إسحاق، یہ اسحاق بن عبداللہ ہیں؛قال احدهماالخ ،یعنی اسحاق کو یہ یقین سے پتہ نہ چل سکا کہ کوڑھی اور گنجے میں سے ایک نے اونٹ کی اور دوسرے نے گائے کی خواہش ظاہر کی لیکن ان کو یہ یقین سے پتہ نہ چل سکا کہ اونٹ کی کس نے خواہش کی تھی اور گائے کی کس نے ؛ ناقة عشراء ، ایسی اونٹنی کو کہا جاتا ہے جس کے حمل کی مدت دس ماہ ہو یعنی بیانے کی مدت قریب ہو ؛لیکن بعد میں ہر حاملہ اونٹنی کے لئے یہ لفظ بولا جانے لگا، فقال قد كنت اعمى، یعنی فرشتے نے جب اندھے کو زمانۂ گذشتہ یاد دلایا کہ آپ اندھے تھے اللہ تعالیٰ آپ کی بینائی لوٹائی ہے، اور مال ودولت سے بھی نوازا تو اس نے اس کا اعتراف کیا اور اپنا سارا مال اس فرشتے کے سامنے پیش کردیا۔

﴿سائل کو خالی ھاتھ نہ لوٹاؤ﴾

﴿حدیث نمبر۱۷۹۰﴾ وَعَنْ أُمِّ بُجَيْدٍ قَالَتْ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰه اِنَّ الْمِسْكِيْنَ لَيَقِفُ عَلٰى بَابِىْ حتّٰى اسْتَحْيِىَ فَلَا اَجِدُ فِىْ بَيْتِىْ مَا اَدْفَعُ فِيْ يَدِهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم ادْفَعِىْ فِىْ يَدِه وَلَوْظِلْفًا مُحَرَّقًارواه اَحْمَدُ وَاَبُوْداود وَالترمذِىُّ وقال هٰذا حديث حسن صَحِيحٌ .

حل لغات: ادفع ، دَفَعَ (ف) دَفْعًا دینا، ظلفا ، کھر جمع ظُلُوْف.

ترجمه: حضرت ام بجید سے روایت ہے کہ میں نے جناب نبی کریم ﷺ سے کہا کہ مسکین جب میرے دروازے پر کھڑا ہوتا ہے تو مجھے شرم آتی ہے اس لیے کہ میں اپنے گھر میں اس کے ہاتھ میں دینے کے لیے کچھ نہیں پاتی ہوں، تو جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس کے ہاتھ میں دے دو اگر چہ جلا ہوا کھر ہو۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جب آدمی دست سوال دراز کرے تو جو بھی حقیر سے حقیر چیز میسر ہو دینے میں کوتاہی نہ کرے۔

کلمات حدیث کی تشریح أم بجيد ان کا نام حواء بنت یزید بن سکن تھا، ليقف على بابی، دروازے پر کھڑے ہونے کا مطلب مانگنا ہے اور فقیر کی عادت بار بار مانگنے کی ہے اسلئے وہ شرم محسوس کرتی تھیں کہ مکرر مانگا جارہا ہے، لیکن دینے کیلئے کچھ نہیں ہے، فلا أجد في بيتي ماأدفع ،تو انھوں نے یہ شکایت جناب نبی کریم ﷺ سے کی کہ ایسی حالت میں میں کیا کروں؟ ادفعي في يده ولو ظلفا محرقا مطلب یہ ہے کہ معمولی سے معمولی چیز دے دی جائے سائل کو خالی ہاتھ واپس نہ کیا جائے

﴿گوشت کا پتھر بن جانا﴾

﴿حدیث نمبر۱۷۹۱﴾ وَعَنْ مَّوْلٰى لِعُثْمَانَ قَالَ اُهْدِىَ لِاُمِّ سَلَمَةَ بُضْعَةٌ مِّنْ لَحْمٍ وَكَانَ النَّبِىُّ صلى الله عليه وسلم يُعْجِبُهُ اللَّحْمُ فَقَالَتْ لِلْخَادِمِ ضَعِيْهِ فِي الْبَيْتِ لَعَلَّ النَّبِىَّ صلى الله عليه وسلم يَأْكُلُه فَوَضَعَتْهُ فِىْ كُوَّةِ الْبَيْتِ وَجَآءَ سَآئِلٌ فَقَامَ عَلَى الْبَابِ فَقَالَ تَصَدَّقُوْابَارَكَ اللّٰهُ فِيْكُمْ فَقَالُوْابَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ فَذَهَبَ السائل ، فَدَخَلَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا اُمَّ سَلَمَةَ هَلْ عِنْدَكُمْ شَىْءٌ اَطْعَمُهُ فَقَالَتْ: نَعَمْ ،

قَالَتْ لِلْخَادِمِ اذْهَبِي فَاتِي رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم بِذٰلِكَ اللَّحْمِ فَذَهَبَتْ فَلَمْ تَجِدْ فِي الْكُوَّةِ الَّا قِطْعَةَ مَرْوَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللّٰه علیه وسلم فَاِنَّ ذٰلِكَ اللَّحْمَ عَادَ مَرْوَةً لِمَا لَمْ تُعْطُوْهُ السَّائِلَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ .

حل لغات: بُضْعَةٌ، گوشت کا ٹکڑا جمع بَضَع وبُضَع ،کُوَّة، بمعنی طاقچہ ،مَرْوَة سفید پتھر جمع مَرْوٌ .

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مولیٰ سے روایت ہے کہ ام سلمہ کو گوشت کا ٹکڑا ہدیہ کیا گیا گوشت کو جناب نبی کریم ﷺ پسند فرماتے تھے، تو انھوں نے خادمہ سے کہا اسے گھر میں رکھ دو۔ شاید جناب نبی کریم ﷺ اس کو کھائیں، چنانچہ انھوں نے اس کو گھر کے طاقچے میں رکھ دیا، اتنے میں ایک سائل نے دروازے پر کھڑے ہو کر کہا خیرات کیجئے اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کے حق میں برکت کرے تو ان لوگوں نے کہا اللہ تعالیٰ تمہارے حق میں برکت کرے، تو سائل چلا گیا، پھر جناب نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو انھوں نے کہا اے ام سلمہ! کیا تمہارے پاس کھانے کے لیے کچھ ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ ہاں اور خادمہ سے کہا جاؤ جناب نبی کریم ﷺ کے لیے وہ گوشت لاؤ، تو خادمہ گئی تو طاقچے میں گوشت نہیں ملا، بلکہ پتھر کا ٹکڑا تھا تو جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یقیناً وہ گوشت سائل کو نہ دینے سے پتھر بن گیا۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کے گھر کی شان ہی نرالی تھی، وہاں پر ذرا ذرا سی کوتاہی کو بھی برداشت کیا جانا دشوار تھا اسی بنیاد پر تھوڑا سا گوشت جو ضرورت کے لیے ہی رکھا گیا تھا اتنے میں کسی سائل نے سوال کر دیا، یہ ضروری بھی نہ تھا کہ سائل کو وہی گوشت دے دیا جائے لہٰذا اس سائل کو کچھ نہ دیا گیا اور وہ واپس چلا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس گوشت کو پتھر بنا دیا اسلئے آدمی کو چاہیے کہ جب کوئی سائل مانگ لے تو اسکی ضرورت پوری کی جائے، خالی ہاتھ اس کو واپس نہ کیا جائے۔

کلمات حدیث کی تشریح من لحم ، لحم سے پکا ہوا گوشت مراد ہے (مرقات ۴/۱۹۶) فقالت للخادم : لفظ خادم کا اطلاق مذکر و مؤنث دونوں پر ہوتا ہے یہاں مؤنث مراد ہے یعنی حضرت ام المومنین ام سلمہ نے خادمہ سے کہا کوة البیت گھر کے طاقچے کو کہتے ہیں، الا قطعة مروة مروہ سفید پتھر کو کہا جاتا ہے، عاد، صار کے معنی میں ہے یعنی وہ گوشت پتھر ہو گیا

﴿ گھٹیا آدمی کی علامت ﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۹۲﴾ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِشَرِّ النَّاسِ مَنْزِلًا قِيْلَ نَعَمْ قَالَ الَّذِيْ يُسْئَلُ بِاللّٰهِ وَلَا يُعْطِيْ بِهٖ. رَوَاهُ اَحْمَدُ .

حل لغات: شر، برائی، جمع شُرُوْر۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں نہ بتلاؤں مرتبے کے لحاظ سے سب سے برا آدمی کون ہے؟ کہا گیا جی بتلائیے آپ ﷺ نے فرمایا جس سے اللہ کے واسطے سے سوال کیا جائے اور اسکو نہ دے

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جب کوئی اللہ تعالیٰ کے واسطے سے مانگ بیٹھے تو اس کو کچھ نہ کچھ ضرور دے دیا جائے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح منزلًا، مرتبہ کے معنی میں ہے "الذی یسئل باللّٰه الخ" یعنی جب کوئی فقیر اللہ کا واسطہ دے کر مانگ لے تو اس کو کچھ نہ کچھ دے دینا چاہیے۔

﴿دولت کے بارے میں حضرت ابو ذر رضی اللّٰه عنه کا نقطۂ نظر﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۹۳﴾ وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ اَنَّهُ اسْتَاْذَنَ عَلٰى عُثْمَانَ فَاَذِنَ لَهٗ وَبِيَدِهٖ عَصَاهُ فَقَالَ عُثْمَانُ يَا كَعْبُ اِنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ تُوُفِّيَ وَتَرَكَ مَالًا فَمَا تَرٰى فِيْهِ فَقَالَ اِنْ كَانَ يَصِلُ فِيْهِ حَقَّ اللّٰهِ فَلَا بَاْسَ عَلَيْهِ فَرَفَعَ اَبُوْ ذَرٍّ

عَصَاهُ فَضَرَبَ كَعْبًا وَّقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَا أُحِبُّ لَوْ أَنَّ لِيْ هٰذَا الْجَبَلَ ذَهَبًا أُنْفِقُهٗ وَيُتَقَبَّلُ مِنِّيْ أَذَرُ خَلْفِيْ مِنْهُ سِتَّ أَوَاقِيَّ أَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ يَا عُثْمَانُ أَسَمِعْتَهٗ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ قَالَ نَعَمْ. رَوَاهُ أَحْمَدُ.

حل لغات: عصاہ: لاٹھی جمع عِصِیّ وَعَصِیّ، یصل: وَصَلَ ضرب وَصْلًا جوڑنا، ملانا۔

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عثمانؓ سے اندر آنے کی اجازت مانگی تو ان کو اجازت دے دی گئی، اس حال میں کہ ان کے ہاتھ میں لاٹھی تھی، حضرت عثمانؓ نے کہا اے کعب! عبدالرحمٰن کا انتقال ہوا اور انہوں نے مال چھوڑا ہے، اس مال کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ تو کعب نے کہا اگر وہ اللہ کا حق ادا کرتے تھے تو کوئی حرج نہیں ہے، تو ابوذر نے اپنا ڈنڈا اٹھا کر کعبؓ کو مارا کہ میں نے جناب نبی کریم ﷺ کو کہتے ہوئے سنا ہے، اگر میرے پاس اس پہاڑ کے برابر سونا ہو تو میں اس کو خرچ کردوں اور وہ قبول ہو جائے تو مجھے پسند نہیں ہے کہ اس میں سے چھ اوقیہ چھوڑ جاؤں، انہوں نے حضرت عثمان کو مخاطب کر کے تین مرتبہ کہا میں آپؓ کو اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کیا آپ نے یہ نہیں سنا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہاں میں نے سنا ہے۔

خلاصۂ حدیث

اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ مال کے سلسلے میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا نقطۂ نظر یہ تھا کہ آئندہ کیلئے بالکل نہ جمع کیا جائے اور اس پر وہ مضبوطی کے ساتھ عامل تھے نہ اپنے حق میں اس کے قائل تھے اور نہ ہی کسی دوسرے کے لئے وہ اس کو پسند کرتے تھے، چنانچہ وہ کسی پر بھی برس پڑتے تھے جیسا کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو انہوں نے مارا۔

کلماتِ حدیث کی تشریح

استاذن علی عثمان، یعنی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لئے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ **وبیدہ عصاہ:** یعنی حضرت ابوذرؓ حضرت امیر المؤمنین کی خدمت میں اس شان سے آئے کہ حضرت ابوذرؓ کے ہاتھ میں لاٹھی تھی۔ **وترک مالًا:** بہت زیادہ مال چھوڑا تھا جس کی قیمت تقریبًا تین لاکھ بیس ہزار دینار کے بقدر تھی۔ **فما تری فیہ:** یعنی کیا ان کو اس کثرت مال سے آخرت میں کسی نقصان کا سامنا تو نہیں کرنا پڑے گا؟ تو کعبؓ احبار نے جواب دیا کہ اگر وہ اللہ کے مالی حقوق ادا کرتے رہے تھے تو ان کو کسی نقصان کا سامنا کرنا نہ پڑے گا۔ **فرفع أبو ذرؓ عصاہ الخ:** حضرت ابوذرؓ نے امیر المؤمنین کے سامنے کیوں مارا؟ اس کی کئی توجیہ کی جاتی ہے ان میں سے ایک توجیہ یہ ہے کہ حضرت ابوذرؓ پر ایک حال طاری تھا اس سے مغلوب ہو کر انہوں نے کعب احبار کو مار دیا تھا۔ (مرقات، ص ۱۹۷) لیکن سوال یہ ہے کہ یہ سوال پیدا ہی کیوں ہوا کہ ابوذرؓ نے کعب کو امیر المؤمنین کے سامنے کیوں مارا؟ میرے خیال میں یہ سوال ہی نامناسب ہے اس لئے کہ ضارب ابوذرؓ ہیں اور مضروب (یعنی مار کھانے والے) کعبؓ احبار ہیں، اور عینی خود امیر المؤمنینؓ ہیں۔ نہ کعب احبارؓ نے اس کا کوئی نوٹس لیا نہ ہی امیر المؤمنینؓ نے کوئی ایکشن لیا، اس وقت کے کیا حالات تھے وہ اگر سامنے آجائیں تو شاید لوگوں کے سارے شکوک وشبہات ختم ہو جاتیں۔ **ھذا الجبل:** جبل سے احد پہاڑ مراد ہے۔

﴿مال سے آپ کا احتراز﴾

﴿حدیث نمبر۱۷۹۴﴾ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ صَلَّيْتُ وَرَآءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ الْعَصْرَ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ مُسْرِعًا فَتَخَطّٰى رِقَابَ النَّاسِ إِلٰى بَعْضِ حُجَرِ نِسَآئِهٖ فَفَزِعَ النَّاسُ مِنْ سُرْعَتِهٖ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ فَرَاٰى أَنَّهُمْ قَدْ عَجِبُوْا مِنْ سُرْعَتِهٖ قَالَ ذَكَرْتُ شَيْئًا مِّنْ تِبْرٍ عِنْدَنَا فَكَرِهْتُ أَنْ يَّحْبِسَنِيْ فَأَمَرْتُ بِقِسْمَتِهٖ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ، وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ قَالَ كُنْتُ خَلَّفْتُ فِي الْبَيْتِ تِبْرًا مِّنَ الصَّدَقَةِ فَكَرِهْتُ أَنْ أُبَيِّتَهٗ.

حل لغات: مسرعًا، سَرِعَ (س) سُرْعَةً: جلدی کرنا۔ فتخطی: خَطَأَ (ن) خطأ الرقاب، گردن پھلانگنا، حجر، جمع حجرۃ کی بمعنی کمرہ، تبر: سونے کا ڈلا، خلفت: خَلَّفَ (تفعیل) پیچھے چھوڑنا۔

ترجمہ: حضرت عقبہ بن حارث سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے جناب نبی کریم ﷺ کے پیچھے مدینہ منورہ میں عصر کی نماز پڑھی، آپ نے سلام پھیرا پھر جلدی سے کھڑے ہو کر لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے اپنی بیویوں کے حجروں میں سے ایک میں تشریف لے گئے تو آپ ﷺ کی جلد بازی کی وجہ سے لوگ گھبرائے، پھر آپ ﷺ لوگوں کے سامنے آئے تو دیکھا کہ آپ کے اس جلد بازی کی وجہ سے لوگوں کو تعجب ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے سونے کا وہ ڈلا یاد آ گیا جو ہمارے پاس رکھا ہوا تھا تو مجھے ناپسند ہوا کہ وہ سونا مجھے روکے، اس لئے میں نے اس کے تقسیم کرنے کا حکم دے دیا، اس کو بخاری نے روایت کیا ہے، اور بخاری ہی کی دوسری روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں گھر میں زکوٰۃ کے سونے کا ایک ڈلا چھوڑ آیا تھا تو مجھے ناپسند ہوا کہ رات اسے اپنے پاس روکے رکھوں۔

کلماتِ حدیث کی تشریح ففزع الناس من سرعتہ یعنی جناب نبی کریم ﷺ کے، اس طرح جلدی سے اٹھ کر جانے سے حضرات صحابہ کرام کو بڑی حیرت ہوئی فخرج علیھم یعنی جناب نبی کریم ﷺ اندر جا کر واپس آ گئے فرای انھم عجبوا من سرعتہ: جناب نبی کریم ﷺ نے دیکھا کہ میری اس جلد بازی کی وجہ سے صحابہؓ کو بڑی حیرت ہے۔ قال ذکرت شیئًا الخ: تو جناب نبی اکرم ﷺ نے پورا واقعہ سنایا کہ آج مد زکوٰۃ کا سونا آیا ہوا تھا اور وہ میرے پاس ہی تھا ابھی مجھے یاد پڑا وہی لینے کے لئے میں اندر گیا تھا تا کہ اس کو تقسیم کر دیا جائے اس لئے کہ مجھے یہ ناپسند ہے کہ وہ سونا میرے پاس ایک رات بھی رہ جائے۔

﴿آپ ﷺ کا آخری صدقہ﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۹۵﴾ وَعَنْ عَائِشَةَ ؓ اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدِيْ فِيْ مَرَضِهٖ سِتَّةُ دَنَانِيْرَ اَوْ سَبْعَةٌ فَاَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اُفَرِّقَهَا فَشَغَلَنِيْ وَجْعُ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ سَاَلَنِيْ عَنْهَا مَا فَعَلَتِ السِّتَّةُ اَوِ السَّبْعَةُ قَالَتْ لَا وَاللّٰهِ لَقَدْ كَانَ شَغَلَنِيْ وَجْعُكَ فَدَعَا بِهَا ثُمَّ وَضَعَهَا فِيْ كَفِّهٖ فَقَالَ مَا ظَنُّ نَبِيِّ اللّٰهِ لَوْ لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَهٰذِهٖ عِنْدَهٗ. رَوَاهُ اَحْمَدُ .

حل لغات: مرضہ، بیماری جمع اَمْرَاض، دَنَانِیر، سونے کے سکے واحد دینار، افرقھا، فَرَّقَ (تفعیل) جدا کرنا، فَشَغَلَنِیْ، شَغَلَ (ف) شَغْلًا، مشغول کرنا، وجع، تکلیف، مرض، جمع وِجَاع۔

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کے مرض الوفات میں ان کے چھ یا سات دینار میرے پاس تھے تو جناب نبی کریم ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ ان کو تقسیم کر دو، لیکن جناب نبی کریم ﷺ کی بیماری نے مجھے مشغول کر دیا پھر جناب نبی کریم ﷺ نے مجھ سے پوچھا ان چھ یا سات کا کیا کیا؟ عائشہؓ نے کہا کچھ نہیں خدا کی قسم آپ ﷺ کی بیماری نے مجھے مشغول کر دیا، تو آپ ﷺ نے ان کو منگوایا اور اپنی ہتھیلی پر رکھ کر فرمایا اللہ کے نبی کا کیا گمان ہے، اگر وہ اللہ عزوجل سے ملے اور یہ دینار ان کے پاس ہوں۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کی ذات میں فیاضی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اس لئے آپ ﷺ اپنی آخری زندگی میں بھی اس کے متمنی ہیں کہ میرے پاس کچھ باقی رہنے نہ پائے چنانچہ ان کے ۶ یا ۷ دینار حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھے تو انہوں نے ان دنانیر کو راہ خدا میں خرچ کرنے کا حکم دیا اس لحاظ سے یہ جناب نبی کریم ﷺ کا آخری صدقہ کہا جا سکتا ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح ثم سألنی عنھا، یعنی جناب نبی کریم ﷺ نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ میں نے جو صدقہ کرنے کیلئے کہا تھا وہ صدقہ کر دیا قالت واللہ لا یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ کی بیماری کی وجہ سے میں کافی پریشان ہوں مجھے بعد میں یاد نہیں رہا اسی لئے وہ راہ خدا میں خرچ نہ کیا جا سکا۔

﴿حضرت بلالؓ کو توکل کی تلقین﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۹۶﴾ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰی بِلَالٍ وَّعِنْدَهٗ صُبْرَةٌ مِّنْ تَمْرٍ فَقَالَ مَا هٰذَا یَا بِلَالُ قَالَ شَیْءٌ اِدَّخَرْتُهٗ لِغَدٍ فَقَالَ اَمَا تَخْشٰی اَنْ تَرٰی لَهٗ غَدًا بُخَارًا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَنْفِقْ بِلَالُ وَّلَا تَخْشَ مِنْ ذِی الْعَرْشِ اِقْلَالًا.

حل لغات: دَخَلَ، (ن) دُخُوْلًا علیه، ملاقات کرنا، صُبْرَةٌ، غلے کا ڈھیر جمع صِبَار، بُخَار، بھاپ جمع اَبْخِرَة، اقلالا، کم سمجھنا

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے بلال سے ملاقات کی اور انکے پاس کھجور کا ایک ڈھیر تھا تو آپ ﷺ نے کہا اے بلالؓ یہ کیا ہے؟ تو بلال نے کہا یہ وہ چیز ہے جسکو میں نے کل کیلئے جمع کر لیا ہے، تو جناب نبی کریم ﷺ نے کہا کہ تو اس سے نہیں ڈرتا کہ کل قیامت کے دن اسکی وجہ سے جہنم میں دھواں دیکھے، اے بلالؓ اس کو خرچ کر اور عرش والے سے کمی کا خوف مت کر۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کے پاس دولت ہو تو اس کو خرچ کرتے رہنا چاہیے اس خوف سے ہاتھ روکے نہ رکھے کہ اگر ہم نے خرچ کر دیا تو کم ہو جائے گا، پھر ہمارا کیا ہوگا۔

کلماتِ حدیث کی تشریح قال شیء ادخرته لغد، یعنی ہم نے کھجوروں کا یہ ڈھیر اسلئے لگایا ہے کہ مستقبل میں ضرورت پڑے تو یہ کام آئے، اور بآسانی اپنی ضرورت پوری کر سکیں، فقال اما تخشی الخ: یعنی یہ مال قیامت کے دن جہنم کا دھواں بنکر تمہارے سامنے آئیگا جس سے تمہیں تکلیف ہوگی اسلئے اسکو خرچ کر ڈالو، اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے کم ہونے کی فکر نہ کرو

﴿سخی کے لئے بشارت﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۹۷﴾ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ السَّخَاءُ شَجَرَةٌ فِی الْجَنَّةِ فَمَنْ کَانَ سَخِیًّا اَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْهَا فَلَمْ یَتْرُکْهُ الْغُصْنُ حَتّٰی یُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَالشُّحُّ شَجَرَةٌ فِی النَّارِ فَمَنْ کَانَ شَحِیْحًا اَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْهَا فَلَمْ یَتْرُکْهُ الْغُصْنُ حَتّٰی یُدْخِلَهُ النَّارَ. رَوَاهُمَا الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حل لغات: شجرة، درخت جمع اشجار، غصن، شاخ جمع اغصان، الشح: بخل، لالچ۔

ترجمہ: ان ہی سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا، سخاوت جنت میں ایک درخت ہے تو جو شخص سخی ہوگا وہ اس کی شاخ پکڑے گا تو وہ شاخ اس کو نہیں چھوڑے گی، یہاں تک کہ اس کو جنت میں داخل کر دے، اور بخل جہنم میں ایک درخت ہے تو جو بخیل ہوگا وہ اس کی شاخ پکڑے گا تو وہ شاخ اس کو نہیں چھوڑے گی یہاں تک کہ اس کو جہنم میں داخل کر دے۔

خلاصۂ حدیث جنت میں سخی نامی اور جہنم میں بخل کے نام سے دو درخت ہیں تو جو سخی ہے وہ قیامت کے دن سخی آدمی جنت والے درخت کی جانب اور بخیل جہنم کے درخت کی طرف مائل ہوگا اور اس قدر مائل ہوگا کہ سخی اور بخیل دونوں طرح کے لوگ ان دونوں درختوں سے چمٹ جائیں گے اور وہ دونوں درخت سخی کو جنت اور بخیل کو جہنم پہنچا کر دم لیں گے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح السخاء شجرة فی الجنة الخ، سخاوت کو درخت سے اس لئے تشبیہ دی گئی ہے کہ جس طرح سے درخت کی شاخیں دور دور تک پھیلی ہوئی ہوتی ہے ویسے ہی سخاوت کے اثرات بہت دور تک پھیلے ہوئے ہوتے ہیں، یہی حال بخل کا ہے۔

﴿صدقے کی برکت﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۹۸﴾ وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَادِرُوْا بِالصَّدَقَةِ فَاِنَّ الْبَلَاءَ لَا یَتَخَطَّاهَا. رَوَاهُ رَزِیْنٌ.

حل لغات: بادروا ، بَدَرَ (ن) بُدُوْرًا ، بَادَرَ (مفاعلت) إلى الشيء جلدی کرنا۔ البلاء: ایساغم جوجسم کوگھلادے۔

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا صدقہ کرنے میں جلدی کرو اس لئے کہ مصیبت صدقہ سے آگے نہیں بڑھ سکتی ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ صدقہ کرتے رہنا چاہیئے اس سے مصیبت ٹلتی ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح بادروا بالصدقة، یعنی صدقہ دینے میں جلدی کرو، فان البلاء لایتخطاها، یعنی مستحقین کو جب صدقہ دیا جاتا رہے گا تو وہ صدقہ بلاؤں اور مصیبتوں کو روک دے گا۔

﴿باب فضل الصدقة﴾

الفصل الأول

﴿مال حرام کے صدقہ کا حکم﴾

﴿حدیث نمبر۱۷۹۹﴾ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِّنْ كَسْبٍ طَیِّبٍ وَّلَا یَقْبَلُ اللّٰهُ اِلَّا الطَّیِّبَ فَاِنَّ اللّٰهَ یَتَقَبَّلُهَا بِیَمِیْنِهٖ ثُمَّ یُرَبِّیْهَا لِصَاحِبِهَا كَمَا یُرَبِّیْ اَحَدُكُمْ فَلُوَّهٗ حَتّٰى تَكُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حل لغات: بعدل، بمعنی مثل، برابر جمع اَعْدَالٌ، تمرة، کھجور جمع تُمُوْر، کسب، بمعنی کمائی کَسَبَ (ض) کَسْبًا کمائی کرنا۔ فلوه، بچھڑا جمع اَفْلاء۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جوشخص کھجور کے برابر حلال ملال صدقہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ حرام مال قبول نہیں کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے دائیں ہاتھ سے قبول کرتا ہے پھر صاحب صدقہ کے لئے اس کو پالتا ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنا بچھڑا پالتا ہے یہاں تک کہ وہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حرام مال کو قبول نہیں کرتا ہے ہاں جب کوئی حلال مال کی خیرات کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس قبول کر کے اس کو بڑھا کر پہاڑ کے برابر کر دیتا ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح من کسب ، حدیث شریف میں لفظ کسب یعنی کمائی ہے یہ کمائی مطلق ہے وہ کمائی خواہ زراعت ہو کہ تجارت، صناعت ہو کہ کوئی اور ذریعہ ہدیہ میراث وغیرہ اس حدیث شریف سے کمائی کے تمام حلال ذرائع مراد ہیں۔ ولایقبل الله الخ یہ شرط اور جزاء کے درمیان جملہ معترضہ ہے، اس جملے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مال حرام کی خیرات کو قبول نہیں کرتا ہے۔

﴿صدقہ کرنے کا فائدہ﴾

﴿حدیث نمبر۱۸۰۰﴾ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَّالٍ وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا وَمَاتَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: نقصت ، نقص (ن) نقصًا ونُقْصَانًا، کم ہونا، عزا ، بمعنی عزت، تواضع: وَضَعَ (ف) وَضعًا نفسه اپنے آپ کو ذلیل کرنا۔ تواضع (تفاعل) خاکسار ہونا۔

ترجمہ: ان سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا صدقہ مال کم نہیں کرتا، معافی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بندے کی عزت ہی بڑھاتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا رتبہ بلند کر دیتا ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ صدقہ دینے سے مال میں اضافہ ہی ہوتا ہے گھٹتا نہیں ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح مانقصت صدقة من مال: یعنی صدقے کی وجہ سے مال میں اضافہ ہی ہوتا ہے گھٹتا نہیں ہے۔ مازادالله عبدًا بعفو الاعزا: بدلہ لینے کی قدرت کے باوجود کوئی مجرم کو معاف کردیتا ہے تو بڑے ہمت کی بات ہے اس لئے اللہ تعالیٰ اس کی عزت میں اضافہ کی مہر لگا دیتا ہے۔

﴿انفاق فی سبیل اللہ کی فضیلت﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۰۱﴾ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَيْنِ مِنْ شَيْءٍ مِّنَ الْاَشْيَاءِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ دُعِيَ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَلِلْجَنَّةِ اَبْوَابٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّلٰوةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلٰوةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ مَا عَلٰى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَةٍ فَهَلْ يُدْعٰى اَحَدٌ مِّنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ كُلِّهَا قَالَ نَعَمْ وَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حل لغات: دُعی، مجہول کا صیغہ ہے دعا (ن) دعوۃ، بلانا، ارجوا، رجا (ن) رَجَاءٌ، پرامید ہونا۔

ترجمہ: ان سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے چیزوں میں سے ایک جوڑا اللہ کی راہ میں خرچ کیا تو وہ جنت کے دروازے سے بلایا جائے گا، اور جنت کے کئی دروازے ہیں تو جو نمازی ہوگا وہ ''باب الصلوۃ'' سے بلایا جائے گا۔ جو مجاہد ہوگا وہ ''باب الجهاد'' سے بلایا جائے گا، جو صدقہ والا ہوگا وہ ''باب الصدقة'' سے بلایا جائے گا اور جو روزے دار ہوگا وہ ''باب الريان'' سے بلایا جائے گا، اس پر ابوبکر نے کہا جو شخص ان دروازوں سے بلایا گیا تو اس کی ضرورت نہیں رہی کہ اس کو اور دروازے سے بلایا جائے تو کیا کوئی ایسا بھی ہوگا کہ وہ ہر دروازے سے بلایا جائے گا تو جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہاں اور مجھے امید ہے کہ تم ان ہی لوگوں میں سے ہو۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جنت میں آٹھ دروازے ہیں دنیا میں جو شخص جیسا عمل کرے گا وہ اسی دروازے کے ذریعہ سے جنت میں داخل ہوگا، لیکن کچھ خوش نصیب ایسے بھی ہوں گے جنہوں نے وہ تمام کام کئے ہیں، ان میں سے ایک حضرت صدیق اکبرؓ بھی ہیں جنہیں جنت کا ہر دروازہ اپنی طرف بلائے گا اور ایسے لوگ جس دروازے سے داخل ہوجائیں یہ اس دروازے کی خوش قسمتی ہوگی۔

کلمات حدیث کی تشریح من انفق زوجين: اس حدیث شریف میں زوجین سے ایک جوڑا مراد ہے جو عام طور سے ایک جنس کے دو افراد پر بولا جاتا ہے، فی سبیل الله، یعنی اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے۔

في سبيل الله سے تمام ابواب الخیر مراد ہیں یہی تشریح حضرات محدثین کے نزدیک راجح ہے بعض لوگوں نے فی سبیل اللہ سے جہاد مراد لیا ہے جو مرجوح ہے۔ وللجنة ابواب یعنی جنت میں آٹھ دروازے ہیں۔ فمن كان من اهل الصلوة یعنی جو شخص نماز کا رسیا ہوگا نوافل کی پابندی کرتا ہے یا نماز کو اچھے ڈھنگ سے پڑھتا ہے تو ایسے شخص کا جنت میں داخلہ باب الصلوۃ سے ہوگا جسے تمام دروازوں پر ایک طرح سے برتری حاصل ہے۔ ومن كان من أهل الجهاد یعنی وہ آدمی دوسرے اعمال بھی کرتا ہے، لیکن جہاد کا شوق اس پر غالب ہے تو اس کا جنت میں داخلہ باب الجہاد سے ہوگا۔ فقال ابوبكر جب جناب نبی کریم ﷺ سے تمام تفصیلات سن لی گئی تو حضرت صدیق اکبرؓ نے جناب نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ جب آدمی کو ایک دروازے سے بلا کر جنت میں داخل کردیا تو اب اس کی ضرورت تو باقی نہ رہی کہ اس کو دوسرے دروازے سے بلایا جائے۔ تاہم میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کوئی ایسا بھی ہوگا کہ جسے جنت کے ہر دروازے سے بلایا جائے تو جناب نبی کریم ﷺ نے جواب دیا کہ ہاں ایسی ایک جماعت ہوگی جسے جنت کے ہر

دروازے سے جنت میں داخل ہونے کے لئے آواز دی جائے گی اور ان میں سے ایک تم بھی ہو۔

﴿ چند نیکیوں کا تذکرہ ﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۰۲﴾ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَصْبَحَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ صَائِمًا قَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَنَا قَالَ فَمَنْ تَبِعَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ جَنَازَةً قَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَنَا قَالَ فَمَنْ اَطْعَمَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مِسْكِيْنًا قَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَنَا قَالَ فَمَنْ عَادَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مَرِيْضًا قَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اجْتَمَعْنَ فِيْ امْرِءٍ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: تبع، تَبِعَ (س) تَبْعًا پیچھے چلنا، الیوم، دن جمع ایام ، اطعم، اَطْعَمَ (افعال) کھانا کھلانا، عاد، عَاذَ (ن) عَوْذًا وَعَيَادَةً بیمار پرسی کرنا۔

ترجمہ: ان ہی سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم میں آج کون روزے سے ہے؟ ابوبکر نے کہا میں، آپ ﷺ نے پوچھا تم میں سے کون آج جنازہ کے ساتھ چلا ہے، ابوبکرؓ نے کہا میں، آپ ﷺ نے پوچھا تم میں سے آج کس نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے ابوبکر نے کہا میں نے، آپ ﷺ نے پوچھا تم میں سے آج کس نے مریض کی عیادت کی ہے؟ ابوبکر نے کہا میں نے تو جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص میں یہ نیکیاں جمع ہو جائیں وہ یقیناً جنت میں جائے گا۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ چند نیکیاں ہیں جن میں یہ نیکیاں پائی جائیں گی وہ لوگ جنت میں جائیں گے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح قال ابو بکر انا، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے " انا " کہنے کی بنیاد پر بعض لوگوں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ ان کو " انا " نہیں کہنا چاہیے، اس لئے کہ اس سے تفاخر کی بو آتی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ انہوں نے تفاخر کی بنیاد پر نہیں کہا ہے بلکہ عاجزی اور انکساری کی بنیاد پر کہا ہے۔ جیسے انا الفقیر اور انا العبد وغیرہ کہہ دیا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے کوئی نکیر نہیں کی ورنہ اگر حضرت صدیق اکبرؓ کا " انا " کہنا مذموم ہوتا تو جناب نبی کریم ﷺ اس پر ضرور نکیر فرماتے۔ قال فمن تبع منك اليوم جنازة ،یعنی جنازہ کی نماز سے پہلے چلے یا بعد میں دونوں صورتوں میں وہ فضیلت کا حق دار ہوگا۔ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما اجتمعن ، یعنی جس شخص میں ایک دن کے اندر یہ خصلتیں جمع ہوں گی۔ **دخل الجنة** ، تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

﴿ عورتوں کو ایک هدایت ﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۰۳﴾ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا نِسَآءَ الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حل لغات: تحقرن ، حَقَرَ (ض) حَقْرًا ذلیل سمجھنا۔ لجارة پڑوسن جمع جَارَاتٌ، فِرْسِنٌ ، کھر، اصل میں اس گوشت کو کہتے ہیں جو دونوں کھروں کے درمیان ہوتا ہے۔

ترجمہ: ان ہی سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے مسلمان عورتوں! کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کو حقیر نہ سمجھے، اگر چہ بکری کا ایک کھر ہی ہو۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جو بھی چھوٹی موٹی چیز ہو گاہ بگاہ اپنی پڑوسن کو ہدیہ میں دینے سے خفت محسوس نہ کرے یعنی جو میسر ہو دیدے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح لا تحقرن، یعنی کسی چیز کو بطور ہدیہ دینے میں اپنی خفت محسوس نہ کرے۔ جارۃ ہر طرح کی پڑوسن مراد ہے مال دار ہو کہ غریب۔ ولو فرسن شاۃ یعنی حقیر سے حقیر چیز اگر میسر ہو تو وہی دیدے ویسے تو عمدہ چیز دینی چاہیے جب عمدہ چیز میسر نہ ہو تو یہی دیدے۔

﴿ ھر نیکی صدقہ ھے ﴾

﴿حدیث نمبر۱۸۰۴﴾ وَعَنْ جَابِرٍ وَحُذَیْفَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

حل لغات: معروف: نیکی، بھلائی۔

ترجمہ: حضرت جابر اور حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہر بھلائی صدقہ ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ صدقے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ مال ہو، بلکہ آدمی جو بھی نیک عمل کرتا ہے وہ اس کے لئے صدقہ ہے جیسا کہ کوئی ایسا شخص ہے خود کوئی چیز صدقہ کرنے سے عاجز ہے وہ اگر کسی کا پتا بتادے یہی اس کے لئے صدقہ ہے۔ الدال علی الخیر کفاعلہ .

کلماتِ حدیث کی تشریح کل معروف صدقة یعنی خیرات کے قبیل سے جتنے کام ہیں کوئی چیز دینے کا ہو، کسی دینے والے کا پتا بتانا ہو یا پھر کوئی اچھی بات بتانا ہے ان تمام چیزوں میں صدقے کا ثواب ملتا ہے۔

﴿ کسی بھی نیکی کو حقیر نہ سمجھے ﴾

﴿حدیث نمبر۱۸۰۵﴾ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا وَّلَوْ اَنْ تَلْقٰى اَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلِيْقٍ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

حل لغات: طلیق، مبالغہ کا صیغہ ہے۔ طَلُقَ (ک) طُلُوْقَةً ہنس مکھ ہونا۔

ترجمہ: حضرت ابوذر سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم کسی نیک کام کو حقیر نہ سمجھو اگر چہ تم اپنے بھائی سے مسکرا کر ملو۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی شخص کو کچھ دینا ہی ثواب کا کام نہیں ہے بلکہ مسلمان بھائی سے خندہ پیشانی سے ملنا بھی نیکی اور ثواب کا کام ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح من المعروف شیئاً: المعروف بہت جامع لفظ ہے بھلائی کی جتنی صورتیں ہو سکتی ہیں سب اس میں داخل ہیں، ولوان تلقی أخاك بوجه طليق ، جب کوئی کسی مسلمان سے خندہ پیشانی سے ملے گا، تو اس کا دل خوش ہوگا اور کسی مسلمان کا دل خوش کرنا کوئی معمولی نیکی نہیں ہے۔

﴿ کسی کو نقصان پہنچانے سے پرھیز کرے ﴾

﴿حدیث نمبر۱۸۰۶﴾ وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَى الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ قَالُوْا فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ قَالَ فَلْيَعْمَلْ بِيَدَيْهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهٗ وَيَتَصَدَّقُ قَالُوْا فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ اَوْ لَمْ يَفْعَلْ قَالَ فَيُعِيْنُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوْفِ قَالُوْا فَاِنْ لَّمْ يَفْعَلْهُ قَالَ فَيَاْمُرُ بِالْخَيْرِ قَالُوْا فَاِنْ لَّمْ يَفْعَلْ قَالَ فَيُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَاِنَّهٗ لَهٗ صَدَقَةٌ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

حل لغات: لم يجد ، وَجَدَ (ض) وجدًا پانا، فینفع: نَفَعَ (ف) نَفْعًا فائدہ اٹھانا، فائدہ پہنچانا۔ الملهوف، غمگین جس کا مال ضائع ہو گیا ہو۔ لَهِفَ (س) لَهفًا غمگین ہونا۔

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمام مسلمان پر صدقہ لازم ہے۔ صحابہ

کرامؓ نے عرض کیا اگر اس کی استطاعت نہ ہو یا ایسا نہ کرے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا غمگین ضرورت مند کی مدد کرے۔ صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا اگر ایسا نہ کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا بھلائی کا حکم کرے۔ صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا اگر ایسا نہ کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کسی کو نقصان پہنچانے سے پرہیز کرے اس کے لئے یہی صدقہ ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کو اپنی جان و مال سے دوسرے کو فائدہ پہنچانا چاہیے ایسا نہ کر سکے تو کم سے درجہ یہ ہے کہ اپنی ذات سے کسی کو نقصان نہ پہنچائے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح علٰی کل مسلم صدقة، یعنی اللہ کی دی ہوئی نعمت کے شکرانے میں تمام مسلمانوں پر صدقہ واجب ہے۔ فان لم یجد یعنی اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کو وہ صدقہ کر سکے۔ قال فلیعمل بیدہ، یعنی اگر اس کے پاس صدقے میں دینے کے لئے کچھ نہیں ہے تو اس کو چاہیے کہ کمائے اس کو اپنی ذات پر خرچ کرے اور صدقہ بھی کرے۔ قالوا فان لم یستطع او لم یفعل، راوی کو اس میں شک ہے کہ "لم یستطع" کہا گیا لَمْ یَفْعَلْ، یا دونوں کا مطلب ایک ہی ہے کہ وہ کمانے پر قادر نہ ہو تو کیا کرے۔ قال فیعین ذا الحاجة الملھوف، یعنی وہ کمانے کی استطاعت نہیں رکھتا ہے تو کسی مجبور کی مدد کرے، مدد کرنے کی مختلف صورتیں ہیں مال سے کریں، اپنے اثر و رسوخ سے کرے، اچھی بات بتا کر کرے یا دعاء کرے، یا اس کے علاوہ فائدہ پہنچانے کی جو بھی صورت ہو اختیار کی جا سکتی ہے۔

﴿ بدن کے ہر جوڑ پر صدقہ ہے ﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۰۷﴾ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ سُلَامٰی مِنَ النَّاسِ عَلَیْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ یَوْمٍ تَطْلُعُ فِیْهِ الشَّمْسُ یَعْدِلُ بَیْنَ الْاِثْنَیْنِ صَدَقَةٌ وَّیُعِیْنُ الرَّجُلَ عَلٰی دَابَّتِهٖ فَیَحْمِلُ عَلَیْهَا اَوْ یَرْفَعُ عَلَیْهَا مَتَاعَهٗ صَدَقَةٌ وَّالْكَلِمَةُ الطَّیِّبُ صَدَقَةٌ وَّكُلُّ خَطْوَةٍ یَخْطُوْهَا اِلَی الصَّلٰوةِ صَدَقَةٌ وَّیُمِیْطُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ صَدَقَةٌ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حل لغات: سلامی: ہر جوڑ کی ہڈی جمع سُلَامِیَات۔ یَمِیْطُ: اَمَاطَ (افعال) دور کرنا۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا آدمی کی ہر جوڑ کی ہڈی میں روزانہ صدقہ ہے، دو آدمی کے درمیان انصاف کرنا صدقہ ہے، اپنی سواری کے ذریعے سے آدمی کی مدد کرنا صدقہ ہے خواہ اس پر سوار کر کے ہو یا اس پر اس کا سامان لاد کر، اور اچھی بات صدقہ ہے، اور ہر وہ قدم جو نماز کے لئے چلے صدقہ ہے اور راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا صدقہ ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کا پورا بدن اللہ کی دی ہوئی نعمت ہے اس نعمت کے شکرانے میں اس پر صدقہ ہے، اس کی ادائیگی کے مختلف طریقے ہیں، ان طریقوں میں سے دوسرے کے فائدے کے لئے جو بھی طریقہ اختیار کیا جائے صدقے کا ثواب ملے گا۔

کلماتِ حدیث کی تشریح کل سلامی من الناس علیه صدقة: انسانی بدن کے ہر جوڑ بول کر جوڑ والے کو مراد لیا گیا ہے یعنی یہاں حقیقی معنی مراد نہیں ہے بلکہ مجازی معنی مراد ہے۔ تطلع فیه الشمس: اس جملے کا مطلب یہ ہے کہ جب دن شروع ہو جائے تو صدقہ لازم ہو جاتا ہے۔ یعدل بین الاثنین صدقة: یعنی دو دشمنوں کے درمیان انصاف سے صلح کرا دینا بھی صدقہ ہے، اس لئے کہ اس سے ظالم کا ظلم اور مظلوم کی مظلومیت دور ہو جاتی ہے۔

﴿ انسان کے بدن میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں ﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۰۸﴾ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خُلِقَ كُلُّ

اِنْسَانٍ مِّنْ بَنِیْ آدَمَ عَلٰی سِتِّیْنَ وَثَلٰثَ مِائَةَ مَفْصِلٍ ، فَمَنْ كَبَّرَ اللّٰهَ وَحَمِدَ اللّٰهَ وَهَلَّلَ اللّٰهَ وَسَبَّحَ اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ اللّٰهَ وَعَزَلَ حَجَرًا عَنْ طَرِيْقِ النَّاسِ ، اَوْ شَوْكَةً اَوْ عَظْمًا اَوْ اَمَرَ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ نَهٰى عَنْ مُنْكَرٍ عَدَدَ تِلْكَ السِّتِّيْنَ وَالثَّلٰثِ مِاَةٍ فَاِنَّهٗ يَمْشِيْ يَوْمَئِذٍ وَقَدْ زَحْزَحَ نَفْسَهٗ عَنِ النَّارِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

حل لغات: خلق: مجہول کا صیغہ ہے خَلَقَ (ن) خَلْقًا پیدا کرنا۔ مفصل: جوڑ جمع مَفَاصِل، عزل: عَزَلَ (ض) عَزْلًا جدا کرنا دور کرنا۔ حجرًا: پتھر جمع احجار۔ طریق: راستہ جمع طُرُقٌ۔ شَوْكَةٌ: کانٹا جمع اَشْوَاكٌ۔ عَظْمًا: ہڈی جمع عِظَام۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا اولاد آدم کا ہر انسان تین سو ساٹھ جوڑوں کے ساتھ پیدا کیا گیا ہے، تو جو شخص اللہ کی بڑائی بیان کرے، اللہ کی تعریف کرے، اللہ کی تہلیل کرے، اللہ کی تسبیح بیان کرے، اللہ سے استغفار کرے اور لوگوں کے راستے سے پتھر یا کانٹا یا ہڈی ہٹائے یا امر بالمعروف یا نہی عن المنکر کرے ان تین سو ساٹھ جوڑ کے برابر تو وہ اس دن اس حال میں چلے گا کہ اس نے اپنے آپ کو دوزخ سے بچالیا۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کے بدن کے تین سو ساٹھ جوڑ ہیں اور ہر جوڑ پر ایک صدقہ ہے تو جو شخص ایک دن میں تین سو ساٹھ نیک کام کرے گا وہ جنتی ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح فمن كبر الله: اسکے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت بیان کی دوسرا یہ ہے کہ اللہ اکبر کہا، وحمدالله: یعنی اللہ تعالیٰ کی تعریف کی یا شکر بجالایا، وهلل الله یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت بیان کی یا لا اله الاالله کہا یا سبح الله: یعنی اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کی، واستغفر الله: یعنی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی، وعزل حجرًا عن طريق الناس یعنی راستے سے تکلیف دہ چیزوں کو ہٹادیا، وقد زحزح: یعنی جس شخص نے حدیث بالا میں مذکور چیزوں کی بجا آوری کی وہ جنتی ہے

﴿تمام اذکار صدقه هیں﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۰۹﴾ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ بِكُلِّ تَسْبِيْحَةٍ صَدَقَةً وَّكُلِّ تَكْبِيْرَةٍ صَدَقَةً وَّكُلِّ تَهْلِيْلَةٍ صَدَقَةً وَّاَمْرٍ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةً وَّ نَهْيٍ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةً وَّبُضْعِ اَحَدِكُمْ صَدَقَةً. قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيَاْتِيْ اَحَدُنَا شَهْوَتَهٗ وَيَكُوْنُ لَهٗ فِيْهَا اَجْرٌ قَالَ اَرَاَيْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِيْ حَرَامٍ اَكَانَ عَلَيْهِ فِيْهِ وِزْرٌ فَكَذٰلِكَ اِذَا وَضَعَهَا فِي الْحَلَالِ كَانَ لَهٗ اَجْرٌ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

حل لغات: بضع: بالضم جماع۔ بَاضَعَ (مفاعلت) جماع کرنا۔ اجر: ثواب جمع آجار۔ وزر: بوجھ جمع اَوْزَار۔

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہر تسبیح صدقہ ہے، ہر تکبیر صدقہ ہے، ہر تحمید صدقہ ہے، ہر تہلیل صدقہ ہے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر صدقہ ہے، اور تم میں سے کسی کا جماع کرنا صدقہ ہے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کوئی اپنی شہوت پوری کرے گا تو اس کو اس میں ثواب ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم لوگوں کا کیا خیال ہے اگر کوئی حرام جگہ میں اپنی شہوت پوری کرتا ہے تو اس کو گناہ ہوتا ہے، اسی طرح جب حلال جگہ شہوت پوری کرے گا تو اس کو ثواب ملے گا۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کو تمام نیک اعمال میں ثواب ملتا ہے حتیٰ کہ کوئی اپنی بیوی سے جماع کرتا ہے تو اس کو اس میں ثواب ملتا ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح وفي بضع احدكم صدقة: یعنی اگر کوئی شخص حلال طریقہ سے اپنی شہوت پوری کرتا ہے تو اس پر بھی اس کو صدقے کا ثواب ملتا ہے اس لئے کہ اس سے کئی فائدے ہیں کہ میاں بیوی برائی سے محفوظ رہنے کے ساتھ ساتھ نسل بھی باقی رہتی ہے۔ قالوا يارسول الله ا اياتي احدنا شهوته: حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بڑا

تعجب ہوا تو انہوں نے جناب نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ یہاں شہوت پوری ہو رہی ہے تو ثواب کیوں ملے گا؟ ان حضرات کا منشا یہ تھا کہ ثواب تو نہیں ملنا چاہیے، تو جناب نبی کریم ﷺ نے ایک تمثیل سے اس کا جواب دیا کہ جس طریقے سے کوئی ناجائز طریقے سے اپنی شہوت پوری کرتا ہے تو اس کو گناہ کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے اسی طریقے سے اگر کوئی جائز جگہ اپنی شہوت پوری کرے گا تو اس کو ثواب ملے گا۔

﴿بہترین صدقہ﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۱۰﴾ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الصَّدَقَةُ اللَّقْحَةُ الصَّفِیُّ مِنْحَةً وَالشَّاةُ الصَّفِیُّ مِنْحَةً تَغْدُوْا بِاِنَاءٍ وَتَرُوْحُ بِاٰخَرَ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حل لغات: اللقحة: بالکسر و الفتح بہت دودھ دینے والی اونٹنی، جمع لِقَح وَلِقَاح، الصفی: بہت دودھ دینے والی اونٹنی جمع صَفَایا، منحة: عطیہ، جمع مِنَح۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا بہترین صدقہ زیادہ دودھ دینے والی اونٹنی اور زیادہ دودھ دینے والی بکری ہے جو صبح اور شام برتن بھر دے۔

خلاصۂ حدیث دودھ دینے والے جانوروں کا صدقہ کرنا چاہیے اس لئے کہ یہ صدقے کی بہترین صورت ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح نعم الصدقة اللقحة الصفی منحة: حدیث شریف کے ان کلمات کا مطلب یہ ہے کہ دودھ دینے والے ان جانوروں کا صدقہ کرنا بہترین صدقہ ہے جو ابھی قریب زمانے میں بیائی ہو، تاکہ جنہیں صدقہ کیا جا رہا ہے وہ ان جانوروں کے دودھ سے زیادہ دنوں تک فائدہ اٹھاتا رہے۔ تغدوا باناءٍ وتروح بآخر: یعنی اس قدر دودھ دینے والی ہو کہ صبح اور شام برتن بھر بھر کر دودھ دیتی ہو۔

﴿مال جس طرح بھی استعمال ہو صدقے کا ثواب ملتا ہے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۱۱﴾ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَغْرِسُ غَرْسًا اَوْ یَزْرَعُ زَرْعًا فَیَاْکُلُ مِنْهُ اِنْسَانٌ اَوْ طَیْرٌ اَوْ بَهِیْمَةٌ اِلَّا کَانَتْ لَهٗ صَدَقَةٌ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ. وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ جَابِرٍ وَمَا سُرِقَ مِنْهُ لَهٗ صَدَقَةٌ.

حل لغات. یغرس: غَرَسَ (ض) غَرْسًا پودا لگانا۔ یزرع: زَرَعَ (ف) زَرْعًا کھیتی کرنا۔ طَیْرٌ: پرندہ جمع طُیُوْرٌ۔ بهیمة: جانور جمع بَهَائِم۔ سرق: سَرَقَ (ض) سَرْقًا چرانا۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو مسلمان پودہ لگاتا ہے یا کھیتی کرتا ہے پھر اس سے انسان یا پرندہ یا جانور کھاتے ہیں تو اس کے لئے صدقہ ہے اس کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے اور مسلم کی ایک روایت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے جو اس سے چوری ہو اس کے لئے صدقہ ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جو مسلمان پیڑ پودے لگاتے ہیں یا کھیتی کرتے ہیں اس میں سے کوئی بھی کھائے اس کا ثواب مسلمان کسان کو ملتا ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح ما من مسلم یغرس: حدیث شریف کے ان کلمات سے یہ بات واضح ہے کہ شجر کاری کے عوض میں مستحق ثواب ہونے کے لئے مسلمان ہونا ضروری ہے۔ نیز حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کا سیاق وسباق بھی اسی پر دلالت کر رہا ہے۔ لیکن بعض لوگوں نے کچھ زیادہ ہی دریا دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ثواب کو مسلمانوں کی طرح کافروں کے لئے بھی عام کر دیا ہے، حالاں کہ حضراتِ محققین کے نزدیک یہ بات طے شدہ ہے کہ ثواب کے لئے مسلمان ہونا ضروری ہے۔ ہاں

غیر مسلم کوان کی خدمت کی بنیاد پر دنیا ہی میں کچھ بدلہ مل جائے، یہ بات قرین قیاس ہے، آخرت میں ان لوگوں کو ثواب نہ ملے گا۔ قولہ ما من مسلم اخرج الكافر لانه رتب على ذلك كون ما اكل منه يكون له صدقة والمراد بالصدقة الثواب فى الآخرة وذلك يختص بالمسلم نعم ما اكل من زرع الكافر يثاب عليه فى الدنيا كما ثبت من حديث انس عند مسلم، واما من قال انه يخفف عنه بذالك من عذاب الاخرة فيحتاج الى الدليل۔ (فتح الباری،۶/۵)

(۱) (حاشیہ ہے) عن جابر ان النبى صلى الله عليه وسلم دخل على ام مبشر الا نصارية فى نخل لها فقال لها رسول الله صلى الله عليه وسلم من غرس هذا النخل مسلم ام كافر؟ فقالت بل مسلم فقال لا يغرس مسلم غرسا ولا يزرع زرعا فيأكل منه انسان ولا دابة ولا شيء الا كانت له صدقة (رواہ مسلم ۲/۱۵)

﴿جانوروں کو کھلانا پلانا بھی صدقہ ھے﴾

﴿حدیث نمبر۱۸۱۲﴾ وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُفِرَ لِاِمْرَاَةٍ مُوْمِسَةٍ مَرَّتْ بِكَلْبٍ عَلٰى رَأْسِ رَكِيٍّ يَلْهَثُ كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ فَنَزَعَتْ خُفَّهَا فَاَوْثَقَتْهُ بِخِمَارِهَا فَنَزَعَتْ لَهٗ مِنَ الْمَآءِ فَغُفِرَ لَهَا بِذٰلِكَ قِيْلَ اِنَّ لَنَا فِى الْبَهَائِمِ اَجْرًا قَالَ فِىْ كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ اَجْرٌ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حل لغات: مومسة: بدکار عورت جمع مُومِسات ومَوَامِس، كلب: کتا، جمع كلاب، مرت: مَرَّ (ن) مرًّا گذرنا، ركى: پانی والا کنواں واحد ركية۔ يلهث: لَهِثَ (س) لَهْثًا ہانپنے میں زبان باہر نکل آنا، العطش: پیاس، نزعت، نَزَعَ (ف) نَزْعًا اتارنا۔ خفها: موزہ جمع اَخْفَاف۔ فاوثقته: اَوْثَقَ (افعال) باندھنا: بخمار: اوڑھنی جمع اَخْمِرَة، كبد، جگر جمع اَكْبَاد۔

ترجمه: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایک بدکار عورت ایک کتے کے پاس سے گذری جو کنویں کے پاس زبان نکال کر ہانپ رہا تھا قریب تھا کہ پیاس اس کو ہلاک کر دے تو اس عورت نے اپنا موزہ نکال کر اپنی اوڑھنی سے باندھا اور اس کے لئے پانی نکالا تو وہ اس کی وجہ سے بخش دی گئی۔ کہا گیا کیا ہمارے لئے جانوروں میں بھی اجر ہے، آپ ﷺ نے فرمایا ہر تازہ جگر والے میں ثواب ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ صرف انسانوں کے ساتھ بھلائی کرنے سے ثواب نہیں ملتا ہے بلکہ جانوروں کے ساتھ بھی اچھا برتاؤ کرنے سے نیکی ملتی ہے، اور بسا اوقات بھلائی کرنے والے کے تمام گناہوں پر مغفرت کا پردہ پڑ کر وہ جنتیوں کی فہرست میں شامل ہو جاتا ہے جیسا کہ اس حدیث سے واضح ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح مرت بكلب: یعنی وہ بدکار عورت کا گذر ایک کتے کے پاس سے ہوا۔ على رأس ركى يلهث: یعنی وہ کتا پیاس کے مارے بلک رہا تھا اور اس بلکنے کی شدت اس قدر تھی کہ اس کی زبان باہر کو نکلی ہوئی تھی فنزعت خفها فاوثقته بخمارها: کتے کی اس حالت کو دیکھ کر اس عورت کو ترس آیا اس نے اپنے دوپٹے سے اپنے موزے کو باندھا پانی نکالا اور اس کتے کو پلایا۔ فغفر لها بذلك: اس عورت کا یہ عمل اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند آیا کہ اس کی مغفرت کر دی گئی، جس کا لازمی نتیجہ دخول جنت ہے۔ قيل ان لنا فى البهائم اجرًا: اس سے حضراتِ صحابہ کرامؓ کو بڑا تعجب ہوا، ان حضرات میں سے کسی نے جناب نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ کیا جانوروں پر رحم کرنے سے بھی نیکیاں ملتی ہیں؟ قال فى كل ذات كبد رطبة، أجر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمام حیوانات پر رحم کرنے سے ثواب ملتا ہے۔

﴿جانور کو بھوکا مار ڈالنے پر عذاب﴾

﴿حدیث نمبر۱۸۱۳﴾ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ وَاَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عُذِّبَتِ امْرَاَةٌ فِىْ هِرَّةٍ اَمْسَكَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ مِنَ الْجُوْعِ فَلَمْ تَكُنْ تُطْعِمُهَا وَ لَا تُرْسِلُهَا فَتَاْكُلَ مِنْ خِشَاشِ الْاَرْضِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حل لغات: عذبت: عَذَّبَ (تفعیل) عذاب دینا۔ ھرۃ: بلی جمع ھِرَر۔ الجوع: بھوک جمع مَجَاوِع۔ تطعمھا: اَطْعَمَ (افعال) کھلانا۔ ترسلھا: اَرْسَلَ (افعال) چھوڑنا۔ خشاش: کیڑے مکوڑے جمع اخشۃ۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا، اس عورت نے اس بلی کو باندھے رکھا، یہاں تک کہ بھوک سے وہ مر گئی نہ ہی وہ اس کو کھلاتی تھی اور نہ ہی اس کو کھولتی تھی تا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھائے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح سے جانوروں پر رحم کرنے سے ثواب ملتا ہے اسی طرح سے حیوانات کو ستانے سے عذاب ملتا ہے چناں چہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایک عورت نے بلی پالی، مسلسل اس کو باندھے رکھا نہ خود کھلایا نہ ہی اس کو کھول کر کھانے کا موقع دیا نتیجہ یہ ہوا کہ بھوک کی وجہ سے وہ بلی مر گئی جس کی وجہ سے اس عورت کو عذاب ہوا۔

کلماتِ حدیث کی تشریح عذب امرأۃ فی ھرۃ: اس جملے میں ''فی'' تعلیل کے لئے ہے یعنی اس بلی کی وجہ سے عورت کو عذاب ہوا۔ امسکتھا: یعنی اس عورت نے بلی کو باندھے رکھا اس کو آزاد بھی نہیں چھوڑا کہ وہ خود شکار کر کے اپنے لئے کھانے کا نظم کرے۔

﴿راستہ صاف کرنے کا ثواب﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۱۴﴾ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ رَجُلٌ بِغُصْنِ شَجَرَةٍ عَلٰی ظَهْرِ طَرِیْقٍ فَقَالَ لَاُنَحِّیَنَّ هٰذَا عَنْ طَرِیْقِ الْمُسْلِمِیْنَ لَا یُؤْذِیْهِمْ فَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حل لغات: مر: مَرَّ (ن) مَرًّا گذرنا۔ بغصن: شاخ جمع غُصُوْنٌ، اَغْصَان۔ شَجَرَۃ: درخت جمع اَشْجَار۔ ظَھْرٌ: بالائی حصہ جمع اَظْھُر اور ظُھُوْر۔ طریق: راستہ جمع طُرُق۔ لا نحین: نَحّٰی (تفعیل) ہٹانا۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایک شخص درخت کی ایک ایسی شاخ کے پاس گذرا جو راستہ پر پڑی ہوئی تھی، اس نے کہا میں اس کو مسلمانوں کے راستے سے ضرور ہٹاؤں گا تا کہ انہیں تکلیف نہ ہو تو وہ جنت میں داخل کیا گیا۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ راستوں سے تکلیف دہ چیزوں کو ہٹا کر راستہ کو صاف کر دینا بہت بڑے ثواب کا کام اور دخول جنت کا باعث ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح علی ظھر طریق: یعنی بعض دفعہ درخت یا درخت کی شاخ راستے میں گر کر اس طرح حائل ہو جاتے ہیں کہ آدمی کا وہاں سے گذرنا مشکل ہو جاتا ہے، ایسے ہی وہاں ہوا ہوگا۔ فقال لانحین ھذا عن طریق المسلمین لا یؤذیھم: تو اس شخص نے اس شاخ کو راستے سے ہٹا کر راستہ صاف کر دیا، تا کہ جو راہ گذر پریشان ہیں ان کے آنے جانے کی راہ ہموار ہو جائے۔ فادخل الجنۃ: اللہ تعالیٰ کو یہ کام اتنا پسند آیا کہ اس شخص کو جنت میں داخل کر دیا۔

﴿راستہ صاف کرنے کا بدلہ﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۱۵﴾ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ رَاَیْتُ رَجُلًا یَتَقَلَّبُ فِی الْجَنَّةِ فِیْ شَجَرَةٍ قَطَعَهَا مِنْ ظَهْرِ الطَّرِیْقِ كَانَتْ تُؤْذِی النَّاسَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: قطعھا: قَطَعَ (ف) قَطْعًا کاٹنا۔

ترجمہ: ان ہی سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے جنت میں ایک شخص کو دیکھا جو جنت میں اس درخت کی وجہ

سے گھوم رہا تھا جس کو اس نے راستے سے ہٹایا تھا جو لوگوں کو تکلیف دے رہا تھا۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے جنت میں اس شخص کو گھومتے ہوئے دیکھا جس نے راستے سے تکلیف دہ شاخ ہٹادی تھی۔

کلماتِ حدیث کی تشریح لقد رایت رجلاً یتقلب فی الجنة: غالباً یہ شبِ معراج کا واقعہ ہے کہ اس دن جناب نبی کریم ﷺ کو جنت کی بھی سیر کرائی گئی تھی اسی دن اس آدمی کو انہوں نے دیکھا تھا۔

﴿حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کو ایک نصیحت﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۱۶﴾ وَعَنْ اَبِیْ بَرْزَةَ قَالَ قُلْتُ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ! عَلِّمْنِیْ شَیْئًا اَنْتَفِعُ بِهٖ قَالَ اعْزِلِ الْاَذٰی عَنْ طَرِیْقِ الْمُسْلِمِیْنَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَسَنَذْکُرُ حَدِیْثَ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ نِ اتَّقُوا النَّارَ فِیْ بَابِ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی.

حل لغات: اعزل: عزل (ض) عَزْلًا دور کرنا۔

ترجمہ: حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا نبی اللہ مجھے کچھ سکھا دیجئے تا کہ میں اس سے فائدہ اٹھاؤں آپ ﷺ نے فرمایا مسلمان کے راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹادیا کرو۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کی نظر میں راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانے کی بڑی اہمیت تھی یہی وجہ ہے کہ حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے ایک منافع بخش چیز کی درخواست کی تو ان کو یہی وصیت کی گئی

کلماتِ حدیث کی تشریح قال اعزل الاذی عن طریق المسلمین حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ بڑے درجے کے صحابی تھے ان کو اس ادنیٰ چیز کی وصیت اس لئے کی گئی تا کہ خیر کا کوئی پہلو نہ چھوڑا جائے۔

الفصل الثانی

﴿کھانا کھلانے کی فضیلت﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۱۷﴾ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِیُّ ﷺ الْمَدِیْنَةَ جِئْتُ فَلَمَّا تَبَیَّنْتُ وَجْهَهٗ عَرَفْتُ اَنَّ وَجْهَهٗ لَیْسَ بِوَجْهِ کَذَّابٍ فَکَانَ اَوَّلُ مَا قَالَ یَا اَیُّهَا النَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصِلُوا الْاَرْحَامَ وَصَلُّوْا بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ. رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِیُّ.

حل لغات: قدم: قَدِمَ (س) قُدُوْمًا آنا۔ جئت: جاء (ض) مَجِیئًا آنا۔ تبینت: بان (ض) بیانًا ظاہر ہونا۔ تَبَیَّنَ (تفعل) معلوم کرنا۔ عَرَفْتُ: عَرَفَ (ض) عِرْفَانًا پہچاننا۔ کذاب: مبالغہ کا صیغہ ہے بہت زیادہ جھوٹ بولنے والا۔ افشوا: اَفْشٰی (افعال) پھیلانا۔ وصلوا: وصل (ض) ملانا (تفعیل) نماز پڑھنا۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جناب نبی کریم ﷺ مدینہ آئے تو میں گیا، جب میں نے ان کا چہرہ دیکھا تو سمجھ گیا کہ ان کا چہرہ جھوٹوں کا چہرہ نہیں ہے، پھر آپ ﷺ نے سب سے پہلے جو بات کہی وہ یہ ہے اے لوگو سلام کو عام کرو، کھانا کھلاؤ، رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرو اور رات میں نماز پڑھو جب لوگ سو رہے ہوں تو باب السلام سے جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کے چہرۂ انور سے صداقت وحقانیت ٹپکتی تھی جس سے حضرت عبداللہ بن سلام متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اس موقع پر جناب نبی کریم ﷺ نے چند باتیں ارشاد فرمائیں، ان میں ایک دوسروں کو کھانا کھلانا بھی ہے جو صدقے سے متعلق ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح عبداللہ بن سلام: یہ یہودیوں کے بہت بڑے عالم تھے، بعد میں مشرف باسلام ہوئے اور جلیل القدر صحابہ میں شمار ہوئے۔ فلما تبیّنت وجهه: حضرت عبداللہ بن سلام کا بیان ہے کہ جب جناب نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو میں نے جا کر ان کو دیکھا اور غور سے دیکھا۔ عَرَفْتُ ان وجهه لیس بوجه كذاب: تو میں سمجھ گیا کہ یہ جھوٹے کا چہرہ نہیں ہے۔ یٰاَیُّهَا النَّاسُ: اس موقع پر جناب نبی کریم ﷺ نے جو بات سب سے پہلے کہی وہ یہ ہے۔ افشوا السلام: یعنی سلام کو عام کرو، واطعموا الطعام: یعنی مسکینوں اور یتیموں کو کھانا کھلاؤ۔ وصلو الارحام: رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرو ان سے قطع تعلق نہ کرو۔ وصلوا بالليل والناس نيام: اور رات میں نماز پڑھا کرو جب لوگ سو رہے ہوں اس لئے کہ یہ وقت قبولیت اور قرب خداوندی کا باعث ہوتا ہے چوں کہ ایسے وقت میں عبادت ریا وغیرہ سے خالی ہوا کرتی ہے۔ تدخلوا الجنة بسلام: جو ان اعمال کو کرے گا وہ باب السلام سے جنت میں داخل ہوگا۔

﴿مذکورہ حدیث کی طرح ایک اور حدیث﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۱۸﴾ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْبُدُوْا الرَّحْمٰنَ وَاَطْعِمُوْا الطَّعَامَ وَاَفْشُوْا السَّلَامَ تَدْخُلُوْا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ .

حل لغات: افشوا: اَفْشٰى (افعال) پھیلانا۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا رحمٰن کی عبادت کرو، کھانا کھلاؤ، سلام کو عام کرو، باب السلام سے جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث کا خلاصہ کہ یہ چند نیک اعمال ہیں جو شخص ان اعمال کو کریگا وہ باب السلام سے جنت میں داخل ہوگا۔

کلماتِ حدیث کی تشریح اس حدیث شریف کے کلمات کی تشریح وہی ہے جو اوپر کی حدیث کی تشریح ہے۔

﴿صدقے کی خاص برکت﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۱۹﴾ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ .

حل لغات: لتطفیٔ: اَطْفَأَ (افعال) بجھانا۔ غضب: ناراضگی، غصہ، غَضِبَ (س) غَضَبًا غصہ ہونا۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا بے شک صدقہ اللہ کے غصے کو بجھا دیتا ہے اور بری موت کو دور کرتا ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ صدقے کے جہاں بہت سے فضائل و برکات ہیں وہاں ایک برکت یہ بھی ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی دور ہونے کے ساتھ ساتھ بری موت سے آدمی محفوظ ہو جاتا ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح لتطفیٔ غضب الرب: اللہ تعالیٰ کا غصہ بجھنے کا مطلب یہ ہے کہ بلا اور مصیبت نازل نہیں ہوتی ہے۔ وتدفع میتة السوء: یعنی خوف و ہراس والی موت کا سامنا کرنا نہیں پڑتا ہے جیسے جل کر، ڈوب کر یا دب کر موت نہیں ہوگی۔

﴿کسی کو پانی دینا بھی صدقہ ہے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۲۰﴾ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ وَاِنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ اَنْ تَلْقٰى اَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ وَّاَنْ تُفْرِغَ مِنْ دَلْوِكَ فِيْ اِنَاءِ اَخِيْكَ. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ .

حل لغات: تلقی: لَقِیَ (س) لِقَاءً ملاقات کرنا۔ دلوك: ڈول جمع دِلَاء۔

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہر بھلائی صدقہ ہے اور بے شک بھلائی میں سے یہ ہے کہ تم اپنے بھائی سے مسکرا کر ملو اور یہ کہ تم اپنے ڈول سے اپنے بھائی کا برتن بھر دو۔

خلاصۂ حدیث ہر بھلائی صدقہ ہے اور کسی کو پانی دینا بھی بھلائی کا کام ہے اس لئے کسی کو پانی دینا بھی صدقہ ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح کل معروف صدقة: ہر بھلائی صدقہ ہے خواہ اپنی ذات کے لئے بھلائی کرے یا دوسروں کے لئے شریعت کی نظر میں دونوں صدقہ ہے۔ ان تلقی أخاك: اخاك سے مراد یہاں مسلمان بھائی ہے۔

﴿مسکرا کر ملنا صدقہ ہے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۲۱﴾ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَسُّمُكَ فِیْ وَجْهِ اَخِيْكَ صَدَقَةٌ ، وَّاَمْرُكَ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ ، وَنَهْيُكَ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَّ اِرْشَادُكَ الرَّجُلَ فِیْ اَرْضِ الضَّلَالِ لَكَ صَدَقَةٌ ، وَنَصْرُكَ الرَّجُلَ الرَّدِیَٔ الْبَصَرِ لَكَ صَدَقَةٌ وَّاِمَاطَتُكَ الْحَجَرَ وَالشَّوْكَ وَالْعَظْمَ عَنِ الطَّرِيْقِ لَكَ صَدَقَةٌ وَّاِفْرَاغُكَ مِنْ دَلْوِكَ فِیْ اَخِيْكَ لَكَ صَدَقَةٌ. رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ .

حل لغات: تبسمك: تَبَسَّمَ (تفعل) مسکرانا۔ ارشادك: رَشَدَ (ن) رُشْدًا ہدایت پانا۔ اَرْشَدَ (افعال) ہدایت کرنا۔ الشوك: کانٹا جمع، اَشْوَاك۔

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمہارا اپنے بھائی سے مسکرا کر ملنا صدقہ ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا صدقہ ہے، اجنبی جگہ میں کسی کو راستہ بتانا تمہارے لئے صدقہ ہے، اندھے آدمی کی مدد کرنا تمہارے لئے صدقہ ہے اور اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے ڈول میں پانی ڈالنا تمہارے لئے صدقہ ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ صدقے کے لئے مالِ مرغوب اور قیمتی سامان ہونا ضروری نہیں بلکہ ادنی چیز بھی صدقے میں دی جاسکتی ہے جیسے پانی اور سامان ہی کیا، کسی سے مسکرا کر ملنا اور اچھی بات کہنا بھی صدقہ ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح تبسمك فی وجه اخيك یعنی اپنے مسلمان بھائی سے خوش وخرم سے ملنا بھی صدقہ ہے۔ وارشادك الرجل فی ارض الضلال: یعنی کسی ایسے آدمی کو صحیح راستہ بتانا کہ نہ اس کا راستہ دیکھا ہوا ہے اور نہ ہی کوئی علامت ہے کہ جس سے وہ اپنی منزل طے کرسکے بالکل اجنبی جگہ ہے ایسی جگہ میں کسی کو راستہ بتانا بھی صدقہ ہے۔ ونصرك الرجل الردی البصر: یعنی ایسا شخص جو بالکل اندھا ہے یا اندھا تو نہیں لیکن بینائی بہت کم زور ہے اس کی بھی مدد کرنا صدقہ ہے۔

﴿پانی کا نظم کرنا بہترین صدقہ ہے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۲۲﴾ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَّاتَتْ فَاَیُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ الْمَآءُ فَحَفَرَ بِئْرًا وَّقَالَ هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِیُّ .

حل لغات: ماتت: مَاتَ (ض) مَيْتًا مرنا۔ الْمَاءُ: پانی جمع مِيَاه۔ حَفَرَ (ض) حَفْرًا گڑھا کھودنا۔ بئر کنواں جمع آبار۔

ترجمہ: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے جناب نبی کریم ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ ام سعد کی وفات ہوگئی ہے تو کونسا صدقہ افضل ہے آپ ﷺ نے فرمایا پانی، تو انہوں نے ایک کنواں کھودا اور کہا یہ ام سعد کی طرف سے صدقہ ہے۔

خلاصۂ حدیث پینے والا پانی خدا کی بہت بڑی نعمت ہے، اس لئے جو اس کا نظم کرے گا تو وہ پانی افضل صدقات میں شمار ہوگا۔

کلماتِ حدیث کی تشریح ان ام سعد ماتت: ام سعد سے انہوں نے اپنی ماں مراد لیا ہے۔ فای الصدقة افضل: ان کی والدۂ محترمہ کا انتقال ہوگیا انہوں نے صدقہ کرنا چاہا تو انہوں نے مناسب یہ سمجھا کہ جناب نبی کریم ﷺ سے پوچھ لیں انہوں نے پوچھا تو جواب ملا کہ۔ الماء: یعنی پانی بہترین صدقہ ہے، اس لئے کہ پانی دینی اور دنیوی ہر لحاظ سے عام منافع کی چیز ہے، خاص طور پر گرم ممالک میں۔ فحفر بئرًا الخ: چنانچہ انہوں نے ایک کنواں کھود کر اپنی والدہ کے نام وقف کر دیا۔

﴿کھلانے، پلانے اور پہنانے کی فضیلت﴾

﴿حدیث نمبر۱۸۲۳﴾ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّمَا مُسْلِمٍ کَسَا مُسْلِمًا ثَوْبًا عَلٰی عُرًی کَسَاہُ اللّٰہُ مِنْ خُضْرِ الْجَنَّۃِ ، وَاَیُّمَا مُسْلِمٍ اَطْعَمَ مُسْلِمًا عَلٰی جُوْعٍ اَطْعَمَہُ اللّٰہُ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّۃِ وَاَیُّمَا مُسْلِمٍ سَقٰی مُسْلِمًا عَلٰی ظَمَأٍ سَقَاہُ اللّٰہُ مِنَ الرَّحِیْقِ الْمَخْتُوْمِ. رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ .

حل لغات: کسا: کَسَا (ن) کَسْوًا پہنانا۔ ثوبًا: کپڑا جمع اَثْوَاب۔ عری: ننگا جمع عُرَاۃٌ۔ جوع: بھوک جمع مَجَاوِع. سقی: سَقٰی (ض) سَقْیًا پانی پلانا۔ ظمأ: پیاس جمع ظِمَاء۔ ظَمِیَ (س) ظَمْئًا پیاسا ہونا۔

ترجمہ: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس مسلمان نے کسی ننگے مسلمان کو کپڑا پہنایا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا لباس پہنائے گا، جس مسلمان نے کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلایا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا پھل کھلائے گا، اور جس مسلمان نے کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلایا تو اللہ تعالیٰ اس کو "رحیق مختوم" پلائے گا۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص اس دنیا میں ضرورت مند مسلمانوں کی امداد کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کی لذیذ ترین اشیاء سے نوازے گا۔

کلماتِ حدیث کی تشریح کسامسلماثوباعلی عری: اس حدیث شریف میں عام حالات میں کپڑا پہنانا مراد نہیں بلکہ خاص طور پر ننگے کو کپڑا پہنانا مراد ہے، خواہ صرف ستر کے بقدر ہو یا پورے بدن کیلئے، من خضر الجنة: یعنی جنت کا کپڑا۔ ایما مسلم اطعم مسلمًا علی جوع: یہاں بھی وہی بھوکے کو کھانا کھلانا مراد ہے نہ کہ عام حالات میں کھانا کھلانا، جو بھوک کے شکار انسان کو کھانا کھلائے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے میوے کھلائے گا۔ ایما مسلم سقی مسلما علی ظما: اسی طرح سے جو شدید پیاسے کو پانی پلائے گا اللہ تعالیٰ اس کو رحیق مختوم پلائے گا۔ "الرحیق المختوم" ایک خاص قسم کا مشروب ہے جس میں نہ نشہ ہے اور نہ ہی کوئی ایسا مادہ ہے جس کی وجہ سے وہ کچھ دنوں کے بعد خراب ہو جائے۔

﴿مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی حق ہیں﴾

﴿حدیث نمبر۱۸۲۴﴾ وَعَنْ فَاطِمَۃَ بِنْتِ قَیْسٍ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِی الْمَالِ لَحَقًّا سِوَی الزَّکوٰۃِ ثُمَّ تَلَا لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ الاٰیۃ. رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالدَّارِمِیُّ .

حل لغات: المال: مال جمع، اَمْوَال۔ لحقا: حق جمع حُقُوْق۔

ترجمہ: حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی حق ہے۔ پھر آپ ﷺ نے تلاوت کی یہ نیکی نہیں کہ تم اپنا چہرہ مشرق یا مغرب کی طرف پھیر لو آخری آیت تک۔

کلماتِ حدیث کی تشریح ان فی المال لحقا سوی الزکوة: زکوٰۃ کے علاوہ دوسرے حقوق لازم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جیسے کوئی فقیر مانگے یا کوئی بطور عاریت کے مانگے یا کوئی قرض مانگے تو انہیں منع نہیں کرنا چاہیے۔ اسی

طریقے سے کوئی چھوٹی موٹی چیز مانگے تو منع نہ کیا جائے جیسے پانی، نمک یا ماچس وغیرہ۔ **ثم تلا:** پھر آپ ﷺ نے بطور استشہاد کے مذکورہ بالا آیت پڑھی اور اخیر تک پڑھی۔ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ الآية (سورۂ بقرہ آیت ۱۷۷) **ترجمہ:** نیکی اور بھلائی یہی نہیں ہے کہ تم (عبادت میں) اپنا رخ مشرق کی طرف کر دیا مغرب کی طرف، بلکہ بڑی نیکی اور بھلائی کی راہ پر وہ ہے جو ایمان لایا اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور (اللہ کی) سب کتابوں پر اور (اللہ کے) سب پیغمبروں پر، اور اس نے مال کی محبت کے باوجود (یا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں) اُس (مال) کو خرچ کیا رشتہ داروں پر اور یتیموں پر اور محتاجوں پر اور مسافروں پر اور سائلوں پر اور (غلاموں کی) گردنیں چھڑانے (انہیں غلامی سے نجات دلانے) میں، اور اس نے نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی۔

﴿نمک پانی دینے سے انکار نہ کرے﴾

﴿حدیث نمبر۱۸۲۵﴾ وَعَنْ بُهَيْسَةَ عَنْ اَبِيْهَا قَالَتْ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا الشَّيْءُ الَّذِيْ لَا يَحِلُّ مَنْعُهٗ قَالَ الْمَاءُ قَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ما الشيء الَّذِيْ لَايَحِلُّ مَنْعُه قال: الملح؟ قال يَانَبِيَّ اللّٰهِ مَاالشَّيْءُ الَّذِيْ لَا يَحِلُّ مَنْعُهٗ قَالَ اَنْ تَفْعَلَ الْخَيْرَ خَيْرٌ لَكَ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حل لغات: الماء: پانی جمع میاہ۔ الملح: نمک جمع مِلَاح.

ترجمہ: حضرت بہیسہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد سے روایت کی ہے انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کون سی ایسی چیز ہے جس کا نہ دینا حرام ہے آپ ﷺ نے کہا پانی۔ کہا یا نبی اللہ کون سی ایسی چیز ہے جس کا نہ دینا حرام ہے آپ ﷺ نے فرمایا: نمک، کہا یا نبی اللہ کون سی ایسی چیز ہے جس کا نہ دینا حرام ہے، آپ نے فرمایا: تمہارا کوئی بھلائی کرنا تمہارے لئے بہتر ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ چھوٹی موٹی چیزوں کی ہر ایک کو ضرورت پڑ ہی جاتی ہے، اس لئے کوئی اگر مانگ لے تو منع نہ کرے بلکہ دیدے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح بهيسة: یہ صحابیہؓ ہیں۔ **قالت قال:** اس قال کے فاعل بہیسہ کے والد ہیں۔ **ماالشي الذى لا يحل منعه الخ:** بہیسہ کے والد محترم نے جناب نبی کریم ﷺ سے **پوچھا** کہ کون سی ایسی چیز ہے کہ اگر کوئی مانگے تو دے دینا چاہیے اور نہ دینا حرام ہو۔ **قال الماء:** آپ ﷺ نے جواب دیا پانی، یہ اس صورت میں ہے جب کہ پانی ضرورت سے زیادہ ہو، لیکن اگر خود پانی والے کو پانی کی ضرورت ہے تو دینا لازم نہیں ہے۔ یہی حکم نمک کا بھی ہے۔ اس حدیث شریف میں "لایحل منعه" لا ينبغي کے معنی میں ہے یعنی نہ دینا اور منع کر دینا مناسب نہیں ہے۔ (مرقات ص ۴ر۲۱۰)

﴿بنجر زمین قابل کاشت بنانے کی فضیلت﴾

﴿حدیث نمبر۱۸۲۶﴾ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْيٰ اَرْضًا مَيْتَةً فَلَهٗ فِيْهَا اَجْرٌ وَّمَا اَكَلَتِ الْعَافِيَةُ مِنْهُ فَهُوَ لَهٗ صَدَقَةٌ. رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حل لغات: العافية: عوف سے مشتق ہے اور عوف اصل میں ہر اس جان دار کو کہتے ہیں جنہیں رزق کی طلب ہو۔ عَافَ (ن) عَوْفًا شکار کو ڈھونڈنا۔

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے بنجر زمین زندہ کی تو اس کے لئے اس میں ثواب ہے اور اس میں سے جو کچھ جانوروں نے کھایا تو اس کے لئے اس میں صدقہ ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلام میں کاشت کاری کی بھی اہمیت ہے چنانچہ حدیث باب کی رو سے جو شخص بنجر زمین کو قابل کاشت بنا کر کھیتی کرے اس پر اس کو اجر تو ملے گا ہی اس کھیتی میں سے جو بھی کھائے گا اس پر اس کسان کو صدقے کا ثواب ملے گا۔

کلماتِ حدیث کی تشریح من احي ارضا ميتة: یعنی جس نے بنجر زمین کو قابل کاشت بنائی اس حدیث شریف میں اس کے اجر وثواب کا ذکر ہے۔ فلهٗ فيها اجر: یعنی اس کے عوض میں اس کو نیکیاں ملیں گی۔ وما اكلت العافية: پیچھے حدیث آچکی ہے کہ کھیت میں سے کھیتی مختلف قسم کی مخلوقات کی نذر ہو جایا کرتی ہے اس پر اس کو صدقے کا ثواب ملے گا۔ فهو لهٗ صدقة: اس جگہ حضرت ملاعلی قاری نے ایک بات لکھی ہے کہ یہ ثواب اس وقت ملے گا جب کسان ان نقصانات پر تحمل وبرداشت سے کام لیتے ہوئے خدا کا شکر بجالائے، ورنہ ثواب نہ ملے گا۔

﴿چند کارخیر کا ثواب﴾

﴿حدیث نمبر۱۸۲۷﴾ وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَنَحَ مِنْحَةَ لَبَنٍ اَوْ وَرِقٍ اَوْ هَدٰى زُقَاقًا كَانَ لَهٗ مِثْلَ عِتْقِ رَقَبَةٍ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ .

حل لغات: منحة: عطیہ جمع مِنَح، مَنَحَ (ف) مَنْحًا دینا، عطا کرنا۔ زقاقًا: تنگ راستہ جمع اَزِقَّةٌ۔

ترجمہ: حضرت براء سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے دودھ کا جانور یا چاندی دیا، یا بھولے بھٹکے کو راستہ بتایا تو اس کو ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ہوگا۔

خلاصۂ حدیث ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرنا، شریعت اسلامیہ میں اس کی بڑی اہمیت ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح منحة لبن: منح ایسے جانور کو کہتے ہیں جو بھی بیاہا ہوتا کہ جسے دیا جائے وہ زیادہ دنوں تک دودھ سے فائدہ اٹھائے۔ اوهدیٰ زقاقًا: یعنی بھولے بھٹکے کو راستہ بتانا۔ فكان له مثل عتق رقبة: غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب اس لئے ملے گا کہ لوگوں کو عطاء کرنے یا راستہ بتانے میں آدمی ہی کا فائدہ ہے اور غلام آزاد کرنے میں آدمی ہی کا فائدہ ہے۔ اس لئے جب ایک آدمی کو فائدہ پہنچے گا اور اس کو دوسرے آدمی آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔

﴿ چند نصائح ﴾

﴿حدیث نمبر۱۸۲۸﴾ وَعَنْ اَبِي جُرَيٍّ جَابِرِ بْنِ سُلَيْمٍ قَالَ اَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فَرَاَيْتُ رَجُلًا يَصْدُرُ النَّاسُ عَنْ رَأْيِهٖ لَا يَقُوْلُ شَيْئًا اِلَّا صَدَرُوْا عَنْهُ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ قُلْتُ عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَرَّتَيْنِ قَالَ: لَاتَقُلْ عَلَيْكَ السَّلَامُ عَلَيْكَ السَّلَامُ تَحِيَّةُ الْمَيِّتِ قُلِ السَّلَامُ عَلَيْكَ قُلْتُ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ اَنَارَسُوْلُ اللّٰهِ الَّذِيْ اِنْ اَصَابَكَ ضُرٌّ فَدَعَوْتَهٗ كَشَفَهٗ عَنْكَ وَاِنْ اَصَابَكَ عَامُ سَنَةٍ فَدَعَوْتَهٗ اَنْبَتَهَا لَكَ وَاِذَا كُنْتَ بِاَرْضٍ قَفْرٍ اَوْ فَلَاةٍ فَضَلَّتْ رَاحِلَتُكَ فَدَعَوْتَهٗ رَدَّهَا عَلَيْكَ ، قُلْتُ اعْهَدْ اِلَيَّ قال: لا تسبن احدًا قَالَ فَمَا سَبَبْتُ بَعْدَهٗ حُرًّا وَّلَا عَبْدًا وَّلَا بَعِيْرًا وَّلَا شَاةً قَالَ وَلَا تَحْقِرَنَّ شَيْئًا مِنَ الْمَعْرُوْفِ وَاَنْ تُكَلِّمَ اَخَاكَ وَاَنْتَ مُنْبَسِطٌ اِلَيْهِ وَجْهُكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنَ الْمَعْرُوْفِ وَارْفَعْ اِزَارَكَ اِلٰى نِصْفِ السَّاقِ فَاِنْ اَبَيْتَ فَاِلَى الْكَعْبَيْنِ وَ اِيَّاكَ وَاِسْبَالَ الْاِزَارِ فَاِنَّهَا مِنَ الْمَخِيْلَةِ وَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُخِيْلَةَ وَاِنِ امْرُؤٌ شَتَمَكَ وَعَيَّرَكَ بِمَا يَعْلَمُ فِيْكَ فَلَا تُعَيِّرْهُ بِمَا تَعْلَمُ فِيْهِ فَاِنَّمَا وَبَالُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ مِنْهُ حَدِيْثَ السَّلَامِ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَيَكُوْنُ لَكَ اَجْرُ ذٰلِكَ وَوَبَالُهٗ عَلَيْهِ .

حل لغات: یصدر: صَدَرَ (ن) صَدْرًا چلنا، رَأیة: رائے جمع آراء، ضر: تکلیف جمع اَضرار۔ کشفه: کَشَفَ (ض) کَشْفًا ظاہر کرنا، زائل کرنا۔ ارض قفر: ایسی زمین کو کہتے ہیں جہاں نہ پانی ہو نہ پیڑ پودے، فلاة: جنگل جمع فَلَوات، راحلة: سواری جمع رَوَاحِل۔ لا تسبن: سب (ن) سَبًّا گالی دینا۔

ترجمه: حضرت ابو جری جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں مدینہ منورہ آیا تو ایک آدمی کو دیکھا جن کی رائے پر لوگ چلتے ہیں جو کچھ وہ کہتے ہیں لوگ اسی پر عمل کرتے ہیں میں نے کہا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ اللہ کے رسول ہیں، وہ کہتے ہیں میں نے دو مرتبہ کہا یا رسول اللہ ﷺ علیک السلام، آپ ﷺ نے فرمایا علیک السلام مردوں کا سلام مت کہو بلکہ السلام علیک کہو، میں نے کہا آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں تو آپ نے کہا میں اس اللہ کا رسول ہوں اگر تجھے تکلیف پہونچے، اور اس کو پکارو تو وہ اس کو تجھ سے زائل کردے، اور اگر تجھے قحط سالی کا سامنا ہو اور اسے پکارو تو وہ سبزہ اگا دے اور جب تو بے آب و گیاہ والی زمین یا جنگل میں ہو اور تمہاری سواری گم ہو جائے اور اس کو پکارو تو وہ سواری لوٹا دے میں نے کہا مجھ سے عہد لیجیے آپ ﷺ نے فرمایا بالکل کسی کو گالی نہ دینا۔ انہوں نے کہا میں نے اس کے بعد کسی آزاد، غلام، اونٹ اور نہ ہی بکری کو گالی دی، آپ ﷺ نے فرمایا کسی نیک عمل کو حقیر نہ سمجھنا، اور اپنے بھائی سے بات کرنا تو مسکرا کر بات کرنا اس لئے کہ یہ نیکی ہے، اور اپنا کپڑا نصف ساق تک رکھ یہ نہ ہو سکے تو ٹخنے تک اور ازار لٹکانے سے پرہیز کر اس لئے کہ یہ تکبر کی علامت ہے اور اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں کرتا ہے اور اگر آدمی تجھے گالی دے یا عار دلائے ان چیزوں میں جو وہ تیرے بارے میں جانتا ہے تو اس کو عار مت دلا ان چیزوں کے بارے میں جو اس کے متعلق تو جانتا ہے، اس لئے کہ یہ اسی کے لئے وبال ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ کی مجلس وغیرہ میں کوئی ایسی امتیازی شان نہیں ہوا کرتی تھی کہ کوئی اجنبی آئے تو فوراً پہچان لے، یہی وجہ ہے کہ ابی جری جابر بن سلیم آپ ﷺ سے ملنے آیا تو آپ کو پہچان نہ سکا لیکن آپ کی مجلس اور انداز تکلم بہت پسند آیا۔ تو انہوں نے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں حضرات صحابۂ کرامؓ نے بتایا کہ یہی رسول اللہ ﷺ ہیں، تو وہ جس مقصد سے آئے تھے اپنے مقصد کا اظہار کیا حدیث باب میں اسی کا بیان ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح فرأیت رجلا یصدر الناس: آپ کی باتیں چوں کہ بڑی قیمتی سو فی صد درست ہوا کرتی تھیں اس لئے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ ﷺ کی باتوں پر عمل کرنے میں کوئی جھجک محسوس نہ کرتے تھے، اس لئے جناب نبی کریم ﷺ جو حکم فرماتے حضرات صحابۂ کرام اس پر عمل کرتے اور جس چیز سے آپ منع کرتے حضراتِ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس سے باز رہتے **قال قلت علیك السلام یارسول الله مرتین:** جب ان کو معلوم ہو گیا کہ یہی اللہ کے رسول ہیں تو انہوں نے سلام کیا تو چوں کہ ان کا سلام مناسب نہیں تھا تو آپ نے توجہ نہ کی، جب جواب نہ ملا تو انہوں نے دوسری مرتبہ سلام کیا جب دوسری دفعہ سلام کیا تو جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سلام کرنے کا یہ طریقہ مناسب نہیں ہے اس طریقے سے تو مردوں کو سلام کیا جاتا ہے، اس طرح سلام کرنا چاہیے "**السلام علیك**" زمانہ جاہلیت میں یہ طریقہ رائج تھا کہ جب لوگ کسی کی قبر پر جاتے "**علیك السلام**" کہتے، لیکن شریعت اسلامیہ میں ایسا نہیں ہے، بلکہ اس میں زندہ اور مردہ دونوں کے لئے "**السلام علیکم**" کہا جاتا ہے، جیسا کہ جناب نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے۔ "**السلام علیکم دار قوم مؤمنین**" یہ قبرستان جانے کی دعاء ہے۔

سوال: جب "علیك السلام" مردے کا سلام ہے جو زمانہ جاہلیت میں رائج تھا تو انہوں نے آکر جناب نبی کریم ﷺ کو ایسا سلام کیوں کیا؟

جواب: ممکن ہے کہ وہ اس تفریق سے واقف نہ ہو۔

﴿جو راہ خدا میں دیا گیا وہی باقی رہا﴾

﴿حدیث نمبر۱۸۲۹﴾ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهُمْ ذَبَحُوْا شَاةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَقِيَ مِنْهَا ؟ قَالَتْ مَا بَقِيَ مِنْهَا اِلَّا كَتِفُهَا قَالَ بَقِيَ كُلُّهَا غَيْرَ كَتِفِهَا. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ.

حل لغات: كتفها: کندھا، شانہ جمع كَتِفَة وَاَكْتَاف.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان لوگوں نے ایک بکری ذبح کی، تو جناب نبی کریم ﷺ نے دریافت کیا اس میں سے کیا بچا؟ تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا صرف ایک شانہ آپ ﷺ نے فرمایا شانے کے علاوہ سب بچا ہوا ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جو کچھ اللہ کی راہ میں خرچ ہوجائے وہی باقی رہتا ہے، جیسا کہ اس حدیث شریف میں ہے کہ بکری ذبح کی گئی اس کا سارا گوشت تقسیم کردیا گیا صرف شانہ باقی رہ گیا تھا، تو جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ شانہ کے علاوہ سب باقی ہے، یعنی جو راہ خدا میں خرچ ہوجائے اصل میں وہی باقی رہنے والا ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح انهم ذبحوا شاةً: یہ بکری لوگوں نے ذبح کی تھی ایک تشریح تو یہ ہے کہ بعض صحابۂ کرامؓ نے ذبح کی تھی، دوسری تشریح یہ ہے کہ اہل بیت نے ذبح کی تھی حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے دوسری تشریح کی ان الفاظ میں توثیق کی ہے، وهو الأظهر۔ (مرقات ۲۱۳/۴)

الا كتفها: یعنی ایک شانہ صدقے میں نہیں دیا جاسکا تھا جس کو ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بچا ہوا سمجھ رہی تھیں، لیکن جناب نبی کریم ﷺ نے ان کی اس رائے کی تردید کی اور فرمایا کہ اس شانے کے علاوہ سب کچھ بچا ہوا ہے۔

﴿کپڑا پہنانے کی فضیلت﴾

﴿حدیث نمبر۱۸۳۰﴾ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ يَقُوْلُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ كَسَا مُسْلِمًا ثَوْبًا اِلَّا كَانَ فِيْ حِفْظٍ مِّنَ اللّٰهِ مَا دَامَ عَلَيْهِ مِنْهُ خِرْقَةٌ. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حل لغات: كسا: كَسَا (ن) كَسْوًا کپڑا پہنانا۔ ثوبًا: کپڑا۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں جناب نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس مسلمان نے کسی مسلمان کو کپڑا پہنایا تو وہ کپڑا اس کے بدن پر جب تک رہتا ہے تب تک وہ اللہ کی حفاظت میں رہتا ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں کپڑا صدقہ کرنے کی بڑی اہمیت ہے یہی وجہ ہے کہ جب تک وہ کپڑا باقی رہتا ہے کپڑا دینے والا اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہتا ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح كسا مسلما ثوبًا: ثوب سے عام کپڑا مراد ہے جیسا بھی کپڑا دے وہ فضیلت کا مستحق ہے خواہ پہننے کے ہوں کہ اوڑھنے کے خواہ بچھانے کے۔ كان في حفظ من الله: یہ تو دنیوی اعتبار سے ہے اور اخروی لحاظ سے بے پناہ ثواب ملے گا۔

﴿صدقہ چھپا کر دینے کی فضیلت﴾

﴿حدیث نمبر۱۸۳۱﴾ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ يَرْفَعُهُ قَالَ ثَلٰثَةٌ يُحِبُّهُمُ اللّٰهُ رَجُلٌ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتْلُوْا كِتَابَ اللّٰهِ وَرَجُلٌ يَتَصَدَّقُ بِصَدَقَةٍ بِيَمِيْنِهٖ يُخْفِيْهَا اُرَاهُ قَالَ مِنْ شِمَالِهٖ وَرَجُلٌ كَانَ فِيْ سَرِيَّةٍ فَانْهَزَمَ اَصْحَابُهٗ فَاسْتَقْبَلَ الْعَدُوَّ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ اَحَدُ رُوَاتِهٖ اَبُوْبَكْرِبْنُ عَيَّاشٍ كَثِيْرُ الْغَلَطِ.

حل لغات: بيمينه: دایاں، يخفيها، اَخْفَا (افعال) چھپانا، شِمَالٌ: بایاں، فانهزم: انهزم (انفعال) شکست کھانا، مغلوب ہونا۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تین ہیں جن سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے، ایک وہ آدمی جو رات کو اٹھ کر قرآن کریم کی تلاوت کرے، دوسرا وہ آدمی جو دائیں ہاتھ سے صدقہ کرے اور اس کو چھپائے، میں گمان کرتا ہوں کہ آپ ﷺ نے فرمایا بائیں سے، اور تیسرا وہ آدمی جو کسی سریہ میں ہو، اس کے ساتھی کو شکست ہو جائے اور وہ دشمنوں کے مقابلے میں ڈٹ جائے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت تو ویسے بھی بہت فضیلت رکھتی ہے، لیکن رات کے سناٹے میں تلاوت قرآن بہت زیادہ فضیلت رکھتی ہے، اسی طریقے سے صدقہ کرنا بہت اہم کام ہے لیکن بالکل پوشیدہ طور پر صدقہ کرنا کچھ زیادہ ہی اہم ہے علیٰ ہذا القیاس لڑائی کے میدان میں بہادری کا ثبوت دینا بڑی اہمیت کا حامل ہے، لیکن ہزیمت کے وقت اسلام کی سربلندی کے خاطر دشمن کے مقابلے ڈٹ جانا کچھ اور ہی فضیلت کی بات ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح ابن مسعود یرفعهٗ: یعنی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ حدیث شریف کے ان کلمات کو جناب نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں یہ روایت موقوف نہیں ہے۔ یحبهم الله: ایسے شخص سے اللہ تعالیٰ اس لئے محبت کرتا ہے کہ یہ اعمال ایسے وقت اور ایسے حالات میں رونما ہوتے ہیں کہ للّٰہیت کا بے پناہ مظاہرہ ہوتا ہے۔

﴿ اللہ کے محبوب اور دشمن ﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۳۲﴾ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ يُحِبُّهُمُ اللّٰهُ وَثَلٰثَةٌ يُبْغِضُهُمُ اللّٰهُ فَاَمَّا الَّذِيْنَ يُحِبُّهُمُ اللّٰهُ فَرَجُلٌ اَتٰى قَوْمًا فَسَاَلَهُمْ بِاللّٰهِ وَلَمْ يَسْاَلْهُمْ لِقَرَابَةٍ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهُمْ فَمَنَعُوْهُ فَتَخَلَّفَ رَجُلٌ بِاَعْيَانِهِمْ فَاَعْطَاهُ سِرًّا لَا يَعْلَمُ بِعَطِيَّتِهٖ اِلَّا اللّٰهُ وَالَّذِيْ اَعْطَاهُ، وَقَوْمٌ سَارُوْا لَيْلَتَهُمْ حَتّٰى اِذَا كَانَ النَّوْمُ اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِمَّا يُعْدَلُ بِهٖ فَوَضَعُوْا رُؤُسَهُمْ فَقَامَ يَتَمَلَّقُنِيْ وَيَتْلُوْا اٰيَاتِيْ، وَرَجُلٌ كَانَ فِيْ سَرِيَّةٍ فَلَقِيَ الْعَدُوَّ فَهُزِمُوْا فَاَقْبَلَ بِصَدْرِهٖ حَتّٰى يُقْتَلَ اَوْ يُفْتَحَ لَهٗ، وَالثَّلٰثَةُ الَّذِيْنَ يُبْغِضُهُمُ اللّٰهُ الشَّيْخُ الزَّانِيْ وَالْفَقِيْرُ الْمُخْتَالُ وَالْغَنِيُّ الظَّلُوْمُ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ مِثْلَهٗ وَلَمْ يَذْكُرْ وَثَلٰثَةٌ يُبْغِضُهُمْ.

حل لغات: یبغضهم: بَغُضَ (ن ک س) بَغَاضَةً دشمنی کرنا، ساروا: سَارَ (ض) سَيْرًا، چلنا، النوم: سونا، نَامَ (س) نَوْمًا سونا۔ یفتح: فتح (ف) فتحًا کھولنا۔

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا تین آدمی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے اور دوسرے تین آدمی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ دشمنی کرتا ہے، بہر حال وہ لوگ جن سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے، ایک آدمی نے اگر ایک قوم سے اللہ کے واسطے سے مانگا اور اس شخص نے اپنے اور ان کے درمیان قرابت کی وجہ سے سوال نہیں کیا، لیکن ان لوگوں نے نہیں دیا، تو ایک شخص نے جو اسی قبیلے کا تھا ان لوگوں کو پیچھے چھوڑ کر اس طرح چھپا کر دیا کہ اس کے عطیہ کو اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ ایک جماعت رات چلتے چلتے تھک گئی یہاں تک کہ دوسرے کاموں کے مقابلے میں نیند ان کو زیادہ پیاری ہوگئی چنانچہ وہ اپنے سروں کو رکھ کر سوگئے، لیکن ایک آدمی کھڑا ہو کر میرے سامنے کھڑے ہو کر گڑ گڑائے اور میری آیتوں کی تلاوت کرے۔ اور تیسرا وہ آدمی ہے جو کسی سریے میں ہو، دشمن سے لڑے، اس کے ساتھیوں کو شکست ہو، لیکن وہ سینہ تان کر آگے بڑھے یہاں تک کہ وہ شہید ہو جائے یا اس کو کامیابی ملے۔ تین وہ آدمی جن سے اللہ تعالیٰ دشمنی رکھتا ہے ایک زانی بوڑھا ہے، دوسرا متکبر محتاج ہے اور تیسرا ظالم مال دار ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ کچھ بہت اچھے کام ہوتے ہیں جو انہیں انجام دیتا ہے اللہ کا محبوب ترین بندہ بن جاتا ہے اور کچھ کام بہت برے ہوتے ہیں جو ان کاموں کی طرف قدم بڑھاتا ہے، اپنے کرتوت کی وجہ سے وہ لوگ

اللہ کے دشمن بن جاتے ہیں۔

کلماتِ حدیث کی تشریح فرجل اتی قومًا: ان تین آدمیوں میں ایک آدمی وہ ہے کہ ایک شخص نے کسی قبیلے سے اللہ کے واسطے کچھ مانگا، لیکن ان لوگوں نے کچھ دیا نہیں؛ لیکن ان ہی لوگوں میں سے ایک شخص کا دل پسیجا اور اس نے آگے بڑھ کر اس مانگنے والے کی امداد ایسی رازداری سے کی کہ کسی کو خبر نہ ہو سکی بس وہ جانتا ہے اور اس کا اللہ جانتا ہے، اس صورت میں خلوص بہت زیادہ پایا گیا اس لئے اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرنے لگتا ہے۔ وقوم ساروا لیلتھم الخ: دوسرے آدمی کا تذکرہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے کہ ایک جماعت کہیں جارہی تھی رات ہوگئی سب لوگ تھک گئے کہیں آرام کرنے کا فیصلہ کیا چنانچہ سب ایک جگہ سو گئے؛ لیکن ایک آدمی اس تھکان کی پرواہ کئے بغیر اللہ کے حضور میں گڑگڑا رہا ہے، قرآن کریم کی تلاوت کر رہا ہے۔ چونکہ اس کی اس عبادت کی خبر اللہ کے علاوہ کسی کو نہیں ہے خلوص کی مہر ثبت ہے اس لئے اللہ تعالیٰ محبت کرنے لگتا ہے ورجل کان فی سریۃ الخ: تیسرا وہ شخص ہے جس سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے، لڑائی میں شریک ہونے والا وہ مجاہد ہے کہ دیکھ رہا ہے ہمارے ساتھیوں کی شکست ہے؛ لیکن وہ اسلام کی سربلندی کے لئے آگے بڑھتا ہی چلا جاتا ہے حتی کہ وہ شہید ہو جاتا ہے تو ایسے آدمی سے بھی اللہ تعالیٰ بڑی محبت کرتا ہے۔

الشیخ الزانی: یہاں سے ان تین اشخاص کا تذکرہ ہے جن سے اللہ تعالیٰ دشمنی رکھتا ہے۔ پہلا وہ شخص ہے جو بوڑھا ہو لیکن زنا کرنے کی قبیح صفت اس میں موجود ہو تو اللہ کی نظر میں وہ بہت بڑا دشمن ہے، اس لئے کہ زنا بری حرکت تو ہے ہی اگر بوڑھا اس کو انجام دے تو اس کی قباحت اور بڑھ جاتی ہے۔ الفقیر المختال: بیچارا لاچار اور غریب تو ہے اس پر بھی کبر و غرور سے چور ہے تو یہ بات اللہ کو نہایت ناپسند ہے۔ الغنی الظلوم: اللہ تعالیٰ نے نوازا ہے، اثر و رسوخ ہے پہنچ ہے تو اس کے ذریعے سے اس کو چاہیے تھا کہ لوگوں کو فائدہ پہنچائے، یہ کام نہ کرنے کے بجائے وہ دوسرے مظلوم اور غریب پر ظلم و زیادتی کرتا ہے تو یہ کام اللہ کو نہایت ناپسند ہے۔

﴿صدقہ چھپا کر ادا کرنے کی فضیلت﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۳۳﴾ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْاَرْضَ جَعَلَتْ تَمِيْدُ فَخَلَقَ الْجِبَالَ فَقَالَ بِهَا عَلَيْهَا فَاسْتَقَرَّتْ فَعَجِبَتِ الْمَلٰئِكَةُ مِنْ شِدَّةِ الْجِبَالِ، فَقَالُوْا يَارَبِّ هَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ اَشَدُّ مِنَ الْجِبَالِ؟ قَالَ: نَعَمْ اَلْحَدِيْدُ، فَقَالُوْا يَا رَبِّ هَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ اَشَدُّ مِنَ الْحَدِيْدِ قَالَ نَعَمِ النَّارُ فَقَالُوْا يَارَبِّ هَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ اَشَدُّ مِنَ النَّارِ ؟ قَالَ: نَعَمِ الْمَآءُ فَقَالُوْا يَارَبِّ هَلْ مِنْ خَلْقِكَ اَشَدُّ مِّنَ الْمَآءِ قَالَ نَعَمِ الرِّيْحُ فَقَالُوْا يَارَبِّ هَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ اَشَدُّ مِنَ الرِّيْحِ قَالَ نَعَمِ ابْنُ اٰدَمَ تَصَدَّقَ صَدَقَةً بِيَمِيْنِهٖ يُخْفِيْهَا مِنْ شِمَالِهٖ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ. وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَّذُكِرَ حَدِيْثُ مُعَاذٍ اَلصَّدَقَةُ تَطْفِئُ الْخَطِيْئَةَ فِي كِتَابِ الْاِيْمَانِ.

حل لغات: تمید: مَادَ (ض) مَیْدًا ہلنا۔ الجبال: پہاڑ واحد جَبَلٌ۔ شدة: سختی جمع شِدَدٌ۔ الحدید: لوہا۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب زمین پیدا کی تو زمین ہلنے لگی تو اللہ تعالیٰ نے پہاڑ پیدا کر کے اس پر کھڑے کر دئے تو زمین کو قرار ہو گیا۔ فرشتے کو پہاڑ کی سختی سے بڑا تعجب ہوا انہوں نے کہا اے میرے رب کیا آپ کی مخلوقات میں پہاڑ سے بھی زیادہ سخت کوئی چیز ہے اللہ نے فرمایا ہاں لوہا ہے، فرشتوں نے کہا اے میرے رب کیا آپ کی مخلوقات میں لوہے سے بھی زیادہ سخت کوئی چیز ہے اللہ نے فرمایا ہاں آگ ہے، فرشتوں نے کہا اے میرے رب کیا آپ کی مخلوقات میں آگ سے بھی زیادہ سخت کوئی چیز ہے اللہ نے فرمایا ہاں پانی ہے، فرشتوں نے کہا اے میرے رب کیا آپ کی مخلوقات میں پانی سے بھی زیادہ سخت کوئی چیز ہے تو اللہ نے فرمایا ہاں ہوا ہے، فرشتوں نے کہا اے میرے رب کیا آپ کی مخلوقات میں ہوا سے بھی زیادہ

سخت کوئی چیز ہے اللہ نے کہا ہاں اولاد آدم ہیں جو دائیں ہاتھ سے صدقہ دیتے ہیں تو بائیں ہاتھ سے چھپائے رکھتے ہیں۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک سے ایک سخت چیز پیدا کی ہیں ان میں سب سے زیادہ سخت چیز انسان ہیں اور ان کی سختی کا عالم یہ ہے کہ بسا اوقات دایاں ہاتھ صدقہ کرتا ہے تو بائیں کو بھی خبر ہونے نہیں دیتا ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح لماخلق اللہ الارض: یعنی کعبے کی زمین کو اور اس کے ارد گرد تختی کی طرح زمین پانی کی طرح پھیلا دی گئی۔ جعلت تمید: جعلت شرعت کے معنی میں ہے یعنی جب زمین پیدا کی گئی تو اس نے ہلنا شروع کر دیا۔ فخلق الجبال فقال بھا علیھا: جب ہلنے لگی تو اللہ تعالیٰ نے پہاڑ پیدا کر کے زمین کے اوپر کیل کی طرح کھڑا کر دیا، جس کی وجہ سے زمین کا ہلنا بند ہوگیا، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے "وَاَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِکُمْ" فعجبت الملائکۃ من شدۃ الجبال الخ: زمین کی حرکت اس قدر تیز تھی کہ فرشتوں کو محسوس ہونے لگا کہ یہ رکنے والی نہیں ہے؛ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو پیدا کر کے کیل کی طرح کھڑا کر دیا تو فرشتوں نے تعجب سے اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ مخلوقات میں پہاڑ ہی سب سے زیادہ سخت ہے یا اس سے بھی زیادہ سخت کوئی دوسری مخلوق ہے۔ قال نعم الحدید: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں اس پہاڑ سے بھی زیادہ سخت ایک مخلوق ہے جسے لوہا کہا جاتا ہے، اسی طریقے سے فرشتے پوچھتے رہے اور چھ چیزوں کے بارے میں پوچھا اور اخیر میں بات یہاں آکر رکی۔ قال نعم ابن آدم: کہ مخلوقات میں سب سے زیادہ طاقت ور انسان ہیں۔ اور انسان سب سے زیادہ مضبوط اس لئے ہے کہ انسان مٹی، آگ، پانی اور ہوا سے مرکب ہے جب یہ آپس میں ملتے یا ٹکراتے ہیں تو شدت میں مزید اضافہ ہو جایا کرتا ہے۔

الفصل الثالث

﴿جوڑا جوڑا خرچ کرنے کی فضیلت﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۳۴﴾ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ عَبْدٍ مُّسْلِمٍ یُّنْفِقُ مِّنْ کُلِّ مَالٍ لَہٗ زَوْجَیْنِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِلَّا اسْتَقْبَلَتْہُ حَجَبَۃُ الْجَنَّۃِ کُلُّھُمْ یَدْعُوْہُ اِلٰی مَا عِنْدَہٗ قُلْتُ وَکَیْفَ ذٰلِکَ قَالَ اِنْ کَانَتْ اِبِلًا فَبَعِیْرَیْنِ وَاِنْ کَانَتْ بَقَرَۃً فَبَقَرَتَیْنِ. رَوَاہُ النَّسَائِیُّ.

حل لغات: عبد: بندہ جمع عباد، ینفق: اَنْفَقَ (افعال) خرچ کرنا، سبیل: راستہ جمع سُبُل، حجبۃ: دربان واحد حَاجِب.

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو مسلمان بندہ اللہ کی راہ میں اپنے ہر (جنس) مال میں سے ایک ایک جوڑا خرچ کرے گا تو جنت کے دربان اس کا استقبال کریں گے، ان میں سے ہر ایک اس کو اس چیز کی طرف بلائیں گے جو ان کے پاس ہوگی۔ میں نے عرض کیا اس طرح خرچ کرنے کی صورت کیا ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا اگر اونٹ ہو تو دو اونٹ اور اگر گائے ہو تو دو گائے دے۔

خلاصۂ حدیث جوڑے کی ایک اہمیت ہے جو شخص اپنے مال میں سے جوڑا جوڑا خرچ کریگا اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کریگا۔

کلماتِ حدیث کی تشریح مامن عبد مسلم ینفق: خرچ کرنے سے مراد یہاں صدقہ کرنا ہے۔ من کل مال لہ: یعنی اپنے ہر ایک مال میں سے جوڑا جوڑا خرچ کرے، فی سبیل اللہ: یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے۔ استقبلتہ حجبۃ الجنۃ: جب اللہ کی رضا حاصل ہو جائے گی تو جنت کے دربان اس کو اپنی طرف بلائیں گے۔

﴿صدقہ قیامت کے دن سایہ ہوگا﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۳۵﴾ وَعَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنِیْ بَعْضُ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ ظِلَّ الْمُؤْمِنِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ صَدَقَتُہٗ. رَوَاہُ اَحْمَدُ.

حل لغات: ظل: سایہ جمع ظِلال و اَظْلال۔

ترجمہ: حضرت مرثد بن عبداللہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کے بعض صحابہؓ نے بیان کیا کہ انہوں نے جناب نبی کریم ﷺ کو کہتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن مؤمن کا سایہ اس کا صدقہ ہوگا۔

خلاصۂ حدیث جو مسلمان صدقہ کرتے ہیں ان کا یہ صدقہ قیامت کے دن سایہ کی شکل میں آئے گا۔

کلماتِ حدیث کی تشریح مرثد بن عبد اللّٰہ: یہ مصر کے رہنے والے تابعی ہیں۔ قال حدثنی بعض اصحاب رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم الخ: انہوں نے یہ حدیث عقبہ بن عامر، ابوایوب انصاری اور عمرو بن العاص سے سنی ہے۔ ان ظل المؤمن یوم القیامۃ صدقتہٗ: یعنی مسلمان بندہ اس دنیا میں جو صدقہ دیتا ہے یا تو یہی صدقہ یا اس صدقے کا ثواب مجسم صورت اختیار کر کے خیمہ کی طرح قیامت کے دن اس کے لئے سایہ فگن ہوگا۔

﴿عاشورہ کے دن اپنے عیال پر زیادہ خرچ کرنے کی فضیلت﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۳۶﴾ وَعَنِ ابنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وَسَّعَ عَلٰی عِيَالِهٖ فِی النَّفَقَةِ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ سَائِرَسَنَتِهٖ قَالَ سُفْيَانُ اِنَّاقَدْجَرَّبْنَاهُ فَوَجَدْنَاهُ كَذٰلِكَ.وَرَوَی الْبَيْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الايمَانِ عَنْهُ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَاَبِیْ سَعِيْدٍ وَجَابِرٍ وَضَعَّفَهٗ .

حل لغات: وسع: وَسِعَ (س) وَسْعًا کشادہ ہونا۔ وَسَّعَ (تفعیل) کشادہ کرنا۔ جربناہ: جَرَّبَ (تفعیل) تجربہ کرنا۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص عاشورہ کے دن اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنے میں کشادگی کریگا اللہ تعالیٰ پورے سال اس پر کشادگی کرے گا، سفیان نے کہا ہم نے اس کا تجربہ کیا تو ہم نے اس کو ایسا ہی پایا۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے "یوم عاشورہ" کو چونکہ ایک اہمیت حاصل ہے اس لئے جو شخص اس دن اپنے بال بچوں پر خرچ کرنے میں وسعت سے کام لے گا تو اللہ تعالیٰ پورے سال اس کے لئے کشادگی کرے گا۔

کلماتِ حدیث کی تشریح من وسع علی عیالہ: یعنی جو شخص عاشورہ کے دن اپنے بال بچوں کو کھلانے پلانے یا دوسری ضروریات میں زیادہ خرچ کرے گا تو وسع اللّٰہ علیہ سائر سنتہ: اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ بقیہ پورا سال کشادگی کا برتاؤ کرے گا۔ قال سفیان انا قد جربناہ: سفیان ثوری کہتے ہیں کہ ہم نے اور ہمارے اصحاب نے مل کر اس کا تجربہ کیا یعنی اپنے بال بچوں کو کھلایا تو ایسا ہی پایا، یعنی پورے سال رزق میں وسعت محسوس کی گئی۔ وضعفہ: یعنی حضرت امام بیہقیؒ نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔

﴿صدقے کا ثواب بے پناہ ہے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۳۷﴾ وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ ! اَرَاَيْتَ الصَّدَقَةَ مَا ذَا هِیَ ؟ قَالَ اَضْعَافٌ مُّضَاعَفَةٌ وَّ عِنْدَ اللّٰهِ الْمَزِيْدُ. رَوَاهُ اَحْمَدُ .

حل لغات: اضعاف: ضِعْفٌ کی جمع ہے بمعنی دو چند، مضاعفۃ: بمعنی دوہرا۔

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوذرؓ نے کہا "یا نبی اللہ" مجھے بتلایئے کہ صدقہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا چند در چند ہے اور اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ صدقے کا ثواب بہت زیادہ تو ہے ہی، مزید برآں یہ کہ اللہ تعالیٰ اس پر بھی زیادہ کرتا ہے اور کتنا زیادہ کرے گا اللہ ہی جانتا ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح الصدقة ماذاهي: یعنی صدقے کا ثواب کیا ہے؟قال اضعاف مضاعفة: یعنی اس صدقے کا ثواب دس گنا سے بڑھ کر سات سو گنا تک ہوجاتا ہے۔ وعندالله المزيد: اوراللہ تعالیٰ اس پر مزید اضافہ کرتا ہے، کتنا اضافہ کرے گا یہ اللہ ہی کو معلوم ہے۔

﴿باب افضل الصدقة﴾

﴿الفصل الاوّل﴾

﴿بهترين صدقه﴾

﴿حدیث نمبر۱۸۳۸﴾ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَعَنْ حَکِیْمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَیْرُ الصَّدَقَةِ مَاکَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًی وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ حَکِیْمٍ وَحْدَهُ.

حل لغات: ظَهر: پیٹھ جمع اَظْهُر وظُهُوْر، غنی: مالداری جمع اغنیا، تعول: عال (ن) عولاً: پرورش کرنا۔

ترجمه: حضرت ابوہریرہ اور حکیم بن حزام رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا بہترین صدقہ وہ ہے جو مالداری کی پیٹھ سے ہو اور ان لوگوں سے شروع کرو جو تمہاری پرورش میں ہو۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنے اہل وعیال پر پہلے خرچ کرے ان پر خرچ کر کے بچ جائے تب صدقہ کرے یہ صدقہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح خير الصدقة ما كان عن ظهر غنى: اس جملے کا مطلب یہ ہے کہ بہترین صدقہ وہ ہے جو خود پر اور اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنے کے بعد جو مال بچ جائے وہ صدقہ کیا جائے تاکہ نفس کا استغنا ظاہر ہو، لیکن کوئی اپنی ضروریات میں سے صدقہ کرنا شروع کردے تو قلب کو وہ اطمینان حاصل نہ ہوسکے گا جو عنداللہ مطلوب ہے۔ وابدأ بمن تعول: یہی وجہ ہے کہ پہلے ان لوگوں پر خرچ کرنے کا حکم ہے، جو اپنی پرورش میں ہوں۔

﴿اپنے بچوں پر خرچ کرنا بھی صدقہ ہے﴾

﴿حدیث نمبر۱۸۳۹﴾ وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَنْفَقَ الْمُسْلِمُ نَفَقَةً عَلٰی اَهْلِهٖ وَهُوَ یَحْتَسِبُهَا کَانَتْ لَهٗ صَدَقَةً. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حل لغات: انفق: اَنْفَقَ (افعال) خرچ کرنا، یحتسبها: حَسِبَ (س) حساباً گمان، احتسب (افتعال) عنداللّٰه خیرًا: ثواب کی امید رکھنا، یہاں یہی معنی مراد ہے۔

ترجمه: حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب مسلمان ثواب کی امید سے اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے تو اس کے لئے صدقہ ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنے بال بچوں پر تو خرچ کرنا ہی ہے، ان ہی اخراجات پر اگر کوئی مسلمان ثواب کی امید رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کو ثواب عنایت کرتا ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح على أهله: یعنی اپنی بیوی یا ان لوگوں پر جن کا نفقہ اس شخص پر واجب ہے۔ وهو يحتسبها: یعنی وہ ثواب کی امید رکھتا ہے۔ كانت له صدقة: یعنی اس کے لئے صدقے کا ثواب ہے۔

﴿بڑا صدقه﴾

﴿حدیث نمبر۱۸۴۰﴾ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دِیْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ

وَدِیْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ فِیْ رَقَبَةٍ وَدِیْنَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهٖ عَلٰی مِسْكِیْنٍ وَدِیْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ عَلٰی اَهْلِكَ اَعْظَمُهَا اَجْرًا الَّذِیْ اَنْفَقْتَهٗ عَلٰی اَهْلِكَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: دینار: سونے کا سکہ جمع دَنَانِیر، سبیل: راستہ جمع سُبُل، رَقَبَة: گردن جمع رِقَاب.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایک دینار وہ ہے جسے تم نے راہِ خدا میں خرچ کیا، ایک دینار وہ ہے جسے تم نے غلام آزاد کرنے میں خرچ کیا، ایک دینار وہ ہے جسے تم نے مسکین کو صدقہ کیا اور ایک دینار وہ ہے جسے تم نے اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا۔ ان میں سے اس کا اجر بڑھا ہوا ہے جس کو تم نے اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ دوسروں کے مقابلے اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنے کا ثواب زیادہ ملے گا۔

کلماتِ حدیث کی تشریح انفقته فی سبیل الله: راہ خدا سے مراد جہاد، حج اور علم دین کی خدمت مراد ہے۔ فی رقبة: یعنی غلام آزاد کرنے میں۔ اعظمها اجرا الذی انفقته علی اهلك: زیادہ ثواب اس لئے ملے گا کہ اپنے اہل وعیال کی پرورش ضروری ہے اور ضرورت کی جگہ خرچ کرنے سے ثواب زیادہ ملتا ہی ہے یا اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنے سے انفاق اور صلہ رحمی دونوں پائے گئے اس لئے ثواب زیادہ ملے گا۔

﴿بہترین مصارف﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۴۱﴾ وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ دِیْنَارٍ یُنْفِقُهٗ عَلٰی عِیَالِهٖ وَدِیْنَارٌ یُنْفِقُهٗ عَلٰی دَابَّتِهٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ دِیْنَارٌ یُنْفِقُهٗ عَلٰی اَصْحَابِهٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: دابته: سواری جمع دَوَابٌّ.

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا خرچ کئے جانے میں افضل دینار وہ دینار ہے جو اپنے بال بچوں پر خرچ کرے، دوسرا وہ دینار ہے جو جہاد کی سواری پر خرچ کرے اور تیسرا وہ دینار ہے جو اپنے مجاہدین ساتھی پر خرچ کرے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ تین مصرف ہیں (جن کا حدیث باب میں تذکرہ ہے) جن پر خرچ کرنے سے بہترین صدقے کا ثواب ملتا ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح علی دابته في سبيل الله: دابته في سبيل الله سے وہ سواری مراد ہے جو جہاد کے لئے پالے گئے ہوں، علی أصحابه في سبيل الله: أصحابه في سبيل الله سے اسلامی لشکر مراد ہے یعنی اسلامی لشکر پر خرچ کرنا بہترین صدقہ ہے۔

﴿اپنے بچوں پر خرچ کرنے کا ثواب﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۴۲﴾ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَلِیَ اَجْرٌ اَنْ اُنْفِقَ عَلٰی بَنِیْ اَبِیْ سَلَمَةَ اِنَّمَا هُوَ بَنِیَّ فَقَالَ اَنْفِقِیْ عَلَیْهِمْ فَلَكِ اَجْرُ مَا اَنْفَقْتِ عَلَیْهِمْ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حل لغات: اجر: ثواب جمع اُجُور.

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا میرے لئے ثواب ہے اگر میں ابو سلمہ کی اولاد پر خرچ کروں اس لئے کہ وہ تو میری اولاد ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا ان پر خرچ کرو جو تم ان پر خرچ کرو گی تمہارے لئے اجر ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنی اولاد پر خرچ کرنے سے بھی ثواب ملتا ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح عن أم سلمة قالت قلت يارسول ا اَلِیَ اَجْرٌ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا (جن نام ہند بنت ابو امیہ، یا بعضوں کے نزدیک رملہ بنت ابو امیہ تھا) پہلی شادی ایک صحابی حضرت ابوسلمہؓ (اصل نام عبداللہ بن عبدالاسد) سے ہوئی تھی۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کئی اولادیں ہوئیں ان میں سے ایک سلمہ رضی اللہ عنہا تھے، ایک کا نام عمر تھا، ایک بیٹی زینب تھیں اور ایک بیٹی کا نام درہ رضی اللہ عنہ تھا (بعضوں نے دو اولادوں کا اور ذکر کیا ہے ایک بیٹا محمد اور ایک بیٹی ام کلثوم)

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ جب (۳ھ یا ۴ھ) میں انتقال کر گئے تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا دوسرا نکاح رسول اللہ ﷺ سے ہوا، حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے ان کے جو بچے تھے ان کو خرچہ کے لئے وہ کچھ دیا کرتی تھیں، اسی کے بارے میں انہوں نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ میں اپنے بچوں پر جو خرچ کرتی ہوں کیا وہ بھی کارِ ثواب ہے؟ اس پر جناب نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اُن بچوں پر تمہارا خرچ کرنا کارِ ثواب ہے۔ واضح رہے کہ بظاہر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی مراد ان ہی بچوں سے تھی جو ان کے بطن سے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے تھے، اس صورت میں "وہ تو میرے بچے ہیں" کے الفاظ سے سگے بچے مراد ہوں گے۔

﴿اپنے لوگوں کو صدقہ دینا دوہرا اجرہے﴾

﴿حدیث نمبر۱۸۴۳﴾ وَعَنْ زَيْنَبَ اِمْرَأَةِ عَبْدِاللّٰهِ ابْنَ مَسْعُوْدٍ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقْنَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ قَالَتْ فَرَجَعْتُ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ فَقُلْتُ اِنَّكَ رَجُلٌ خَفِيْفُ ذَاتِ الْيَدِ وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ فَاْتِهٖ فَاسْأَلْهُ فَاِنَّهٗ كَانَ ذٰلِكَ يَجْزِيْ عَنِّيْ وَاِلَّا صَرَفْتُهَا اِلٰى غَيْرِكُمْ قَالَتْ فَقَالَ لِيْ عَبْدُاللّٰهِ بَلْ اِيْتِيْهِ اَنْتِ قَالَتْ فَانْطَلَقْتُ فَاِذَا امْرَأَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ بِبَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجَتِيْ حَاجَتُهَا قَالَتْ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اُلْقِيَتْ عَلَيْهِ الْمَهَابَةُ قَالَتْ فَخَرَجَ عَلَيْنَا بِلَالٌ فَقُلْنَالَهُ اْئتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبِرْهُ اَنَّ امْرَأَتَيْنِ بِالْبَابِ تَسْأَلَانِكَ اَتُجْزِءُ الصَّدَقَةُ عَنْهُمَا عَلٰى اَزْوَاجِهِمَا وَعَلٰى اَيْتَامٍ فِيْ حُجُوْرِهِمَا وَلَا تُخْبِرْهُ مَنْ نَّحْنُ قَالَتْ فَدَخَلَ بِلَالٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهٗ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هُمَا قَالَ امْرَأَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَزَيْنَبُ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَیُّ الزَّيَانِبِ قَالَ امْرَأَةُ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُمَا اَجْرَانِ اَجْرُ الْقَرَابَةِ وَاَجْرُ الصَّدَقَةِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَاللَّفْظُ لِمُسْلِمٍ.

حل لغات: معشر: جماعت، آدمی کے اہل جمع مَعَاشِر، النساء: جمع ہے امرأۃ کی بمعنی عورت، حليكن: جمع ہے حَلِیٌّ کی بمعنی زیور، باب: دروازہ جمع ابواب، المهابة: رعب، هابة (س) سے هيبة: خوف کرنا۔

ترجمه: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی زینب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے عورتوں کی جماعت صدقہ کیا کرو، اگر چہ اپنے زیوروں سے ہو، زینب نے کہا میں نے واپس جا کر عبداللہ سے کہا آپ خالی ہاتھ غریب آدمی ہیں اور جناب نبی کریم ﷺ نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا ہے، اس لئے آپ جا کر جناب نبی ﷺ سے دریافت کیجئے۔ اگر یہ میرے لئے کافی ہے تو ٹھیک ہے ورنہ اس کو میں آپ کے علاوہ پر خرچ کروں، زینب نے کہا کہ عبداللہ نے مجھ سے کہا تم ہی جاؤ، چنانچہ میں گئی تو دیکھا کہ ایک انصاری عورت جناب نبی کریم ﷺ کے دروازے پر اسی ضرورت سے کھڑی ہے جو میری ضرورت ہے، زینب نے کہا جناب نبی کریم ﷺ بہت رعب دار تھے، بلال رضی اللہ عنہ باہر نکلے تو ہم نے ان سے کہا آپ جا کر جناب نبی کریم ﷺ سے کہیے کہ دروازے پر کھڑی دو عورتیں آپ ﷺ سے پوچھ رہی ہیں کہ ان کا اپنے شوہروں اور ان یتیم بچوں پر خرچ کرنا کافی ہے جو ان کے

آغوش تربیت میں ہیں؟ اور یہ آپ نہ بتائیں کہ ہم کون ہیں، زینب رضی اللہ عنہا نے کہا کہ بلال رضی اللہ عنہ نے جناب نبی کریم ﷺ سے ملاقات کر کے پوچھا، تو جناب نبی کریم ﷺ نے ان سے کہا وہ دونوں کون ہیں؟ انہوں نے کہا ایک انصاری عورت ہے اور دوسری زینب ہے، تو جناب نبی کریم ﷺ نے کہا کون زینب رضی اللہ عنہا ہے؟ انہوں نے کہا عبداللہؓ کی بیوی، تو جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا ان کے لئے دوہرا اجر ہے، ایک قرابت کا اجر اور دوسرا صدقے کا اجر۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنے لوگوں یا جو زیر پرورش ہیں ان پر خرچ کرنے سے دوہرا اجر ملتا ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح حلیکن: زیور سے ہر طرح کے زیور مراد ہیں خواہ سونے چاندی کے ہوں یا دوسرے معدنیات کے۔ (مرقات ۲۱۹/۴) انك رجل خفيف ذات اليد: یعنی آپ کا ہاتھ مضبوط نہیں ہے، بلکہ آپ ایک غریب آدمی ہیں۔ قد أمرنا بالصدقة: یعنی اس مجلس میں حضرت زینب بھی تھیں جس مجلس میں آپ نے عورتوں کی جماعت کو صدقہ کرنے کا حکم دیا تھا، اب زینب کو فکر ہوئی کہ میں تو بس اپنے شوہر اور اپنی کفالت میں موجود بچوں پر ہی خرچ کرتی ہوں، اس کے بعد مال بچتا ہی نہیں ہے کہ دوسروں پر خرچ کروں جس کی بنیاد پر میں ثواب سے محروم ہوں اب اس کی ایک صورت تو یہ ہے کہ ان لوگوں سے ہاتھ روک کر دوسروں پر خرچ کروں تا کہ ثواب ملے اور دوسری صورت یہ ہے کہ مجھے ان لوگوں پر خرچ کرنے سے ثواب مل رہا ہے۔ فإن كان ذلك يجزئ عنى الخ: تو ٹھیک ہے ورنہ میں دوسرے لوگوں پر خرچ کروں گی۔ قال لى عبدالله بل ائتيه انتِ: حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ جا کر جناب نبی کریم ﷺ سے اس کو پوچھئے، تو انہوں نے زینب سے کہا کہ اس کو تم ہی جا کر پوچھو۔ قالت فانطلقت فإذا الخ: زینب کہتی ہیں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے کہنے کے مطابق میں گئی تو دیکھا کہ جناب نبی کریم ﷺ کے دروازے پر ایک انصاری عورت اسی ضرورت کے لئے کھڑی ہے جو میری ضرورت تھی۔ وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم قد القيت المهابة: جناب نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے چونکہ بہت زیادہ رعب سے نوازا تھا، اس لئے دونوں میں اندر جانے کی ہمت نہ ہو سکی۔ فخرج علينا بلال: حضرت بلال رضی اللہ عنہ باہر نکلے تو ان دونوں نے اس موقع کو غنیمت جانا اور ان سے کہا کہ آپ جا کر کہیے کہ دو عورتیں ہیں، يسالانك اتجزئ الصدقة عنهما على ازواجهما الخ: جو آپ سے یہ پوچھ رہی ہیں کہ کیا ان دونوں کا اپنے شوہر اور زیر پرورش یتیم بچوں پر خرچ کرنے سے صدقے کا ثواب ملے گا؟ ولا تخبره من نحن: لیکن آپ جناب نبی کریم ﷺ سے ہمارا تعارف نہ کرائیں۔ فدخل بلال: چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کی ضرورت جناب نبی کریم ﷺ کے سامنے رکھی اور حالات یہ آئے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ان دونوں عورتوں کا تعارف کرانا پڑ گیا چوں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھ لیا، لهما اجران: دربار نبوت سے جواب ملا کہ ان دونوں عورتوں کے لئے دوہرا اجر ہے ایک حق قرابت کا اور دوسرا صدقے کا۔

﴿اپنے رشتہ داروں کو دینا زیادہ اجر ہے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۴۴﴾ وَعَنْ مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ اَنَّهَا اَعْتَقَتْ وَلِيْدَةً فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ اَعْطَيْتِهَا اَخْوَالَكِ كَانَ اَعْظَمَ لِاَجْرِكِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حل لغات: وليدة: باندی جمع وَلَائِد، اخوالك: جمع ہے خَالٌ بمعنی ماموں۔

ترجمہ: حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے جناب نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ایک لونڈی آزاد کی، انہوں نے جناب نبی کریم ﷺ کے سامنے اس کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر اپنے ماموؤں کو دیدیتیں تو

تمہارے لئے زیادہ اجر ہوتا۔

خلاصۂ حدیث مال خرچ کرنے سے پہلے اپنے رشتہ داروں کو دیکھ لے اگر ان میں ایسا کوئی ضرورت مند ہے تو اس کو دیدیا جائے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح میمونة بنت الحارث: یہ جناب نبی کریم ﷺ کی بیویوں میں سے ایک بیوی ہیں۔ اعتقت ولیدۃ ولیدۃ: انہوں نے ایک باندی آزاد کی، باندی آزاد تو ہوگئی۔ فذکرت ذٰلك: انہوں نے بعد میں جناب نبی کریم ﷺ سے اسکا تذکرہ کیا، فقال لو اعطیتها اخوالك: تو جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر آزاد کرنے کے بجائے اس باندی کو اپنے ماموؤں کو دیدیتیں تو تمہیں زیادہ ثواب ملتا اسلئے کہ انکے ماموؤں کو واقعتاً اس باندی کی ضرورت تھی اور وہ لوگ محتاج بھی تھے۔

﴿ہدیہ پہلے اپنے لوگوں کو دے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۴۵﴾ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِنَّ لِيْ جَارَيْنِ فَاِلٰى اَيِّهِمَا اُهْدِيْ قَالَ اِلٰى اَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

حل لغات: جارین: جار کا تثنیہ ہے بمعنی پڑوسی۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ میرے دو پڑوسی ہیں ان میں سے میں کس کو ہدیہ دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ان میں سے جو آپ سے دروازے کے اعتبار سے قریب ہو۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ ہدیہ پہلے اپنے قریبی لوگوں کو دے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح ان لی جارین فالی ایهما اهدی: ہدیہ دینے کے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ پہلے کس کو ہدیہ دیا جائے اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ کس کو زیادہ ہدیہ دیا جائے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے دروازے سے جس کا دروازہ قریب ہے۔

﴿شوربہ بڑھادے تاکہ پڑوس کو دے سکے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۴۶﴾ وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا طَبَخْتَ مَرَقَةً فَاَكْثِرْ مَاۤئَهَا وَتَعَاهَدْ جِيْرَانَكَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

حل لغات: جارین: جار کا تثنیہ ہے بمعنی پڑوسی۔

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب شوربا پکاؤ تو اس کا پانی بڑھا دو اور اپنے پڑوسیوں کو ہدیہ میں دیدو۔

خلاصۂ حدیث خلاصہ یہ ہے کہ جب کبھی خاص کھانا پکائے تو ممکن ہو تو ذرا شوربہ بڑھالے تاکہ پڑوسیوں کو ہدیہ کیا جاسکے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح اذا طبخت مرقة: وہ شوربا خواہ گوشت کا ہو یا آلو وغیرہ کا، تعاهد جیرانك: تاکہ پڑوسیوں کو ہدیہ کیا جاسکے۔

الفصل الثانی

﴿کم مال والے کے صدقے کی فضیلت﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۴۷﴾ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَيُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ جُهْدُ الْمُقِلِّ وَابْدَاْ بِمَنْ تَعُوْلُ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ .

حل لغات: جهد: زبردست کوشش۔ المقل: کم مال والا۔ قَلَّ (ض) قلا کم مال والا ہونا۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کون سا صدقہ افضل ہے آپ ﷺ نے فرمایا کم مال والے کا پوری کوشش کرنا اور زیر پرورش لوگوں سے شروع کرو۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ کم مال والے کا صدقہ افضل ترین صدقہ میں شمار ہوتا ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح **اى الصدقة أفضل قال جهد المقل:** اس حدیث شریف میں ہے کہ کم مال والے کا صدقہ افضل ترین صدقہ ہے، حالاں کہ پیچھے ایک حدیث شریف گذری ہے جس میں کہا گیا ہے "**خير الصدقة ماكان عن ظهر غنى**" دونوں روایتوں میں تعارض ہے، اس کی توجیہ کیا ہے؟ دونوں روایتوں میں اس طور پر تطبیق دی جاسکتی ہے کہ حالات وواقعات سے چوں کہ احکام بدل جاتے ہیں اس لئے بعض حالات میں "**جهد المقل**" کا صدقہ افضل ترین صدقہ ہے۔ دوسری توجیہ یہ ہے کہ "**جهد المقل**" کا صدقہ اس صورت میں افضل ترین صدقہ ہے جب استغنائے قلب کے ساتھ کیا جائے۔

﴿ رشتہ داروں کو صدقہ دینا دوہرا اجر ہے ﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۴۸﴾ وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِيْنِ صَدَقَةٌ وَّهِيَ عَلٰى ذِي الرَّحِمِ ثِنْتَانِ صَدَقَةٌ وَّصِلَةٌ. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

حل لغات: الرحم: رشتہ دار جمع اَرْحَام، اسی سے ذوالرحم بمعنی رشتہ دار۔

ترجمہ: حضرت سلیمان بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا مسکین کو صدقہ دینا ایک صدقہ ہے اور وہی رشتہ داروں کو دینا ڈبل، ایک صدقہ اور ایک صلۂ رحمی۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنے لوگوں اور رشتہ داروں کو صدقہ دینے سے ڈبل اور دوہرا اجر ملتا ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح **سليمان بن عامر:** حضرات شارحین لکھتے ہیں کہ یہ نام سلیمان بن عامر نہیں ہے بلکہ سلمان بن عامر ہے۔ یہاں کاتب کی غلطی سے سلیمان ہوگیا ہے یہی وجہ ہے کہ صاحب مشکوٰۃ نے اپنی کتاب **إكمال في اسماء الرجال** میں سلمان بن عامر کا تذکرہ تو کیا ہے لیکن سلیمان بن عامر کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص:۵۹۷، مرقات ۲۲۲/۴)

﴿ راہ خدا میں خرچ کرنے کا طریقہ ﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۴۹﴾ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عِنْدِيْ دِيْنَارٌ قَالَ اَنْفِقْهُ عَلٰى نَفْسِكَ قَالَ عِنْدِيْ اٰخَرُ قَالَ اَنْفِقْهُ عَلٰى وَلَدِكَ قَالَ عِنْدِيْ اٰخَرُ قَالَ اَنْفِقْهُ عَلٰى اَهْلِكَ قَالَ عِنْدِيْ اٰخَرُ قَالَ اَنْفِقْهُ عَلٰى خَادِمِكَ قَالَ عِنْدِيْ اٰخَرُ قَالَ اَنْتَ اَعْلَمُ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حل لغات: نفسك: ذات جمع نُفُوس، ولد: لڑکا جمع اولاد۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی نے آکر عرض کیا کہ میرے پاس ایک دینار ہے آپ ﷺ نے فرمایا اس کو اپنی ذات پر خرچ کرو، انہوں نے کہا میرے پاس دوسرا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا اس کو اپنے بچے پر خرچ کرو، انہوں نے کہا میرے پاس دوسرا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا اس کو اپنے گھر والوں پر خرچ کرو، انہوں نے کہا میرے پاس دوسرا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا اس کو اپنے خادم پر خرچ کرو، انہوں نے کہا میرے پاس دوسرا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا اب تم زیادہ جانتے ہو۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے خرچ کرنے کا جو طریقہ بتلایا ہے اسی طریقے اور ترتیب سے خرچ کیا جائے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح فقال عندي دينار: اس ایک دینار کی ملکیت کا تذکرہ کر کے ان صحابی کا منشاء یہ تھا کہ میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنا چاہتا ہوں، قال أنفقه علی نفسك: تو جناب نبی کریم ﷺ نے ان کو مصرف بتاتے ہوئے فرمایا کہ اس کو اپنی ذات میں خرچ کرو، قال عندی دینار آخر: انہوں نے عرض کیا کہ اس ایک دینار کے علاوہ میرے پاس دوسرا دینار بھی ہے۔ قال انفقه علی ولدك: آپ نے دوسرا مصرف بتاتے ہوئے کہا کہ اس کو اپنے بچے پر خرچ کرو۔

﴿جو شخص اللہ کے واسطے مانگے اس کو دیدے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۵۰﴾ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلاَ اُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ رَجُلٌ مُمْسِكٌ بِعِنَانِ فَرَسِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَلاَ اُخْبِرُكُمْ بِالَّذِيْ يَتْلُوْهُ رَجُلٌ مُعْتَزِلٌ فِيْ غُنَيْمَةٍ لَهٗ يُؤَدِّيْ حَقَّ اللّٰهِ فِيْهَا اَلاَ اُخْبِرُكُمْ بِشَرِّ النَّاسِ رَجُلٌ يُسْاَلُ بِاللّٰهِ وَلَا يُعْطِيْ بِهٖ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

حل لغات: رجل: آدمی جمع رِجَال، ممسك: اسم فاعل ہے بمعنی روکنے والا، امسك (افعال) روکنا، بعنان: لگام کی رسی جمع اَعِنَّة وعُنُن، فرسه: گھوڑا جمع خَيل.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا میں تم لوگوں کو نہ بتاؤں بہترین آدمی کون ہے؟ وہ آدمی ہے جو راہ خدا میں گھوڑے کی لگام تھامے ہوا ہو، میں تمہیں اس شخص کے بارے میں نہ بتلاؤں جو اسی کے برابر ہے وہ آدمی جو اپنی بکریوں کو لے کر لوگوں سے الگ ہو جائے نیز اس کی زکوۃ بھی ادا کرے۔ کیا میں تم لوگوں کو نہ بتاؤں کہ سب سے برا آدمی کون ہے؟ وہ آدمی ہے جس سے اللہ کا واسطہ دے کر مانگا جائے اور وہ اس کو نہ دے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے سب سے بہتر انسان مجاہد فی سبیل اللہ ہے اور سب سے برا انسان وہ ہے جس سے اللہ کا واسطہ دے کر مانگا جائے اور وہ نہ دے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح اَلاَ أخبر کم بخير الناس: اس حدیث شریف میں الناس سے مراد مؤمنین ہیں یعنی مؤمنین میں سب سے بہتر انسان مجاہد فی سبیل اللہ ہے اور سب سے خراب انسان اللہ کا واسطہ دے کر مانگنے والے کو نہ دینے والا ہے، اس لئے کہ یہ بات طے شدہ ہے کہ انسانوں میں سب سے خراب لوگ کفار ہیں۔ ممسك بعنان فرسه في سبيل الله: مراد اللہ کے دشمنوں سے لڑنے والے لوگ یعنی مجاہد فی سبیل اللہ ہیں۔ الا اخبر كم بالذی يتلوه رجل معتزل فی غنيمة له مسلمانوں میں سے بہترین انسان مجاہد فی سبیل اللہ ہیں ان ہی مجاہدین کے ہم پلہ وہ لوگ ہیں جو اپنی بکریوں کو لے کر جنگل کی طرف نکل جائیں اور ان ہی بکریوں سے اپنا گذر بسر کریں۔ يؤدی حق الله فيها: نیز اگر ان بکریوں میں زکوۃ واجب ہوگئی ہے تو اس کی زکوۃ بھی ادا کرتا ہو الا اخبر کم بشر الناس الخ: جناب نبی کریم ﷺ "خیر الناس" کے بارے میں بتانے کے بعد اب "شر الناس" کے بارے میں بتا رہے ہیں کہ مؤمنین میں سب سے برا وہ شخص ہے کہ جس سے اللہ کے واسطے سے مانگا جائے اور وہ نہ دے۔

﴿سائل کو کچھ نہ کچھ دیدیے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۵۱﴾ وَعَنْ اُمِّ بُجَيْدٍ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُدُّوا السَّائِلَ وَلَوْ بِظِلْفٍ مُحْرَقٍ. رَوَاهُ مَالِكٌ وَّالنَّسَائِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ مَعْنَاهُ.

حل لغات: ردوا: رَدَّ (ن) رَدًّا لوٹانا، واپس کرنا۔ بظلف: کھر جمع اظلاف۔

ترجمہ: حضرت ام بجید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا مانگنے والے کو دے کر واپس کرو، اگر چہ جلی ہوئی کھر ہو۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ مانگنے والے کو کچھ نہ کچھ دیدے، کھالی ہاتھ واپس نہ کرے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح ردوا السائل: یعنی سائل کو محروم نہ کرے، بلکہ کچھ نہ کچھ دیدے۔ ولو بظلف محروق: مراد ادنی سے ادنی چیز ہے۔

﴿چند اہم ہدایات﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۵۲﴾ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَعَاذَ مِنْكُمْ بِاللّٰهِ فَاَعِيذُوْهُ وَمَنْ سَأَلَ بِاللّٰهِ فَاَعْطُوْهُ وَمَنْ دَعَاكُمْ فَاَجِيْبُوْهُ وَمَنْ صَنَعَ اِلَيْكُمْ مَعْرُوْفًا فَكَافِئُوْهُ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا مَاتُكَافِئُوْهُ فَادْعُوْلَهٗ حَتّٰى تُرَوْا اَنْ قَدْ كَافَأْتُمُوْهُ. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ.

حل لغات: فکافئوہ: کافأ (مفاعلت) بدلہ دینا۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص تم سے اللہ کا واسطہ دے کر پناہ مانگے تو اس کو پناہ دیدو، جو اللہ کا واسطہ دے کر مانگے تو اس کو دیدو، جو تمہاری دعوت کرے تو اس کو قبول کرو اور جو تمہارے ساتھ احسان کرے تو اس کو بدلہ دو، اگر ایسی چیز نہ پاسکو جو بدلے میں دو تو اس کے لئے دعاء کرو، یہاں تک کہ تم سمجھ لو کہ اس کا بدلہ پورا ہو گیا ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ یہاں چند ہدایتیں بیان کی گئی ہیں ان میں سے ایک ہدایت یہ ہے کہ جو اللہ کے واسطے سے مانگے اس کو کچھ نہ کچھ دیدے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح من استعاذ منکم باللہ فاعیذوہ: یعنی جو شخص اللہ کا واسطہ دے کر شرارت سے پناہ مانگے تو اللہ کے نام کی تعظیم کرتے ہوئے اس کی پریشانی کا خیال کر دینا چاہیے۔ ومن سال باللہ فاعطوہ: یعنی جو شخص اللہ کا واسطہ دے کر مانگے تو اس کو کچھ نہ کچھ دیدینا چاہیے۔ ومن صنع الیکم الخ: جب کوئی کسی طرح کا احسان کرے خواہ قولی ہو یا فعلی تو چاہیے کہ اس کے احسان کا بدلہ بھی دے۔ فادعوا لہ: اگر کوئی ایسی چیز نہ ہو کہ احسان کا بدلہ دیا جاسکے تو چاہیے کہ اس کے لئے دعاء کرے اور اتنی دعاء کرے کہ خود کو تسلی ہو جائے کہ ہاں اب اس کا حق پورا ہو گیا۔

﴿ لا یسأل بوجہ اللہ الا الجنۃ کا مطلب﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۵۳﴾ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُسْأَلُ بِوَجْهِ اللّٰهِ اِلَّا الْجَنَّةَ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حل لغات: لا یسأل: سأل (ف) سوالا: سوال کرنا۔

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے وسیلے سے صرف جنت مانگو۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جب دست سوال دراز کرنے کی ضرورت پڑ جائے تو اللہ کا واسطہ دے کر نہ مانگا جائے، بلکہ یوں ہی مانگ لے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح بوجہ اللہ: یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات کے واسطے سے۔ الا الجنۃ: یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات کے واسطے سے مانگنا ہی ہو تو صرف جنت مانگے جیسے یوں کہے "اللّٰھم إنا نسألك بوجھك الكريم ان

تدخلنا جنة النعیم" (مرقات ۴/۲۲۴)

﴿ انفاق کا حکم اور صحابۂ کرامؓ کا جذبۂ عمل ﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۵۴﴾ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَكْثَرَ الْاَنْصَارِ بِالْمَدِيْنَةِ مَالاً مِّنْ نَخْلٍ وَّكَانَ اَحَبُّ اَمْوَالِهِ اِلَيْهِ بَيْرَحَآءَ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّآءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ قَالَ اَنَسٌ فَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ قَامَ اَبُوْ طَلْحَةَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَاِنَّ اَحَبَّ مَالِيْ اِلَيَّ بيرحاء وَاِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ تَعَالٰى اَرْجُوْا بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَضَعْهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ! حَيْثُ اَرَاكَ اللّٰهُ فقال رسول اللّٰهُ ! بَخٍ بَخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ وَاِنِّيْ اَرٰى اَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْاَقْرَبِيْنَ فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ افعل يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَسَمَهَا اَبُوْ طَلْحَةَ فِيْ اَقَارِبِهِ وَبَنِيْ عَمِّهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

حل لغات: نخل: کھجور کے درخت واحد نَخْلَة ، یشرب: شَرِبَ (س) شُرْبًا پینا بیرحآء: ایک باغ کا نام ہے، بخ بخ: یہ لفظ آدمی تعجب کے وقت بولتا ہے ، مال رابح : نفع دینے والا مال ، رَبِحَ (س) ربحا نفع اٹھانا۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ انصار مدینہ میں کھجوروں کی پیداوار کے اعتبار سے زیادہ مالدار تھے، اور ان کا پسندیدہ مال بیرحاء تھا جو مسجد کے قریب تھا، جناب نبی کریم ﷺ وہاں جاتے اور وہاں کا پانی پیتے جو اچھا تھا، انس رضی اللہ عنہ نے کہا جب یہ آیت نازل ہوئی "ہرگز نہ پہنچو گے نیکی کو یہاں تک کہ تم اپنا پسندیدہ مال خرچ نہ کردو تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے جناب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آکر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہرگز نہ پہنچو گے نیکی کو یہاں تک کہ تم اپنا پسندیدہ مال خرچ نہ کردو اور میرا پسندیدہ مال بیرحاء ہے، اس لئے وہ اللہ کے لئے صدقہ ہے، میں اس کی نیک اور ذخیرۂ آخرت کی امید کرتا ہوں، اس لئے جیسے اللہ نے آپ کو بتلایا ہے ویسے اس کو قبول فرمائیے، تو جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا شاباش شاباش یہ نفع دینے والا مال ہے اور جو تم نے کہا میں نے سن لیا ہے، میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس کو تم رشتہ داروں میں تقسیم کردو، تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ ﷺ میں ایسا ہی کروں گا چنانچہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے رشتہ داروں اور چچازاد بھائیوں میں تقسیم کردیا۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ میں احکامات خداوندی میں عمل کرنے کا بے پناہ جذبہ تھا جس پر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا عمل شاہد ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح وکان أحب أمواله إليه بيرحاء: بیرحاء ایک آدمی کا نام تھا اسی کی طرف منسوب ہو کر اس باغ کا نام بیرحاء پڑ گیا تھا، صاحب مرقات الفاتیح نے اسی کی تصحیح کی ہے۔ **وكانت مستقبلة المسجد:** یعنی وہ باغ مسجد نبوی کے قریب تھا۔ بخ بخ: یہ لفظ تعجب اور خوشی کے وقت بولا جاتا ہے اور جناب نبی کریم ﷺ نے تاکید کے لئے دو مرتبہ بول دیا ہے۔

﴿ بھوکے کا پیٹ بھرنا بہترین صدقہ ہے ﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۵۵﴾ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ اَنْ تُشْبِعَ كَبِدًا جَائِعًا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ .

حل لغات: ان تشبع: شَبِعَ (س) شَبْعًا: پیٹ بھرنا۔ کبدا: جگر جمع اَكْبَاد۔ جائعًا: بھوکا جمع جوائع .

ترجمہ: ان ہی سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا بھوکے جگر کا پیٹ بھرنا بہترین صدقہ ہے۔

خلاصۂ حدیث بھوکے کو کھانے کی کی اشد ضرورت ہے اس لئے اس کو کھانا کھلانا بہترین صدقہ ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح ان تشبع کبدا جائعًا: اس میں تمام حیوانات مراد ہیں خواہ مسلمان یا کافر، حیوان ناطق ہو کہ غیر ناطق۔ (مرقات ۲۲۵/۴)

﴿ باب صدقۃ المرأۃ من مال زوجھا ﴾

الفصل الأول

﴿ عورت کے لئے شوہر کے مال کا صدقہ کرنا ﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۵۶﴾ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَنْفَقَتِ الْمَرْاَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا اَجْرُهَا بِمَا اَنْفَقَتْ وَلِزَوْجِهَا اَجْرُهٗ بِمَا كَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ لَا يَنْقُصُ بَعْضُهُمْ اَجْرَ بَعْضٍ شَيْئًا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حل لغات: طعام، کھانا جمع اطعمة۔ بیتھا: گھر جمع بُیُوْت.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب عورت خرابی کے بغیر اپنے گھر کے غلے میں سے خرچ کرلے، تو اس کے لئے خرچ کرنے کی وجہ سے اجر ہے اور اس کے شوہر کے لئے کمانے کی وجہ سے اجر ہے اور ایسے ہی خازن کے لئے ہے ان میں سے بعض بعض کا اجر کچھ بھی کم نہیں کرے گا۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ عورت شوہر کے لائے ہوئے غلہ جات میں سے تھوڑا بہت سائل کو دیدے تو میاں بیوی دونوں کو ثواب ملے گا، جیسا کہ رواج ہے کہ فقیر مانگنے آتا ہے تو گھر میں موجود عورت کچھ نہ کچھ دے کر اس کو رخصت کردیتی ہے اور شوہر کوئی اعتراض بھی نہیں کرتا۔

کلماتِ حدیث کی تشریح اذا انفقت المرأة: یعنی عورت صدقہ کرے۔ غیر مفسدة: یعنی جیسا کہ دستور ہے ویسا ہی تھوڑا بہت دے ایسا نہ کرے کہ گھر کے خزانہ کا دہانہ کھول کر گھر خالی کرڈالے۔ بما انفقت: یعنی اس عورت کو یہ تھوڑا بہت صدقہ کرنے پر ثواب ملے گا، ولزوجھا أجرہ بما کسب: اور شوہر چوں کہ کما کر لایا اسی کی کمائی سے صدقہ ہوا ہے اس لئے شوہر کو بھی ثواب ملے گا۔ وللخازن مثل ذلك: خازن چوں کہ اس کی حفاظت کرتا ہے نکال نکال کر دیتا ہے اس لئے اس کو بھی اجر ملے گا۔ ولا ینقص الخ: اور آپس میں کسی کا اجر کم نہ ہوگا۔ بلکہ جتنے ملنے کا ہے ہر ایک کو الگ الگ اجر ملے گا ایسا نہیں ہے کہ کسی کا حصہ کاٹ کر دوسرے کو دیا جائے گا۔

﴿ شوہر کی اجازت کے بغیر خرچ کرنا ﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۵۷﴾ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَنْفَقَتِ الْمَرْاَةُ مِنْ كَسْبِ زَوْجِهَا مِنْ غَيْرِ اَمْرِهٖ فَلَهَا نِصْفُ اَجْرِهٖ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حل لغات: المرأة: عورت جمع نساء.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر اس کی کمائی میں سے خرچ کرتی ہے تو اس کو اس کا آدھا اجر ملتا ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ عورت جب شوہر کی اجازت سے صدقہ کرتی ہے تو اس کو پورا اجر ملتا ہے؛ لیکن اگر اس کی اجازت بغیر خرچ کرتی ہے تو اس کو پورا تو نہیں بلکہ آدھا اجر ملتا ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح من غیر امرہ: اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ عورت کو شوہر کی طرف سے تفصیلی اجازت تو نہ تھی کہ فلاں فلاں چیز کو خرچ کرنے کی اجازت ہے، لیکن بہر حال اجمالی اجازت سے بھی اس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے عورت نے صدقہ کیا تو اس کو پورا اجر نہیں بلکہ آدھا ثواب ملے گا۔

﴿ خازن کو بھی ثواب ملتا ہے ﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۵۸﴾ وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلْخَازِنُ الْمُسْلِمُ الْاَمِیْنُ الَّذِیْ یُعْطِیْ مَا اُمِرَبِہٖ کَامِلًا مُّوَفَّرًا طَیِّبَۃً بِہٖ نَفْسُہٗ فَیَدْفَعُہٗ اِلَی الَّذِیْ اُمِرَلَہٗ بِہٖ اَحَدُ الْمُتَصَدِّقِیْنَ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔

حل لغات: الخازن: بمعنی خزانچی، الامین: بمعنی امانت دار۔

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا مسلمان وہ امانت دار خزانچی جو مالک کے حکم کے مطابق کامل، پورا اور دل کی خوشی سے جہاں دینے کے لئے کہا ہے وہیں دیتا ہے تو وہ صدقہ کرنے والوں میں سے ایک ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح ما أمر بہ: یعنی مالک نے جو اس کو زکوٰۃ، صدقات یا خیرات کا حکم دیا ہے اسی حساب سے خرچ کرتا ہے کاملاً مؤفراً طیبۃ الخ: یعنی وہ خرچ کرنے میں کوئی خیانت نہیں کرتا ہے اور نہ ہی اس کے دل میں کسی طرح کا کوئی بوجھ پڑتا ہے، بلکہ وہ بخوشی خرچ کر رہا ہے۔ فیدفعہ إلی الذی أمر بہ یعنی جہاں جہاں خرچ کرنے کے لئے کہا ہے وہاں وہاں خرچ کر رہا ہے۔ أحد المتصدقین: تو وہ بھی صدقہ کرنے والوں میں سے ایک ہے یعنی اس کو بھی صدقے کا ثواب ملے گا۔

﴿ مرنے والوں کی طرف سے صدقہ ﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۵۹﴾ وَعَنْ عَآئِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ اِنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمِّی افْتُلِتَتْ نَفْسُہَا وَاَظُنُّہَا لَوْتَکَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَہَلْ لَّہَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْہَا قَالَ نَعَمْ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔

حل لغات: افتلتت: اِفْتَلَتَ (افتعال) اچانک مرنا۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے جناب نبی کریم ﷺ سے کہا کہ میری ماں کا اچانک انتقال ہو گیا اور مجھے یقین ہے کہ اگر وہ بولتیں تو صدقہ کرتیں تو کیا اگر میں صدقہ کردوں تو ان کو ثواب ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ مردے کی طرف سے صدقہ کیا جائے تو اس کو ثواب ملتا ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح ان رجلا قال: رجل سے مراد سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ **واظنھا لو تکلمت تصدقت:** یعنی اگر ان کی زندگی وفا کرتی اور ان کو بولنے کا موقع ملتا تو وہ ضرور صدقہ کرتیں۔ **فھل لھا اجران تصدقت عنھا:** یعنی اب تو وہ زندہ نہیں رہیں ان کے اعمال منقطع ہو گئے اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کردوں تو کیا ان کو ثواب ملے گا؟ **قال نعم:** آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں ان کی طرف سے صدقہ کیا جائے تو ضرور ثواب ملے گا۔

الفصل الثانی

﴿ عورت شوہر کی اجازت کے بغیر خرچ نہ کرے ﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۶۰﴾ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْ خُطْبَتِہٖ عَامَ حُجَّۃِ الْوَدَاعِ لَا تُنْفِقُ امْرَاَۃٌ شَیْئًا مِّنْ بَیْتِ زَوْجِہَا اِلَّا بِاِذْنِ زَوْجِہَا قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

وَلَا الطَّعَامَ قَالَ ذٰلِكَ اَفْضَلُ اَمْوَالِنَا. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حل لغات: خطبة: تقریر جمع خُطَب ، الوداع: بمعنی روانگی۔

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب نبی کریم ﷺ کو اپنی تقریر میں حجۃ الوداع کے سال کہتے ہوئے سنا کہ عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے گھر سے کچھ خرچ نہ کرے۔ کہا گیا کھانا بھی خرچ نہ کرے آپ ﷺ نے فرمایا وہ تو بہترین مال ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ عورت شوہر کی اجازت کے بغیر اس کا کوئی سامان خرچ نہ کرے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح حجة الوداع: جناب نبی کریم ﷺ نے ایک ہی حج کیا ہے اس کے بعد آپ ﷺ کا وصال ہوگیا تو وہی حج آخری حج کہا جانے لگا۔ باذن زوجها: وہ اجازت خواہ صراحتًا ہو یا دلالۃً۔

﴿ خراب ہونے والی چیز کا صدقہ کرنا ﴾

﴿حدیث نمبر۱۸۶۱﴾ وَعَنْ سَعْدٍ قَالَ لَمَّا بَايَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النِّسَاءَ قَامَتِ امْرَأَةٌ جَلِيْلَةٌ كَاَنَّهَا مِنْ نِّسَاءِ مُضَرَ فَقَالَتْ يَانَبِيَّ اللّٰهِ اِنَّا كَلٌّ علٰى اٰبَائِنَا وَاَبْنَائِنَا وَاَزْوَاجِنَا فَمَا يَحِلُّ لَنَا مِنْ اَمْوَالِهِمْ قَالَ الرَّطْبُ تَاْكُلْنَهُ وَتُهْدِيْنَهُ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حل لغات: قامت: قام (ن) قَوْمًا: کھڑا ہونا ، مضر: ایک قبیلہ کا نام ہے۔

ترجمہ: حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جناب نبی کریم ﷺ نے عورتوں کو بیعت کیا، تو ایک بڑے مرتبہ والی عورت نے کہا جو قبیلہ مضر کی عورت تھی "یا نبی اللہ ﷺ" ہم اپنے باپ، اپنے بیٹے اور اپنے شوہروں کا نفقہ کھاتے ہیں، تو ان کے اموال میں سے ہمارے لئے کیا حلال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تر اشیاء کھاسکتی ہو اور ہدیہ بھی دے سکتی ہو۔

خلاصۂ حدیث جو چیزیں جلدی خراب ہونے والی ہیں ان کو اپنے کفیل کی اجازت کے بغیر بھی کھائی جاسکتی ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح جليلة: یعنی وضع قطع سے ایسی لگ رہی تھی جیسے کوئی باعزت اور مرتبے والی عورت ہے، یا مراد یہ ہے کہ وہ لمبی تڑنگی تھی ، انا كل على آبائنا: یعنی ہم سب عورتیں اپنے باپ، اپنے لڑکے یا اپنے شوہروں کی کفالت میں ہیں ان کا مال کھاتے ہیں تو ان مالوں میں سے ہم خدا کی راہ میں کچھ خرچ کرسکتے ہیں یا نہیں؟۔ قال الرطب الخ: یعنی وہ چیزیں کھائی اور دی جاسکتی ہیں جو جلدی خراب ہونے والی ہیں۔

الفصل الثالث

﴿ آقا کی اجازت کے بغیر خادم کا صدقہ کرنا ﴾

﴿حدیث نمبر۱۸۶۲﴾ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلٰى اٰبِي اللَّحْمِ قَالَ اَمَرَنِيْ مَوْلَايَ اَنْ اُقَدِّدَ لَحْمًا فَجَاءَنِيْ مِسْكِيْنٌ فَاَطْعَمْتُهٗ مِنْهُ فَعَلِمَ بِذٰلِكَ مَوْلَايَ فَضَرَبَنِيْ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَدَعَاهُ فَقَالَ لِمَ ضَرَبْتَهٗ قَالَ يُعْطِيْ طَعَامِيْ بِغَيْرِ اَنْ اٰمُرَهٗ فَقَالَ الْاَجْرُ بَيْنَكُمَا وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ كُنْتُ مَمْلُوْكًا فَسَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَصَدَّقُ مِنْ مَّالِ مَوَالِيَّ بِشَيْءٍ قَالَ نَعَمْ وَالْاَجْرُ بَيْنَكُمَا نِصْفَانِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: اقدد: قَدَّ (ن) قَدًّا ، قَدَّدَ (تفعیل) بوٹی کرنا ٹکڑے کرنا۔

ترجمہ: آبی اللحم کے آزاد کردہ غلام عمیر سے روایت کرتے ہیں کہ میرے مالک نے مجھے گوشت ٹکڑا کرنے کا حکم دیا، اتنے میں ایک مسکین آیا، تو میں نے اس کو اس میں سے کھلایا، میرے مالک کو پتہ چلا تو مجھے مارا تو میں نے جاکر جناب نبی کریم ﷺ سے اس کا

تذکرہ کیا، تو آپ ﷺ نے ان کو بلا کر پوچھا تم نے اس کو کیوں مارا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ میرا کھانا میری اجازت کے بغیر دیتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا ثواب دونوں کو ہے، اور دوسری روایت میں ہے کہ میں غلام تھا، میں نے جناب نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ میں اپنے مالک کے مال میں سے صدقہ کرسکتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اور اجر دونوں کو آدھا آدھا ہے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اس طرح چھوٹی موٹی غلطیوں پر سزا نہیں دینی چاہیئے اس لئے کہ گوشت دینا خود مالک کی ذمہ داری تھی اس کے بجائے غلام نے دیدیا تو یہ کوئی ایسا جرم نہیں تھا کہ غلام کو مارا جائے، اسی کے علاج کے لئے حضور ﷺ نے فرمایا ثواب میں دونوں برابر ہو گئے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح آبی اللحم: ان کو اس لئے کہا جاتا تھا کہ وہ خود گوشت نہ کھاتے تھے، **من غیر ان امرہ**: یعنی میری اجازت کے بغیر **فقال الأجر بینکما**: اس حدیث شریف کا مطلب یہ نہیں کہ علی الاطلاق ہر غلام کیلئے یہ حکم ہے کہ اپنے مالک کے مال سے خرچ کرتا رہے بلکہ یہ آبی اللحم کے غلام کو ایسا حکم دیا گیا تھا۔

باب من لا یعود فی الصدقۃ

﴿صدقہ دے کر واپس نہیں لینا چاہیے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۶۳﴾ عَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ قَالَ حَمَلْتُ عَلٰی فَرَسٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَاَضَاعَهُ الَّذِیْ کَانَ عِنْدَهُ فَاَرَدْتُ اَنْ اَشْتَرِیَهُ وَظَنَنْتُ اَنَّهُ یَبِیْعُهُ بِرُخْصٍ فَسَاَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَشْتَرِهِ وَلَا تَعُدْ فِیْ صَدَاقَتِكَ وَاِنْ اَعْطَاكَهُ بِدِرْهَمٍ فَاِنَّ الْعَائِدَ فِیْ صَدَقَتِهٖ کَالْکَلْبِ یَعُوْدُ فِیْ قَیْئِهٖ وَفِیْ رِوَایَةٍ لَا تَعُدْ فِیْ صَدَقَتِكَ فَاِنَّ الْعَائِدَ فِیْ صَدَقَتِهٖ کَالْعَائِدِ فِیْ قَیْئِهٖ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حل لغات: **فاضاعه:** اَضَاعَ (افعال) ضائع کرنا۔ **برخص:** سستا۔

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک شخص کو اللہ کی راہ میں گھوڑے پر سوار کیا، تو اس نے اس گھوڑے کو ناکارہ کر دیا، میں نے ارادہ کیا کہ میں اس کو خرید لوں اور میں نے گمان کیا کہ وہ اس کو سستے میں فروخت کرے گا، میں نے جناب نبی کریم ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کو مت خریدو، اور اپنا صدقہ واپس نہ لو اگر چہ وہ اس کو درہم کے بدلے کیوں نہ دے، اس لئے کہ صدقہ واپس لینے والا اپنی قے کھانے والے کتے کی طرح ہے اور دوسری روایت میں ہے اپنا صدقہ واپس مت لیجئے اس لئے کہ اپنا صدقہ واپس لینے والا اپنی قے کھانے والے کی طرح ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی کو ہدیہ یا صدقہ دیکر واپس نہ لے اسلئے کہ یہ بہت ہی گری ہوئی حرکت ہے

کلماتِ حدیث کی تشریح **حملت علی فرس**: یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ایسے مجاہد کو گھوڑا دیا جن کے پاس سواری نہ تھی، **فاضاعه الذی کان عندہ**: یعنی اس گھوڑے کی دیکھ ریکھ ٹھیک سے نہ ہو سکی جس کی وجہ سے وہ دبلا ہو گیا **فاردت ان اشتریه** تو انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ اس گھوڑے کو خرید لیں تا کہ اچھی دیکھ ریکھ سے شاید اس کی سابقہ صحت لوٹ آئے **فقال لاتشتریه الخ** تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو نہ خرید واس لئے کہ اس میں اپنا صدقہ واپس لینے کی ایک صورت ہے اگر چہ وہ درہم ہی کے بدلے میں کیوں نہ دے، اس لئے کہ صدقہ دے کر واپس لینے والا اس کتے کی طرح ہے جو قے کرنے کے بعد اس کو کھائے۔

﴿دیا ہوا صدقہ میراث میں پانا﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۶۴﴾ وَعَنْ بُرَیْدَةَ قَالَ کُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذْ اَتَتْهُ امْرَاَةٌ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّیْ تَصَدَّقْتُ عَلٰی اُمِّیْ بِجَارِیَةٍ وَاِنَّهَا مَاتَتْ قَالَ وَجَبَ اَجْرُكِ وَرَدَّهَا عَلَیْكِ الْمِیْرَاثُ قَالَتْ

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهُ كَانَ عَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ اَفَاَصُوْمُ عَنْهَا قَالَ صُوْمِيْ عَنْهَا قَالَتْ اِنَّهَا لَمْ تَحُجَّ قَطُّ اَفَاَحُجُّ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ حُجِّيْ عَنْهَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: المیراث: میت کا چھوڑا ہوا مال جمع مَوَارِیث۔ صوم: روزہ جمع صیام۔

ترجمہ: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں جناب نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی، اتنے میں ایک عورت نے آ کر کہا یا رسول اللہ میں نے اپنی ماں کو ایک باندی صدقے میں دی تھی اور ان کا انتقال ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا ثواب تم کو مل گیا اور میراث نے اس کو تمہاری طرف لوٹا دیا، انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ان پر ایک مہینے کے روزے تھے تو میں ان کی طرف سے روزے رکھ دوں آپ ﷺ نے فرمایا ان کی طرف سے روزے رکھ دو، انہوں نے کہا کہ میری ماں نے کوئی حج نہیں کیا تو کیا میں ان کی طرف سے حج کر دوں آپ ﷺ نے فرمایا ہاں ان کی طرف سے حج کر دو۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اختیاری طور پر صدقہ تو واپس نہیں لے سکتے البتہ اگر اضطراری طور پر واپس آ جائے تو لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح **إني تصدقت:** انہوں نے اپنی ماں کو یا تو بطور ہدیہ دیا تھا یا بطور نفلی صدقہ کے، **انها ماتت:** یعنی اب امی جان کا انتقال ہو چکا ہے اور میراث میں وہ باندی مجھے مل رہی ہے تو کیا میں اس کو واپس لے سکتی ہوں، **وجب أجرك:** یعنی ان کو جو صدقہ دیا گیا تھا صدقے کا ثواب مل گیا، **وردها عليك الميراث:** اور اب وہ میراث کی شکل میں واپس ہو رہی ہے اس لئے لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿کتاب الصوم﴾

روزہ اسلام کے ارکان خمسہ میں سے ایک اہم رکن ہے، اس کے بہت سے فائدے ہیں مثلاً روزہ انسان کو ضبطِ نفس کی توانائی عطا کرتا ہے، جس سے قوتِ بہیمیہ مغلوب ہو کر قوتِ ملکیہ غالب ہو جاتی ہے، جس کی وجہ سے انسان کے لیے نیک اعمال کرنا آسان ہو جاتا ہے، جب انسان نیک اعمال کرتا ہے تو اس کے باطن کی کدورتیں دور ہو کر اس کا قلب صاف شفاف ہو جاتا ہے، ان فائدوں کے ساتھ ساتھ تیسرا اہم فائدہ یہ حاصل ہوتا ہے کہ جب انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے تو اس کو غریبوں اور بے کسوں پر رحم و کرم اور بخشش کرنا بہت آسان ہو جاتا ہے، یہی وہ وجوہات ہیں کہ روزہ کسی نہ کسی شکل میں ہر قوم کے اندر موجود ہے: كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرة: ۱۸۳) (اے ایمان والو فرض کیا گیا تم پر روزہ جیسے فرض کیا گیا تھا تم سے اگلوں پر) فرض کیا گیا تم سے اگلوں پر" سے اس بات کا واضح اشارہ ملتا ہے کہ روزہ ہر قوم میں فرض رہا ہے، نیز اس بات پر دال ہے کہ اس آیت کریمہ میں اس روزے کا اعتبار کیا گیا ہے جو روزے اللہ نے فرض کیے تھے، آج جو بعض قوموں میں مسخ شدہ صورت میں کچھ روزے کے طریقے ملتے ہیں ان روزوں کا شریعت میں کوئی اعتبار نہیں ہر قوم میں روزہ فرض ہونے ہی کی وجہ سے ہر طرح کے لوگ اس کے فوائد کے قائل ہیں، صوفیاء اسکے روحانی فوائد کے معترف، اطباء اسکی مدح سرائی پر مجبور، علماء اس کے فضائل و مناقب بیان کرنے پر مامور، روزہ وہ عبادت ہے جس پر کسی قوم کا کوئی اعتراض نہیں ہے، کیونکہ یہ ہر قوم میں کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے۔

الفصل الاول

﴿ماہ رمضان کی فضیلت﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۶۵﴾ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَفِيْ رِوَايَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ وَفِيْ رِوَايَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ

الرَّحْمَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

حل لغات: دخل: یدخل (ن) دخولاً داخل ہونا: آنا، ابواب جمع ہے باب کی بمعنی دروازہ غلقت، اغلقت (افعال) غَلَّقَ (تفعیل) الباب دروازہ بند کرنا۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب رمضان آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین باندھ دیئے جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

خلاصہ حدیث رمضان کی بڑی اہمیت وفضیلت ہے اس فضیلت کا نتیجہ ہے کہ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو اسکی عظمت کی خاطر جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں

کلمات حدیث کی تشریح اذا دخل رمضان: رمض کے اصل معنی جلنے کے آتے ہیں اور چوں کہ رمضان کے روزے گناہوں کو مٹا دیتے ہیں اس لئے اس مہینہ کا نام رمضان پڑ گیا، فتحت أبواب السماء: آسمان کے دروازے کھلنے سے مراد رحمتوں کا نزول ہے یعنی اس مہینہ میں اللہ کی رحمتوں کا بے پناہ نزول ہوتا ہے، فتحت أبواب الجنة: یعنی اس مہینہ میں کثرت سے وہ کام کئے جاتے ہیں جن کی وجہ سے جنت میں داخلہ آسان ہو جاتا ہے، وغلقت أبواب جهنم: یعنی اس مہینہ میں انسان ان کاموں سے بچنے کی کوشش کرتا ہے جس کی وجہ سے جہنم کا مستحق بنتا ہے یعنی برے کام نہیں کرتا ہے۔

﴿روزہ دار کے لئے جنت میں مخصوص دروازہ﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۶۶﴾ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجَنَّةِ ثَمَانِيَةُ اَبْوَابٍ مِنْهَا بَابٌ يُسَمَّى الرَّيَّانُ لَايَدْخُلُهُ اِلَّاالصَّائِمُوْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

حل لغات: الریان: ریٌّ سے مشتق ہے جس کے معنی آتے ہیں خوش منظر کے اور چوں کہ جنت کا وہ حصہ چشموں اور باغات کی وجہ سے کافی خوش منظر ہے اس لئے اس کو ریان کہا جاتا ہے۔

ترجمہ: حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں آٹھ دروازے ہیں ان میں سے ایک کا نام ریان ہے جس میں سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے۔

خلاصہ حدیث روزہ دار کی بڑی خصوصیت ہے اسی خصوصیت کی وجہ سے یہ لوگ باب ریان سے جنت میں داخل ہوں گے۔

کلمات حدیث کی تشریح منها باب یسمی الریان: اس دروازہ کا نام ریان اس لئے رکھا گیا ہے کہ چشموں اور باغات کی وجہ سے وہ کافی خوش منظر ہے اسی لئے اس کو ریان کہا جاتا ہے۔

﴿رمضان میں صیام وقیام کی فضیلت﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۶۷﴾ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حل لغات: رمضان: قمری مہینہ کا نواں مہینہ جمع رَمَضَانَاتٌ رَمِضَ (س) رَمَضًا جلنا۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے ایمان اور امید سے رمضان کے روزے رکھے اس کے گذشتہ گناہ معاف کر دیئے گئے اور جس شخص نے ایمان اور امید سے رمضان کی راتوں میں عبادت کی اس کے

گذشتہ گناہ معاف کردیئے گئے، اور جس شخص نے ایمان اور امید سے شبِ قدر میں عبادت کی اس کے گذشتہ گناہ معاف کردیئے گئے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جوشخص روزہ کی فرضیت پر یقین کرتے ہوئے ثواب کی امید سے روزہ دن میں رکھے گا اور راتوں میں عبادت کرے گا، تو اس کے گذشتہ گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔

کلمات حدیث کی تشریح من صام رمضان: یعنی جس شخص نے رمضان کے دنوں میں روزے رکھے، ایمانًا: یعنی رمضان کی روزے کی فرضیت کا اعتقاد رکھتے ہوئے۔ واحتسابًا: یعنی اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید سے روزہ رکھے لوگوں کے خوف یا ان سے شرم یا دکھاوے کے لئے روزے نہ رکھے بلکہ اخلاص سے روزے رکھے، تب ثواب ملے گا۔ غفر له ماتقدم من ذنبه: یعنی جوشخص خلوص کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے گا اس کے گذشتہ گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔ ومن قام رمضان ایمانًاواحتسابًا: یعنی جس شخص نے اخلاص کے ساتھ ثواب کی امید سے رمضان کی راتوں میں تراویح پڑھی، تلاوت کی، ذکر کیا، طواف کیا یا دوسری عبادتیں کیں۔ غفر له ماتقدم: تو اس کے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔

﴿روزہ کا ثواب بے پناہ ہے﴾

﴿حدیث نمبر۱۸۶۸﴾ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ يُضٰعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَا لٰى اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّهٗ لِىْ وَاَنَا اَجْزِىْ بِهٖ يَدَ عُ شَهْوَتَهٗ وَطَعَا مَهٗ مِنْ اَجْلِىْ، لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ، وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِّيْحِ الْمِسْكِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ فَاِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْقَاتَلَهٗ فَلْيَقُلْ اِنِّىْ امْرُءٌ صَآئِمٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حل لغات: اجزی: جَزیٰ (ض) جَزاءً بدلہ دینا، شهوته: خواہش جمع شهوات، فرحتان: فرحة کا تثنیہ ہے بمعنی خوشی، فَرِحَ (س) فَرَحا خوش ہونا، لقاء: لَقِيَ (س) لِقاءً، ملاقات کرنا، لخلوف خلف (ن) فُلُوْنًا فم الصائم منہ کی بو کا تغیر ہونا، المسك: مشک، کستوری جمع مِسْكٌ، جُنة ڈھال جمع مَجَانٌ، فلایرفث: رَفَثَ (ن،س) فحش گوئی کرنا، لایصخب: صَخِبَ (س) صَخَبًا شور مچانا

ترجمہ: ان سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا آدمی کے ہر نیک عمل کا ثواب دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے کہا مگر روزہ بے شک وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا، انسان میری وجہ سے اپنی شہوت اور اپنا کھانا چھوڑتا ہے، روزے دار کے لئے دو خوشیاں ہیں، ایک افطار کے وقت اور ایک اپنے رب سے ملاقات کے وقت اور روزے دار کے منہ کی خوشبو اللہ کے نزدیک مشک سے بھی زیادہ اچھی ہے اور روزہ ڈھال ہے، پس جب تم میں سے کسی کا روزے کا دن ہو تو وہ نہ فحش گوئی کرے اور نہ چلائے، اگر کوئی اس سے گالی گلوچ کرے یا لڑائی کرے تو وہ کہہ دے کہ میں روزے دار آدمی ہوں۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر عمل کا ثواب دس گنا سے لے کر حسب نیت سات سو گنا تک ملتا ہے، لیکن روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کا ثواب اتنا زیادہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اکٹھے عنایت کرے گا۔

کلمات حدیث کی تشریح کل عمل ابن آدم: اس حدیث شریف میں عمل سے مراد عمل صالح ہے، یضاعف الحسنة بعشر امثالها: یعنی نیک عمل کا ثواب دس گنا مل سکتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے: مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ أَمْثَالِهَا" اِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ إلخ یہ سات سو گنا آخری حد نہیں ہے، بل کہ اللہ تعالیٰ ثواب میں اس سے بھی زیادہ اضافہ کرتا ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے، مَنْ ذَا الَّذِیْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهٗ أَضْعَافًا كَثِيْرَةً" فإنَّهُ لي وأنا أجزي به: یعنی اللہ تعالیٰ یہ کہہ رہا ہے کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دونگا، اس لئے کہ روزہ خالصۃ اللہ کے لئے اس معنی کر

ہے کہ روزہ دوسروں سے بالکل پوشیدہ ہوتا ہے کوئی اس کو دیکھ نہیں سکتا ہے، اس میں ریا اور نام ونمود کا دخل نہیں ہے، ساتھ ہی اس میں نفس کی خواہشات چکنا چور ہو جاتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ خود اس کا بدلہ دے گا، **یدع شهوته و طعامه من أجلي**: یعنی روزے دار اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری کے لئے خواہشات نفس اور کھانا پینا سب چھوڑ دیتا ہے، **للصائم فرحتان فرحة عند فطره**: افطار کے وقت اس لئے خوشی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو روزہ رکھنے کا حکم دیا تھا وہ پورا ہو گیا نیز اس وقت کھانے پینے کی اجازت ہو گئی، **وفرحة عند لقاء ربه**: اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے وقت اس لئے خوشی ہوگی کہ تمام نیک اعمال کی معراج وہی ہے، **ولخلوف فم الصائم أطيب عند الله إلخ**: یہ روزے دار کے لئے اعزاز ہے کہ اس کے منہ سے نکلنے والی بد بو اللہ تعالیٰ کو مشک سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے، **والصيام جنة**: روزہ ڈھال اس معنی کر ہے کہ دنیا میں روزے دار روزے کی وجہ سے گناہوں سے بچتا ہے اور آخرت میں دوزخ سے بچے گا۔

﴿رمضان کے فضائل﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۶۹﴾ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ اَوَّلُ لَیْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّیَاطِیْنُ وَمَرَدَةُ الْجِنِّ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ یُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَّ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ یُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ وَیُنَادِیْ مُنَادٍیَا بَاغِیَ الْخَیْرِ اَقْبِلْ وَیَابَاغِیَ الشَّرِّ اَقْصِرْ وَلِلّٰهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ وَذٰلِكَ كُلَّ لَیْلَةٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ عَنْ رَجُلٍ وَ قَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ.

حل لغات: صفدت: صَفَّدَهٗ (تفصیل) قید کرنا، باغی: اسم فاعل ہے بمعنی طلب گار، بَغٰی (ض) بَغْیًا، طلب کرنا۔

ترجمه: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جنات قید کر دیئے جاتے ہیں، اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، لہٰذا اس کا کوئی دروازہ بند نہیں رہتا ہے، اور ایک پکارنے والا پکارتا ہے اے خیر کے طلب گار آگے بڑھو اور اے شر کے طلب گار رک جاؤ اور اللہ کے کتنے ہی بندے ہے جو دوزخ سے آزاد کیے جاتے ہیں، اور یہ ہر رات ہوتا ہے۔

خلاصۂ حدیث: اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ ماہ رمضان کی برکت سے شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، اور جنت کے سارے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

کلمات حدیث کی تشریح: **إذ كان أول ليلة من شهر رمضان** یعنی یہاں یہ بتلایا گیا ہے کہ جب رمضان شروع ہوتا ہے تو شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں وغیرہ وغیرہ اور یہ سلسلہ رات دن پورا مہینہ جاری رہتا ہے ایسا نہیں ہے کہ رات میں یہ سلسلہ رہتا ہے اور دن میں ختم ہو جاتا ہے، **وينادى مناديا يا باغى الخير إلخ** ہے اعلان زبان حال سے ہوتا ہے یعنی حالات اتنے سازگار ہیں ماحول بنا ہوا ہے ایک نیکی کا اجر بہت زیادہ ہے اس لیے اے خیر کے طلب گار آگے بڑھ کر خوب نیکیاں جمع کر لو **ويا باغى الشر اقصر**: یعنی اے شر کے طلب گار یہ وقت نیکی کمانے کا ہے اس لئے نیکی کی طرف بڑھو اور برائی چھوڑ دو۔

الفصل الثالث

﴿شب قدر میں عبادت سے محروم نہ رہیے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۷۰﴾ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتَاكُمْ رَمَضَانُ شَهْرٌ مُبَارَكٌ فَرَضَ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ صِیَامَهٗ تُفْتَحُ فِیْهِ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَتُغْلَقُ فِیْهِ اَبْوَابُ الْجَحِیْمِ وَتُغَلُّ فِیْهِ مَرَدَةُ الشَّیَاطِیْنِ لِلّٰهِ فِیْهِ لَیْلَةٌ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ، مَنْ حُرِمَ خَیْرَهَا فَقَدْ حُرِمَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِیُّ.

حل لغات: شهر مہینہ جمع اَشْهُرٌ، تغل: اَغَلَّ (افعال) گلے میں طوق ڈالنا، حرم: حَرِمَ (ض س) حِرْمَانًا محروم کرنا۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم لوگوں پر رمضان کا مبارک مہینہ آیا ہے، اللہ تعالیٰ نے جس کے روزے فرض کیے ہیں جس میں آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جس میں جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور جس میں سرکش شیاطین کو طوق پہنایا جاتا ہے، جس میں اللہ کی ایک رات ہے جو ہزار مہینے سے بہتر ہے، جو شخص اس کی بھلائی سے محروم رہا وہ ہر بھلائی سے محروم رہا۔

خلاصہ حدیث ماہ رمضان اپنی تمام تر خصوصیت کیساتھ ایک ایسی رات آتی ہے جو ایک ہزار مہینے کی عبادت سے بہتر ہے جسے شب قدر کہا جاتا ہے جس شخص نے اس رات میں عبادت کی وہ کامیاب رہا اور جس نے اس رات میں عبادت نہ کی وہ محروم رہا۔

کلمات حدیث کی تشریح اتاکم رمضان شهر مبارك: یعنی رمضان کا مہینہ آنے والا ہے جو ظاہری باطنی، ہر طرح کی خیر سے لبریز ہے، فرض الله عليكم صيامهٗ: یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے فرض کئے ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں ہے: كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ " تفتح فيه أبواب السماء" یعنی اس مہینے میں رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اگر جنت کے دروازے مراد لے لیے جائیں تو زیادہ مناسب ہوگا اس لیے کہ اس کے بعد جو جملہ آرہا ہے اس میں ہے کہ جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، وتغل فيه مردة الشياطين: یعنی اس مہینے میں سرکش شیاطین قید کر دئے جاتے ہیں، لله فيه ليلة خير من ألف شهر: یعنی اللہ تعالیٰ اس مہینے کی آخری دس راتوں میں ایک رات رکھی ہے جو ایک ہزار مہینے سے بہتر ہے جس نے اس رات عبادت کی وہ کامیاب اور بامراد رہا من حرم خيرها فقد حرم: یعنی جس شخص نے سستی کاہلی سے کام لے کر شبِ قدر میں بھی عبادت سے محروم رہا وہ بہت ساری بھلی باتوں سے محروم رہا۔

سوال: جب رمضان میں شیاطین جکڑ دئے جاتے ہیں پھر آدمی غلط کام کیوں کرتے ہیں؟

جواب: اس سوال کا جواب یہ ہے کہ یہ بات اپنی جگہ اٹل ہے کہ رمضان میں شیاطین جکڑ دیے جاتے ہیں، لیکن بعض لوگوں کی عادت خراب ہو کر برائی کی جڑیں اتنی مضبوط ہو چکی ہوتی ہیں کہ شیاطین کی اس بندش کا ان پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے اور وہ لوگ اپنی سابقہ حالت کے مطابق غلط کام کرتے ہی رہتے ہیں۔

سوال: رمضان میں شیاطین قید کر دیئے جانے کی بنیاد پر بہت سے لوگ نیک کام کرنے تو لگتے ہیں، لیکن ان کی یہ حالت رمضان کے ابتدائی دنوں تک محدود رہ کر رمضان کے اخیر میں ختم ہو جاتی ہے جب شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں اور لوگ نیک کام کرنے لگتے ہیں تو ان کی حالت پھر کیوں بدلتی ہے؟

جواب: عادت غالب آجاتی ہے۔

﴿قرآن اور روزے کی سفارش﴾

﴿حدیث نمبر ۱۷۱۸﴾ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصِّيَامُ وَالْقُرْاٰنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَقُوْلُ الصِّيَامُ اَىْ رَبِّ اِنِّىْ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِىْ فِيْهِ وَيَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِىْ فِيْهِ فَيُشَفَّعَانِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِىُّ فِىْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حل لغات: يشفعان: شفع (ف) شَفَاعَة سفارش کرنا، رَبّ: بمعنی پالنے والا اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے، منعته، مَنْعًا: منع کرنا النوم: نیند جمع نیام: نَامَ: (س) نومًا سونا۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ روزہ اور قرآن بندے کے لئے

سفارش کریں گے روزہ کہے گا اے میرے رب میں نے اس کو کھانے اور خواہشات سے روکے رکھا اس لئے اس کے حق میں میری سفارش قبول کیجئے، اور قرآن کہے گا کہ میں نے رات میں اس کو سونے سے روکے رکھا اس لئے اس کے حق میں میری سفارش قبول کیجئے، چنانچہ دونوں کی سفارش قبول کی جائے گی۔

خلاصہ حدیث رمضان اور قرآن کی اللہ تعالیٰ کی نظر میں بڑی اہمیت ہے، چنانچہ جو شخص ان دونوں کی قدر کرے گا تو یہ دونوں بھی اس شخص کے حق میں قیامت کے دن (جو نفسی نفسی کا عالم ہوگا) سفارش کریں گے اور ان دونوں کی سفارش قبول کی جائیگی

کلمات حدیث کی تشریح الصیام: سے مراد یہاں رمضان کے روزے ہیں، والقرآن: اور قرآن سے مراد یہاں راتوں میں تلاوت کرنا مراد ہے وہ تراویح اور تہجد کی نماز میں کی جانے والی قرأت، یشفعان للعبد: یعنی رمضان کے روزے اور تلاوت قرآن دونوں مجسم صورت اختیار کرکے قیامت کے دن بندے کے حق میں سفارش کریں گے، فشفعني فیه: یعنی اس بندے کے حق میں میری سفارش قبول فرما اس لئے کہ میری وجہ سے یہ کھانے پینے اور شہوات سے دن بھر رکا رہتا تھا، ویقول القرآن منعته النوم: اس سے پہلے والے فقرے میں یقول الصیام اي رب إني منعته إلخ ہے، لیکن یہاں پر اي رب نہیں ہے اس لئے کہ قرآن کریم چوں کہ کلام الٰہی ہے مخلوق نہیں ہے اس لئے یہ قرآن کریم قیامت کے دن روزے کی طرح (ای رب) نہیں کہے گا۔

سوال: جب سفارش کرے گا اور اس کی سفارش قبول کر لی جائے گی جو دخول جنت کے لیے کافی ہے تو روزے کے بعد یا روزے کے ساتھ ساتھ قرآن کریم کی سفارش تو بے سود ہو کر رہ جائے گی جسے تحصیل حاصل کہا جاسکتا ہے۔

جواب: اس سوال کا جواب یہ ہے کہ روزے کی سفارش سے تو روزے دار جنت میں داخل ہو جائے گا اس کے بعد قرآن کریم کی سفارش کا فائدہ اس طور پر ظاہر ہوگا کہ اس کی سفارش سے درجات بلند ہوں گے جیسا کہ ایک روایت میں ہے۔ عن عبدالله بن عمرو قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يقال لصاحب القرآن اقرأ وارتق. (مرقات ۴/۳۵۳)

﴿شب قدر کی فضیلت﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۷۲﴾ وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ دَخَلَ رَمَضَانُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذَا الشَّهْرَ قَدْ حَضَرَكُمْ وَفِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ مَّنْ حُرِمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهُ وَلَا يُحْرَمُ خَيْرَهَا اِلَّا كُلُّ مَحْرُوْمٍ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حل لغات: حضر کم: حَضَرَ (ن) حُضُوْرًا موجود ہونا۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رمضان آیا تو جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ مہینہ حاضر ہوا ہے، اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینے سے بہتر ہے، جو شخص اس رات سے محروم رہا وہ تمام بھلائیوں سے محروم رہ گیا اور اس رات کی بھلائی سے بدنصیب ہی محروم رہتا ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں ایک رات آتی ہے جسے شب قدر کہتے ہیں اس رات میں خوب عبادت کرنی چاہئے تا کہ اس کے فضائل و برکات سے مستفید ہوسکیں۔

کلمات حدیث کی تشریح قد حضر کم: یعنی رمضان کا مہینہ آچکا ہے اس لیے اس کو غنیمت جان کر دن میں روزے رکھے جائے اور رات میں تراویح وغیرہ کی پابندی کی جائے، وفیه لیلة خیر من الف شهر: یعنی اس مہینے کی آخری عشرے کی طاق راتوں میں ایک رات آتی ہے جو ہزار مہینے سے بہتر ہے اس لیے اس کی تلاش جاری رکھنی چاہئے تا کہ اس رات کو

پالے، من حرمها فقد حرم الخیر کله: یعنی جس شخص نے اس رات میں کچھ بھی عبادت نہ کی حتی کہ عشاء اور تراویح کی نماز بھی نہ پڑھی تو وہ ہر بھلائی۔ سے محروم ہوگیا۔

﴿رمضان کی عظمتوں کا ذکر﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۷۳﴾ وَعَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْ لُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اٰخِرِ يَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيْمٌ شَهْرٌ مُبَارَكٌ شَهْرٌ فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ اَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَهُ فَرِيْضَةً وَقِيَامَ لَيْلِهِ تَطَوُّعًا، مَنْ تَقَرَّبَ فِيْهِ بِخَصْلَةٍ مِّنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْهِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى سَبْعِيْنَ فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَشَهْرُ الْمُوَاسَاتِ وَشَهْرٌ يُزَادُ فِيْهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ ، مَنْ فَطَّرَ فِيْهِ صَائِماً كَانَ لَهُ مَغْفِرَةً لِذُنُوْبِهِ وَعِتْقَ رَقَبَتِهِ مِنَ النَّارِ وَ كَانَ لَهُ مِثْلَ اَجْرِهِ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَنْتَقِصَ مِنْ اَجْرِهِ شَيْئٌ قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَيْسَ كُلُّنَا نَجِدُ مَا نُفَطِّرُ بِهِ الصَّائِمَ ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي اللّٰهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِماً عَلٰى مَذْقَةِ لَبَنٍ اَوْتَمْرَةٍ اَوْشَرْبَةٍ مِنْ مَّاءٍ وَّ مَنْ اَشْبَعَ صَائِماً سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِيْ شَرْبَةً لَا يَظْمَأُ حَتّٰى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهُ رَحْمَةٌ وَ اَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ وَ آخِرُهُ عِتْقٌ مِنَ النَّارِ، وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوْكِهِ فِيْهِ غَفَرَاللّٰهُ لَهُ وَاَعْتَقَهُ مِنَ النَّارِ .

حل لغات: أظلکم: اَظَلَّ (افعال) قریب ہونا، تطوعا: طَاعَ (ن) طَوْعاً فرماں بردار ہونا، تطوع ان عبادتوں کو کہا جاتا ہے جو فرائض وواجبات کے علاوہ ہوں، الصبر: مصیبت کی شکایت نہ کرنا مذقة بمعنی شربت، مذقة لبن دودھ کا شربت تمرة کھجور جمع تمور، لایظما، ظَمأَ (ف) ظَمأً پیاسا ہونا۔

ترجمہ: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے شعبان کے آخری دن تقریر کرتے ہوئے فرمایا اے لوگوں تم پر عظمتوں اور برکتوں والا مہینہ سایہ فگن ہونے والا ہے اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینے سے بہتر ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے فرض کیے ہیں اور تراویح کو سنت قرار دیا ہے جس شخص نے نیک اعمال میں سے کوئی عبادت کی تو گویا کہ اس کے علاوہ دنوں میں اس نے فرض ادا کیا اور جس شخص نے فرض ادا کیا گویا کہ اس نے اس کے علاوہ دنوں میں ستر فرض ادا کیے یہ صبر کا مہینہ ہے، ایسا صبر کہ اس کا بدلہ جنت ہے، اور غم خواری کا مہینہ ہے اور ایسا مہینہ ہے جس میں مؤمن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے جس شخص نے اس مہینے میں کسی روزے دار کو افطار کرایا تو اس کے لیے گناہوں سے بخشش دوزخ سے آزادی اور روزے دار کے ثواب کے برابر ثواب ہے، اس کے ثواب میں کمی کیئے بغیر ہم نے کہا یارسول اللہ ہم میں سے ہر ایک کے پاس اتنا نہیں ہے کہ جس سے روزے دار کو افطار کرائے؟ تو جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالی یہ ثواب دودھ کے شربت یا کھجور، یا پانی کے شربت پر بھی دے گا، اور جس شخص نے روزے دار کو پیٹ بھر کر کھلایا اللہ تعالیٰ اس کو میرے حوض سے پانی پلائے گا پھر وہ پیاسا نہ ہوگا یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہو جائے گا اور ایسا مہینہ ہے کہ اس کا اول رحمت ہے اور اس کا اوسط مغفرت ہے اور اس کا آخر جہنم سے آزادی کا سبب ہے اور جو شخص اس مہینے میں اپنے نوکروں پر تخفیف کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کرے گا اور اس کو جہنم سے آزاد کردے گا۔

خلاصہ حدیث یہ ایک طویل حدیث ہے جس میں بہت سے احکامات بیان کئے گئے ہیں اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اس میں جو احکامات بیان کیے گئے ہیں ان پر عمل کیا جائے تاکہ ثواب سے محروم نہ رہے۔

کلمات حدیث کی تشریح خطبنا رسول اللہ: اس خطبے سے مراد جمعہ کا خطبہ بھی لیا جاسکتا ہے اور عام تقریر بھی، أیها الناس قد اظلکم: اس سے پہلے یقیناً جناب نبی کریم ﷺ نے اللہ کی حمد وثناء بیان کی تھی جیسا کہ آپ کی عادت

شریفہ تھی لیکن حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کو ذکر نہ کر کے صرف اصل مقصود کا تذکرہ کر دیا ہے **شهر عظيم** اس معنی کے ہیں کہ یہ تمام مہینوں کا سردار ہے **جعل الله صيامه فريضة** یعنی اللہ تعالیٰ نے اس ماہ کے دن کے روزے فرض کیے ہیں، **وقيام ليله تطوعا**، یعنی تراویح کی نماز کو فرض نہیں بلکہ سنت قرار دیا ہے، **من تقرب فيه إلخ** یعنی جو شخص اس مہینے میں نفلی عبادت کرے گا تو اس کو دوسرے مہینے میں کئے جانے والے فرض کے برابر ثواب ملے گا: **ومن ادى فريضة إلخ**: اور جو شخص اس مہینے میں فرض عبادت کرے گا اس کو ستر فرض ادا کرنے کے برابر ثواب ملے گا، **وهو شهر الصبر**: صبر کا مہینہ اس معنی کر ہے کہ آدمی دین میں کھانے پینے اور نفسانی خواہشات سے رکے رہتے ہیں اور راتوں میں نیند سے رکے رہتے ہیں چونکہ دن میں روزہ رہنا ہے رات میں تراویح کی پابندی رہتی ہے، **والصبر ثوابه الجنة**: اس صبر کا بدلہ جنت ہے، **وشهر المواساة** یعنی یہ غم خواری کا مہینہ ہے اس مہینہ میں لوگوں کی زیادہ سے زیادہ امداد کرنی چاہئے، **وشهر يزاد فيه رزق المؤمن** یہ ایک عام مشاہد ہے کہ رمضان میں مؤمن کے رزق میں بہت زیادہ اضافہ ہو جاتا ہے، **من فطر فيه صائما إلخ**: یعنی اللہ تعالیٰ کی نظر میں روزہ دار کی اس قدر قدر و منزلت ہے کہ اگر کوئی شخص روزے دار کو افطار کراتا ہے تو اس کے عوض میں افطار کرانے والے کی مغفرت ہو جاتی ہے، اس کو جہنم سے آزادی مل جاتی ہے اور اس کو اتنا ثواب ملتا ہے جتنا کہ ایک روزہ دار کو ثواب ملنا چاہئے، **قلنا يارسول الله ليس كلنا إلخ** یہ سن کر حضرات صحابہ کرام کا جوش جاگ گیا انہوں نے جناب نبی کریم ﷺ سے کہا کہ یارسول اللہ ہم میں سے ہر شخص اس پر قادر تو نہیں ہے کہ روزے دار کو افطار کرائے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ افطار کرانے کا یہ مطلب نہیں کہ روزے دار کو پیٹ بھر کھلایا جائے بلکہ تھوڑا بہت کچھ کھلا کر افطار کرا دینا ہی کافی ہے جیسے دودھ کا شربت، کھجور یا پانی کا شربت وغیرہ، **من اشبع صائما إلخ**: البتہ روزے دار کو جو پیٹ بھر کر کھلائے اس کو مذکورہ فوائد حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ ایک فائدہ یہ حاصل ہوگا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس افطار کرانے والے کو میرے حوض سے پانی پلائے گا پھر اس کو کبھی پیاس نہ لگے گی اور وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔

﴿رمضان میں کسی سائل کو محروم نہ کرے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۷۴﴾ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ اَطْلَقَ كُلَّ اَسِيْرٍ وَّ أَعْطٰى كُلَّ سَائِلٍ.

حل لغات: أطلق : اَطْلَقَ (افعال) رہا کرنا، اسیر: قیدی جمع اُسَرَاء.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب رمضان داخل ہوتا تو جناب نبی کریم ﷺ ہر قیدی کو چھوڑ دیتے اور ہر سائل کو دیتے۔

خلاصۂ حدیث جب رمضان آتا تو جناب نبی کریم ﷺ قیدی کو چھوڑ دیتے اور ہر سائل کو کچھ نہ کچھ ضرور دیتے، اسلئے ہم امتیوں پر لازم ہے کہ رمضان میں جب کوئی سائل آئے تو کچھ نہ کچھ ضرور دیں، ساتھ ہی اپنے ملازمین کیساتھ نرمی کا برتاؤ کریں

کلمات حدیث کی تشریح أطلق كل أسير: یہاں پر مراد ان قیدیوں کو چھوڑنا اور آزاد کرنا ہے جو حق اللہ یا حق العبد کی وجہ سے محبوس ہو، اس روایت سے وہ قیدی چھوڑنا مراد نہیں ہے جو کفر کی وجہ سے قید ہوئے ہوں۔

واعطى كل سائل : جناب نبی کریم ﷺ غیر رمضان میں بھی خوب دیتے تھے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: انه ماسئل شيئا الا أعطاه فجاء رجل فأعطاه غنما بين جبلين فرجع إلى قومه فقال ياقوم أسلموا فإن محمدا يعطى عطاء لايخشى الفقر، لیکن رمضان میں کچھ زیادہ ہی دیتے تھے، اس لیے خصوصیت کے ساتھ اس کو بیان کیا گیا ہے ورنہ تو جناب نبی کریم

ﷺ کی فیاضی غیر رمضان میں بھی بہت عام تھی اور ہر خاص و عام اس فیاضی سے مستفید ہوا کرتا تھا۔

﴿رمضان کے لیے جنت کو سجایا جانا﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۷۵﴾ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْجَنَّةَ تُزَخْرَفُ لِرَمَضَانَ مِنْ رَّاسِ الْحَوْلِ اِلٰى حَوْلٍ قَابِلٍ قَالَ فَاِذَا كَانَ اَوَّلُ يَوْمٍ مِنْ رَمَضَانَ هَبَّتْ رِيْحٌ تَحْتَ الْعَرْشِ مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ عَلَى الْحُوْرِ الْعِيْنِ فَيَقُلْنَ يَا رَبِّ اجْعَلْ لَنَا مِنْ عِبَادِكَ اَزْوَاجًا تَقَرُّبِهِمْ اَعْيُنُنَا وَاَعْيُنُهُمْ بِنَارُوَى الْبَيْهَقِي الْاَحَادِيْثَ الثَّلٰثَةَ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ .

حل لغات: تزخرف: (تفعل) مزین کرنا، آراستہ کرنا، ھبت: هَبَّتْ (ن) هَبَّتِ الريح ہوا کا چلنا، ورق: پتا جمع اَوْرَاق.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا رمضان کے لیے شروع سال سے آنے والے سال تک جنت سجائی جاتی ہے آپ ﷺ نے فرمایا جب رمضان کا پہلا دن ہوتا ہے تو عرش کے نیچے، جنت کے پتوں سے حورعین پر ہوا چلتی ہے تو وہ حوریں کہتی ہیں اے ہمارے رب آپ ہمارے لیے اپنے بندوں میں سے شوہر بنا، جن کے ذریعے سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ہمارے ذریعے سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کی نظر میں روزے کی قدر و منزلت بے پناہ ہے یہی وجہ ہے کہ رمضان کی آمد کے اعزاز میں پورے سال جنت کو سنوارا جاتا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح **ان الجنة تزخرف:** یعنی جنت سنواری جاتی ہے اور اس سنوارنے میں سونے کی ضرورت پڑتی ہے تو سونا بھی استعمال کیا جاتا ہے، **لرمضان:** یعنی رمضان کی آمد کی وجہ سے، **من راس الحول إلى حول قابل:** یعنی پورے سال رمضان کے لیے جنت کو سنوارا جاتا ہے اور یہ زیب و زینت کا کام شوال سے شروع ہو کر پورا سال چلتا ہی رہتا ہے جسے فرشتے انجام دیتے ہیں، **قال فإذا كان أول يوم من رمضان إلخ:** اس قال کے فاعل جناب نبی کریم ﷺ ہیں، **تحت العرش** میں ہوا چلنے مطلب ہے جنت میں ہوا چلنا اس لیے کہ جنت عرش کے نیچے ہے اور جنت کی چھت کا نام عرش ہے جب حوروں پر یہ ہوا چلتی ہے تو وہ دعا کرتی ہیں، اے اللہ تو ہمیں ان سے جلدی ملا تا کہ ہم آپس میں لطف اندوز ہوں۔

﴿رمضان کی آخری رات روزے داروں کی مغفرت﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۷۶﴾ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ يُغْفَرُ لِاُمَّتِهٖ فِيْ آخِرِ لَيْلَةٍ فِيْ رَمَضَانَ قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَهِيَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ قَالَ لَا وَلٰكِنَّ الْعَامِلَ اِنَّمَا يُوَفّٰى اَجْرَهٗ اِذَا قَضٰى عَمَلَهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حل لغات: یغفر، غَفَرَ (ض) غفرًا چھپانا، معاف کر دینا، العامل، کام کرنے والا جمع عوامل، یوفی: وَفّٰی (تفعیل) پورا پورا بدلہ دینا۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری امت رمضان کی آخری رات میں معاف کر دی جاتی ہے، کہا گیا یا رسول اللہ کیا وہی شب قدر ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں، لیکن کام کرنے والوں کو پوری مزدوری اسی وقت مل جاتی ہے، جب وہ اپنا کام پورا کر دیتا ہے۔

خلاصۂ حدیث جب مسلمان پورے مہینے کے روزے رکھ لیتا ہے تو اب انکے معاوضے کا دن آ جاتا ہے اسلئے اس دن معاوضہ دیا جاتا ہے اور روزیدار کا معاوضہ مغفرت ہے چنانچہ رمضان کی آخری رات میں تمام روزے دار بخش دیئے جاتے ہیں

کلمات حدیث کی تشریح یغفر لامته: یعنی امت محمدیہ کے ہر اس شخص کے لیے مغفرت ہے جنہوں نے پورے مہینے کے روزے رکھے ہیں، في آخر ليلة في رمضان: یہاں مغفرت سے مراد مغفرت کاملہ ہے ورنہ تو رمضان میں ہر دن مغفرت کی جاتی ہے، بلکہ ایک پورا عشرہ ہی مغفرت کا ہے "واوسطه مغفرة"

باب رؤية الهلال

الفصل الأول

﴿رمضان کی ابتداء اور انتہاء کا مدار رویت پر ہے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۷۷﴾ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ وَلَا تُفْطِرُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ ، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوْا لَهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ لَيْلَةً فَلَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاَكْمِلُوْا الْعِدَّةَ ثَلٰثِيْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

حل لغات: ترو: رَأَى (ف) رُؤْيَةً دیکھنا، الهلال: شروع مہینے کے دو راتوں کا چاند، غم: غَمَّ (ن) غَمًّا ڈھانپ لینا، بادل ہونا

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا روزہ مت رکھو جب تک کہ چاند نہ دیکھ لو اور روزہ رکھنا نہ چھوڑو جب تک کہ چاند نہ دیکھ لو، اگر تم پر پوشیدہ ہو جائے تو اس کو مقدار کے مطابق کر دو اور ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے، اس لیے روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ اس کو دیکھ لو، لہٰذا اگر تم پر پوشیدہ ہو جائے تو تیس کی تعداد پوری کرو۔

خلاصۂ حدیث جب تک چاند نظر نہ آ جائے نہ ہی روزہ رکھے اور نہ ہی عید کرے، خواہ چند آدمی ہی کی رویت کیوں نہ ہو۔

کلمات حدیث کی تشریح لا تصوموا: یعنی شعبان کی تیسویں تاریخ کو روزہ نہ رکھے اس لیے کہ مہینہ تو تیس دن کا ہوتا ہے، حتی تروا الهلال: الا یہ کہ انتیسویں شعبان کو چاند نظر آ جائے تو روزہ رکھا جا سکتا ہے اس لیے کہ کبھی کبھی مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے، ولا تفطروا حتى تروا یعنی یہی حکم عید کا ہے کہ جب تک چاند نہ دیکھ لے تب تک عید نہ کرے بلکہ روزہ رکھے اور تیس روزے پورے کرے، فإن غم عليكم إلخ: بادل کی وجہ سے عام رویت نہ ہو سکی اور رمضان کا چاند کم از کم ایک نیک آدمی نے دیکھا اور دیکھنے کی گواہی دی، اسی طریقے سے عید کا چاند دو نیک آدمی نے دیکھا اور دیکھنے کی گواہی دی تو ان کی رویت کا اعتبار کرتے ہوئے روزہ رکھنے اور عید کرنے کا اعلان کیا جا سکتا ہے اور اس حدیث شریف میں، فإن غم عليكم: سے مراد یہ ہے کہ کوئی بھی دیکھ نہ سکے اگر دیکھ لیا گیا تو مکمل پوشیدگی نہیں پائی گئی۔

﴿چاند کسی کو نظر نہ آئے تو تیس پورے کرے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۷۸﴾ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهِ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهِ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاَكْمِلُوْا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلٰثِيْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

حل لغات: غم: غ : مَّ (ن) غَمًّا ڈھاپ لینا، بادل ہونا۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر روزہ چھوڑو اگر تم پر پوشیدہ ہو جائے تو شعبان کے تیس دن کی گنتی پوری کرو۔

خلاصۂ حدیث جب عام رویت نہ ہو اور نہ ہی گواہی کے ذریعے سے رویت ثابت ہو سکے تو تیس کا مہینہ سمجھا جائے۔

کلمات حدیث کی تشریح صوموا لرؤيته: یعنی چاند دیکھ کر روزہ رکھے، فافطروا لرؤيته: یعنی کسی طرح سے چاند کا ثبوت ہو سکے تو مہینہ تیس کا شمار کیا جائے۔

﴿رمضان کے دنوں کی تعداد﴾

﴿حدیث نمبر۱۸۷۹﴾ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّا اُمَّةٌ اُمِّيَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَ عَقَدَ الْاِبْهَامَ فِي الثَّالِثَةِ ثُمَّ قَالَ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا تَمَامَ الثَّلٰثِيْنَ يَعْنِيْ مَرَّةً تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ وَمَرَّةً ثَلٰثِيْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

حل لغات: أمية: بمعنی ان پڑھ جمع أميون ، نكتب: كَتَبَ (ن) كتابةً لکھنا نحسب: حَسَبَ (ن) حِسَاباً شمار کرنا۔

ترجمه: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہم امی قوم ہیں ہم نہ لکھنا جانتے ہیں نہ ہی حساب کرنا، مہینہ ایسا ہوتا ہے، ایسا ہوتا ہے اور ایسا ہوتا ہے اور تیسری مرتبہ آپ نے ایک انگوٹھے کو موڑ لیا، پھر آپ نے کہا مہینہ ایسا ہوتا ہے، ایسا ہوتا ہے اور ایسا ہوتا ہے یعنی پورے تیس، یعنی ایک بار (آپ نے) انتیس (دکھائے) اور ایک بار تیس۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ عرب کا عام باشندہ لکھنا پڑھنا نہیں جانتا تھا اور آپ انہیں یہ بتانا چاہتے تھے کہ مہینہ کبھی انتیس کا اور کبھی تیس کا ہوتا ہے اسی کو بتانے کے لیے آپ نے اپنے ہاتھ کی انگلیوں سے اشارہ کر کے بتایا۔

کلمات حدیث کی تشریح انا امة امية: اس سے مراد عرب کا عام باشندہ ہے اس لیے کہ عرب کی اکثریت لکھنا پڑھنا نہیں جانتی تھی لانکتب و لانحسب: یعنی عرب کی اکثریت لکھنا پڑھنا نہیں جانتی تھی اس لیے للاکثر حکم الکل کے تحت سب کو ان پڑھ میں شمار کر لیا گیا ہے، الشهر هكذا وهكذا وهكذا وعقد الابهام یعنی آپ نے اپنے دونوں ہاتھ کی تمام انگلیوں سے دو مرتبہ اشارہ کیا اور جب تیسری مرتبہ اشارہ کیا تو اپنے ایک انگوٹھے کو موڑ لیا تو یہ تین مرتبہ اشارہ کرنے سے پورے انتیس ہو گئے، ثم قال الشهرهكذا إلخ: یعنی آپ نے جب تیسری مرتبہ اشارہ کیا تو آپ نے اپنا کوئی انگوٹھا موڑا نہیں، بلکہ پورے اپنے دسوں انگلیوں سے تین مرتبہ اشارہ فرمایا یہ پورے تیس ہو گئے، یعنی مرة تسعا وعشرين الخ: راوی کہتے ہیں کہ آپ نے ایک مرتبہ انتیس شمار کرایا اور ایک مرتبہ تیس شمار کرایا۔

﴿دونوں عید کے مہینے ناقص نہیں ہوتے﴾

﴿حدیث نمبر۱۸۸۰﴾ وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرَا عِيْدٍ لَا يَنْقُصَانِ : رَمَضَانُ وَذُوْالْحِجَّةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

حل لغات: ينقصان: نقص (ن) نَقصاً کم ہونا۔

ترجمه: حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا عید کے دونوں مہینے ناقص نہیں ہوتے ہیں رمضان اور ذوالحجہ۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ رمضان اور ذوالحجہ دونوں مہینے کا ثواب کم نہیں ہوتا ہے خواہ تیس کے ہوں یا انتیس کے۔

کلمات حدیث کی تشریح شهرا عيد لا ينقصان: یعنی ان دونوں مہینے کا جو ثواب متعین ہے اس میں کسی طرح کی کوئی کمی نا ہوگی خواہ مہینہ انتیس ہی کا کیوں نا ہو، رمضان و ذو الحجة: ذوالحجہ میں تو عید ہوتی ہی ہے رمضان کو عید کا مہینہ اس لیے کہہ دیا ہے کہ وہ عید والے مہینے کے قریب ہے اور جب وہ عید والے مہینے کے قریب ہے تو اس کا بھی نام عید والا مہینہ رکھ دیا گیا ہے قربت شی کو شی کا درجہ دے دیا جاتا ہے۔

﴿رمضان سے ایک دو دن پہلے روزہ نہ رکھے﴾

﴿حدیث نمبر۱۸۸۱﴾ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَقَدَّمَنَّ اَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ اَوْ يَوْمَيْنِ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ رَجُلٌ كَانَ يَصُوْمُ صَوْمًا فَلْيَصُمْ ذٰلِكَ الْيَوْمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حل لغات: يتقدمن: تَقَدُّمَ (تفعیل) پیش قدمی کرنا، آگے بڑھنا۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی ایک دن یا دو دن پہلے رمضان کا روزہ نہ رکھے مگر یہ کہ کوئی ایسا آدمی ہو جو اس دن روزہ رکھتا ہو تو اس کو چاہئے کہ اس دن روزہ رکھ لے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ شعبان کی انتیسویں یا تیسویں تاریخ یوم الشکر کہلاتی ہے ان دو دنوں میں روزہ رکھنا مکروہ تنزیہی ہے اس لیے کوئی صاحب ان دو دنوں میں روزہ نہ رکھے، لیکن اگر کوئی ایسا آدمی ہے جو کسی متعین دن میں روزہ رکھتا ہے اور یوم الشکر میں وہی دن آگیا ہے تو ایسے شخص کے لیے اس دن روزہ رکھنے کی گنجائش ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح لایتقدمَنَّ أحد کم رمضان: یعنی یوم الشکر میں روزہ رکھنا مکروہ تنزیہی ہے، إلا أن یکون رجل کان یصوم صوما فلیصم: صرف ایسے شخص کو یوم الشکر میں روزہ رکھنے کی اجازت ہے جس کو متعین دنوں میں روزہ رکھنے کی عادت ہے جیسے یوم بیض یا پیر جمعرات کو اور اتفاق سے یوم الشکر میں یہی دن پڑ گئے تو اس شخص کے لیے ایسے دن میں بھی روزہ رکھنے کی اجازت ہے۔

الفصل الثانی

﴿شعبان کے نصف آخر میں روزہ نہ رکھے﴾

﴿حدیث نمبر۱۸۸۲﴾ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا انْتَصَفَ شَعْبَانُ فَلَا تَصُوْمُوْا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

حل لغات: إنتصف: نَصَفَ (ن) نَصْفًا آدھا لینا، إنتصف (افتعال) آدھا ہونا۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب شعبان آدھا ہو جائے، تو تم لوگ روزہ نہ رکھو

کلمات حدیث کی تشریح إذاانتصف شعبان: یعنی جب شعبان کا نصف حصہ گزر جائے اور آدھا باقی رہ جائے فلا تصوموا: یعنی نصف آخر میں روزہ نہ رکھے یہ روزے رکھنا مکروہ تنزیہی ہے، ہاں اگر ذمے میں قضاء روزہ ہو یا واجب کا روزہ ہو یا ان دنوں میں روزہ رکھنے کا معمول ہو تو روزہ رکھنے کی مطلقاً اجازت ہے۔

﴿رمضان کے لیے شعبان کی تاریخ یاد رکھنا﴾

﴿حدیث نمبر۱۸۸۳﴾ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَحْصُوْا هِلَالَ شَعْبَانَ لِرَمَضَانَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حل لغات: احصوا: اَحْصٰی (افعال) گننا شمار کرنا۔

ترجمہ: ان سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا رمضان کے لیے شعبان کے دن گنتے رہو۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ رمضان کی اہمیت کے پیش نظر شعبان کا چاند دیکھنے کا اہتمام کرے اور اس کی تاریخ کو یاد رکھے تاکہ صحیح وقت سے رمضان کے روزے رکھے جاسکیں۔

کلمات حدیث کی تشریح أحصوا هلال شعبان لرمضان یعنی رمضان کی اہمیت کے پیش نظر شعبان کی تاریخ کو یاد رکھے اور اس کو گنے تاکہ رمضان کے شروع ہونے کی صحیح تاریخ کا اندازہ ہو سکے۔

﴿آپ کا شعبان میں پورے مہینے روزے رکھنا﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۸۴﴾ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ مَارَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ اِلَّاشَعْبَانَ وَرَمَضَانَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَوَالتِّرمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حل لغات: شهرين :شهر کا تثنیہ ہے بمعنی مہینہ۔

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے جناب نبی کریم ﷺ کو شعبان اور رمضان کے علاوہ دو مہینہ لگا تار روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔

خلاصۂ حدیث جناب نبی کریم ﷺ شعبان اور رمضان دو مہینہ کے پورے روزے رکھتے تھے۔

کلمات حدیث کی تشریح أم سلمة: جناب نبی کریم ﷺ کی بیویوں میں سے ایک ہیں: يصوم شهرين متتابعين الخ : جناب نبی کریم ﷺ پورے دو مہینہ کے لگا تار روزے رکھتے تھے یا شعبان کے اکثر روزے رکھتے تھے اس کی تفصیلی بحث باب صیام التطوع میں آرہی ہے۔

﴿یوم الشک کا روزہ﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۸۵﴾ وَعَنْ عَمَّارِبْنِ يَاسِرٍ قَالَ مَنْ صَامَ الْيَوْمَ الَّذِیْ يُشَكُّ فِيْهِ فَقَدْعَصَی اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَوَالتِّرمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِیُّ.

حل لغات: يُشك: شك (ن) شكًا شبہ کرنا، عصي : عَصي (ض) عِصْيَانًا مخالفت کرنا، نافرمانی کرنا۔

ترجمہ: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس شخص نے اس دن روزہ رکھا جس دن شبہ ہو تو اس نے ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کی۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ یوم الشک میں روزہ رکھنا جناب نبی کریم ﷺ کے طریقے کے خلاف ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح عن عماربن یاسر قال: اس قال کے فاعل عمار ہیں یعنی یہ روایت مرفوعًا نہیں بلکہ موقوفًا مروی ہے، من صام اليوم الذی يشك فيه: کبھی ایسا ہوتا ہے کہ واضح طور پر یہ سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ رمضان کا چاند ہوا کہ نہیں وہی یوم الشک کہلاتا ہے اس دن روزہ رکھنا مکروہ تنزیہی ہے۔ اس لئے ہو نہ ہو اس دن چاند نہ ہوا ہو اور لوگوں نے رمضان سمجھ کر اس دن روزہ رکھ لیا ہو اور حقیقت میں رمضان اگلے دن سے شروع ہوا ہو یہ پورے اکتیس دن کا مہینہ ہو گیا تو بہت سے لوگوں کے ذہن میں یہ بات بیٹھ سکتی ہے کہ اب رمضان کا مہینہ اکتیس دن کا ہونے لگا ہے اس سے عقیدے کی خرابی کو دور کرنے کے لئے شریعت نے یوم الشک میں روزہ رکھنے کو منع کر دیا ہے، اگر ایسا موقع آجائے تو سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ زوال تک کچھ نہ کھائے پیئے روزہ کی حالت میں رہے گواہی وغیرہ سے چاند کا ثبوت ہو جائے تو روزہ پورے کرے ورنہ کھانا پینا شروع کر دے (بدائع الصنائع ۲/۲۱۷)

﴿شہادت سے چاند کا ثبوت﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۸۶﴾ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَآءَ اَعْرَابِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّی رَاَيْتُ الْهِلَالَ يَعْنِی هِلَالَ رَمَضَانَ فَقَالَ اَتَشْهَدُاَنْ لَّااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ اَتَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ يَابِلَالُ اَذِّنْ فِی النَّاسِ اَنْ يَّصُوْمُوْا غَدًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِیُّ.

حل لغات: اعرابي: عرب کا دیہاتی جمع أعراب.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک اعرابی نے آ کر کہا کہ میں نے چاند دیکھا ہے یعنی رمضان کا چاند تو آپ نے کہا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں انہوں نے کہا کہ ہاں آپ نے کہا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد اللہ کے رسول ہیں انہوں نے کہا کہ ہاں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے بلال لوگوں میں اعلان کردو کہ کل روزہ رکھیں۔

خلاصۂ حدیث موسم خراب ہو تو ایک عادل آدمی کی شہادت سے رمضان کے چاند کا ثبوت ہو جائے گا۔

کلمات حدیث کی تشریح جاء اعرابي: گاؤں کے رہنے والے ایک عربی نے آ کر جناب نبی کریم ﷺ کو رمضان کے چاند ہونے کی اطلاع دی۔ فقال إني رأيت الهلال: یعنی اس دن بادل ہونے کی وجہ سے عام رویت نہ ہو سکی، تو روزہ رکھنے کا اہتمام نہیں کیا گیا، لیکن جب ان دیہاتی نے آ کر چاند دیکھنے کی اطلاع دی تو آپ نے اعلان کرا دیا کہ کل کو روزہ ہے، اس روایت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ لفظ شہادت اور دعویٰ کی کوئی ضرورت نہیں ہے، بلکہ نفس اطلاع ہی ثبوت چاند کے لئے کافی ہے۔

﴿ایک آدمی کی شہادت سے چاند کا ثبوت﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۸۷﴾ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ تَرَآئَ النَّاسُ الْهِلَالَ فَاَخْبَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّى رَأَيْتُهٗ فَصَامَ وَاَمَرَ النَّاسَ بِصِيَامِهٖ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالدَّارِمِىُّ.

حل لغات: فأخبرت: اَخْبَرَ (افعال) خبر دینا، بتلانا، اَمَرَ: اَمَرَ (ن) اَمْراً حکم دینا۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ لوگ چاند دیکھنے کے لیے جمع ہوئے تو میں نے جناب نبی کریم ﷺ کو خبر دی کہ میں نے چاند دیکھا ہے تو آپ نے روزہ رکھا اور لوگوں کو روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کے زمانے میں حضرات صحابۂ کرام چاند دیکھنے کے لیے جمع ہوئے، لیکن حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے علاوہ کوئی چاند دیکھ نہ سکے، انہوں نے آ کر جناب نبی کریم ﷺ کو بتلایا تو آپ نے رویت صحیح مان کر خود بھی روزہ رکھا اور صحابۂ کرام کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

کلمات حدیث کی تشریح تراى الناس الهلال: یعنی جناب نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں لوگ چاند دیکھنے کے لئے جمع ہوئے، إني رأيته: اتفاق کہ اس مجمع میں سے صرف حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے چاند دیکھا اور کسی کو چاند نظر نہ آیا موسم خراب رہا ہوگا، تو انہوں نے آ کر جناب نبی کریم ﷺ کو بتلایا، فصام و أمر الناس بصيامه تو جناب نبی کریم ﷺ نے ان کی رویت صحیح مان کر خود بھی روزہ رکھا اور صحابۂ کرام کو روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

الفصل الثالث

﴿آپ کا شعبان کے دن یاد رکھنے کا اہتمام﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۸۸﴾ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَفَّظُ مِنْ شَعْبَانَ مَالَا يَتَحَفَّظُ مِنْ غَيْرِهٖ ثُمَّ يَصُوْمُ لِرُؤْيَةِ رَمَضَانَ فَاِنْ غُمَّ عَلَيْهِ عَدَّ ثَلَاثِيْنَ يَوْمًا ثُمَّ صَامَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حل لغات: يتحفظ: (س) حِفْظًا یاد کرنا، تَحَفُّظَ (تفعل) اہتمام کرنا، عَدَّ: عَدَّ (ن) شمار کرنا۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ شعبان کے دن شمار کرنے میں جتنا اہتمام فرماتے تھے اتنا کسی اور مہینے کے دن شمار کرنے میں اہتمام نہیں فرماتے تھے۔ پھر رمضان کا چاند دیکھ کر روزہ رکھتے تھے، اگر ابر آلود ہوتا تو تیس دن پورا کرتے، پھر روزہ رکھتے تھے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ شعبان کی تاریخ کو گننے اور شمار کرنے کا خاص اہتمام فرماتے تھے تاکہ بروقت رمضان کے روزے رکھے جاسکیں۔

کلمات حدیث کی تشریح کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یتحفظ من شعبان: یعنی جناب نبی کریم ﷺ شعبان کے دن گننے اور شمار کرنے کا خاص اہتمام فرماتے تھے تاکہ بروقت رمضان کے روزے رکھے جاسکیں،

ما لایتحفظ من غیرہ: دوسرے مہینوں کی تاریخوں کو یاد رکھنے اتنا اہتمام اس لیے نہیں فرماتے تھے کہ ان میں ایسا کوئی شرعی حکم نہیں ہے ذی الحجہ میں حج ہے اس کی ادائیگی میں پورے آٹھ دن کا وقت ملتا ہے جو رفتہ رفتہ پتا چل ہی جاتا ہے، **ثم یصوم لرؤیۃ:** اس اہتمام کے بعد شعبان کی انتیسویں کو چاند نظر آجاتا تو آپ روزہ رکھنا شروع فرمادیتے، **فان غم علیہ إلخ:** اس اہتمام کے باوجود چاند نظر نہ آتا اور نہ ہی کوئی شخص چاند کے دیکھنے کی خبر دیتا تو آپ شعبان کی تیس تاریخ سمجھ کر روزہ نہ رکھتے تھے۔

﴿رویت میں چاند کے چھوٹے بڑے ہونے کا اعتبار نہیں﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۸۹﴾ وَعَنْ اَبِی الْبَخْتَرِیِّ قَالَ خَرَجْنَا لِعُمْرَۃٍ فَلَمَّا نَزَلْنَا بِبَطْنِ نَخْلَۃَ تَرَا اَیْنَا الْھِلَالَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ ھُوَابْنُ ثَلَاثٍ وَّقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ ھُوَابْنُ لَیْلَتَیْنِ فَلَقِیْنَا ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْنَا اِنَّا رَاَیْنَا الْھِلَالَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ ھُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّ قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ ھُوَ ابْنُ لَیْلَتَیْنِ فَقَالَ اَیَّ لَیْلَۃٍ رَاَیْتُمُوْہُ قُلْنَا لَیْلَۃَ کَذَا وَکَذَا وَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَدَّہٗ لِلرُّؤْیَۃِ فَھُوَ لِلَیْلَۃٍ رَاَیْتُمُوْہُ فَفِیْ رِوَایَۃٍ عَنْہُ قَالَ اَھْلَلْنَا رَمَضَانَ وَنَحْنُ بِذَاتِ عِرْقٍ فَاَرْسَلْنَا رَجُلًا اِلَی ابْنِ عَبَّاسٍ یَّسْاَلُہٗ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَدْ اَمَدَّہٗ لِرُؤْیَتِہٖ فَاِنْ اُغْمِیَ عَلَیْکُمْ فَاَکْمِلُوْا الْعِدَّۃَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

حل لغات: خرجنا: خَرَجَ (ن) خُرُوْجًا نکلنا۔

ترجمہ: حضرت ابوالبختری سے روایت ہے کہ ہم لوگ عمرہ کے لئے نکلے، جب ہم لوگ نخلہ کی وادی میں اترے تو ہم سب نے چاند دیکھا بعضوں نے کہا یہ تیسری رات کا چاند ہے اور بعضوں نے کہا یہ دوسری رات کا چاند ہے پھر ہم لوگوں کی ملاقات حضرت ابن عباس سے ہوئی تو ہم لوگوں نے ان سے کہا کہ ہم لوگوں نے چاند دیکھا تو بعضوں نے کہا یہ تیسری رات کا چاند ہے اور بعضوں نے کہا یہ دوسری رات کا چاند ہے تو ابن عباس نے کہا تم لوگوں نے وہ چاند کس رات کو دیکھا؟ ہم لوگوں نے کہا فلاں فلاں رات، تو ابن عباس نے کہا کہ جناب نبی کریم ﷺ نے رمضان کی مدت، رویت سے مقرر کی ہے تو وہ اسی رات کا ہے جس رات کو تم لوگوں نے دیکھا ہے اور ابوالبختری سے ایک روایت میں ہے انہوں نے کہا کہ ہم لوگوں نے ذات عرق میں رمضان کا چاند دیکھا تو ہم لوگوں نے ایک آدمی کو ابن عباس کے پاس بھیجا تاکہ وہ ان سے پوچھے تو ابن عباس نے کہا جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کی مدت، رویت کے وقت سے کی ہے اس لیے اگر چاند تم پر پوشیدہ ہو جائے تو تیس دن پورے کرو۔

خلاصۂ حدیث چاند اگر بڑا نظر آئے تو خواہ مخواہ شک میں نہ پڑے، بلکہ جس دن چاند نظر آئے اسی دن کا سمجھکر روزہ رکھنا شروع کردے

کلمات حدیث کی تشریح **خرجنا لعمرۃ:** حضرت ابوالبختری رحمۃ اللہ تابعی ہیں یہ اپنے ساتھیوں ساتھ کوفے سے عمرہ کرنے کے لیے مکہ مکرمہ کے لیے روانہ ہوئے، **فلمانزلنا ببطن نخلۃ:** ''بطن نخلۃ: طائف کے قریب ایک وادی کا نام ہے جہاں اب ایک گاؤں بس گیا ہے جس کا نام ''مَضِیْق'' ہے **تراء ینا الھلال:** یہاں ''الھلال'' سے مراد رمضان کا چاند ہے جیسا کہ اسی روایت کے اخیر میں آرہا ہے، **فقال بعض القوم الخ:** وہ چاند اونچائی پر تھا اس لیے بعض نے کہنا شروع کیا کہ تیسری

رات کا چاند ہے اور بعض ساتھیوں نے کہنا شروع کیا کہ نہیں یہ دوسری رات کا چاند ہے، **فقال ان رسو اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم امدہ للرؤیة:** یعنی چاند کے سلسلے میں شریعت کا ضابطہ یہ ہے کہ جب چاند نظر آئے تو یہی مانا جائے کہ یہ آج ہی کا چاند ہے یہ جناب نبی کریم ﷺ کا مقرر کردہ ضابطہ ہے، **وفي رواية عنه:** ابن البختری سے دوسری روایت میں ایک دوسرے انداز سے یہ واقعہ مروی ہے، **قال اهللنا رمضان :** حضرت ابن البختری کہتے ہیں کہ ہم نے رمضان کا چاند دیکھا، **ونحن بذات عرق:** وہاں مذکور ہے کہ ان حضرات نے چاند بطن نخلہ میں دیکھا تھا اور یہاں ہے کہ ''ذات عَرَق'' میں دیکھا تھا، اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ بطن نخلہ کے پاس ہی ذرا دوری پر ایک اونچی جگہ کا نام ''ذات عِرَق'' ہے ممکن ہے کہ چاند دیکھنے شوق میں کچھ لوگ اس اونچائی پر چڑھ گئے ہوں۔

﴿سحری میں برکت ہے﴾

﴿حدیث نمبر۱۸۹۰﴾ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِیْ السُّحُوْرِ بَرَکَةٌ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

حل لغات: تسحروا: سَحَرَ (ف) سُحُوْراً سحری کھانا۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا سحری کھایا کرو اس لیے کہ اس میں برکت ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح تسحروا: یہ امر وجوب کے لیے نہیں، بلکہ یہ امر استحبابی ہے، اس لیے کہ اس حدیث شریف کی وجہ سے امت کا اس پر اجماع ہے کہ سحری کا کھانا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے، **برکة :** برکت سے مراد یہ ہے کہ تاکہ اس سحری کے ذریعے سے روزہ رکھنے میں طاقت ملے جیسا کہ جناب نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے ''استعینوا بمقابلة النهار علی قیام اللیل وباکل السحور علی صیام النهار (مرقات ۱۵۲/۴)

﴿مسلمان اور اهل کتاب کے روزے میں فرق﴾

﴿حدیث نمبر۱۸۹۱﴾ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَصْلُ مَا بَیْنَ صِیَامِنَا وَصِیَامِ اَهْلِ الْکِتٰبِ اَکْلَةُ السَّحْرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

حل لغات: فصل ، فَصَلَ (ض) فَصْلاً جدا کرنا۔

ترجمہ: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہمارے اور اہل کتاب کے روزے کے درمیان سحری کھانا ہے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ مسلمان بھی روزہ رکھتے ہیں اور یہود ونصاری بھی روزہ رکھتے ہیں، لیکن دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ مسلمان سحری کھاتے ہیں اور وہ لوگ سحری نہیں کھاتے ہیں۔

کلمات حدیث کی تشریح فصل مابین صیامنا: ''فصل'' فرق کے معنی میں ہے ''ما'' زائدہ ہے، **أهل الکتاب**، اہل کتاب سے مراد یہود ونصاریٰ ہیں، **اکلة السحر :** امت محمدیہ پر اللہ تعالی کی ایک خاص عنایت ہے کہ اس امت کو سحری کرنے کی اجازت ہے باقی یہود ونصاریٰ کو سحری کرنے کی اجازت نہیں تھی اور ابتدائے اسلام میں بھی یہی حکم تھا کہ مسلمان بھی سحری نہ کریں، لیکن بعد میں یہ حکم منسوخ ہوگیا، اب سحری کھانا مستقل ایک سنت ہے۔

﴿افطار میں جلدی کرنا﴾

﴿حدیث نمبر۱۸۹۲﴾ وَعَنْ سَهْلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا یَزَالُ النَّاسُ بِخَیْرٍ مَا عَجَّلُوْا الْفِطْرَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

حل لغات: خَیر: بمعنی بھلائی عجلوا : عَجَّلَ (تفعیل) جلدی کرنا۔

ترجمہ: حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا لوگ اس وقت تک بھلائی پر رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ امت محمدیہ کی خیر وبھلائی کا مدار افطار میں جلدی کرنے پر ہے اس لیے جب غروب آفتاب کا یقین ہو جائے تو فوراً افطار کر لے تاکہ خیر وبھلائی سے دامن پر رہے۔

کلمات حدیث کی تشریح لایزال الناس بخیر ماعجلوا الفطر: ہندوستان کے بعض علاقوں میں یہ رسم رائج ہے کہ سورج غروب ہونے کے بعد اذان دی جاتی ہے، بعدہ دعاء پڑھتے ہیں اس کے بعد لوگ افطار کرتے ہیں اور بسا اوقات غروب آفتاب سے پہلے ہی اذان شروع کر ڈالتے ہیں، ان صورتوں میں کئی طرح کی خرابیاں ہیں (۱) قبل از وقت اذان دینے سے اذان نہیں ہوتی ہے، رمضان جیسے مقدس مہینے میں اذان جیسی عظیم المرتبت سنت سے محرومی سے، محروم القسمتی کا اشارہ ملتا ہے (۲) یہ بھی ممکن ہے کہ سورج غروب ہونے سے پہلے ہی اذان ختم ہو جائے، اذان تو ہوئی نہیں، ختم اذان کے بعد روزہ افطار کر لینے کی صورت میں روزہ بھی ہاتھ سے گیا، اتنی تاخیر سے افطار کرنا یہود ونصاریٰ کا طریقہ ہے، جس طریقے کی مخالفت ضروری ہے اس لیے جب سورج غروب ہو جائے تو بلا کسی تاخیر کے روزہ افطار کر لے یہی جناب نبی کریم ﷺ کا طریقہ ہے اور اسی پر امت کا عمل بھی ہے، نیز "اَتِمُّوا الصیام إلی اللیل" (القرآن) تقاضہ بھی یہی ہے۔

﴿افطار کا وقت﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۹۳﴾ وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هٰهُنَا وَاَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هٰهُنَا وَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

حل لغات: اقبل: اَقْبَلَ: (افعال) الیوم دن کا قریب ہونا، أدبر، اَدْبَرَ (افعال) پیٹھ پھیرنا۔

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب ادھر سے رات نمودار ہو اور دن پیٹھ پھیر کر چل دے اور سورج غروب ہو جائے تو روزے دار نے افطار کر لیا۔

خلاصۂ حدیث جب سورج غروب ہو جائے تو روزے دار کا روزہ حکماً پورا ہو گیا خواہ وہ کچھ کھائے یا نہ کھائے۔

کلمات حدیث کی تشریح إذا أقبل اللیل من ھھنا: یعنی مشرق کی طرف سے رات کی سیاہی ظاہر ہو جائے، وادبر النہار من ھٰھنا: یعنی مغرب کی جانب دن کی روشنی چھپ جائے وغربت الشمس: یعنی جب یقینی طور پر سورج غروب ہو جائے، فقد أفطر الصائم: تو روزے دار کا روزہ پورا ہو کر حکماً وہ مفطر سمجھا جائے گا اگرچہ ظاہراً کچھ نہ کھائے پیئے جیسا کہ سحری میں کچھ نہ کھائے پیئے تو بھی اس کا روزہ صرف نیت کی بنیاد پر ہو جایا کرتا ہے ایسے ہی یہاں بھی ہوگا۔

﴿صوم وصال منع ھے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۹۴﴾ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ فِی الصَّوْمِ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ تُوَاصِلُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَاَيُّكُمْ مِثْلِیْ اِنِّیْ اَبِيْتُ يُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَ يَسْقِيْنِیْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

حل لغات: الوصال: بمعنی لگاتار، واصل (مفاعلہ) لگاتار کرنا۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے لگاتار روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے، تو ان میں سے ایک آدمی نے کہا "یارسول اللہ" آپ تو لگاتار روزہ رکھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا تم میں سے کون میری طرح ہے؟ میں رات گزارتا ہوں

میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ امت کے لیے صوم وصال ممنوع ہے، لیکن جناب نبی کریم ﷺ کی یہ خصوصیت تھی کہ آپ کے لیے صوم وصال کی اجازت تھی اور آپ رکھتے تھے۔

کلمات حدیث کی تشریح عن الوصال في الصوم: صوم وصال کہتے ہیں لگا تار روزہ رکھنے کو اس طور پر کہ افطار بھی نہ کرے اور نہ ہی رات میں کچھ کھائے پیئے، یہ روزہ اس لیے ممنوع ہے کہ آدمی جب اس طرح سے لگا تار روزہ رکھے گا تو کافی کمزور ہو جائے گا جس کی وجہ سے دوسرے اعمال بھی اس سے ترک ہونے لگیں گے، فقال له رجل انك تواصل: جناب نبی کریم ﷺ لگا تار روزہ رکھا کرتے تھے اس لیے ایک صحابی نے پوچھا "یا رسول اللہ" آپ تو لگا تار روزہ رکھتے ہیں؟ قال أيكم مثلي إني أبيت الخ: ان کلمات سے جناب نبی کریم ﷺ نے صوم وصال کے بارے میں اپنی خصوصیت کا تذکرہ کیا ہے، يطعمني ربي ويسقيني (مجھ کو میرا پروردگار کھلاتا ہے اور پلاتا ہے) ان کا مطلب کیا ہے؟ اس میں علماء کے مختلف اقوال ہیں تاہم مختار ومعتمد قول یہ ہے کہ ظاہر کا کھلانا پلانا مراد نہیں ہے بلکہ وہ غذائے روحانی مراد ہے، جو ذوقِ معارف اور لذتِ مناجات وطاعت کے ذریعے آپ ﷺ کو حاصل ہوتی تھی، اور اس کی بدولت آپ ﷺ کی غذائے جسمانی (ظاہری کھانے پینے) سے بے نیاز تھے، اور یہ چیز جب مجازی محبتوں اور حسی مسرتوں میں ایک تجرباتی حقیقت کے طور پر سامنے آتی ہے تو حقیقی محبت اور معنوی مسرت کی کیا بات ہے، قطب دوراں، اویس زماں حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادی نے ایک موقع پر فرمایا تھا اہل اللہ کا طعام مطبخ دنیا سے نہیں بلکہ مطبخ جبرئیل سے ہے۔ (کمالات رحمانی ص ۲۴۲)۔

الفصل الثاني

﴿روزہ کی نیت کب کرے؟﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۹۵﴾ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَاصِيَامَ لَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ اَبُوْدَاوٗدَ وَقَفَهٗ عَلٰى حَفْصَةَ مَعْمَرٌ وَّالزُّبَيْدِيُّ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَيُوْنُسُ الْاَيْلِيُّ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

حل لغات: يجمع: اَجْمَعَ (افعال) پختہ ارادہ کرنا۔

ترجمہ: حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص فجر سے پہلے روزے کا پختہ ارادہ نہ کرے تو اس کے لیے روزہ نہیں ہے، اس کو ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور دارمی نے روایت کیا ہے، ابوداؤد نے کہا اس کو معمر، زبیدی، ابن عیینہ اور یونس ایلی ہر ایک نے زہری سے روایت کرتے ہوئے حفصہ پر موقوف کیا ہے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے رات میں یا صبح صادق کے وقت روزے کی نیت کر لے تا کہ نیت روزے کے ساتھ مکمل طور پر ملحق ہو جائے، اگر یہ ممکن نہ ہو تو فقہائے کرام نے رمضان، نفل اور دوسرے متعین روزے کے لیے زوال سے پہلے پہلے تک دوسری روایتوں کی بنیاد پر گنجائش رکھی ہیں۔

کلمات حدیث کی تشریح من لم يجمع الصيام قبل الفجر الخ: اس روایت کا ظاہری مفہوم تو یہی ہے کہ روزہ خواہ جیسا ہو ہر طرح کے روزے کے لیے رات ہی میں نیت کرنا ضروری ہے، اگر رات میں نیت نہ کر سکا تو روزہ ہی نہ ہوگا چنانچہ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ کا مسلک یہی ہے کہ روزہ خواہ رمضان کا ہو یا غیر رمضان کا تمام روزہ کی نیت رات ہی میں کر لینا

ضروری ہے، صبح صادق کے بعد کی جانے والی نیت کا کوئی اعتبار نہیں ہے،"وظاهر الحديث انه لايصح الصوم بلا نية قبل الفجر فرضا كان أو نفلا و إليه ذهب مالك والمزني داؤد" (مرقات ۲۵۳/۴)

فرض، کفارہ اور قضاء دونوں کے سلسلے میں حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کا مسلک حضرت امام مالک علیہ الرحمہ جیسا ہے، ان حضرات کی دلیل حدیث باب ہے؛ لیکن نفل روزے کے بارے میں حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کے ساتھ ہیں کہ نفل روزے کی نیت زوال سے پہلے تک کی جا سکتی ہے، اور حضرت امام شافعی کا کہنا ہے کہ نفل روزے کی نیت غروب آفتاب سے ذرا پہلے بھی کی جا سکتی ہے، ان حضرات کی دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وہ روایت ہے، جس میں ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ اپنے گھر تشریف لا کر پوچھتے کہ کھانے کے لئے کچھ ہے اگر جواب ملتا کہ نہیں ہے تو آپ فرماتے کہ میں نے روزہ رکھ لیا،" وعن عائشه رضى الله عنها أن رسول الله ﷺ كان يدخل على أهله فيقول هل عندكم من غداء فإن قالوا لا قال فإني صائم (بدائع الصنائع ۲۳۶/۲) اب ایک بات رہ گئی کہ فرض روزے کے بارے میں احناف کا مسلک کیا ہے؟ اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ فرض و نفل اور نذر معین کے بارے میں حضرات احناف کا مسلک یہ ہے کہ ان روزوں کی نیت زوال سے پہلے پہلے تک کی جا سکتی ہے، اس لئے کہ قرآن کریم میں ہے، أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ، یعنی اللہ تعالیٰ نے روزے دار کے لئے پوری رات کھانے پینے اور جماع کرنے کے لئے حلال کر دیا ہے، یہ سلسلہ پوری رات جاری رہے گا، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ یعنی پھر رات تک روزہ پورا کرو، یہ بھی یاد رہے کہ کلمہ، ثم کلام عرب میں تراخی کے لئے آتا ہے، تو جب روزہ رکھے گا اور کھانا پینا صبح صادق تک جاری رہے گا تو نیت کرنے میں کچھ نہ کچھ تاخیر ضرور ہوگی جس تاخیر کی مقدار حضرات احناف کے نزدیک زوال سے پہلے پہلے ہے، جیسا کہ نفلی روزے کے سلسلے میں جناب نبی کریم ﷺ کا عمل موجود ہے۔ (بدائع الصنائع ۲۳/۲)

جواب: اب رہی بات حدیث باب کے بارے میں تو حضرات محققین کہتے ہیں، کہ حدیث باب خبر واحد ہے اور خبر واحد سے کتاب اللہ پر زیادتی نہیں کہ جا سکتی ہے (بدائع صنائع ۲۳۱/۲)

﴿سحری کا آخری وقت طلوع فجر تک ہے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۸۹۶﴾ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَمِعَ النِّدَآءَ اَحَدُكُمْ وَالْإِنَآءُ فِيْ يَدِهٖ فَلَايَضَعْهُ حَتّٰى يَقْضِيَ حَاجَتَهٗ مِنْهُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حل لغات: النداء: پکار، آواز، الإناء: برتن جمع: آنيةٌ، فلا يضعه، وَضَعَ (ف) وَضْعًا رکھنا۔

توجمه: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اذان اس حالت میں سنے کہ برتن اس کے ہاتھ میں ہو تو اس سے اپنی ضرورت پوری کرنے سے پہلے اسے نہ رکھے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ تہجد کی اذان سن کر صبح صادق کا دھوکا کھا کر کھانا پینا ترک نہ کرے بلکہ صبح صادق تک کھانا پینا جاری رکھا جا سکتا ہے، البتہ جب صبح صادق ہو جائے تو ہر حال میں کھانا پینا ترک کر دے خواہ فجر کی اذان سنے یا نہ سنے۔

کلمات حدیث کی تشریح إذاسمع النداء: اس اذان سے حضرت بلالؓ کی وہ اذان ہے جو وہ صبح صادق سے پہلے تہجد کے لئے دیتے تھے، جیسا کہ جناب نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے، ان بلالاً يؤذن بليل فكلوا واشربوا حتى يؤذن ابن أم مكتوم: والاناء في يده فلايضعه النح: حضرت بلالؓ چونکہ تہجد کے لئے صبح صادق سے پہلے اذان دیا کرتے تھے

اس سے متعلق جناب نبی کریم ﷺ نے ہدایت کی کہ اس وقت کی اذان سن کر کوئی دھوکا کھا کر کھانا پینا ترک نہ کرے بلکہ کھانا پینا جاری رکھے جب صبح صادق ہو جائے تو کھانا پینا اب ترک کردے۔

﴿افطار میں جلدی کرنے والے اللہ کے محبوب بندے ہیں﴾

﴿حدیث نمبر۱۸۹۷﴾ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَحَبُّ عِبَادِىْ اِلَىَّ اَعْجَلُهُمْ فِطْرًا رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ.

حل لغات: اعجلهم : اَعْجَلَ (افعال) جلدی کھانا۔

ترجمہ: ان سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کے میرے نزدیک وہ بندے زیادہ محبوب ہیں جو افطار میں جلدی کریں۔

خلاصۂ حدیث افطار میں جلدی کرنا خدا تعالیٰ کے سامنے مقبولیت اور محبوبیت کی علامت ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح وعنہ یعنی حضرت ابو ہریرہؓ سے أحب عبادی إلي أعجلهم فطرًا افطار میں جلدی کرنے والے اللہ کے نزدیک محبوب اس لئے ہیں کہ یہ لوگ افطار میں جلدی کر کے سنت نبوی کو پورا کرتے ہیں، بدعت سے دور بھاگتے ہیں، اور اہل کتاب کی مخالفت کرتے ہیں۔

﴿کس چیز سے روزہ کھولے؟﴾

﴿حدیث نمبر۱۸۹۸﴾ وَعَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَفْطَرَ اَحَدُكُمْ فَلْيُفْطِرْ عَلٰى تَمْرٍ فَاِنَّهٗ بَرَكَةٌ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ فَلْيُفْطِرْ عَلٰى مَاءٍ فَاِنَّهٗ طَهُوْرٌ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِىُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِىُّ وَلَمْ يَذْكُرْ فَاِنَّهٗ بَرَكَةٌ غَيْرُ التِّرْمِذِىِّ.

حل لغات: تمر کھجور، جمع تُمُوْرٌ، لم یجد: وجد (ض) وَجدًا: پانا، ماء، پانی جمع میاہ۔

ترجمہ: حضرت سلمان بن عامرؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی افطار کرے تو اس کو چاہیے کہ کھجور سے کرے اس لئے کے وہ باعث برکت ہے، اور اگر کھجور نہ پائے تو چاہیے کہ پانی سے افطار کرے اس لئے کہ پانی پاک کرنے والا ہے اس کو احمد، ترمذی، ابوداؤد وابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا ہے، اور، فانہ برکۃ ترمذی کے علاوہ کس نے روایت نہیں کیا ہے

خلاصۂ حدیث روزہ افطار کے لئے افضل کھجور ہے کھجور نہ ہونے پر پانی سے افطار کرے۔

کلمات حدیث کی تشریح إذا أفطر احدکم فلیفطر علی تمر: حکم استحبابی ہے کھجور سے روزہ افطار کرنا مستحب ہے، فإن لم یجد فلیفطر علی ماء یعنی روزہ افطار کرنے کیلئے کھجور یا اور کوئی میٹھی چیز نہ ملنے پر پانی سے روزہ افطار کرلے

﴿مغرب کی نماز سے افطار کرے﴾

﴿حدیث نمبر۱۸۹۹﴾ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْطِرُ قَبْلَ اَنْ يُّصَلِّىَ عَلٰى رُطَبَاتٍ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ رُطَبَاتٌ فَتُمَيْرَاتٌ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تُمَيْرَاتٌ حَسَا حَسَوَاتٍ مِّنْ مَّاءٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ قَالَ التِّرْمِذِىُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

حل لغات: رطبات: جمع ہے رُطَب کی بمعنی کھجور، تمیرات: تصغیر ہے تمور کی بمعنی خشک کھجور حسوات: جمع حَسْوَۃٌ بمعنی گھونٹ،

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز پڑھنے سے پہلے چند تازہ کھجور سے افطار کرتے تھے، اگر تازہ کھجوریں نہ

ہوتی تھی تو خشک کھجوروں سے افطار کرتے تھے، اور اگر خشک کھجور نہ ہوتی تو پانی کے چند گھونٹ سے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جب سورج غروب ہو جائے تو فوراً روزہ افطار کرے تاخیر نہ کرے ایسا نہ ہو کہ اس تاخیر میں اتنا وقت گزر جائے کہ مغرب کی نماز پڑھ لی جائے یہ سنت نبوی کے خلاف ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح کان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یفطر قبل ان یصلی: یعنی جناب نبی کریم ﷺ افطار کرنے میں جلدی کرتے تھے اور مغرب کی نماز سے پہلے افطار کرتے تھے، اور بعد میں نماز پڑھتے تھے اس سے اس بات کا اشارہ ملتا ہے کہ افطار میں اصلی سنت "تعجیل" ہے اس سے حساحسوات من ماء: یعنی کھجور نہ ہوتی تو آپ پانی کی تین گھونٹ سے روزہ افطار کرتے تھے۔

﴿روزہ افطار کرانے کی فضیلت﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۰۰﴾ وَعَنْ زَيْدِبْنِ خَالِدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فَطَّرَ صَائِماً اَوْ جَهَّزَ غَازِياً فَلَهُ مِثْلُ اَجْرِهِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ وَمُحْيِ السُّنَّةِ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَقَالَ صَحِيْحٌ.

حل لغات: جھز: جَهَّزَ (تفعیل) تیار کرنا۔

ترجمہ: حضرت زید بن خالدؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے کسی روزے دار کو روز افطار کرایا یا کسی غازی کو تیار کیا تو اس کے لئے اسی کے ثواب کی طرح ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ ہے کہ کسی نے روزے دار کو روزہ افطار کرایا یا غازی کے لئے سامان حرب کا انتظام کر دیا تو افطار کرانے والے اور غازی کو جہاد کے لئے بھیجنے والے کو اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا کہ روزے دار کو اور غازی کو۔

کلمات حدیث کی تشریح من فطر صائما: ایک روایت پیچھے بھی آ چکی ہے کہ کوئی روزے دار کو افطار کراتا ہے تو افطار کرانے والے کو روزہ رکھنے والے کے برابر ثواب ملتا ہے، اور روزے دار کے ثواب میں کوئی کمی نہیں آتی ہے، یہی مطلب اس روایت کا ہے جھز غازیا: اسی طریقے سے کوئی شخص کسی مجاہد کے لئے حرب کا انتظام کر کے جہاد کے لئے بھیجتا ہے تو اس بھیجنے والے کو مجاہد کے برابر ثواب ملتا ہے۔

﴿افطار کے بعد کی دعاء﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۰۱﴾ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَفْطَرَ قَالَ ذَهَبَ الظَّمَاُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حل لغات: رزقلك: رزق روزی جمع، اَرْزَاق.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ جب افطار کرتے تو کہتے کہ پیاس بجھ گئی اور رگیں تر ہو گئیں، اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ثواب مل گیا۔

خلاصۂ حدیث جناب نبی کریم ﷺ افطار کے بعد حدیث باب میں مذکور شدہ دعاء پڑھتے تھے۔

کلمات حدیث کی تشریح إذا افطر: یعنی جناب نبی کریم ﷺ افطار کرنے کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے جو حدیث باب میں مذکور ہے، وابتلت العروق: یعنی پیاس اور بھوک کی وجہ سے جو رگیں دب گئی تھیں وہ اب کھانے پینے سے تر ہو گئیں۔

﴿روزہ افطار کرنے کی دعاء﴾

﴿حدیث نمبر۱۹۰۲﴾ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ زُهْرَةَ قَالَ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَفْطَرَ قَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ مُرْسَلًا.

حل لغات: زرقك روزی جمع، اَرْزَاق.

ترجمہ: حضرت معاذ بن زہرہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ جب افطار کرتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے، اے اللہ میں نے تیرے ہی لئے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق سے افطار کیا۔

خلاصۂ حدیث جناب نبی کریم ﷺ افطار کرتے تو حدیث باب میں مذکورشدہ دعا پڑھتے تھے۔

کلمات حدیث کا تشریح معاذ بن زہرہ: تابعی ہیں، قال ان النبی صلی اللہ علیہ زسلم یہ روایت مرسل ہے۔

﴿افطار میں تاخیر کرنا یہود ونصاریٰ کا طریقہ ہے﴾

﴿حدیث نمبر۱۹۰۳﴾ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ الدِّيْنُ ظَاهِرًا مَا عَجَّلَ النَّاسُ الْفِطْرَ، لِاَنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى يُؤَخِّرُوْنَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حل لغات: عجّل: عَجَّلَ (تفعیل) جلدی کرنا: يُؤَخِّرُوْنَ وَ اَخَّرَ (تفعیل) دیر کرنا۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا دین اس وقت تک غالب رہے گا لوگ جب تک افطار میں جلدی کرتے رہیں گے اس لئے کہ افطار میں تاخیر یہود ونصاریٰ کرتے ہیں۔

خلاصۂ حدیث افطار کرنے میں جلدی کرنی چاہیے تاکہ یہود ونصاریٰ کی مخالفت ہوتی رہے، اس لئے کہ وہ لوگ افطار میں تاخیر کرتے ہیں جو اسلامی طریقے کے خلاف ہے، اس سے یہ فائدہ ہوگا کے دین غالب رہے گا۔

کلمات حدیث کی تشریح لایزال الدین ظاهرًا: یعنی دین اسلام اس وقت تک غلبہ رہے گا جب تک لوگ افطار میں جلدی کریں گے۔

﴿افطار میں جلدی ہی سنت نبوی ہے﴾

﴿حدیث نمبر۱۹۰۴﴾ وَعَنْ اَبِيْ عَطِيَّةَ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَمَسْرُوْقٌ عَلٰى عَائِشَةَ فَقُلْنَا يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَجُلَانِ مِنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْاِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلٰوةَ وَالْاٰخَرُ يُؤَخِّرُ الْاِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ الصَّلٰوةَ قَالَتْ اَيُّهُمَا يُعَجِّلُ الْاِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلٰوةَ قُلْنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَتْ هٰكَذَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْاٰخَرُ اَبُوْ مُوْسٰى رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: دخلت: دَخَلَ (ن) دُخُوْلًا داخل ہونا، صنع: صَنَعَ (ف) صَنْعًا، کرنا۔

ترجمہ: حضرت ابوعطیہ سے روایت ہے کہ میں نے اور مسروق نے عائشہ سے ملاقات کر کے کہا یا ام المؤمنین محمد ﷺ کے صحابہ میں سے دو آدمی ہیں ان میں سے ایک آدمی افطار میں جلدی کرتے ہیں نماز میں جلدی کرتے ہیں، دوسرے افطار میں تاخیر کرتے ہیں اور نماز میں تاخیر کرتے ہیں، حضرت عائشہ نے کہا کے ان میں سے کون افطار اور نماز میں جلدی کرتے ہیں، ہم نے کہا کے عبداللہ بن مسعود تو انہوں نے کہا کہ ایسا ہی جناب نبی کریم ﷺ نے کیا ہے، اور دوسرے ابوموسیٰ ہیں۔

خلاصۂ حدیث افطار میں جلدی کرنا چاہیے اس لئے کہ یہی جناب نبی کریم ﷺ کا طریقہ ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح ابو عطیہ اور مسروق دونوں تابعی ہیں، أحدهما يعجل الافطار ويعجل الصلوة والآخر يؤخر الصلوة: حضرت ابن مسعود اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ دونوں صحابی ہیں اس لئے یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ دونوں کا عمل اپنی اپنی جگہ پر درست تھا اس طور پر کے حضرت ابن مسعود نے تو سنت پر عمل کیا اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے امت کو یہ بتایا کہ تھوڑی بہت افطار اور نماز میں تاخیر بھی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں بلکہ جائز ہے (مرقات ۲/۲۵۹)

﴿سحری برکت والا کھانا ھے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۰۵﴾ وَعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ دَعَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى السَّحُوْرِ فِيْ رَمَضَانَ فَقَالَ هَلُمَّ اِلَى الْغَدَاءِ الْمُبَارَكِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ .

حل لغات: الغداء: صبح کا کھانا جمع اغدية ، المبارك: اسم مفعول ہے، بمعنی برکت والا۔

ترجمه: حضرت عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے مجھے رمضان میں سحری کھانے کے لئے بلاتے ہوئے فرمایا آ ؤ برکت والا کھانا کھالو۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ سحری کھانا سراپا برکت کا کھانا ہے۔

کلمات حدیث کی شرح هلم إلى الغداء هلم، تعال: آنے کے معنی میں آتا ہے، واحد، تثنیہ، جمع، تذکیر و تانیث سب کیلئے واحد کا صیغہ مستعمل ہے، اصل میں صبح کے کھانے کو کہتے ہیں، لیکن سحری کا کھانا چونکہ صبح کے قریب کھایا جاتا ہے، اس لئے اس کو بھی غدا کہہ دیتے ہیں، المبارك سحری کا کھانا برکت والا کیسے ہے دیکھئے باب سحری کے کھانے میں برکت ہے۔

﴿کھجور اچھی سحری ھے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۰۶﴾ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ سَحُوْرُ الْمُؤْمِنِ التَّمْرُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ .

حل لغات: نعم : افعال مدح میں سے ہے، التمر: کھجور جمع تمور.

ترجمه: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کھجور مومن کی اچھی سحری ہے۔

خلاصۂ حدیث سحری میں کھجور بھی استعمال کرے اس لئے کہ از روئے حدیث کھجور بہترین سحری ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح نعم سحور المومن التمر: یہ بات پیچھے آچکی ہے کہ روزے دار کھجور سے افطار کرے اس لئے کہ اس میں برکت ہے، إذا أفطر أحدكم فليفطر على تمر فإنه بركة اور یہ بات بھی طے شدہ ہے کہ فی نفسہ سحری برکت کا کھانا ہے اس میں کھجور کھانا اس لئے بہتر ہے تا کہ ابتداء اور انتہاء ایک ہی چیز سے ہو جائے۔

باب تنزيه الصوم

﴿روزے کو پاک صاف رکھنے کا بیان﴾

تنزیه: نَزَّهَ (تفعیل) بری بات سے دور کرنا، نَزِهَ (س) نَزْهة، برائی سے دور ہونا اس باب کے تحت وہ احادیثیں بیان کی جائیں گی جن سے روزے دار کیلئے بچنا ضروری ہے اسلئے ان چیزوں سے نہ بچنے کی صورت میں یا تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا ثواب کم ہو جاتا ہے۔
اس باب میں نقل ہونے والی احادیث کے تحت اگر چہ روزے کے بعض مفسدات وغیرہ کا ذکر متفرق طور پر آئیگا تاہم مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اہم متعلقہ مسائل (حنفی مسلک کے مطابق) تفصیل کیساتھ یہاں یکجا بیان کر دیے جائیں۔ یہ مسائل امداد الفتاح شرح

نورالایضاح سے ماخوذ ہیں جو عرب و عجم کے علمائے احناف کے نزدیک معتبر ہے، اور بعض مسائل درمختار وغیرہ سے بھی لیے گئے ہیں۔

وہ چیزیں جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا: (۱) روزہ دار نے اگر بھول سے کھالیا یا پی لیا یا جماع کر لیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا، اس مسئلہ میں جماع کے متعلق تفصیل یہ ہے کہ روزہ دار نے بھول سے جماع شروع کر دیا، پھر اس کو روزہ یاد آ گیا، اور یاد آتے ہی اس نے اگر فی الفور عضو تناسل باہر نکال لیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا اور اگر نہ نکالا تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور اس روزے کی صرف قضاء لازم آئے گی کفارہ لازم نہیں ہوگا، اور بعض فقہاء کہتے ہیں کہ یہ (صرف قضاء کا لازم آنا اور کفارہ کا لازم نہ ہونا) اُس صورت میں ہے جب اس نے یاد آنے کے بعد اپنے بدن کو ایسی حرکت نہ دی ہو جس سے کہ انزال ہو جائے اگر یاد آنے کے بعد اپنے بدن کو ایسی حرکت دے گا تو کفارہ بھی لازم ہو جائے گا جیسا کہ یاد آتے ہی عضو تناسل باہر نکالنے کے بعد اگر پھر داخل کرے گا (اور خواہ اپنے بدن کو حرکت دے یا حرکت نہ دے) تو قضاء کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہوگا، اسی طرح اس صورت میں جب کسی نے صبح صادق سے پہلے قصداً جماع شروع کر دیا ہو اور اسی دوران صبح صادق طلوع ہو گئی ہو تو اسی وقت (فی الفور) عضو تناسل کو باہر نکال لینا لازم ہوگا اگر اس نے صبح صادق طلوع ہوتے ہی فوراً باہر نکال لیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا اگر چہ باہر نکالنے کے بعد اس کو انزال بھی ہو گیا ہو اور اگر فوراً باہر نہیں نکالے گا صرف ٹھہرا رہے گا تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضاء لازم آئے گی کفارہ واجب نہیں ہوگا لیکن نہ نکالنے کے ساتھ اس نے بدن کو حرکت بھی دی جس سے کہ انزال ہو گیا تو قضا کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہوگا، اور کھانے کے متعلق تفصیل یہ ہے کہ کسی نے بھول سے کھانا شروع کر دیا پھر خود اس کو یاد آ گیا یا کسی نے یاد دلا دیا اور اس نے اسی لحہ (فورا) لقمہ اپنے منہ سے پھینک دیا تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا، اور یاد دلانے کا مسئلہ یہ ہے کہ بھول کر کھانے پینے والا اگر قوی ہو یعنی کسی دکھ اور تکلیف کے بغیر غروب آفتاب تک روزہ پورا کرنے کی طاقت رکھتا ہو تو دیکھنے والے کو چاہیے کہ اس کو روزہ یاد دلا دے اور نہ یاد دلانا مکروہ ہے اور دیکھنے والا اگر بھول کر کھانے یا پینے والے کو اس کا روزہ یاد دلائے مگر اس کو اپنا روزہ یاد نہ آئے اور پھر (یاد دلانے کے باوجود) اس نے کھایا یا پیا تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا اور صرف قضاء لازم آئے گی (کفارہ واجب نہیں ہوگا) اور بھول کر کھانے یا پینے والا اگر قوی نہ ہو تو دیکھنے والے کے لیے اولیٰ یہ ہے کہ اس کو یاد نہ دلائے۔

(۲) عورت کی شرمگاہ پر نظر پڑنے سے انزال ہو جائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا، چوپایہ (جانور) کے ساتھ برا فعل کرنے سے انزال ہو جانے پر روزہ ٹوٹ جاتا ہے، یا نہیں؟ اس میں اختلافی اقوال ہیں، بعض فقہاء کہتے ہیں کہ ٹوٹ جاتا ہے اور بعض فقہاء کہتے ہیں کہ نہیں ٹوٹتا، تاہم انزال نہ ہو تو بالاتفاق روزہ نہیں ٹوٹتا، اسی طرح کسی عورت کا دھیان کرنے سے اگر انزال ہو جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا البتہ جلق لگانے (ہتھرس کرنے) سے اگر انزال ہو جائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور صرف قضاء لازم آتی ہے کفارہ واجب نہیں ہوتا اور جاننا چاہیے کہ یہ فعل (ہتھرس کر کے منی نکالنا) رمضان اور روزے کی حالت کے علاوہ بھی حلال نہیں ہے جب کہ قضائے شہوت کے قصد سے ہو ہاں تسکین شہوت کے ارادے سے ہو تو امید ہے کہ اس پر مواخذہ نہ ہو، وضاحت اس کی یہ ہے کہ جو شخص محض لذت اٹھانے اور مزہ لینے کے لیے یہ فعل کرے تو قطعاً حلال نہیں اور اگر کوئی شخص غلبۂ شہوت سے اس درجہ بے قرار ہو کہ اس طرح منی نہ نکالنے میں زنا کا خوف رکھتا ہو تو وہ اگر اس فعل کا ارتکاب کرلے تو امید ہے کہ گنہگار نہ ہوگا لیکن اس پر مداومت کرے گا تو بے شک گنہ گار ہوگا۔

(۳) دو عورتیں اگر جان بوجھ کر آپس میں بدفعلی کریں (فرج سے فرج لڑائیں جس کو چپٹی کھیلنا کہتے ہیں) اور منی نہ نکلے تو روزہ نہیں ٹوٹتا اگر منی خارج ہو جائے گی تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

(۴) سر یا بدن پر تیل لگانے ملنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا کیوں کہ مسامات کے راستہ سے جو چیز داخل ہوتی ہے وہ روزے کے منافی نہیں جیسے نہاتے وقت پانی کی ٹھنڈک بدن کے اندر تک پہنچی ہے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا،

(۵) سرمہ لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اگر چہ اس کا مزہ حلق میں یا اس کا رنگ تھوک یا رینٹ (بلغم) میں پایا جائے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں روزے کی حالت میں سرمہ لگایا، اسی طرح کوئی روزہ دار دودھ یا دوا تیل کے ساتھ اگر آنکھ میں ڈالے، پھر اس کا مزہ یا تلخی حلق میں پائے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

(۶) پسینے یا آنسو کے قطرے اگر آدمی کے حلق میں چلے جائیں اور بہت تھوڑے ہوں تو روزہ نہیں ٹوٹتا، ہاں اگر اس قدر چلے گئے کہ ان کی نمکینی حلق میں معلوم ہو تو روزہ جاتا رہے گا۔

(۶) غبار یا چکی پیستے ہوئے آٹے کے اجزاء یا مٹی یا دوا کوٹتے ہوئے یا پڑیا باندھتے ہوئے دواؤں میں سے کچھ اڑ کر حلق میں چلا جائے تو روزہ نہیں جاتا کیوں کہ ان چیزوں سے احتراز ممکن نہیں۔

(۷) روزہ دار اگر جنابت (صحبت کرنے یا احتلام کی ناپاکی) کی حالت میں صبح کو اٹھا تو اس کا روزہ نہیں جائے گا اگر چہ تمام دن یا کئی دن تک وہ اسی حالت میں رہے، لیکن نجس (ناپاک) رہنے اور نماز وغیرہ نہ پڑھنے کی وجہ سے روزے کے ثواب سے وہ محروم رہے گا

(۸) پانی یا دوا یا تیل عورت کی اندام نہانی میں ڈالنے سے اس عورت کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے عورت کے حوالے سے یہ مسئلہ حقنے کے مسئلہ کی طرح ہے۔

(۹) کسی کے منہ سے تھوک (لعاب) نکلا اور وہ منقطع نہیں ہوا بلکہ تار کی طرح لٹک کر ذقن (ٹھوڑی) تک آگیا اور وہ اس لعاب کو پھر اوپر کھینچ کر نگل گیا تو روزہ نہیں جائے گا لیکن وہ لعاب اگر منقطع ہو گیا اور پھر اس کو منہ میں ڈال لیا تو روزہ جاتا رہے گا۔

(۱۰) قے اگر خود بہ خود آئی اور منہ سے باہر نکل گئی حلق میں واپس نہیں گئی اور وہ قے خواہ منہ بھر کر آئی یا کم تو اس صورت میں روزہ نہیں ٹوٹے گا اسی طرح اس صورت میں بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا جب قے منہ میں آئی اور (اس آدمی کے عمل دخل کے بغیر) از خود لوٹ کر حلق کے نیچے چلی گئی گو منہ بھر کر ہی کیوں نہ ہو، البتہ امام ابو یوسف کے نزدیک اس دوسری صورت میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور اس صورت میں کہ قے خود بہ خود آئی اور کسی نے اپنے اختیار و فعل سے اس کو اندر لوٹا لیا (حلق کے نیچے نگل لیا) اور وہ قے منہ بھر کر ہو تو سب کے نزدیک اس کا روزہ جاتا رہے گا لیکن کفارہ واجب نہیں ہوگا (صرف قضاء واجب ہوگی) اور وہ قے اگر منہ بھر کر نہ ہوگی تو قول مختار یہ ہے کہ اس کے نگلنے سے روزہ نہیں جائے گا۔

(۱۱) یہ مسئلہ تو اس قے کا ہوا جو خود بہ خود آئے اور اگر کسی روزہ دار نے قصداً قے کی تو قے کے منہ بھر ہونے کی صورت میں سب کے نزدیک روزہ ٹوٹ جائے گا، اور اگر قے منہ بھر نہیں کی اس سے کم کی تو امام ابو یوسف کے نزدیک روزہ نہیں ٹوٹے گا اور صحیح یہی ہے۔ امام محمد کے نزدیک منہ بھر سے کم قے قصداً کرنے سے بھی روزہ ٹوٹ جائے گا اور یہ ظاہر الروایت ہے پھر منہ بھر سے کم کی جانے والی قے اگر خود بہ خود لوٹ کر حلق کے نیچے اتر جائے تو روزہ نہیں جاتا اور اگر اس کو قصداً نگل لیا جائے تو اس میں دو روایتیں ہیں صحیح یہ ہے کہ اس صورت میں بھی روزہ نہیں جاتا۔

(۱۲) رات کے کھانے میں سے کوئی چیز (گوشت وغیرہ) اگر دانتوں میں الجھ کر رہ گئی تھی اور روزہ دار نے دن میں اس کو دانتوں سے چھڑا کر (منہ سے باہر نکالے بغیر) نگل لیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا جب کہ وہ چیز چنے کی مقدار سے کم ہو، اگر چنے کے برابر یا اس سے زیادہ مقدار میں ہوگی (یا چنے سے کم مقدار کی صورت میں بھی اس کو دانتوں سے چھڑا کر اگر منہ سے باہر نکالا ہوگا پھر نگلا ہوگا) تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور صرف قضا واجب ہوگی کفارہ واجب نہیں ہوگا۔

(۱۳) کسی روزہ دار کے دانتوں (مسوڑھوں) سے خون نکلا اور وہ اس کے حلق میں چلا گیا مگر اس کے پیٹ میں نہیں پہنچا تو اس کا

روزہ نہیں ٹوٹے گا اور اگر وہ خون تھوک کے ساتھ مل کر پیٹ میں بھی پہنچ گیا اور خون تھوک پر غالب تھا یا خون اور تھوک دونوں برابر تھے تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا اور اگر تھوک کے ساتھ ملا ہوا خون تھوک سے کم ہوگا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا جب کہ خون کا مزہ حلق میں نہ پایا جائے اور اگر خون کا مزہ پایا گیا تو خون کی مقدار تھوک کی مقدار سے کم ہونے کی صورت میں بھی روزہ ٹوٹ جائے گا۔

(۱۴) کسی روزہ دار نے تل کے برابر بھی کھانے کی کوئی چیز باہر سے منہ میں ڈال کر چبائی مگر اس کو اس طرح چبایا کہ اس کے سارے اجزاء منہ کے حصوں میں پھیل اور چمٹ کر رہ گئے اور اس کا مزہ بھی حلق میں محسوس نہیں ہوا تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا، اور اگر اس چیز کے سارے اجزاء منہ کے حصوں میں پھیلے اور چمٹے نہیں اور اس کا مزہ حلق میں محسوس ہوا، یا اس چیز کو چبائے بغیر ثابت نگل لیا اگر چہ اس کا مزہ حلق میں محسوس نہ ہوا تو روزہ ٹوٹ جائے گا بلکہ وہ چیز اگر ان چیزوں میں سے ہوگی جس کو کھا لینے یا نگل لینے سے کفارہ واجب ہوتا ہے تو کفارہ بھی واجب ہوگا۔

وہ چیزیں جن سے روزہ ٹوٹ جاتاہے اور قضاء اور کفارہ دونوں لازم ہوتے ہیں: جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے وہ دو طرح کی ہیں: (۱) ایک تو وہ جن سے روزہ ٹوٹ جانے پر صرف قضا لازم آتی ہے۔ (۲) دوسری وہ جن سے روزہ ٹوٹ جانے پر قضاء اور کفارہ دونوں لازم آتے ہیں جن چیزوں سے صرف قضاء لازم آتی ہے ان کا ذکر آگے آئے گا یہاں ان چیزوں کا ذکر کیا جاتا ہے جن سے قضا اور کفارہ دونوں لازم آتے ہیں مگر ان چیزوں کو جاننے سے پہلے یہ جان لینا ضروری ہے کہ کفارہ کا لازم آنا کن شرائط کے ساتھ مقید ہے:

(۱) مکلف یعنی عاقل و بالغ ہونا۔ (۲) روزہ رمضان کا ہو اور رمضان ہی میں ادا کی نیت سے رکھا گیا ہو، قضاء میں کفارہ نہیں ہے (۳) نیت کا صبح صادق سے پہلے کئے ہوئے ہونا جس روزے کی نیت صبح صادق نمودار ہونے کے بعد کی گئی اس کے توڑنے پر کفارہ لازم نہیں آئے گا (۴) روزہ توڑنے کے بعد کسی ایسی بات کا پیش نہ آنا جس کی وجہ سے کفارہ ساقط ہو جاتا ہے جیسے بیماری یا حیض و نفاس اگر روزہ توڑنے کے بعد ان میں سے کوئی بات پیش آجائے گی تو کفارہ لازم نہیں آئے گا اس کی تفصیل آگے آرہی ہے (۵) روزہ توڑنے سے پہلے کسی ایسی بات کا پیش نہ آنا جو کفارہ کو ساقط کرنے والی ہو مثلاً سفر، کہ اگر سفر میں روزہ توڑا جائے گا تو کفارہ نہیں آئے گا اور اگر روزہ توڑنے کے بعد سفر کرے گا تو کفارہ ساقط نہیں ہوگا (۶) روزہ توڑنے والا کام کرنے میں کسی جبر اور دباؤ کا نہ ہونا جبر اور دباؤ کی حالت میں کفارہ واجب نہیں ہوگا (۷) روزہ توڑنے والے کام کا قصداً (جان بوجھ کر) کرنا، بھول چوک کر اس کام کے کر لینے کی صورت میں کفارہ واجب نہیں ہوتا (۸) مضطر نہ ہونا مضطر پر کفارہ واجب نہیں ہوتا۔

پس جب اتنی شرائط پائی جائیں گی اور روزہ کو توڑنے اور کفارہ کو واجب کرنے والی چیزوں میں سے کوئی چیز بالقصد واقع ہوگی تب کفارہ واجب ہوگا اس کے بعد جاننا چاہیے کہ وہ چیزیں کون سی ہیں جن میں سے کسی بھی ایک کے ذریعے روزہ توڑنے والے پر قضا کے ساتھ کفارہ بھی لازم ہوتا ہے تو وہ چیزیں یہ ہیں: (۱) جماع کرنا یا کرانا (لواطت بھی اسی حکم میں ہے) اور قضا کے ساتھ کفارہ بھی فاعل و مفعول دونوں پر لازم ہوتا ہے (۲) کھانا پینا اور کھانے پینے والی وہ چیز خواہ (غذا) کی ہو یا دوا کی روزہ تو جاتا رہے گا اور قضا کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہوگا اس سے یہ بات نکلی کہ اگر کوئی روزہ دار بارش کا پانی یا اولہ برف جان بوجھ کر (قصداً) اپنے منہ میں لے کر نگل گیا یا کچا گوشت کھا لیا اگر چہ مردار کا ہو یا چربی کھالی یا خشک کیا ہوا گوشت کھا لیا یا گیہوں کے دانے کھا لیے تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا اور کفارہ بھی لازم ہوگا ہاں گیہوں کا اگر دانا چبا لیا اور وہ منہ کے حصوں میں پھیل جائے تو کفارہ لازم نہیں ہوگا، اسی طرح کسی روزہ دار نے اگر اپنی بیوی یا اپنے محبوب کا لعاب (تھوک) اپنے منہ میں لے کر نگل لیا تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اور کفارہ بھی لازم ہوگا کیوں کہ اس میں

خواہش طبع کا دخل پایا جاتا ہے البتہ (بیوی یا محبوب کے علاوہ) کسی دوسرے کا لعاب اپنے منہ میں لے کر نگلنے کی صورت میں کفارہ لازم نہیں ہوتا روزہ ضرور ٹوٹ جاتا ہے اور صرف قضا لازم ہوتی ہے اور نمک تھوڑا سا کھانے کی صورت میں تو کفارہ لازم ہوتا ہے زیادہ مقدار میں کھانے سے کفارہ لازم نہیں ہوتا (کیوں کہ نمک عادتاً تھوڑا ہی سا کھایا جاتا ہے زیادہ مقدار میں نہیں کھایا جاتا) یہ تو قول مختار ہے لیکن بعض فقہی کتابوں میں قول مختار اس کو لکھا ہے کہ مطلق نمک کھانے سے کفارہ لازم ہوتا ہے خواہ تھوڑا سا ہو یا زیادہ جو کوئی بغیر بھنے ہوئے جو کھائے گا تو اس پر کفارہ لازم نہیں ہوگا کیوں کہ عادتاً کچے جو نہیں کھائے جاتے اور یہ حکم خشک جو کا ہے اگر تازی بالی میں سے نکال کر کوئی کھائے گا تو اس پر کفارہ لازم ہوگا۔ (۳) کوئی ایسا فعل کرنے کے بعد کہ جس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا مگر اپنے خیال میں یہ سمجھ کر کہ روزہ فاسد ہو گیا قصداً کھا پی کر روزہ توڑ ڈالنے سے کفارہ واجب ہو جاتا ہے۔ مثلاً روزہ دار نے کسی کی غیبت (پیٹھ پیچھے برائی) کی اور اگرچہ غیبت سے روزہ نہیں ٹوٹتا (جیسا کہ پیچھے گذرا) مگر اس نے اس گمان پر کہ غیبت سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے قصداً کھا پی لیا اور اپنا روزہ توڑ ڈالا تو قضا کے ساتھ اس پر کفارہ بھی واجب ہوگا۔

اسی طرح کسی روزے دار نے اگر شہوت کے ساتھ بوسہ لے لیا، یا شہوت کے ساتھ عورت کو چھوا ہاتھ لگایا یا اس کے ساتھ ہم آغوش یا ہم خواب ہوا یا مباشرت فاحشہ کی مگر نہ تو دخول کیا نہ انزال ہوا یا سرمہ لگایا یا چوپایہ (جانور) سے بدفعلی کی بغیر انزال کے یا اپنی دبر (مقعد) میں خشک انگلی داخل کی اور ان میں سے کوئی بھی کام کرنے کے بعد اس کو روزہ کے ٹوٹ جانے کا گمان ہو گیا اور اسی گمان کے تحت اس نے کچھ کھا پی کر روزہ توڑ دیا تو قضا کے ساتھ کفارہ بھی اس پر لازم ہوگا جب کہ کسی معتمد عالم و مفتی نے اس کو فتویٰ دیا ہوگا کہ اس چیز سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے اگرچہ اس کا فتوی مبنی بر خطا ہوگا۔

مسئلہ: ایک عورت نے روزہ کی حالت میں ایسے روزہ دار مرد سے بہ خوشی صحبت کرائی جس پر صحبت کرنے کے لیے کسی کا جبر اور دباؤ تھا تو کفارہ اسی عورت پر لازم ہوگا، مرد پر لازم نہیں ہوگا۔

مسئلہ: ایک عورت نے صبح صادق کا طلوع ہونا جان لیا مگر اپنے خاوند سے اس کو چھپایا یہاں تک کہ خاوند نے صحبت کر لی اور اس کو صبح صادق کا طلوع ہونا معلوم نہیں تھا تو کفارہ عورت پر لازم ہوگا مرد پر نہیں۔

وہ چیزیں جن سے کفارہ ساقط ہوجاتاہے: (۱) ایک عورت نے جان بوجھ کر (قصداً) کھا پی لیا یا برضا و رغبت صحبت کرا لی اور روزہ توڑ ڈالا پھر اسی دن اس کو حیض یا نفاس آ گیا تو کفارہ اس کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گا (۲) ایک روزہ دار نے (مثلاً جان بوجھ کر کچھ کھا پی لینے کی صورت میں) اپنا روزہ توڑ ڈالا پھر وہ اسی دن بیمار ہو گیا تو کفارہ اس کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گا بہ شرطیکہ اس کا بیمار ہونا اس نوعیت کا ہو جس کی وجہ سے روزہ توڑ دینا جائز ہو جاتا ہے اور یہ کہ وہ بیماری طبعی قدرتی ہو یعنی اس کے عمل دخل کے بغیر خود بہ خود لاحق ہوئی ہو۔ یہ بیماری کے خود بہ خود لاحق ہونے کی شرط اس بنا پر ہے کہ فرض کیجیے ایک روزہ دار نے قصداً کھا پی کر روزہ توڑ دینے کے بعد اپنے کو زخمی کر لیا اور اس کی وجہ سے ایسا مجروح و بیمار ہو گیا کہ روزہ نہیں رکھ سکتا یا اپنے آپ کو چھت سے یا کسی بھی بلند جگہ (مثلاً پہاڑی) سے نیچے گرا لیا تو اس بارے میں مشائخ فقہاء کے اختلافی اقوال ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ اس صورت میں بھی کفارہ ساقط ہو جاتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ساقط نہیں ہوتا کمالؒ نے اسی کو قول مختار کہا ہے۔

کفارہ کا مطلب: کفارہ کے لغوی معنی تو چھپانے کے ہیں، اور اصطلاح شریعت میں اس کا مطلب ہوتا ہے وہ چیز یا وہ عمل جو کسی گناہ کو ڈھانکنے اور مٹانے کے لیے صدقہ کی جائے یا جس کو انجام دیا جائے۔

اداۓ رمضان المبارک کا روزہ بلا عذر شرعی توڑ دینا ایسا گناہ ہے جس سے رمضان کی حرمت پر حرف آتا ہے۔ اس گناہ کو ڈھانکنے

اور مٹانے کے لیے شریعت نے جو صورت متعین کی ہے اس کو کفارۂ صوم یعنی روزہ کا کفارہ کہا جاتا ہے۔

کفارۂ صوم کی صورت: رمضان المبارک کے روزے کو قصداً توڑ دینے کا کفارہ ادا کرنے کی صورت یہ ہے کہ ایک بردہ آزاد کرے اگر چہ وہ (بردہ) مسلمان نہ ہو، اگر بردہ آزاد کرنا ممکن نہ ہو تو دو مہینے کے اس طرح لگا تار روزے رکھے کہ درمیان میں نہ تو دونوں عیدوں کے دن پڑیں اور نہ ایام تشریق (کہ جن میں روزہ رکھنا حرام ہے) یعنی لگاتار (مسلسل) ہونا اس درجہ ضروری ہے کہ کوئی دن ناغہ نہ ہونے پائے، ایک دن بھی روزہ چھوٹ گیا خواہ کسی عذر شرعی کی وجہ سے روزہ چھوٹا ہو تو پھر نئے سرے سے شروع کرنا ضروری ہوگا۔ اور پہلے جو روزے رکھے جا چکے ہوں گے ان کا شمار نہ ہوگا۔ ہاں اگر کسی عورت کو روزہ شروع کرنے کے بعد حیض آ جائے اور اس کی وجہ سے درمیان کے کچھ روزے ناغہ ہو جائیں تو اس کا وہ ناغہ معاف ہوگا، یہ حکم نفاس کے روزہ میں نہ ہوگا۔

الفصل الاول

﴿روزے میں معصیتوں سے اجتناب کرے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۰۷﴾ عَنْ اَبِي هُرَيْرَ ة قَا لَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِي اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهُ وَ شَرَابَه رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

حل لغات: لم یدع: وَدَعَ (ف) وَدْعًا چھوڑنا، الزور جھوٹ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے جھوٹی بات اور برا کام کرنا نہیں چھوڑا تو اللہ تعالیٰ کو اس کو کوئی ضرورت نہیں کہ اس نے اپنا کھانا اور پینا چھوڑ دیا ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جب آدمی روزہ رکھے تو خاص طور پر بری باتیں اور برے کاموں سے بچے۔

کلمات حدیث کی تشریح من لم یدع: یعنی جس شخص نے نہ چھوڑا قول الزور: زور سے ہر وہ بات مراد ہے جس سے گناہ ہو العمل به: یعنی برے اعمال روزے کی حالت میں بھی کرتا رہے فلیس لله حاجة: یعنی اللہ تعالیٰ اس روزے کو قبول کرنے کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتا ہے، في ان یدع طعامه و شرابه: روزے دار کے لئے کھانا پینا چھوڑنے کا مطلب ہے بری باتوں اور برے اعمال سے پرہیز کرنا اور جب روزے دار ان اعمال سے پرہیز نہیں کرتا ہے تو اصل مقصد فوت ہو جاتا ہے اور اصل مقصد فوت ہو گیا تو ایسے روزے قبولیت سے بھی ہم کنار نہ ہو سکیں گے۔

﴿روزے کی حالت میں بوسہ﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۰۸﴾ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْ لُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ وَيُبَا شِرُ وَهُوَ صَائِمٌ وَكَانَ اَمْلَكَكُمْ لِاَرَبِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حل لغات: یقبل: قَبَّلَ (تفعیل) بوسہ لینا، یباشر: بَاشَرَ (مفاعلت) ملنا، لِاَرَبِه: اَوْلَارَبَ حاجت، ضرورت جمع آراب.

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ روزے کی حالت میں بوسہ لیا کرتے تھے اور ملتے تھے، اس لئے کہ وہ اپنی ضرورت پر زیادہ اختیار رکھتے تھے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کو چونکہ اپنی خواہش اور جنسی ضرورت پر مکمل قدرت حاصل تھی اس لئے آپ روزے کی حالت میں بھی بوسہ و کنار کر لیا کرتے تھے مگر عام امت کو اس کی اجازت نہیں۔

کلمات حدیث کی تشریح یقبل و یباشر و ھو صائم: جناب نبی کریم ﷺ روزے کی حالت میں بوسہ و کنار اس لئے کر لیا کرتے تھے کہ آپ کو خواہش اور جنسی ضرورت پر کنٹرول تھا لیکن عام آدمی کو اپنے نفس پر مکمل بھروسہ نہیں ہے،

اس لئے عام آدمی کو روزے کی حالت میں بوسہ و کنار کی اجازت نہیں ہے اور یہ بوسہ اور کنار والی روایتیں آپ کی خصوصیت پر محمول ہیں (بدائع صنائع ۲/۲۷۰) جیسا کے امیر المؤمنین حضرت عائشہؓ نے فرمایا ہے **وکان املککم لاربه**: یعنی آپ کو اپنی خواہش پر کنٹرول حاصل تھا اس لئے آپ ایسا کرتے تھے۔

﴿روزے دار کا جنابت کی حالت میں صبح کرنا﴾

﴿حدیث نمبر۱۹۰۹﴾ وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ فِيْ رَمَضَانَ وَهُوَ جُنُبٌ مِنْ غَيْرِ حُلُمٍ فَيَغْتَسِلُ وَيَصُوْمُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ترجمه: ان سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ رمضان میں بغیر احتلام کے جنبی حالت میں ہوتے اور فجر کا وقت آجاتا پھر آپ غسل کرتے اور روزہ رکھتے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ ہے کہ رمضان میں احتلام ہو جائے یا ہم بستری کر لے اور غسل نہ کر سکے تو فوراً گھبراتے نہیں بلکہ اس حالت میں سحری کر کے بعد میں نہا کر فجر کی نماز پڑھے۔

کلمات حدیث کی تشریح **وعنها**: یعنی یہ روایت ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، **يدركه الفجر** یعنی صبح ہو جاتی ہے، **في رمضان**: یعنی ماہ رمضان کے بعض دنوں میں **وهو جنب من غير حلم**: یعنی جناب نبی کریم ﷺ کی وہ جنابت احتلام کی وجہ سے نہیں ہوتی تھی بلکہ وہ جنابت ہم بستری کی بنیاد پر ہوتی تھی **فيغتسل ويصوم**: یعنی صبح آپ نہاتے اور روزہ پورا کرتے تھے، اس لئے عام علماء کا رجحان ہے کہ رمضان کی رات میں کوئی ناپاک ہو جائے اور غسل نہ کر سکے تو وہ صبح نہا کر روزہ پورا کرے۔

﴿روزے کی حالت میں پچھنہ لگانا﴾

﴿حدیث نمبر۱۹۱۰﴾ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِحْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَاحْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

ترجمه: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے پچھنہ لگوایا حالانکہ آپ محرم تھے اور پچھنہ لگوایا حالانکہ آپ روزے دار تھے۔

خلاصۂ حدیث احرام اور روزے کی حالت میں پچھنہ لگوانا درست ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح **احتجم وهو محرم واحتجم وهو صائم**: یعنی جناب نبی کریم ﷺ نے ایسے وقت میں پچھنہ لگوایا کہ آپ محرم بھی تھے اور روزہ دار بھی تھے، یعنی احرام اور روزہ دونوں جمع تھے، اس روایت کی بنیاد پر حضرت احناف، مالک اور شوافع کا کہنا ہے کہ روزے کی حالت میں پچھنہ لگوانا درست ہے، لیکن حضرات حنابلہ کا کہنا ہے کہ روزے کی حالت میں پچھنہ لگوانے سے ٹوٹ جاتا ہے، ان حضرات کی دلیل شداد بن اوس کی وہ روایت ہے جس میں جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ حاجم اور محجوم دونوں کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے، **وعن شداد بن اوس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اتى رجلا بالبقيع وهو يحتجم وهو آخذ بيدي لثماني عشرة خلت من رمضان فقال افطر الحاجم والمحجوم رواه ابوداؤد وابن ماجة** (مرقات ۲/۲۶۹) حضرات ائمہ ثلاثہ کی دلیل حدیث باب ہے۔

جواب: حضرات احناف کی مستدل روایت کا جواب یہ ہے کہ وہ روایت منسوخ ہے اس لئے کہ حضرات شداد بن اوس کی روایت پہلے کی ہے اور حضرت ابن عباسؓ کی روایت کی یعنی **حجة الوداع** کی اور یہ قاعدہ مسلم ہے کہ بعد کی روایتیں پہلے کی روایتوں کے لئے ناسخ ہوا کرتی ہیں، (مرقات ۲/۲۷۰)

﴿روزے کی حالت میں بھول کر کھانا پینا﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۱۱﴾ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَسِیَ وَهُوَ صَائِمٌ فَاَكَلَ اَوْ شَرِبَ فَلْیُتِمَّ صَوْمَهٗ فَاِنَّمَا اَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

ترجمه: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے روزے کی حالت میں بھول کر کھاپی لیا، تو وہ اپنا روزہ پورا کرے، اس لئے کہ اللہ نے اس کو کھلایا پلایا۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ روزے کی حالت میں بھول کر کھاپی لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح من نسي وهو صائم فأكل أو شرب: یعنی روزے دار اپنا روزہ بھول کر کھاپی لے تو کوئی حرج نہیں فليتم صومه: وہ اپنا روزہ پورا کرے اس کا روزہ ہوجائے گا، فإنما أطعمه الله: اس لئے کہ اس نے بھول کر کھایا ہے، جان بوجھ کر نہیں کھایا ہے تو سمجھا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کھانے پینے کا موقع دیا ہے۔

﴿کفارے کا ذکر﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۱۲﴾ وَعَنْهُ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذْ جَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكْتُ قَالَ مَالَكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلٰى امْرَاَتِیْ وَاَنَا صَائِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تُعْتِقُهَا قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِیْعُ اَنْ تَصُوْمَ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ قَالَ لَا قَالَ هَلْ تَجِدُ اِطْعَامَ سِتِّیْنَ مِسْكِیْنًا قَالَ لَا قَالَ اِجْلِسْ وَمَكَثَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَبَیْنَمَا نَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِیْهِ تَمْرٌ وَّالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ الضَّخْمُ قَالَ اَیْنَ السَّآئِلُ قَالَ اَنَا قَالَ خُذْ هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ فَقَالَ الرَّجُلُ اَعَلٰى اَفْقَرَ مِنِّیْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَوَ اللّٰهِ مَابَیْنَ لَابَتَیْهَا یُرِیْدُ الْحَرَّتَیْنِ اَهْلُ بَیْتٍ اَفْقَرُ مِنْ اَهْلِ بَیْتِیْ فَضَحِكَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ اَنْیَابُهٗ ثُمَّ قَالَ: اَطْعِمْهُ اَهْلَكَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حل لغات: هلكت: هَلَكَ (ض،ف) هَلَاكًا، فنا ہونا ہلاک ہونا، تجد: وَجَدَ (ض) وَجْداً پانا، رَقبة: غلام جمع رِقاب.

ترجمه: ان سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ہم جناب نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں ایک آدمی نے آکر کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں تو ہلاک ہوگیا آپ نے فرمایا کہ کیا ہوگیا، اس نے فرمایا کہ میں نے روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے ہم بستری کرلی تو جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کیا تمہارے پاس غلام ہے جسے آزاد کردو اس نے کہا کہ نہیں آپ ﷺ نے کہا کہ کیا دو ماہ لگاتار روزہ رکھ سکتے ہو، انہوں نے کہا کہ نہیں، آپ ﷺ نے کہا کہ کیا آپ ساٹھ مسکین کے کھانے کا نظم کرسکتے ہو، انہوں نے کہا کہ نہیں، آپ ﷺ نے کہا کہ بیٹھ جاؤ آپ ﷺ خاموش رہے، ہم لوگ اسی حال میں تھے اتنے میں ایک آدمی عرق لے کر آیا جس میں کھجور تھی اور عرق بڑے تھیلے کو کہتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ سائل کہاں ہے؟ انہوں نے کہا جی آپ نے فرمایا اس کو لے کر صدقہ کرو تو اس آدمی نے کہا یارسول ﷺ کیا ایسے شخص پر صدقہ کروں جو مجھ سے زیادہ فقیر ہے؟ خدا کی قسم مدینہ منورہ کے مشرق و مغرب کے درمیان میرے گھر والوں سے زیادہ محتاج کوئی گھر نہیں ہے تو جناب نبی کریم ﷺ ہنس پڑے یہاں تک کے آپ کے ڈاڑھ کے دانت ظاہر ہوگئے۔ پھر آپ ﷺ نے کہا کہ اس کو اپنے گھر والوں کو کھلادو۔

خلاصۂ حدیث کسی شخص پر کفارہ واجب ہوجائے لیکن وہ کفارہ کیا ادا کرنا کیا اپنے گھر والوں کا پیٹ پالنا اس کے لئے بھاری پڑ رہا ہو، تو پہلے اپنے گھر والوں کے کھانے پینا کا نظم کرے اور جب استطاعت ہوجائے تو کفارہ ادا کرے۔

کلمات حدیث کی تشریح وعنہ: یعنی حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ قال بینمانحن جلوس: یعنی ہم لوگ جناب نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اذاجاء رجل: وہ آدمی سلمہ بن صخر انصاری البیاضی تھے۔ ان صحابی نے آکر جناب نبی کریم ﷺ سے کہا یارسول اللہ ﷺ میں تو ہلاک ہوگیا، قال مالك: جناب نبی کریم ﷺ نے پوچھا کہ کیا ہوا یعنی ہلاکت کی کیا وجہ ہے، قال وقعت امراتی وانا صائم: یعنی میں نے روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے ہم بستری کرلی، خیال رہے کہ وہ روزہ رمضان کا روزہ تھا جیسا کہ بعض روایت میں ہے کہ واقعت علی امراتی فی نهار رمضان (مرقات ۴/۲۶۳) اس روایت میں عورت پر کفارہ واجب ہونے کا تذکرہ تو نہیں ہے لیکن رمضان کا روزہ توڑ دینے کی صورت میں جس طرح مرد پر کفارہ واجب ہوتا ہے ٹھیک اسی طرح سے عورت پر بھی کفارہ واجب ہوتا ہے، واماالمراۃ فکذلك یجب علیهاعندنا (بدائع صنائع ۲/۲۵۳) فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم هل تجد رقبة تعتقها: جب حضرت سلمہ بن صخرؓ نے اپنا جرم بیان کردیا تو جناب نبی کریم ﷺ فرمایا کہ تم ایک غلام آزاد کرسکتے ہو تو آزاد کردو یہی تمہارے جرم کا کفارہ ہے، قال لا: تو ان صحابی نے کہا یارسول اللہ ﷺ میں ایک غریب آدمی ہوں میرے پاس کوئی غلام نہیں ہے میں غلام آزاد نہیں کرسکتا ہوں، قال فهل تستطیع الخ: یعنی اگر تم غلام آزاد نہیں کر سکتے تو دو مہینے روزے رکھو تو ان صحابی نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ میرے میں ان کی بھی استطاعت نہیں ہے، قال هل تجد اطعام ستین مسکینًا إلخ: یعنی اگر تم غلام بھی آزاد نہیں کرسکتے دو مہینے لگاتار روزہ بھی نہیں رکھ سکتے تو ایسا کرو کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو، قال لا: تو انہوں نے کہا کہ میں یہ بھی نہیں کرسکتا ہوں، قال اجلس: یعنی جب ان صحابی نے ہر طرح سے معذرت کردی تو جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اچھا بیٹھ جاؤ ومکث النبی صلی اللّٰه علیه وسلم اور جناب نبی کریم ﷺ خاموش رہے، اتی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم بعرق إلخ: حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ ہم اسی حال میں تھے کہ ایک آدمی ایک بڑے تھیلے میں کھجور لے کر آیا، جس میں اتنی کھجور تھی کہ جو ساٹھ مسکین کے لئے کافی تھی یعنی ادائیگی کفارے کے لئے کافی تھی، قال این السائل: جب وہ کھجور آگئی تو حضور ﷺ نے پوچھا کہ وہ سائل کہاں ہے، قال انا: اس سائل نے کہا کہ میں یہی موجود ہوں، قال خذا هذا فتصدق به: جناب نبی کریم ﷺ نے کہا کہ اسے لے جا کر صدقہ کردو تاکہ تمہارا کفارہ ادا ہوجائے، فقال الرجل اعلی افقر من: تو سلمہ بن صخرؓ نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ کیا میں اس کو ایسے شخص کے صدقے کروں جو مجھ سے زیادہ غریب ہے تو خدا کی قسم پورے مدینہ منورہ میں میرے گھر والوں سے زیادہ کوئی غریب نہیں ہے، فضحك النبی صلی اللّٰه علیه وسلم إلخ: اس پر جناب نبی کریم ﷺ ہنس پڑے اور اتنے زور سے ہنسے کے آپ ﷺ کے ڈاڑھ کے دانت ظاہر ہوگئے ثم قال اطعمه اهلك: پھر آپ نے ان صحابی سے فرمایا کہ اچھا جاؤ اپنے گھر والوں کو ہی کھلا دو اس روایت کی بنیاد پر حضرات فقہاء کرام نے کہا کہ اگر کسی ایسے شخص پر کفارہ واجب ہوجائے کہ کفارا ادا نہیں کرسکتا ہے تو وہ ابھی ادا نہ کرے: بلکہ جب استطاعت ہوا تب کرے یہی حال ان صحابی کا تھا اس لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کے جاؤ پہلے اپنے گھر والوں کا انتظام کرو اور بعض حضرات نے کہا کہ ان صحابی کا کفارا ادا ہوگیا تھا اور یہ ان کی خصوصیت تھی۔

﴿روزے کی حالت میں بوسہ﴾

﴿حدیث نمبر۱۹۱۳﴾ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ وَّيَمُصُّ لِسَانَهَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حل لغات: يقبلها: قَبَّلَ (تفعیل) بوسہ لینا یمص: مَصَّ (ن) مَصًّا چوسنا۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ روزے کی حالت میں ان کا بوسہ لیتے اور ان کی زبان چوستے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کو چونکہ اپنی خواہش اور جنسی ضرورت پر مکمل کنٹرول تھا اس لئے آپ روزے کی حالت میں بوسہ وکنار کرلیا کرتے تھے مگر عام آدمی کو اس کی اجازت نہیں ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح وھو صائم :یعنی رمضان اور غیر رمضان دونوں طرح کے روزوں میں بوسہ لیتے تھے،اور زبان بھی چوستے تھے۔

فائدہ: اس حدیث شریف کی سند میں کافی کلام ہے اس لئے اس حدیث شریف کو حضرات محدثین نے صحیح تسلیم نہیں کیا ہے،اور اگر اس کو صحیح تسلیم کرلیا جائے تو یہی کہا جائے گا کہ وہاں زبان چوسا تو جاتا ہے لیکن لعاب کو فوراً تھوک دیا جاتا ہے۔

﴿روزے دار کے لئے مباشرت﴾

﴿حدیث نمبر۱۹۱۴﴾ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُبَاشَرَةِ لِلصَّائِمِ فَرَخَّصَ لَهٗ وَاَتَاهُ آخَرُ فَسَاَلَهٗ فَنَهَاهُ فَاِذَا الَّذِیْ رَخَّصَ لَهٗ شَيْخٌ وَاِذَا الَّذِیْ نَهَاهُ شَابٌّ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ .

حل لغات: المباشرة: باشر (مفاعلت) ملنا، فرخص: رَخَّصَ (تفعیل) ممانعت کے بعد اجازت دینا، شیخ بوڑھا جمع شُیُوْخٌ، شَابٌّ :جوان جمع شُبَّان۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے جناب نبی کریم ﷺ سے پوچھا روزے کی حالت میں مباشرت کرنا کیسا ہے،تو آپ نے اس کو اجازت دے دی اور دوسرے نے آکر پوچھا تو اس کو منع کر دیا پس وہ شخص جس کو آپ نے اجازت دی تھی وہ بوڑھا تھا،اور وہ شخص جس کو منع کر دیا وہ جوان تھا۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا عام حکم تو یہی ہے کہ امت کے لئے مباشرت کی اجازت نہیں ہے،اس لئے کہ بہت سے لوگ بڑھاپے کا سہارا لیکر اپنا بھی روزہ خراب کریں گے اور اپنی بیوی کا بھی اور بعد میں کفار بھی ادا نہ کریں گے۔

کلمات حدیث کی تشریح عن المباشرة للصائم :یہاں مباشرت سے وہ مباشرت مراد نہیں ہے جسے جماع کہتے ہیں، بلکہ یہاں مباشرت سے یہاں بیوی کے ساتھ سٹنا چمٹنا وغیرہ مراد ہے، فاذاالذی رخص له شیخ واماالذی نھاہ شاب: یعنی جناب نبی کریم ﷺ نے جس شخص کو مباشرت کی اجازت دی وہ بوڑھا تھا اور جس کو مباشرت سے منع کیا وہ جوان تھا، وہ اس لئے کہ بوڑھے کو اپنے اوپر کنٹرول ہوتا ہے، جوان کو جنسی خواہش کے سلسلے میں اپنے اوپر کنٹرول نہیں ہوتا ہے اس لئے جوان کو روزے کی حالت میں مباشرت سے منع کر دیا۔

﴿روزے کی حالت میں قے ہونا﴾

﴿حدیث نمبر۱۹۱۵﴾ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَرَعَهُ الْقَیْءُ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءٌ وَمَنِ اسْتَقَاءَ عَمْدًا فَلْيَقْضِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِیُّ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عِيْسَى بْنِ يُوْنُسَ وَقَالَ مُحَمَّدٌ يَعْنِی الْبُخَارِیَّ لَا اُرَاهُ مَحْفُوْظًا.

حل لغات: ذرعه: ذَرَعَهٗ (ف) ذَرْعًا القیء خود بخود آنا، القیء: الٹی قاء (ض) قَيْئًا قے کرنا، الٹی ہونا اِسْتِقَاءٌ قے کرنا، فلیقض، قضی (ض) قضاء قضا کرنا، بعد میں ادا کرنا۔

ترجمہ: ان سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو روزے کی حالت میں قے ہو جائے اس پر قضا نہیں اور جو شخص جان بوجھ کر قے کرے اس کو چاہیے کہ قضا کرے اس کو ترمذی ابوداؤد، ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا ہے، اور ترمذی نے کہا یہ

حدیث غریب ہے، ہم اس کو عیسیٰ بن یونس کے علاوہ سے نہیں جانتے ہیں اور محمد یعنی بخاری نے کہا کہ میں اس کو محفوظ نہیں سمجھتا ہوں۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی روزے دار کو خود بخود قے ہو جائے تو کوئی حرج نہیں اس کا روزہ علی حال باقی رہے گا لیکن اگر کوئی جان بوجھ کر قے کرے تو اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح من ذرعه القئی الخ: یعنی کسی روزے دار پر قے کا غلبہ ہو کر خود بخود قے ہو جائے تو کوئی حرج نہیں اس کا روزہ علی حالہ باقی رہے گا ولو استقاء عمدًا فليقض: اور اگر جان بوجھ کر قے کرے تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا اور ائمہ اربعہ کا اس پر اتفاق ہے کہ اس پر اس روزے کی قضا لازم ہے۔

﴿جان بوجھ کر قے کرنا﴾

﴿حدیث نمبر۱۹۱۶﴾ وَعَنْ مَعْدَانَ بْنِ طَلْحَةَ اَنَّ اَبَا الدَّرْدَآءِ حَدَّثَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاءَ فَاَفْطَرَ قَالَ فَلَقِيْتُ ثَوْبَانَ فِيْ مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَقُلْتُ اِنَّ اَبَا الدَّرْدَآءِ حَدَّثَنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاءَ فَاَفْطَرَ قَالَ صَدَقَ وَاَنَا صَبَبْتُ لَهُ وَضُوْءَهُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

حل لغات: قَاءَ (ض) قيئًا قے کرنا، الٹی کرنا، لقیت: لَقِيَ (ض) لقاء ملنا، ملاقات کرنا، صببت: صَبَّ (ن) صَبًّا الماء پانی انڈیلنا۔

ترجمہ: حضرت معدان بن طلحہ سے روایت ہے کہ ابوالدرداء نے ان سے بیان کیا کہ جناب نبی کریم ﷺ نے قے کر کے روزہ توڑ دیا معدان نے کہا چناں چہ میں نے دمشق کی مسجد میں ملاقات کر کے کہا کہ ابوداؤد نے مجھ سے بیان کیا کہ جناب نبی کریم ﷺ نے قے کر کے روزہ توڑ دیا تھا ثوبان نے کہا انہوں نے سچ کہا اور میں نے ہی ان کو وضو کے لئے پانی انڈیلا تھا۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ روزے دار اگر جان بوجھ کر قے کرے تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔

کلمات حدیث کی تشریح معدان بن طلحہ تابعی ہیں: قاء فافطر: جناب رسول اللہ ﷺ کا وہ روزہ نفلی تھا رمضان کا نہیں تھا بیماری یا ضعف کی وجہ سے آپ کی حالت ایسی ہوگئی تھی جس کی بنیاد پر روزے کا توڑنا جائز ہو گیا تھا، اسی لیے آپ ﷺ نے وہ نفلی روزہ قے کر کے توڑ دیا تھا آپ ﷺ نے وہ روزہ خواہ مخواہ بلا وجہ کے نہیں توڑا تھا اس لئے کہ آپ کی نظر میں قرآن کریم کی آیت "لا تبطلو أعمالكم" سامنے تھی، اگر مجبوری نہ ہوتی تو یقیناً آپ روزہ نہ توڑتے۔

﴿روزے کی حالت میں مسواک کرنا﴾

﴿حدیث نمبر۱۹۱۷﴾ وَعَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالَا اُحْصِيْ يَتَسَوَّكُ وَهُوَ صَائِمٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ.

حل لغات: يتسوك: سَاكَ (ن) سُوكًا رگڑنا، تسوَّكَ (تفعل) مسواک کرنا۔

ترجمہ: حضرت عامر بن ربیعہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب نبی کریم ﷺ کو ان گنت مرتبہ روزے کی حالت میں مسواک کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ روزے دار بلا کسی روک ٹوک کے روزے کی حالت میں مسواک کر سکتا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح رأيت النبي صلى الله عليه وسلم مالا احصي: حضرت عامر بن ربیعہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب نبی کریم ﷺ کو روزے کی حالت میں بے شمار مرتبہ مسواک کرتے ہوئے دیکھا ہے يتسوك وهو صائم: اس روایت کی بنیاد پر حضرات احناف مالکیہ کہتے ہیں کہ روزے دار کے لیے مسواک کرنا جائز ہے، اور حضرات شوافع اور

حنابلہ کہتے ہیں کہ روزے دار کے لیے مسواک کرنا مناسب نہیں ہے اس لئے کہ روزے دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے جسے مسواک کے ذریعے زائل کرنا مناسب نہیں ہے: عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ......ولخلوف فم الصائم اطیب عند اللّٰہ من ریح المسك احناف اور مالکیہ کی دلیل حدیث باب ہے۔

جواب: ان حضرات کی مستدل روایت کا جواب یہ ہے کہ روزے کی حالت میں جو بو اللہ کو پسند ہے وہ معدے کے خالی ہونے کی بنیاد پر ہے جو مسواک سے ختم نہیں ہوتی ہے (مرقات ۴/۲۶۷)

مسواک سے اگر وہ بو زائل ہو جاتی تو جناب رسول اللہ ﷺ کبھی کبھی روزے کی حالت میں مسواک نہ فرماتے اور نہ ہی امت کو مسواک کرنے کا حکم دیتے۔ روی ابن ماجۃ والدارقطنی من حدیث عائشۃ قالت قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم من خیر خصال الصائم السواك (مرقات ۴/۲۶۷)

﴿روزے کی حالت میں سرمہ لگانا﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۱۸﴾ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اشْتَكَيْتُ عَيْنِيْ اَفَاَكْتَحِلُ وَاَنَا صَائِمٌ قَالَ نَعَمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ لَيْسَ اِسْنَادُهٗ بِالْقَوِيِّ وَاَبُوْ عَاتِكَةَ الرَّاوِيْ يُضَعَّفُ.

حل لغات: اشتکیت: اِشْتَکٰی (افتعال) آنکھوں میں درد ہونا، افاکتحل: اِکْتَحَلَ (افتعال) سرمہ لگانا۔

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر عرض کیا کہ میری آنکھوں میں درد ہے کیا میں سرمہ لگا سکتا ہوں حالانکہ میں روزے سے ہوں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ اس کی سند قوی نہیں ہے اس لئے کہ ابو عاتکہ ضعیف ہیں۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ روزے دار کے لئے سرمہ لگانا بلا کراہت جائز ہے یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے لیکن دوسری روایتوں سے اس کی تائید ہو جاتی ہیں۔

کلمات حدیث کی تشریح اکتحل وانا صائم: یعنی ایک صحابی نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ میں روزے سے ہوں اور اس حالت میں سرمہ لگا سکتا ہوں؟ قال نعم: آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں روزے کی حالت میں سرمہ لگایا جا سکتا ہے

﴿روزے دار کا سر میں پانی ڈالنا﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۱۹﴾ وَعَنْ بَعْضِ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَقَدْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَرْجِ يَصُبُّ عَلٰى رَاْسِهِ الْمَآءَ وَهُوَ صَائِمٌ مِّنَ الْعَطَشِ اَوْ مِنَ الْحَرِّ رَوَاهُ وَاَبُوْدَاوُدَ.

حل لغات: بالعرج: مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان مدینے سے قریب ایک جگہ کا نام ہے۔

ترجمہ: جناب نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی سے روایت ہے کہ میں نے مقام عرج میں دیکھا کہ جناب رسول اللہ ﷺ روزے کی حالت میں اپنے سر پر پانی بہا رہے ہیں پیاس کی وجہ سے یا گرمی کی وجہ سے۔

خلاصۂ حدیث روزے دار کے لئے ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے نہانا یا تر کپڑے بدن پر لپیٹنا بلا کراہت جائز ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح عن بعض اصحاب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اس روایت میں صحابی کا نام مذکور نہیں ہے اس سے حرج نہیں اس لئے کہ تمام صحابہ کرام عادل ہیں جیسا کہ محدثین کا اتفاق ہے اَلْعَرْج: مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان راستے کی ایک گھاٹی کا نام ہے جہاں قافلے منزل کرتے تھے فتح مکہ کے سال (۸ھ میں) نبی ﷺ جب اپنے

دس ہزار صحابی کے ساتھ مدینہ سے مکہ کو روانہ ہوئے تو رمضان کا مہینہ تھا اور جیسا کہ سنن ابوداؤد میں مذکور اس روایت میں یہ بھی نقل ہوا ہے کہ آپ ﷺ نے اس سفر میں روزہ نہ رکھنے کا حکم دیا تھا، اور خود روزہ رکھے اس سفر میں، اَلْعَرْج گھاٹی میں پڑاؤ کے دوران آپ ﷺ نے اپنے سر پر پانی ڈالا، آگے راوی کے الفاظ بِمِنَ الْعَطَشِ اَوْمِنَ الْحَرِ میں حرف اَوْ (یا) راوی کے شک کو ظاہر کرتا ہے یعنی رسول اللہ ﷺ نے روزے کی حالت میں اپنے سر پر جو پانی ڈالا اس کے متعلق راوی نے یا تو یہ بیان کیا کہ آپ ﷺ نے پیاس کی شدت زائل کرنے کے لئے ایسا کیا، یا یہ بیان کیا کہ آپ ﷺ نے گرمی کی شدت زائل کرنے کی وجہ سے ایسا کیا اور یہ بھی احتمال ہے کہ حرف اَوْ راوی کے شک کو ظاہر کرنے کے لئے نہ ہو بلکہ تنویع کے لئے ہو۔

﴿روزے کی حالت میں پچھنہ لگانا یا لگوانا﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۲۰﴾ وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتٰى رَجُلًا بِالْبَقِيْعِ وَهُوَ يَحْتَجِمُ وَهُوَ اٰخِذٌ بِيَدِىْ لِثَمَانِىَ عَشَرَةَ خَلَتْ مِنْ رَمَضَانَ فَقَالَ اَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِىُّ قَالَ الشَّيْخُ الْاِمَامُ مُحْيِ السُّنَّةِ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَتَاَوَّلَهُ بَعْضُ مَنْ رَخَّصَ فِى الْحِجَامَةِ اَىْ تَعَرَّضَا لِلْاِفْطَارِ، اَلْمَحْجُوْمُ لِلضُّعْفِ وَالْحَاجِمُ لِاَنَّهُ لَا يَاْمَنُ مِنْ اَنْ يَصِلَ شَىْءٌ اِلٰى جَوْفِهٖ بِمَصِّ الْمَلَازِمِ.

حل لغات: یحتجم: احتجم (افتعال) پچھنہ لگوانا۔

ترجمہ: حضرت شداد بن اوسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ رمضان کی اٹھارہویں تاریخ کو میرا ہاتھ پکڑے ہوئے جنت البقیع میں ایک ایسے شخص کے پاس آئے جو پچھنہ لگوا رہا تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا حاجم اور محجوم دونوں کا روزہ ٹوٹ گیا اس کو ابوداؤد، ابن ماجہ، اور دارمی نے روایت کیا ہے، شیخ امام محی السنہ کہتے ہیں کہ جن حضرات نے پچھنہ لگانے اور لگوانے کی اجازت دی ہے انہوں نے اس حدیث شریف کی تاویل کی ہے کہ حاجم اور محجوم کا روزہ ٹوٹ جانے کے قریب ہو جاتا ہے محجوم کمزوری کی وجہ سے اور حاجم اس لئے کہ وہ محفوظ نہیں رہتا ہے کہ سینگی کھینچنے کی وجہ سے کچھ خون اس کے پیٹ میں چلا جائے۔

خلاصۂ حدیث: اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ حاجم اور محجوم دونوں کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے، لیکن جناب نبی کریم ﷺ کا بعد کا عمل یہ ہے کہ آپ ﷺ نے روزے کی حالت میں حجۃ الوداع کے موقع پر پچھنہ لگوایا ہے اس لئے یہی کہا جائے گا کہ یہ روایت منسوخ ہے، جیسا کے یہ بحث پیچھے آچکی ہے دیکھئے باب روزے کی حالت میں پچھنہ لگوانا۔

کلمات حدیث کی تشریح: اتی رجلا بالبقیع: جناب نبی کریم ﷺ جنت البقیع آئے جو مدینہ منورہ کا مشہور قبرستان ہے وھو یحتجم: یعنی وہ آدمی پچھنہ لگوا رہا تھا، فقال افطر الحاجم والمحجوم: تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ حاجم اور محجوم دونوں کا روزہ ٹوٹ گیا، یہ بات پیچھے تفصیل سے آچکی ہے کہ پچھنہ لگوانے سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں وہاں دیکھ لیا جائے

﴿رمضان کا روزہ بلا عذر نہ چھوڑے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۲۱﴾ وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ رُخْصَةٍ وَّلَا مَرَضٍ لَمْ يَقْضِ عَنْهُ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهٖ وَاِنْ صَامَهٗ، رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِىُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِىُّ وَالْبُخَارِىُّ فِىْ تَرْجَمَةِ بَابٍ وَقَالَ التِّرْمِذِىُّ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَعْنِى الْبُخَارِىَّ يَقُوْلُ اَبُو الْمُطَوِّسُ الرَّاوِىْ لَا اَعْرِفُ لَهٗ غَيْرَ هٰذَا الْحَدِيْثِ.

حل لغات: رخصۃ: اجازت جمع رخص: رَخَّصَ (تفعیل) ممانعت کے بعد اجازت دینا۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے بغیر اجازت اور مرض کے

رمضان کا ایک بھی روزہ چھوڑ دیا، وہ ساری عمر روزے رکھے تو بھی اس روزے کے برابر نہیں ہو سکتا ہے، اس کو احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ اور بخاری نے ایک باب کے ترجمہ میں روایت کیا ہے، ترمذی نے کہا میں محمد یعنی بخاری کو کہتے ہوئے سنا میں نے اسی حدیث کے راوی ابوالمطوس سے اس حدیث کے علاوہ دوسری حدیث نہیں سنی۔

خلاصۂ حدیث رمضان کا کوئی روزہ بلا عذر شرعی کے نہ چھوڑے، اس لیے کہ اگر کسی نے بلا عذر شرعی کے رمضان کا ایک بھی روزہ چھوڑ دیا وہ شخص اس کے عوض میں پوری زندگی روزہ رکھے تو بھی اس کا حق ادا نہیں ہو سکتا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح من أفطر يومًا من رمضان من غير رخصة: یعنی جس شخص نے بلا عذر شرعی کے رمضان کا ایک بھی روزہ چھوڑ دیا، لم يقض عنه صوم الدهر إلخ: وہ اگر پوری زندگی روزہ رکھے تو رمضان کے اس ایک روزے کا حق ادا نہیں ہو سکتا ہے، یعنی وہ رمضان کے فضیلت کو نہیں پا سکتا ہے، اگر چہ روزہ رکھ لینے سے وہ روزہ کی فرضیت سے سبک دوش ہو جائے گا۔

﴿روزہ اور نماز میں اخلاص ضروری ہے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۲۲﴾ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَمْ مِنْ صَآئِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهٖ اِلَّا الظَّمَأُ وَكَمْ مِنْ قَآئِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ قِيَامِهٖ اِلَّا السَّهَرُ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ وذُكِرَ حَدِيْثُ لَقِيْطِ بْنِ صَبِرَةَ فِيْ بَابِ سُنَنِ الْوُضُوْءِ.

حل لغات: الظما: پیاسا ظَمَأ ظَمَأً (ف) ظَمأً پیاسا ہونا، السهر: سَهِرَ (س) سَهَرًا ساری رات بے دار رہنا۔

ترجمہ: ان سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا، بہت سے روزے دار ایسے ہیں کہ ان کو اپنے روزے سے پیاس کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا ہے، اور بہت سے نمازی ایسے ہیں کہ ان کو اپنے قیام سے بے داری کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا ہے۔

خلاصۂ حدیث رمضان کے روزے اور تراویح وغیرہ اخلاص سے ادا کیے جائیں، اگر اخلاص نہ ہو تو یہ ساری عبادتیں بے فائدہ ہیں

کلمات حدیث کی تشریح وعنه: یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، كم من صائم ليس له إلخ: یعنی جو لوگ بغیر اخلاص سے روزہ رکھتے ہیں ان کو سوائے بھوکے پیاسے رہنے کے روزے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا ہے وكم من قائم ليس له إلخ: ایسے ہی جو لوگ اخلاص سے راتوں کو نہیں جاگتے ہیں ان کو بھی راتوں کی عبادت سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا ہے۔

﴿روزے دار کو احتلام ہونا﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۲۳﴾ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثٌ لَا يُفَطِّرْنَ الصَّائِمَ: الْحِجَامَةُ وَالْقَيْئُ وَالْاِحْتِلَامُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَيْدِ نِ الرَّاوِيُّ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيْثِ.

حل لغات: الاحتلام: احتلم (افتعال) بالغ ہونا، حالت نوم میں منی کا خارج ہونا، الحجامة، پچھنہ لگوانا۔

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا تین چیزیں ہیں جو روزہ نہیں توڑتی ہیں (۱) حجامت (۲) قے (۳) احتلام۔

کلمات حدیث کی تشریح عن أبي سعيد: ابوسعید سے مراد حضرات ابوسعید خدری ہیں جیسا کہ دوسرے نسخے میں ہے (مرقات ۳۷۲/۴) الحجامة والقيء: جیسا کہ پیچھے حجامت اور قے کی تفصیلی بحث گذر چکی ہے، **والاحتلام:** احتلام سے اس لیے روزہ نہ ٹوٹے گا کہ یہ غیر اختیاری چیز ہے۔

﴿روزے دار کے لیے پچھنہ﴾

﴿حدیث نمبر۱۹۲۴﴾ وَعَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ قَالَ سُئِلَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ كُنْتُمْ تَكْرَهُوْنَ الْحِجَامَةَ لِلصَّآئِمِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟ قَالَ لَا اِلَّا مِنْ اَجْلِ الضُّعْفِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

حل لغات: تكرهون: کَرِہَ (س) کراھۃ ناپسند کرنا۔

ترجمہ: حضرت ثابت بنانی سے روایت ہے کہ انس بن مالک سے پوچھا گیا کہ آپ لوگ جناب نبی کریم ﷺ کے زمانے میں روزے دار کے لیے حجامت کو ناپسند کرتے تھے تو انھوں نے کہا کہ نہیں مگر ضعف کی وجہ سے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ روزے دار کو پچھنہ لگانے یا لگوانے کی وجہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح ثابت البناني: یہ ثابت بن اسلم مشہور تابعی ہیں، **قال لا**: یعنی حضرات صحابۂ کرام جناب نبی کریم ﷺ کے زمانے میں حجامت روزے دار کے لیے جائز سمجھتے تھے، **الا من اجل الضعف**: یعنی اگر محجوم کے لیے نقاہت کا اندیشہ ہوتا تو روزے دار کے لیے یہ ناپسند کیا جاتا تھا۔

﴿رات میں پچھنہ لگوانا﴾

﴿حدیث نمبر۱۹۲۵﴾ وَعَنِ الْبُخَارِيِّ تَعْلِيْقًا قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَحْتَجِمُ وَهُوَ صَآئِمٌ ثُمَّ تَرَكَهُ فَكَانَ يَحْتَجِمُ بِاللَّيْلِ

حل لغات: تركه: تَرَكَ (ن) تَرْكًا چھوڑنا۔

ترجمہ: حضرت امام بخاری سے تعلیقا روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روزے کی حالت میں پچھنہ لگواتے تھے، پھر چھوڑ دیا اور رات کو لگواتے تھے۔

خلاصۂ حدیث روزے دار کو پچھنہ لگوانے سے ضعف کا اندیشہ ہو اور وہ پچھنہ لگوانا چاہے تو اس کو چاہئے کہ رات میں پچھنہ لگوائے

کلمات حدیث کی تشریح كان ابن عمر يحتجم وهو صائم ثم تركه: یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ پہلے روزے کی حالت میں پچھنہ لگواتے تھے پھر بعد میں احتیاطا یا ضعف کی وجہ سے روزے کی حالت میں تو پچھنہ نہیں لگواتے تھے جب ضرورت پڑتی تو رات کو لگواتے تھے۔

﴿روزے کی حالت میں کلی کرنا﴾

﴿حدیث نمبر۱۹۲۶﴾ وَعَنْ عَطَآءٍ قَالَ اِنْ مَضْمَضَ ثُمَّ اَفْرَغَ مَافِيْ فِيْهِ مِنَ الْمَآءِ لَا يَضُرُّهُ اَنْ يَّزْدَرِدَ رِيْقَهُ وَمَا بَقِيَ فِيْهِ ، وَلَا يَمْضَغُ الْعِلْكَ فَاِنِ ازْدَرَدَ رِيْقَ الْعِلْكِ لَا اَقُوْلُ اِنَّهُ يُفْطِرُ وَلٰكِنْ يُنْهٰى عَنْهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِيْ تَرْجَمَةِ بَابٍ.

حل لغات: مضمض: پانی کو منہ میں پھرانا، العلك: گوند جمع عُلُوك.

ترجمہ: حضرت عطاء سے روایت ہے کہ اگر کوئی کلی کرے، پھر اس پانی کو جو اس کے منہ میں ہے، پوری طرح نکال دے، تو اس کے روزے کو کوئی نقصان نہیں ہوگا اگر چہ وہ اپنا تھوک نگل لے اور جو کچھ اس کے منہ میں ہے، اور گوند نہ چبائے اس لیے کہ اگر گوند کا تھوک اندر چلا گیا، میں نہیں کہتا کہ اس کا روزہ ٹوٹ گیا؛ لیکن اس سے منع کیا جائے گا۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ روزے دار گوند وغیرہ چیز نہ چبائے، اس لیے کہ روزے کی حالت میں کوئی چیز چبانا مکروہ ہے، اور ایسی حالت میں تھوک کا اندر چلا جانا مفسد صوم ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح ان مضمض الخ: یعنی روزے کی حالت میں کسی شخص نے کلی کی اور باقی کو باہر نکال دیا، اب اگر وہ تھوک کو نگلے تو کوئی حرج نہیں ہے، ولا یمضع العلك: یعنی: روزہ دار گوند وغیرہ نہ چبائے اس لیے کہ یہ مکروہ ہے اور اگر تھوک اندر چلا جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

باب صوم المسافر

الفصل الاول

﴿سفر کی حالت میں روزہ؟﴾

﴿حدیث نمبر۱۹۲۷﴾ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرِونِ الْاَسْلَمِیَّ سَأَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَصُوْمُ فِی السَّفَرِ وَکَانَ کَثِیْرَ الصِّیَامِ فَقَالَ اِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَاِنْ شِئْتَ فَاَفْطِرْ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حل لغات: السفر: مسافت طے کرنا جمع اَسفار، شئت: شَاءَ (ض) شَیْئًا چاہنا.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حمزہ بن عمرو اسلمی نے جناب نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ کیا میں سفر میں روزہ رکھ سکتا ہوں؟ جو بہت روزہ رکھتے تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر چاہو تو روزہ رکھو اگر چاہو تو افطار کرو۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ حالت سفر میں آدمی کو اس کی حالت پر چھوڑ دیا ہے، اسی کی حالت ایسی ہے کہ سفر میں بسہولت روزہ رکھ سکتا ہو تو رکھے اگر سفر میں روزہ رکھنا مزید دشواری کو دعوت دیتا ہو تو نہ رکھے۔

کلمات حدیث کی تشریح اصوم في السفر: یعنی حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی نے جناب نبی کریم ﷺ سے حالتِ سفر میں روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کے بارے میں دریافت کیا کہ میں سفر میں کیا کروں روزہ رکھوں یا نہ رکھوں، فقال ان شئت فصم الخ: تو جناب نبی کریم ﷺ نے جواب دیا کہ جس میں سہولت ہو وہی کرو یعنی اگر روزہ رکھ سکتے ہو سہولت کے ساتھ رکھو اور اگر نہیں رکھ سکتے؛ بل کہ حالت سفر میں روزہ رکھنا دشوار ہو تو نہ رکھو۔

﴿دونوں میں افضل کیا ہے؟﴾

جمہور (جن میں امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ اور امام شافعیؒ شامل ہیں) کے نزدیک جو شخص سفر میں روزہ بسہولت رکھ سکتا ہو یعنی روزہ رکھنے سے اُس کو کوئی تکلیف اور پریشانی پیش نہ آتی ہو اس کے لئے روزہ رکھنا افضل (بہتر) ہے، اور جس شخص پر سفر میں روزہ رکھنا دشوار ہو یعنی روزہ رکھنے سے اُس کو کوئی ایذا اور پریشانی پیش آتی ہو اس کے لئے روزہ نہ رکھنا افضل ہے، امام احمدؒ کے نزدیک سفر میں روزہ نہ رکھنا بہر صورت افضل ہے (بلکہ ان سے ایک روایت یہ ہے کہ سفر میں روزہ نہ رکھنا مکروہ ہے)۔

﴿روزہ نہ رکھنے والے مسافر پر اعتراض نہ کیا جائے﴾

﴿حدیث نمبر۱۹۲۸﴾ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِسِتَّ عَشْرَةَ مَضَتْ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ فَمِنَّا مَنْ صَامَ وَمِنَّا مَنْ اَفْطَرَ فَلَمْ یَعِبِ الصَّائِمُ عَلَی الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَی الصَّائِمِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: مضت: مَضٰی (ض) مَضًا گذرنا، فلم یعب: عَابَ (ض) عَیْبًا عیب دار بنانا۔

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ سولھویں رمضان کو جناب نبی کریم ﷺ کے ساتھ جہاد کے سفر کے لیے روانہ ہوئے، تو ہم میں بعضوں نے روزہ رکھا اور بعضوں نے روزہ نہیں رکھا تو نہ ہی روزہ رکھنے والوں نے روزہ نہ رکھنے والوں پر اور نہ ہی روزہ نہ رکھنے والوں نے روزہ رکھنے والوں پر اعتراض کیا۔

خلاصۂ حدیث حالت سفر میں روزہ رکھنے اور نہ رکھنے دونوں کی گنجائش ہے اس لیے سفر میں جو لوگ روزہ رکھتے ہیں وہ بھی ٹھیک ہے اور جو لوگ روزہ نہیں رکھتے ہیں وہ بھی ٹھیک ہے، اس لیے دونوں فریق میں سے کسی کو بھی برا بھلا نہ کہا جائے۔

﴿مشقت والے سفر میں روزہ نہ رکھے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۲۹﴾ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَرَاٰى زِحَامًا وَّ رَجُلًا قَدْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ فَقَالَ مَاهٰذَا قَالُوْا صَآئِمٌ فَقَالَ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حل لغات: زحاما: بھیڑ، زَحَمَ (ف) زَحْمًا بھیڑ کرنا، ظَلّل: ظَلَّهٗ (تفعیل) سایہ ڈالنا۔

ترجمه: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ ایک سفر میں تھے کہ آپ نے ایک بھیڑ دیکھی کہ ایک آدمی پر سایہ کیا گیا ہے، آپ نے پوچھا یہ کیا ہے، صحابۂ کرام نے جواب دیا ایک روزہ دار ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی کا کام نہیں ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ سفر میں پریشانی ہو تو روزہ نہ رکھے، جیسا کہ اس حدیث شریف سے واضح ہے اور مشقت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ وہ روزے دار صحابی روزے کی تاب نہ لا کر گر پڑے۔

کلمات حدیث کی تشریح فرای زحاما: یعنی آپ نے دیکھا کہ ایک جگہ صحابہ کرام جمع ہیں و رجلا: ان صحابی کا نام ابواسرائیل قیس تھا، قدظلل علیه، یہ غزوۂ تبوک کا واقعہ ہے کہ ایک صحابی جن کا نام قیس تھا اس شدید دھوپ اور سخت گرمی میں روزہ رکھ لیا تھا اور سفر میں تھے ان کو روزہ لگ گیا اور ایک جگہ گر پڑے، حضرات صحابۂ کرام نے سایہ کیا تا کہ ان کو آرام ہو، دیکھا دیکھی ایک بھیڑ سی جمع ہوگئی **فقال ماهٰذا:** تو جناب نبی کریم ﷺ نے پوچھا یہ کیا ہے، بھیڑ کیوں لگی ہے؟ قالوا صائم: حضرات صحابۂ کرام نے جواب دیا کہ ایک روزے دار گر پڑے ہیں ان کو سایہ کیا گیا ہے، فقال لیس من البر إلخ: مشقت والے سفر میں روزہ رکھنا اسی لیے بہتر نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے ساتھ آسانی اور سہولت پسند کرتا ہے اور مشقت کی حالت میں روزہ رکھنا آسانی نہیں ہو گی، **یرید اللّٰہ** لکم الیسر ولا یرید بکم العسر (مرقات ۴/۲۷۶)

﴿سفر میں روزہ دار کی خدمت کرنا

﴿حدیث نمبر ۱۹۳۰﴾ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ فَمِنَّا الصَّائِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُ، فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فِيْ يَوْمٍ حَارٍّ فَسَقَطَ الصَّوَّامُوْنَ وَقَامَ الْمُفْطِرُوْنَ فَضَرَبُوا الْاَبْنِيَةَ وَسَقَوُا الرِّكَابَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ الْمُفْطِرُوْنَ الْيَوْمَ بِالْاَجْرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حل لغات: فنزلنا: نَزَلَ: (ن) نُزُوْلًا اترنا نازل ہونا فسقط: سَقَطَ (ن) سُقُوْطًا گرنا، الرکاب سواری جمع رُکُوب.

ترجمه: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ سفر میں جناب نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے، تو ہم میں سے روزے دار بھی تھے اور بے روزیدار بھی تھے، چنانچہ ہم لوگ گرمی کے دن ایک منزل میں اترے تو روزے دار گر پڑے اور بے روزے دار کھڑے رہے چنانچہ ان لوگوں نے خیمے لگائے اور سواریوں کو پانی پلایا، تو جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا آج روزہ نہ رکھنے والے اجر میں بڑھ گئے

خلاصۂ حدیث مشقت کی حالت میں مسافر روزہ رکھ لیں تو ان کی بھرپور خدمت کی جائے تا کہ اجر کے مستحق ہو سکیں۔

کلمات حدیث کی تشریح فسقط الصوامون: یہ جملہ انہوں نے بطور مبالغہ کے کہہ دیا ہے ایسا نہیں ہوا تھا کہ روزے دار گر پڑے تھے بل کہ وہ لوگ کوئی کام نہ کر سکے اور بیٹھے رہے، اگر واقعتا وہ لوگ گر پڑتے تو حدیث

شریف میں جانوروں کی خدمت کے بجائے ان کی خدمت کا تذکرہ ہوتا۔

﴿مسافر کا روزہ توڑنا﴾

﴿حدیث نمبر۱۹۳۱﴾ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ اِلٰى مَكَّةَ فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ عُسْفَانَ ثُمَّ دَعَا بِمَآءٍ فَرَفَعَهُ اِلٰى يَدِهٖ لِيَرَاهُ النَّاسَ فَاَفْطَرَ حَتّٰى قَدِمَ مَكَّةَ وَذٰلِكَ فِىْ رَمَضَانَ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَّقُوْلُ قَدْ صَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَفْطَرَ، فَمَنْ شَآءَ صَامَ وَمَنْ شَآءَ اَفْطَرَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ جَابِرٍ اَنَّهٗ شَرِبَهٗ بَعْدَ الْعَصْرِ .

حل لغات: فَرَفَعَهٗ: رَفَعَ: (ف) رَفْعاً) اٹھانااوپر کرنا۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کے لیے نکلے تو آپ ﷺ نے روزہ رکھا یہاں تک کہ عسفان پہنچے، پھر آپ نے پانی منگا کر اس کو ہاتھ تک اٹھایا تا کہ لوگ دیکھ لیں اور آپ نے افطار کیا یہاں تک کہ آپ مکہ مکرمہ پہنچ گئے، اور یہ رمضان میں ہوا، گویا کہ حضرت ابن عباس کہہ رہے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے روزہ بھی رکھا ہے اور افطار بھی کیا ہے، تو جو روزہ رکھنا چاہے روزہ رکھے اور جو افطار کرنا چاہے افطار کرلے، اور مسلم شریف کی روایت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ ہے کہ آپ نے عصر کے بعد پانی پیا۔

خلاصۂ حدیث حالت سفر میں مجاہدین کو روزہ توڑنے کی ضرورت پڑ جائے تو وہ لوگ روزہ توڑ سکتے ہیں، شرعاً اس کی اجازت ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح من المدينة إلى مكة: یعنی یہ فتح مکہ کا واقعہ ہے جناب نبی کریم ﷺ جب مدینہ منورہ سے نکلے تو روزہ رکھتے رہے، جب وہاں پہنچے تو آپ نے روزہ توڑ دیا اور یہ حضرت صحابۂ کرام کو دکھا کر کیا تھا تا کہ وہ لوگ بھی آپ کی پیروی کریں، حتى قدم مكة: یعنی آپ ﷺ نے عسفان میں جو افطار کیا اس کے بعد مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد تک آپ نے روزہ نہیں رکھا، وذلك في رمضان الخ اور یہ ماہ رمضان کا واقعہ ہے یعنی حضرت ابن عباس یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ حالت سفر میں جناب نبی کریم ﷺ سے روزہ رکھنا بھی ثابت ہے اور نہ رکھنا بھی، فمن شاء صام ومن شاء افطر: اس لیے جو مسافر حالت سفر میں روزہ رکھنا چاہے وہ روزہ رکھے اور جو نہ رکھنا چاہے وہ نہ رکھے۔

الفصل الثانی

﴿حاملہ کے لیے روزہ رکھنا﴾

﴿حدیث نمبر۱۹۳۲﴾ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكِ نِ الْكَعْبِىِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ شَطْرَ الصَّلٰوةِ وَالصَّوْمَ عَنِ الْمُسَافِرِ وَعَنِ الْمُرْضِعِ وَالْحُبْلٰى رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِىُّ وَالنَّسَائِىُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حل لغات: وضع: وَضَعَ (ن) وَضْعاًعن فلان روکنا، شطر: آدھا جمع اَشْطُر، الوضع: اسم مفعول ہے بمعنی دودھ پلانے والی، رَضِعَ (س) رَضعاً ماں کا دودھ پینا۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالک کعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آدھی نماز کو مسافر سے موقوف کردیا ہے اور روزہ کو مسافر، دودھ پلانے والی اور حاملہ سے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ مسافر کی طرح دودھ پلانے والی حاملہ کے لیے روزہ نہ رکھنے کی گنجائش ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح اِن الله وضع عن المسافر: یعنی جناب نبی کریم ﷺ یہ کہہ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے چار رکعت والی نمازوں میں سے دو رکعت مسافر سے معاف کردی ہے اب انہیں چار کے بجائے دو پڑھنا ہے اس

طرح سے مسافر دودھ پلانے والی اور حاملہ عورت سے روزہ موقوف کر دیا ہے، جب مسافر کا سفر، دودھ پلانے والی کی مدت ختم اور حاملہ کو وضع حمل ہو جائے تو یہ سب اپنی اپنی سہولت کے مطابق رمضان کے روزے کی قضاء کریں گے۔

﴿سفر میں سہولت ہو تو روزہ رکھ لے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۳۳﴾ وَعَنْ سَلَمَةَ ابْنِ الْمُحَبِّقِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهُ حَمُوْلَةٌ تَاوِىْ اِلٰى شِبْعٍ فَلَمْ فَلْيَصُمْ رَمَضَانَ حَيْثُ اَدْرَكَهُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حل لغات: حمولة: بار برداری کا جانور، جمع حَمُوْلَاتٌ ، تاوی : أوی (ض) أوِيًا پناہ دینا، پہنچا دینا۔

ترجمہ: حضرت سلمہ بن محبق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس کے پاس ایسی سواری ہو جو سہولت سے پہونچا دے تو اس کو چاہئے کہ روزہ رکھے جہاں بھی رمضان کا مہینہ مل جائے۔

خلاصۂ حدیث جس شخص کو سفر میں سہولت ہو وہ روزہ رکھے اس کیلئے یہی بہتر ہے اگر چہ سفر کی وجہ سے روزہ نہ رکھنا بھی جائز ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح من كان له حمولة: یعنی جس شخص کے پاس آرام دہ سواری ہو، تاوی إلى شبع: یعنی جس سے سہولت کے ساتھ منزل تک پہنچا جا سکتا ہو، فليصم إلخ: یعنی اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ رمضان کا روزہ رکھے اگر چہ سفر کی وجہ سے روزہ نہ رکھنے کی گنجائش ہے۔

الفصل الثالث

﴿مسافر کا روزہ توڑنا﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۳۴﴾ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَامَ الْفَتْحِ اِلٰى مَكَّةَ فِىْ رَمَضَانَ فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ كُرَاعَ الْغَنِمِ فَصَامَ النَّاسُ ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ مِّنْ مَّاءٍ فَرَفَعَهُ حَتّٰى نَظَرَ النَّاسُ اِلَيْهِ ثُمَّ شَرِبَ فَقِيْلَ لَهُ بَعْدَ ذٰلِكَ اِنَّ بَعْضَ النَّاسِ قَدْصَامَ فَقَالَ اُولٰئِكَ الْعُصَاةُ اُولٰئِكَ الْعُصَاةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات : قدح : پیالہ جمع اَقْدَاح .

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ فتح کے سال رمضان میں مکہ کے لیے نکلے تو آپ ﷺ نے روزہ رکھا یہاں تک کہ کراع الغنم پہنچے، پھر آپ نے ایک پیالہ پانی منگا کر اوپر اٹھایا یہاں تک کہ لوگوں نے دیکھ لیا پھر آپ ﷺ نے اس کو پیا، آپ ﷺ سے کہا گیا کہ بعض لوگوں نے اب بھی روزہ رکھا ہے، پھر تو آپ نے فرمایا وہ لوگ نافرمان ہیں وہ لوگ نافرمان ہے۔

خلاصۂ حدیث حتى بلغ كراع الغنم: جس مقام پر آنحضرت ﷺ نے روزہ توڑا اس کے متعلق روایتوں میں اختلاف ہے حالانکہ جس سفر کا ذکر ان روایتوں میں ہے وہ ایک ہی ہے، حضرت جابرؓ کی اس روایت میں کراع الغنم کا ذکر ہے، پیچھے حضرت ابن عباس کی جو روایت گزری ہے اس میں عسفان کا ذکر ہے اور حضرت ابن عباسؓ ہی کی ایک اور روایت میں کدید (جو بقول ابن قیمؒ بعد میں قدید کہلایا) کا ذکر ہے، قاضی عیاضؒ کہتے ہیں کہ یہ سب مقامات ایک دوسرے کے قریب عسفان کے مضافات میں واقع ہیں (عسفان سے مکہ مکرمہ کی دوری تقریباً سو ۱۰۰ کلومیٹر ہے، یہ مکہ اور مدینہ کے درمیان راستہ میں ایک مرکزی جگہ ہے جہاں اس زمانہ میں بھی پانی کا ایک بڑا چشمہ تھا، اس کے شمال میں مدینہ کی سمت کدید یا قدید ہے، اور اس کے جنوب میں مکہ کی سمت کراع الغنم ہے)

ثم دعا بقدح من ماء فرفعهٗ: پیچھے یہ بات گزر چکی ہے کہ آپ ﷺ نے پانی کا پیالہ منگا کر اوپر اٹھایا تا کہ لوگ دیکھ لیں اس کے بعد آپ ﷺ نے پانی پی کر روزہ توڑ دیا اس کے بعد آپ نے اس سفر میں روزہ نہیں رکھا، **فقيل له بعد ذلك ان بعض الناس إلخ:**

یعنی جناب نبی کریم ﷺ کے افطار کر لینے کے بعد بھی بعض لوگوں نے روزہ رکھنا باقی رکھا جب آپ کو اس کی خبر لگی کہ اب بھی بعض لوگ روزہ رکھ رہے ہیں تو آپ نے ان کے اس طرز عمل پر تنقید کرتے ہوئے تاکیداً دو مرتبہ فرمایا کہ وہ لوگ نافرمان ہے۔

﴿سفر میں ہلاکت کا خوف ہو تو روزہ نہ رکھے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۳۵﴾ وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَآئِمُ رَمَضَانَ فِي السَّفَرِ كَالْمُفْطِرِ فِي الْحَضَرِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حل لغات: الحضر: سفر کی ضد ہے۔

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب **نبی کریم** ﷺ نے فرمایا سفر میں رمضان کا روزہ رکھنے والا ایسا ہے جو حضر میں روزہ نہ رکھے۔

خلاصۂ حدیث اس **حدیث** شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اندیشہ ہلاکت کے باوجود سفر میں روزہ رکھنا حضر میں روزہ نہ رکھنے کی طرح گناہ ہے، **جیسا کہ** اس سے پچھلے باب میں آچکا ہے، أولئك العصاة أولئك العصاة.

کلمات حدیث کی تشریح **صائم رمضان في السفر إلخ:** یعنی اندیشۂ ہلاکت کے باوجود سفر میں روزہ رکھنا ایسا ہی بڑا گناہ ہے جیسا کہ **حضر میں رمضان** کا روزہ نہ رکھنا۔

﴿سفر میں روزہ نہ رکھنا بہتر ہے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۳۶﴾ وَعَنْ حَمْزَةَ بْنِ **عَمْرٍو الْاَسْلَمِيِّ** اَنَّهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّي اَجِدُ بِي قُوَّةً عَلَى الصِّيَامِ فِي السَّفَرِ فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ قَالَ هِيَ رُخْصَةٌ **مِّنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ** فَمَنْ اَخَذَ بِهَا فَحَسَنٌ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّصُوْمَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: قوة: طاقت، توانائی جمع قُوَّات. رخصة: اجازت۔

ترجمہ: حضرت حمزہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ میں اپنے اندر سفر میں روزہ رکھنے کی طاقت پاتا ہوں، تو کیا مجھ پر کچھ حرج ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ اللہ بزرگ برتر کی طرف سے رخصت ہے جس نے اس پر عمل کیا اس نے اچھا کیا اور جس نے روزہ رکھنا پسند کیا اس میں کوئی گناہ نہیں ہے۔

خلاصۂ حدیث حالت سفر میں روزہ رکھنے اور نہ رکھنے دونوں کی اجازت ہے لیکن روزہ نہ رکھنا بہتر ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح فهل عليَّ جناح: یعنی مجھ پر کوئی گناہ تو نہیں ہے۔ قال هي رخصة إلخ: جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی طرف سے ایک رخصت ہے اس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے روزہ نہ رکھنا بہتر ہے۔
من أحب أن يصوم إلخ: اور جس نے یہ پسند کیا وہ روزہ رکھے گا تو اس کا روزہ بھی ہو جائے گا اور پورا ثواب بھی ملے گا۔

باب القضاء

القضاء: قضى (ض) قضاءً ادا کرنا اور اصطلاح شرع میں چھوٹے ہوئے فرائض و واجبات کو بعد میں ادا کرنے کا نام قضاء ہے

الفصل الأول

﴿قضا روزے حسب سہولت ادا کرے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۳۷﴾ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ يَكُوْنُ عَلَيَّ الصَّوْمُ مِنْ رَمَضَانَ فَمَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اَقْضِيَ اِلَّا فِي

شَعْبَانَ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ تَعْنِي الشُّغُلَ مِنَ النَّبِيِّ اَوْبِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

حل لغات: استطیع: طاع (ن) طَوْعًا فرماں برداری کرنا، استطیع (استفعال) طاقت رکھنا۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھ پر رمضان کے جو روزے قضا ہو جاتے تھے، میں ان کی قضا شعبان کے سوا نہیں کر پاتی تھی۔ یحییٰ بن سعید نے کہا حضرت عائشہ نے جناب نبی کریم ﷺ کی خدمت کی وجہ سے یا خدمت کے سبب مراد لیا۔

خلاصۂ حدیث معقول وجہ ہو تو رمضان کے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا میں شعبان تک تاخیر کی جاسکتی ہے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ کا عمل جناب نبی کریم ﷺ کے سامنے تھا، لیکن تمام ائمہ کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رمضان کے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا کرنے میں جلدی کرے اس لئے کہ ادائیگی میں جلدی کرنا افضل ہے الا یہ کہ کوئی معقول عذر ہو۔

کلمات حدیث کی تشریح كان يكون على الصوم من رمضان إلخ: حضرت ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے رمضان کے جو روزے حیض کی وجہ سے چھوٹ جاتے تھے وہ ان روزوں کی قضا شعبان میں کرتی تھیں اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے یحییٰ بن سعید کہتے ہیں، تعنی الشغل من النبی إلخ: وہ برابر جناب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں مشغول رہتی تھیں جس کی وجہ سے ان کو روزے رکھنے کی فرصت نہیں ملتی تھی، جناب نبی کریم ﷺ جب شعبان میں روزے رکھتے تھے تو ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی ساتھ ساتھ روزے رکھ لیا کرتی تھیں۔

﴿عورت شوہر کی اجازت سے نفلی روزہ رکھے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۳۸﴾ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِلْمَرْاَةِ اَنْ تَصُوْمَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ وَلَا تَاْذَنُ فِيْ بُيْتِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: المرأة: عورت جمع نساء، شاهد: حاضر ہونا، موجود ہونا جمع شهود.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ عورت کے لئے شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر روزہ رکھنا حلال نہیں ہے اور شوہر کی اجازت کے بغیر گھر میں کسی کو داخل ہونے نہ دے۔

خلاصۂ حدیث عورت پر شوہر کے بہت حقوق ہیں ان حقوق کی وجہ سے شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزے نہ رکھے۔

کلمات حدیث کی تشریح لا تحل للمرأة أن تصوم وزوجها شاهد إلخ: یعنی شوہر جب گھر میں موجود ہو یا ایسی جگہ ہو کہ وہاں سے کسی بھی وقت گھر آسکتا ہے ایسی حالت میں عورت کے لئے نفلی روزہ شوہر کی اجازت کے بغیر رکھنا جائز نہیں ہے اس لئے کہ شوہر کو کبھی ضرورت پڑسکتی ہے کہ اپنی بیوی کو استعمال کرے، بیوی نے روزہ رکھ لیا اور میاں کو ضرورت پڑی کہ اسے مخصوص کام میں استعمال کرے ابھی تمہید شروع ہوئی کہ بیوی نے کہہ ڈالا کہ میں روزے سے ہوں اس وقت شوہر پر کیا گذرے گی جتلا بہ ہی محسوس کرسکتا ہے اس لئے نفلی روزے رکھنے کیلئے عورت کو چاہیے کہ شوہر سے پوچھ لے تاکہ وہ اسی حساب سے رہے۔

﴿حائضہ پر روزے کی قضا لازم ہے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۳۹﴾ وَعَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ اَنَّهَا قَالَتْ لِعَائِشَةَ مَابَالُ الْحَائِضِ تَقْضِيْ الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِيْ الصَّلٰوةَ؟ قَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ يُصِيْبُنَا ذٰلِكَ فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلٰوةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

حل لغات: الحائض: ماہواری خون آنا، جمع حوائض.

ترجمہ: حضرت معاذہ عدویہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کیا بات ہے کہ حائضہ عورت روزے کی قضا

کرتی ہے اور نماز کی قضا نہیں کرتی ہے؟ عائشہ نے جواب دیا کہ (آپ کے زمانے میں) ہم عورتوں کو حیض آتا تو ہمیں روزے کی قضا کا حکم دیا جاتا تھا اور نماز کی قضا کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔

خلاصۂ حدیث حائضہ عورت پر صرف روزے کی قضا لازم ہے نماز کی قضا نہیں ہے، شریعت کا یہی حکم ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح عن معاذة العدوية: یہ تابعیہ ہیں۔ مابال الحائض إلخ: یعنی اس کی کیا وجہ ہے کہ حائضہ عورت روزہ کی قضا کرتی ہے، لیکن نماز کی قضا نہیں کرتی ہے، حالانکہ دونوں فرض ہیں۔ قالت عائشة كان يصيبنا إلخ: یعنی جناب نبی کریم ﷺ کے زمانے میں بھی ہم عورتوں کو حیض آتا تھا لیکن ہمیں صرف روزے کی قضا کرنے کا حکم دیا جاتا تھا نماز کی قضا کرنے کا حکم نہیں دیا جاتا تھا اس لئے آج بھی ایسا ہی کیا جاتا ہے۔

﴿میت کی طرف سے روزہ رکھنا﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۴۰﴾ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ مُتَفَقٌ عَلَيْهِ .

حل لغات: مات: مَات (ض) مَيْتًا، مرنا۔

ترجمہ: حضرتِ عائشہؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص مرجائے اور اس پر روزہ ہو تو اس کی طرف سے اس کا وارث ادا کرے۔

خلاصۂ حدیث جس میت پر قضاءِ روزہ باقی ہوں، تو اس کے وارث کو چاہئے کہ فدیہ ادا کر کے اس کی تلافی کر دے۔

کلمات حدیث کی تشریح من مات وعليه صوم: یعنی کسی شخص کی موت ایسی حالت میں ہوگئی کہ اس پر کچھ قضا روزے باقی تھے خواہ رمضان کے ہوں یا نذر کے، صام عنه وليه: اس حدیث کے ظاہر پر عمل کرتے ہوئے حضرت حنابلہ نے کہا کہ میت کی طرف سے روزہ رکھنا صحیح ہے، لیکن جمہور ائمہ کا مسلک یہ ہے کہ روزہ چونکہ بدنی عبادت ہے اور کوئی بھی بدنی عبادت کے بدلے میں نہیں کی جاسکتی ہے اسلئے میت کی طرف سے روزے نہیں رکھے جاسکتے ہیں، ان حضرات کی دلیل موطأ کی وہ روایت ہے جس میں ابن عمر نے کہا ہے کہ دوسرے کی طرف سے روزے نہیں رکھے جاسکتے ہیں، عن مالك ان ابن عمر كان يسئل هل يصوم أحد عن أحد أويصلى أحد عن أحد فيقول لايصوم أحد عن أحد ولايصلى أحدعن أحدرواه في المؤطا (مرقات ۴/۲۸۲)

جواب: جمہور کی طرف سے حدیث باب کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ "صام عنه وليه" سے مراد روزہ ہی رکھنا نہیں ہے، بلکہ میت کی طرف سے فدیہ ادا کر کے روزے کی تلافی کر دینا مراد ہے، قال الطيبي تاويل الحديث أنه تدارکه ذلك وليه بالاطعام فكانه صام (مرقات ۴/۲۸۲)

﴿میت کی طرف سے فدیہ ادا کرنا﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۴۱﴾ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ فَلْيُطْعِمْ عَنْهُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِّسْكِينًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ وَالصَّحِيْحُ اَنَّهُ مَوْقُوْفٌ عَلَى ابْنِ عُمَرَ.

حل لغات: فليطعم: اَطْعَمَ (افعال) کھانا کھلانا۔

ترجمہ: حضرت نافع حضرت ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص مرجائے اور اس پر روزہ ہو تو اس کی طرف سے ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دے اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ روایت ابن عمر پر موقوف ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ میت پر قضا روزے ہوں تو اس کی طرف سے فدیہ ادا کر دے، جس کی مقدار ایک روزے کے بدلے ایک مسکین کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے۔

کلمات حدیث کی تشریح عن نافع: یہ مشہور تابعی اور حضرت ابن عمر کے شاگرد رشید مکان کل یوم الخ: یعنی ہر ایک روزے کے بدلے دونوں وقت ایک مسکین کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے، وقال والصحیح انه موقوف إلخ: حضرت امام ترمذی نے اس روایت کو موقوف کہا ہے، لیکن حکما یہ مرفوع ہے اس لیے کہ اس طرح کی بات حضرت ابن عمر اپنی رائے سے نہیں کہہ سکتے "ولایخفی إن هذا الموقوف فی حکم المرفوع فإن مثله لایقال من قبل الرای" (مرقات ۴/۲۸۳)

﴿عبادت بدنیه میں نیابت﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۴۲﴾ عَنْ مَالِكٍ بَلَغَهُ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُسْئَلُ هَلْ يَصُوْمُ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ اَوْيُصَلِّيْ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ فَيَقُوْلُ لَايَصُوْمُ اَحَدٌعَنْ اَحَدٍ وَّلَا يُصَلِّيْ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ رَوَاهُ فِي الْموَطَّأ.

حل لغات: یسئل: سأل (ف) سُوَالاً پوچھنا۔

ترجمه: حضرت امام مالک سے روایت ہے کہ ان کو یہ پہنچا کہ ابن عمر سے جب پوچھا جاتا کہ کیا کوئی کسی کی طرف سے روزہ رکھ سکتا ہے یا کوئی کسی کی طرف سے نماز پڑھ سکتا ہے؟ تو وہ کہتے کوئی کسی کی طرف سے روزہ نہ رکھے اور نہ ہی کوئی کسی کی طرف سے نماز پڑھے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ عبادت بدنیہ میں نیابت نہیں ہوسکتی ہے یعنی نماز روزہ وغیرہ عبادتیں ایک آدمی چاہے کہ دوسرے کی طرف سے ادا کرے تو شریعت میں اس کی اجازت نہیں ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح هل یصوم أحد عن أحد إلخ: یعنی جب حضرت ابن عمر سے یہ بات پوچھی جاتی کہ دوسرے کی طرف سے روزہ رکھا جاسکتا ہے یا نماز پڑھی جاسکتی ہے؟ تو وہ جواب دیتے کہ نہیں ایسا نہیں کر سکتے اس لیے کہ شریعت میں اس کی اجازت نہیں ہے۔

باب صیام التطوع

الفصل الاول

﴿شعبان کے نفلی روزے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۴۳﴾ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يُفْطِرُ، وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يَصُوْمُ ، وَمَارَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ قَطُّ اِلَّا رَمَضَانَ وَمَا رَاَيْتُهُ فِيْ شَهْرٍ اَكْثَرَمِنْهُ صِيَاماً فِيْ شَعْبَانَ ، وَفِيْ رِوَايَةٍقَالَتْ كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ كُلَّهُ كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ اِلَّا قَلِيْلاً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

حل لغات: استکمل: كَمَلَ: (ن) كَمَالاً پورا ہونا، اِسْتَكْمَلَ (استفعال) پورا کرنا۔

ترجمه: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ لگاتار روزے رکھتے یہاں تک کہ ہم لوگ کہتے افطار نہیں کریں گے اور کبھی لگاتار افطار کرتے یہاں تک کہ ہم لوگ کہتے کہ روزہ نہیں رکھیں گے، اور میں نے جناب نبی کریم ﷺ کو نہیں دیکھا کہ رمضان کے علاوہ کسی مہینے کے پورے روزے رکھے ہوں اور میں نے آپ کو شعبان کے علاوہ اور کسی مہینے کے اکثر روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا، اور ایک روایت میں کہا کہ آپ شعبان کے تمام روزے رکھتے تھے یعنی چند دن کے سوا آپ شعبان کے تمام روزے رکھتے تھے۔

خلاصۂ حدیث نفلی روزے کے تعلق سے جناب نبی کریم ﷺ کا کوئی مستقل معمول نہ تھا، بلکہ جب آپ چاہتے لگاتار روزے رکھتے اور جب آپ کی مرضی ہوتی برابر افطار کرتے چوں کہ نفلی روزے اختیاری عمل ہے اس لیے آپ ایسا کرتے

کلمات حدیث کی تشریح كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصوم إلخ: یعنی جناب نبی کریم ﷺ کبھی نفلی روزہ لگاتار رکھتے، حتی کہ حضرات صحابۂ کرام کو یہ شبہ ہونے لگتا کہ آپ اب روزہ رکھنا ترک نہ کریں گے، ويفطر حتى نقول إلخ: اور جب آپ نفلی روزہ رکھنا چھوڑ دیتے تو عرصہ دراز تک نہ رکھتے حتی کہ حضرات صحابۂ کرام کو یہ شبہ ہونے لگتا کہ آپ اب نفلی روزہ نہ رکھیں گے، وما رايت رسو ل الله صلى الله عليه وسلم استكمل صيام شهر إلخ: یعنی جناب نبی کریم ﷺ صرف ماہ رمضان کے تمام روزے رکھتے تھے اور شعبان کے اکثر روزے رکھتے تھے اور کسی مہینہ میں خصوصیت کے ساتھ روزہ رکھنے کا کوئی معمول نہ تھا، البتہ آپ ہر ماہ کچھ نہ کچھ روزے ضرور رکھتے تھے۔

﴿ہر مہینے میں روزہ رکھنا﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۴۴﴾ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَآئِشَةَ اَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصُوْمُ شَهْرًا كُلَّهُ قَالَتْ مَا عَلِمْتُهُ صَامَ شَهْرًا كُلَّهُ اِلَّا رَمَضَانَ وَلَا اَفْطَرَهُ كُلَّهُ حَتّٰى يَصُوْمَ مِنْهُ حَتّٰى مَضٰى لِسَبِيْلِهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: مضى : مضى (ض) مَضِيًا گذرجانا، لسبيله مرنا.

ترجمه: حضرت عبداللہ بن شقیق سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ سے پوچھا کیا جناب نبی کریم ﷺ کسی مہینے کے تمام روزے رکھتے تھے؟ انھوں نے جواب دیا کہ میں نہیں جانتی کہ آپ نے رمضان کے علاوہ کسی مہینے کے تمام روزے رکھے ہوں، اور نہ ہی پورے مہینے میں آپ افطار کرتے؛ بل کہ کچھ روزے ضرور رکھتے یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ تو صرف رمضان میں پورے مہینے کے روزے رکھتے تھے دیگر مہینے میں پورے روزے رکھنے کا معمول نہ تھا، البتہ ہر مہینے میں کچھ نہ کچھ روزے ضرور رکھتے تھے۔

کلمات حدیث کی تشریح عن عبدالله بن شقيق : یہ مشہور تابعی اور حضرت عائشہ کے شاگرد ہیں، أكان النبي صلى الله عليه وسلم يصوم شهرًا كله: عبداللہ بن شقیق نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے پوچھا کہ جناب نبی کریم ﷺ کس کس مہینے کے تمام روزے رکھتے تھے تو حضرت ام المؤمنین نے جواب دیا کہ رمضان کے علاوہ کسی مہینے کے پورے روزے نہیں رکھتے تھے یعنی صرف رمضان میں آپ پوراماہ روزہ رکھتے تھے، ولا أفطر كله حتى يصوم عنه یعنی جناب نبی کریم ﷺ تمام روزے تو صرف رمضان کے رکھتے تھے، البتہ ہر مہینے میں کچھ نہ کچھ روزہ ضرور رکھتے تھے۔

﴿شعبان کے آخری دو دنوں کے روزے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۴۵﴾ وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ سَاَلَهُ اَوْ سَاَلَ رَجُلًا وَعِمْرَانُ يَسْمَعُ فَقَالَ يَا اَبَا فُلَانٍ اَمَا صُمْتَ مِنْ سَرَرِ شَعْبَانَ قَالَ لَا قَالَ فَاِذَا اَفْطَرْتَ فَصُمْ يَوْمَيْنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

حل لغات: يسمع: سَمِعَ (س) سَمْعًا سننا، سرر: قمری مہینے کی آخری دورات۔

ترجمه: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ان سے یا کسی آدمی سے پوچھا اور عمران سن رہے تھے، آپ نے کہا اے ابوفلاں تم نے شعبان کے آخری دنوں کے روزے نہیں رکھے؟ تو انھوں نے کہا نہیں آپ ﷺ نے فرمایا جب رمضان کے روزے سے فارغ ہو جاؤ تو دوروزے رکھ لینا۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص کا ہر مہینے کے آخری دو دنوں میں روزہ رکھنے کا معمول ہو وہ شعبان کے اخیر میں روزے رکھ سکتا ہے، جیسا کہ اس حدیث شریف میں جن صحابی کا تذکرہ ہے ان کا یہ معمول تھا کہ ہر مہینے کے آخری دو دنوں میں روزہ رکھا کرتے تھے، اتفاق ہے کہ ایک دفعہ شعبان کے اخیر میں روزے نہ رکھ سکے تو جناب نبی کریم ﷺ نے استحباباً ان کو کہا کہ رمضان کے بعد شوال میں تم دو روزے رکھ لینا۔

کلمات حدیث کی تشریح انه ساله أوسال رجلاً: یعنی اس بارے میں راوی کو شک ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے عمران سے پوچھا تھا یا کسی اور صحابی سے، اما صمت من سرر شعبان: جناب نبی کریم ﷺ نے یہ اس لیے پوچھا تھا کہ ان صحابی کا یہ معمول تھا کہ وہ ہر مہینے کے آخری دو دنوں میں روزے رکھا کرتے تھے، قال لا: تو ان صحابی نے جواب دیا کہ میں اس سال میں شعبان کے آخری دو دنوں کے روزے نہیں رکھ سکا: قال فإذا أفطرت فصم يومين: یعنی اب تو رمضان کا مہینہ شروع ہو گیا اب اسی کے روزے رکھنے ہیں، جب شوال کا مہینہ آجائے تو (آپ نے استحباباً حکم دیا) دو روزے رکھ لینا۔

﴿یوم عاشورہ کے روزے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۴۶﴾ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللهِ الْمُحَرَّمُ وَاَفْضَلُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ صَلٰوةُ اللَّيْلِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

حل لغات: أفضل: فضل میں بڑھا ہوا جمع اَفْضَلُوْنَ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا رمضان کے بعد سب سے بہترین روزہ اللہ کے اس مہینے کا روزہ ہے جسے محرم کہا جاتا ہے، اور فرض نماز کے بعد سب سے بہترین نماز تہجد کی نماز ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ رمضان کے بعد سب سے بہترین اور افضل روزہ عاشورہ کے دن کا روزہ ہے اسی طرح سے فرض نمازوں کے بعد سب سے بہترین نماز تہجد کی نماز ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح افضل الصيام بعد رمضان إلخ: اس میں کوئی دو رائے نہیں کہ سب سے بہترین اور افضل روزہ رمضان کے روزے ہیں؛ لیکن رمضان کے روزے کے بعد کس روزے کو برتری حاصل ہے اس بارے میں جناب نبی کریم ﷺ کی ہدایت یہ ہے کہ رمضان کے بعد افضل روزہ عاشورہ کے دن کا روزہ ہے: شهر الله المحرم: ماہ محرم کی طرف شہر اللہ کی نسبت تخصیص کیلئے نہیں ہے بلکہ ماہ محرم کی عظمت کو ظاہر کرنے کیلئے ہے: وأفضل الصلوٰة بعد الفريضة: فریضہ میں فرائض کے ساتھ سنن مؤکدات اور واجبات بھی داخل ہیں یعنی فرائض واجبات اور سنن مؤکدات کے بعد سب سے افضل نماز نماز تہجد ہے۔

﴿یوم عاشورہ کا انتظار﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۴۷﴾ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرّٰى صِيَامَ يَوْمٍ فَضَّلَهٗ عَلٰى غَيْرِهٖ اِلَّا هٰذَا الْيَوْمَ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ وَهٰذَا الشَّهْرَ يَعْنِىْ شَهْرَ رَمَضَانَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

حل لغات: يتحرى، تَحَرّٰى (تفعیل) طلب کرنا، قصد کرنا اور فضیلت دینا۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے جناب نبی کریم ﷺ کو کسی دن کے روزے کا انتظار کرتے اور اس کو کسی دن پر فضیلت دیتے ہوئے نہیں دیکھا سوائے یہ دن یعنی یوم عاشورہ اور سوائے یہ مہینہ یعنی ماہ رمضان کے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کو یوم عاشورہ اور ماہ رمضان کی فضیلت حاصل کرنے کی بڑی فکر رہتی تھی یہی وجہ ہے کہ آپ برابر انتظار کرتے رہتے یہ دن اور مہینہ کب آرہے ہیں۔

کلمات حدیث کی تشریح یتحری صیام یوم: میں نے یتحری کے معنی: "انتظار" کے اس لیے کر دیا ہے کہ حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے "یتحری" کی تشریح ان الفاظ میں کی ہے "یبالغ في الطلب" جس کی صحیح تعبیر اردو میں انتظار سے ہی کی جاسکتی ہے نہ کہ قصد سے جیسا کہ بعض مترجم نے ایسا کیا ہے، (اس پر مزید غور کر لیا جائے) الا هذا یوم عاشوراء یعنی یہ محرم کی دسویں تاریخ کا دن ہے۔

﴿عاشورہ کے ساتھ ایک روزہ اور رکھے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۴۸﴾ وَعَنْهُ قَالَ حِيْنَ صَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَاَمَرَ بِصِيَامِهٖ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهٗ يَوْمٌ يُعَظِّمُهُ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَئِنْ بَقِيْتُ اِلٰى قَابِلٍ لَاَصُوْمَنَّ التَّاسِعَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: امر: اَمَرَ (ن) اَمْرًا حکم دینا، یعظمه: عَظَّمَ (تفعیل) توقیر کرنا۔

توجمه: ان سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے جب عاشورہ کے دن روزہ رکھا اور عاشورہ کا روزہ رکھنے کا حکم دیا تو صحابۂ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ ایسا دن ہے جس کی توقیر یہود کرتے ہیں تو جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو ضرور بالضرور نویں تاریخ کو روزہ رکھوں گا۔

خلاصۂ حدیث یہود و نصاریٰ کے یہاں بھی محرم کی دسویں تاریخ کی بڑی اہمیت رہی ہے اس دن وہ لوگ بھی روزہ رکھا کرتے تھے اور یہ دن چونکہ مسلمانوں کے نزدیک بھی اہم ہے اس لیے جناب نبی کریم ﷺ نے دسویں محرم کو خود بھی روزہ رکھا اور حضرات صحابۂ کرام کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا تو صحابہ نے آپ سے عرض کیا اس دن تو وہ لوگ بھی روزہ رکھتے ہیں ان سے مشابہت لازم آرہی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس سال تو ایک روزہ رکھ لو میں آئندہ سال زندہ رہا تو نویں تاریخ کو بھی روزہ رکھوں گا ،اس لیے حکم یہ ہے کہ عاشورہ کے روزے کے ساتھ اور ایک روزہ رکھے خواہ نویں دسویں یا دسویں گیارہویں۔

کلمات حدیث کی تشریح وعنه: یعنی یہ حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حین صام: واقعہ یہ ہوا کہ جب جناب نبی کریم ﷺ ہجرت کر کے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تشریف لائے تو یوم عاشورہ میں یہودیوں کو روزہ رکھتے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہ یہ لوگ عاشورہ کے دن روزہ کیوں رکھتے ہیں؟ تو جواب دیا کہ یہ لوگ عاشورہ کے دن اس لیے روزہ رکھتے ہیں کہ اسی دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور بنی اسرائیل کو فرعون کی فرعونیت سے نجات ملی تھی جس کی خوشی میں یہ لوگ عاشورہ کے دن روزہ رکھتے ہیں تو جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہم اس کے زیادہ حق دار ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی موافقت کریں:

وامر بصیامه: یعنی آپ نے خود بھی روزہ رکھا اور حضرات صحابۂ کرام کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا پہلے تو یہ حکم وجوبی طور پر تھا پھر یہ حکم مستحب سے بدل گیا، یوم یعظمه الیهود والنصاریٰ: حضرات صحابہ کرام نے جناب نبی کریم ﷺ عرض کیا کہ اس دن کی توقیر کرتے ہوئے یہود و نصاریٰ بھی روزہ رکھتے ہیں، اور ہم بھی ایک ہی دن روزہ رکھیں تو ان کی موافقت لازم آرہی ہے، حالاں کہ مخالفت ہونی چاہئے، لئن بقیت الی قابل لأصومن التاسع: تو جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر آئندہ سال میں زندہ رہا تو نویں تاریخ کو بھی روزہ رکھوں گا تاکہ مخالفت ہو جائے لیکن جناب نبی کریم ﷺ اگلے سال تک زندہ نہ رہ سکے اور اللہ کو پیارے ہو گئے، مگر مخالفت والا حکم بہر حال باقی ہے، عاشورہ سے ایک دن پہلے روزہ رکھ کر مخالفت کرے یا بعد میں؛ جیسا کہ حضرات شراح حدیث لکھتے ہیں: "یستحب صوم یوم عاشوراء ویستحب ان یصوم قبله یوما او بعده یوما فان افرده فهو مکروه للتشبه بالیهود" (مرقات: ۴/۲۸۸)

﴿یوم عرفہ کا روزہ﴾

﴿حدیث نمبر۱۹۴۹﴾ وَعَنْ اُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ اَنَّ نَاسًا تَمَارَوْا عِنْدَهَا يَوْمَ عَرَفَةَ فِيْ صِيَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ هُوَصَائِمٌ ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ بِصَائِمٍ فَاَرْسَلْتُ اِلَيْهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَّ هُوَ وَاقِفٌ عَلٰى بَعِيْرِهٖ فَشَرِبَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

حل لغات:عرفہ: مکہ مکرمہ کے قریب ایک میدان کا نام ہے جہاں حجاج کرام ۹/ ذی الحجہ کو ٹھہرتے ہیں **بقدح**: پیالہ جمع اَقْدَاح .

ترجمہ: حضرت ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرفہ کے دن لوگ میرے پاس جناب نبی کریم ﷺ کے روزے کے بارے میں شک کرر ہے تھے، چناں چہ بعض نے کہا کہ آپ روزے سے ہیں اور بعض نے کہا کہ آپ روزے سے نہیں ہیں۔ تو میں نے ان کے پاس دودھ کا پیالہ اس وقت بھیجا جب آپ اپنے اونٹ پر تھے،تو آپ نے اس کو پی لیا۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ عرفہ کے دن روزہ رکھنا کوئی ضروری نہیں ہے، بل کہ مستحب ہے اس لئے اگر روزے کی وجہ سے ضعف کی بنیاد اور دعاء میں سستی کا اندیشہ ہو تو روزہ نہ رکھے۔

کلمات حدیث کی تشریح **عن أم الفضل:** یہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی اور جناب نبی کریم ﷺ کی چچی ہیں جن کا نام لبابہ تھا،صحابیات میں ان کا مقام بہت اونچا ہے،**أن ناسًا تمارَوا إلخ**: یعنی ان کے پاس شک کی بنیاد پر لوگوں کے درمیان بحث ہونے لگی کہ آج (عرفہ کے دن) جناب نبی کریم ﷺ نے روزہ رکھا ہے یا نہیں اور کوئی نتیجہ نہ نکل پایا۔

فارسلت إليه بقدح إلخ: حضرت ام الفضل سمجھ دار تو تھیں ہی انہوں نے کچھ کہنے سے پہلے کہا کہ ابھی فیصلہ ہو جاتا ہے آپ لوگ کیوں بحث کرر ہے ہیں اور انہوں نے خدمت عالیہ میں ایک پیالہ دودھ بھیج دیا کہ، اگر آپ کا روزہ ہوا تو نوش نہیں کریں گے اور اگر روزہ نہیں ہے تو نوش کریں گے۔**فشربه:** چوں کہ آپ کا روزہ نہ تھا اس لیے آپ نے اس کو پی لیا اور فیصلہ ہو گیا۔

﴿دھے کے روزے﴾

﴿حدیث نمبر۱۹۵۰﴾ وَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَائِمًا فِي الْعَشْرِ قَطُّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

حل لغات:العشر: بمعنی دس، مراد شروع ذی الحجہ کے نو دن ہیں۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے جناب نبی کریم ﷺ کو شروع ذی الحجہ میں روزہ رکھتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ ذی الحجہ کے شروع نو دنوں کے روزے نہیں رکھا کرتے تھے، لیکن آپ کے قول سے مذکورہ روزوں کا مستحب ہونا ثابت ہوتا ہے، اس لیے ان دنوں کے روزے رکھنا مستحب ہے، ممکن ہے کہ آپ نے یہ روزے رکھے ہوں تو بھی کوئی فرق نہیں پڑتا ہے چوں کہ ان روزوں کا مستحب ہونا حدیث قولی سے ثابت ہے

کلمات حدیث کی تشریح **مارأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم صائمًافي العشر:** حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا یہ کہہ رہی ہیں کہ میں نے جناب نبی کریم ﷺ کو شروع ذی الحجہ کے روزے رکھتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا ہے،حالاں کہ قولی حدیث سے مذکورہ روزوں کا مستحب ہونا ثابت ہے اس لیے ممکن ہے کہ آپ نے وہ روزے رکھے ہوں؛ لیکن ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علم میں نہ آسکا ہو اور علم میں نہ آنے کی وجہ یہ ہے کہ ان دنوں میں ان کے پاس جناب نبی کریم ﷺ کی باری نہ پڑی ہو،دلّ الحديث المشهور وهو مامن أيام أحب إلى الله أن يتعبدله فيها من عشر ذي الحجة يعدل صيام كل يوم منها بصيام سنة وقيام كل ليلة منها بقيام ليلة القدر (مرقات:۴/۲۸۸)

﴿ہر مہینے میں تین روزے﴾

﴿حدیث نمبر۱۹۵۱﴾ وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ اَنَّ رَجُلاً اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ کَیْفَ تَصُوْمُ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَوْلِهٖ ، فَلَمَّا رَاٰی عُمَرُ غَضَبَهٗ قَالَ رَضِیْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَغَضَبِ رَسُوْلِهٖ فَجَعَلَ عُمَرُ یُرَدِّدُ هٰذَا الْکَلَامَ حَتّٰی سَکَنَ غَضَبُهٗ ، فَقَالَ عُمَرُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کَیْفَ مَنْ یَصُوْمُ الدَّهْرَ کُلَّهٗ قَالَ لَا صَامَ وَلَا اَفْطَرَ اَوْ قَالَ لَمْ یَصُمْ وَلَمْ یُفْطِرْ، قَالَ کَیْفَ مَنْ یَصُوْمُ یَوْمَیْنِ وَیُفْطِرُ یَوْمًا؟ قَالَ: اَوَ یُطِیْقُ ذٰلِكَ اَحَدٌ قَالَ کَیْفَ مَنْ یَصُوْمُ یَوْمًا وَیُفْطِرُ یَوْمًا قَالَ ذٰلِكَ صَوْمُ دَاوٗدَ قَالَ کَیْفَ مَنْ یَصُوْمُ یَوْمًا وَیُفْطِرُ یَوْمَیْنِ قَالَ وَدِدْتُّ اَنِّیْ طُوِّقْتُ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثٌ مِنْ کُلِّ شَهْرٍ وَرَمَضَانُ اِلٰی رَمَضَانَ فَهٰذَا صِیَامُ الدَّهْرِ کُلِّهٖ صِیَامُ یَوْمِ عَرَفَةَ اَحْتَسِبُ عَلَی اللّٰهِ اَنْ یُکَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِیْ قَبْلَهٗ وَالسَّنَةَ الَّتِیْ بَعْدَهٗ وَصِیَامُ یَوْمِ عَاشُوْرَآءَ اَحْتَسِبُ عَلَی اللّٰهِ اَنْ یُکَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِیْ قَبْلَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

حل لغات: اتی: اَتٰی(ض) اِتْیَانًا آنا، فغضب وغَضِبَ (س) غَضَبًا غصہ ہونا، رَضِیْنَا: رَضِیَ (س) رِضًا راضی ہونا، یردد رَدَّدَ (تفعیل) دہرانا، بار بار کرنا ، الدهر: زمانہ، جمع دُهُوْر.

ترجمہ: حضرت ابوقتادہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے جناب نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ آپ ﷺ روزہ کیسے رکھتے ہیں؟ تو آپ ﷺ ان کی اس بات سے غصہ ہوگئے، جب حضرت عمر نے آپ ﷺ کو غصہ میں دیکھا تو کہا کہ ہم اللہ کے رب ہونے اسلام کے دین ہونے اور محمد کے نبی ہونے پر راضی ہیں، ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اور اس کے رسول کے غصے سے اور انہوں نے اس جملہ کو بار بار دہرایا یہاں تک کے آپ ﷺ کا غصہ ٹھنڈا ہوگیا، تو حضرت عمر نے کہا کہ یارسول اللہ وہ شخص کیسا ہے جو پوری عمر روزہ رکھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا لاصام الاافطر یا فرمایا، لم یصم ولم یفطر، اس نے روزہ رکھا نہ افطار کیا حضرت عمر نے کہا کہ وہ شخص کیسا ہے جو دو دن روزہ رکھے اور ایک دن افطار کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسی طاقت کسی کے پاس ہے؟ حضرت عمر نے کہا کہ وہ شخص کیسا ہے جو ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن افطار کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا صوم داؤد: ہے حضرت عمر نے کہا کہ وہ شخص کیسا ہے جو ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن افطار کرے آپ ﷺ نے فرمایا میں پسند کرتا ہوں کہ مجھ کو اس کی طاقت ملے، پھر آپ ﷺ نے کہا ہر مہینے میں تین روزے اور ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک یہ پوری زندگی کا روزہ ہے عرفہ کا روزہ میں اللہ سے امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ایک سال اگلے اور ایک سال پچھلے گناہ کاٹ دے گا اور عاشورہ کے دن کا روزہ میں اللہ سے امید کرتا ہوں کہ ایک سال پچھلے گناہ مٹا دے گا۔

خلاصۂ حدیث روزہ رکھنے سے کمزوری ضرور آتی ہے، اسلئے بے تحاشہ روزہ نہ رکھے بلکہ شریعت نے جو روزے بتائے ہیں پابندی سے ان ہی روزوں کو رکھے ایسا نہ ہو کہ بے تحاشہ روزے رکھنے سے کمزوری زیادہ بڑھ جائے۔

کلمات حدیث کی تشریح **کیف تصوم فغضب رسول الله صلی الله علیه وسلم.** ان صحابی نے آکر سوال کا ایسا انداز اختیار کیا جس سے جناب نبی کریم ﷺ سے برابری کی بو آتی تھی اس لئے آپ ﷺ غصہ ہوگئے، **فلمارأی عمر غضبه:** یعنی جب عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے چہرۂ انور پر ناراضگی کے آثار دیکھے، **قال رضینا بالله ربا إلخ:** تو انہوں نے بطور معذرت کے کہا کہ ہم اللہ کے فیصلے اور اسلام کے احکام اور آپ ﷺ کی اتباع سے خوش ہیں اس لئے ہم ان کی ناراضگی برداشت نہیں کر سکتے، اور حضرت عمرؓ نے آپ ﷺ کی خدمت میں یہ معذرت بار بار دہرائی اور اس وقت تک دہراتے رہے کہ جب تک آپ کا غصہ ٹھنڈا نہ ہوگیا، **فقال عمر یا رسول الله کیف من یصوم الدهر کله:** یعنی رسول اللہ ﷺ کا غصہ ٹھنڈا ہوگیا تب حضرت

عمرؓ نے ان ہی صحابی کے سوال کا انداز بدل کر پوچھا کہ ایک آدمی پوری زندگی روزہ رکھنا چاہے تو یہ کیسا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا اس آدمی کے روزہ اور افطار چونکہ شریعت کے موافق نہیں ہیں اس لئے گویا کہ اس نے روزہ رکھا ہی نہیں ہے، **قال کیف یصوم یومین ویفطر یومًا الخ**: جب روزانہ روزہ رکھنے کی اجازت نہ ملی تو حضرت عمرؓ نے دوسرا سوال کیا کہ ایک آدمی دو دن روزہ رکھے اور ایک دن افطار کرے یہ کیسا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ بھی زیادہ ہے اور لوگوں میں اس کی بھی طاقت نہیں ہے، کہ آدمی دو دن روزہ رکھے اور ایک دن افطار کرے اس طرح کرے گا تو یقینا کمزوری آجائے گی، اس لئے ایسا نہ کرے، **قال کیف من یصوم یوما ویفطر یومًا الخ**: جب دو دن روزہ رکھنے اور ایک دن افطار کرنے کی اجازت نہ ملی تو حضرت عمرؓ نے سوال کا انداز بدل کر پوچھا، کہ ایک آدمی ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن افطار کرے یہ کیسا ہے، تو آپ ﷺ نے اس طریقے کو تحسین کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ روزہ رکھنے کا طریقہ حضرت داؤدؑ کا ہے، اس طرح روزہ رکھا جاسکتا ہے، **قال کیف یصوم یوما یفطر یومین الخ**: ماحول سازگار دیکھ کر حضرت عمرؓ نے ایک اور سوال کیا کہ آدمی ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن افطار کرے یہ کیسا ہے؟ آپ ﷺ نے اس کی بھی تصویب فرمائی اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ میں بھی ایسا روزہ رکھوں مجھے ہمت وقوت عطا ہو، **ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم**: جب حضرت عمرؓ کے سوالات ختم ہوگئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر مہینے میں تین روزے اور رمضان کے روزے، جس نے یہ روزے رکھے گویا کہ اس نے پوری زندگی کے روزے رکھے، **صام یوم عرفۃ الخ**: رسول اللہ ﷺ نے مزید فرمایا کہ عرفہ کا روزہ رکھا جاسکتا ہے، اس سے ایک سال آئندہ اور ایک سال گزشتہ کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں نیز عاشورہ کا روزہ رکھا جائے اس سے ایک سال گزشتہ کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

﴿پیر کے دن کا روزہ﴾

﴿حدیث نمبر۱۹۵۲﴾ وَعَنْهُ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ الْاِثْنَيْنِ فَقَالَ فِيْهِ وُلِدْتُ وَفِيْهِ اُنْزِلَ عَلَيَّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

حل لغات: الاثنین: سے دو مراد ہوتا ہے یوم الاثنین یعنی پیر کا دن ہے، **ولدت**: ماضی مجہول کا صیغہ ہے **ولدت (ض) ولادۃ جننا**

ترجمہ: ان سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پیر کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسی دن میں پیدا ہوا اور اسی دن میرے اوپر وحی نازل ہوئی۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ پیر کا دن روزہ رکھنا مستحب ہے پیر کے دن روزہ رکھنا چاہیے۔

کلمات حدیث کی تشریح وعنه: یعنی یہ روایت حضرت ابو قتادہ سے ہے کہ **عن صوم الاثنین**: یعنی رسول اللہ ﷺ سے کسی صحابی نے پیر کے دن روزہ رکھنے کے بارے میں پوچھا کہ اس دن کا روزہ رکھنا کیسا ہے، چونکہ آپ ﷺ پیر کے دن روزہ رکھا کرتے تھے، اس لیے اس دن کا روزہ رکھنا چاہیے کیونکہ اس دن میں پیدا ہوا ہوں اور اسی دن سے مجھ پر وحی کی ابتداء ہوئی ہے

﴿مہینے میں تین روزے﴾

﴿حدیث نمبر۱۹۵۳﴾ وَعَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ اَنَّهَا سَاَلَتْ عَائِشَةَ اَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ قَالَتْ نَعَمْ فَقُلْتُ لَهَا مِنْ اَيِّ اَيَّامِ الشَّهْرِ كَانَ يَصُوْمُ قَالَتْ لَمْ يَكُنْ يُبَالِيْ مِنْ اَيِّ اَيَّامِ الشَّهْرِ يَصُوْمُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

حل لغات: شهر: مہینہ جمع اَشْهُر.

ترجمہ: حضرت معاذہ عدویہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ ہر مہینے میں تین دن روزہ

رکھتے تھے؟ حضرت عائشہ نے کہا کہ ہاں تو میں نے ان سے کہا مہینے کے کن دنوں میں آپ ﷺ روزہ رکھتے تھے، حضرت عائشہ نے کہا کہ اس کا اہتمام نہ کرتے تھے، مہینے کے جن دنوں میں چاہے روزہ رکھ لیتے تھے۔

خلاصۂ حدیث ہر مہینے میں تین روزے رکھنا مستحب ہے، جیسا کہ جناب نبی کریم ﷺ کے عمل سے ظاہر ہوتا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح عن معاذة عدوية: یہ تابعیہ اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی شاگردہ ہیں، یصوم من کل شهر ثلاثة ایام الخ: رسول اللہ ﷺ ہر مہینے میں کم سے کم تین روزے ضرور رکھتے تھے، فقلت لها من أى ايام الشهر إلخ: حضرت معاذہ عدویہ نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ سے دوسرا سوال یہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ مہینے میں جو تین روزے رکھتے تھے وہ کن دنوں میں ہے، اس کا جواب ام المؤمنین نے یہ دیا کہ اس کا کوئی اہتمام نہ تھا کہ مہینے کے کن کن دنوں میں روزے رکھے جائیں لیکن آپ ﷺ کو جیسا موقع ملتا تھا ویسا ہی روزہ رکھ لیتے تھے۔

﴿ عید کے چھ روزے ﴾

﴿حدیث نمبر۱۹۵۴﴾ وَعَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ اَنَّهٗ حَدَّثَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتْبَعَهٗ سِتًّا مِّنْ شَوَّالٍ کَصِیَامِ الدَّهْرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: اتبعه: تَبِعَه(س) تَبْعًا پیچھے چلنا، الدهر : زمانہ جمع دُهُور.

ترجمہ: حضرت ابوایوب انصاری سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کے جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد سوال کے چھ روزے رکھے تو ایسا ہے کہ اس نے زندگی بھر کے روزے رکھے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ رمضان شریف کے روزے رکھنے کے بعد شوال کی دوسری تاریخ سے چھ روزے رکھنے سے پورے سال کا ثواب ملتا ہے، اس طور پر کہ ایک نیکی کا ثواب کم سے کم دس گنا ملتا ہے، اس حساب سے رمضان بھر روزے رکھنے سے دس ماہ کے روزے ہو گئے اور چھ روزے رکھنے سے دو ماہ کے روزے ہو کر مکمل بارہ ماہ کے روزے ہو گئے۔

کلمات حدیث کی تشریح ثم اتبعه ستًا من شوال: یعنی رمضان شریف کے روزے رکھنے کے بعد شوال کے چھ روزے رکھنے سے زندگی بھر روزے رکھنے کا ثواب ملتا ہے۔

﴿عیدین میں روزہ ممنوع ہے﴾

﴿حدیث نمبر۱۹۵۵﴾ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ یَوْمِ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حل لغات: يَوْم الفطر: بمعنی روزے دار کے افطار کرنے کا دن یعنی عید الفطر، النحر: سینے کا بالائی حصہ مراد بقرعید ہے۔

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے عید اور بقرعید میں روزہ رکھنا منع فرمایا ہے۔

خلاصۂ حدیث عید اور بقرعید کے دن روزہ نہ رکھے ان دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح نهى رسول الله صلى الله عليه وسلّم إلخ: یعنی جناب نبی کریم ﷺ نے عید کے پہلے دن اور ایام نحر میں روزہ رکھنے سے منع کیا ہے اور یہ منع بطور تحریم کے ہے۔

﴿عیدین کے روزے کا اعتبار نہیں﴾

﴿حدیث نمبر۱۹۵۶﴾ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا صَوْمَ فِیْ یَوْمَیْنِ : اَلْفِطْرِ وَالْاَضْحٰی مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حل لغات: الفطر: بمعنی عید، عیدالاضحیٰ: بمعنی بقرعید۔

خلاصۂ حدیث عید اور بقرعیدان دودنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے، ان دنوں میں روزہ نہ رکھے۔

کلمات حدیث کی تشریح وعنه: یعنی یہ روایت حضرت ابوسعیدؓ سے ہے **لا صوم في يومين إلخ:** یعنی عید اور بقرعیدان دونوں میں روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔

﴿ایام تشریق میں روزے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۵۷﴾ وَعَنْ نُبَيْشَةَ الْهُذَلِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيَّامُ التَّشْرِيْقِ اَيَّامُ اَكْلٍ وَّشُرْبٍ وَّذِكْرِ اللّٰهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: التشريق: شَرَّق (تفعیل) گوشت کو دھوپ میں خشک کرنا، ایام تشریق عیدالاضحیٰ کے بعد تین دن اس لیے کہ ان دنوں میں قربانی کا گوشت خشک کیا جاتا ہے۔

ترجمہ: حضرت نبیشہ ہذلی سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایام تشریق کھانے پینے اور اللہ کو یاد کرنے کا دن ہے

خلاصۂ حدیث ایام تشرق چونکہ کھانے پینے کا دن ہے اس لئے ان تین دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح **أيام التشريق أيام أكل وشرب إلخ:** یعنی بقرعید کے مابعد تین دن ایام تشریق کہلاتے ہیں ان تین دنوں کو شریعت نے کھانے پینے کے دن متعین کئے ہیں اسلئے ان تین دنوں میں بھی روزہ رکھنا حرام ہے

﴿صرف جمعہ کے دن کا روزہ ؟﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۵۸﴾ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَصُوْمُ اَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِلَّا اَنْ يَصُوْمَ قَبْلَهٗ اَوْ يَصُوْمَ بَعْدَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حل لغات: قبله: پہلے، بعدهٗ: بعد۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی (صرف) جمعہ کے دن روزہ نہ رکھے الّا یہ ہے کہ اس سے پہلے روزہ رکھے یا اس کے بعد۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ صرف جمعہ کے دن کو روزے کے لئے مخصوص نہ کرے، بلکہ اس کے ساتھ ہفتے یا جمعرات کا روزہ رکھے یا اس کے ساتھ جمعرات یا ہفتہ دونوں ملا کر پورے تین دن کا روزہ رکھے۔

کلمات حدیث کی تشریح **لايصوم أحدكم يوم الجمعة:** یعنی صرف جمعہ کے دن کا روزہ نہ رکھے، یہ نہی تحریمی نہیں بلکہ تنزیہی ہے، **الا أن يصوم قبله وبعده:** یعنی جمعہ کیساتھ جمعرات یا ہفتے کے روزے کو ملا کر جمعہ کے روزہ رکھے

﴿روزے کے لئے جمعہ کا دن خاص نہ کرے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۵۹﴾ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاتَخْتَصُّوْا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِقِيَامٍ مِّنْ بَيْنِ اللَّيَالِيْ، وَلَاتَخْتَصُّوْا يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ مِّنْ بَيْنِ الْاَيَّامِ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ فِيْ صَوْمٍ يَّصُوْمُهٗ اَحَدُكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: لا تختصوا: اختص (افتعال) خاص کرنا۔

ترجمہ: ان سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمام راتوں میں جمعہ کی رات کو عبادت کے لئے خاص نہ کرو اور تمام دنوں میں جمع کے دن کو روزے کیلئے خاص نہ کرو الا یہ کہ اس تاریخ میں آجاتے ہیں جن میں تم میں سے کوئی روزہ رکھتا ہو۔

خلاصۂ حدیث نہ صرف جمعہ کے دن روزہ رکھے اور نہ صرف جمعہ کی رات کو عبادت کے لئے خاص کر لے۔

کلمات حدیث کی تشریح وعنہ: یعنی یہ روایت حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، **لا تختصوا لیلة الجمعة بقیام**: عبادت سے مراد عام عبادت ہے، خواہ جس طرح کی عبادت ہو، یہ حدیث اس باب میں بالکل صحیح ہے کہ جمعہ کی رات کو عبادت کے لئے خاص نہ کرے اس لئے علماء کرام نے لکھا ہے کہ جمعہ کی رات کو عبادت کے لئے خاص کرنا مکروہ ہے، **لا تختصوا یوم الجمعة بصیام إلخ**: یعنی جس طرح سے جمعہ کی رات کو عبادت کے لئے خاص کرنا مناسب نہیں اسی طرح اس جمعہ کے دن کو عبادت کے لئے خاص کرنا مناسب نہیں ہے **الا ان یکون فی صوم إلخ**: یعنی یہ کہ کوئی شخص کسی متعین تاریخ میں روزہ رکھتا ہو اور تاریخ جمعہ کے دن پڑ گئی تو ایسے شخص کے لئے صرف جمعہ میں روزہ رکھنے کی اجازت ہے۔

﴿ اللہ کی راہ میں ایک نفلی روزے کی فضیلت ﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۶۰﴾ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ یَوْمًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بَعَّدَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ عَنِ النَّارِ سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

حل لغات: سبیل: راستہ جمع سُبُل، وجهه: چہرہ جمع وُجُوْه۔

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے ایک دن اللہ کی راہ میں روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو دوزخ کی آگ سے ستر برس کی مسافت کے برابر دور رکھے گا۔

خلاصۂ حدیث جو شخص جہاد کے دوران یا خالصۃً اللہ کیلئے روزہ رکھے گا اللہ تعالیٰ اسکو دوزخ سے ستر سال کی مسافت کے برابر دور کر دیگا

کلمات حدیث کی تشریح **من صام یوما فی سبیل اللہ إلخ**: اس کے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ غازی جہاد کے دوران نفلی روزہ رکھے اور پوری تندہی سے جہاد بھی کرے اس کے لئے مذکورہ اجر ہے اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ جس نے اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے روزہ رکھا اس کے لئے مذکورہ اجر ہے۔

﴿نوافل میں اعتدال﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۶۱﴾ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَا عَبْدَ اللّٰهِ اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّكَ تَصُوْمُ النَّهَارَ وَتَقُوْمُ اللَّیْلَ فَقُلْتُ بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ صُمْ وَاَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ فَاِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَیْكَ حَقًّا وَّ اِنَّ لِعَیْنِكَ عَلَیْكَ حَقًّا وَّ اِنَّ لِزَوْرِكَ لَاصَامَ مَنْ صَامَ الدَّهْرَ صَوْمُ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ مِّنْ کُلِّ شَهْرٍ صَوْمُ الدَّهْرِ کُلِّهٖ صُمْ کُلَّ شَهْرٍ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ وَّاقْرَءِ الْقُرْآنَ فِیْ کُلِّ شَهْرٍ قُلْتُ اِنِّیْ اُطِیْقُ اَکْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ صُمْ اَفْضَلَ الصَّوْمِ صَوْمَ دَاوٗدَ صِیَامُ یَوْمٍ وَّ اِفْطَارُ یَوْمٍ وَّاقْرَأْ فِیْ کُلِّ سَبْعِ لَیَالٍ مَّرَّةً وَّ لَا تَزِدْ عَلٰی ذٰلِكَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

حل لغات: نَم: نام (س ن) نَوْمًا سونا، جسد: جسم جمع، اَجْسَاد، عین آنکھ جمع عُیُوْن، زوج: بیوی جمع اَزْوَاج، زَوْر: زیارت کرنے والا، واحد جمع مذکر مؤنث سب کے لیے مستعمل ہے۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے عبداللہ میں تمھیں نہ بتاؤں کہ تم دن کو (برابر) روزہ رکھتے ہو اور رات کو برابر نماز پڑھتے ہو تو میں نے کہا ہاں یا رسول اللہ آپ ﷺ نے کہا کہ ایسا نہ کرو روزہ (بھی) رکھو اور افطار (بھی) کرو، رات نماز (بھی) پڑھو اور سویا (بھی) کرو اس لئے کہ تم پر تمہارے جسم کا حق ہے، تم پر تمہاری آنکھوں کا حق ہے تم پر تمہاری بیوی کا حق ہے، اور تم پر تمہارے مہمانوں کا حق ہے، جس نے پوری زندگی روزہ رکھا، اس نے روزہ نہیں رکھا ہر مہینے

میں تین روزے زندگی بھر روزہ رکھنے کے برابر ہیں، اس لئے ہر مہینے میں تین روزے رکھو اور ہر مہینے میں تین قرآن پڑھو، میں نے کہا کہ میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا افضل روزہ رکھو یعنی صوم داؤد یعنی ایک دن روزہ اور ایک دن افطار اور سات دن میں ایک قرآن پڑھو اور اس پر زیادہ نہ کرو۔

خلاصۂ حدیث عبادت میں اعتدال ضروری ہے نفلی عبادتوں میں اس طرح مشغول نہ ہو کہ دوسرے حقوق چھوٹنے لگیں۔

کلمات حدیث کی تشریح انك تصوم النهار: یعنی تم روزانہ روزہ رکھتے ہو اور افطار نہیں کرتے ہو وتقوم الليل: یعنی تم روزانہ رات بھر نمازیں پڑھتے رہتے ہو اور سوتے نہیں، فقلت بلى يارسول الله: حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص نے اس کا اقرار کرتے ہوئے جواب دیا کہ جی یارسول اللہ میں ایسا ہی کرتا ہوں، قال فلا تفعل: یعنی جناب رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ایسا نہ کرو اس لئے کہ دن میں روزہ اور رات بھر عبادت کرو گے تو تم کمزور لاغر ہو جاؤ گے جس کی وجہ سے دوسرے حقوق ادا کرنے سے عاجز ہو جاؤ گے صم أفطر: اس لئے نشاط کے وقت روزہ رکھو عدم نشاط کے وقت روزہ نہ رکھو، وقم ونم: یعنی رات کے شروع اور آخر کے حصے میں عبادت کرو، اور درمیانہ رات میں آرام کرو، فان لجسدك عليك حقا إلخ: اس لئے کہ تمہارے جسم کا، آنکھ کا، بیوی کا، اور مہمانوں کا تم پر حق ہے، جن کا ادا کرنا بھی ضروری ہے اس لئے ان کی ادائیگی کی بھی فکر ہونی چاہیے لاصام من صام الدهر: یعنی جس نے زندگی بھر روزہ رکھا چونکہ اس نے شریعت کے مطابق روزہ نہیں رکھا اس لئے اس کا روزہ رکھنا اور نہ رکھنا برابر ہے، گویا کہ اس نے روزہ ہی نہیں رکھا صوم ثلاثة ايام من كل شهر صوم الدهر إلخ: یعنی ہر مہینے میں تین روزے رکھنے کا ثواب زندگی بھر روزے رکھنے کے برابر ہے، اس لئے تم ہر مہینے میں تین روزے رکھ لیا کرو یہ کافی ہے، واقرا القرآن في كل شهر: یعنی ہر مہینے میں رات کی نمازوں میں ایک قرآن ختم کر لیا کرو، قلت إني أطيق أكثر من ذلك إلخ: یعنی حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص نے کہا کہ میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ روزہ رکھنے کی ایک شکل ہے جو افضل طریقہ ہے اور وہ ہے صوم داؤدی: یعنی ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن افطار کرے، اور سات راتوں میں ایک قرآن ختم کر لیا کرو ولا تزد على ذلك: یعنی یہ جو روزہ رکھنے اور نماز پڑھنے کا طریقہ بتایا گیا ہے اس پر زیادہ نہیں کرو یا اب کوئی سوال نہ کرو (مرقات ۴/۲۹۹)

الفصل الثانی

﴿پیر اور جمعرات کے روزے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۶۲﴾ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ.

حل لغات: الاثنين: دو، مراد یوم الاثنین یعنی پیر کا دن ہے، الخميس: پانچ، مراد يوم الخميس: یعنی جمعرات کا دن ہے۔

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ پیر اور جمعرات کو روزہ رکھتے تھے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھنا مستحب ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصوم إلخ: یہ روایت پیچھے آ چکی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا نفلی روزہ رکھنے کا کوئی اہتمام نہ تھا مہینے کے جس دن میں چاہتے تھے روزہ رکھ لیا کرتے تھے، اس لئے یہی کہا جائے گا کہ آپ ﷺ کبھی کبھی پیر اور جمعرات میں روزہ رکھ لیا کرتے تھے۔ (مرقات ۴/۲۹۹)

﴿پیر اور جمعرات میں اعمال پیش کیے جاتے ہیں﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۶۳﴾ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ يَوْمَ

الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ فَاُحِبُّ اَنْ يُعْرَضَ عَمَلِيْ وَاَنَا صَائِمٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ .

حل لغات: تعرض: عَرَضَ (ض) عَرْضًا پیش کرنا۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پیر اور جمعرات کو اعمال پیش کئے جاتے ہیں، اس لئے میں چاہتا ہوں کہ میرے اعمال اس حال میں پیش کئے جائیں کہ میں روزے سے رہوں۔

خلاصۂ حدیث پیر اور جمعرات کو بندے کے اعمال بارگاہ الٰہی میں پیش ہوتے ہیں اسلئے جنہیں استطاعت ہو ان دودنوں میں روزہ رکھے

کلمات حدیث کی تشریح تعرض الاعمال: یعنی بارگاہ الٰہی میں بندوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں کن کن دنوں میں فرمایا کہ پیر اور جمعرات میں۔

﴿ایام بیض کے روزے﴾

﴿حدیث نمبر۱۹۶۴﴾ وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا ذَرٍّ اِذَا صُمْتَ مِنَ الشَّهْرِ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ فَصُمْ ثَلٰثَ عَشْرَةَ وَاَرْبَعَ عَشْرَةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ.

حل لغات: صمت: صام(ن) صومًا روزہ رکھنا۔

ترجمہ: حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوذر جب تم مہینے میں تین دن روزہ رکھو تو تیرھویں چودھویں، اور پندرھویں تاریخ کو روزہ رکھو۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر مہینے میں تین روزے رکھنے کے احادیث میں مختلف طریقے آئے ہیں، ان تمام طریقوں میں بہتر طریقہ ایام بیض کے روزے رکھنا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح یا اباذر إذا صمت إلخ: حضرت ابوذرؓ سے جناب رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ جب تم روزہ رکھنے کا ارادہ کرو تو ایام بیض کے روزے رکھو یہ ہر لحاظ سے موزوں ہیں۔

﴿شروع مہینے کے تین روزے﴾

﴿حدیث نمبر۱۹۶۵﴾ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ مِنْ غُرَّةِ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ وَقَلَّمَا كَانَ يُفْطِرُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَرَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ اِلٰى ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ

حل لغات: غرة: مہینے کی ابتدائی تین راتیں جمع غُرَر.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ ہر مہینے کے شروع میں تین روزے رکھا کرتے تھے، اور جمعہ کے دن کا روزہ آپ کم ہی ناغہ کرتے تھے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ بات پیچھے آچکی ہے، آپ ﷺ ہر مہینے میں تین روزے رکھا کرتے تھے، جس کا کوئی اہتمام نہ تھا جب چاہے رکھ لیا کرتے تھے، ان ہی غیر متعین دنوں میں سے مہینے کے ابتدائی تین دن ہیں کہ آپ شروع مہینے کے تین دنوں میں جب چاہے روزہ رکھ لیا کرتے تھے یہ آپ ﷺ کا مستقل عمل نہ تھا بلکہ کبھی کبھی کرلیا کرتے تھے۔

کلمات حدیث کی تشریح یصوم من غرة کل شهر ثلاثة أيام: یعنی جناب رسول اللہ ﷺ کے روزے رکھنے کا ایک طریقہ بتایا جارہا ہے آپ ﷺ کبھی کبھی مہینے کے شروع تین دنوں میں روزہ رکھ لیا کرتے تھے، یہ آپ کا مستقل اہتمام نہ تھا بلکہ کبھی کبھی آپ ﷺ ایسا کرلیا کرتے تھے، یہ تشریح اس لئے کی گئی کہ حضرت عائشہؓ کی اس حدیث کا خلاصہ لازم نہ آئے

جس میں انہوں نے کہا ہے،لم یکن یبالی من ای ایام الشھر یصوم:(مرقات۴/۲۹۹) وقلّما کان یفطر یوم الجمعة:یعنی مہینے کے تین روزے کے درمیان جمعہ کا دن آجاتا ہے تو آپ روزہ رکھ لیتے تھے جمعہ کے دن کا روزہ نہ چھوڑتے تھے، یہ بات ذہن میں رہے کہ یہ حدیث پیچھے آچکی ہے، کہ صرف جمعہ کا روزہ رکھنا مناسب نہیں ہے۔

﴿باری باری سب دنوں میں روزہ رکھنا﴾

﴿حدیث نمبر۱۹۶۶﴾وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ مِنَ الشَّهْرِ السَّبْتَ وَالْاَحَدَ وَالْاِثْنَيْنِ وَمِنَ الشَّهْرِ الْاٰخَرِ الثُّلَثَاءَ وَالْاَرْبِعَاءَ وَالْخَمِيْسَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ .

حل لغات: السبت: ہفتہ، والاحد: اتوار، الثلثاء: منگل، الاربعاء: بدھ، الخمیس: جمعرات۔

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کسی مہینے میں ہفتہ اتوار اور پیر کا روزہ رکھتے تھے، اور کسی مہینے میں منگل بدھ اور جمعرات کا روزہ رکھتے تھے۔

خلاصۂ حدیث ہر مہینے تین روزے رکھنے کا ایسا اہتمام بنایا جائے کہ ہفتے میں ہر دن روزہ رکھا جا سکے۔

کلمات حدیث کی تشریح یصوم من الشھر السبت إلخ: جناب رسول اللہ ﷺ اس طریقے سے اس لئے روزے رکھتے تھے، تاکہ تمام ایام کو یہ شرف حاصل ہو جائے کہ ان تمام میں آپ ﷺ نے روزے رکھے ہیں۔

﴿تین روزوں کی ابتداء پیریا جمعرات سے﴾

﴿حدیث نمبر۱۹۶۷﴾ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُنِيْ اَنْ اَصُوْمَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ اَوَّلُهَا الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حل لغات: شهر: مہینہ جمع شُهُوْر.

ترجمہ: حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ مجھے حکم دیتے تھے کہ میں ہر مہینے تین روزے رکھوں، جس کی ابتداء پیر یا جمعرات سے ہو۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ مہینے میں تین روزے اس حساب سے رکھے کہ پیر یا جمعرات کو روزہ رہے یعنی اعمال اس حال میں پیش ہو کہ آدمی روزے سے ہو۔

کلمات حدیث کی تشریح یامرنی ان أصوم ثلثة أیام إلخ: جناب نبی کریم ﷺ نے ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ کو اس طرح روزہ رکھنے کا حکم دیا، تاکہ ان کے اعمال بارگاہ الٰہی میں اس طرح پیش ہوں کہ وہ روزے سے ہوں۔

﴿صوم دھر کی اور ایک صورت﴾

﴿حدیث نمبر۱۹۶۸﴾ وَعَنْ مُسْلِمِ نِ الْقُرَشِيِّ قَالَ سَاَلْتُ اَوْسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صِيَامِ الدَّهْرِ، قَالَ اِنَّ لِاَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا صُمْ رَمَضَانَ وَالَّذِيْ يَلِيْهِ وَكُلَّ اَرْبِعَاءَ وَخَمِيْسٍ فَاِذَا اَنْتَ قَدْ صُمْتَ الدَّهْرَ كُلَّهٗ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَ التِّرْمِذِيُّ .

حل لغات: الدھر: زمانہ، جمع دُهُوْر.

ترجمہ: حضرت مسلم قرشیؓ سے روایت ہے کہ میں نے یا کسی اور نے جناب نبی کریم ﷺ سے صوم دہر کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم پر تمہارے گھر والوں کا حق ہے، اس لئے رمضان، اس کے بعد اور بدھ جمعرات کے روزے رکھو، اگر تم نے ایسا کرلیا

تو گویا کہ تم نے ساری زندگی کے روزے رکھے۔

خلاصۂ حدیث زندگی بھر روزہ رکھنے کے ثواب ملنے کی ایک صورت یہ بھی جسے اس حدیث شریف میں بیان کیا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح ان لاهلك حقا: یہ اس جملہ کی تفصیل ہے، جو پیچھے جا چکا ہے، صم رمضان والذي يليه: یعنی رمضان اور شش عید کے روزے رکھو، و کل اربعاء و خمیس: شامل کے لئے ان دونوں کی تعیین اس لئے کی گئی کہ ان کے کاروبار کے لحاظ سے یہ دو دن روزہ رکھنے کے لئے موزون تھے، فاذ أنت قد صمت الدهر كله: یعنی جس نے حدیث شریف میں مذکور روزوں کو رکھا اس نے زندگی بھر کے روزے رکھے۔

﴿وقوف عرفہ کی حالت میں روزہ ممنوع ہے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۶۹﴾ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ بِعَرَفَةَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ .

حل لغات: نهى: نَهٰى(س) نَهْيًا روکنا، منع کرنا۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے عرفہ کے دن عرفہ میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

خلاصۂ حدیث جناب نبی کریم ﷺ نے عرفہ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے اور پیچھے یہ حدیث شریف آ چکی ہے کہ آپ ﷺ نے عرفہ کے دن عرفہ میں روزہ نہیں رکھا تھا، اس لئے وقوف عرفہ کے دوران روزہ نہ رکھے۔

کلمات حدیث کی تشریح نهى عن صوم يوم عرفة بعرفة: یعنی عرفہ کے دن عرفہ کے دوران روزہ رکھنا مکروہ تنزیہی ہے، اس لئے کہ وہ دن کثرت دعا کا ہے، روزے کی وجہ سے نقاہت آ سکتی ہے، اس لئے اس دن روزہ نہ رکھے نیز اسی دن سورج ڈوبنے کے بعد مزدلفہ کی طرف چل دینا ہے، روزہ رکھا جائے گا تو مزدلفہ جانے میں تاخیر ہو سکتی ہے اس لئے مناسب یہ ہے کہ روزہ نہ رکھے۔

﴿صرف ہفتے کا روزہ﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۷۰﴾ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ عَنْ اُخْتِهِ الصَّمَّآءِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَصُوْمُوْا يَوْمَ السَّبْتِ اِلَّا فِيْمَا افْتُرِضَ عَلَيْكُمْ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ اَحَدُكُمْ اِلَّا لِحَآءَ عِنَبَةٍ اَوْ عُوْدَ شَجَرَةٍ فَلْيَمْضَغْهُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

حل لغات: افترض: اِفْتَرَضَ (افتعال) واجب ٹھہرانا، لحاء: لکڑی یا درخت کی چھال، عنبة انگور جمع اَعْنَاب، عود: لکڑی جمع عِيْدَان وَاَعْوَاد، شَجَرَة: درخت جمع اَشْجَار، فليمضغه: مَضَغَ(ف ن) مَضْغًا چبانا۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن بسر اپنی بہن صماء سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ ہفتے کے دن روزہ نہ رکھو الا یہ کہ اس دن تم پر کوئی فرض روزہ آ جائے اگر تم میں سے کوئی شخص صرف انگور کی چھال یا درخت کی لکڑی پائے تو اسی کو چبا لے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ صرف ہفتے کے دن روزہ نہ رکھے چونکہ ہفتے کا دن یہودیوں کے دن عید کا دن ہے، جس کی وجہ سے وہ لوگ اس دن کی تعظیم کرتے ہیں، اب اگر اس دن مسلمان روزہ رکھنا شروع کر دیں گے تو تعظیم میں دونوں قوم شریک ہو کر یہودیوں کی مشابہت لازم آئے گی اس لئے صرف ہفتے کے دن روزہ نہ رکھے۔

کلمات حدیث کی تشریح عن اخته الصماء صماء: یہ ان کا عرف ہے اصل نام بہیہ تھا لا تصوموا يوم السبت: یعنی صرف ہفتے کے دن کا روزہ نہ رکھے، اس لئے کہ وہ دن یہودیوں کے لئے عید کا دن ہے وہ لوگ اس دن

کی تعظیم کرتے ہیں اب اگر مسلمان اس دن روزہ رکھنا شروع کردیں گے تو تعظیم میں دونوں قوم شریک ہوکر یہودیوں کی مشابہت لازم آئے گی حالانکہ ان کی مخالفت ضروری ہے، اس لئے صرف ہفتے کے دن روزہ نہ رکھے **الا فیما افترض** :یعنی اگر ہفتے کے دن فرض روزہ یا واجب روزہ یا نفلی روزہ رکھنے کا دن آجائے تو کوئی حرج نہیں ہے: **فإن لم يجد احدكم الا إلخ**:یعنی یہ کہ ہفتے کے دن اگر ایسی نوبت آجائے کہ کوئی چیز کھانے کو نہیں مل رہی ہے تو ادنی چیز کھا کر یہ ثابت کردے کہ وہ روزے سے نہیں ہے۔

﴿اللہ کی راہ میں ایک نفلی روزہ رکھنے کی فضیلت﴾

﴿حدیث نمبر۱۹۷۱﴾ وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ جَعَلَ اللّٰهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ خَنْدَقًا كَمَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حل لغات: سبیل: راستہ جمع سُبُل خندق کھائی، گڑھا جمع خنادق۔

ترجمہ: حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے ایک دن اللہ کی راہ میں روزہ رکھا اللہ اس کے اور دوزخ کے درمیان خندق (حائل) کردیتا ہے، جس کی دوری زمین آسمان کی دوری کے برابر ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص جہاد کے دوران یا خالصۃً اللہ کی رضا کے لئے روزہ رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے اور دوزخ کے درمیان ایک مضبوط آڑ حائل کردے گا۔

کلمات حدیث کی تشریح **من صام يومًا في سبيل اللّٰه إلخ**:اس کے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ غازی جہاد کے دوران روزہ رکھے اور پوری تندہی کے ساتھ جہاد بھی کرے اس کے لئے مذکور اجر ہے اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے جو روزہ رکھے گا اس کے لئے مذکورہ اجر ہے۔

﴿جاڑے کے روزے رکھنا بلا مشقت ثواب پانا ہے﴾

﴿حدیث نمبر۱۹۷۲﴾ وَعَنْ عَامِرِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغَنِيْمَةُ الْبَارِدَةُ الصَّوْمُ فِي الشِّتَاءِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ مُرْسَلٌ وَذُكِرَ حَدِيْثُ أَبِيْ هُرَيْرَةَ مَا مِنْ أَيَّامٍ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ فِيْ بَابِ الْأُضْحِيَّةِ.

حل لغات: **الغنيمة**: بلامشقت کی کمائی، لڑائی میں حاصل ہونے والا مال جمع غنائم، الباردۃ :ٹھنڈا۔

ترجمہ: حضرت عامر بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جاڑے میں روزہ رکھنا ٹھنڈا مال غنیمت ہے اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث مرسل ہے اور حضرت ابوہریرہ کی حدیث، **مامن أيام أحب إلى اللّٰه** اضحیہ کے باب میں ذکر کی گئی ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح سے بعض دفعہ مال غنیمت بغیر لڑائی کے مل جاتا ہے ایسے ہی جاڑے میں روزہ رکھنے سے بلا مشقت کے ثواب مل جاتا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح **عن عامر بن مسعود** :یعنی عامر تابعی ہیں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے لڑکے ہیں عامر کی جناب رسول اللہ ﷺ سے ملاقات نہیں ہے، **الغنيمة الباردة الصوم فی الشتاء**:یعنی جس طرح سے بعض دفعہ بغیر لڑائی کے مال غنیمت حاصل ہوجاتا ہے، ایسے ہی جاڑے میں روزہ رکھنے سے بلامشقت ثواب ملتا ہے، **هٰذا حديث مرسل**:عامر چونکہ تابعی ہیں اسلئے یہ حدیث شریف مرفوع نہیں، بلکہ مرسل ہے، **مامن أيام أحب إلى اللّٰه**:یہ حضرت ابوہریرہؓ کی ایک حدیث کا ٹکڑا ہے

باب کی مناسبت سے یہ حدیث شریف یہاں نقل کی جاتی تھی لیکن یہ حدیث باب الاضحیۃ میں منقول ہو چکی ہے اسلئے تکرار سے بچنے کیلئے صاحب مشکوۃ نے اس حدیث شریف کو یہاں ذکر نہیں کیا اور لطیف اشارہ کر دیا کہ یہ حدیث باب الاضحیۃ میں نقل کی جا چکی ہے۔

الفصل الثالث

﴿صوم عاشورہ کی مشروعیت﴾

﴿حدیث نمبر۱۹۷۳﴾ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَوَجَدَ الْيَهُوْدَ صِيَامًا يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِيْ تَصُوْمُوْنَهٗ فَقَالُوْا هٰذَا يَوْمٌ عَظِيْمٌ اَنْجَى اللّٰهُ فِيْهِ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ وَغَرَّقَ فِرْعَوْنَ وَقَوْمَهٗ فَصَامَهٗ مُوْسٰى شُكْرًا فَنَحْنُ نَصُوْمُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَحْنُ اَحَقُّ وَاَوْلٰى بِمُوْسٰى مِنْكُمْ فَصَامَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَمَرَ بِصِيَامِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حل لغات: قدم: قَدِمَ(س) قُدُوْمًا آنا، فوجد: وَجَدَ(ض) وَجْدًا پانا، انجی: اَنْجٰی(افعال) نجات دینا، غرق: غَرَّقَ (تفعیل) ڈبانا۔

ترجمه: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے، تو یہود کو عاشورہ کے دن روزہ رکھتے ہوئے دیکھا تو جناب رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں سے کہا یہ کونسا دن ہے جس میں تم لوگ روزہ رکھتے ہو تو ان لوگوں نے کہا کہ یہ وہ بڑا دن ہے جس میں اللہ نے موسیٰ اور ان کی قوم کو بچایا، اور فرعون اور اس کی قوم کو برباد کیا، تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بطور شکرانہ یہ روزہ رکھا تھا، تو ہم لوگ بھی یہ روزہ رکھتے ہیں، تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہماری موسیٰ سے نزدیکی زیادہ ہیں، اس لئے ہم زیادہ حق دار ہیں، تو جناب رسول اللہ ﷺ نے روزہ رکھا اور اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ عاشورہ کے دن جناب رسول اللہ ﷺ نے خود بھی روزہ رکھا ہے اور امت کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا ہے اس لئے عاشورہ کے دن روزہ رکھنا چاہیے۔

کلمات حدیث کی تشریح **قدم المدینة:** نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہاں **فوجد الیهود صیامًا:** آپ ﷺ نے یہودیوں کو روزہ رکھتے ہوئے دیکھا، **ماهٰذا الذي تصوم منه** یعنی یہ جو تم لوگ یوم عاشورہ کے دن روزہ رکھتے ہو اسکی وجہ کیا ہے؟ **فقالوا هذا یوم عظیم الخ:** تو ان یہودیوں نے جواب دیا کہ وہ دن ہے جس میں بڑے بڑے کارنامے رونما ہوئے اسلئے اس دن کی تعظیم ضروری ہے، انمیں سے ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی حضرت موسیٰ کو اسی دن فرعون کے ظلم واستبداری سے نجات دلایا تھا، اور فرعون کو مع اسکے لشکر کے غرق کر دیا تھا، اس لئے ہم لوگ اس دن روزہ رکھے ہیں، تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم چونکہ اصول دین میں ان کی موافقت کرتے ہیں ان کی کتابیں توریت پر ایمان رکھتے ہیں، اس لئے ان کی اتباع کا ہم لوگ زیادہ حق رکھتے ہیں، چنانچہ آپ ﷺ نے بھی روزہ رکھا اور امت کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ (مرقات ۴/۲۰۴)

﴿ہفتے اور اتوار کے روزے﴾

﴿حدیث نمبر۱۹۷۴﴾ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ يَوْمَ السَّبْتِ وَيَوْمَ الْاَحَدِ اَكْثَرَ مَا يَصُوْمُ مِنَ الْاَيَّامِ وَيَقُوْلُ اِنَّهُمَا يَوْمَا عِيْدٍ لِّلْمُشْرِكِيْنَ فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اُخَالِفَهُمْ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حل لغات: الایام: جمع ہے یوم کی بمعنی دن۔

ترجمه: حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ دوسرے دنوں کے مقابلے ہفتے اور اتوار میں زیادہ روزہ رکھا کرتے

تھے اور کہتے یہ دونوں مشرکین کے لئے عید کے دن ہیں، اس لئے میں چاہتا ہوں کہ ان کی مخالفت کروں۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ عید کے دن آدمی کھاتا پیتا ہے اس لئے عید کی بنیاد پر یہود ونصاری کھاتے پیتے تھے، ان کے اس طریقے کی مخالفت آپ ﷺ نے روزہ رکھ کر کی۔

کلمات حدیث کی تشریح کان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصوم إلخ: جناب رسول اللہ ﷺ کا ہفتے اور اتوار کے دن روزہ رکھنا یہ آپ ﷺ کی خصوصیت میں سے ہے، یہ تشریح اس لئے کرنی پڑی رہی ہے، کہ اگر یہ تشریح نہ کی جاتی تو اس حدیث شریف کے خلاف لازم آئے گا جس میں جناب رسول اللہ ﷺ نے صرف ہفتے کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے، الاتصوموا یوم السبت الافیما افترض علیکم الحدیث، للمشرکین: یہ مشرکین موحد کے مقابلے میں بولا گیا ہے اس اعتبار سے اہل کتاب بھی مشرک ہیں اس لئے کہ وہ بھی شرک کے ارتکاب کے شکار ہیں۔

﴿فرضیت رمضان سے پہلے عاشورے کا روزہ زیادہ مؤکدتھا﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۷۵﴾ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُنَا بِصِيَامِ يَوْمِ عَاشُوْرَآءَ وَيَحُثُّنَا عَلَيْهِ وَيَتَعَاهَدُنَا عِنْدَهُ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ لَمْ يَأْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا عَنْهُ وَلَمْ يَتَعَاهَدْنَا عِنْدَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: یحثنا: حَثَّ (ن) حثًّا برانگیختہ کرنا، اکسانا، یتعاهدنا: تَعَاهَدَ (تفعل) وعدے کی تجدید کرنا، خبر گیری کرنا۔

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ ہمیں عاشورہ کے دن کا روزہ رکھنے کا حکم دیتے، اس پر اکساتے اور اس دن ہماری خبر گیری کرتے جب رمضان کا روزہ فرض ہوا تو نہ آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا اور نہ ہی منع کیا اور نہ ہی اس دن آپ ﷺ نے ہماری خبر گیری کی۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ فرضیت صوم رمضان سے پہلے عاشورہ کا روزہ واجب تھا اس لئے جناب رسول اللہ ﷺ اس دن روزہ رکھنے کا خاص اہتمام کرتے اور صحابہ کو بھی ترغیب دیکر روزہ رکھنے کی تاکید کرتے لیکن جب ماہ رمضان کے روزے فرض ہو گئے تو صوم عاشورہ کا وجوبی حکم منسوخ ہو گیا تو اب آپ ﷺ نے صحابہ کو نہ ہی روزہ رکھنے کو کہا اور نہ ہی منع کیا

کلمات حدیث کی تشریح یأمر بصیام عاشوراء الخ :یعنی پہلے جناب رسول اللہ ﷺ تاکیدی طور پر عاشورہ کا روزہ رکھنے کا حکم دیتے تھے ویحثنا علیه:اور اس دن روزہ رکھنے کی ترغیب بھی دیتے تھے:ویتعاهد ناعنده:یعنی عاشورہ کے دن جناب رسول اللہ ﷺ حضرات صحابہ کرام کی نگرانی بھی کرتے تھے کہ روزہ رکھا ہے یا نہیں، فلما فرض رمضان لم یأمرنا إلخ :یعنی جب رمضان کے روزے فرض ہو گئے تو یہ سب کچھ ختم ہو گیا۔

﴿نفلی روزوں کے سلسلے میں آپؐ کا اہتمام﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۷۶﴾ وَعَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ اَرْبَعٌ لَمْ يَكُنْ يَدَعُهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صِيَامُ عَاشُوْرَآءَ وَالْعَشْرِ وَثَلٰثَةِ اَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ وَّ رَكْعَتَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

حل لغات: رکعتان: رکعة کا تثنیہ ہے بمعنی رکعت۔

ترجمہ: حضرت حفصہؓ سے روایت ہے کہ چار چیزیں ایسی ہیں جنہیں نے جناب رسول اللہ ﷺ نہیں چھوڑتے تھے، عاشورہ کا روزہ، دہے کے روزے، ہر مہینے کے تین روزے اور فجر سے پہلے دو رکعت۔

خلاصۂ حدیث ان چار سنتوں کی بڑی اہمیت ہے، اس لئے ان میں سے کسی کو ترک نہیں کرنا چاہیے۔

کلمات حدیث کی تشریح لم یکن یدعھن: نبی کریم ﷺ چار چیزوں کونہیں چھوڑتے تھے، صیام عاشوراء: یعنی محرم کی دسویں تاریخ کو روزہ، والعشر: یعنی محرم کے شروع کے نو روزے، وثلاثة ایام من کل شھر: یعنی ہر مہینے کے تین روزے ور کعتان قبل الفجر: یعنی فجر کی دو رکعت سنت کو بھی جناب رسول اللہ ﷺ نہیں چھوڑتے تھے۔

﴿ایام بیض کے روزے﴾

﴿حدیث نمبر۱۹۷۷﴾ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُفْطِرُ اَيَّامَ الْبِيْضِ فِيْ حَضَرٍ وَّلَا سَفَرٍ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

حل لغات: حضر: سفر کی ضد ہے۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ سفر میں ہوں کہ حضر میں ایام بیض کے روزے نہیں چھوڑتے تھے۔

خلاصۂ حدیث ایام بیض کے روزے رکھنے میں کم سے کم دوہرا اجر ہے، ایک ایام بیض میں روزہ رکھنے کے اور ایک ہر ماہ میں تین روزے رکھنے کے اس لئے ایام بیض میں روزے رکھنے کا معمول بنایا جاتا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح أیام بیض: یعنی تیرھویں، چودھویں، اور پندرھویں تاریخ کے روزے آپ ﷺ نہیں چھوڑتے تے

﴿روزہ بدن کی زکوۃ ھے﴾

﴿حدیث نمبر۱۹۷۸﴾ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ شَيْءٍ زَكٰوةٌ وَزَكٰوةُ الْجَسَدِ الصَّوْمُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حل لغات: شئی: چیز جمع اشیاء: زکوٰۃ: صدقہ، پاکیزگی جمع زَکَوَات، الجسد: جسم جمع اَجْسَاد۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر چیز کی زکوٰۃ ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ روزہ رکھنا چاہیے، اس سے گناہوں سے بدن پاک صاف ہوتا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح لکل شيء زكوة: یعنی ہر چیز کے پاک کرنے کا ایک طریقہ ہے وزکوة الصوم: تو جسم کے پاک کرنے کا طریقہ روزہ رکھنا ہے اس سے بدن کے گناہ جھڑتے رہتے ہیں اور بدن پاک ہوتا ہے۔

﴿پیر اور جمعرات کے روزے﴾

﴿حدیث نمبر۱۹۷۹﴾ وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَصُوْمُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ تَصُوْمُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ فَقَالَ اِنَّ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ يَغْفِرُ اللّٰهُ فِيْهِمَا لِكُلِّ مُسْلِمٍ اِلَّا ذَا هَاجِرَيْنِ يَقُوْلُ دَعْهُمَا حَتّٰى يَصْطَلِحَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ.

حل لغات: یوم الاثنین: ہفتہ، الخمیس: جمعرات۔

ترجمہ: ان سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ ہفتہ اور جمعرات میں روزہ رکھتے تھے، تو کہا گیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ہفتہ اور جمعرات کو روزہ رکھتے ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا ہفتہ اور جمعرات ان دونوں دنوں میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی مغفرت کرتے ہیں مگر آپس میں ترک کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کہتا ہے ان کو چھوڑ دو یہاں تک کہ وہ صلح کر لیں۔

خلاصۂ حدیث پیراور جمعرات کوروزہ رکھنے والوں کی بخشش ہوتی ہے اس لئے ان دنوں میں روزہ رکھنے کا اہتمام ہونا چاہیے۔

کلمات حدیث کی تشریح وعنه: یعنی یہ حدیث شریف حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کان یصوم یوم الاثنین إلخ: یعنی جناب رسول اللہ ﷺ پیراور جمعرات کوروزہ رکھتے تھے: فقیل یارسول اللّٰہ تو صحابہ میں سے کسی نے جناب رسول اللہ ﷺ سے پوچھا یارسول اللہ ﷺ آپ تو اکثر پیراو جمعرات کوروزہ رکھتے ہیں اس میں کیا حکمت ہے یغفر اللّٰہ فیهما إلخ: تو جناب رسول اللہ نے جواب دیا کہ ان دودنوں میں جوروزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کومغفرت کا پروانہ ملتا ہے اس لئے میں ان دودنوں میں کثرت سے روزہ رکھتا ہوں، الا ذاهاجرين إلخ: یعنی آپس میں قطع تعلق والے اگرروزہ رکھیں بھی تو ان کی مغفرت نہیں ہوتی ہے الا یہ کہ وہ لوگ صلح کرلیں یعنی صلح کر لینے سے ان کی مغفرت ہو جاتی ہے۔

﴿رضائے الٰہی کے لئے روزہ رکھنے والے کی فضیلت﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۸۰﴾ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ يَوْمًا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ بَعَّدَهُ اللّٰهُ مِنْ جَهَنَّمَ كَبُعْدِ غُرَابٍ طَآئِرٍ وَّهُوَ فَرْخٌ حَتّٰى مَاتَ هَرِمًا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْاِيْمَانِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ قَيْسٍ۔

حل لغات: غراب: کوا جمع اَغْرُب وَ اَغْرِبَة، فرخ: پرندے کا بچہ جمع اَفْرُخ، اَفْرِخة، هرما: انتہائی بڑھاپا۔

ترجمہ: ان سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے روزہ رکھا، اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ سے اتنی دور کرتا ہے، جتنی دور کہ کوا بچپن سے بوڑھا ہو کر مرنے تک اڑ سکتا ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ ہے کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ایک دن نفلی روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے اتنی دور کر دیتا ہے، جتنی دور ایک کوا اپنی پوری زندگی میں اڑ سکتا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح وعنه: یعنی یہ روایت حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے من صام صوما ابتغاء وجه الله إلخ: یعنی جو شخص ایک دن نفلی روزہ رکھے گا، اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے بہت دور کردے گا کبعد غراب طائر إلخ: کتنی دور اسی حدیث شریف میں بتایا گیا ہے کہ ایک کوا اپنی پوری زندگی میں جہاں تک مسلسل اڑ سکتا ہے ایک نفلی روزہ رکھنے والے کو اللہ تعالیٰ جہنم سے اتنی دور کر دیتا ہے۔

باب تتمه

الفصل الأول

﴿نفلی روزے کی نیت﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۸۱﴾ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ؟ فَقُلْنَا لَا قَالَ فَاِنِّيْ اِذًا صَآئِمٌ ثُمَّ اَتَانَا يَوْمًا اٰخَرَ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُهْدِيَ لَنَا حَيْسٌ فَقَالَ اَرِيْنِيْهِ فَلَقَدْ اَصْبَحْتُ صَآئِمًا فَاَكَلَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حل لغات: حیس: ایک قسم کا کھانا جو کھجور گھی اور ستو سے تیار کیا جاتا ہے۔

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ نے ایک دن میرے پاس آ کر فرمایا کہ تمہارے پاس کچھ ہے، تو ہم نے کہا کہ نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اب روزہ رکھ لیا ہے، پھر آپ ﷺ ہمارے پاس دوسرے دن آئے تو ہم نے کہا یارسول اللہ

ﷺ ہمارے پاس ہدیہ میں حیس آیا ہے تو آپ ﷺ نے کہا کہ مجھے دکھلاؤ، صبح سے میرا روزہ ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے کھایا۔

خلاصۂ حدیث فرض روزے کی طرح نفلی روزے کی بھی نیت صبح صادق کے بعد زوال تک کی جاسکتی ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح ذات یوم یعنی ایک دن، **فقال ھل عندکم شیء**: یعنی تمہارے پاس کھانے کے لئے کچھ ہے، ایک حدیث شریف میں شی سے مراد کھانے کی چیز کے ہیں اس لئے کہ صحیح روایت میں شی کے بجائے لفظ غداء ہے، **فقال ھل عندکم شئی ای من الطعام وفی روایۃ صحیحۃ ھل عندکم من غداء بفتح المعجمۃ والدال المھملۃ وھو مایو کل قبل الزوال** (مرقات ۴/۳۰۸) **فقلنا لافقال فانی اذا صائم**: حدیث شریف میں اس ٹکڑے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے، کہ نفلی روزے کی نیت دن میں کی جاسکتی ہے، جیسا کہ جمہور کا یہی قول ہے، **ثم اتانا یوما آخر الخ**: یعنی جناب رسول اللہ ﷺ دوسرے دن گھر میں تشریف لائے تو گھر والوں نے بتایا کے آج گھر میں بطور ہدیہ حیس آیا ہوا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ لاؤ، میں نے روزہ رکھا ہے، یعنی ابھی تک کچھ کھایا پیا نہیں ہے، اس روایت کی بنیاد پر حضرات ائمہ ثلاثہ کا کہنا ہے کہ بلا کسی عذر کے نفلی روزے کو توڑا جاسکتا ہے، لیکن حضرات احناف کا مسلک یہ ہے کہ نفلی روزہ بلا عذر توڑنا جائز نہیں ہے، اس لئے کہ قرآن کریم میں ہے، **لاتبطلوا اعمالکم**: اگر کسی نے نفلی روزہ بلا عذر توڑ دیا تو اس کو قضا لازم ہے، جیسا کہ حضرت عائشہ کی روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے قضا رکھنے کا حکم دیا ہے، **واحتجوا بحدیث عائشہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر بالقضاء**. (مرقات ۴/۳۰۸)

جواب: احناف کی طرف سے حدیث باب کا یہ جواب ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے مدنظر کوئی عذر ضرور تھا بلا عذر آپ نے وہ روزہ نہ توڑا تھا ممکن ہے کہ آپ نے چونکہ صبح سے کچھ کھایا پیا نہیں تھا، تو آپ نے اس نہ کھانے پینے کو صوم سے تعبیر کر دیا ہے۔

﴿ضیافت اور نفلی روزہ﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۸۲﴾ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اُمِّ سُلَیْمٍ فَاَتَتْہُ بِتَمْرٍ وَّسَمْنٍ فَقَالَ اَعِیْدُوْا سَمْنَکُمْ فِیْ سِقَآئِہٖ وَتَمْرَکُمْ فِیْ وِعَآئِہٖ فَاِنِّیْ صَآئِمٌ ثُمَّ قَامَ اِلٰی نَاحِیَۃٍ مِّنَ الْبَیْتِ فَصَلّٰی غَیْرَ الْمَکْتُوْبَۃِ فَدَعَا لِاُمِّ سُلَیْمٍ وَّ اَھْلِ بَیْتِھَا رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ.

حل لغات: بتمر: کھجور جمع تُمُور، سمن: گھی۔

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ ام سلیم کے پاس تشریف لائے، تو انہوں نے کھجور اور گھی پیش کیا، تو آپ نے فرمایا کہ اپنے اس گھی کو مشک میں ڈال دو اور اپنی اس کھجور کو اس کے برتن میں، اس لئے کہ میں روزے سے ہوں، پھر آپ ﷺ نے گھر کے ایک کونے میں کھڑے ہو کر نماز پڑھی، اور آپ نے ام سلیم اور ان کے گھر والوں کو بلایا۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی جہاں برابر آتا جاتا ہے، وہاں پر بعض دفعہ کچھ کھایا پیا نہ جائے تو میزبان کو تکلیف نہیں ہوتی ہے، ایسی جگہ اگر نفلی روزہ رکھ کر چلا جائے تو روزے کو میزبانی کی رعایت میں نہ توڑے، جیسا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ام سلیم کے گھر کھانے پیش ہونے کے باوجود آپ نے نفلی روزہ ہونے کے باوجود نہیں کھایا چونکہ آپ ان کے گھر برابر جاتے تھے۔

کلمات حدیث کی تشریح دخل النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ام سلیم یہ حضرت انسؓ کی والدہ ہیں جن کے یہاں آپ ﷺ برابر جایا کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت ام سلیمؓ کی ضیافت کے باوجود کچھ کھا کر روزہ افطار کر دینے سے گریز کیا، تو اس کی وجہ بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ آپ کو پتا تھا کہ ام سلیمؓ رنجیدہ خاطر نہیں ہوں گی، یہاں مسئلہ یہ ہے کہ ضیافت (مہمان یا

میزبان ہونا) نفلی روزہ رکھنے والوں کے لئے (روزہ افطار کر دینے کا) شرعی عذر نہیں ہے، اس بارے میں (حنفی فقہاء کے) مشائخ کے اقوال مختلف ہیں زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ نفلی روزہ توڑنے کے لئے ضیافت یعنی مہمان ہونا یا میزبان ہونا عذر نہیں ہے بشرطیکہ دونوں میں سے کسی کو رنجیدگی ہوتی ہو، وضاحت اس کی یہ ہے کہ کوئی شخص نفلی روزہ رکھ کر کسی کے یہاں جائے (خواہ ویسے ہی یا کسی خاص دعوت کے بلاوے پر) تو اگر اس کا میزبان صرف اس کے آنے پر اور کھانے پینے میں شریک نہ ہونے پر خوش نہ ہو بلکہ ملول ہو تو اس (مہمان) کے حق میں ضیافت (مہمان ہونے) کو عذر مانا جائے گا اور اس کو اجازت ہوگی کہ وہ کھانے پینے میں شریک ہو کر اپنا روزہ افطار کر ڈالے بعد میں اس کی قضا رکھ لے، اور اگر معلوم ہو کہ میزبان ناراض یا ملول نہ ہوگا تو فقط حاضری پر اکتفا کرے اور کھانے پینے میں شریک ہو کر روزہ نہ توڑے، اسی طرح کوئی شخص نفلی روزہ سے ہوا اور اس کے گھر کوئی مہمان آ جائے اور اس کو معلوم ہو کہ اگر وہ خود (روزہ دار صاحب خانہ) اس (مہمان) کے ساتھ کھانے پینے میں شریک نہ ہوگا، تو اس کے مہمان کو ناراضگی اور رنجیدگی ہوگی تو اس میزبان کے حق میں ضیافت (میزبان ہونے کے) کو عذر مانا جائے گا، اور اس کو اجازت ہوگی کہ اپنے مہمان کے ساتھ کھانے میں شریک ہو کر اپنا روزہ توڑ دے، اور بعد میں اس کی قضا رکھ لے، اور اگر یہ معلوم ہو کے مہمان ناراض یا ملول نہ ہوگا تو اس کے ساتھ کھانے پینے میں شریک ہو کر روزہ نہ توڑے، پھر جاننا چاہیے آپ ﷺ نے ام سلیم اور ان کے گھر والوں کے لئے جو دعا فرمائی اس سے معلوم ہوا کہ روزے دار مہمان کے لیے مستحب ہے کچھ نہ کھانے پینے کے باوجود مہمان نوازی کرنے والوں کے حق میں خیر و برکت کی دعا کرے۔

﴿نفلی روزے دار کی دعوت﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۸۳﴾ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دُعِیَ اَحَدُکُمْ اِلٰی طَعَامٍ وَّ هُوَ صَآئِمٌ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ صَآئِمٌ وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ اِذَا دُعِیَ اَحَدُکُمْ فَلْیُجِبْ فَاِنْ کَانَ صَآئِمًا فَلْیُصَلِّ وَاِنْ کَانَ مُفْطِرًا فَلْیَطْعَمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: دعی: ماضی مجہول ہے دعا (ن) دعوة بلانا، طعام: کھانا جمع اَطْعِمَة، فلیجب: اَجَابَ (افعال) دعوت قبول کرنا۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تک میں سے کوئی کسی کو روزے کی حالت میں دعوت دی جائے تو کہے میں روزے سے ہوں، اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو دعوت دی جائے تو قبول کرے، پس اگر روزے سے ہو تو دعا دے اور اگر روزے سے نہ ہو تو کھالے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ روزے کی حالت میں اگر تم کو کوئی دعوت دے تو قبول کر لے اگر نہ کھانے سے داعی کو تکلیف ہو تو کھانے میں شریک ہو کر روزہ افطار کر دے لیکن اگر نفلی روزہ رکھنے والے کے کھانے میں شریک نہ ہونے سے داعی کو تکلیف نہ ہو تو روزہ نہ توڑے۔

کلمات حدیث کی تشریح وهو صائم: یعنی نفلی روزہ رکھ رکھا ہو، فلیقل انی صائم: یعنی مستحب یہ ہے کہ کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں لیکن اگر روزے دار کے نہ کھانے کی وجہ سے داعی کو تکلیف ہو یا رنجش کا اندیشہ ہو، تو کھالے اور نفلی روزہ توڑ دے اس لیے کے اس طرح کے حالات شرعی عذر میں شامل ہیں۔

﴿نفلی روزے میں آدمی اپنے نفس کا مالک ہے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۸۴﴾ عَنْ اُمِّ هَانِیٍٔ قَالَتْ لَمَّا کَانَ یَوْمُ الْفَتْحِ فَتْحُ مَکَّةَ جَآءَتْ فَاطِمَةُ فَجَلَسَتْ عَلٰی یَسَارِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاُمُّ هَانِیٍٔ عَنْ یَّمِیْنِهٖ فَجَآءَتِ الْوَلِیْدَةُ بِاِنَآءٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ اَفْطَرْتُ وَکُنْتُ صَآئِمَةً فَقَالَ لَهَا اَکُنْتِ تَقْضِیْنَ شَیْئًا قَالَتْ لَا قَالَ فَلَا یَضُرُّکِ اِنْ کَانَ تَطَوُّعًا رَوَاهُ

اَبُوْدَاوٗدَ وَ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِاَحْمَدَ وَالتِّرْمِذِیِّ نَحْوُهٗ وَفِیْهِ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمَا اِنِّیْ كُنْتُ صَائِمَةً فَقَالَ الصَّائِمُ الْمُتَطَوِّعُ اَمِیْرُ نَفْسِهٖ اِنْ شَآءَ صَامَ وَاِنْ شَآءَ اَفْطَرَ.

حل لغات: جلست: جَلَسَ(ض) جَالِسًا بیٹھنا۔

ترجمہ: حضرت ام ہانیؓ سے روایت ہے کہ فتح مکہ مکرمہ کے موقع پر فتح کے دن حضرت فاطمہ آ کر حضور اکرم ﷺ کے بائیں طرف بیٹھ گئیں اور ام ہانی دائیں طرف بیٹھ گئیں اتنے میں ایک باندی ایک برتن لے کر آئی جس میں مشروب تھا اس نے برتن کو آپ کے قریب کیا تو آپ نے اس سے پیا، پھر آپ نے اس برتن کو ام ہانی کے قریب کیا تو انہوں نے اس سے پیکر کہا یا رسول اللہ میں نے پی لیا ہے حالانکہ میں روزے سے تھی، تو آپ نے فرمایا کیا تمہارا روزہ قضا کا تھا، انہوں نے کہا نہیں تو آپ نے فرمایا کہ اگر وہ روزہ نفلی تھا تو تمہیں کوئی حرج نہیں ہے، اس کو ابوداؤد، ترمذی، اور دارمی نے روایت کیا ہے اور احمد ترمذی کی ایک روایت میں ایسا ہی ہے اور اس میں ہے انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ کو معلوم ہو کہ میں روزے سے تھی، تو آپ نے فرمایا کہ نفلی روزہ رکھنے والا اپنے نفس کا مالک ہے اگر چاہے تو روزہ رکھے اور اگر نہ چاہے تو نہ رکھے۔

خلاصہ حدیث نفلی روزہ رکھنے والے کی جب کوئی ضیافت کرے تو وہ اس بارے میں اپنے نفس کا مالک ہے اگر روزہ توڑنے میں مصلحت ہو تو نفلی روزہ توڑ سکتا ہے اس بارے میں اسکو کلی اختیار ہے، لیکن اگر فرض یا واجب روزہ ہو تو وہ اسکو نہیں توڑ سکتا ہے

کلمات حدیث کی تشریح عن أم هاني: حضرت علی بن ابی طالب کی بہن تھیں، جاء ت فاطمة فجلست على يسار إلخ: یعنی حضرت فاطمہؓ جناب رسول اللہ ﷺ کے بائیں جانب اس لئے آ کر بیٹھیں کہ دائیں طرف پہلے سے حضرت ام ہانیؓ بیٹھی تھیں، فجاء ت الوليدة باناء الخ: یعنی یہ تینوں وہاں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک باندی پانی لے کر آئی، شراب کی تشریح پانی سے اس لئے کی گئی کہ اطلاق کے وقت پانی ہی مراد ہوتا ہے (مرقات ۳۱۰/۴) فقالت إلخ: اس باندی نے پانی لے کر جناب رسول اللہ ﷺ کو دیا، آپ نے نوش فرمانے کے بعد ام ہانی کو دیا، ام ہانی کو پہلے اس لئے دیا کہ یہ دائیں طرف بیٹھیں تھیں، فشربت منه فقالت إلخ: حضرت ام ہانی کی ضیافت جناب رسول اللہ ﷺ نے کی اس سعادت سے وہ محروم نہ ہونے والی تھیں اور نہ ہی یہ موقع بار بار آنے والا تھا، انہوں نے سعادت سمجھ کر پی تو لیا، بعد میں جناب رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا یا رسول اللہ میں نے پینے کو تو پانی پی لیا لیکن میں تو روزے سے تھی فقال لها اكنت تقضين الخ: تو آپ نے ان سے پوچھا کسی فرض یا واجب روزے کی قضاء تو نہیں کر رہی تھی، انہوں نے کہا یا رسول اللہ نہیں یہ تو میرا نفلی روزہ تھا تو آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں اس لئے کہ عام آدمی کی ضیافت نفلی روزہ توڑنے کے لئے شرعی عذر ہے، تو جناب رسول اللہ ﷺ کی ضیافت تو بدرجہ اولیٰ شرعی عذر بن سکتا ہے، اس لئے آپ نے فرمایا کہ نفلی روزہ تھا تو کوئی حرج نہیں ہے، فقال الصائم المتطوع إلخ: یعنی معقول عذر کے نفلی روزہ رکھنے اور توڑنے کے سلسلے میں آدمی اپنے نفس کا مالک ہوتا ہے، چاہے تو روزہ رکھے اور چاہے تو توڑ دے، اگر توڑ دیتا ہے تو آئندہ اس کی قضا کرنی پڑے گی، لیکن فرض یا واجب روزے میں ایسا نہیں کیا جا سکتا ہے۔

﴿بلا عذر نفلی روزہ توڑنا؟﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۸۵﴾ وَعَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَنَا وَحَفْصَةُ صَائِمَتَیْنِ فَعُرِضَ لَنَا طَعَامٌ اشْتَهَیْنَاهُ فَاَكَلْنَا مِنْهُ فَقَالَتْ حَفْصَةُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا صَائِمَتَیْنِ فَعُرِضَ لَنَا طَعَامٌ نِ اشْتَهَیْنَاهُ فَاَكَلْنَا مِنْهُ قَالَ اقْضِیَا یَوْمًا اٰخَرَ مَكَانَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَذَكَرَ جَمَاعَةٌ مِّنَ الْحُفَّاظِ رَوَوْا عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عَائِشَةَ مُرْسَلًا

وَلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ عَنْ عُرْوَةَ وَهٰذَا اَصَحُّ وَرَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ عَنْ زُمَيْلٍ مَوْلٰى عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ.

حل لغات: فعرض: عَرَضَ (ن) عَرْضًا پیش کرنا۔

ترجمہ: حضرت امام زہری سے روایت ہے کہ عروہ نے کہا کہ حضرت عائشہ نے فرمایا میں اور حفصہ روزے سے تھیں کہ ہمارے سامنے کھانا پیش کیا گیا ہم دونوں کو جسے کھانے کی خواہش ہوئی، تو ہم دونوں نے اس میں سے کھالیا، حفصہ نے کہا یارسول اللہ ﷺ ہم دونوں کا روزہ تھا کہ ہمارے سامنے کھانا پیش کیا گیا، ہم دونوں کو جسے کھانے کی خواہش ہوئی، چنانچہ ہم نے اس میں سے کھالیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تم دونوں دوسرے دن اس کی قضا کرلینا اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے، اور کئی حفاظ حدیث کا ذکر کیا ہے جنھوں نے عن الزهری عن عائشة مرسلاً: روایت کی ہے جس میں عروہ کا تذکرہ نہیں ہے یہی صحیح ہے اور اس کو ابوداؤد نے عروہ کے مولی زمیل سے عن عروه عن عائشة: روایت کیا ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ نفلی روزہ بلاعذر توڑنے سے اس کی قضا لازم ہوتی ہے جیسا کہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہؓ کے نفلی روزے کی حالت میں کھانا کھالینے کی وجہ سے آپ نے قضا کرلینے کا حکم دیا۔

کلمات حدیث کی تشریح کنت انا وحفصة صائمتين: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں اور حفصہ دونوں کا نفلی روزہ تھا، فعرض لنا طعام الخ: یعنی یہ دونوں روزہ سے تھیں ان کے پاس کہیں سے کھانا آیا تو ان دونوں نے کھالیا: پھر حفصہؓ نے جناب رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ ہمارا نفلی روزہ تھا کھانا ہمارے سامنے آیا تو ہم نے کھالیا، اب کیا ہوگا؟ قال اقضيا يوما آخر: جناب رسول اللہ نے فرمایا اس روزے کی قضا دوسرے دن کرلینا، اس لئے حضرات فقہاء کرام لکھتے ہیں کہ نفلی روزہ رکھ کر توڑ دینے کی صورت میں قضا لازم ہے، خواہ عذر سے توڑے یا بلاعذر ہو وقيل عذر ان وثق من نفسه بالقضاء دفعًا للأذیٰ عن أخيه المسلم و إلا فلا (شامي ۳/۴۱٤، ط: زکریا)

﴿جس روزے دار کے سامنے کھایا اس کی فضیلت﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۸۶﴾ وَعَنْ اُمِّ عُمَارَةَ بِنْتِ كَعْبٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَدَعَتْ لَهٗ بِطَعَامٍ فَقَالَ لَهَا كُلِيْ فَقَالَتْ اِنِّيْ صَائِمَةٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الصَّائِمَ اِذَا اُكِلَ عِنْدَهٗ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلٰئِكَةُ حَتّٰى يَفْرُغُوْا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

حل لغات: فدعت: دَعَا (ن) دَعْوَۃً بلانا۔

ترجمہ: حضرت ام عمارہ بنت کعبؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے آپ کے سامنے کھانا لاکر رکھا آپ نے فرمایا تم بھی کھاؤ تو انہوں نے کہا میں روزے سے ہوں تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب روزے دار کے سامنے کھایا جاتا ہے تو فارغ ہونے تک فرشتے اس پر رحمت کی دعاء کرتے ہیں۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ روزے دار کی یہ بہت بڑی فضیلت ہے کہ جب اس کے سامنے کھایا پیا جاتا ہے تو فرشتے اس پر رحمت ومغفرت کی دعاء کرتے ہیں۔

کلمات حدیث کی تشریح ام عمارہ: ان کا نام نسیبہ ہے، ان الصائم إذا أكل عنده الخ: فرشتے اس روزے دار کے لئے رحمت ومغفرت کی دعاء کرتے ہیں جس کے سامنے کھایا پیا جاسکے چونکہ جب روزے دار کے سامنے کھایا جائے تو اس پر زیادہ زور پڑتا ہے۔

﴿جس روزے دار کے سامنے کھایا جائے اس کی ہڈیاں تسبیح پڑھتی ہیں﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۸۷﴾ عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ دَخَلَ بِلَالٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَغَدّٰى فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغَدَاءَ يَا بِلَالُ قَالَ إِنِّيْ صَائِمٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاْكُلُ رِزْقَنَا وَ فَضْلَ رِزْقِ بِلَالٍ فِي الْجَنَّةِ، اَشَعَرْتَ يَا بِلَالُ اَنَّ الصَّائِمَ يُسَبِّحُ عِظَامُهُ وَيَسْتَغْفِرُ لَهُ الْمَلٰئِكَةُ مَا اُكِلَ عِنْدَهُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ۔

حل لغات: **الغداء**: زوال سے پہلے کا کھانا۔

ترجمہ: حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس اس وقت آئے جب آپ کھانا کھا رہے تھے، تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے بلال تم بھی کھالو انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں روزے سے ہوں تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم اپنا رزق کھا رہے ہیں اور جنت میں بلال کا رزق بڑھا ہوا ہے، اے بلال تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ جب روزدار کے سامنے کھایا جاتا ہے تو اس کی ہڈیاں تسبیح پڑھتی ہیں، اور فرشتے اس کے لئے مغفرت کی دعاء کرتے ہیں۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ روزے کے لئے جنت میں انواع واقسام کے کھانے تیار ہیں اور جس روزے دار کے سامنے کھایا جائے اس کی تمام ہڈیاں تسبیح بیان کرتی ہیں اور فرشتے اس کے لئے مغفرت کی دعاء کرتے ہیں۔

کلمات حدیث کی تشریح **وهو يتغدى**: یعنی جناب رسول اللہ ﷺ ناشتہ فرما رہے تھے **ناكل رزقنا**: یعنی اللہ تعالیٰ نے ابھی جو ہمیں عطا کیا وہ ہم کھا رہے ہیں **وفضل رزق بلال**: یعنی بلال کو روزے سے ہونے کی وجہ سے آخرت میں جتنا رزق ملے گا جس کی فضیلت دنیوی رزق پر بڑھی ہوئی ہے۔

﴿باب لیلة القدر﴾

شب قدر ایک اہم رات اور اس کی ایک لازوال حقیقت ہے، یہ رات امت محمدیہ کو خاص طور پر دی گئی ہے، اس لئے کہ امم سابقہ کی عمریں بڑی طویل ہوتی ہیں، جس کی بنیاد پر ان کے عبادات وریاضات بے پناہ ہیں، اور اس امت کی معمولی ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس امت کو یہ مقدس رات دے کر عظیم احسان کرتے ہوئے اس بات کا موقع دیا ہے کہ وہ امت محمدیہ ایسی چند راتوں میں عبادت کرکے سینکڑوں سال کی بندگی سے بہرور ہوکر اپنے نامۂ اعمال کو نیکیوں سے بھرے ہیں۔

الفصل الاول

﴿شب قدر آخر عشرے میں﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۸۸﴾ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

حل لغات: **تحروا**: حرّی (تفعیل) تلاش کرنا، **الوتر**: طاق، بے جوڑ۔

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ فرمایا شب قدر رمضان کے آخر عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ شب قدر رمضان شریف کے آخر عشرے کی بے جوڑ راتوں میں ہوتی ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح **تحروا ليلة القدر في الوتر الخ**: یعنی شب قدر رمضان کے آخر عشرے کی طاق راتوں یعنی ۲۱/۲۳/۲۵/۲۷/۲۹ میں ہوتی ہے ان ہی راتوں میں تلاش کرنی چاہیے۔

﴿شب قدر رمضان کی آخری سات راتوں میں﴾

﴿حدیث نمبر۱۹۸۹﴾ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اِنَّ رِجَالاً مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرُوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْمَنَامِ فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرٰى رُءْ يَاكُمْ قَدْ تَوَاطَأَتْ فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيًا فَلْيَتَحَرَّهَا فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

حل لغات: المنام : خواب جمع منامات.

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ اصحاب النبی میں سے کئی آدمی کو شب قدر خواب میں آخری سات راتوں میں دکھایا گیا تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے خواب آخری سات راتوں میں منطبق ہو گئے ہیں تو جو شب قدر کا متلاشی ہو وہ آخری سات راتوں میں تلاش کرے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ شب قدر رمضان کی آخری سات راتوں میں ہوا کرتی ہے اس لئے انہی راتوں میں تلاش کرنی چاہئے، خواہ اکیس سے ستائیس تک بائیس سے انتیس تک۔

کلمات حدیث کی تشریح لیلۃ القدر فی المنام : یعنی لیلۃ القدر کی تعین کر کے چند صحابہ کرام کو خواب میں دکھایا گیا فی السبع الاواخر: دونوں طرح کے اقوال ہیں اکیس سے ستائیس اور یہ بھی ہیکہ تیئس سے انتیس مقصد یہ ہے کہ شب قدر کی تلاش میں آدمی کوشاں رہے غفلت نہ کرے اور جہاں تک ہو سکے بڑھ چڑھ کر عبادت کرے۔

﴿شب قدر کی تلاش﴾

﴿حدیث نمبر۱۹۹۰﴾ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْتَمِسُوْهَا فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ ، لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي تَاسِعَةٍ تَبْقٰى فِي سَابِعَةٍ تَبْقٰى فِي خَامِسَةٍ تَبْقٰى رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

حل لغات: التمسو: اِلْتَمَسَ(افتعال) تلاش کرنا۔

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو تلاش کرو، رمضان شریف کے عشرۂ اخیرہ میں وشب قدر کو باقی ماندہ نویں رات میں باقی ماندہ ساتویں رات میں اور باقی ماندہ پانچویں رات میں تلاش کرو۔

خلاصۂ حدیث شب قدر کی تلاش رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں کرنی چاہیے۔

کلمات حدیث کی تشریح فی تاسعۃ تبقی: یعنی رمضان کی اکیس رات میں فی سابعۃ تبقی: یعنی تیئس شب میں فی خامسۃ تبقی: یعنی پچیسویں رات میں۔

﴿شب قدر کی علامت﴾

﴿حدیث نمبر۱۹۹۱﴾ وَعَنْ اَبِي سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْاَوَّلَ مِنْ رَمَضَانَ ثُمَّ اعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْاَوْسَطَ فِي قُبَّةٍ تُرْكِيَّةٍ ثُمَّ اَطْلَعَ رَاْسَهُ فَقَالَ اِنِّي اعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْاَوَّلَ اَلْتَمِسُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ اعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْاَوْسَطَ ثُمَّ اُتِيْتُ فَقِيْلَ لِي اِنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعِيَ فَلْيَعْتَكِفِ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ فَقَدْ اُرِيْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ اُنْسِيْتُهَا وَقَدْ رَاَيْتُنِي اَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَّطِيْنٍ مِّنْ صَبِيْحَتِهَا فَالْتَمِسُوْهَا فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ وَالْتَمِسُوْهَا فِي كُلِّ وِتْرٍ قَالَ فَمَطَرَتِ السَّمَاءُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَكَانَ الْمَسْجِدُ عَلٰى عَرِيْشٍ فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ فَبَصُرَتْ عَيْنَايَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى جَبْهَتِهٖ اَثَرُ الْمَاءِ وَ الطِّيْنِ مِنْ صَبِيْحَةِ اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ فِي الْمَعْنٰى وَاللَّفْظُ لِمُسْلِمٍ اِلٰى قَوْلِهٖ فَقِيْلَ لِي اِنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ

وَالْبَاقِيْ لِلْبُخَارِيِّ وَفِيْ رِوَايَةِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُنَيْسٍ قَالَ لَيْلَةَ ثَلٰثٍ وَّعِشْرِيْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: اعتكف: عَكَفَه (ن ض) روکے رکھنا، اِعْتَكَفَ (افتعال) کنارہ کش، قبة: گنبد جمع، قِبَاب.

ترجمه: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے رمضان کے پہلے عشرے کا اعتکاف کیا، پھر آپ نے دوسرے عشرے کا ترکی خیمے میں اعتکاف کیا، پھر آپ نے اپنا سر باہر نکال کر کہا میں نے پہلے عشرے کا اعتکاف اسلئے کیا تا کہ اس رات کو تلاش کروں پھر میں نے دوسرے عشرے میں اعتکاف کیا، پھر میرے پاس ایک فرشتے نے آ کر کہا کہ یہ رات آخر عشرے میں ہے تو جنہوں نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہے وہ آخر عشرے میں اعتکاف کرے یہ رات مجھے بتائی گئی پھر بھلا دی گئی، اور میں نے اپنے آپ کو دیکھا ہے کہ اس کی صبح میں کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں اس لئے اس کو آخر عشرے میں تلاش کرو، اور ہر طاق رات میں ابوسعید نے کہا اس رات کو بارش ہوئی اور مسجد نبوی کی چھت کچی تھی تو وہ ٹپکی، تو میری آنکھوں نے اکیس کی صبح جناب رسول اللہ ﷺ کی پیشانی پر کیچڑ دیکھا

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ **شب قدر** میں عبادت کرنے کا کافی اہتمام فرماتے تھے اسی اہتمام کا نتیجہ تھا کہ آپ نے مکمل دو عشرے کا **اعتکاف فرمایا، لیکن وہ رات نہیں** مل سکی پھر آپ کو بتلایا گیا کہ وہ رات آخری عشرے میں ہے تو آپ نے آخری عشرے کا اعتکاف فرمایا اور صحابۂ کرام سے بھی **اعتکاف** کرنے کو کہا چنانچہ آپ کو وہ رات ملی، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی تعیین بھی کر دی گئی لیکن یہ تعیین پھر اٹھالی گئی البتہ اسی کی **ایک علامت** یہ ہے کہ اس رات کو بارش ہوگی، اس لئے اس رات کو آخر عشرے میں تلاش کرنا چاہیے۔

کلمات حدیث کی تشریح في قبة تركية: ایک خیمے کا نام ہے جو گنبد نما ہوتا ہے آپ نے اعتکاف کرنے کا ارادہ کیا تو آپ کے لئے ترکی خیمے کا غلاف بنایا گیا تھا **ثم اطلع راسه الخ:** جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر مبارک نکال کر فرمایا میں نے شب قدر کی تلاش میں پہلے عشرے کا اعتکاف کیا، وہ رات نہیں ملی پھر میں نے دوسرے عشرے کا اعتکاف کیا لیکن وہ رات نہیں ملی، پھر مجھے یہ بتایا گیا کہ وہ رات آخری عشرے میں ہے، تو جو لوگ میرے ساتھ اعتکاف کر کے اتنی جستجو کر چکے ہیں، انہیں آخری عشرے کا بھی اعتکاف کرنا چاہیے تا کہ وہ رات مل جائے **وقد أريت هذه الليلة ثم انسيتها الخ:** یعنی یہ مجھے بتایا گیا تھا کہ یہ رات کب اور کس وقت آتی ہے، لیکن پھر بھلا دی گئی، البتہ اس کی ایک علامت یاد ہے، جس تاریخ کو یہ مقدس رات ہوگی اس رات کو بارش ہوگی اس لئے کہ میں نے اس دن مسجد نبوی کے ٹپکنے کی وجہ سے گارے میں سجدہ کیا تھا **قال فمطرت السماء تلك الليلة الخ:** حضرت ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ مسجد نبوی کی چھت چونکہ کچی تھی اس لئے جب بارش ہوئی تو اس میں سے پانی ٹپک کر مسجد نبوی کی زمین گیلی ہوگئی، جب آپ نے صبح فجر کی نماز پڑھی تو آپ کی پیشانی پر میں نے کیچڑ دیکھا **من صبيحة احدى وعشرين:** یعنی وہ اکیسویں رات کی صبح تھی، ممکن ہے اس سال شب قدر اکیسویں ہی شب قدر کو ہوگئی ہو اور یہ بعید نہیں ہے۔

﴿شب قدر کی دوسری علامت﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۹۲﴾ وَعَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ سَأَلْتُ اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ فَقُلْتُ اِنَّ اَخَاكَ ابْنَ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ مَنْ يَقُمِ الْحَوْلَ يُصِبْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَقَالَ: رَحِمَهُ اللّٰهُ اَرَادَ اَنْ لَا يَتَّكِلَ النَّاسُ اَمَا اِنَّهُ قَدْ عَلِمَ اَنَّهَا فِيْ رَمَضَانَ وَاَنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ وَاَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ ثُمَّ حَلَفَ لَا يَسْتَثْنِيْ اَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ فَقُلْتُ بِاَيِّ شَيْءٍ تَقُوْلُ ذٰلِكَ يَا اَبَا الْمُنْذِرِ قَالَ بِالْعَلَامَةِ اَوْ بِالْاٰيَةِ الَّتِيْ اَخْبَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا تَطْلُعُ يَوْمَئِذٍ لَا شُعَاعَ لَهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: الحول: بمعنى سال: حلف: حَلَفَ (ض) حَلْفًا قسم کھانا۔

ترجمہ: حضرت زر بن حبیش سے روایت ہے کہ میں نے ابی بن کعب سے پوچھتے ہوئے کہا کہ آپ کے بھائی ابن مسعود کہتے ہیں جو سال بھر جاگے گا وہ شب قدر پائے گا، تو انہوں نے کہا کہ اللہ ان پر رحم کرے ان کا مقصد یہ ہے کہ لوگ اسی پر بھروسہ نہ کر بیٹھیں، اس لئے کہ وہ جانتے ہیں کہ وہ رات رمضان میں آخری عشرے میں اور ستائیس شب کو ہے، پھر انہوں نے بغیر انشاء اللہ کے قسم کھا کر کہا کہ وہ رات ستائیسویں شب کو ہے، تو میں نے کہا اے ابو منذر آپ یہ کس بنیاد پر کہہ رہے ہو تو انہوں نے کہا کہ اس علامت کی وجہ سے جو ہمیں جناب رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے، کہ اس دن سورج اس حال میں طلوع ہوگا کہ اس میں شعاع نہ ہوگی۔

کلمات حدیث کی تشریح اخاك ابن مسعود: یعنی چونکہ دونوں صحابی تھے اس لئے اخاک کہہ دیا ہے یقول من یقم الحول الخ: حضرت ابن مسعودؓ نے یہ کہا کہ جو پورے سال جاگے گا وہ شب قدر پائے گا جس سے یہ سمجھ میں آتا ہے، کہ شب قدر پورے سال میں دائر ہے، جس سے ابن حبیش کو بڑا تعجب ہوا انہوں نے حضرت ابی بن کعب سے پوچھا کہ ابن مسعود ایسا کہتے ہیں فقال رحمه الله إلخ: تو حضرت ابی بن کعبؓ نے ان کو تسلی دی کہ ابن مسعود کا یہ مقصد نہیں ہے کہ شب قدر پورے سال میں دائر ہوتی ہے، بلکہ ان کا مقصد یہ ہے کہ لوگ غفلت نہ کریں اور پورے سال عبادت کرتے رہیں، اس لئے کہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ شب قدر رمضان کے آخری عشرے میں اور ستائیسویں شب کو ہوتی ہے، یعنی عام طور ستائیسویں شب کو وہ قدر کی رات آتی ہے ثم حلف لایستثني إلخ: یعنی حضرت ابی بن کعبؓ نے پورے اعتماد کے ساتھ قسم کھا کر کہا کہ وہ رات عام طور پر رمضان کی ستائیسوی شب کو آتی ہے تو ابن حبیش نے کہا کہ آپ جو اس اعتماد سے کہہ رہے ہیں اس کی بنیاد کیا ہے تو حضرت ابی بن کعبؓ نے کہا کہ میں ایسے ویسے نہیں کہہ رہا ہوں، بلکہ اس علامت کہ بنیاد پر کہہ رہا ہوں جس کی خبر جناب رسول اللہ نے دی ہے کہ اس دن سورج بغیر شعاع کے طلوع ہوگا۔

﴿اخیر عشرے میں عبادت کی کثرت﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۹۳﴾ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مَالَا يَجْتَهِدُ فِيْ غَيْرِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: یجتهد: اجتهد (افتعال) کوشش کرنا۔

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ اخیر عشرے میں دوسرے عشرے کے مقابلے زیادہ کوشش کرتے تھے

﴿اخیر عشرے میں اهل خانه کو بھی جگائیے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۹۴﴾ وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِيْزَرَهٗ وَاَحْيٰى لَيْلَهٗ وَاَيْقَظَ اَهْلَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حل لغات: شد: شدّ (ن) شَدًّا باندھنا، میزرہ تہبند، ایقظ: اَيْقَظَ (افعال) جگانا۔

ترجمہ: انسے روایت ہے کہ جب آخر عشرہ آتا تو جناب رسول اللہ ﷺ اپنا تہبند کس لیتے راتوں کو جاگتے اور اپنے گھر والوں کو جگاتے

خلاصۂ حدیث جب رمضان کا آخر عشرہ آجائے تو خود بھی زیادہ عبادت کرے اور اپنے گھر والوں کو بھی عبادت کے لئے جگائے۔

کلمات حدیث کی تشریح وعنها: یعنی حضرت ام المؤمنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ إذا دخل العشر: یعنی جب رمضان کا آخر عشرہ آتا تھا تو آپ ﷺ عبادت کرنے کے لئے مزید چست ہو جاتے، وأیقظ أهله: یعنی اپنے گھر کو جگاتے تا کہ وہ بھی عبادت کرنے میں شریک ہوں۔

﴿شب قدر کی دعاء﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۹۵﴾ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ عَلِمْتُ اَىُّ لَيْلَةٍ لَيْلَةُ الْقَدْرِ مَا اَقُوْلُ فِيْهَا؟ قَالَ قُوْلِىْ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّىْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَ التِّرْمِذِىُّ وَصَحَّحَهُ.

حل لغات: عفو: بہت معاف کرنے والا، عَفَا (ن) عَفْوًا معاف کرنا۔

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ بتا دیجئے کہ اگر میں جان لوں کہ کس رات کو شب قدر ہے تو اس میں کون سی دعا پڑھوں، آپ نے فرمایا یہ دعا اے اللہ تو بہت معاف کرنے والا ہے اور بہت معاف کرتا ہے تو مجھے بخش دے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جسے شب قدر نصیب ہوجائے اسے مذکورہ بالا دعا پڑھنی چاہیے۔

کلمات حدیث کی تشریح ارأیتَ ان علمت ای لیلة القدر: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے جناب رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ آپ مجھے کوئی دعا بتلا دیجئے جسے میں شب قدر میں پڑھوں قال قولي اللّٰهم إلخ: تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تمہیں شب قدر نصیب ہوجائے تو یہ دعا پڑھو، اَللّٰهم انك عفو تحب العفو فاعف عني.

﴿شب قدر کی تلاش طاق راتوں میں کرے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۹۶﴾ وَعَنْ اَبِىْ بَكْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِلْتَمِسُوْهَا يَعْنِىْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِىْ تِسْعٍ يَّبْقَيْنَ اَوْ فِىْ سَبْعٍ يَّبْقَيْنَ اَوْ فِىْ خَمْسٍ يَّبْقَيْنَ اَوْ ثَلٰثٍ اَوْاٰخِرِ لَيْلَةٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ.

حل لغات: التمسوها: اِلْتَمَسَ (افتعال) تلاش کرنا۔

ترجمہ: حضرت ابوبکرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا اسے یعنی شب قدر کو باقی ماندہ نویں رات میں یا باقی ماندہ ساتویں رات میں یا باقی ماندہ پانچویں رات میں یا باقی ماندہ تیسری رات میں یا آخری رات میں تلاش کرو۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ شب قدر رمضان کے آخر عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرنا چاہیے۔

کلمات حدیث کی تشریح التمسوها یعنی لیلۃ القدر سے راوی نے ھا ضمیر کی تفسیر کی ہے، في تسع يقين: یعنی اکیسوں رات أوفي سبع يقين: یعنی تئیسویں رات (وعلی هذا لقياس)

﴿شب قدر ہر سال آتی ہے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۹۷﴾ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ فَقَالَ هِىَ فِىْ كُلِّ رَمَضَانَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَقَالَ رَوَاهُ سُفْيَانُ وَشُعْبَةُ عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ مَوْقُوْفًا عَلَى ابْنِ عُمَرَ.

حل لغات: کل: بمعنی ہر۔

ترجمہ: اس حدیث شریف کا خلاصہ ہے کہ شب قدر ہر سال کے رمضان میں آتی ہے ایسا نہیں کہ کسی رمضان میں نہ آئے۔

کلمات حدیث کی تشریح هي في كل رمضان: یعنی یہ مقدس رات ہر سال کے رمضان میں آتی ہے، یعنی کوئی بھی رمضان شب قدر سے خالی نہیں جاتا ہے۔

﴿تیئسویں شب کا ذکر﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۹۸﴾ وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اُنَيْسٍ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِىْ بَادِيَةً اَكُوْنُ فِيْهَا وَاَنَا اُصَلِّىْ فِيْهَا بِحَمْدِ اللّٰهِ فَمُرْنِىْ بِلَيْلَةٍ اَنْزِلُهَا اِلٰى هٰذَا الْمَسْجِدِ فَقَالَ اَنْزِلْ لَيْلَةَ ثَلٰثٍ وَّعِشْرِيْنَ قِيْلَ لِابْنِهٖ كَيْفَ كَانَ اَبُوْكَ

يَصْنَعُ قَالَ كَانَ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ إِذَا صَلَّى الْعَصْرَ فَلَا يَخْرُجُ مِنْهُ لِحَاجَةٍ حَتَّى يُصَلِّيَ الصُّبْحَ فَإِذَا صَلَّى الصُّبْحَ وَجَدَ دَابَّتَهُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ فَجَلَسَ عَلَيْهَا وَلَحِقَ بِبَادِيَتِهِ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

حل لغات: بادیة: دیہات: فمر: امرہ صیغہ ہے امر (ن) امراً حکم دینا، دابته: سواری۔

ترجمه: حضرت عبداللہ بن انیس سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرا دیہات ہے جس میں میں رہتا ہوں اور الحمدللہ وہاں میں نماز بھی پڑھتا ہوں، اس لئے آپ مجھے حکم دیجئے تاکہ کسی رات میں آ جاؤں تو آپ نے فرمایا تیئسویں رات میں آ جاؤ ان کے لڑکے سے پوچھا گیا کہ تمہارے والد کیسے کرتے تھے انہوں نے کہا عصر پڑھ کر مسجد میں داخل ہوتے اور فجر کی نماز تک کسی ضرورت سے نہیں نکلتے تھے جب صبح کی نماز پڑھتے تو ان کی سواری مسجد کے دروازے پر ہوتی چنانچہ اس پر بیٹھ کر دیہات آ جاتے۔

خلاصۂ حدیث حضرت عبداللہ بن انیسؓ نے جناب رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں ایک دیہاتی آدمی ہوں، دیہات میں رہتا ہوں روزانہ آپ کی اس مسجد میں نہیں آ سکتا آپ مجھے کوئی ایک رات بتا دیجئے جس میں میں آ کر عبادت کروں تو اس کو جناب رسول اللہ ﷺ نے رمضان کی تیئسویں شب میں آنے کے لئے کہا تاکہ وہ جب تیئسویں شب میں آئے گا، تو ان کو کسی نہ کسی سال میں ان کی شب قدر نصیب ہو ہی جائے گی چنانچہ وہ ہر سال تیئسویں شب میں آ کر مسجد نبوی میں عبادت کرتے تھے۔

کلمات حدیث کی تشریح ان لی بادیة: حضرت عبداللہ بن انیسؓ جس دیہات میں رہتے تھے اس کا نام الوطاء ة تھا وأنا أصلی فیها بحمدالله إلخ: یعنی میں وہاں نماز تو پڑھ لیتا ہوں لیکن مسجد نہ ہونے کی وجہ سے نفلی اعتکاف بھی نہیں کر سکتا اس لئے آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کی مسجد میں کم سے کم ایک دن کا ہی اعتکاف کر لوں، فقال انزل لیلة ثلث وعشرین إلخ: تو جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کے حال کی رعایت کرتے ہوئے یا اپنا وقت ان کو دینے کی غرض سے فرمایا کہ تم رمضان کی تیئسویں شب میں آ جاؤ فلایخرج منه لحاجة إلخ: یعنی حضرت عبداللہ بن انیسؓ تیئسویں شب میں مسجد نبوی میں داخل ہونے کے بعد پھر کسی دنیوی ضرورت سے باہر نکلتے تھے (مرقات ۴/۴۳۲۲) یہ بھی ممکن ہے کہ ان کا مثانہ اس قدر مضبوط ہو کہ رات بھر نہ انکو پیشاب کی ضرورت پڑتی ہوگی اور نہ ہی وضو کی جیسا کہ دوسرے بعض حضرات کے حالات اس پر شاہد ہیں اس روایت سے کسی کو یہ شبہ نہ ہو کہ رمضان کہ تیئسویں رات کو لیلۃ القدر: ہوتی ہے اس لئے کہ اس روایت میں لیلۃ القدر: کا کوئی تذکرہ ہی نہیں ہے بس اس میں اتنا ہے کہ حضرت عبداللہ بن انیس نے جناب رسول اللہ ﷺ سے رمضان کی ایک رات مسجد نبوی میں آ کر عبادت کرنے کی اجازت چاہی تو تیئسویں شب کا انتخاب عمل میں آیا یہ ان کے حال کے موافق بہت موزوں تھا آگے انکا مقدر کہ نصیب میں ہے تو ان کو شب قدر مل جائے گی نہیں تو عبادت کرنے کا ثواب کہیں نہیں گیا۔

﴿شب قدر کی تاریخ متعین نہیں ہے﴾

﴿حدیث نمبر ۱۹۹۹﴾ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُخْبِرَنَا بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحَى رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ خَرَجْتُ لِأُخْبِرَكُمْ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحَى فُلَانٌ وَّ فُلَانٌ فَرُفِعَتْ وَعَسَى أَنْ يَّكُوْنَ خَيْرًا لَّكُمْ فَالْتَمِسُوْهَا فِي التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حل لغات: لیخبرنا: اَخبر (افعال) خبر دینا: آگاہ کرنا، فتلاحی: لحاہ (ن) لَحوًا گالی دینا، تَلَاحی (تفاعل) باہم جھگڑنا۔

ترجمه: حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نکلے تاکہ ہم لوگوں کو لیلۃ القدر کی اطلاع دیں اتنے میں دو مسلمان مرد لڑ پڑے تو آپ نے فرمایا میں نکلا تھا تاکہ تم لوگوں کو شب قدر کی اطلاع دے دوں لیکن فلاں فلاں کے لڑنے کی وجہ

سے اس کی تعیین اٹھالی گئی اور شاید یہ بھی تمہارے لئے بہتر ہے اس لئے اس کو انتیسویں ستائیسوں اور پچیسویں کو تلاش کرو۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ لڑائی جھگڑے کوئی اچھی چیز نہیں ہے بعض مرتبہ اس کی وجہ سے بڑے بڑے نقصانات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جیسا کہ یہاں پر ہوا، اس لئے اس سے پرہیز کی ضرورت ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح فتلاحی رجلان من المسلمين: رجلان سے مراد عبداللہ ابی حدر اور کعب بن مالک ہیں قصہ یہ ہوا کہ حضرت عبداللہ بن ابی حدر کا قرض حضرت کعب بن مالک کے ذمہ تھا، نبی کریم ﷺ شب قدر کی متعین تاریخ بتانے کے لئے باہر تشریف لائے ان دونوں کی لڑائی کی وجہ سے آپ کو اتنی تکلیف ہوئی ہو کہ متعینہ تاریخ ذہن سے نکل گئی اس میں بھی اللہ کی حکمت تھی۔ (مرقات ۴/۳۲۳)

﴿شب قدر کی خیر و برکت﴾

﴿حدیث نمبر ۲۰۰۰﴾ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَاكَانَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ نَزَلَ جِبْرَئِيْلُ فِيْ كُبْكُبَةٍ مِّنَ الْمَلٰئِكَةِ يُصَلُّوْنَ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ قَائِمٍ اَوْ قَاعِدٍ يَّذْكُرُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَاِذَا كَانَ يَوْمُ عِيْدِهِمْ يَعْنِىْ يَوْمَ فِطْرِهِمْ بَاهٰى بِهِمْ مَلٰئِكَتَهٗ فَقَالَ يَا مَلٰئِكَتِىْ مَا جَزَآءُ اَجِيْرٍ وَّفّٰى عَمَلَهٗ قَالُوْا رَبَّنَا جَزَآؤُهٗ اَنْ يُّوَفّٰى اَجْرُهٗ قَالَ مَلٰئِكَتِىْ عَبِيْدِىْ وَاِمَائِىْ قَضَوْا فَرِيْضَتِىْ عَلَيْهِمْ ثُمَّ خَرَجُوْا يَعُجُّوْنَ اِلَى الدُّعَآءِ وَعِزَّتِىْ وَجَلَالِىْ وَكَرَمِىْ وَعُلُوِّىْ وَارْتِفَاعِ مَكَانِىْ لَاُجِيْبَنَّهُمْ فَيَقُوْلُ ارْجِعُوْا فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ وَبَدَّلْتُ سَيِّاٰتِكُمْ حَسَنَاتٍ قَالَ فَيَرْجِعُوْنَ مَغْفُوْرًا لَّهُمْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِىُّ فِىْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حل لغات: نزل: نَزَلَ (ض) نُزُوْلًا اترنا، كبكبة: بمعنی بھیڑ: باهى (مفاعلت) فخر کرنا، جزاء بدلہ، جزیٰ (ض) جزاءً بدلہ دینا: وَفّٰى (تفعيل) پورا پورا دینا۔

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب لیلۃ القدر: ہوتی ہے تو جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی جماعت کے ساتھ اترتے ہیں ہر کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرنے والے کے لئے رحمت کی دعا کرتے ہیں، جب ان کا عید کا دن یعنی افطار کا دن آتا ہے، تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے ان پر فخر کرتے ہوئے کہتے ہیں، کہ اس مزدور کا کیا بدلہ ہے جس نے اپنا کام بہ حسن وخوبی انجام دیا، فرشتے کہتے ہیں، اے ہمارے رب اس کا بدلہ یہ ہے کہ اس کا پورا بدلہ دے دیا جائے تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ اے میرے فرشتوں! میرے بندوں اور میرے بندیوں نے میرے اس فریضے کو پورا کر دیا جو ان پر عائد کیا تھا، پھر دعا کے ساتھ اپنی آواز بلند کرتے ہوئے نکلے میری عزت کی قسم میرے جلال کی قسم، میری بخشش کی قسم، میرے بلند مرتبے کی قسم، میں ان کی دعا ضرور قبول کروں گا، پھر اللہ تعالیٰ کہتے ہیں لوٹ جاؤ میں نے تمہیں بخش دیا ہے، اور میں نے برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا ہے، آپ نے فرمایا پس یہ بندے ایسے حال میں لوٹتے ہیں کہ ان کے گناہ معاف ہو چکے ہیں۔

خلاصۂ حدیث رمضان کے آخر عشرے کی طاق راتوں میں عبادت کرنے کا اہتمام کیا جائے تا کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں جو خیر و برکت رکھی ہے اس کے مستحق ہو سکیں اور مغفرت کا پروانہ حاصل ہو کر دخول جنت کی راہ ہموار ہو جائے۔

کلمات حدیث کی تشریح من الملا نكته: یعنی شب قدر میں حضرت جبرئیل علیہ سلام فرشتوں کی جماعت کے ساتھ اترتے ہیں اور جو بھی اس رات میں عبادت کرتا ہے اس کے لئے بشمول جبرئیل علیہ سلام کے تمام فرشتے رحمت اور مغفرت کی دعا کرتے ہیں، فاذا كان يوم عيد باهى بهم ملا نكته الخ: جب لوگ پورے مہینے کا روزہ رکھ لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ

فرشتوں کے سامنے بطور فخر کے کہتے اس مزدور کی کیا جزاء ہے جو اپنا کام کرنے میں بالکل ٹھیک ہو، تو فرشتے کہتے ہیں کہ اس کا پورا پورا بدلہ دے دیا جائے، واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ اس طریقے سے فخر اس لئے کرتا ہے کہ تخلیق آدم کے وقت فرشتوں نے اللہ تعالیٰ سے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کیسی مخلوق پیدا کرتے ہیں، جو زمین میں خون خرابہ کرے گی، ان کے اس نظریے کی اللہ تعالیٰ انسانوں کے اعمال سامنے لاکر تردید کرتے ہیں، قال ملائکتی عبیدی و امائی قضو إلخ: یعنی جب فرشتے یہ کہتے ہیں جولوگ ٹھیک ٹھیک کام کر چکے ہیں ان کو پورا پورا بدلہ دے دیا جائے تو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ کی قسم کھا کر کہتا ہے اے فرشتوں میں نے اپنے ان بندوں اور بندیوں کو بخش دیا جنھوں نے عائد کیے گئے فرائض کو پورا کر دیا پھر وہ عید کے لئے نکلے تو میں ان کی دعاؤں کو ضرور قبول کروں گا قال فیرجون مغفور لھم: جناب رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ عیدگاہ سے وہ بندے گناہ سے پاک صاف ہو کر واپس ہوتے ہیں۔

باب الاعتکاف

الاعتکاف گوشہ نشینی، عکف عکفا اعتکاف: کنارہ کش ہونا اور اصلاح شرع میں اللہ کی خوشنودی اور ثواب کی طلب میں اعتکاف کی نیت سے مسجد میں رکے رہنے کا نام اعتکاف ہے۔

الفصل الاول

﴿آپ ﷺ کا اعتکاف﴾

﴿حدیث نمبر۲۰۰۱﴾ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَعْتَکِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰی تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ اعْتَکَفَ اَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حل لغات: ازواجه: زوج کی جمع ہے بمعنی بیوی۔

ترجمه: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ آخیر عشرے کا اعتکاف کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیا سے اٹھالیا، پھر آپ کے بعد آپ کی بیویاں اعتکاف کرتی تھیں۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخر عشرے کا اعتکاف کرتے تھے، اس لئے مسلمانوں کو اس کی پابندی کرنی چاہیے، تا کہ آپ کی مکمل اتباع کرنا ثابت ہو سکے اور اتباع نبوی کا اظہار ہو۔

کلمات حدیث کی تشریح کان یعتکف العشر الا واخر: یعنی جناب رسول اللہ ﷺ برابر رمضان کے آخر عشرے کا اعتکاف کرتے تھے اور یہ سب آپ کی آخیر زندگی تک جاری رہا، ثم اعتکف أزواجه إلخ: یعنی جب آپ کی وفات ہوگئی آپ کے اس طریقے کو زندہ رکھنے کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ کی بیویاں اپنے اپنے گھروں میں اعتکاف کرتی تھیں، اس لئے رمضان میں مرد اور عورت پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے اس طریقے باقی اور زندہ رکھنے کے لئے فکر کرتے رہیں اس کے بڑے فضائل ہیں۔

﴿آپ کی سخاوت رمضان شریف میں بڑھ جاتی تھی﴾

﴿حدیث نمبر۲۰۰۲﴾ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَیْرِ وَکَانَ اَجْوَدَ مَا یَکُوْنُ فِیْ رَمَضَانَ کَانَ جِبْرَئِیْلُ یَلْقَاهُ کُلَّ لَیْلَةٍ فِیْ رَمَضَانَ یَعْرِضُ عَلَیْهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْاٰنَ فَاِذَا لَقِیَهُ جِبْرَئِیْلُ کَانَ اَجْوَدَ بِالْخَیْرِ مِنَ الرِّیْحِ الْمُرْسَلَةِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حل لغات: أجود: اسم تفضیل کا صیغہ ہے جادہ (ن) جود افیاض ہونا، سخی ہونا بخشش میں غالب ہونا، الریح: ہوا، جمع، ارواح، ریاح

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں سے سخاوت میں بڑھے ہوئے تھے، اور رمضان میں آپ کی سخاوت اس سے بھی زیادہ ہو جاتی تھی، رمضان کی ہر رات میں جبرئیل آپ ﷺ سے ملتے تھے جس میں جناب رسول اللہ ﷺ ان کو قرآن سنایا کرتے تھے پس جب جبرئیل آپ سے ملتے تو بھلائی کرنے میں بھیجی ہوئی ہوا سے بھی زیادہ سخی ہو جاتے تھے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی فیاضی عام تھی ہی رمضان شریف میں اس میں مزید اضافہ ہو جایا کرتا تھا، ساتھ ہی آپ رمضان کی ہر رات میں جبرئیل کو قرآن کریم سنایا کرتے تھے۔

کلمات حدیث کی تشریح اجود الناس بالخیر إلخ: یعنی جناب رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے، نیز رمضان میں اس وصف سخاوت کا مزید اضافہ ہو جایا کرتا تھا یعوض علیه النبی إلخ: یعنی رمضان کی ہر رات کو حضرت جبرئیل علیہ السلام جناب رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کرتے تھے جس میں جناب رسول اللہ کو قرآن کریم ترتیل سے سنایا کرتے تھے، فإذا لقیه جبرئیل کان أجود إلخ: جب جبرئیل علیہ السلام آپ سے ملتے تھے تو آپ کی سخاوت میں بے انتہا اضافہ ہو جایا کرتا تھا راوی کو اس کی ادائیگی کے لئے الفاظ نہ مل سکے تو اس کو تعبیر ہوا سے کر دی اور یہ بات ذہن میں رہے کہ ہوا چلتی ہی رہتی ہے ایسے ہی آپ کی سخاوت ہر وقت جاری رہتی تھی۔

﴿آپ ﷺ کا آخری اعتکاف﴾

﴿حدیث نمبر ۲۰۰۳﴾ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ يُعْرَضُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْآنُ كُلَّ عَامٍ مَّرَّةً فَعُرِضَ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ فِي الْعَامِ الَّذِیْ قُبِضَ وَكَانَ يَعْتَكِفُ كُلَّ عَامٍ عَشْرًا فَاعْتَكَفَ عِشْرِيْنَ فِي الْعَامِ الَّذِیْ قُبِضَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حل لغات: یعرض: عَرَضَ (ض) عَرْضًا پیش کرنا، قبض: قَبَضَ (ن) قَبْضًا، قبضہ میں لینا۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کو ہر سال ایک بار قرآن سنایا جارہا تھا لیکن وفات کے سال آپ کو دو مرتبہ قرآن سنایا گیا، اور آپ ہر سال ایک عشرے کا اعتکاف کرتے تھے، لیکن وفات کے سال آپ نے بیس دن کا اعتکاف کیا۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ ہر سال قرآن کریم کا دور کیا کرتے تھے۔

کلمات حدیث کی تشریح یعرض علی النبی إلخ: یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام جناب رسول اللہ ﷺ کو قرآن سناتے تھے، اور یہ سنانا ہر سال میں ایک مرتبہ ہوتا تھا، لیکن وفات کے سال میں یہ دو دو مرتبہ کیا گیا تھا، یعتکف کل عام عشر إلخ: اسی طرح سے جناب رسول اللہ ﷺ ہر سال دس دن کا اعتکاف کرتے تھے، لیکن وفات کے وقت آپ نے بیس دن کا اعتکاف کیا تھا۔

﴿حالت اعتکاف میں کنگھی کرنا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۰۰۴﴾ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اعْتَكَفَ أَدْنٰى إِلَيَّ رَأْسَهٗ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَأُرَجِّلُهٗ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةِ الْإِنْسَانِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حل لغات: ادنی: دَنَا (ن) دُنُوًّا قریب ہونا، اَدْنٰی (افعال) قریب کرنا، راسه، سرجمع رُؤُسٌ، ارجله رَجَّلَ (تفعیل) کنگھی کرنا۔

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف کرتے تو مسجد میں ہوتے ہوئے اپنا سر میرے قریب کر

دیتے، تو میں کنگھی کردیتی اور آپ گھر میں انسانی ضرورت کی وجہ سے ہی داخل ہوتے تھے۔

خلاصۂ حدیث معتکف مسجد میں ہوتے ہوئے اگر اپنا کوئی عضو باہر نکال دے تو اس کا اعتکاف ٹوٹتا نہیں جیسے لینے کے لئے ہاتھ ہی باہر نکال دے۔

کلمات حدیث کی تشریح إذا اعتكف ادنى الى راسه: یعنی جناب رسول اللہ ﷺ مسجد میں ہوتے ہوئے اپنا سر دروازے سے باہر نکال لیتے تھے، جہاں بیٹھ کر حضرت عائشہؓ آپ کے سر میں کنگھی کردیا کرتی تھیں، و کان لایدخل البيت الا لحاجة الانسان: یعنی جناب رسول اللہ ﷺ حالت اعتکاف میں مسجد سے اپنے گھر انسانی ضرورت سے ہی جاتے تھے ورنہ نہ جاتے تھے جیسے پیشاب یا پاخانہ وغیرہ۔

﴿ نذرت فی الجاهلية ان اعتكف کا مطلب ﴾

﴿حدیث نمبر ۲۰۰۵﴾ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اَنْ اَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَ فَاَوْفِ بِنَذْرِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حل لغات: نذرت: نَذَرَ (ن) نَذْرًا، نذر ماننا، غیر واجب کو اپنے اوپر واجب کرنا، الجاهلية ، اہل عرب کے وہ احوال جو اسلام سے پہلے تھے جَهِلَ (س) جَهْلاً نہ جاننا، ان پڑھ ہونا۔

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ میں نے جاہلیت میں ایک رات مسجد حرام میں اعتکاف کرنے کی نذر مانی ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ تم اپنا اعتکاف پورا کرو۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلامی طریقے کے مطابق جاہلیت میں مانی گئی نذر پوری کی جاسکتی ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح قال كنت نذرت في الجاهلية الخ: یعنی جناب رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ میں نے اسلام سے پہلے ایک دن مسجد نبوی میں اعتکاف کرنے کی نذر مانی ہے، اب اس نذر کا کیا ہوگا کیا میں پورا کروں یا نہیں کروں؟ قال فاوف بنذرك: جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنی نذر پوری کرو۔

﴿اعتکاف کی قضاء﴾

﴿حدیث نمبر ۲۰۰۶﴾ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعْتَكِفُ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَلَمْ يَعْتَكِفْ عَامًا فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ اعْتَكَفَ عِشْرِيْنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ.

حل لغات: عامًا: عَامَةٌ کی جمع ہے بمعنی سال، المقبل: آنے والا۔

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف کرتے تھے، ایک سال آپ اعتکاف نہ کرسکے، تو جب اگلا سال آیا تو آپ نے بیس دن کا اعتکاف کیا۔

خلاصۂ حدیث جن نفلی عبادت کی آدمی پابندی کرے وہ اگر کسی وجہ سے چھوٹ جائے تو ان کی قضا کی جاسکتی ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح فلم يعتكف عاما: جناب رسول اللہ ﷺ رمضان کے اخیر عشرے کا اعتکاف پابندی سے کرتے تھے، ایک سال کسی عذر کی وجہ سے اعتکاف نہ کرسکے فلما كان العام المقبل الخ: یعنی جب اگلا سال آیا تو آپ نے پچھلے سال کے اعتکاف کی قضا کرتے ہوئے بیس دن کا اعتکاف کیا اس سے یہ بات ثابت ہوئی پابندی سے کی جانے والی ہر عبادت اگر چھوٹ جائے تو انکی قضا کی جائے۔ دل الحديث على ان النوافل الموقتة تقضي إذا فاتت لعوارض. (مرقاة ۴/۳۲۹)

اعتکاف شروع کرنے کا وقت

حدیث نمبر ۲۰۰۷: وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَعْتَكِفَ صَلَّى الْفَجْرَ ثُمَّ دَخَلَ فِيْ مُعْتَكَفِهِ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حل لغات: اراد: أَرَادَ (افعال) ارادہ کرنا۔

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف کا ارادہ فرماتے تو فجر کی نماز پڑھتے پھر اپنے معتکف میں داخل ہو جاتے۔

خلاصۂ حدیث: آپ ﷺ کا معمول یہ تھا کہ اعتکاف کے لیے فجر کی نماز پڑھ کر اپنے معتکف میں جاتے تھے، اس لیے اعتکاف کرنے والوں کو چاہیے کہ اس پر عمل کریں۔

کلمات حدیث کی تشریح: إذا أراد أن يعتكف: یعنی جناب رسول اللہ ﷺ اعتکاف کا ارادہ فرماتے تو رمضان کی اکیسویں شب مسجد میں گزارتے اور صبح کی نماز پڑھ اپنے معتکف میں چلے جاتے تاکہ یکسوئی کے ساتھ اعتکاف کی حالت میں عبادت ہو سکے۔

حالت اعتکاف میں عیادت کرنا

حدیث نمبر ۲۰۰۸: وعنها قالت كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُ الْمَرِيْضَ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَيَمُرُّ كَمَا هُوَ فَلَا يُعَرِّجُ يَسْأَلُ عَنْهُ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُد وابْنُ مَاجة.

حل لغات: فيمر: مرّ (ن) مرًّا گذرنا، فلا يعرج: عرّج (تفعیل) ٹھہرنا۔

ترجمہ: ان سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ اعتکاف کی حالت میں گزرتے ہوئے مریض کی عیادت کرتے تھے اور آپ ٹھہرتے نہیں، بس اس سے پوچھ لیتے۔

خلاصۂ حدیث: اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ معتکف جب اپنی ضرورت سے نکلے اور راستے میں کوئی مریض مل جائے تو چلتے ہوئے اس مریض کی عیادت کی جا سکتی ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح: وعنها: یعنی یہ حدیث حضرت ام المؤمنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ يعود المريض وهو معتكف: یعنی جناب رسول اللہ ﷺ حالت اعتکاف میں اپنی ضرورت سے مسجد سے نکلتے اور چلتے ہوئے جو مریض مل جاتا تو آپ اس مریض کی خیریت پوچھ لیتے تھے فلا يعرج: یعنی آپ راستے میں ٹھہرتے نہیں تھے چلتے ہوئے مریض کی خیریت پوچھ لیا کرتے تھے۔

اعتکاف کی حالت میں ان کاموں سے بچیے

حدیث نمبر ۲۰۰۹: وعنها قالت السُّنَّةُ عَلَى الْمُعْتَكِفِ أَنْ لَا يَعُوْدَ مَرِيْضًا وَّ لَا يَشْهَدَ جَنَازَةً وَّلَا يَمَسَّ الْمرأة ولا يباشرها ولا يخرج لحاجة الّا لما لا بُدّ منهُ ولا اعتكاف الّا بصوم ولا اعتكاف الّا في مسْجد جامع رواه ابوداوُد.

حل لغات: لاتعود: عاد (ن) عَوْدًا وَعِيَادةً مزاج پرسی کرنا، يمس: مَسَّ (س ن) مَسًّا چھونا، ولايخرج: خرج (ن) خُرُوْجًا نکلنا۔ لحاجة: ضرورت جمع، حاجات۔

ترجمہ: انہی سے روایت ہے کہ معتکف کو چاہیے کہ مریض کی عیادت نہ کرے جنازے میں شریک نہ ہو عورت کو نہ چھوئے، نہ صحبت کرے

کسی ضرورت سے نہ نکلے الا یہ کہ جو اس کیلئے ضروری ہو، روزے کے بغیر اعتکاف نہیں، اعتکاف جامع مسجد میں صحیح ہوتا ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف میں جتنی چیزوں سے بچنے کے لئے کہا گیا ہے حالت اعتکاف میں ان سب سے پرہیز کرے۔

کلمات حدیث کی تشریح وعنها یعنی یہ حدیث شریف ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے ان لایعود مریضا یعنی بالقصد کسی مریض کی عیادت کے لئے نہ جائے ہاں اگر کسی اپنی ضرورت سے معتکف سے نکلے اور چلتے ہوئے راستے میں کوئی مریض مل جائے تو اس کی مزاج پرسی کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، جیسا کہ پیچھے ایک حدیث اس طرح کی آچکی ہے، ولا یشهد جنازة: یعنی مسجد سے باہر جنازہ کی نماز میں شریک نہ ہو، ولا یمس المرأة: یعنی شہوت سے عورت کو نہ چھوئے، ولا یباشرها: یعنی حالت اعتکاف میں صحبت نہ کرے لایخرج الخ: یعنی جن کاموں کے لئے مسجد سے نکلنا ضروری ہے جیسے پیشاب پاخانہ ان کے لئے تو مسجد سے نکلنے کی گنجائش ہے، ان کے علاوہ کاموں کے لئے نہ نکلے (تفصیل فقہ کی کتابوں میں دیکھئے) ولا اعتکاف الا بصوم: یعنی صحت اعتکاف کے لئے روزہ ضروری ہے ولا اعتکاف الا في مسجد جامع: جامع مسجد سے وہ مسجد مراد ہے جس میں پانچ وقت کی نماز باجماعت پڑھی جاتی ہو۔

الفصل الثالث

﴿آپ کا اعتکاف﴾

﴿حدیث نمبر ۲۰۱۰﴾ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا اعْتَكَفَ طُرِحَ لَهٗ فِرَاشُهٗ اَوْ يُوْضَعُ لَهٗ سَرِيْرُهٗ وَرَآءَ اُسْطُوَانَةِ التَّوْبَةِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حل لغات: طرح: طَرَحَ (ف) طَرْحًا ڈالنا، یوضع: وَضَعَ (ض) وَضْعًا رکھنا۔

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ جب اعتکاف کرتے تو ستون توبہ کے پاس آپ کا بستر بچھا دیا جاتا یا آپ کی چارپائی رکھ دی جاتی۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اعتکاف کرنے والے کو چاہیے کہ اوڑھنے بچھانے کہ ضروری سامان لے کر مسجد جائے تاکہ مسجد کے سامان استعمال کرنے کی نوبت نہ آئے نیز موقع ہو تو مسجد کے ایک گوشے میں اپنی جگہ بنائے تاکہ عبادت کرنے میں یکسوئی حاصل ہو سکے۔

کلمات حدیث کی تشریح انه كان إذا اعتكف الخ: یعنی جناب رسول اللہ ﷺ اعتکاف فرماتے تو اوڑھنے بچھانے کے ضروری سامان لے کر مسجد جاتے اور انہیں جناب رسول اللہ ﷺ کے معتکف میں بچھا دیا جاتا تھا۔
وراء استوانة التوبة: مسجد نبوی میں ایک ستون کا نام ستون توبہ تھا اس کے آس پاس میں آپ کا معتکف ہوا کرتا تھا۔

﴿اعتکاف کے دو مخصوص فائدے﴾

﴿حدیث نمبر ۲۰۱۱﴾ وعن ابن عبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الْمُعْتَكِفِ هُوَ يَعْتَكِفُ الذُّنُوْبَ وَيُجْرٰى لَهٗ مِنَ الْحَسَنَاتِ كَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ كُلِّهَا رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حل لغات: الذنوب جمع ہے ذنب کی بمعنی گناہ، یجری: جرى (ض) جَارِی جاری ہونا، الحسنات جمع ہے حسنة کی بمعنی نیکی۔

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اعتکاف کرنے والے کے حق میں فرمایا وہ گناہوں سے رکا

رہتا ہے، اور اس کے لئے نیکیاں جاری رہتی ہے جیسے ان تمام نیکیوں کے کرنے والے کے لئے۔

خلاصۂ حدیث یہ معتکف کی ایک بہت اہم خصوصیت ہے کہ وہ چوبیس گھنٹہ گناہوں سے بچنے کے ساتھ ساتھ چوبیس گھنٹے ان کے اعمال نامہ میں نیکیاں درج ہوتی ہی رہتی ہیں۔

کلمات حدیث کی تشریح قال في المعتكف الخ: یعنی اعتکاف کرنے والے کے حق میں جناب رسول اللہ نے فرمایا کہ وہ حالت اعتکاف میں کوئی گناہ نہیں کرتا ہے اور رات دن اس کے نامۂ اعمال میں نیکیاں درج ہوتی ہی رہتی ہیں۔

﴿ کتاب فضائل القرآن ﴾

قرآن کریم کلام الٰہی ہے، اسکے فضائل ومناقب نصوص سے ثابت ہیں، بہ شمول چاروں کتابوں کے آسمان سے ایک سو چودہ صحیفے نازل ہوئے ہیں، انمیں صرف اور صرف قرآن کریم کو کلام الٰہی ہونے کا شرف حاصل ہے، اسکے علاوہ جتنی کتابیں ہیں وہ آسمانی کتاب یا صحیفے ضرور ہیں، لیکن کلام الٰہی نہیں، یہی وجہ ہے کہ جس طرح سے ذاتِ خدا قدیم اور حدوث سے پاک ہے، اسی طریقے سے قرآن کریم کلامِ الٰہی ہونے کی بنیاد پر ہر طرح کی کمی بیشی، حذف واضافہ اور شک وشبہ سے پاک ہے اور پوری کائنات کا مسلم نظریہ ہے کہ قرآن کریم اول دن جس طرح سے حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا تھا، آج بھی اسی طرح سے محفوظ ہے اور تا قیامت محفوظ رہیگا، پوری کی پوری مخلوقات چاہ کر بھی اسمیں شکوک وشبہات پیدا نہیں کرسکتی، اسکی اصل وجہ یہ ہے کہ خود خدا نے اپنے کلام (قرآن کریم) کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے اور ظاہر سی بات ہے کہ عظیم ہستیاں جب کسی چیز کی حفاظت کی ذمہ داری لیتی ہیں تو وہ اشیاء عظیم ہی ہوا کرتی ہیں، اسلئے جب ذات باری تعالیٰ نے خود اپنے کلام (قرآن کریم) کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے تو یہ کتاب عظیم الشان کتاب ہونے کے ساتھ ساتھ لازوال بھی ہے اور اسکے فضائل ومناقب بے پناہ ہیں، یہی وجہ ہے کہ امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ قرآن کریم کے فضائل ومناقب بے انتہا ہیں۔ البتہ اس بات پر قدرے اختلاف ہے کہ قرآن کریم کے بعض حصے کو اسی کے کسی حصے پر فضیلت حاصل ہے یا نہیں؟ اس بارے میں حضرت امام ابوالحسن اشعری قاضی ابوبکر باقلانی اور ابن حبان کی رائے یہ ہے کہ قرآن کریم چوں کہ پورا کا پورا کلام اللہ ہے اگر بعض حصے کو بعض پر فضیلت مانتے ہیں تو بعض حصے کو مفضول ماننا پڑے گا جو کلامِ الٰہی کی شان کے خلاف ہے اس لئے کلام اللہ کے کسی حصے کو دوسرے حصے پر کوئی برتری حاصل نہیں ہے پورا کا پورا قرآن کریم کلام اللہ ہے افضل اور مفضول کے جھگڑے میں نہیں پڑنا چاہیے۔

اختلف الناس هل في القرآن شيء أفضل من شيء فذهب الإمام أبوالحسن الأشعري، والقاضي أبوبكر الباقلاني، وابن حبان إلى المنع لأن الجميع كلام الله ولئلا يوهم التفضيل نقص المفضل عليه" (مرقات: ۳۳۲/۴)

جمہور امت کا کہنا ہے کہ قرآن کریم کے بعض حصے کو بعض پر فضیلت حاصل ہے اور یہ کوئی خرابی کی بات نہیں ہے اس لئے خود حامل قرآن جناب نبی کریم ﷺ نے قرآن کریم کے بعض حصے کی خاص خاص فضیلت بیان کی ہیں، جن سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ قرآن کریم کے بعض حصے کو بعض پر فضیلت حاصل ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا "یٰس" قرآن کریم کا دل ہے، سورہ فاتحہ قرآن کریم کی سب سے افضل سورت ہے، آیت الکرسی تمام آیتوں کی سردار ہے اور سورہ اخلاص ایک ثلث قرآن کے برابر ہے وغیرہ وغیرہ

"وذهب آخرون وهم الجمهور إلى التفضيل، بظواهر الأحاديث قال القرطبي انه الحق وقال ابن الحصار العجب ممن يذكر الاختلاف في ذلك مع النصوص الواردة في التفضيل...... فاعلم أن لو البصير ان كان لا يرشدك الى الفرق بين آية الكرسي وآية المداينة، وبين سورة الاخلاص وسورة تبت وترتاع على اعتقاد الفرق نفسك الخوارة المستغرقة بالتقليد فقلد صاحب الرسالة صلى الله عليه وسلم فهو الذى انزل عليه القرآن وقال "يٰس"

قلب القرآن وفاتحة الكتاب افضل سورة القرآن، وآية الكرسى سيدة آى القرآن وقل هو الله احد تعدل ثلث القرآن وغير ذلك مما لا يحصٰى" (مرقات:۴/۳۳۲)

اس تناظر میں دیکھا جائے تو قرآن کریم کے فضائل ومناقب ایک مسلمہ حقیقت ہے اس لئے انکار کی کوئی صورت نہیں ہے۔
فضائل، فضیلة کی جمع ہے، بمعنی زیادتی فضل میں بلند مرتبہ۔
القرآن، قَرَأَ (ف،ن) قرآنا پڑھنا، قرآن مصدر اسم مفعول مَقْرُوْءٌ کے معنی میں ہے۔ ثم المعتمد ان القرآن بمعنی القراءة مصدر بمعنى المفعول. (مرقات:۴/۳۳۲)

الفصل الاوّل

﴿قرآن سیکھنے اور سکھانے والا سب سے بہتر ہے﴾

(حدیث نمبر:۲۰۱۲) عن عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حل لغات: خیر، اصل میں أخیر تھا بمعنی بھلائی نیکی، جمع اخیار، علم (تفعل) سکھلانا۔

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جس نے قرآن سیکھا اور سکھایا۔

خلاصۂ حدیث اخلاص کے ساتھ جو شخص قرآن کریم کو سیکھے اور پھر سکھائے تو ایسا شخص انبیاء کے بعد سب سے بہتر ہے، اس لئے کہ قرآن کریم کلاموں میں سب سے بہتر کلام ہے تو اس کے سیکھنے اور سکھانے والے بھی سب سے بہتر ہوں گے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح خیر کم من تعلم القرآن وعلمهٗ: وہ لوگ سب سے بہتر ہیں، جو قرآن کریم کو اس طور پر سیکھیں جو اس کے سیکھنے کا حق ہے، یعنی اس کے اصول وفروع، علوم وفنون اور حقائق ومعارف سیکھنے کے بعد دوسروں کو سکھائے تو ایسا شخص حضرات انبیائے کرام کے بعد سب سے بہتر آدمی ہے، اس لئے کہ قرآن کریم تمام کلاموں میں سب سے بہتر کلام ہے تو جو شخص سب سے بہتر کلام کے ساتھ منسلک ہو کر رہے گا وہ سب سے بہتر مانا جائے گا۔ أی حق تعليمهٗ ولا يتمكن من هذا إلا بالاحاطة بالعلوم الشرعية أصولها وفروعها من زوائد العوارف القرآنية وفوائد المعارف الفرقانية...... فهو افضل المؤمنين مطلقًا...... والحاصل أنهٗ إذًا كان خير الكلام كلام الله فكذالك خير الناس بعد النبيين من يتعلم القرآن ويعلمهٗ، لكن لا بد من تقييد التعلم والتعليم بالاخلاص. (مرقات:۴/۳۳۳)

فائدہ: قرآن الفاظ اور معانی کے مجموعے کا نام ہے، اس لئے جس طرح سے اس کے الفاظ کو پڑھنا پڑھانا فضیلت کی بات ہے، ایسے ہی اس کے معانی کے پڑھنے پڑھانے پر بھی فضائل کا اطلاق ہوتا ہے، جیسا کہ امام نووی نے اس کی صراحت کی ہے۔ "قال الامام النووى رحمه الله فى الفتاوىٰ تعلم قدر الواجب من القرآن والفقة سواء فى الفضل واما الزياد على الواجب فالفقه افضل. (مرقات:۴/۳۳۳)

﴿قرآن پڑھنے اور پڑھانے کی فضیلت﴾

(حدیث نمبر:۲۰۱۳) وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ فِي الصُّفَّةِ فَقَالَ أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنْ يَغْدُوَ كُلَّ يَوْمٍ إِلٰى بُطْحَانَ أَوِ الْعَقِيْقِ فَيَأْتِيَ بِنَاقَتَيْنِ كَوْمَاوَيْنِ فِيْ غَيْرِ إِثْمٍ وَلَا قَطْعِ رَحْمٍ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُلُّنَا نُحِبُّ ذٰلِكَ قَالَ أَفَلَا يَغْدُوْا أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَيَعْلَمُ أَوْ يَقْرَءُ اٰيَتَيْنِ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ

ناقتَینِ وَثَلاثٌ خَیرٌ لَہٗ مِن ثَلاثٍ وَأربَعٌ خَیرٌ لَہٗ مِن أربَعٍ وَمِن أعدَادِھِنَّ مِنَ الإبِلِ. رَوَاہُ مُسلِمٌ.

حل لغات: الصفة: مسجد نبوی میں ایک چبوترے کا نام ہے، کہا جاتا ہے صفۃ المسجد مسجد کا سایہ دار چبوترہ۔ یَغدُوَ: غدا (ن) غُدُوًّا: صبح کے وقت جانا۔ بُطحَانَ: ''باء'' پر ضمہ اور ''طا'' پر جزم ہے مدینہ منورہ کے قریب ایک کشادہ نالے کا نام ہے بضم الموحدة وسكون الطاء اسم وادٍ بالمدينة سمي بذلك لسعته وانبساطه من البطح (مرقات:۳۳۴/۴) العقيق: سرخ پتھر، مقامات کا نام واحد عقیقة. ناقتین: ناقة کی تثنیہ بمعنی اونٹنی، کوماوین کو ماء کا تثنیہ بمعنی بڑے کوہان والی اونٹنی جمع کُوم. إثم: گناہ، جمع آثام، ماثم.

توجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جناب نبی کریم ﷺ اس حال میں باہر آئے کہ ہم صفہ میں تھے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کون یہ پسند کرتا ہے کہ روزانہ بطحان یا عقیق جا کر، گناہ اور تعلق توڑے بغیر دو بڑے کوہان والی اونٹنیاں لائے تو ہم نے جواب دیا یا رسول اللہ ﷺ اس کو ہم میں سے ہر ایک پسند کرتا ہے۔ آپ نے پھر فرمایا تم میں سے جو شخص مسجد جا کر قرآن کریم کی دو آیتیں خود سیکھتا ہے یا دوسرے کو سکھاتا ہے تو یہ اس کے لئے دو اونٹنیوں سے بہتر ہیں، تین آیتیں تین اونٹنیوں سے بہتر ہیں اور چار آیتیں چار اونٹنیوں سے بہتر ہیں یعنی آیتوں کی تعداد اونٹنیوں کی تعداد سے بہتر ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اہل عرب کی نظر میں چوں کہ اونٹوں کی بڑی قدر ومنزلت تھی اس لئے جناب نبی کریم ﷺ نے حضرات صحابۂ کرام کو اسی چیز کی مثال دے کر سمجھایا کہ قرآن کریم کے اس قدر فضائل ومناقب ہیں کہ اس کی ایک آیت خود سیکھنا یا دوسروں کو سکھانا یہ ایک اچھے سے اچھے اونٹ سے بہتر ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح نحن في الصفة: یہ اہل صفہ کا واقعہ ہے اہل صفہ چوں کہ عام طور پر مسجد ہی میں رہ کر جناب نبی کریم ﷺ سے اکتسابِ فیض کرتے تھے گویا کہ وہ ایک اقامتی اور تربیتی تعلیم گاہ تھی ان کی تعداد مختلف اوقات میں الگ الگ رہی ہے بعض نے دو سو بعض نے ساڑھے تین سو بعض نے کچھ کم بعض نے کچھ زیادہ بتائی ہے۔ والصفة مكان في مؤخر المسجد اعد لنزول الغرباء فيه من لا مأوى له ولا اهل..... وكانوا يكثرون تارةً حتى يبلغوا نحو المأتين.

(مرقات:۳۳۳/۴)

فقال أيكم يحب ان يغدو: یعنی جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا صبح کے وقت جا کر، صبح کے وقت جانے میں یہ حکمت ہے کہ آدمی جب سویرے بازار جاتا ہے تو سامان عمدہ ملتا ہے اور دیر سے جانے کی صورت میں چھنٹا ہوا مال ملتا ہے۔ أي يذهب في الغدوة وهو اول النهار (مرقات:۳۳۴/۴) إلى بُطحَانَ اور العقيق: ظاہر تو یہی ہے کہ ''أو'' تنویع کے لئے ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ راوی نے شک کی بنیاد پر اَو کا اضافہ کر دیا ہے، دونوں روایتیں صحیح مانی جا سکتی ہیں کوئی تضاد نہیں ہے ''او'' تنویع کے لئے مانا جائے تو بطحان اور عقیق یہ دونوں دو جگہ کے نام ہیں جہاں جناب نبی کریم ﷺ کے زمانے میں یومیہ بازار لگا کرتا تھا۔ بطحان بضم المؤحدة وسكون الطاء اسم واد بالمدينة......أو العقيق: قيل: أراد العقيق الاصغر وهو على ثلاثة اميال او ميلين من المدينة وخصهما بالذكر لأنهما اقرب المواضع التي يقام فيها اسواق الابل الى المدينة والظاهر ان لو للتنويع لكن في جامع الاصول اوقال الى العقيق فدل على انهٗ شك من الراوى (مرقات:۳۳۴/۴) فيأتي بناقتين كو ماوين: کوماوین اصل میں کومائین تھا، ہمزہ کو واو سے بدل دیا گیا ہے اس کے اصل معنی بلندی کے آتے ہیں اور کوہان چوں کہ بلند ہوتا ہے اس لئے بڑے کوہان والی اونٹنیوں کو کُوم کہا جانے لگا۔ کُوم کَوماء کی جمع ہے۔ تثنیہ۔ کَوماء قلبت الهمزة واوا واصل الكوم العلو،

(.... ۳..) في غير اثم ولا قطع رحم .... ب کے یا ایسے طریقے سے جس کی بنیاد پر تعلقات خراب ہونے

کا اندیشہ ہو من اعدادھن من الابل: یعنی جناب نبی کریم ﷺ آگے کی تعداد بتانا چاہتے ہیں کہ ۵ آیتوں کے پڑھنے سے ۵ بڑے کوہان والی اونٹنیوں سے بہتر ہے۔ علی ھذا القیاس و من اعدادھن معلق بمحذوف تقدیرہ و اکثر من اعدادھن من الابل فخمس آیات خیر من خمس ابل وعلی ھذا القیاس (مرقات: ۴/۳۳۴)

﴿ تلاوت قرآن کی فضیلت ﴾

(حدیث نمبر: ۲۰۱۴) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ أَنْ يَجِدَ فِيْهِ ثَلَاثَ خَلِفَاتٍ عِظَامٍ سِمَانٍ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ فَثَلَاثُ آيَاتٍ يَقْرَأُ بِهِنَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ ثَلَاثِ خَلِفَاتٍ عِظَامٍ سِمَانٍ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: رجع: رَجَعَ (ض) رُجُوْعًا: واپس آنا، لوٹنا، اهل: کنبہ، جمع أهلُوْن، أهَلَ (ن) أهْلا الرجل: شادی ہونا۔ یجد: وَجَدَ (ض) وَجْدًا: پانا، خلفات: جمع ہے خلفة کی بمعنی گابھن اونٹنی، عظام: واحد عظم: بڑی چیز کا بڑا ہونا، سمان: واحد سمین بمعنی موٹا۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم میں سے کون یہ پسند کرتا ہے کہ جب وہ اپنے کنبے میں لوٹ کر آئے تو وہاں تین حاملہ، بڑی اور موٹی اونٹنیاں پائے، ہم نے کہا جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے اپنی نماز میں قرآن کریم کی تین آیتیں پڑھے گا تو وہ اس کے لئے تین حاملہ، بڑی اور موٹی اونٹنیوں سے بہتر ہیں۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت سے دینی اور دنیوی ہر طرح کے فائدے ہوتے ہیں۔

کلماتِ حدیث کی تشریح إذا رجع إلى اهله ان يجد فيه: یعنی آدمی باہر سے گھر آئے تو وہ اپنے گھر میں شاندار اونٹنی پائے تو اس کو بڑی خوشی ہوگی، ایسے ہی قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے کو خوش ہونا چاہئے اس کا بدلہ آج نہیں تو ضرور کل ملے گا۔

﴿ ماہر قرآن کی فضیلت ﴾

(حدیث نمبر: ۲۰۱۵) وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَالَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيْهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهُ أَجْرَانِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حل لغات: الماهر: اسم فاعل بمعنی حاذق، کامل فن۔ مَهَرَ (ف،ن) مَهْرًا وَمَهَارَةً، حاذق ہونا، تجربہ کار ہونا۔ السفرة: سافر کی جمع ہے بمعنی کاتب، مسافر، سَفَرَ (ن) سُفُوْرًا: سفر کے لئے روانہ ہونا۔ الکتاب. لکھنا۔ الکرام: جمع ہے کریم کی بمعنی بزرگ، البررة: جمع ہے بار کی بمعنی نیکوکار۔ تعتع: تَعْتَعَ فی الکلام: ہکلانا۔ شاق: شَقَّ (ن) شَقًّا ومشقةً: دشوار ہونا۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا ماہر قرآن ان فرشتوں کے ساتھ ہے جو لکھنے والے، بزرگ اور نیکوکار ہیں، اور جو شخص قرآن کو اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اور وہ اس پر مشکل ہے تو اس کے لئے دوہرا اجر ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ ماہر قرآن کی بڑی فضیلت ہے، ایسے ہی جو شخص قرآن کریم کو اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اس کے پڑھنے میں چوں کہ وقت زیادہ لگتا ہے اس لئے ایسے پڑھنے والے کو دوہرا اجر ملے گا۔

کلماتِ حدیث کی تشریح الماهر بالقرآن: ماہر قرآن سے کیا مراد ہے؟ اس سلسلے میں ایک قول تو یہ ہے کہ جو شخص بہترین حافظ اور قاری ہے وہ ماہر قرآن ہے "ان يريد به جودة الحفظ أو جودة اللفظ وان يريد به كليهما"

دوسرا قول یہ ہے کہ حافظ وقاری ہونے کے ساتھ ساتھ قرآن کریم کے جملہ علوم وفنون سے واقف ہو اور وہ قرآن کریم کے تقاضے پر عمل بھی کرتا ہو وہ ماہر قرآن ہے۔(مرقات:۴/۳۳۶) **مع السفرة الكرام البررة:** سفرہ سے وہ فرشتے مراد ہیں جو لوح محفوظ کے محافظ ہیں اور انہیں سفرہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ سب لوح محفوظ سے احکامِ الٰہی کو انبیائے کرام تک نقل کرتے تھے، اس لئے وہ ملائکہ کافی معتمد ہیں، ایسے ہی وہ حضرات علمائے کرام جو ماہر قرآن ہیں اور پوری امانت ودیانت، تقویٰ وطہارت اخلاص وللٰہیت کے ساتھ محاسن ومکارم کو شریعت کی تعلیم دیتے ہیں، ان کا کام چوں کہ محافظین لوح محفوظ سے ملتا جلتا ہے اس لئے یہ حضرات علمائے کرام ان ہی فرشتوں کے ساتھ رہیں گے، جو ایک بہت اونچا مقام ہے۔ **ويتتعتع فيه وهو عليه شاق له اجران:** ماہرین قرآن کریم کو دیکھ کر ان لوگوں کو کبیدہ خاطر ہونے کی ضرورت نہیں ہے جن کی زبان پر لکنت ہے جس کی وجہ سے تیز رفتاری میں نہ قرآن کریم کو پڑھ سکتے ہیں اور نہ ہی طلاقتِ لسانی کے ساتھ درس وتدریس کے ساتھ ساتھ چرب زبانی کے ساتھ تبلیغ کے فرائض بھی انجام دے سکیں۔ ایسے لوگوں کے لئے جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا دیا وہ ایسے ہی پڑھتے رہیں ان کے لئے دوہرا اجر ہے۔(مقامات:۴/۳۳۶)

﴿ اشتغال بالقرآن کی فضیلت ﴾

(حدیث نمبر:۲۰۱۶) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا حَسَدَ إِلَّا عَلَى اثْنَيْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَهُوَ يَقُوْمُ بِهٖ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ.

حل لغات: حسد: حَسَدَ (ن،ض) حَسَدًا: رشک کرنا، رجل: آدمی جمع رجال. يقوم: قَامَ (ن) قَوْمًا: کھڑا ہونا، قامه به کسی کام کو بہتر طریقے سے انجام دینا، ينفق : أنْفَقَ (افعال) خرچ کرنا، الليل: رات جمع لَيَالِيْ . النَّهَارِ: دن، جمع أنْهُر.

ترجمه: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ رشک صرف دو آدمی پر جائز ہے ایک وہ آدمی جسے اللہ نے قرآن کریم عطا کیا اور وہ اسمیں رات دن مشغول رہتا ہے اور دوسرا وہ آدمی جسے اللہ نے مال دیا اور وہ رات دن اسکو خرچ کرتا ہے

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ خادم قرآن اور قاسم مال یہ دونوں بڑے خوش نصیب ہیں، عام طور پر ان میں ہر طرح کی خوبیاں جمع ہو جایا کرتی ہیں اس لئے رشک کیا جاسکتا ہے تو یہ دو طرح کے لوگ ہیں جن پر کرنا چاہیے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح لا حسد: یہاں حسد سے مراد غبطہ یعنی رشک ہے، اور رشک کہتے ہیں اس تمنا کو جو چیز دوسرے کو حاصل ہے وہ اس کے پاس باقی رہتے ہوئے ویسی ہی چیز مجھے مل جائے اس میں چوں کہ کسی طرح کی کوئی قباحت نہیں ہے اس لئے جائز ہے۔ لاحسد اى لا غبطة، آتاه الله القرآن: یعنی اللہ تعالیٰ نے جس شخص کو بھی قرآن کریم کی خدمت کا موقع دیا ہے خواہ پڑھنے کی شکل میں یا پڑھانے کی صورت میں یا کسی اور طریقے سے اور وہ اس میں لگا رہتا ہے تو اس کی قدر ومنزلت کا عالم یہ ہے کہ ایسے شخص پر رشک کیا جاسکتا ہے۔ اى من عليه يحفظه له كما ينبغي. رجل اتاه الله مالا الخ: یعنی اللہ تعالیٰ نے کسی کو مال حلال دیا اور وہ اس مال کو خیر کی جگہوں میں رات دن یعنی خوب خوب خرچ کرتا ہے۔

﴿ قرآن پڑھنے والے کی مثال ﴾

(حدیث نمبر:۲۰۱۷) وَعَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِيْ يَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ مَثَلُ الْأُتْرُجَّةِ رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِيْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ مَثَلُ التَّمْرَةِ لَا رِيْحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِيْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ لَيْسَ لَهَا رِيْحٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ مَثَلُ الرَّيْحَانَةِ رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ الْمُؤْمِنُ

الَّذِیْ یَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَیَعْمَلُ بِهٖ كَالْاُتْرُجَّةِ وَالْمُؤْمِنُ الَّذِیْ لَا یَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَیَعْمَلُ بِهٖ كَالتَّمْرَةِ.

حل لغات: الاترجة: لیموں، ریحها: ریح ہوا، جمع ریاح، طیب: خوش بو، جمع أطیاب. طعمها: طعم مزہ، جمع طُعُوْم. التمر: کھجور، جمع تُمُوْر. حلو: میٹھا، حَلَا (ن) حَلَاوَةً میٹھا ہونا۔ المنافق: نَافَقَ (مفاعلت) دل میں کفر چھپا کر زبان سے ایمان ظاہر کرنا، الحنظلة: کھر پھیدوا، ایک پھل ہے جو کڑواہٹ میں ضرب المثل ہے، المر: کڑوا، مَرَّ (س،ن) مَرَارَةً: کڑوا ہونا۔ الریحانة: ایک خوش بودار پھل۔

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا قرآن پڑھنے والے مومن کی مثال لیموں کی سی ہے کہ اس کی خوش بو اچھی اور اس کا ذائقہ عمدہ، قرآن نہ پڑھنے والے مومن کی مثال کھجور کی سی ہے کہ اس میں خوش بو نہیں، لیکن مزہ میٹھا ہے اور قرآن نہ پڑھنے والے منافق کی مثال حنظل کی سی ہے کہ اس میں خوش بو ہے نہیں اوپر سے ذائقہ کڑوا اور قرآن پڑھنے والے منافق کی مثال اس پھل کی سی ہے جس کی خوش بو اچھی اور مزہ کڑوا ہو دوسری روایت میں ہے قرآن پڑھنے اور اس پر عمل کرنے والے مومن لیموں کے مانند ہیں اور قرآن نہ پڑھنے اور عمل کرنے والے والے مومن کی مثال کھجور کی طرح ہے۔

خلاصۂ حدیث قرآن کریم پڑھنے والے کے اندر خوش بو اور ذائقہ ہے اور نہ پڑھنے والے کے اندر نہ خوش بو ہے اور نہ ذائقہ ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح مثل المؤمن الذی یقرأ القرآن الخ: "یقرأ القرآن" مضارع کا صیغہ استعمال کر کے جناب نبی کریم ﷺ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ یہاں پر وہ قاری قرآن مراد ہے جو برابر قرآن کریم کی تلاوت کرتا رہے حتیٰ کہ قرآن کریم پڑھنے کی اس کو عادت ہوگئی ہے (مرقات:۴/۳۲۷)

فائدہ: قرآن کریم پڑھنے والا مسلمان لیموں کی طرح اس طور پر ہوا کہ مسلمان کے اندر ایمان کی چاشنی موجود ہے اور جب وہ قرآن کریم پڑھتا ہے تو اسکی طرف لوگوں کا میلان ہوتا ہے جیسے خوش بو کی طرف فطرتِ سلیمہ کا میلان ہوتا ہے خیال رہے یہاں لیموں سے مراد سنترہ ہے

﴿ قرآن پڑھنے اور نہ پڑھنے والے میں فرق ﴾

(حدیث نمبر:۲۰۱۸) وَعَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ اَقْوَامًا وَ يَضَعُ بِهٖ آخَرِيْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: یرفع ، رفع ، (ف) رفعًا بلند کرنا، اقوام: قوم کی جمع ہے بمعنی جماعت۔

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے کتنے لوگوں کو بلند کرتا ہے اور اس کے ذریعے سے کتنے لوگوں کو پست کرتا ہے۔

خلاصۂ حدیث قرآن کریم پڑھنے اور اس پر عمل کرنے والے کو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں عزت و سر بلندی عطا فرماتا ہے اور جو نہ قرآن کریم پڑھتا ہے اور نہ ہی اس پر عمل کرتا ہے، اس کو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں ذلیل و خوار کر دیتا ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح إن الله یرفع بهذا الکتاب: یعنی جو شخص قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہوئے اس کو پڑھ کر اس پر عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں عزت و سر بلندی عطاء کرتا ہے اس لیے کہ یہ کلام اللہ ہے جو کلام اللہ کا حق ادا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو دنیا اور آخرت میں بے پناہ انعامات سے نوازے گا۔ ویضع به آخرین: یعنی جو نہ اس کو پڑھتا ہے اور نہ ہی اس پر عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو سب سے نچلے طبقے میں پہنچا دیتا ہے، جیسا کہ اعلان خداوندی ہے: يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّ يَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا الآیۃ "مَاهُوَ شِفَاءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا" (مرقات:۴/۳۲۸)

﴿ قرآن سننے کے لیے فرشتوں کا ازدحام ﴾

(حدیث نمبر:۲۰۱۹) وَعَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ اُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ قَالَ بَيْنَمَا هُوَ يَقْرَأُ بِاللَّيْلِ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ وَ فَرَسُهُ مَرْبُوْطَةٌ عِنْدَهُ اِذْ جَالَتِ الْفَرَسُ فَسَكَتَ فَسَكَنَتْ فَقَرَأَ فَجَالَتْ فَسَكَتَ فَسَكَنَتْ ثُمَّ قَرَأَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ فَانْصَرَفَ وَكَانَ ابْنُهُ يَحْيٰي قَرِيْبًا مِنْهَا فَاَشْفَقَ اَنْ تُصِيْبَهُ وَلَمَّا اَخَّرَهُ رَفَعَ رَاْسَهُ اِلَى السَّمَاءِ فَاِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فِيْهَا اَمْثَالُ الْمَصَابِيْحِ فَلَمَّا اَصْبَحَ حَدَّثَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ قَالَ فَاَشْفَقْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْ تَطَأَ يَحْيٰي وَكَانَ مِنْهَا قَرِيْبًا فَانْصَرَفْتُ اِلَيْهِ وَرَفَعْتُ رَاْسِيْ اِلَى السَّمَاءِ فَاِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فِيْهَا اَمْثَالُ الْمَصَابِيْحِ فَخَرَجْتُ حَتّٰى لَا اَرَاهَا قَالَ وَتَدْرِيْ مَا ذَاكَ ؟ قَالَ لَا قَالَ تِلْكَ الْمَلٰئِكَةُ دَنَتْ بِصَوْتِكَ وَلَوْ قَرَأْتَ لَاَصْبَحَتْ يَنْظُرُ النَّاسُ اِلَيْهَا لَا تَتَوَارٰى مِنْهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَاللَّفْظُ لِلْبُخَارِيِّ وَفِيْ مُسْلِمٍ عَرَجَتْ فِي الْجَوِّ بَدَلَ فَخَرَجْتُ عَلٰى صِيْغَةِ الْمُتَكَلِّمِ.

حل لغات: فرسه، گھوڑا، گھوڑی اس کی جمع غیر لفظ سے خَیلٌ آتی ہے، مربوطة: اسم مفعول ہے بمعنی باندھا ہوا، (ن،ض) جالت: جال (نصر) (ن) جولا، چکر لگانا، گھومنا، فاشفق ، شفق: شفق (س) شفقًا مہربان ہونا، اشفق (افعال) خوف کرنا، الظلة: سائبان ہر سایہ دار، ظلل ، وظلال ، المصابیح ، جمع ہے مصباح کی بمعنی چراغ، أصبح ، أصبح (افعال) صبح میں داخل ہونا، حدث (تفعیل) بیان کرنا، تطأ وطي (س) وطأ پیر سے روندنا، عرجت: عرج (س،ن) عروجا سیڑھی میں چڑھنا۔

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے اسید بن حضیر کے بارے میں روایت ہے کہ وہ ایک مرتبہ رات میں سورہ بقرہ پڑھ رہے تھے، اور ان کی گھوڑی جو قریب ہی بندھی ہوئی تھی، اچانک اچھلنے لگی، تو یہ خاموش ہوگئے تو وہ گھوڑی بھی رک گئی، پھر پڑھا تو وہ گھوڑی اچھلنے لگی، تو انھوں نے پڑھنا موقوف کر دیا، اس لیے کہ ان کا لڑکا یحیٰ اس گھوڑے کے قریب میں تھا تو وہ ڈر گئے کہ یہ گھوڑی بچے کو تکلیف نہ پہونچادے، جب انھوں نے بچے کو وہاں سے ہٹا کر سر آسمان کی طرف اٹھا کر دیکھا تو دیکھتے ہیں کہ آسمان میں سائے کی طرح کوئی چیز ہے جس میں چراغ جل رہے ہیں، جب صبح ہوئی تو انھوں نے اس واقع کو جناب نبی کریم ﷺ سے بیان کیا، تو آپ نے فرمایا اے ابن حضیر تمہیں پڑھتے رہنا چاہیے تھا تو انھوں نے کہا یا رسول اللہ میں ڈر گیا کہ یحیٰ کو روند نہ دے چوں کہ وہ گھوڑی کے قریب تھا اس لیے میں ان کی طرف متوجہ ہوا اور میں نے آسمان کی طرف سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ سائے کے مانند کوئی چیز ہے جس میں چراغ جل رہے ہیں، پھر میں گھر سے باہر نکلا لیکن وہ منظر نظر نہیں آیا آپ نے فرمایا تم جانتے ہو وہ کیا تھا میں نے کہا نہیں، تو آپ نے فرمایا وہ فرشتے تھے تمہاری آواز سننے کے لیے قریب آئے تھے اگر تم پڑھتے رہتے تو اسی طرح صبح ہو جاتی لوگ فرشتوں کو دیکھتے اور ان فرشتوں میں سے کوئی نظروں سے اوجھل نہ ہوتا بخاری اور مسلم نے روایت کی ہیں، لیکن الفاظ بخاری کے ہیں اور مسلم میں ہے کہ وہ سب فضاء میں چڑھ گئے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن میں بے پناہ جاذبیت اور کشش ہے جو پڑھنے، سننے اور سمجھنے والے پر پوشیدہ نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم پڑھنے والے کو فرشتے پروانہ وار آکر گھیر لیتے ہیں جس کا مشاہدہ حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا جیسا کہ اس حدیث شریف میں مذکور ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح ان أسید بن حضیر : اسید اور حضیر دونوں اسم تصغیر ہیں قال: اس قال کے فاعل حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہیں، هو یقرأ من اللیل : یعنی حضرت اسید بن حضیر رات کے کسی حصے میں قرآن کریم پڑھ رہے تھے، وفرسه مربوطة عندهٗ : فرس چوں کہ مذکر و مؤنث دونوں کے لیے مستعمل ہے اس لیے مربوطة مونث کا صیغہ مستعمل ہوا ہے (مرقات ۴/۳۳۸) اذ جالت الفرس: یعنی گھوڑی نے اچھل کود اور چکر کاٹنا شروع کر دیا، فسکت فسکنت: یہ دیکھ

کر حضرت اسید بن حضیر نے تلاوت قرآن کو موقوف کر دیا کہ گھوڑی کیوں مضطرب ہو رہی ہے، لیکن جیسے ہی انھوں نے قرآن کریم کا پڑھنا بند کیا ایسے ہی گھوڑی نے بھی اپنی حرکت بند کر دی۔ **ثم قرأ فجالت الفرس**: جب انہوں نے دیکھا کہ میرے پڑھنے کی وجہ سے گھوڑی مضطرب ہوتی ہے اور نہ پڑھنے پر گھوڑی اپنی حرکت بند کر دیتی ہے یہ دیکھ کر ان کو یہ یقین ہو گیا کہ یہ کوئی اتفاقی واقعہ نہیں ہے بلکہ کوئی خاص وجہ ہے: **فانصرف و کان ابنہ الخ** تو انھوں نے پڑھنا موقوف کر دیا اس لیے کہ ان کی گھوڑی کے پاس ہی ان کا لڑکا تھا۔ جس کی وجہ سے ان کو یہ اندیشہ ہو گیا کہ ہو نہ ہو گھوڑی لڑکے کو کوئی تکلیف نہ پہونچادے، **ولما اخرہ** یعنی جب انہوں نے اس خوف سے کہ بچے کو گھوڑی کوئی تکلیف نہ پہونچادے، تو انہوں نے اپنے بچے کو وہاں سے الگ کیا، **رفع رأسه الى السماء الخ** بچے کو اٹھانے کے دوران انھوں نے آسمان کی طرف دیکھا (یہ جب کہیں کچھ ہوتا ہے تو نگاہ اٹھ ہی جاتی ہے) کہ سائبان کی طرح کوئی چیز ہے اور اس میں چراغ جلنے کی طرح روشنی ہے **فلما أصبح حدث النبي صلى الله عليه وسلم**: یعنی جب صبح ہوئی تو انھوں نے جناب نبی کریم ﷺ سے اس واقعہ کا تذکرہ کیا، **فقال اقرأ يا ابن حضير** : تو آپ نے فرمایا اے حضیر کے بیٹے تم کو تو پڑھتے ہی رہنا چاہیے، **قال فاشفقت يا رسول الله الخ** . تو انہوں نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ میں تو پڑھتا ہی رہتا۔ لیکن میرا لڑکا بھی گھوڑی کے پاس ہی تھا اس لیے مجھے اندیشہ ہوا کہ گھوڑی اس کو روند نہ دے چنانچہ میں نے پڑھنا موقوف کر کے میں نے ان کو وہاں سے الگ کرنے کے لیے گیا تو میں نے یہ منظر دیکھا اور گھر سے باہر جا کر بھی دیکھتا رہا، **قال و تدرى ما ذاك** : تو جناب نبی کریم ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ **قال لا**: انہوں نے جواب دیا کہ میں اس منظر کو کچھ سمجھ نہ سکا۔ **قال تلك الملائكة** : تو جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ فرشتوں کی جماعت تھی جو تیری تلاوت کو سننے کے لیے آئی تھی **ولو قرأت لاصبحت الخ** اگر آپ پڑھتے رہتے تو اسی حال میں صبح ہوتی دوسرے لوگ دیکھتے رہتے اور وہ فرشتے غائب نہ ہوتے۔

﴿ تلاوت قرآن نزول رحمت کا ذریعہ ﴾

(حدیث نمبر: ۲۰۲۰) وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْكَهْفِ وَ اِلٰى جَانِبِهٖ حِصَانٌ مَرْبُوْطٌ بِشَطَنَيْنِ فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَدْنُوْ وَ تَدْنُوْ وَجَعَلَ فَرَسُهٗ يَنْفِرُ فَلَمَّا اَصْبَحَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ تِلْكَ السَّكِيْنَةُ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْاٰنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

حل لغات: جانبہ: انسان کا پہلو، گوشہ جمع جوانب، حصان گھوڑا جمع احصنۃ مربوط اسم مفعول ہے بمعنی باندھا ہوا ربط (ن،ض) ربطا باندھنا۔

ترجمہ: حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص سورۂ کہف پڑھ رہا تھا اس کے قریب ایک گھوڑا دو رسوں سے بندھا ہوا تھا کہ اس کو ایک بدلی نے ڈھانپ لیا، اور وہ قریب سے قریب تر ہونے لگی تو اسکے گھوڑے نے اچھل کود شروع کر دی، جب صبح ہوئی تو انہوں نے آکر جناب نبی کریم ﷺ سے اس واقعہ کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا یہ رحمت تھی جو تلاوتِ قرآن کی وجہ سے اتری تھی۔

خلاصۂ حدیث قرآن کریم میں بے پناہ جاذبیت اور کشش ہے جو پڑھنے، سننے اور سمجھنے والے پر پوشیدہ نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن پڑھنے والے کو فرشتے پروانہ وار آکر گھیر لیتے ہیں جیسا کہ اس حدیث شریف میں ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح **و الى جانبه**: یعنی اسکے دائیں یا بائیں جانب **بشطنين**: شطن کا تثنیہ ہے بمعنی لمبی رسی جمع اشطان **فقال تلك السكينة** مراد یا تو طمانیت ہے جس سے قلب کو اطمینان حاصل ہوتا ہے یا تو رحمت ہے یا تو وقار ہے یا رحمت کے فرشتے مراد ہیں (مرقات: ۴/۳۴۰) اس روایت کے تناظر میں دیکھا جائے تو آخری قول ہی زیادہ معقول معلوم ہوتا ہے

﴿سورۂ فاتحہ کی اہمیت﴾

(حدیث نمبر۲۰۲۱) وَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُعَلّٰی قَالَ کُنْتُ اُصَلِّیْ فِی الْمَسْجِدِ فَدَعَانِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمْ اُجِبْہُ ثُمَّ اَتَیْتُہٗ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ کُنْتُ اُصَلِّیْ قَالَ اَلَمْ یَقُلِ اللّٰہُ اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ ثُمَّ قَالَ اَلَا اُعَلِّمُکَ اَعْظَمَ سُوْرَۃٍ فِی الْقُرْآنِ قَبْلَ اَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاَخَذَ بِیَدِیْ فَلَمَّا اَرَدْنَا اَنْ نَخْرُجَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّکَ قُلْتَ ۔ لَاُعَلِّمَنَّکَ اَعْظَمَ سُوْرَۃٍ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ هِیَ السَّبْعُ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْآنُ الْعَظِیْمُ الَّذِیْ اُوْتِیْتُہٗ رَوَاہُ الْبُخَارِیْ ۔

حل لغات: فدعانی: دعا(ن) دعوۃ، بلانا لم اجبہ اجاب (ن) طے کرنا، اجاب (افعال) جواب دینا، علمک، علم (س) جاننا علم (تفعیل) سکھانا تخرج، خوج (ن) خروجا نکلنا فاخذ: اخذ (ن) اخذا پکڑنا، اردنا، اراد (ن) أراد الشیء طلب کرنا، أراد (افعال) چاہنا المثانی جمع المثنی کی بمعنی قرآن کریم کی آیتیں اسی کے معنی دہرانے کے آتے ہیں اور چوں کہ سورۂ فاتحہ نماز میں بار بار پڑھی جاتی ہیں اس لیے اس سورۃ کو سبع المثانی کہا جاتا ہے۔

ترجمہ: حضرت سعید بن معلّٰی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا کہ جناب نبی کریم ﷺ نے مجھے بلایا، اس وقت میں جواب نہیں دے سکا، پھر میں نے آکر کہا یا رسول اللہ میں نماز پڑھ رہا تھا اس لیے میں آپ ﷺ کا جواب نہیں دے سکا، آپ نے فرمایا کیا اللہ نے یہ نہیں کہا ہے کہ جب اللہ اور رسول بلائیں تو جواب دو اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا اس سے پہلے کہ ہم مسجد سے نکلیں میں تمہیں قرآن کریم کی ایک بہت بڑی سورت سکھلاؤں گا اور آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا جب ہم نے مسجد سے نکلنے کا ارادہ کیا میں نے کہا یا رسول اللہ آپ نے فرمایا ہے کہ تمہیں قرآن کریم کی ایک بہت بڑی سورت سکھلاؤں گا آپ نے سکھلاتے ہوئے فرمایا "الحمدللہ رب العالمین" یہ سات آیتیں ہیں جو نماز میں بار بار پڑھی جاتی ہیں اور وہ قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا کیا گیا ہے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ کی بڑی فضیلت ہے اس لیے کہ یہ پورے قرآن کریم کا خلاصہ نچوڑ اور متن ہونے کے ساتھ ساتھ اسی میں دیگر کتب آسمان کے مضامین سما دیئے گئے ہیں۔

کلمات حدیث کی تشریح قال کنت أصلی فی المسجد واقعہ یہ ہوا کہ حضرت ابوسعید بن معلّٰی ایک دن مسجد پہنچے تو دیکھا کہ جناب نبی کریم ﷺ منبر پر ہیں اور تقریر فرما رہے ہیں تو یہ بھی بیٹھ کر سننے لگے اس دوران جناب نبی کریم ﷺ نے یہ آیت پڑھی "قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ" انہوں نے اپنے پاس بیٹھنے والے سے کہا کہ آپ یہیں رہیں جناب نبی کریم ﷺ کی تقریر ختم ہونے سے پہلے پہلے میں دو رکعت نماز پڑھ لیتا ہوں، میں نماز پڑھنے لگا انکی نماز ابھی پوری بھی نہیں ہوئی تھی کہ جناب نبی کریم ﷺ نے انکو آواز دی اسی کو انہوں نے کہا ہے: فدعانی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم أجبہ: کہ میں چونکہ نماز میں تھا اسلئے جناب نبی کریم ﷺ کے بلاوے کا جواب نہ دے سکا، ثم اتیتہ: یعنی جب انکی نماز پوری ہوگئی تو یہ جناب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچے فقلت یا رسول اللہ الخ اور پہنچ کر انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ جب آپ نے آواز دی تھی میں نے آواز تو سنی لیکن میں نماز میں تھا، اسی لیے آپکے بلاوے کا جواب نہ دے سکا، قال الم یقل اللہ الخ یعنی انکا عذر سننے کے بعد جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے تم نماز میں تھے اور نماز اللہ ہی کیلئے ہے لیکن یہ بھی تو اللہ ہی نے فرمایا ہے کہ جب اللہ اور اسکے رسول بلائیں تو اطاعت اور تابعداری کرو اس جگہ اطاعت کا معنی اس لیے لیا گیا ہے کہ اس حدیث شریف میں استجیبو سے مراد اطاعت ہے قال صاحب المدارک المراد بالاستجابۃ الطاعۃ (مرقات،۳۴۰/۴) ثم قال ألا اعلمک اعظم سورۃ الخ

سورہ فاتحہ تمام سورتوں میں سب سے بڑی سورت فضیلت کے اعتبار سے اس لیے ہے کہ اس کے فوائد معانی اور خاصتیں بے پناہ ہیں۔
من المسجد شروع میں اس لیے نہیں سکھایا تا کہ ان کا ذہن ہر چیز سے فارغ ہو جائے اور جب سنے تو بالکل ذہن نشین ہو جائے،
فلما اردنا أن نخرج : جب مسجد سے نکلنے کا ارادہ کیا تو حضرت سعید بن معلّٰی رضی اللہ عنہ نے جناب نبی کریم ﷺ سے کہا کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ تم کو قرآن کریم کی سب سے بڑی سورت سکھلاؤں گا **قال الحمدلله**: آپ ﷺ نے فرمایا وہ سورت سورۂ فاتحہ ہے۔ **سبع هي سبع مثاني** اس سورت کو سبع مثانی اس پر کہتے ہیں کہ یہ نماز میں بار بار پڑھی جاتی ہے اور اس میں سات آیتیں ہیں۔

﴿سورۂ بقرہ کی فضیلت﴾

(حدیث نمبر۲۰۲۲) **وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ مَقَابِرَ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِيْ يُقْرَأُ فِيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ** رواه مسلم.

حل لغات: بیوتکم جمع ہے بیت کی بمعنی گھر، مقابر: جمع ہے، **مقبرة** کی بمعنی قبرستان ینفر نفر (ض) نفرا نفرت کرنا ناپسند کرنا

ترجمه: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ بے شک شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے جس میں سورۃ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ سورہ بقرہ میں بڑی تاثیر ہے یہی وجہ ہے کہ جس گھر میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے وہاں شیطان و جنات کا اثر نہیں ہوتا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح لاتجعلوا بیوتکم مقابر یعنی مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے گھروں میں نماز پڑھنے کے ساتھ ساتھ ذکر واشغال بھی جاری رکھیں تا کہ وہ گھر آباد رہے لیکن جب گھروں میں یہ چیزیں نہیں ہوتی ہیں تو وہ گھر قبرستان کی طرح معلوم ہوتا ہے جیسے کہ قبرستان میں مردے کسی طرح کی کوئی عبادت نہیں کرتے ہیں إن الشیطان ینفر إلخ یعنی جس گھر میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے وہاں شیطان و جنات کا اثر نہیں ہوتا ہے اس سورت میں اللہ تعالیٰ کے آسمان کا بہت زیادہ تذکرہ ہے اس کی برکت سے جنات بھاگ جاتے ہیں۔

﴿قیامت کے دن قرآن کریم کا شفیع ہونا﴾

(حدیث نمبر: ۲۰۲۳) **وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اقْرَأُوْا الْقُرْآنَ فَاِنَّهٗ يَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيْعًا لِاَصْحَابِهٖ اقْرَاِ وَالزَّهْرَوَيْنِ الْبَقَرَةَ وَ سُوْرَةَ آلِ عِمْرَانَ فَاِنَّهُمَا تَاْتِيَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَاَنَّهُمَا غَمَّامَتَانِ اَوْ غَيَايَتَانِ اَوْ فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ تُحَاجَّانِ عَنْ اَصْحَابِهِمَا اِقْرَاَ وَا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ فَاِنَّ اَخْذَهَا بَرَكَةٌ وَتَرْكَهَا حَسْرَةٌ وَ لَا يَسْتَطِيْعُهَا الْبَطَلَةُ** .رواه مسلم.

حل لغات: شفیعا سفارش کرنے والا، جمع شفعاء شفع (ف) شفاعة لفلان سفارش کرنا الزهراوین : الزهراء کا تثنیہ ہے بمعنی روشن جمع زهر، غمامتان :تثنیہ ہے غمام کی بمعنی بادل جمع غمائم غیایتان :تثنیہ ہے بمعنی ہر وہ چیز جو انسان پر سایہ انداز ہو جمع غیایات

ترجمه: حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ میں نے جناب نبی کریم ﷺ کو کہتے ہوئے سنا کہ تم لوگ قرآن کریم پڑھا کرو اسلئے کہ یہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کیلئے شفیع بن کر آئیگا، دو روشن یعنی سورہ بقرہ اور آل عمران پڑھا کرو اس لیے کہ یہ دونوں قیامت کے دن دو بادل، دو سایہ یا پرندوں کی دو صفوں کی طرح آئیں گی یہ دونوں سورتیں اپنے پڑھنے والے کے بارے میں جھگڑیں گی سورہ بقرہ پڑھا کرو اس لیے کہ اس کا لازم پکڑنا برکت ہے اور اس کو چھوڑ دینا افسوس ہے اور اہل باطل ہی اس کے پڑھنے میں ہمت نہیں رکھتے۔

کلمات حدیث کی تشریح

اقرؤ القرآن : یعنی قرآن کریم کے پڑھنے کا جتنا بھی موقع ملے اس کو غنیمت جانے اور اس پر مداومت کے ساتھ عمل کرے۔ **فانه یاتی یوم القیامة شفیعا** اس لیے کہ قیامت کا دن جو کہ نفسی نفسی کا عالم ہوگا اس دن یہ قرآن کریم بخشش کی سفارش کرے گا۔ **اقرؤا الزهراوین الخ** یعنی خاص طور پر سورہ بقرہ اور آل عمران کی تلاوت کی جائے اس لیے کہ یہ دونوں سورتیں بقیہ تمام سورتوں کے مقابلے میں سورج اور چاند کی حیثیت رکھتی ہیں۔ **فکانهما بالنسبة الی ماعداهما عند الله مکان القمرین من سائر الکواکب** (مرقات ۴/۳۴۲) **تاتیان یوم القیامة کانهما غمامتان**: یعنی دونوں سورتیں قیامت کے دن بادل کی شکل میں سایہ فگن ہوں گی **او غیایتان**: قریب ترین سایہ کو قیامۃ کہا جاتا ہے **او فرقتان من طیر صواف**: یعنی یہ دونوں سورتیں قیامت کے دن اپنے پڑھنے والے کے لیے اس طرح سایہ فگن ہوگی جیسے پرندے قطار در قطار اڑتے ہیں تو سایہ ہو جاتا ہے یہ ایک بڑا اعزاز بخشا گیا ہے (مرقات ۴/۳۴۲) **تحاجان عن اصحابهما**: یعنی اوپر جو طریقہ بیان کیا گیا ہے اس طریقے سے اپنے پڑھنے والے کی حفاظت کرے گا اور اس سے بڑھ کر یہ کہ اپنے پڑھنے والے کے لیے سفارش کرنے میں جھگڑنے کی ضرورت پڑے گی تو اس سے بھی یہ دونوں سورتیں دریغ نہ کریں گی، **فان اخذها برکة**: یعنی ان دونوں سورتوں کو برابر پڑھتے رہنا بڑا فائدہ مند ہے **وترکها حسرة** : یعنی ان دونوں سورتوں کو نہ پڑھنا نقصان ہی نقصان ہے **ولا یستطیعها البطلة**: یعنی ان دونوں سورتوں کو اہل باطل حاصل نہیں کر سکتے یا یہ کہ ان دونوں سورتوں کو باطل نہیں کر سکتے۔

﴿قرآن پر عمل کرنے کی فضیلت﴾

(حدیث نمبر: ۲۰۲۴) وَعَنِ النَّوَاسِ بْنِ سَمْعَانَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يُؤْتَى بِالْقُرْآنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَهْلِهِ الَّذِيْنَ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ بِهٖ تَقْدُمُهٗ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَ آلِ عِمْرَانَ كَاَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ اَوْ ظُلَّتَانِ سَوْدَاوَانِ بَيْنَهُمَا شَرْقٌ اَوْ كَاَنَّهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ تُحَاجَّانِ عَنْ صَاحِبِهِمَا رواه مسلم.

حل لغات: یعملون : عمل (س) عملا عمل کرنا، **تقدمه** : قدم (ن) قدوما آگے بڑھنا، شرق، پھٹن جمع اشراق.

ترجمه: حضرت نواس بن سمعان سے روایت ہے کہ میں نے جناب نبی کریم ﷺ کو کہتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن قرآن اور اس پر عمل کرنے والے کو لایا جائے گا جس کی اگوائی سورہ بقرہ اور آل عمران اس پر کریں گی گویا کہ یہ دونوں بادل کی دو ٹکڑیاں ہیں یا دو سایہ ہیں جن کے درمیان ایک پھٹن ہے یا پرندوں کی حد صفیں ہیں یہ دونوں سورتیں اپنے پڑھنے والے کے بارے میں جھگڑیں گی۔

خلاصہ حدیث

قیامت کے دن قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے کو یہ اعزاز بخشا جائے گا کہ اس کو کلام اللہ کے ساتھ لایا جائے گا اس دوران یہ دونوں سورتیں سورہ بقرہ اور آل عمران سفارش کے لیے ہر ممکن کوشش کریں گی۔

کلمات حدیث کی تشریح

یقول یوتی بالقرآن: یعنی قیامت کے دن قرآن کریم کو اسی کی شکل میں لایا جائیگا یا اس کا ثواب لایا جائیگا محدثین نے دونوں طرح کے اقوال لکھے ہیں: **الذین کانوا یعملون**: یعنی قرآن کریم پڑھنے کا مقصد یہ ہے کہ اس پر عمل کرے عمل کرنے ہی کی صورت میں فائدے کا ظہور ہوگا ورنہ صرف پڑھ لینا اور عمل نہ کرنا وبال جان ہے۔ **دل علی ان سمن ترا ولم یعمل به لم یکن من اهل القرآن ولایکون شفیعا لهم بل یکون القرآن حجةً علیهم** (مرقات ۴/۳۴۳)

﴿آیت الکرسی سب سے عظیم آیت﴾

(حدیث نمبر: ۲۰۲۵) وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا اَبَا الْمُنْذِرِ اَتَدْرِيْ اَيُّ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى مَعَكَ اَعْظَمُ قُلْتُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ يَا اَبَا الْمُنْذِرِ اَتَدْرِيْ اَيُّ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى مَعَكَ اَعْظَمُ

قُلْتُ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ قَالَ فَضَرَبَ فِيْ صَدْرِيْ وَقَالَ لِيَهْنِكَ الْعِلْمُ يَا اَبَا الْمُنْذِرِ رواه المسلم

حل لغات: تدری: دریٰ (ض) درایة . جاننا، لیھنك : ھنیء (س) ھنا خوش کرنا۔

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے ابوالمنذر کیا تم جانتے ہو تمہاری نظر میں کتاب اللہ کی سب سے عظیم کونسی آیت ہے میں نے کہا اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں آپ نے فرمایا اے ابوالمنذر کیا تم جانتے ہو تمہاری نظر میں کتاب اللہ کی سب سے عظیم کونسی آیت ہے؟ میں نے کہا'' اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ '' ابی بن کعب نے کہا فوراً آپ نے میرے سینے پر مار کر فرمایا اے ابوالمنذر تمہارا علم خوش گوار ہو۔

کلمات حدیث کی تشریح یا ابا المنذر: یہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے أتدري أي آية الخ : یعنی اجر کے اعتبار سے کتاب اللہ کی سب سے بڑی آیت کونسی ہے،قلت الله ورسوله اعلم: توانہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا، **قال** یا ابا المنذر الخ : انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا تو آپ نے وہی بات دوبارہ پوچھی شاید اس دفع توجہ ڈال دی ہو جس کا فائدہ ان کو ہوا، **قلت**: الله لا اله الا الله الآية اور انہوں نے یہ کہا کہ اجر کے اعتبار سے سب سے عظیم آیت'' آیت الکرسی'' ہے۔

﴿آیت الکرسی کی برکت﴾

﴿حدیث نمبر:۲۰۲۶﴾ وعن اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ وَكَّلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ فَاَتَىٰ اٰتٍ فَجَعَلَ يَحْثُوْمِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُهُ وَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ قَالَ اِنِّيْ مُحْتَاجٌ وَعَلَيَّ عِيَالٌ وَلِيْ حَاجَةٌ شَدِيْدَةٌ قَالَ فَخَلَّيْتُ عَنْهُ فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَااَبَاهُرَيْرَةَ مَافَعَلَ اَسِيْرُكَ الْبَارِحَةَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ شَكَاحَاجَةً شَدِيْدَةً وَعِيَالاً فَرَحِمْتُهُ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهُ قَالَ اَمَااِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُوْدُ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ سَيَعُوْدُ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِنَّهُ سَيَعُوْدُ فَرَصَدْتُهُ فَجَاءَ يَحْثُوْمِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُهُ فَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَااَبَاهُرَيْرَةَ مَافَعَلَ اَسِيْرُكَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ شَكَاحَاجَةً شَدِيْدَةً وَعِيَالاً اَمَااِنَّهُ قَدْكَذَبَكَ وَسَيَعُوْدُ فَرَصَدْتُهُ فَجَاءَ يَحْثُوْمِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُهُ فَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰذَا اٰخِرُ ثَلَاثِ مَرَّاتٍ اِنَّكَ تَزْعَمُ لَاتَعُوْدُ ثُمَّ تَعُوْدُ قَالَ دَعْنِيْ اُعَلِّمْكَ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهَا اِذَااَوَيْتَ اِلٰى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ اٰيَةَ الْكُرْسِيِّ اَللّٰهُ لَااِلٰهَ اِلَّا هُوَالْحَيُّ الْقَيُّوْمُ حَتّٰى تَخْتِمَ الْاٰيَةَ فَاِنَّكَ لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ وَلَا يَقْرَبُكَ شَيْطَانٌ حَتّٰى تُصْبِحَ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهُ فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَافَعَلَ اَسِيْرُكَ قُلْتُ زَعَمَ اَنَّهُ يُعَلِّمُنِيْ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُنِيَ اللّٰهُ بِهَا قَالَ اَمَااِنَّهُ صَدَقَكَ وَهُوَكَذُوْبٌ وَتَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ مُنْذُ ثَلَاثِ لَيَالٍ قُلْتُ لَا قَالَ ذَاكَ شَيْطَانٌ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

حل لغات: یَحْثُوْ (ن) حثًا بھرنا، جمع کرنا، الطعام: خوراک، جمع اطعمة. خلیتُ: خلّی (تفعیل) چھوڑنا، اسیر: قیدی جمع اسراء اساری. البارحة: گذشتہ رات، سیعود: عاد (ن) عودًا لوٹنا۔ فرصدته: رصد(ن) رصدًا و رصدًا انتظار کرنا، تزعم: زعم (ف) زعمًا پختہ ارادہ کرنا، وعدہ کرنا۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے مجھے صدقہ اور فطرہ کی نگرانی پر معمور کیا (میں وہیں موجود تھا اتنے میں) ایک آنے والے نے خوراک کو جمع کرنا شروع کر دیا، چنانچہ میں نے اس کو پکڑ کر کہا: میں تجھے جناب نبی کریم ﷺ کے پاس ضرور لے جاؤں گا۔ اس نے کہا میں محتاج ہوں، میرے بچے ہیں اور مجھے شدید ضرورت ہے۔ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں چنانچہ میں نے اس کو چھوڑ دیا، جب صبح ہوئی تو جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے ابوہریرہ گذشتہ رات کے قیدی کو کیا کیا؟ میں نے کہا: یا

رسول اللہ اس نے شدید ضرورت اور بال بچے کی شکایت کی تو میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: چوکنا رہو اس نے جھوٹ بولا اور وہ عنقریب لوٹے گا۔ میں انتظار کرنے لگا۔ چنانچہ اس نے آکر خوراک کو جمع کرنا شروع کر دیا۔ میں نے اس کو پکڑ کر کہا میں تجھے جناب نبی کریم ﷺ کے پاس ضرور لے جاؤں گا، اسنے کہا مجھے چھوڑ دیجئے اس لئے کہ میں محتاج ہوں۔ میرے بچے ہیں، میں نہیں آؤں گا، مجھے رحم آ گیا، چنانچہ میں نے چھوڑ دیا، جب صبح ہوئی تو جناب نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے ابو ہریرہ! تو نے اپنے قیدی کے ساتھ کیا کیا؟ میں نے کہا یا رسول اللہ اس نے شدید ضرورت اور بال بچے کی شکایت کی، مجھے رحم آ گیا چنانچہ میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا چوکنا رہو اس نے جھوٹ کہا ہے۔ اور وہ عنقریب لوٹے گا۔ میں انتظار کرنے لگا چنانچہ اس نے آکر خوراک کو جمع کرنا شروع کر دیا، میں نے اس کو پکڑ کر کہا میں تجھے جناب نبی کریم ﷺ کے پاس ضرور لے جاؤں گا۔ اس لئے کہ یہ تیسرا موقعہ ہے اور تو نے نہ آنے کا پختہ وعدہ کیا تھا پھر تم آ گئے، اس نے کہا آپ مجھے چھوڑ دیجئے، میں آپ کو چند کلمات سکھلاؤں گا۔ جن کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ آپ کو فائدہ پہونچائے گا، جب آپ اپنے بستر پر آئیں تو آیۃ الکرسی یعنی اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ آخر تک پڑھ لیا کریں، بے شک ایک نگہبان اللہ تعالیٰ کی طرف سے ساتھ رہے گا، اور صبح تک آپ کے پاس کوئی شیطان نہیں آئے گا، چنانچہ میں نے اسکو چھوڑ دیا، جب صبح ہوئی تو جناب نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا آپ نے اپنے قیدی کے ساتھ کیا کیا؟ میں نے کہا اس نے مجھے چند کلمات سکھانے کا وعدہ کیا جن کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ مجھے فائدہ پہونچائے گا، آپ نے فرمایا کہ چوکنا رہو اس نے سچ کہا حالانکہ وہ جھوٹا ہے، کیا تم جانتے ہو کہ تین رات سے کس سے مخاطب تھے؟ میں نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا وہ شیطان تھا۔

خلاصۂ حدیث آیۃ الکرسی پڑھ لینے سے آدمی کی جان و مال، عزت و آبرو اور ہر طرح کے جناتی اثرات سے حفاظت کی جاتی ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح وکلنی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم بحفظ زکوۃ رمضان: یعنی جناب نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو صدقۂ فطر کے اموال کی حفاظت کے لیے نگہبان بنایا تا کہ بعد میں فقراء کے درمیان تقسیم کیا جاسکے۔

قال ابن الحجر أي في حفظها (مرقات: ۴/۳۴۴) فاتانی آت الخ: حضرت ابو ہریرہؓ اپنی ذمہ داری نبھار ہے تھے، اتنے میں دیکھتے کیا ہیں کہ ایک آدمی نے صدقۂ فطر کے مال میں سے لے جانے کے لئے جمع کرنا شروع کر دیا ہے۔ فاخذت وقلت لارفعنك الی رسول اللہ الخ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ چونکہ پوری مستعدی کے ساتھ صدقہ فطر کے مالوں کی حفاظت کر رہے تھے اس لئے جوں ہی چور نے ہاتھ صاف کرنا شروع کیا انہوں نے اس کو دھر لیا اور خود کوئی سزا دینے کے بجائے یوں کہا کہ چلو تم کو میں جناب نبی کریم ﷺ کے دربار عالی میں پیش کرتا ہوں۔ وہیں تمہارا فیصلہ ہوگا۔ قال انی محتاج الخ: وہ شیطان مکار تو تھا ہی اس نے بہانہ گڑھا کہ بھائی میں بہت زیادہ محتاج ہوں، میرے بال بچے بھی ہیں، وہ بھوکے پیاسے ہیں، ان کے کھانے پینے کا نظم کرنا ہے، یہ غلطی تو ہو ہی گئی ہے آپ مجھے چھوڑ دیجئے، آئندہ نہیں آؤں گا۔ قال وخلیت عنه الخ: اس چور کا اندازِ تکلم کچھ ایسا تھا کہ حضرت ابو ہریرہؓ کو رحم آ گیا۔ چنانچہ انہوں نے اس کو چھوڑ دیا۔ فاصبحت فقال النبی صلی اللہ علیه وسلم الخ: ادھر جناب کریم ﷺ کو اس پورے واقعہ کا علم ہو چکا تھا چنانچہ صبح جب حضرت ابو ہریرہؓ جناب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں گئے تو جناب نبی کریم ﷺ نے ان سے پوچھا کہ اے ابو ہریرہ تم نے اپنے رات کے قیدی کو کیا کیا؟ قلت یا رسول اللہ الخ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا یا رسول اللہ اس نے اپنی شدید ضرورت اور بال بچے کا رونا شروع کر دیا تھا جس کی وجہ سے مجھے رحم آ گیا۔ اور میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ قال اما انه قد کذبك الخ: ان کا جواب سن کر جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم نے اس کو چھوڑ دیا ہے، لیکن یاد رکھو اس نے تم سے

جھوٹ کہا ہے اور وہ پھر آئے گا۔ فعرفت انه سیعود الخ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ کے فرمان کی بنیاد پر مجھے یقین ہوگیا کہ وہ ضرور آئے گا، چنانچہ میں گھات میں لگا رہا فجاء یحثو الخ: وہ پھر دوسری دفعہ آیا اور خلاصہ یہ کہ اپنی طلاقت لسانی کی بنیاد پر وہ دوبارہ بھی چھٹکارہ حاصل کرنے پر کامیاب ہوگیا۔ وعاد آخر ثلاث مرات الخ: وہ تیسری دفعہ بھی پکڑا گیا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کسی قیمت پر اس کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں۔ قال دعنی اعلمك کلمات الخ: اس مکار نے ایک دوسری چال چلی کہ بھائی آپ مجھے چھوڑ دیجئے میں آپ کو ایسے کلمات سکھلاؤں گا جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ آپ کو بہت نفع پہنچائے گا، إذا اویت الی فراشك فاقرأ آیة الکرسی الخ: اس نے کہا کہ جب آپ رات سونے کا ارادہ کریں تو پوری آیۃ الکرسی پڑھ لیا کریں، فانك لن یزال الخ: اس کی برکت سے اللہ کی جانب سے فرشتے کی شکل میں ایک محافظ ملے گا اور کوئی شیطان قریب بھی نہیں ہوگا، فخلیت عنه سبیله الخ: جب اس نے یہ قیمتی کلمات سکھلائے تو میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ فقال لی رسول اللّٰه الخ: تیسرے دن بھی جناب نبی کریم ﷺ کو پورے واقعہ کا علم ہو چکا تھا، چنانچہ آپ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم نے رات کے قیدی کے ساتھ کیا کیا؟ قلت زعم انه الخ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ یارسول اللہ اس نے مجھے چند منافع بخش کلمات سکھلائے اس لئے میں نے چھوڑ دیا۔ قال اما انه صدقك الخ: اس نے جو کلمات سکھلائے ہیں اس میں وہ سچا ہے۔

﴿سورۂ فاتحہ اوربقرہ کی آخری آیت کی فضیلت﴾

(حدیث نمبر:۲۰۲۷) وعن اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَمَاجِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَاعِدٌ عِنْدَالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ نَقِيْضًا مِنْ فَوْقِهٖ فَرَفَعَ رَأْسَهٗ فَقَالَ هٰذَا بَابٌ مِنَ السَّمَاءِ فُتِحَ الْيَوْمَ لَمْ يُفْتَحْ اِلَّا الْيَوْمَ فَنَزَلَ مِنْهُ مَلَكٌ فَقَالَ هٰذَا مَلَكٌ نَزَلَ اِلَى الْاَرْضِ لَمْ يَنْزِلْ قَطُّ اِلَّا الْيَوْمَ فَسَلَّمَ فَقَالَ اَبْشِرْ بِنُوْرَيْنِ اُوْتِيْتَهُمَا لَمْ يُؤْتَهُمَا نَبِيٌّ قَبْلَكَ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ وَخَوَاتِيْمُ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ لَنْ تَقْرَأَ بِحَرْفٍ مِنْهُمَا اِلَّا اُعْطِيْتَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: قاعد: اسم فاعل ہے قَعَدَ(ف) قعداً وقعوداً بیٹھنا۔ نقیضاً: آواز۔ فرفع: رَفَعَ (ف) رَفْعًا اٹھانا، اوپر کرنا۔ ملك: فرشتہ جمع مَلَائِك.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام جناب نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، انھوں نے (جبرئیل نے) اوپر سے ایک آواز سنی، انھوں نے سر اٹھا کر کہا یہ آسمان کا دروازہ ہے جو آج ہی کھلا ہے آج سے پہلے کبھی نہیں کھلا ہے، اس دروازے سے ایک فرشتہ اترا ہے آج سے پہلے وہ کبھی نہیں اترا ہے، اس فرشتے نے آکر سلام کیا اور کہا آپ کو دو نور کی بشارت ہو، جو آپ کو دیئے گئے آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیئے گئے ایک سورہ فاتحہ اور دوسرا نور سورہ بقرہ کی آخری آیت ہے جو ان دونوں کو پڑھ کر دعاء کرے گا اس کی دعاء قبول ہوگی۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کی آخری آیت دونوں چیزیں بڑی اہم ہے اس لئے ان دونوں کا ورد رکھنا چاہئے تا کہ یہ دونوں قیامت کے دن نور بن کر گواہی کریں۔

کلمات حدیث کی تشریح قاعد: قاعد جبرئیل کی خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے ہاں لیکن بعض نسخوں میں قاعداً منصوب ہے اس صورت میں قاعداً سے پہلے کان مقدر ماننا پڑے گا۔

فسمع نقیضا من فوقه: یعنی آسمان سے کسی چیز کے ٹوٹنے یا دروازہ کھولنے کی آواز آئی۔ فرفع رأسه فقال الخ: تو حضرت جبرئیل نے اوپر کی جانب دیکھتے ہوئے کہا کہ یہ آسمان میں ایک دروازہ ہے آج ہی پہلی دفعہ کھلا ہے اس سے پہلے کبھی نہیں کھلا ہے۔

فنزل عنه ملك الخ: اور یہ نہیں کہ صرف دروازہ کھلا ہے بلکہ اس دروازے سے ایک فرشتہ بھی اترا ہے جو زمین پر پہلی دفعہ آرہا ہے اس سے پہلے وہ کبھی بھی نہیں آیا ہے۔ فسلم فقال ابشر الخ: حضرت جبرئیل امین یہ بول ہی رہے تھے کہ وہ فرشتہ ہوا سے باتیں کرتے ہوئے جناب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کرتے ہوئے گویا ہوئے آپ کو دو ایسے نور کی بشارت ہو جو آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیئے گئے اور وہ دو نور ہیں سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کی آخری آیت۔ لن تقرا بحرف الخ: یعنی جو شخص ان دونوں چیزوں کو پڑھ کر دعا کرے گا اس کی دعاء قبول ہوگی۔

فائدہ: سورۂ بقرہ کی آخری آیت سے مراد "آمن الرسول سے لے کر آخری آیت تک ہے، والمراد آمن الرسول کذاقیل وتبعه ابن حجر" (مرقات ۴/۳۴۷)

﴿سورہ بقرہ کی آخری دو آیتوں کی فضیلت﴾

(حدیث نمبر:۲۰۲۸) وعن اَبِی مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاٰيَتَانِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ مَنْ قَرَأَ بِهِمَا فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حل لغات: ليلة: رات جمع لَيَالٍ. كفتاه: كَفَى (ض) كِفَاية کافی ہونا۔

ترجمہ: حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں رات کو پڑھے گا اس کے لئے وہ کافی ہوں گی۔

خلاصۂ حدیث جو شخص رات کو سوتے وقت ان دونوں آیتوں کا ورد رکھتا ہے وہ انسان و جنات کی شرارت سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح الآيتان من آخر سورة البقرة: سورۂ بقرہ کی دو آیت سے مراد آمن الرسول سے لے آخر سورت تک ہے۔ من قرأبهما في ليلة كفتاه: یعنی جو شخص رات کو ان دونوں آیتوں کو پڑھے گا اس کے لئے اس اعتبار سے کافی ہیں کہ کوئی انسان یا جنات اس کو کوئی نقصان نہیں پہونچا سکتا یا مطلب یہ ہے کہ ان دونوں آیتوں کو پڑھ لینے کی صورت میں رات بھر تہجد کی عبادت کا ثواب ملے گا۔

﴿سورۂ کہف کی پہلی دس آیتوں کی فضیلت﴾

(حدیث نمبر:۲۰۲۹) وعن اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَفِظَ عَشْرَ اٰيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنَ الدَّجَّالِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: حَفِظَ (س) حفظاً الكتاب زبانی یاد کرنا۔ عصم: عَصَمَ (ض) عَصْمًا بچانا، الدجال: ایک آدمی کا نام ہے جو آخری زمانے میں ظاہر ہوگا جمع دَجَّالُوْنَ.

ترجمہ: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص سورۂ کہف کی پہلی دس آیتوں کو یاد کرے گا وہ دجال سے محفوظ رہے گا۔

خلاصۂ حدیث جس شخص کو سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیتیں یاد ہوں گی وہ فتنۂ دجال سے محفوظ رہے گا۔

کلماتِ حدیث کی تشریح من حفظ الخ: حفظ سے مراد زبانی یاد کرنا ہے یعنی جو شخص سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیتوں کو زبانی یاد رکھے گا اس کیلئے یہ فضیلت ہے کہ۔ عصم من الدجال: یعنی دجال کے شر و فتن سے محفوظ رہے گا

﴿سورۂ اخلاص کی فضیلت﴾

﴿حدیث نمبر:۲۰۳۰﴾ و عنه قَالَ قَالَ رَسُوْ لُ اللّٰهِ ﷺ اَيَعۡجِزُ اَحَدُكُمۡ اَنۡ يَقۡرَاَ فِي لَيۡلَةٍ ثُلُثَ الۡقُرۡاٰنِ قَالُوۡا: وَكَيۡفَ يَقۡرَاُ ثُلُثَ الۡقُرۡاٰنِ قَالَ قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ يَعۡدِلُ ثُلُثَ الۡقُرۡاٰنِ رَوَاهُ مُسۡلِمٌ وَرَوَاهُ الۡبُخَارِيُّ عَنۡ اَبِيۡ سَعِيۡدٍ.

حل لغات: يعجز: عَجَزَ (ض،س) عَجۡزاً عاجز ہونا۔ ليلة: رات جمع ليالي. تعدل: عَدَلَ (ض) عَدۡلاً برابر کرنا۔

ترجمه: ان سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی شخص ایک رات میں تہائی قرآن پڑھنے سے عاجز ہے صحابۂ کرام نے جواب دیا کوئی شخص رات بھر میں تہائی قرآن کیسے پڑھے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تہائی قرآن کے برابر ہے۔

خلاصۂ حدیث سورۂ اخلاص ثواب میں ایک تہائی قرآن کا مقام رکھتا ہے، اسلئے جو اسکو تین دفعہ پڑھ لے پورے قرآن کا ثواب ملیگا

کلماتِ حدیث کی تشریح وعنه: یعنی یہ روایت حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے ہے: أيعجز احد كم أن يقرأ الخ: یعنی جناب نبی کریم ﷺ نے یہ سوال کیا کہ کوئی آدمی ایسا ہے جو ایک رات میں تہائی قرآن کریم کی تلاوت کرلے۔ قالوا و كيف يقرأ الخ: یہ عادۃً محال ہے اس لیے حضرات صحابۂ کرام نے جناب نبی کریم ﷺ سے یہ عرض کیا کہ ایسا کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک شخص رات بھر میں ثلث قرآن کریم کی تلاوت کرلے: قال قل هو الله احد تعدل الخ: اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ سورۂ اخلاص ایک تہائی قرآن کریم کا مقام رکھتا ہے اس لئے کہ قرآن کریم میں تین طرح کے مضامین ہیں، توحید باری، احکام اور قصص ان میں سورۂ اخلاص کے اندر وحدانیت کا بیان بدرجۂ اتم موجود ہے اس لئے اس کا ثواب ایک تہائی قرآن کریم کے برابر ہے۔

﴿سورہ اخلاص میں اللہ کی صفت ہے﴾

﴿حدیث نمبر۲۰۳۱﴾ وعن عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلاً عَلٰى سَرِيَّةٍ وَكَانَ يَقۡرَأُ لِاَصۡحَابِهٖ فِي صَلَاتِهِمۡ فَيَخۡتِمُ بِقُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ فَلَمَّا رَجَعُوۡا ذَكَرُوۡا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَلُوۡهُ لِاَيِّ شَيۡءٍ يَصۡنَعُ ذٰلِكَ فَسَأَلُوۡهُ فَقَالَ لِاَنَّهَا صِفَةُ الرَّحۡمٰنِ وَاَنَا اُحِبُّ اَنۡ اَقۡرَاَ هَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ اَخۡبِرُوۡهُ اَنَّ اللّٰهَ يُحِبُّهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيۡهِ.

حل لغات: بعث: بَعَثَ (ف) بَعۡثاً بھیجنا، رجلا: آدمی جمع رِجَال. سرية: دستہ فوج جمع سَرَايا. أصحاب: جمع صاحب کی بمعنی ساتھی، فيختم: خَتَمَ (ض) خَتۡمًا ختم کرنا، پورا کرنا، رجعوا: رَجَعَ (ض) رُجُوۡعًا: واپس ہونا، لوٹنا۔ يصنع: صَنَعَ (ف) صُنۡعًا بنانا، کرنا۔

ترجمه: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو کسی سریا پر بھیجا وہ اپنے ساتھیوں کی امامت کے دوران نماز کو "قل هو الله احد" سے مکمل کرتا تھا۔ جب وہ لوگ واپس ہوئے تو جناب نبی کریم ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان سے معلوم کرو کہ وہ ایسا کیوں کرتے تھے؟ لوگوں نے ان سے دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ اللہ کی صفت ہے اور میں اس کو پڑھنا پسند کرتا ہوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا ان کو خبر دو کہ اللہ تعالیٰ ان کو دوست رکھتا ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح بعث رجلا على سرية: یعنی جناب نبی کریم ﷺ نے ایک صحابی کو کسی سریے کا امیر بنا کر بھیجا۔ و كان يقرأ لأصحابه في صلاتهم: چوں کہ یہ لشکر کے امیر تھے اس۔ لئے امامت بھی یہی کرتے تھے فيختم بقل هو الله أحد: لیکن انھوں نے یہ انداز اپنایا کہ ہر رکعت میں سورۂ اخلاص کی قرأت شروع کردی جو دوسرے صحابۂ کرام

کو بڑا عجیب لگا۔ فلمارجعواذکروا ذلك الخ: جب یہ حضرات اپنی مہم سے واپس آئے تو ان امیر محترم کے طریقۂ کار کا تذکرہ جناب نبی کریم ﷺ سے کیا۔ فقال سلوہ لای شی یصنع ذلك: تو جناب نبی کریم ﷺ نے کہا کہ ان سے پوچھو کہ وہ ایسا کیوں کرتے تھے؟ قال لانہاصفۃ الرحمن الخ: تو انھوں نے جواب دیا کہ اس میں چوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت کا تذکرہ کیا ہے اوران کی صفت سے مجھے چوں کہ محبت ہے اس لئے میں اس سورت کو نماز میں بار بار پڑھا کرتا ہوں۔ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ تو جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ان کو اطلاع دے دو کہ بات یہ ہے تو اللہ تعالیٰ بھی ان سے محبت رکھتا ہے۔

﴿سورۂ اخلاص سے تعلق کا فائدہ﴾

﴿حدیث نمبر:۲۰۳۲﴾ وعن اَنَسٍ قَالَ اِنَّ رَجُلاً قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّي اُحِبُّ هٰذِهِ السُّوْرَةَ قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ قَالَ اِنَّ حُبَّكَ اِيَّاهَا اَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ مَعْنَاهُ.

حل لغات: السورة: سورت جمع سُوَر. ادخلك: دَخَلَ (ن) دُخُوْلاً داخل ہونا، اَدْخَلَ (افعال) داخل کرنا۔

ترجمه: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ میں اس سورت یعنی قل ھو اللہ احد سے محبت کرتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس سورت سے تمہاری دوستی تم کو جنت میں داخل کرے گی۔

خلاصہ حدیث جو شخص سورۂ اخلاص کا ورد رکھے گا یہ سورت اس شخص کو جنت میں داخل کرے گی۔

کلمات حدیث کی تشریح إن رجلاً: اس آدمی (صحابی) کا نام کلثوم تھا۔ قال میرك اسمه كلثوم (مرقات ۳۵۰/۴) انی احب هذه السورة: یعنی میں سورۂ اخلاص کو پڑھتا بھی ہوں اور سنتا بھی ہوں مجھے دونوں صورتوں میں مزہ آتا ہے۔ قال إن حبك إياها الخ: اس پر جناب نبی کریم ﷺ نے حضرت کلثوم رضی اللہ عنہ کو بشارت دی کہ تمہارا چوں کہ سورۂ اخلاص سے تعلق ہے اس لئے یہ سورہ تم کو جنت میں داخل کر کے دم لے گی۔

﴿معوذتین کی فضیلت﴾

﴿حدیث نمبر:۲۰۳۳﴾ وعن عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَمْ تَرَ اٰيَاتٍ اُنْزِلَتِ اللَّيْلَةَ لَمْ يُرَ مِثْلُهُنَّ قَطُّ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: انزلت: نَزَلَ (ض) نُزُوْلاً اترنا۔ انزال (افعال) اتارنا۔ اعوذ: اعاذَ (ن) عَوْذاً پناہ لینا۔

ترجمه: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا آج کی رات ایسی آیتیں اتاری گئی ہیں کہ اس طرح کی آیتیں کبھی نہیں دیکھی گئیں۔

خلاصۂ حدیث انسان و جنات کی شرارت سے پناہ مانگنے میں معوذتین سے اچھی دوسری کوئی چیز نہیں ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح الم تر یہ خطاب عام ہے ممکن ہے جناب نبی کریم ﷺ نے کسی مجلس میں اس طرح کا انداز اختیار کیا ہو لم یر مثلهن قط: یعنی لوگوں کی بدنظری اور جنات کی شرارت سے حفاظت کے سلسلے میں ان آیات سے بڑھ کر کوئی دوسری آیت نہیں ہے قل اعوذ إلخ: یعنی معوذتین۔

﴿آپ کا بعض سورتیں پڑھ کر اپنے بدن پر دم کرنا﴾

﴿حدیث نمبر: ۲۰۳۴﴾ وعن عائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَااَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيْهِمَا فَقَرَأَ فِيْهِمَا قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَااسْتَطَاعَ

مِنْ جَسَدِهٖ يَبْدَأُ بِهِمَا عَلٰى رَأْسِهٖ وَوَجْهِهٖ وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهٖ يَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَسَنَذْكُرُ حَدِيْثَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ لَمَّا أُسْرِيَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَابِ الْمِعْرَاجِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى.

حل لغات: أوى: أوىٰ(ض) أُوِيًّا پناہ لینا، آنا، فراشه: بچھونا جمع اَفْرِشَة، كفيه: تثنیہ ہے کف کی، ہتھیلی جمع اَكُف. نفث: نَفْثًا پھونکنا، دم کرنا، الفلق: فَلَقَ(ض) فَلْقًا پھاڑنا یمسح: مسح (ف) مَسْحًا پھیرنا، جسده: بمعنی بدن جمع اجساد. وجه: چہرا جمع وُجُوه

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ ہر رات کو جب اپنے بستر پر آتے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو جمع کرتے پھر ان میں پھونک مارتے، اور ان میں قل هو الله أحد، قل أعوذ برب الفلق اور قل أعوذ برب الناس پڑھ کر دم کرتے پھر جہاں تک ہوتا ان دونوں کو اپنے بدن پر پھیرتے آپ ﷺ ہاتھ کا پھیرنا سر اور بدن کے اگلے حصے سے شروع کرتے اس کو آپ ﷺ تین مرتبہ کرتے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ سونے سے پہلے سورۂ اخلاص، فلق اور ناس کو پڑھ کر اپنی دونوں ہتھیلیوں پر دم کر کے اپنے پورے بدن پر پھیرتے تا کہ شیطان کی شرارت سے محفوظ رہیں۔

کلمات حدیث کی تشریح **ثم نفث فيهما:** نفث اس دم کو کہتے ہیں جس میں پھونک کے ساتھ ساتھ کچھ تھوک بھی نکل آئے۔ **فقرأ فيهما الخ:** اس حدیث شریف کے ظاہری الفاظ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ پہلے دم کرتے اس کے بعد یہ تینوں سورتیں پڑھتے تھے، حالانکہ اس بات کا قائل کوئی نہیں ہے، اس لئے یہی کہا جائے گا کہ اس حدیث شریف کی تشریح یہ ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے پہلے ہاتھوں کو جمع کیا پھر دم کرنے کا ارادہ کیا ابھی دم کیا نہیں ہے بل کہ ارادہ کے بعد کچھ پڑھا اس کے بعد ہتھیلیوں پر دم کیا۔ فالمعنى جمع كفيه ثم عزم على النفث فيهما فقرأ فيهما (مرقات ۳۵۱/۴) **ثم يَمْسَحُ بِهِمَا ما استطاع الخ:** اپنی ہتھیلیوں پر دم کرنے کے بعد ان دونوں کو جناب نبی کریم ﷺ اپنی سہولت کے مطابق اپنے پورے بدن پر پھیرتے تھے، لیکن ہاتھ کا پھیرنا سر سے شروع کرتے تھے اور یہ عمل آپ ﷺ تین مرتبہ کرتے تھے۔

الفصل الثانی

﴿قیامت کے دن عرش کے نیچے رہنے والی چیزیں﴾

﴿حدیث نمبر: ۲۰۳۵﴾ وعن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثٌ تَحْتَ الْعَرْشِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْقُرْاٰنُ يُحَاجُّ الْعِبَادَ لَهٗ ظَهْرٌ وَبَطْنٌ وَالْاَمَانَةُ وَالرَّحِمُ تُنَادِيْ اَلَا مَنْ وَصَلَنِيْ وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَنِيْ قَطَعَهُ اللّٰهُ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حل لغات: تحت: نیچے جمع تُحُوت. العرش: شاہی تخت جمع عُرُوش، عَرَشَ (ن ض) عَرْشًا تخت بنانا۔ الامانة: اَمِنَ (س) اَمْنًا مطمئن ہونا، الرحم: رشتہ داری جمع اَرْحَام. وصله: وَصَلَ (ض) وَصْلًا رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنا، مہربانی کرنا۔

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن تین چیزیں عرش کے نیچے ہوں گی (۱) قرآن کریم جو بندوں سے جھگڑے گا اس کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی۔ (۲) امانت (۳) رحم، یہ پکارے گا خبردار جس شخص نے مجھے ملایا اللہ اس کو ملائے گا اور جس شخص نے مجھے توڑا اللہ تعالیٰ اس کو توڑے گا۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ تین چیزیں یعنی قرآن کریم، امانت اور رحم قیامت کے دن عرش کے نیچے رہیں گے اور جن لوگوں نے ان کے حقوق کی پامالی کی ہوگی ان کے خلاف یہ تینوں چیزیں اللہ تعالیٰ سے فریاد کریں گی

کلمات حدیث کی تشریح

القرآن: قرآن کریم کو اسلئے مقدم ذکر کیا ہے کہ قدر و منزلت کے اعتبار سے اسکی شان بڑھی ہوئی ہے۔ **یحاج العباد:** ان بندوں سے قرآن کریم جھگڑیگا جنھوں نے دنیا میں اسکے حقوق کی پامالی کی ہوگی۔ **لہٗ ظہر و بطن:** یعنی قرآن کریم کے ایسے ظاہری معنی اور عام فہم بھی ہیں کہ معمولی سمجھ رکھنے والا انسان بھی سمجھ لیتا ہے اور ایسے مخفی معنی بھی ہیں کہ بڑے سے بڑا دقاق بھی عاجز ہو جاتا ہے۔ **والأمانة:** دوسری چیز امانت ہے اور امانت سے اللہ اور بندوں کے وہ حقوق مراد ہیں جن کا ادا کرنا واجب ہے، وہ حقوق ادا کر دیئے تو ٹھیک ہے ورنہ قیامت کے دن پائی پائی کا حساب دینا ہوگا۔ **والرحم:** مراد رشتہ داری اور عام لوگوں سے تعلقات نبھانا ہے **تنادی:** یعنی امانت اور رحم یا دوسرا مطلب یہ ہے کہ یہ تینوں چیزیں پکاریں گی یعنی اللہ تعالیٰ سے فریاد کریں گی۔ **ألامن وصلنی الخ:** یعنی جس نے ہمیں اپنایا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اپنائے گا اور جس نے ہمیں ٹھکرایا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ٹھکرائے گا۔

﴿قرآن کو ترتیل سے پڑھنے کی فضیلت﴾

﴿حدیث نمبر:۲۰۳۶﴾ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْاٰنِ اِقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا فَاِنَّ مَنْزِلَكَ عِنْدَ اٰخِرِ اٰيَةٍ تَقْرَؤُهَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

حل لغات: صاحب: ساتھی جمع أصحاب. ارتق: رَقِیَ (س) رقیاً، ارتقی (افتعال) پہاڑ پر چڑھنا، رتّل: رَتَّلَ (تفعیل) القرآن قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا، الدنیا: موجودہ زندگی جمع دُنیٰ.

ترجمه: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن صاحب قرآن سے کہا جائے گا کہ پڑھتا جا اور چڑھتا جا، جیسا کہ تم دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے، پس تیری منزل وہاں ہوگی جہاں تو آخری آیت پڑھے گا۔

خلاصہ حدیث

اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ قیامت کے دن صاحب قرآن سے کہا جائے گا کہ تو پڑھتا جا اور جنت میں چڑھتا جا تیری منزل وہ ہوگی جہاں تو آخری آیت پڑھے گا، اس لئے دنیا میں قرآن کریم ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا چاہیے تا کہ آخرت میں بھی ایسا ہی پڑھے اور خوب بلندی پر پہنچ جائے۔

کلمات حدیث کی تشریح

یقال لصاحب القرآن: یعنی قیامت کے دن جنت میں داخل کرتے وقت صاحب قرآن سے کہا جائے گا، اور صاحب قرآن سے وہ لوگ مراد ہیں جو قرآن کریم کی تلاوت بھی کرتے ہوں اور اس پر عمل بھی کرتے ہوں، **اقرأ وارتق الخ:** یعنی پڑھتا جا اور چڑھتا جا اور یا درکھو ذرا ٹھہر کر پڑھنا تا کہ تیرا مسکن اعلیٰ سے اعلیٰ مقام پر ہو اس لئے کہ تیری وہ جگہ ہوگی جہاں تو آخری آیت پڑھے گا۔

﴿دل قرآن سے خالی نہ رہے﴾

﴿حدیث نمبر:۲۰۳۷﴾ وعن ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الَّذِيْ لَيْسَ فِيْ جَوْفِهٖ شَيْءٌ مِنَ الْقُرْاٰنِ كَالْبَيْتِ الْخَرِبِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ.

حل لغات: جوف: خالی جگہ، پیٹ جمع اَجْوَاف مراد دل ہے۔ الخرب: ویران جگہ خَرِبَ (س) خَرَبًا ویران ہونا۔ البیت: گھر جمع بیوت.

ترجمه: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص جس کے دل میں قرآن کا کچھ بھی حصہ نہیں ہے وہ اجڑے ہوئے گھر کی طرح ہے۔

خلاصۂ حدیث

جس دل میں قرآن کریم کا کوئی بھی حصہ نہ ہو وہ دل بے رونق اور اجڑے ہوئے گھر کے مانند ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح
ان الذی لیس فی جوفه الخ: دل، انسانی جسم کا سب سے اہم حصہ ہے، جب اس میں کوئی بھی آیت نہیں ہے یعنی اس شخص کو سرے سے قرآن کریم کی کوئی آیت یاد نہیں ہے تو وہ دل ویران اور بے رونق ہے، ظاہر اً دیکھنے میں آدمی آراستہ اور پیراستہ ضرور نظر آئے لیکن حقیقت میں وہ ویران جگہ اور گھر کی طرح ہے۔ فی جوفه: جوف سے مراد دل ہے: وقال الطیبی اطلق الجوف و اریدبه القلب. (مرقات ۴/۳۵۴)

﴿مشغولیت بالقرآن کی فضیلت﴾

﴿حدیث نمبر:۲۰۳۸﴾ وَعن اَبِی سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی : مَنْ شَغَلَهُ الْقُرْاٰنُ عَنْ ذِکْرِی وَمَسْأَلَتِی اَعْطَیْتُهُ اَفْضَلَ مَا اُعْطِیَ السَّائِلُوْنَ وَفَضْلُ کَلَامِ اللّٰهِ عَلٰی سَائِرِ الْکَلَامِ کَفَضْلِ اللّٰهِ عَلٰی خَلْقِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ وَالْبَیْهَقِیُّ فِی شُعَبِ الْاِیْمَانِ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ .

حل لغات: الرب: پالنہار جمع اَرْبَاب. شغله: شَغَلَ (ف) شُغْلاً مشغول کرنا۔ اعطیته: عطا(ن) عَطْوًا لینا اعطی (افعال) دینا، خلقه: مخلوق جمع خَلَق.

ترجمه: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کہتا ہے کہ قرآن کریم نے جس شخص کو میرے ذکر اور میری دعاء سے مشغول رکھا، میں اس کو اس سے افضل دوں گا جو سائلین کو دیا جاتا ہے اور کلام اللہ کو تمام کلام پر ایسے ہی برتری حاصل ہے جیسے اللہ کو تمام مخلوقات پر۔

خلاصہ حدیث
اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص قرآن کریم پڑھنے، اس کو پڑھانے، اس سے مسائل مستنبط کرنے یا اس پر عمل کرنے میں اس قدر مشغول ہو گیا کہ وہ نہ ہی دوسرے وظائف پڑھ سکا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ سے دعاء مانگ سکا تو ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ اس کو اس کے گمان سے بھی زیادہ دیتا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح
من شغله القرآن: یعنی جو شخص قرآن کریم پڑھنے، اس کو پڑھانے، اس سے مسائل مستنبط کرنے یا اس پر عمل کرنے میں اس قدر مشغول ہو گیا کہ وہ نہ ہی دوسرے وظائف پڑھ سکا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ سے دعاء مانگنے کی فرصت نہ ہو سکی، ایسی صورت میں وہ چیزیں جو وہ ان امور کے عدم انجام دہی کی صورت میں مانگ سکتا تھا اللہ تعالیٰ اس کو ان چیزوں سے بھی عمدہ عنایت کرے گا۔ مشغولیت کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ آدمی مثلاً تلاوت قرآن مشغول ہے اس دوران اس کو یہ خیال آیا کہ اس وقت دعاء کرنی چاہیے اب وہ تلاوت قرآن کریم کی وجہ سے دعاء کو چھوڑ کر تلاوت ہی میں مشغول رہے تو وہ جو دعاء مانگ سکتا تھا اللہ تعالیٰ اس سے بھی بہتر چیزیں عطاء کرے گا۔ وفضل کلام اللّٰه تعالٰی الخ: عرب کا مشہور مقولہ ہے کہ "کلام الملوك ملوك الکلام" کہ بادشاہ کا کلام بھی باتوں کا بادشاہ ہوتا ہے، اس لئے اللہ کا کلام بھی "کلام اللہ" ہونے کے ناطے تمام کلاموں پر ایسے ہی فوقیت رکھتا ہے جیسے اللہ کی ذاتِ اقدس تمام مخلوقات پر یعنی جس طرح سے اللہ کی ذات کے مقابلے میں مخلوق کی کوئی حیثیت نہیں ہے ایسے ہی کلام اللہ کے مقابلے میں دوسرے کلام کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

﴿قرآن کریم کے ایک حرف پڑھنے کا ثواب﴾

﴿حدیث نمبر:۲۰۳۹﴾ وعن ابنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ کِتَابِ اللّٰهِ فَلَهٗ بِهٖ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا لَا اَقُوْلُ الٓمّٓ حَرْفٌ، اَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِیْمٌ حَرْفٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ اِسْنَادًا.

حل لغات: حرفا: حرف جمع حروف۔ حسنة: نیکی جمع حسنات.

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے قرآن کریم کا ایک حرف پڑھا اس کے لئے ایک نیکی ہے، اور ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر ہے میں یہ نہیں کہتا کہ "الم" ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک حرف ہے، لام دوسرا حرف ہے اور میم تیسرا حرف ہے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کریم پڑھنے سے بے پناہ ثواب ملتا ہے اگر کوئی ایک حرف بھی قرآن کریم میں سے پڑھتا ہے تو اس کو کم از کم دس نیکیاں ملتی ہیں۔

کلماتِ حدیث کی تشریح من قرا حرفا من کتاب اللّٰه: یعنی کوئی شخص قرآن کریم سے ایک حرف بھی پڑھتا ہے تو اس کو کم سے کم دس نیکیاں ملتی ہیں۔ اس کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ عمل کرنے والے کی نیت اور خلوص کے مطابق بہت زیادہ بڑھا کر بھی ثواب دیتا ہے۔ "مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَّشَاءُ. لا اقول الم حرف: آگے جناب نبی کریم ﷺ نے قرآن کریم کی اہمیت کے پیش نظر مزید وضاحت کردی کہ الم ایک حرف نہیں، بلکہ یہ ایک لفظ ہے اور اس میں تین حروف ہیں اگر کوئی شخص الٓمٓ پڑھتا ہے تو اس کو دس نیکی نہیں بلکہ تین حروف ہونے کی بنیاد پر اس کو کم از کم تیس نیکیاں ملیں گی آگے اس شخص میں جتنا خلوص ہوگا ثواب میں اتنا اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔

﴿قرآن سرچشمہ ہدایت ہے﴾

﴿حدیث نمبر:۲۰۴۰﴾ وَعَنِ الْحَارِثِ الْاَعْوَرِ قَالَ مَرَرْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَاِذَا النَّاسُ يَخُوْضُوْنَ فِي الْاَحَادِيْثِ فَدَخَلْتُ عَلٰى عَلِيٍّ فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ اَوَقَدْ فَعَلُوْهَا قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اَمَا اِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلَا اِنَّهَا سَتَكُوْنُ فِتْنَةٌ قُلْتُ مَا الْمَخْرَجُ مِنْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ كِتَابُ اللّٰهِ فِيْهِ نَبَأُ مَا قَبْلَكُمْ وَخَبَرُ مَا بَعْدَكُمْ وَحُكْمُ مَا بَيْنَكُمْ هُوَ الْفَصْلُ لَيْسَ بِالْهَزْلِ مَنْ تَرَكَهُ مِنْ جَبَّارٍ قَصَمَهُ اللّٰهُ وَمَنِ ابْتَغَى الْهُدٰى فِي غَيْرِهِ اَضَلَّهُ اللّٰهُ وَهُوَ حَبْلُ اللّٰهِ الْمَتِيْنُ وَهُوَ الذِّكْرُ الْحَكِيْمُ وَهُوَ الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيْمُ هُوَ الَّذِي لَا تَزِيْغُ بِهِ الْاَهْوَاءُ وَلَا تَلْتَبِسُ بِهِ الْاَلْسِنَةُ وَلَا يَشْبَعُ مِنْهُ الْعُلَمَاءُ وَلَا يُخْلَقُ عَنْ كَثْرَةِ الرَّدِّ وَلَا يَنْقَضِي عَجَائِبُهُ هُوَ الَّذِي لَمْ تَنْتَهِ الْجِنُّ اِذْ سَمِعَتْهُ حَتّٰى قَالُوْا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا يَهْدِيْ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهِ مَنْ قَالَ بِهِ صَدَقَ وَمَنْ عَمِلَ بِهِ اُجِرَ وَمَنْ حَكَمَ بِهِ عَدَلَ وَمَنْ دَعَا اِلَيْهِ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ اِسْنَادُهُ مَجْهُوْلٌ وَفِي الْحَارِثِ مَقَالٌ۔

حل لغات: یخوضون: خاض (ن) خوضافي الحديث مشغول ہونا الأحاديث: جمع ہے حدیث کی بمعنی بات، فاخبرته، خَبَرَ (ن) خَبْرًا تجربہ سے جاننا، حقیقت حال سے واقف ہونا، اخبر (افعال) خبر دینا، فتنة: فتنہ جمع فِتَن. نبا: خبر جمع انباء، الهزل: هَزَلَ (ض) هَزْلًا ٹھٹھا کرنا، قصمه: قَصَمَ (ض) قَصْمًا ہلاک کرنا، حبل: رسی جمع حِبَال. الصراط: راستہ جمع صُرُط۔ لاتزیغ: زاغ (ض) زیغًا ٹیڑھا ہونا۔ یشبع: شَبِعَ (ف) شَبْعًا شکم سیر ہونا، آسودہ ہونا، ینقضی: قضٰی (ض) قضاءً پورا کرنا، انقضی (انفعال) ختم ہونا۔

ترجمہ: حضرت حارث اعور سے روایت ہے کہ میں ایک دن مسجد میں گیا تو لوگوں کو دیکھا کہ لوگ گپ میں مشغول ہیں تو میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کر کے ان کو آگاہ کیا تو انھوں نے کہا کہ کیا ان لوگوں نے ایسا ہی کیا ہے؟ میں نے کہا کہ جی ہاں۔ انھوں نے کہا کہ غور سے سنو میں نے جناب نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خبردار عن قریب فتنہ واقع ہوگا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ اس سے نجات کی کیا صورت ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کتاب اللہ اس میں تمھارے اگلے اور پچھلے لوگوں کے درپیش حالات کے

احکام ہیں۔ وہ فیصل ہے یہ مذاق نہیں ہے، جس شخص نے اس کو کبر کی بنیاد پر چھوڑا اللہ تعالیٰ اس کو ہلاک کر دے گا۔ اور جو شخص قرآن کے علاوہ ہدایت کو تلاش کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو گمراہ کر دے گا۔ وہ تو (قرآن) اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی ہے، وہ پُر حکمت ذکر ہے اور وہ تو سیدھا راستہ ہے۔ قرآن کریم وہ سرچشمۂ ہدایت ہے، جس کی پیروی کی وجہ سے خواہشات نفس حق سے باطل کی طرف مائل نہیں ہوتی ہیں، اس سے کوئی زبان نہیں ملتی ہے، علماء اس سے سیر نہیں ہوتے، قرآن کریم، کثرتِ تلاوت سے پرانا نہیں ہوتا ہے اس کے عجائب ختم نہیں ہوں گے، قرآن کریم وہ کلام ہے کہ جنات نے سنا تو وہ فوراً بول اٹھے ہم نے عجیب قرآن سنا جو راستہ دکھاتا ہے اس لئے ہم نے اس پر ایمان لائے، جس شخص نے قرآن کے مطابق کہا اس نے سچ کہا، جس شخص نے اس پر عمل کیا اس کو اجر دیا جائے گا، جس نے اس کے مطابق فیصلہ کیا اس نے انصاف کیا اور جس شخص نے اس کی طرف بلایا، اس نے سیدھی راہ کی ہدایت کی۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کریم ہدایت وکام یابی کا سرچشمہ ہے اس لئے جو لوگ بھی اس کے مطابق زندگی گذاریں گے وُہ کامیاب وکامران ہیں اور جو لوگ اس کے مخالف سمت میں چلیں گے وہ گمراہ اور ناکام ہیں۔

کلمات حدیث کی تشریح مررت فی المسجد فإذا الناس إلخ: حضرت حارث اعور علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ میں مسجد میں گیا تو لوگوں کو دیکھا کہ مسجد میں بیٹھے ہوئے دنیوی باتوں میں مشغول ہیں یہ دیکھ کر ان کو بہت عجیب طرح لگا۔ فدخلت علیٰ علی الخ: حضرت حارث اعور چوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خاص شاگرد تھے تو انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کر کے صورتِ حال سے آگاہ کیا۔ فقال او قدفعلوھا: تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تاکیداً ان سے پوچھا کہ کیا وہ لوگ ایسا ہی کر رہے ہیں۔ قلت نعم: تو انھوں نے جواب دیا کہ جی ہاں وہ لوگ ایسا ہی کر رہے ہیں۔ قال اما انی سمعت الخ: جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کی بات پر یقین ہو گیا تو انھوں نے فرمایا میں نے جناب نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عن قریب بڑے بڑے فتنے ظاہر ہوں گے۔ قلت ما المخرج منھا یارسول اللّٰہ: یہ بات سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے رونگٹے کھڑے ہو گئے انھوں نے جناب نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا یارسول اللہ آپ ﷺ نے فرمایا تو وہ فتنے ظاہر تو ہوں گے ہی ہاں لیکن آپ مجھے یہ بات بتا دیجیے کہ ان فتنوں سے نجات کی کیا صورت ہوگی۔ قال کتاب اللّٰہ: آپ نے فرمایا ان فتنوں سے نجات کی صورت قرآن کریم پر عمل کرنا ہے، جو قرآن کریم پر عمل کرے گا وہ ان فتنوں سے محفوظ رہے گا، فیہ نبأ ماقبلکم الخ: اس لئے کہ اس میں گذشتہ امتیوں کے قصے موجود ہیں جنھیں پڑھ اور سمجھ کر انسان عبرت حاصل کرے گا اور آئندہ ہونے والے حالات کا تذکرہ ہے ان سے آدمی بچنے کی تدبیریں کرتا رہے تو فتنوں سے محفوظ رہے گا۔ ھو الفصل: عام طور پر یہی ہوتا ہے کہ لڑائی جھگڑے کے بعد انصاف نہیں ہو پاتا ہے تو فتنے پنپتے ہی رہتے ہیں جس کی وجہ سے انسان کا چین وسکون مفقود ہو کر رہ جاتا ہے، اس لئے یہ کرنا چاہیے کہ آدمی پہلے ہی قرآن کریم کے مطابق فیصلہ کرے تاکہ فتنہ سر نہ ابھار سکے اور اگر تھوڑا بہت فتنہ بھی ہو جائے تو وہ فتنہ دب جائے۔ لیس بالھزل: یعنی قرآن کریم کا فیصل ہونا کوئی مذاق یا بے وزن بات نہیں ہے، بلکہ یہ ایک مستحکم دعویٰ ہے اور آزمودہ نسخہ ہے کہ قرآن کریم ایک لازوال فیصل ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے "اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ" من ترکہٗ من جبار قصمہ اللّٰہ الخ: اگر کوئی شخص قرآن کریم پر ایمان لا کر اس کی عظمت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس مقدس کتاب کی تلاوت وغیرہ نہیں کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو تباہ وبرباد نہیں کریں گے، لیکن اگر کوئی کبر وغرور کے نشے میں چور ہو کر قرآن کریم کو ٹھکراتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو تباہ اور برباد کر دے گا، جیسا کہ زمانۂ نبوت میں تمام غزوات میں خوب خوب اس کا مشاہدہ ہوا ہے کہ تمام تارکین قرآن تباہ اور برباد ہو گئے۔ ومن ابتغی الھُدیٰ الخ: یعنی جس شخص نے قرآن کریم کے علاوہ کسی دوسری کتابوں میں ہدایت کی تلاش شروع کر دی تو اللہ تعالیٰ اس کو گمراہ کر دے گا۔ وھو حبل اللّٰہ المتین

الخ: اب یہاں سے قرآن کریم کی بعض اہم صفات بیان کی جارہی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کریم کی یہ صفات غیر معمولی ہیں، ان صفات کے مدنظر بہانگ دہل یہ اعلان کیا جاسکتا ہے کہ قرآن کریم کو اپنانے والا انسان کامیاب وکامران ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے۔ **ھو الذی لم تنتہ الجن الخ:** یہی وجہ ہے کہ جنات نے جب قرآن کریم کو سنا تو وہ اس کی خوبیوں سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے اور صرف متاثر ہی نہیں ہوئے بلکہ وہ کہنے پر مجبور ہوگئے کہ قرآن کریم ہدایت کا سرچشمہ ہے، اس لئے ہم اس پر ایمان لائے ہیں۔ **من قال بہ صدق:** یعنی یا تو آدمی قرآن کریم میں موجود باتوں کو بیان کرے یا اس میں بیان کیے گئے اصول وضوابط کی روشنی میں بیان کرے دونوں صورتوں میں باتیں صحیح اور درست ہوں گی۔

﴿ قیامت کے دن حافظ کے والدین کی تاج پوشی ﴾

﴿حدیث نمبر ۲۰۴۱﴾ وَعَنْ مُعَاذِ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ وَعَمِلَ بِمَافِيْهِ اُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ضَوْءُهٗ اَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِيْ بُيُوْتِ الدُّنْيَا لَوْ كَانَتْ فِيْكُمْ فَمَاظَنُّكُمْ بِالَّذِيْ عَمِلَ بِهٰذَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ.

حل لغات: عمل: عَمِلَ (س) عَمَلاً عمل کرنا، البس: لَبِسَ (س) لُبْسًا پہننا، اَلْبَسَ (افعال) پہنانا، تاج: شاہی ٹوپی جمع تِيجان، تاج (ن) تاجًا تاج پہننا، ضوء: روشنی جمع اَضْوَاء، ضاء (ن) ضَوْأً روشن ہونا، الشمس: سورج جمع شُمُوْس.

ترجمہ: حضرت معاذ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا اس کے والدین کو قیامت کے دن تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی دنیا کے گھروں میں چمکنے والے سورج کی روشنی سے اعلیٰ ہوگی، اگر سورج گھروں میں ہو تو اس شخص کے بارے میں تم لوگوں کا کیا گمان ہے جس نے قرآن کریم پر عمل کیا۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص نے قرآن کریم پڑھا اور پڑھنے سے مراد یہ ہے کہ زبانی یاد کیا تو اس کے والدین کو قیامت کے دن جہاں اولین وآخرین کا اجتماع ہوگا سورج سے زیادہ چمک دار تاج پہنایا جائے گا۔

کلمات حدیث کی تشریح **من قرأ القرآن وعمل بمافیہ الخ:** حضرت حافظ ابن حجر علیہ الرحمہ کی تصریح کے مطابق اس حدیث شریف میں قرأت سے مراد حفظ قرآن ہے، یعنی جس شخص نے قرآن کریم حفظ کرکے اس پر عمل کیا تو اس کے والدین کو قیامت کے دن تاج پہنایا جائے گا۔ "وقال ابن حجر حفظہ" (مرقات ۴/۳۵۹) **ضوءہ احسن من ضوء الشمس الخ:** یہ جو ہم لوگ سورج دیکھ رہے ہیں یہ بالفرض ہمارے گھروں میں لگا دیا جائے تو اس کی روشنی کا کیا عالم ہوگا صرف اندازہ تو کیا جاسکتا ہے۔ بات بیان باہر ہے لیکن حافظ کے والدین کو جو تاج پہنایا جائے گا اس کی روشنی اس کی اس کی روشنی سے اعلیٰ ہوگی۔

﴿ قرآن کے آگے آگ ناکام ہے ﴾

﴿حدیث نمبر: ۲۰۴۲﴾ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْجُعِلَ الْقُرْاٰنُ فِيْ اِهَابٍ ثُمَّ اُلْقِيَ فِي النَّارِ مَااحْتَرَقَ رَوَاهُ الدَّرِمِيُّ.

حل لغات: اھاب: کھال جمع اُهُبٌ. القی: اَلْقٰی (افعال) ڈالنا، احترق: حَرَقَ (ن) حَرْقًا جلانا احترق (افتعال) جلانا، النار: آگ جمع نیران.

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب نبی کریم ﷺ سے سنا ہے اگر کھال میں لپیٹ کر قرآن کریم کو آگ میں ڈال دیا جائے تو آگ نہیں جلائے گی۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ حافظ قرآن کو دوزخ کی آگ نہیں جلائے گی۔

کلمات حدیث کی تشریح لو جعل القرآن في اھاب الخ: اس حدیث شریف کی تشریح مختلف ہیں ایک یہ کہ حافظ قرآن کو دوزخ کی آگ نہیں جلا سکتی ہے، دوسرا مطلب یہ ہے کہ یہ جناب نبی کریم ﷺ کے زمانے کیساتھ خاص تھا کہ اگر بالفرض والحال اگر کوئی شخص حقیر سے حقیر چیز میں قرآن کریم کو لپیٹ کر آگ میں ڈال دیتا تو وہ آگ قرآن کریم کو نہیں جلا سکتی تھی۔

﴿دس دوزخی کے لئے حافظ قرآن کی سفارش﴾

﴿حدیث نمبر ۲۰۴۳﴾ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَظْهَرَهُ فَاَحَلَّ حَلَالَهُ وَحَرَّمَ حَرَامَهُ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ وَشَفَّعَهُ فِيْ عَشَرَةٍ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِهِ كُلُّهُمْ قَدْ وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَ حَفْصُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّاوِيُّ لَيْسَ هُوَ بِالْقَوِيِّ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيْثِ.

حل لغات: فاستظهره: ظَهَرَ (ن) ظُهُوراً ظاہر ہونا۔ استظهر (استفعال) زبانی یاد کرنا۔

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے قرآن پڑھا اور اس کو زبانی یاد کر کے اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا اور اس کے خاندان کے دس ایسے لوگوں کے حق میں شفاعت قبول کرے گا جن میں سے ہر ایک پر جہنم واجب ہو چکی ہوگی۔

خلاصۂ حدیث اللہ تعالیٰ حافظ قرآن کو جنت میں داخل کرے گا اور دس جہنمیوں کے حق میں اس کی شفاعت کو قبول کرے گا۔

کلماتِ حدیث کی تشریح من قرأ القرآن فاستظهره إلخ: یعنی جس شخص نے قرآن کریم پڑھا اور اسکا حافظ ہو کر اس پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت عنایت تو کرے گا ہی، اس کو قیامت کے دن (جب نفسی نفسی کا عالم ہوگا اور لوگ ایک دوسرے سے بھاگیں گے) حافظ قرآن کو یہ اعزاز بخشا جائے گا کہ وہ ایسے نازک حالات میں اپنے خاندان کے دس جہنمیوں کے لئے جنت کی سفارش کرے گا تو اس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

﴿فاتحۃ الکتاب بے مثال سورت ہے﴾

﴿حدیث نمبر ۲۰۴۴﴾ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ كَيْفَ تَقْرَأُ فِي الصَّلٰوةِ فَقَرَأَ اُمَّ الْقُرْاٰنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا اُنْزِلَتْ فِي التَّوْرَاةِ وَلَا فِي الْاِنْجِيْلِ وَلَا فِي الزَّبُوْرِ وَلَا فِي الْفُرْقَانِ مِثْلُهَا وَاِنَّهَا سَبْعٌ مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِيْمُ الَّذِيْ اُعْطِيْتُهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَى الدَّارِمِيُّ مِنْ قَوْلِهٖ مَا اُنْزِلَتْ وَلَمْ يَذْكُرْ اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

حل لغات: الصلوٰة: نماز، جمع صلوات. التوراة: ایک آسمانی کتاب کا نام ہے جو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوئی تھی، ثار (ن) توراً جاری ہونا، الانجیل: بشارت جمع اناجیل۔ الزبور: کتاب جمع زبر۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ابی ابن کعب سے پوچھا نماز میں کیسے پڑھتے ہو تو انھوں نے سورۂ فاتحہ پڑھی، جناب نبی کریم ﷺ فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے نہ تورات میں نہ انجیل میں نہ زبور میں اور نہ ہی قرآن کریم میں اسکے مثل اتاری گئی ہے اور یہ سات آیتیں ہیں جو بار بار پڑھی جاتی ہیں اور قرآن کریم ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔

خلاصۂ حدیث آسمانی کتابوں میں قرآن کریم بے نظیر ہے اور قرآن کریم کی تمام سورتوں میں سورۂ فاتحہ بے مثال ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح کیف تقرأ في الصلوٰة فقرأ أم القرآن إلخ: جناب نبی کریم ﷺ نے ایک موقع پر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم نماز میں قرآن کریم کیسے پڑھتے ہو تو انھوں نے سورۂ فاتحہ پڑھ

کرسنایا، جس سے دو فائدے ہوئے ایک یہ کہ قرآن کریم کی ایک اہم سورہ کی تلاوت ہوگئی اور دوسرا فائدہ یہ حاصل ہوا کہ ان کے پڑھنے کا طرز بھی سامنے آگیا، جس سے آسانی کے ساتھ یہ اندازہ لگایا گیا کہ یہ قرآن کریم کیسے پڑھتے ہیں پہلے فائدے کی طرف تو اسی حدیث شریف کے ان الفاظ سے ارشاد ملتا ہے ما انزلت فی التوراۃ ولا فی الانجیل الخ۔

﴿قرآن سیکھنے اور اس پر عمل کا فائدہ﴾

﴿حدیث نمبر ۲۰۴۵﴾ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَعَلَّمُوا الْقُرْاٰنَ فَاقْرَاُوْہُ فَاِنَّ مَثَلَ الْقُرْاٰنِ لِمَنْ تَعَلَّمَ فَقَرَأَ وَقَامَ بِہٖ کَمَثَلِ جِرَابٍ مَحْشُوٍّ مِسْکًا تَفُوْحُ رِیْحُہٗ کُلَّ مَکَانٍ وَمَثَلُ مَنْ تَعَلَّمَہٗ فَرَقَدَ وَھُوَ فِیْ جَوْفِہٖ کَمَثَلِ جِرَابٍ اُوْکِیَ عَلٰی مِسْکٍ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

حل لغات: جراب: تھیلی جمع اَجْرِبَۃ. حشو: حشی (ن) حشوا بھرنا، مسکًا: خوشبو جمع مِسَك. تفوح: فاح (ن) فَوْحًا مہکنا، پھوٹنا، اوکی: وکی (ض) وَکْیًا، اَوْکیٰ (افعال) مشک کو بندھن سے باندھنا، فرقد: رقداً سونا، غافل ہونا۔

ترجمہ: اور ان سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا قرآن کریم سیکھو اور پڑھو، اس لئے کہ قرآن کریم سیکھنے، پڑھنے اور اس پر عمل کرنے والے کی مثال مشک سے بھری ہوئی اس تھیلی کی طرح ہے جس کی خوش بو پورے مکان میں مہک رہی ہے اور جس شخص نے اس کو سیکھا اور سینے میں رکھ کر سو گیا وہ اس تھیلی کی طرح ہے جس کی مشک پر باندھ دیا گیا ہو۔

خلاصہ حدیث جس طرح انسان ارادی اور غیر ارادی طور پر خوش بو سے مستفید ہوتا ہے اسی طریقے سے آدمی قاری قرآن سے بھی ارادی اور غیر ارادی طور پر مستفید ہوتا رہتا ہے، لیکن جو شخص قرآن کریم پڑھ کریم پڑھ کر خاموش بیٹھا رہا نہ دوسروں کو سکھایا اور نہ ہی اس پر عمل کیا تو وہ ایسا ہے جیسے خوش بو تو ہے، لیکن شیشی کا ڈھکن بند ہے جس کی وجہ سے اس کی خوش بو اندر تو ہے ضرور لیکن باہر اس کا کوئی فائدہ نہیں ظاہر ہو رہا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح وعنہ: یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تعلّموا القرآن یعنی قرآن کریم کے الفاظ اور معانی دونوں سیکھنے کی تاکید ہے، فان مثل القرآن لمن تعلم الخ: اس روایت کا حاصل یہ ہے کہ حامل قرآن تھیلی اور قرآن کریم مشک کی طرح ہے یعنی جس طریقے سے مشک کے ذریعہ سے ارادی اور غیر ارادی دونوں طریقے سے مالک مشک اور دوسرے لوگوں کو فائدہ ہوتا رہتا ہے اسی طریقے سے حاملِ قرآن دوسرے لوگوں کو قرآن کریم کے برکات سے فائدہ ہوتا ہی رہتا ہے، اور جو اس کے برکات سے مستفید ہونے کی کوشش نہیں کرتا وہ مشک کی بند تھیلی کی طرح ہے۔

﴿آیت الکرسی اور سورۂ مومن کی ابتدائی آیت کی برکت﴾

﴿حدیث نمبر ۲۰۴۶﴾ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ حٰمٓ الْمُؤْمِنَ اِلَی اِلَیْہِ الْمَصِیْرُ وَاٰیَۃَ الْکُرْسِیِّ حِیْنَ یُصْبِحُ حُفِظَ بِھِمَا حَتّٰی یُمْسِیَ وَ مَنْ قَرَأَ بِھِمَا حِیْنَ یُمْسِیْ حُفِظَ بِھِمَا حَتّٰی یُصْبِحَ. رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ.

حل لغات: المصیر: صَارَ (ض) صَیْرًا لوٹنا. الکرسی: کرسی جمع کراسی.

ترجمہ: اور ان سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص صبح کے وقت "حم المومن الیہ المصیر" تک اور آیت الکرسی پڑھے گا وہ شام تک ان دونوں کے ذریعہ سے محفوظ رہے گا اور جو شخص شام کے وقت ان دونوں کو پڑھے گا وہ ان دونوں کے ذریعہ سے صبح تک محفوظ رہے گا۔

خلاصہ حدیث جو شخص سورہ حم اور آیۃ الکرسی کا وظیفہ اپنائے گا وہ تمام شرور وفتن سے محفوظ رہے گا۔

کلمات حدیث کی تشریح وعنه: یعنی یہ روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے۔من قرأحم المومن إليه المصير: یعنی جوشخص حم تنزيل الكتاب من الله العزيز العليم غافر الذنب وقابل التوب شديد العقاب ذي الطول لا اله الا هو إليه المصير اور آیت الکرسی پڑھے گا خواہ شام میں پڑھے یا صبح پڑھے دونوں حالتوں میں پڑھنے والے کی حفاظت کی جاتی ہے۔

﴿لوح محفوظ میں قرآن کب لکھاگیا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۰۴۷﴾ وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ كِتَابًا قَبْلَ اَنْ يَخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِاَلْفَيْ عَامٍ اَنْزَلَ مِنْهُ اٰيَتَيْنِ خَتَمَ بِهِمَا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ وَلَا تُقْرَآنِ فِيْ دَارٍ ثَلَاثَ لَيَالٍ فَيَقْرَبُهَا الشَّيْطَانُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

حل لغات: كتب: كَتَبَ (ن) كتابة لکھنا، يخلق: خَلَقَ (ن) خَلْقًا پیدا کرنا۔ الف: ایک ہزار جمع اُلُوف. عام: دن سال جمع اَعْوَام. ليال: جمع ليلة بمعنی رات۔

ترجمه: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے ایک کتاب لکھی، اس کتاب میں سے دو آیتیں نازل فرمائی ہیں، جن پر سورۂ بقرہ کو ختم کیا ہے، جس گھر میں تین رات وہ دونوں آیتیں پڑھیں جائیں گی تو شیطان وہاں نہیں پھٹکے گا۔

خلاصۂ حدیث اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے فرشتوں کے ذریعہ سے قرآن کریم کو لوح محفوظ میں لکھوایا۔

کلمات حدیث کی تشریح كتب كتابا قبل ان يخلق إلخ: دنیا کا دستور یہی ہے کہ ملک بننے کے بعد ہی اس کا قانون بنتا ہے، لیکن اسلامی دستور (قرآن کریم) کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ دنیا بننے سے ۲ ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ نے اس دستور کو محفوظ کر لینے کا حکم دیا تھا، انزل منه آيتين الخ: اس دستورِ لازوال میں دو ایسی عظیم الشان آیتیں ہیں جہاں وہ دونوں آیتیں پڑھی جائیں گی وہاں کوئی جن بھوت نہیں ٹھہر سکتا۔

﴿سورۂ کہف کی ابتدائی تین آیتوں کی برکت﴾

﴿حدیث نمبر ۲۰۴۸﴾ وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَآءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ ثَلَاثَ اٰيَاتٍ مِّنْ اَوَّلِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

حل لغات: قرأ: قرأ (ف) قِرَاءَةً پڑھنا، عصم: عَصَمَ (ض) عَصْمًا بچانا، الدجال: ایک آدمی کا نام ہے جو آخری زمانے میں ظاہر ہوگا جمع دَجَّالُوْنَ.

ترجمه: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے سورۂ کہف کی پہلی تین آیتوں کو پڑھا وہ دجال کے فتنے سے بچایا جائے گا۔

خلاصۂ حدیث جوشخص سورۂ کہف کی ابتدائی تین آیتوں کا ورد رکھے گا وہ دجال جیسے عظیم فتنے سے محفوظ رہے گا۔

کلمات حدیث کی تشریح من قرأ ثلاث آيات من اول الكهف: اس باب کی پہلی فصل میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی روایت یہ گذری ہے کہ جوشخص سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیتیں حفظ کرے گا وہ دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا اور اس حدیث شریف میں ہے کہ جو ۳ آیتیں پڑھے گا، وہ فتنہ دجال سے محفوظ رہے گا۔

اس لفظی اختلاف کی وجہ سے حضرات شراح کرام نے مختلف طریقے سے تطبیق دینے کی کوشش کی ہے، لیکن سب سے اچھی بات یہ کہی جاسکتی ہے کہ پہلی روایت کا تعلق حفظ سے ہے اور اس روایت کا تعلق ورد سے ہے، یعنی اگر کسی شخص نے سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیتوں کو حفظ یاد کرلیا، ان آیتوں کے پڑھنے کا اہتمام نہیں کرتا ہے، بس اس کو یاد ہے اور تین آیتوں کا تعلق ورد سے ہے یعنی اس کو یاد تو تمام آیتیں بھی نہیں ہے، لیکن وہ سورۂ کہف کی ابتدائی تین آیتوں کا ورد کرتا ہے تو وہ ان تین آیات کی برکت سے فتنہ دجال سے محفوظ رہے گا۔

﴿قرآن کا دل﴾

﴿حدیث نمبر ۲۰۴۹﴾ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ قَلْبًا وَّقَلْبُ الْقُرْاٰنِ يٰسٓ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِقِرَاءَ تِهَا قِرَاءَةَ الْقُرْاٰنِ عَشْرَ مَرَّاتٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

حل لغات: شي: چیز جمع اشیاء. قلب: دل جمع قُلُوب.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا بلاشبہ ہر چیز کا دل ہے اور قرآن کریم کا دل سورۂ یٰس ہے۔ جو شخص سورۂ یٰس پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے پڑھنے کے عوض میں دس مرتبہ قرآن پڑھنے کا ثواب دیتا ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر چیز کا ایک بہت ہی اہم عضو ہوتا ہے جسے قلب کا درجہ حاصل ہوتا ہے، یہی مقام و مرتبہ پورے قرآن کریم میں سورۂ یٰس کو حاصل ہے جیسے لڑائی کے میدان میں سامنے والی فوج کی ٹکڑی کو قلب کہا جاتا ہے۔ چوں کہ یہ فوج کا سب سے اہم حصہ ہوتا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح إن لكل شیء قلباوقلب القرآن الخ: ان کلمات کی تشریح تو وہی ہے جو خلاصۂ حدیث کے تحت بیان ہوئی ہے، اسی کو حضرات شراح کرام نے محسوس انداز میں اس طور پر سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ سورۂ یٰس میں چوں کہ وحدانیت، رسالت اور حشر کا بیان خصوصیت کے ساتھ موجود ہے اور ان تینوں کا تعلق قلب سے ہے نہ کہ زبان سے اس لیے سورہ یٰس کو قلب کہا گیا ہے ''وقال النسفی لانهاليس فيهاالاتقرير الاصول الثلاثة الوحدانية والرسالة والحشر وهذه تتعلق بالقلب لاغير (مرقات ۴/۶۶۴)

﴿سورۂ طٰه اور یٰسین کی عظمت﴾

﴿حدیث نمبر ۲۰۵۰﴾ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَرَأَ طٰهٰ وَيٰسٓ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِاَلْفِ عَامٍ فَلَمَّا سَمِعَتِ الْمَلَآئِكَةُ الْقُرْاٰنَ قَالَتْ طُوْبٰى لِاُمَّةٍ يَّنْزِلُ هٰذَا عَلَيْهَا وَطُوْبٰى لِاَجْوَافٍ تَحْمِلُ هٰذَا وَطُوْبٰى لِاَلْسِنَةٍ تَتَكَلَّمُ بِهٰذَا رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حل لغات: يخلق: خَلَقَ (ن) خلقًا پیدا کرنا۔ بالف: ایک ہزار جمع اُلُوف. عام: سال جمع اَعْوَام. الملائكة: جمع ہے مَلَكٌ کی بمعنی فرشتہ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان پیدا کرنے سے ایک ہزار سال پہلے ''طٰه'' اور ''یٰس'' کو پڑھا۔ فرشتوں نے جب قرآن کریم کو سنا تو کہا خوش خبری ہو اس امت کے لئے جس پر یہ نازل ہوگا، خوش خبری ہو ان دلوں کے لئے جو اس کی حفاظت کریں گے خوش خبری ہو ان زبانوں کے لئے جو اس کو پڑھیں گی۔

خلاصۂ حدیث اللہ تعالیٰ نے ان دونوں سورتوں کی عظمت کو ظاہر کرنے کیلئے فرشتوں کے سامنے پڑھا تو ان فرشتوں پر ان دونوں سورتوں کی عظمت ظاہر ہوگئی، جسکی بنیاد پر قرآن کریم کی متعلقہ امت اور بدن کے اجزاء کو مبارک باد دینا شروع کردیا

کلمات حدیث کی تشریح ان اللہ تعالیٰ قرأ طه ویٰس: حضرات محدثین نے اس حدیث شریف کو مجازی معنی پر محمول کرتے ہوئے قرأت کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے سامنے اس کی قرأت کو ظاہر کیا اور اس کی تلاوت کے ثواب کو بیان کیا، جس سے فرشتے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور ہونا بھی چاہیے تھا بسا اوقات معمولی تحریر دیکھ کر آدمی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ پاتے ہیں۔ قبل أن یخلق السموات والارض الخ: اس حدیث شریف کا ظاہری مطلب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو زمین و آسمان پیدا کرنے سے پہلے پیدا کیا ہے۔قالت طوبی لامة ینزل هذا علیها الخ: یعنی فرشتوں نے قرآن کریم کو سنا تو ان فرشتوں نے قرآن کریم پر ایمان لانے والے لوگوں، یاد کرنے والے حافظوں اور پڑھنے والے قاریوں مبارک باد دی۔

﴿حٰمٓ الدخان کی فضیلت﴾

﴿حدیث نمبر ۲۰۵۱﴾ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ حٰمٓ الدُّخَانَ فِىْ لَيْلَةٍ اَصْبَحَ يَسْتَغْفِرُ لَهٗ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَعُمَرُبْنُ اَبِىْ خَثْعَمٍ الرَّاوِیُّ يُضَعَّفُ وَقَالَ مُحَمَّدٌ يَعْنِى الْبُخَارِیَّ هُوَمُنْكَرُالْحَدِيْثِ.

حل لغات: الدخان: دھواں جمع اَدْخِنَة. اصبح: اصبح (افعال) صبح میں داخل ہونا، یستغفر: غَفَرَ (ض) ڈھانکنا (استفعال) مغفرت طلب کرنا۔

ترجمہ: ان سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص رات میں "حٰمٓ الدخان" پڑھے گا اس کے لئے صبح تک ستر ہزار فرشتے بخشش کی دعاء مانگتے ہیں۔

کلمات حدیث کی تشریح وعنه: یعنی یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے: من قرأ حٰمٓ الدخان إلخ: اس حدیث شریف کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ جو شخص رات میں ایک مرتبہ اس سورت کی تلاوت کر لیتا ہے، اس کے لئے ستر ہزار فرشتے رات بھر اس کی مغفرت کی دعاء کرتے ہیں۔

﴿حٰمٓ الدخان کی برکت﴾

﴿حدیث نمبر ۲۰۵۲﴾ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ حٰمٓ الدُّخَانَ فِىْ لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ غُفِرَلَهٗ. رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ ضَعِيْفٌ وَهِشَامٌ اَبُو الْمِقْدَامِ الرَّاوِیُّ يُضَعَّفُ.

حل لغات: الدخان: دھواں جمع اَدْخِنَة.

ترجمہ: ان سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کی رات میں "حٰمٓ الدخان" پڑھے گا وہ بخش دیا جائے گا۔

خلاصہ حدیث سورہ "حم دخان" گناہوں کیلئے تریاق ہے بس اتنا کرنا ہے کہ جمع کی رات میں اس سورت کو ایک مرتبہ پڑھ لیا جائے

کلمات حدیث کی تشریح وعنه یعنی یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے، من قرأ حم الدخان في لیلة الجمعة: جمعہ کی رات یعنی جمعرات کا دن ختم ہونے کے بعد جو رات آتی ہے اس رات میں جو بھی شخص اس سورت کو پڑھے گا۔ غفر له: یعنی وہ بخشا جائے گا۔

﴿مسبحات کی فضیلت﴾

﴿حدیث نمبر ۲۰۵۳﴾ وَعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ اَنَّ النَّبِیَّ كَانَ يَقْرَأُ الْمُسَبِّحَاتِ قَبْلَ اَنْ يَّرْقُدَ يَقُوْلُ اِنَّ فِيْهِنَّ اٰيَةً خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ اٰيَةٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَرَوَاهُ الدَّارِمِیُّ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ مُرْسَلًا وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ

هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

حل لغات: يرقد: رَقَدَ (ن) رَقْدًا سونا۔ خير: بھلائی جمع خُيُور.

ترجمه: حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ سونے سے پہلے مسبحات پڑھتے تھے اور کہتے تھے ان سورتوں میں ایک آیت ہے جو ایک ہزار آیتوں سے بہتر ہے۔

خلاصۂ حدیث المسبحات: پڑھنے سے ایک ہزار آیات کی تلاوت کرنے سے بھی زیادہ ثواب ملتا ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح كان يقرأ المسبحات إلخ: یعنی جناب نبی کریم ﷺ سونے سے پہلے المسبحات یعنی ان سورتوں کو پڑھتے تھے جن کے شروع میں مادہ سبح کے صیغے ہیں اور یہ کل سات سورتیں ہیں (۱) بنی اسرائیل (۲) حدید (۳) حشر (۴) صف (۵) جمعہ (۶) تغابن (۷) علق. يقول ان فيهن آية الخ: یعنی آپ پڑھنے کی وجہ بھی بتاتے کہ میں ان سات سورتوں کو سونے سے پہلے اس لئے پڑھتا ہوں کہ ان سات سورتوں میں ایک ایسی آیت ہے جو ایک ہزار آیتوں سے بھی بہتر ہے۔

فائده: وہ ایک آیت کونسی ہے یقین کے ساتھ کہنا مشکل ہے وہ آیت ایسے ہی مخفی ہے جیسا کہ لیلۃ القدر مخفی ہے۔ "قال الطيبي اخفى الاية فيها كاخفاء ليلة القدر في الليالي" (مرقات ۴/۳۶۵)

﴿سورۂ ملک کی فضیلت﴾

﴿حدیث نمبر ۲۰۵۴﴾ وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ سُوْرَةً فِى الْقُرانِ ثَلَاثُوْنَ اٰيَةً شَفَعَتْ لِرَجُلٍ حَتّٰى غُفِرَلَهٗ وَهِىَ تَبَارَكَ الَّذِىْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ التِّرْمِذِىُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِىُّ ابْنُ مَاجَةَ.

حل لغات: سورة: سورت جمع سُوَر. شفعت: شَفَعَ (ف) شفاعة سفارش کرنا، رجل: آدمی جمع رِجَال. غُفِرَ: غَفَرَ (ض) غَفْرًا ڈھانکنا۔

ترجمه: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کریم میں تیس آیتوں کی ایک سورت ہے اس نے ایک آدمی کی سفارش کی تو وہ بخش دیا گیا وہ سورت "تبارك الذى بيده الملك" ہے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص سورہ ملک پڑھنے کا عادی ہے یہ سورت قبر میں اس کی سفارش کرتی ہے اور قیامت کے دن بھی اپنے پڑھنے والے کی سفارش کرے گی۔

کلمات حدیث کی تشریح شفعت لرجل حتى غفرله: حدیث شریف کے اس ٹکڑے کا ایک مطلب یہ ہے کہ ایک آدمی سورۂ ملک پڑھا کرتا تھا اس کی وفات ہوگئی وہ عذابِ قبر میں مبتلا ہو گیا اس وقت اس سورت نے اس آدمی کی سفارش کی تو وہ بخش دیا گیا۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ یہ سورت اپنے پڑھنے والوں کی قیامت کے دن سفارش کرے گی۔ حضرات محدثین نے دونوں مطلب بیان کئے ہیں۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ اس سورت کا پڑھنے والا عذابِ قبر میں مبتلا ہو گیا تو وہاں بھی سفارش کرے گی اور اگر ضرورت پڑی تو قیامت کے دن بھی سفارش کرے گی۔

﴿سورۂ ملک کی برکت﴾

﴿حدیث نمبر ۲۰۵۵﴾ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ضَرَبَ بَعْضُ اَصْحَابِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِبَاءَهٗ عَلٰى قَبْرٍ وَهُوَ لَا يَحْسَبُ اَنَّهٗ قَبْرٌ فَاِذَا فِيْهِ اِنْسَانٌ يَقْرَأُ سُوْرَةَ تَبَارَكَ الَّذِىْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ حَتّٰى خَتَمَهَا فَاَتَى النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِىَ الْمَانِعَةُ هِىَ الْمُنْجِيَةُ تُنْجِيْهِ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ،

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

حل لغات: خباء ہ: خیمہ جمع اخبیۃ. فاتی (ض) اِتْیَانًا آنا۔ مانعۃ : مَنَعَ (ف) مَنْعًا روکنا۔ المنجیۃ: نجا (ن) نجاۃ رہائی پانا۔ عذاب: تکلیف جمع اعذبۃ.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے اپنا خیمہ ایک قبر پر لگایا، لیکن ان کو معلوم نہیں تھا کہ یہ قبر ہے، اچانک انھوں نے دیکھا کہ ایک آدمی اس قبر میں سورۂ تبارک الذی پڑھ رہا ہے۔ یہاں تک کہ اس سورت کو مکمل کیا۔ فوراً انھوں نے آ کر جناب نبی کریم ﷺ کو اس کی اطلاع دی تو جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ منع کرنے والی نجات دلانے والی ہے۔ یہ سورت اپنے پڑھنے والے کو اللہ کے عذاب سے نجات دلاتی ہے۔

خلاصہ حدیث جو شخص اپنے وظیفے میں اس سورت کو شامل کر کے پڑھتا رہتا ہے، اس کی برکت سے یہ سورت اس کا ساتھ کہیں نہیں چھوڑتی ہے حتی کہ قبر میں بھی ساتھ رہتی ہے اور آخرت میں بھی ساتھ رہے گی اور ہر مشکل وقت میں کام آئے گی۔

کلمات حدیث کی تشریح خباء ہ: خیمہ یعنی ہر وہ مکان جو اینٹ، پتھر، مٹی وغیرہ سے نہ بنا ہو، بلکہ چمڑا، کپڑا وغیرہ جیسی چیزوں سے بنایا گیا ہو، علیٰ قبر وھو لا یحسب انہ قبر: یعنی اس قبر کے نشانات مٹ گئے تھے جس کی وجہ سے وہ صحابی سمجھ نہیں سکے کہ یہ قبر ہے، ایک عام جگہ سمجھ کر خیمہ تو لگا لیا۔ فاذا فیہ انسان الخ: خیمہ لگ کر تیار ہو گیا اب آرام کی باری آئی تو اس کے اندر سے سورۂ ملک پڑھنے کی آواز آنے لگی وہ صحابی خاموشی کے ساتھ سنتے رہے، یہاں تک کہ وہ قبر میں مدفون آدمی پوری سورت پڑھ گیا۔ فاتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ: ان صحابی کو اب سکون کہاں فوراً جناب نبی کریم ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر صورتِ حال سے آگاہ کیا۔ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ: تو جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ سورت ملک عذابِ قبر کو روکنے والی ہے اور دوزخ کے عذاب سے نجات دلانے والی ہے۔

﴿سونے سے پہلے آپ ﷺ کا وظیفہ﴾

﴿حدیث نمبر ۲۰۵۶﴾ وَعَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَنَامُ حَتّٰى يَقْرَأَ الٓمّٓ تَنْزِيْلُ وَتَبَارَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ وَكَذَا فِي شَرْحِ السُّنَّةِ وَفِي الْمَصَابِيْحِ غَرِيْبٌ.

حل لغات: تنزیل: نَزَلَ (ض) نَزْلًا وَنُزُوْلًا اترنا۔ نَزَّلَ (تفعیل) اتارنا۔

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ "الم تنزیل" اور "تبارك الذی بیدہ الملك" پڑھنے سے پہلے نہیں سوتے تھے۔

خلاصۂ حدیث جناب نبی کریم ﷺ کے وظیفے میں یہ عمل شامل تھا کہ سونے سے پہلے ان دونوں سورتوں کو بھی پڑھ لیا کرتے تھے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح کان لا ینام حتی یقرأ الخ: یعنی جناب نبی کریم ﷺ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ آپ ﷺ سونے سے پہلے ان دونوں سورتوں کو بھی پڑھ لیا کرتے تھے۔

﴿سورۂ زلزال، اخلاص اور کافرون کی فضیلت﴾

﴿حدیث نمبر ۲۰۵۷﴾ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا زُلْزِلَتْ تَعْدِلُ نِصْفَ الْقُرْآنِ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ وَقُلْ يٰأَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ تَعْدِلُ رُبُعَ الْقُرْآنِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حل لغات: زلزلت: زَلْزَلَ (فعللۃ) بھونچال لانا۔ تعدل: عَدَلَ (ض) عَدْلًا برابر ہونا۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا اذا زلزلت آدھے قرآن کے برابر، قل ھو اللہ احد تہائی قرآن کے برابر اور قل یایھا الکفرون چوتھائی قرآن کے برابر ہیں۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ تینوں سورتیں قرآن کریم کی ان خاص سورتوں میں سے ہیں جن کو پڑھنے سے بہت زیادہ ثواب ملتا ہے اس کی مقدار بھی بتادی گئی ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح إذا زلزلت تعدل نصف القرآن: یعنی سورۂ زلزال پڑھنے سے آدھے قرآن کریم کی تلاوت کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ وقل ھو اللہ احد تعدل ثلث القرآن: یعنی سورۂ اخلاص کی تلاوت کرنے سے ایک تہائی قرآن کریم پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ وقل یا ایھا الکفرون تعدل ربع القران: یعنی سورۂ کافرون پڑھنے کا ثواب قرآن کریم کے ایک چوتھائی کے برابر ہے۔

﴿سورۂ حشر کی آخری تین آیتوں کی فضیلت﴾

﴿حدیث نمبر ۲۰۵۸﴾ وَعَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ فَقَرَأَ ثَلَاثَ اٰيَاتٍ مِّنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْحَشْرِ وَكَّلَ اللّٰهُ بِهٖ سَبْعِيْنَ أَلْفَ مَلَكٍ يُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ حَتّٰى يُمْسِيَ وَإِنْ مَاتَ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ مَاتَ شَهِيْدًا وَمَنْ قَالَهَا حِيْنَ يُمْسِيْ كَانَ بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

حل لغات: یصبح: اصبح (افعال) صبح کے وقت میں داخل ہونا، مَرَّاتٍ: جمع ہے مرۃ کی، بمعنی دفعہ، الحشر: قیامت جمع حُشُر، حَشَرَ (ن) حَشْرًا جمع کرنا۔

ترجمہ: حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے صبح کے وقت تین مرتبہ "اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم" کہہ کر سورۂ حشر کی آخری تین آیتیں پڑھیں تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ستر ہزار فرشتے متعین کردیتے ہیں جو اس پڑھنے والے کے لئے صبح تک دعاء مانگتے ہیں اور اگر وہ شخص اس دن مرجائے تو شہادت کا درجہ پائے اور جس شخص نے شام کو یہ کہا اس کے لئے بھی یہی فضیلت ہے۔

خلاصہ حدیث جو بھی شخص سورۂ حشر کی آخری تین آیتوں کو صبح یا شام کیوقت پڑھے گا اس کیلئے ستر ہزار فرشتے دعاء کریں گے۔

کلمات حدیث کی تشریح من قال حین یصبح ثلاث مرات الخ: چوں کہ تین آیتیں ہیں اسی مناسبت سے مذکورہ بالا تعوذ بھی تین مرتبہ پڑھے۔ فقرأ ثلاث آیات من آخر سورۃ الحشر: وہ تین آیتیں "ھو اللہ الذی لاالٰہ الا ھو عالم الغیب" سے لے کر آخری سورت تک ہیں، چوں کہ ان تین آیات میں اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں کا تذکرہ ہے اور اکثر کے نزدیک ان ناموں میں سے ایک نام "اسم اعظم" بھی ہے اس لئے یہ فضیلت حاصل ہے۔ یصلون علیہ: یعنی سورۂ حشر کی یہ تین آیتیں پڑھنے والے کے لئے ستر ہزار فرشتے دعائے خیر کرتے ہیں۔ مات شھیدًا: یعنی اس دن اگر اس پڑھنے والے کی موت ہوجائے تو وہ حکمًا شہید ہوگا۔ ومن قالھا حین یمسی کان بتلك المنزلة: یعنی جو شخص سورۂ حشر کی آخری تین آیتوں کو صبح کے بجائے شام میں پڑھے گا تو اس کے لئے بھی ستر ہزار فرشتے دعائے خیر کریں گے۔

﴿دو سو مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھنے کی فضیلت﴾

﴿حدیث نمبر ۲۰۵۹﴾ وَعَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَأَ كُلَّ يَوْمٍ مِائَتَيْ مَرَّةٍ قُلْ هُوَ اللّٰهُ

أَحَدٌ مُحِيَ عَنْهُ ذُنُوْبُ خَمْسِيْنَ سَنَةً إِلَّا أَنْ يَّكُوْنَ عَلَيْهِ دَيْنٌ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَفِيْ رِوَايَتِهِ خَمْسِيْنَ مَرَّةً وَلَمْ يَذْكُرْ إِلَّا أَنْ يَّكُوْنَ عَلَيْهِ دَيْنٌ.

حل لغات: محي: محا (ن) مَحْوًا مٹانا، ذنوب: جمع ہے ذنب کی بمعنی گناہ، دين: قرض جمع دُيُوْنٌ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے روزانہ دوسو مرتبہ "قل هو الله احد" پڑھا، اس کے پچاس سال کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اِلا یہ کہ اس پر قرض ہو۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص سورۂ اخلاص کو روزانہ دوسو مرتبہ پڑھنے کا عادی ہے وہ گناہوں سے بالکل پاک صاف کردیا جاتا ہے، مگر قرض معاف نہ ہوگا یہ بہر حال اس کو ادا کرنا ہی پڑے گا۔

کلماتِ حدیث کی تشریح محي عنه: یعنی سو مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھنے والے کے نامہ اعمال سے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔ الا ان يكون عليه دين: یہ چونکہ حقوق العباد میں سے ہے اس لئے قرض معاف نہ ہوگا یہ ادا ہی کرنا پڑے گا۔

﴿سونے کے وقت سورۂ اخلاص پڑھنا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۰۶۰﴾ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَرَادَ أَنْ يَّنَامَ عَلٰى فِرَاشِهٖ فَنَامَ عَلٰى يَمِيْنِهٖ ثُمَّ قَرَأَ مِائَةَ مَرَّةٍ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ يَقُوْلُ لَهُ الرَّبُّ يَا عَبْدِيْ ادْخُلْ عَلٰى يَمِيْنِكَ الْجَنَّةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

حل لغات: أراد: راد (ن) رودًا ارادہ کرنا، ينام: نام (س) نومًا سونا، فراشه: بستر جمع افرشة. يمينه: دایاں جمع أَيْمَنٌ وَ أَيْمَانٌ. يوم: دن جمع أَيَّامٌ.

ترجمہ: ان سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اپنے بستر پر سونے کا ارادہ کیا، چنانچہ وہ دائیں کروٹ لیٹ گیا پھر اسنے سو مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھا، تو قیامت کے دن اس سے اللہ تعالیٰ کہے گا کہ اے میرے بندے تو اپنی دائیں جنت میں داخل ہو جا۔

خلاصۂ حدیث جو شخص سنت کے مطابق لیٹ کر سو مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھنے کا عادی ہوگا قیامت کے دن اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے وہ جس طرف سے داخل ہونا چاہے گا وہ داخل ہو جائے گا۔

کلماتِ حدیث کی تشریح وعنهُ: یعنی یہ روایت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: فنام علی يمينه: یعنی سنت کے مطابق لیٹ کر (مرقات ۴/۳۲۹) ادخل علی يمينك: یعنی اس کے اس عمل کی وجہ سے یہ اعزاز بخشا جائے گا کہ اس کو اصحاب یمین میں شمار کر کے جنت میں داخل کیا جائے گا۔

﴿سورۂ اخلاص کی وجہ سے جنت ملنا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۰۶۱﴾ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ فَقَالَ وَجَبَتْ قُلْتُ وَمَا وَجَبَتْ؟ قَالَ الْجَنَّةُ رَوَاهُ مَالِكٌ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ.

حل لغات: رجلاً: آدمی جمع رجال۔ وجبت: وجب (ض) وجوبًا لازم ہونا۔ الجنة: باغ بہشت جمع جِنَانٌ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو قل ھو اللہ احد پڑھتے ہوئے سنا تو آپ ﷺ نے فرمایا واجب ہوگئی، میں نے کہا کیا واجب ہوگئی؟ تو آپ نے فرمایا جنت۔

خلاصہ حدیث جو شخص سورۂ اخلاص کی تلاوت کرتا ہے اس کے لئے جنت لازم ہو جایا کرتی ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح فقال وجبت: یعنی اس پڑھنے والے کے لئے واجب ہوگئی۔ فقلت وما وجبت: یعنی آپ نے جو یہ فرمایا "وجبت" اس کا کیا مطلب ہے؟ قال الجنۃ: یعنی جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس کے سورۂ اخلاص پڑھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس کے لئے جنت لازم ہوگئی یعنی اس کا جنت میں جانا طے ہوگیا۔

﴿سورۂ کافرون کی فضیلت﴾

﴿حدیث نمبر۲۰۶۲﴾ وَعَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِيْ شَيْئًا أَقُوْلُهٗ إِذَا أَوَيْتُ إِلٰى فِرَاشِيْ فَقَالَ اقْرَأْ قُلْ يٰأَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ فَإِنَّهَا بَرَآءَةٌ مِّنَ الشِّرْكِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاؤُدَ وَالدَّارِمِيُّ.

حل لغات: شیئًا: چیز جمع اشیاء، اویت: اویٰ (ض) اُوِیًّا ٹھکانا لینا، فراش: بچھونا جمع افرشه. براءۃ: پروانہ جمع براء ات. الشرك: شرِكه (س) شِرکًا شریک ہونا۔

ترجمه: حضرت فروہ بن نوفل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی چیز سکھا دیجئے، جب میں اپنے بستر پر آؤں تو اسے پڑھوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ پڑھ لیا کرو اس لئے کہ یہ شرک سے خلاصی کا ذریعہ ہے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ سورۂ کافرون میں شرک سے بے زاری اور براءت کا درس بدرجۂ اتم موجود ہے، اس لئے اس سورت کا پڑھنا عند اللہ اور عند الرسول پسندیدہ ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح فروۃ بن نوفل: یہ تابعی ہیں اس بارے میں لوگوں نے کلام کیا ہے ان کا اپنے والد محترم سے سماع ثابت ہے یا نہیں؟ صحیح بات یہ ہے کہ ان کا اپنے والد محترم سے سماع ثابت ہے "الصواب أن له الصحبة لأبيه" (مرقات ۴/۲۷۰)۔ اقرأ قل یا ایها الکافرون: یعنی پوری سورت پڑھ لیا کرو۔

﴿معوذتین کی تاثیر﴾

﴿حدیث نمبر۲۰۶۳﴾ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ بَيْنَا أَنَا أَسِيْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْجُحْفَةِ وَالْأَبْوَاءِ إِذْ غَشِيَتْنَا رِيْحٌ وَّظُلْمَةٌ شَدِيْدَةٌ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ بِأَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَأَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ وَيَقُوْلُ يَا عُقْبَةُ تَعَوَّذْ بِهِمَا فَمَا تَعَوَّذَ مُتَعَوِّذٌ بِمِثْلِهِمَا. رَوَاهُ أَبُوْ دَاؤُدَ.

حل لغات: اسیر: سَارَ (ض) سَیْرًا چلنا، غشیتنا: غَشِیَ (س) غَشْیًا ڈھانکنا، ریح: ہوا، جمع رِیَاح.

ترجمه: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جحفہ اور ابواء کے درمیان جناب نبی کریم ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا، اچانک شدید ہوا اور اندھیرے نے ہم دونوں کو ڈھانک لیا تو جناب نبی کریم ﷺ نے "اعوذ برب الفلق اور اعوذ برب الناس کے ذریعہ پناہ مانگنی شروع کردی اور کہا کہ اے عقبہ ان دونوں کے ذریعے سے پناہ مانگو اس لئے کہ کسی پناہ چاہنے والے نے، ان دونوں سورتوں کی مانند سے پناہ نہیں چاہی ہے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جب آدمی کسی مصیبت میں گرفتار ہوجائے تو ان دونوں سورتوں کے ذریعے سے پناہ مانگے، اس لئے کہ یہ دونوں سورتیں ایسے حالات میں بڑی زود اثر ہیں۔

کلمات حدیث کی تشریح الجحفة: یہ مکہ مکرمہ کے نزدیک ایک جگہ کا نام ہے، جو شام، مصر اور مغربی ممالک والوں کی میقات ہے۔ الابواء: یہ وہ جگہ ہے جہاں جناب نبی کریم ﷺ کی والدہ محترمہ کا انتقال ہوا تھا اور وہیں مدفون ہیں إذ غشیتنا ریح وظلمة شدیدة: یعنی آندھی تو تھی ہی بادل ہونے کی وجہ سے شدید اندھیرا بھی ہوگیا تھا۔ فجعل رسول اللہ الخ:

اس مصیبت سے نجات کے لئے جناب نبی کریم ﷺ نے "معوذتین" کا ورد شروع کردیا۔ و یقول یاعقبة الخ: یعنی عقبہ کو ایسے حالات میں ان دونوں سورتوں کی تلاوت کی تاکید کی۔

﴿معوذتین کی برکت﴾

﴿حدیث نمبر۲۰۶۴﴾ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خُبَيْبٍ قَالَ خَرَجْنَا فِي لَيْلَةِ مَطَرٍ وَظُلْمَةٍ شَدِيْدَةٍ نَطْلُبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَدْرَكْنَاهُ فَقَالَ: قُلْ، قُلْتُ: مَآ أَقُوْلُ: قَالَ: قُلْ هُوَاللّٰهُ أَحَدٌ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ حِيْنَ تُصْبِحُ وَحِيْنَ تُمْسِيْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تَكْفِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

حل لغات: خرجنا: خَرَجَ (ن) خُرُوْجًا نکلنا۔ لیلة: رات جمع لَيَالِيْ. مَطَرٌ: بارش جمع أَمْطَا مَطَرَ (ن) مَطَرًا بارش ہونا۔ ادرکناہ: ادرك (افعال) پانا۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن خبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک دن بارش اور سخت اندھیری رات میں جناب نبی کریم ﷺ کی تلاش میں نکلے، تو ہم نے آپ ﷺ کو پالیا، آپ نے فرمایا کہ کہو میں نے کہا کیا کہوں، آپ نے فرمایا صبح وشام قل هو الله احد اور معوذتین، تین مرتبہ پڑھ لیا کرو تجھ کو ہر چیز کے لئے کافی ہوں گی۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آندھی بارش کے خطرات سے حفاظت کے لئے یہ سورتیں مفید ہیں اس لئے جب ایسی مصیبت میں گھر جائے تو پڑھ لیا کرے۔

کلمات حدیث کی تشریح خرجنا فی لیلة مطر وظلمة: یعنی وہ رات ایسی تھی کہ بارش بھی ہورہی تھی اور بادل چھائے رہنے کی وجہ سے سخت اندھیرا بھی تھا۔ نطلب رسول اللّٰه الخ: ان حضرات کو ایک ساتھ کہیں جانا تھا اور جلدی جانا تھا اس لئے تلاش کی رہے تھے اور جناب نبی کریم ﷺ کسی ضرورت سے ذرا باہر نکلے ہوئے تھے۔ فقال قل: جناب نبی کریم ﷺ نے دیکھا کہ اس بارش اور سخت اندھیرے کی وجہ سے سب ساتھی پریشان ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا پڑھو، قلت: ما اقول: یعنی حضرت عبداللہ بن خبیب کہتے ہیں کہ جب جناب نبی کریم ﷺ نے ہمیں پڑھنے کا حکم دیا تو میں نے کہا کیا پڑھوں؟ قال قل هو الله احد والمعوذتین: آپ نے سورۂ اخلاص اور معوذتین پڑھنے کے لئے کہا، نیز آپ ﷺ نے فرمایا ان سورتوں کو صبح شام پڑھ لیا کرو ہر طرح کی پریشانی سے یہ سورتیں بچالیں گی۔

﴿معوذتین کے وقیع اثرات﴾

﴿حدیث نمبر۲۰۶۵﴾ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَأُ سُوْرَةَ هُوْدٍ أَوْ سُوْرَةَ يُوْسُفَ قَالَ لَنْ تَقْرَأَ شَيْئًا أَبْلَغَ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ۔

حل لغات: هود: ایک نبی کا اسم گرامی جمع هائد کی، هَادَ (ن) هَوْدًا توبہ کرنا، اَبْلَغَ: ہر وہ چیز جس کو انتہاء درجے تک پہنچادیا گیا ہو

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ میں سورۂ ہود پڑھوں یا سورۂ یوسف؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا تم اللہ کے نزدیک قل اعوذ برب الفلق سے بہتر کوئی چیز نہیں پڑھ سکتے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ بعض حالات میں اس سورت کا پڑھنا ناگزیر ہوجاتا ہے، حضرت عقبہ بن عامر ایسے حالات ہی کے متعلق پوچھ رہے تھے اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ "قل اعوذ برب الفلق" پڑھ لیا کرو ان حالات میں پڑھنے کے لئے اس سورت سے اچھی کوئی دوسری چیز نہیں ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح اقراسورۃ هود او سورۃ یوسف: اقرأ میں ہمزہ استفہام محذوف ہے اصل میں ہے أأقرأ یعنی میں ان دونوں سورتوں میں سے کونسی سورت پڑھوں؟ فقال لن تقرأ شیئاً ابلغ الخ: یعنی جن حالات اور مواقع کیلئے آپ سورۂ ہود یا سورۂ یوسف پڑھنے کی اجازت لے رہے ہیں ان حالات میں "قل اعوذ برب الفلق" ہی سب سے بہتر رہے گی۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِث

﴿قرآن کے غرائب﴾

(حدیث نمبر۲۰۶۶) عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَعْرِبُوْا الْقُرْآنَ وَاتَّبِعُوْا غَرَائِبَهُ وَغَرَائِبُهُ فَرَائِضُهُ وَحُدُوْدُهُ.

حل لغات: اعربوا: أَعْرَبَ (افعال) ظاہر کرنا بیان کرنا۔ تَبِعَ (س) تَبْعًا پیچھے چلنا۔ اتبع (افتعال) پیروی کرنا۔ غرائبه: جمع ہے غَرِیْبٌ کی بمعنی وہ کلام جس کا سمجھنا دشوار ہے۔ فرائضهٗ: جمع ہے فریضۃ کی بمعنی مقرر کردہ۔ حدود: جمع ہے حد کی بمعنی سزا۔ حَدَّ (ن) حَدًّا حد مقرر کرنا، حد جاری کرنا۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کے معانی بیان کرو، اس کے غرائب کی پیروی کرو اور اس کے غرائب علم فرائض اور حدود ہیں۔

خلاصہ حدیث قرآن کریم میں جو علوم و معارف ہیں ان کو جاننا، سمجھنا اور ان پر عمل کرنا چاہیے۔

کلمات حدیث کی تشریح اعربوا القرآن: یہ طبقہ علماء کو خطاب ہے کہ اس برگزیدہ طبقے کو چاہیئے کہ قرآن کریم میں جو علوم و معارف ہیں ان کو بیان کریں، تاکہ جس طریقے سے یہ حضرات قرآن کریم کے علوم و معارف پر عبور رکھتے ہیں، ان علوم سے دوسرے لوگ بھی واقف ہو جائیں۔ وغرائبه فرائضه وحدوده: ساتھ ہی جناب نبی کریم ﷺ نے یہ بھی بتادیا کہ قرآن کریم کے سب سے مشکل علوم، فرائض اور حدود ہیں۔

﴿تلاوت قرآن کی فضیلت﴾

(حدیث نمبر۲۰۶۷) وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ فِی الصَّلٰوةِ أَفْضَلُ مِنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِیْ غَیْرِ الصَّلَاةِ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ فِیْ غَیْرِ الصَّلٰوةِ أَفْضَلُ مِنَ التَّسْبِیْحِ وَالتَّکْبِیْرِ وَالتَّسْبِیْحُ أَفْضَلُ مِنَ الصَّدَقَةِ وَالصَّدَقَةُ أَفْضَلُ مِنَ الصَّوْمِ وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ مِّنَ النَّارِ.

حل لغات: افضل: فَضُلَ (س،ك) فَضْلًا: صاحب فضل ہونا۔ جمع أَفْضَلُوْنَ وَأَفَاضِل. التَّسْبِیْح: سَبَحَ (ف) سبحانًا: سبحان اللہ کہنا۔ سَبَّحَ (تفعیل) خدا کی پاکی بیان کرنا، سبحان اللہ کہنا، الصدقة: صدقہ جمع صَدَقَات. الصوم: روزہ، جمع صیام۔ جنة: ڈھال، جمع مَجَان.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا نماز میں قرآن کریم کا پڑھنا نماز سے باہر پڑھنے سے بہتر ہے، اور نماز سے باہر قرآن کریم کی تلاوت کرنا تسبیح پڑھنے سے بہتر ہے، تسبیح صدقہ سے افضل ہے، صدقہ روزہ سے افضل ہے اور روزہ آگ کے لئے ڈھال ہے۔

خلاصہ حدیث عام حالات میں نماز کے اندر قرآن کریم کی تلاوت ہر طرح کے ذکر و اذکار اور دیگر نفلی عبادتوں سے بہتر ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح قراۃ القرآن فی الصلوۃ افضل الخ: یعنی نماز کے اندر قرآن کریم کی تلاوت کرنا دیگر نفلی عبادتوں سے بہتر ہے اس لئے کہ اس صورت میں کئی عبادتیں جمع ہوجاتی ہیں نیز ادب اور خشوع خضوع بھی پایا جاتا ہے۔ وقراء ۃ القرآن فی غیر الصلوۃ افضل من التسبیح الخ: دیگر تسبیحات سے بہتر نماز سے باہر قرآن کریم کی تلاوت اس لئے ہے کہ یہ اللہ کا کلام ہے جس میں اس کے احکام اور حِکَم بیان کئے ہیں۔

﴿قرآن کریم دیکھ کر پڑھنے کی فضیلت﴾

(حدیث نمبر۲۰۶۸) وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَوْسٍ الثَّقَفِيِّ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قِرَاءَةُ الرَّجُلِ الْقُرْآنَ فِيْ غَيْرِ الْمُصْحَفِ أَلْفُ دَرَجَةٍ وَقِرَاءَةُ فِي الْمُصْحَفِ تُضَعَّفُ عَلٰى ذٰلِكَ إِلٰى أَلْفَيْ دَرَجَةٍ.

حل لغات: جده: دادا، جمع أجداد. الرجل: آدمی، جمع رجال۔ المصحف: لکھا ہوا کاغذ، جمع مصاحف و صُحُف. ضَعَفَ (ف) ضَعْفًا زیادہ کرنا۔ درجة: مرتبہ، جمع دَرَجَات.

ترجمہ: حضرت عثمان بن عبداللہ بن اوس الثقفی اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا آدمی کا قرآن کریم دیکھے بغیر پڑھنا ایک ہزار درجے کے برابر ثواب رکھتا ہے اور اس کا دیکھ کر پڑھنا دو ہزار درجے کے برابر ثواب رکھتا ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کریم دیکھ کر پڑھنا زبانی پڑھنے سے دوگنا اچھا ہے اس لئے کہ دیکھ کر پڑھنے کی صورت میں پڑھنے کا عمل پانے کے ساتھ ساتھ قرآن کریم دیکھنے، اس کو چھونے اور اٹھانے جیسے اعمال بھی پائے جاتے ہیں، جس سے قرآن کریم کا اعزاز زیادہ ہوتا ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح قراء ۃ الرجل القرآن فی غیر المصحف الخ: یعنی تلاوتِ قرآن ثواب اور حسنات سے خالی تو نہیں ہے، لیکن قرآن کریم کو دیکھ کر پڑھنے سے زیادہ ثواب ملتا ہے، اس لئے اس صورت میں کئی اعمال جمع ہوجاتے ہیں اور ان میں سے ہر عمل پر الگ الگ ثواب ملتا ہے۔

﴿تلاوتِ قرآن دل کو جلا بخشتی ہے﴾

(حدیث نمبر۲۰۶۹) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوْبَ تَصْدَأُ كَمَا يَصْدَأُ الْحَدِيْدُ إِذَا أَصَابَهُ الْمَاءُ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا جِلَاؤُهَا قَالَ كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَتِلَاوَةُ الْقُرْآنِ رَوَى الْبَيْهَقِيُّ الْاَحَادِيْثَ الْاَرْبَعَةَ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حل لغات: تصدأ: صَدِأَ (س، ك) صَدَأً وَصَدَاءَةً: زنگ لگنا۔ اصابه: أَصَابَ (افعال) پانا، پہنچنا۔ الماء: پانی، جمع میاہ. جلاؤها: جَلَا (ن) جِلَاءً دور کرنا، زائل کرنا۔ تلاوة: تَلَا (ن) تِلَاوَةً: تلاوت کرنا۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ان دلوں میں زنگ لگ جاتا ہے جیسا کہ پانی لگنے سے لوہا زنگ آلود ہوجاتا ہے کہا گیا یارسول اللہ ﷺ انکی جلا کا کیا ذریعہ ہے آپ ﷺ نے فرمایا کثرت سے موت کی یاد اور تلاوت قرآن

خلاصہ حدیث کثرت سے قرآن کریم کی تلاوت کرنی چاہیے تا کہ دل کی صفائی ہوتی رہے۔

کلمات حدیث کی تشریح إنّ هٰذه القلوب تصدأ: دلوں میں زنگ کیسے لگتا ہے یہ تو اللہ ہی کو معلوم ہے، لیکن بہر حال غفلت سے دل خراب ہوجاتا ہے، جس کی وجہ سے عبادت کرنے میں طبیعت نہیں لگتی ہے، کسی طرح سے عبادت کر بھی لیتا ہے تو مزہ نہیں آتا ہے، اسی کو اس حدیث شریف میں زنگ لگنے سے تعبیر کیا ہے جیسا کہ مشین میں زنگ لگ جانے کی وجہ سے یا

تو چلتی نہیں یا پھر چلانے میں مزہ نہیں آتا ہے۔ وما جلاؤها إلخ: جس طرح سے زنگ آلود ہے تو قاعدے سے صاف کرنے سے صاف ہوجاتا ہے، اس لئے جب دل زنگ آلود ہوگا تو اس کی بھی صفائی کا کوئی طریقہ ہوگا، اس لئے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یارسول اللہ اس زنگ آلود دل کی صفائی کا کیا قاعدہ ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کثرت سے موت کی یاد اور تلاوت قرآن کریم۔

﴿سب سے عظیم الشان سورت﴾

(حدیث نمبر۲۰۷۰) وَعَنْ أَيْفَعِ ابْنِ عَبْدِ الْكَلَاعِيِّ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّ سُوْرَةِ الْقُرْاٰنِ أَعْظَمُ قَالَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ قَالَ فَأَيُّ آيَةٍ فِي الْقُرْاٰنِ أَعْظَمُ قَالَ آيَةُ الْكُرْسِيِّ، أَللّٰهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ قَالَ فَأَيُّ آيَةٍ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ تُحِبُّ أَنْ تُصِيْبَكَ وَأُمَّتَكَ قَالَ خَاتِمَةُ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فَإِنَّهَا مِنْ خَزَآئِنِ رَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ تَحْتِ عَرْشِهِ أَعْطَاهَا هٰذِهِ الْأُمَّةَ لَمْ تَتْرُكْ خَيْرًا مِّنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ. رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حل لغات: اعظم: عَظُمَ (ك) عِظَمًا بڑا ہونا، آیة: آیت، نشان، جمع آیات، الکرسی: تخت، کرسی، جمع کَرَاسِی. تصیبك: أَصَابَ (افعال) پانا، خاتمة: مونث ہے خاتم کی بمعنی انجام، نتیجہ، جمع خَوَاتِم.

ترجمہ: حضرت ایفع بن عبد الکلاعی سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے پوچھا یارسول اللہ قرآن کریم میں عظیم الشان سورت کونسی ہے؟ آپ نے فرمایا: "قل هو الله احد" اس آدمی نے پوچھا قرآن کریم میں عظیم الشان آیت کونسی ہے آپ نے فرمایا: آیة الکرسی، یعنی الله لا إله إلا هو الحی القیوم اس آدمی نے پوچھا یا نبی اللہ کونسی آیت ہے جس کے بارے میں آپ پسند کرتے ہیں کہ وہ آیت آپ کو اور آپ کی امت کو پہنچے؟ آپ نے فرمایا سورۂ بقرہ کی آخری آیت ہے اس لئے کہ اس آیت کو اللہ تعالیٰ نے عرش کے نیچے سے اپنی رحمت کے خزانے سے اس امت کو دیا ہے، دنیا و آخرت کی کوئی بھلائی نہیں چھوڑی ہے، مگر یہ کہ اس میں سب جمع ہیں۔

خلاصہ حدیث سورۂ اخلاص سب سے عظیم الشان سورت ہے اور آیتوں میں سب سے عظیم الشان آیت آیت الکرسی ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح ای سورة القرآن أعظم: یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے بیان کے سلسلے میں سورۂ اخلاص سب سے عظیم الشان سورت ہے اس لئے کہ اس مختصر سی صورت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدانیت کو بدرجۂ اتم بیان کردیا ہے۔ آیة الکرسی الله لا إله إلخ: یعنی پوری آیت مراد ہے۔ خاتمة سورة البقرة الخ: یعنی جناب نبی کریم ﷺ اور آپ کی امت کو اس کا ثواب ملے گا اور اس آیت سے بڑا فائدہ پہنچے گا۔

﴿سورۂ فاتحہ شفاء ہے﴾

(حدیث نمبر۲۰۷۱) وَعَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ شِفَآءٌ مِّنْ كُلِّ دَآءٍ. رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

حل لغات: شفاء: دوا، جمع اشفیة: شفٰی (ض) شِفَاءً تندرست ہونا، داء: بیماری جمع ادواء.

ترجمہ: حضرت عبدالملک بن عمیر سے مرسلا روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سورۂ فاتحہ میں ہر بیماری کی دوا ہے۔

خلاصہ حدیث سورۂ فاتحہ پڑھنے یا تعویذ بنا کر لٹکانے سے ہر طرح کی بیماری سے شفاء ملتی ہے

کلمات حدیث کی تشریح فاتحة الکتاب: یعنی سورۂ فاتحہ کا ورد کرنے، تعویذ بنا کر گلے میں ڈالنے یا طشت وغیرہ میں لکھ دھو کر پانی پینے سے شفا ملتی ہے۔ من کل داء: روحانی جسمانی، دینی، دنیوی، جہل و کفر، معاصی اور ہر طرح کی دوسری تمام بیماریوں سے شفاء مل جاتی ہے۔

﴿آل عمران کی آخری آیتوں کی فضیلت﴾

(حدیث نمبر۲۰۷۲) وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ مَنْ قَرَءَ آخِرَ آلِ عِمْرَانَ فِي لَيْلَةٍ كُتِبَ لَهُ قِيَامُ لَيْلَةٍ.

حل لغات: ليلة: رات، جمع ليالي. كتب: كَتَبَ (ن) كتابة: لکھنا۔ قیام: قام (ن) قياماً: کھڑا ہونا۔

ترجمہ: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس شخص نے رات میں آل عمران کا آخری حصہ پڑھا اس کو پوری رات عبادت کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کا یہ فضل واحسان ہے کہ تھوڑی سی عبادت پر بہت زیادہ ثواب دیتا ہے ان میں سے یہ چند آیات ہیں ان چند آیتوں کو رات میں پڑھنے سے پوری رات عبادت کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح آخر آل عمران: آخری حصہ سے مراد "ان في خلق السموات" سے لے کر سورۂ آل عمران کے آخری حصے تک ہے۔ كتب له قيام ليلة: یعنی وہ پڑھنے والا پوری رات عبادت کرنے والوں میں شمار ہو کر پوری رات عبادت کرنے کا ثواب پاتا ہے۔

﴿جمعے کے دن آل عمران پڑھنے کی فضیلت﴾

(حدیث نمبر۲۰۷۳) وَعَنْ مَكْحُولٍ قَالَ مَنْ قَرَأَ سُورَةَ آلِ عِمْرَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ إِلَى اللَّيْلِ، رَوَاهُمَا الدَّارِمِيُّ.

حل لغات: يوم: دن، جمع أيام. جمعة: ہفتے کا ساتواں دن، جمع جُمَعٌ وَجُمُعَاتٌ.

ترجمہ: حضرت مکحول سے روایت ہے کہ جس شخص نے جمعے کے دن سورۂ آل عمران پڑھی، اس کے لئے فرشتے رات تک دعاء کرتے ہیں۔

خلاصۂ حدیث جمعے کے دن بعض مختصر اعمال بڑی اہمیت رکھتے ہیں ان میں سے ایک سورۂ آل عمران کی تلاوت بھی ہے جو شخص جمعے کے دن اس سورت کو پڑھے گا فرشتے رات تک اس کے حق میں دعائیں کرتے رہیں گے۔

کلمات حدیث کی تشریح مكحول: مشہور تابعی ہیں، صلت عليه الملائكة: یعنی جمعے کے دن سورۂ آل عمران پڑھنے والے کے حق میں فرشتے رات تک دعاء اور استغفار کرتے ہیں۔

﴿ان دو آیتوں کو عورت مرد سب سیکھیں﴾

(حدیث نمبر۲۰۷۴) وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ خَتَمَ سُورَةَ الْبَقَرَةِ بِآيَتَيْنِ أُعْطِيتُهُمَا مِنْ كَنْزِهِ الَّذِي تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَعَلَّمُوهُنَّ وَعَلِّمُوهُنَّ نِسَاءَكُمْ فَإِنَّهَا صَلَاةٌ وَقُرْبَانٌ وَدُعَاءٌ. رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ مُرْسَلًا.

حل لغات: خَتَمَ: خَتَمَ (ض) خَتْمًا: ختم کرنا۔ کنز: خزانہ، جمع كُنُوزٌ. العرش: شاہی تخت، جمع عُرُوشٌ. وَأَعْرَاشٌ. قربان: ہر وہ چیز جس سے اللہ کا تقرب حاصل کیا جائے، جمع قرابین، قَرُبَ (س، ك) قُرْبًا وَقُرْبَانًا: قریب ہونا۔

ترجمہ: حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ کو ایسی دو آیتوں پر ختم کیا ہے جو عرش کے نیچے والے خزانے سے دی گئی ہیں، لہٰذا: ان کو سیکھو اور اپنی عورتوں کو سکھاؤ اس لئے کہ یہ آیتیں رحمت، ذریعۂ قرب اور دعاء ہیں۔

خلاصہ حدیث سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتوں کو آدمی خود بھی پڑھے اور گھر کی عورتوں سے بھی پڑھوائے

کلمات حدیث کی تشریح ان اللہ ختم سورۃ البقرۃ بآیتین: دو آیت سے مراد "آمن الرسول" سے لے کر آخری سورت تک ہے۔ اعطیتھما من کنزہ الذی تحت العرش: عرش ایک خاص، بلکہ بہت ہی خاص مقام کا نام ہے اس کے نیچے جو خزانہ ہے، وہ بھی اسی شان وشوکت کے ساتھ اہم ہے، اس لئے جو چیز اس سے دی گئی ہے وہ بہت ہی غیر معمولی ہے۔ فتعلموھن: لہٰذا اس غیر معمولی چیز کے سیکھنے اور پڑھنے کا اہتمام ہونا چاہیے۔ وعلموھن نسائکم: ساتھ ہی اپنی عورتوں کو بھی سکھا دے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ دوسری عورتوں کو نہ سکھائے، اپنی عورت چوں کہ قرب کی وجہ سے زیادہ مستحق ہے اس لئے خاص طور سے اس کا ذکر ہو گیا ہے، ورنہ سیکھنے اور پڑھنے کے تو سبھی محتاج ہیں۔

﴿جمعے کے دن سورۂ ھود پڑھنا﴾

(حدیث نمبر ۲۰۷۵) وَعَنْ كَعْبٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اقْرَأُوْا سُوْرَةَ هُوْدٍ يَوْمَ الْجُمُعَةِ. رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ مُرْسَلًا.

حل لغات: اقرأوا: قَرَأَ (ف) قِرَاءَةً پڑھنا۔ ھود: ھائد کی جمع ہے بمعنی یہود، ھاد (ن) ھَوْدًا: توبہ کرنا۔

ترجمہ: حضرت کعب سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جمعے کے دن سورۂ ھود پڑھا کرو۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جمعے کے دن سورۂ ھود پڑھنا چاہیے۔

کلمات حدیث کی تشریح قال اقرأوا سورۃ ھود: یعنی جناب نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کو سورۂ ھود پڑھنے کی تعلیم دی ہے، اس لئے جمعے کے دن سورۂ ھود پڑھنے کا اہتمام کیا جانا چاہیے۔

﴿جمعے کے دن سورۂ کہف پڑھنے کی فضیلت﴾

(حدیث نمبر ۲۰۷۶) وَعَنْ أَبِي سَعِيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْكَهْفِ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ أَضَاءَ لَهُ النُّوْرُ مَابَيْنَ الْجُمُعَتَيْنِ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ.

حل لغات: الکہف: بڑا غار، جمع کُھُوْف: الجمعۃ: ہفتے کا ساتواں دن، جمع جُمَعٌ وَجُمُعَاتٌ.

ترجمہ: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص جمعے کے دن سورۂ کہف پڑھتا ہے اس کے لئے دوسرے جمعے تک نور روشن رہتا ہے۔

خلاصہ حدیث آدمی کو جمعے کے دن سورۂ کہف پڑھنا چاہیے تا کہ اس کا دل نور ہدایت سے روشن رہے۔

کلمات حدیث کی تشریح اضاء لہ النور: یعنی جو شخص جمعے کے دن سورۂ کہف پڑھے گا اس کا دل نور سے منور رہے گا، پھر یہی نور قبر میں روشن رہے گا، اور قیامت کے دن بھی یہ نور ساتھ دے گا۔

﴿الم تنزیل پڑھنے کی فضیلت﴾

(حدیث نمبر ۲۰۷۷) وَعَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ قَالَ اقْرَأُوا الْمُنْجِيَةَ وَهِيَ الم تَنْزِيْلُ فَإِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ رَجُلًا كَانَ يَقْرَأُهَا مَا يَقْرَأُ شَيْئًا غَيْرَهَا وَكَانَ كَثِيْرَ الْخَطَايَا فَنَشَرَتْ جَنَاحَهَا عَلَيْهِ قَالَتْ رَبِّ اغْفِرْ لَهُ فَإِنَّهُ كَانَ يُكْثِرُ قِرَاءَتِي فَشَفَّعَهَا الرَّبُّ تَعَالَى فِيْهِ، وَقَالَ اكْتُبُوْا لَهُ بِكُلِّ خَطِيْئَةٍ حَسَنَةً وَارْفَعُوْا لَهُ دَرَجَةً وَقَالَ أَيْضًا إِنَّهَا تُجَادِلُ عَنْ صَاحِبِهَا فِي الْقَبْرِ تَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتُ مِنْ كِتَابِكَ فَشَفِّعْنِي فِيْهِ وَإِنْ لَمْ أَكُنْ مِنْ كِتَابِكَ فَامْحُنِي عَنْهُ وَإِنَّهَا تَكُوْنُ كَالطَّيْرِ تَجْعَلُ جَنَاحَهَا عَلَيْهِ فَتَشْفَعُ لَهُ فَتَمْنَعُهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَقَالَ فِي تَبَارَكَ مِثْلَهُ وَكَانَ خَالِدٌ لَا

يَبِيتُ حَتّٰى يَقْرَأَهُمَا وَقَالَ طَاؤُسٌ فُضِّلَتَا عَلٰى كُلِّ سُوْرَةٍ فِي الْقُرْاٰنِ بِسِتِّيْنَ حَسَنَةً. رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حل لغات: بلغني: بَلَغَ (ن) پہنچنا، الخطايا: جمع ہے خطیئۃ کی بمعنی غیر ارادی گناہ، فنشرت: نَشَرَ (ن) نَشْرًا: پھیلانا۔ جناحها: بازو، جمع أجنحة۔

ترجمه: حضرت خالد بن معدان سے روایت ہے کہ منجیہ یعنی "الم تنزیل" پڑھا کرو، اس لئے کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ ایک آدمی اس سورت کو پڑھتا تھا اس کے علاوہ کچھ نہیں پڑھتا تھا اور بہت گناہیں کرتا تھا، تو اس سورت نے اس شخص پر اپنا بازو پھیلا کر کہا اے میرے رب! اس کو بخش دیجئے، اس لئے کہ یہ مجھے بہت زیادہ پڑھتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آدمی کے حق میں اس کی سفارش قبول کرلی، اور کہا کہ اس کے ہر گناہ کے بدلے ایک نیکی لکھ دو اور اس کا درجہ بلند کردو، نیز کہا کہ یہ سورت اپنے پڑھنے والے کے حق میں لڑتے ہوئے کہے گی اے اللہ! اگر میں تیری کتاب میں سے ہوں تو اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما اور اگر میں تیری کتاب میں سے نہیں ہوں تو مجھے اس سے مٹادے، یہ سورت پرندے کے مانند ہوکر، اس پر اپنے بازو کو پھیلادے گی اور اس کے حق میں سفارش کرے گی، چناں چہ اس کو عذاب قبر سے بچالے گی، نیز انہوں نے تبارک الذی کے سلسلے میں ایسا ہی کہا اور خالد ان دونوں سورتوں کو پڑھے بغیر نہیں سوتے تھے، اور حضرت طاؤس کہتے تھے ان دونوں سورتوں کو، قرآن کریم کی ہر سورت پر ساٹھ نیکیوں کے ساتھ فضیلت بخشی گئی ہے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ "الم تنزیل" اور "تبارك الذی" دونوں سورتوں کی تلاوت کا اہتمام کرنا چاہیے، اس لئے کہ ان دونوں سورتوں کے فوائد بڑے دوررس ہیں۔

کلمات حدیث کی تشریح قال اقرأوا: یعنی اس سورت کو رات کے شروع میں سونے سے پہلے پڑھے المنجية: یعنی یہ سورت عذاب قبر اور حشر کی ہولناکیوں سے نجات دینے والی ہے۔ بلغني: یعنی یہ بات حضرت خالد بن معدان کو حضرات صحابۂ کرام کے واسطے سے معلوم ہوئی ہے، اس لئے کہ تقریبا ستر صحابہ سے ان کی ملاقات ثابت ہے۔ ان رجلا: رجل سے مراد اسی امت کا کوئی آدمی ہے۔ کان یقرأها الخ: یعنی اس سورت کو اپنے معمول میں داخل کر کے بطور وظیفہ کے روزانہ پڑھا کرتا تھا اور دوسری کوئی سورت نہیں پڑھتا تھا۔ وکان کثیر الخطایا فنشرت جناحها علیه الخ: وہ آدمی چوں کہ گنہگار تھا جس کی وجہ سے اس کو عذاب ہو رہا تھا، تو اس سورت نے اس شخص پر اپنے بازو پھیلادیئے اور کہا اے میرے رب! اس شخص کو بخش دے، اس لئے کہ یہ بہت زیادہ میری تلاوت کیا کرتا تھا۔ فشفعها الرب تعالیٰ فیه الخ: چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس عذاب میں گرفتار شخص کے حق میں اس سورت کی سفارش قبول ہی نہیں کی، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی ہر غلطی کے بدلے میں ایک، ایک نیکی لکھنے اور اس کے درجات بلند کرنے کا حکم صادر فرمادیا: وقال أیضا: خالد بن معدان نے اور باتیں کہیں۔ انها تجادل عن صاحبها فی القبر الخ: یعنی جو شخص یہ سورت پڑھتا ہے اس کے حق میں یہ سورت جھگڑتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے فریاد کرے گی کہ اے اللہ! اگر میں تیری کتاب میں سے ہوں تو میری شفاعت قبول فرما، اگر میں تیری کتاب میں سے نہیں ہوں تو تو مجھے مٹادے۔

﴿سورۂ یاسین پڑھنے کی فضیلت﴾

(حدیث نمبر ۲۰۷۸) وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِيْ رَبَاحٍ قَالَ بَلَغَنِيْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَأَ يٰسٓ فِيْ صَدْرِ النَّهَارِ قُضِيَتْ حَوَائِجُهُ. رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ مُرْسَلًا.

حل لغات: بلغني: بَلَغَ (ن) بُلُوغًا پہنچنا۔ صدر: ہر چیز کا ابتدائی حصہ جمع صُدُوْر. قضیت: قَضٰی (ض) قَضَاءً: پورا کرنا۔ حوائجه: جمع ہے حاجة کی بمعنی ضرورت۔

ترجمہ: حضرت عطاء بن ابی رباح سے روایت ہے کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص دن کے شروع میں یٰس پڑھتا ہے تو اس کی تمام ضروریات پوری کی جاتی ہیں۔

خلاصہ حدیث جو شخص صبح کو سورۂ یٰس پڑھے گا اس کی تمام ضروریات قدرت کی جانب سے پوری کی جائیں گی۔

کلمات حدیث کی تشریح عطاء بن ابی رباح: بڑے جلیل القدر تابعی، علم و عمل کے پہاڑ تھے، حضرت امام احمد بن حنبل جیسے حضرات نے ان کے فضل و کمال کا اعتراف کیا ہے، فی صدر النهار: مراد صبح ہے، قضيت حوائجہ یعنی دینی، دنیوی، اخروی اور دوسری تمام ضروریات مراد ہیں۔

﴿قریب المرگ کے سامنے یاسین پڑھنا﴾

(حدیث نمبر ۲۰۷۹) وَعَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارِ الْمُزَنِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَأَ يٰسٓ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ تَعَالٰى غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ فَاقْرَأُوْهَا عِنْدَ مَوْتَاكُمْ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

حل لغات: ابتغا: بغیٰ (ض) بغیًا طلب کرنا، ابتغا (افتعال) طلب کرنا۔ وجه: چہرا، جمع وُجُوهٌ۔

ترجمہ: حضرت معقل بن یسار مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے سورۂ یٰسین اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے پڑھی، اس کے تمام اگلے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں، اس لئے اس سورت کو اپنے مردوں کے پاس پڑھا کرو۔

خلاصہ حدیث اس سورت کو آدمی کی موت کیوقت اسکے پاس پڑھنا چاہیے، تاکہ اسکی برکت سے وہ موت کی سختی سے نجات پائے۔

کلمات حدیث کی تشریح معقل بن یسار: حضرت معقل بن یسار صلح حدیبیہ کے موقع پر درخت کے نیچے جان پر بیعت کرنے والوں میں سے ہیں، من قرأ یٰسٓ ابتغاء وجه الله الخ: یعنی جو شخص سورۂ یٰسین کو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے پڑھتا ہے، اور کوئی دوسری غرض نہیں ہے، غفر لهٗ ما تقدم: یعنی اسکے اگلے تمام گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں، بعض حضرات نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ گناہ کبیرہ بھی معاف کردیئے جاتے ہیں، فاقرأوها عند موتاكم الخ: قریب المرگ لوگ مغفرت کے زیادہ مستحق ہوتے ہیں، اسلئے انکے پاس یہ سورت پڑھی جائے، تاکہ ان کی مغفرت ہوجائے اور موت کی سختی سے نجات بھی مل جائے۔

﴿سورۂ بقرہ قرآن کریم کی عظمت ہے﴾

(حدیث نمبر ۲۰۸۰) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّهٗ قَالَ إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ سَنَامًا وَإِنَّ سَنَامَ الْقُرْاٰنِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَإِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ لُبَابًا وَإِنَّ لُبَابَ الْقُرْاٰنِ الْمُفَصَّلُ. رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حل لغات: سنامًا: ہر چیز کا بلند حصہ، جمع أَسْنِمَةٌ، سَنِمَ (س) سَنَمًا الشي: بلند کرنا۔

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہر چیز کے لئے بلندی ہوتی ہے اور قرآن کریم کی رفعت سورۃ بقرہ ہے، اور ہر چیز کا خلاصہ ہوتا ہے اور قرآن کریم کا خلاصہ مفصل ہے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ سورۂ بقرہ قرآن کی شان اور اس کی رفعت کی علامت ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح ان لكل شيء سنامًا الخ: یعنی ہر جسم میں کوئی ایک ایک حصہ ہوتا ہے جسے سر بلندی اور رفعت حاصل ہوتا ہے ایسے ہی قرآن کریم میں سورۂ بقرہ کو یہ مقام و مرتبہ حاصل ہے، اس لئے کہ یہ سورت بڑی بھی ہے اور بہت سارے احکامات پر مشتمل، وإن لكل شيء لبابًا وان لباب القرآن المفصل: یعنی جس طریقے سے ہر چیز کا خلاصہ اور مغز ہوتا ہے، ایسے ہی قرآن کریم کا خلاصہ اور مغز المفصلات ہیں، اس لئے کہ ان سورتوں میں خاص طور پر وہ احکامات بیان کئے گئے ہیں، جو دیگر

سابقہ کتابوں میں نہیں جوایک خاص بات ہے اور بقیہ دوسری سورتوں میں اکثر وہ باتیں ہیں جو سابقہ آسمانی کتابوں میں بیان ہو چکی ہیں۔

﴿سورۂ رحمٰن کی اھمیت﴾

(حدیث نمبر۲۰۸۱) وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِكُلِّ شَيْءٍ عَرُوْسٌ وَ عَرُوْسُ الْقُرْاٰنِ الرَّحْمٰنُ.

حل لغات: عروس: دلہا، دلہن، جمع عَرَائِس. مراد یہاں زینت ہے۔

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے وہ کہہ رہے تھے ہر چیز کی زینت ہوتی ہے اور قرآن کریم کی زینت سورۂ رحمٰن ہے۔

خلاصہ حدیث جسم میں کوئی ایسا عضو ہوتا ہے جس پر صاحب جسم کو ناز ہوتا ہے ایسے ہی قرآن کریم کو سورۂ رحمٰن کی بنیاد پر ناز ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح لکل شیءٍ عروس الخ: یعنی جسم میں کوئی ایسا خوب صورت عضو ہوتا ہے جس پر پورے جسم کو ناز حاصل ہوتا ہے ایسے ہی سورۂ رحمٰن چونکہ قرآن کریم کی زینت اور حسن ہے اسلئے قرآن کو بھی فخر و ناز حاصل ہے

﴿سورۂ واقعه کے وقیع اثرات﴾

(حدیث نمبر۲۰۸۲) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْوَاقِعَةِ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ لَمْ تُصِبْهُ فَاقَةٌ اَبَدًا وَّكَانَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ يَأْمُرُ بَنَاتِهٖ يَقْرَأْ بِهَا كُلَّ لَيْلَةٍ رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حل لغات: الواقعة: واقعہ، قصہ، جمع واقعات۔ فاقة: کھانا نہ کھانا۔

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص رات کو سورۂ واقعہ پڑھتا ہے، اس کو کبھی فاقہ نہیں ہوتا ہے، اور ابن مسعود اپنی لڑکیوں کو روزانہ رات کو سورۂ واقعہ پڑھنے کے لئے کہتے تھے۔

خلاصہ حدیث سورۂ واقعہ پڑھنے والا فاقہ کی مصیبت میں گرفتار نہیں ہوگا، اس لئے اس کے پڑھنے کا اہتمام ہونا چاہیے۔

کلمات حدیث کی تشریح لم تصبه فاقة: دوسری حدیث میں ہے کہ بہترین مال داری قلب کی مال داری ہے، اس لئے جو شخص سورۂ واقعہ پڑھنے کا اہتمام کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو صبر جمیل کی دولت سے نوازے گا یا اس کو وسیع القلب بنادے گا، جس کی بدولت فقر کی مصیبت اس کو ہیچ معلوم ہوگی یا اس کو فقر ہی کا سامنا نہ ہوگا۔

﴿سورۂ اعلیٰ کی فضیلت﴾

(حدیث نمبر۲۰۸۳) وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ هٰذِهِ السُّوْرَةَ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى. رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حل لغات: سبح: سبح (ن) سُبْحًا. سَبَّحَ (تفعیل) سبحان اللہ کہنا۔

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ اس سورت یعنی سورۂ اعلیٰ کو پسند کرتے تھے۔

خلاصہ حدیث جناب نبی کریم ﷺ کی نظر میں سورۂ اعلیٰ پسندیدہ تھی اس لئے امت کی نظر میں بھی یہ سورت پسندیدہ ہونی چاہیے۔

کلمات حدیث کی تشریح یحب هٰذه السورة الخ: جناب نبی کریم ﷺ کو ویسے تو پورے قرآن سے محبت تھی اور بعض سے خاص طور پر آپ نے محبت کا بھی اظہار فرمایا ہے، لیکن اس سورت سے اللہ تعالیٰ کو کچھ زیادہ ہی محبت

تھی، جس کا اظہار آپ نے ان الفاظ سے فرمایا ہے"ای منحة زائدة وهی تطیر ماور فی سورة الفتح هی احب إلی مما طلعت علیه الشمس. رواه البخاری، والنسائی، والترمذی(مرقات:۴/۴۷۸)

﴿جامع سورت﴾

(حدیث نمبر۲۰۸۴) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ اَتٰی رَجُلٌ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَقْرِئْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اقْرَأْ ثَلَاثًا مِّنْ ذَوَاتِ الرَّا فَقَالَ كَبُرَتْ سِنِّیْ وَاشْتَدَّ قَلْبِیْ وَغَلُظَ لِسَانِیْ قَالَ فَاقْرَأْ ثَلَاثًا مِّنْ ذَوَاتِ حٰمٓ فَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهٖ قَالَ الرَّجُلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَقْرِئْنِیْ سُوْرَةً جَامِعَةً فَاَقْرَاَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِذَا زُلْزِلَتْ حَتّٰی فَرَغَ مِنْهَا فَقَالَ الرَّجُلُ وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَزِیْدُ عَلَیْهِ اَبَدًا ثُمَّ اَدْبَرَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَفْلَحَ الرُّوَیْجِلُ مَرَّتَیْنِ. (رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَاَبُوْدَاوٗدَ).

حل لغات: رجل: آدمی جمع رجال. کبرت: كَبُرَ(ك) كِبَرًا بڑا ہونا، وغلظ: غَلُظَ(ك) غَلْظًا: موٹا ہونا، زلزلت: زَلْزَلَ (فعللة) بھونچال آنا، فَرَغَ: فَرَغَ (ن،س،ف) فراغًا: پورا کرنا، ابدا: زمانہ، جمع آباد، ادبر: دَبَرَ (ن) دُبُوْرًا، أَدْبَرَ (افعال) پیٹھ پھیرنا۔

ترجمه: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی نے آکر عرض کیا یارسول اللہ! مجھے پڑھا دیجئے، آپ نے فرمایا "الٓر" والی تین سورتوں کو پڑھا کرو، تو اس آدمی نے کہا میری عمر زیادہ ہوگئی ہے، میرا دل سخت ہوگیا ہے، اور میری زبان موٹی ہوگئی ہے، آپ نے فرمایا تو "حٰمٓ" والی تین سورتوں کو پڑھ لیا کرو، تو اس نے پہلی بات کی طرح کہا، اس آدمی نے کہا یارسول اللہ آپ مجھے کوئی جامع سورت بتلا دیجئے، تو جناب نبی کریم ﷺ نے اسے سورۂ زلزال پڑھائی، یہاں تک کہ آپ نے اس کو پورا کیا، تو آدمی نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں اس پر کبھی زیادہ نہ کروں گا، پھر وہ آدمی واپس چلا گیا، تو جناب نبی کریم ﷺ نے یہ دو مرتبہ فرمایا کہ یہ آدمی کامیاب ہوگیا۔

خلاصۂ حدیث سورۂ زلزال ایک جامع سورت ہے، جو شخص اس کو پڑھے گا وہ کامیاب ہوجائے گا۔

کلمات حدیث کی تشریح فقال اقرئنی: یعنی مجھے پڑھا کر بتلا دیجئے۔ فقال اقرأ ثلاثا من ذوات الٓر: یہ پانچ سورتیں ہیں (۱) یونس (۲) ہود (۳) یوسف (۴) ابراہیم (۵) الحجر۔ جن کے شروع میں "الٓر" ہے جب اس شخص نے جناب نبی کریم ﷺ نے تلاوت کی تعلیم چاہی تو آپ نے ان پانچ سورتوں میں سے تین پڑھنے کے لئے کہا۔ فقال کبرسنی الخ: جب تعلیم مل گئی تو اس شخص نے اپنی مجبوری بتاتے ہوئے معذرت پیش کی جو مان لی گئی۔ قال فاقرأ ثلاثا من ذوات حٰمٓ: جب اس کی معذرت مان لی گئی تو اس کے بعد جناب نبی کریم ﷺ نے ان سورتوں میں سے تین سورت پڑھنے کے لئے کہا جن کے شروع میں حم ہے، جن کی تعداد سات ہیں (۱) الغافر (۲) فصلت (۳) الشوریٰ (۴) الزخرف (۵) الدخان (۶) الجاثیۃ (۷) ق۔ فقال مثل مقالته: یعنی اس شخص نے حم والی تین سورتوں کو پڑھنے سے بھی معذرت کردی۔ قال الرجل: وہ آدمی چوں کہ قرأت قرآن کے شوق سے معمور اور تلاوتِ قرآن کا دل دادہ تھا، اس شخص نے جناب نبی کریم ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ! مجھے کوئی جامع سورت سکھا دیجئے۔ فاقرأه رسول الله الخ: تو جناب نبی کریم ﷺ نے اس شخص کو سورۂ زلزال پڑھنے کی تعلیم دی یعنی یہ بتایا کہ پوری سورت پڑھ لیا کرو۔ فقال الرجل والذی بعثك الحق إلخ: یعنی اس آنے والے شخص کو یہ چھوٹی سورت اچھی لگی اور قسم کھا کر کہا کہ اس کو میں ضرور پڑھوں گا، اور اس پر کوئی زیادتی نہ کروں گا۔ ثم ادبر الرجل: اس شخص کا کام ہوگیا تو وہ چلا گیا۔ فقال رسول الله الخ: تو جناب نبی کریم ﷺ نے اس شخص کو کامیابی کی بشارت دی۔

﴿سورۂ تکاثر کی فضیلت﴾

(حدیث نمبر۲۰۸۵) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا يَسْتَطِيْعُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَقْرَأَ أَلْفَ آيَةٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ قَالُوْا مَنْ يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَقْرَأَ أَلْفَ آيَةٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ قَالَ أَمَا يَسْتَطِيْعُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَقْرَأَ أَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

حل لغات: يستطع: طَاعَ (ن) طَوْعًا: فرماں بردار ہونا۔ استطع (استفعال) طاقت رکھنا۔ آية: نشانی جمع آيات. الهكم: لها (ن) لَهْوًا فریفتہ ہونا۔ لَهَا (س) لَهًا غافل ہونا۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات پر قادر نہیں ہے کہ روزانہ ایک ہزار آیتیں پڑھا کرے، صحابۂ کرام نے کون شخص روزانہ ایک ہزار آیتیں پڑھنے کی طاقت رکھے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی شخص روزانہ الهكم التكاثر پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح الايستطيع أحدكم الخ: یعنی جناب نبی کریم ﷺ نے حضرات صحابۂ کرام سے پوچھا کہ کیا تم میں سے کوئی شخص ایسا بھی ہے جو روزانہ ایک ہزار آیتوں کی تلاوت کیا کرے۔ قالوا ومن يستطيع: یعنی روزانہ ایک ہزار آیتوں کی تلاوت کرنے کی قدرت کسی آدمی میں نہیں ہے۔ قال اما يستطيع احدكم الخ: یعنی تم میں سے کوئی آدمی ایسا نہیں ہے کہ روزانہ بلا ناغہ ایک ہزار آیتوں کی تلاوت نہ کرے تو کم سے کم سورۂ تکاثر کی تلاوت تو روزانہ کر سکتا ہے، اس سورت کو پڑھنے سے ایک ہزار آیتوں کی تلاوت کرنے کا ثواب ملا کرتا ہے۔

﴿سورۂ اخلاص پڑھنے کا فائدہ﴾

(حدیث نمبر۲۰۸۶) وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَأَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ عَشْرَ مَرَّاتٍ، بُنِيَ لَهُ بِهَا قَصْرٌ فِي الْجَنَّةِ وَمَنْ قَرَأَ عِشْرِيْنَ مَرَّةً بُنِيَ لَهُ قَصْرَانِ فِي الْجَنَّةِ وَمَنْ قَرَأَهَا ثَلَاثِيْنَ مَرَّةً بُنِيَ لَهُ بِهَا ثَلَاثَةُ قُصُوْرٍ فِي الْجَنَّةِ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِذًا لَنُكْثِرَنَّ قُصُوْرَنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُ أَوْسَعُ مِنْ ذٰلِكَ. (رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ).

حل لغات: بنى: بنى (ض) بناءً: بنانا، قصر: محل، جمع قُصُوْر، الجنة: باغ، بہشت، جمع جنّات.

ترجمہ: حضرت سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے دس مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھا، اس کے لئے جنت میں ایک محل بنایا جاتا ہے اور جس شخص نے بیس مرتبہ پڑھی اس کے لئے دو محل بنائے جاتے ہیں اور جس شخص نے یہ سورت تیس مرتبہ پڑھی، اس کے لئے جنت میں تین محل بنائے جاتے ہیں، تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! پھر تو ہم جنت میں بہت زیادہ محل بنالیں گے، تو جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ کی رحمت اس سے زیادہ وسیع ہے۔

خلاصہ حدیث آدمی جتنی تعداد میں سورۂ اخلاص کی تلاوت کرے گا، اسی حساب سے جنت میں اس کیلئے محل بنتے چلے جائیں گے

کلمات حدیث کی تشریح من قرأ قل هو الله أحد عشر مرات الخ: یعنی دس مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھنے سے جنت میں ایک محل بنتا ہے، اس پر آدمی جتنی کثرت سے پڑھے گا اسی حساب سے جنت میں محل بنتے چلے جائیں گے۔ فقال عمر الخطاب الخ: اس پر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر تو جنت میں ہم لوگ بہت زیادہ محل بنالیں گے۔ الله اوسع من ذلك: یعنی اللہ کی رحمت اس سے زیادہ وسیع ہے، اللہ دینے میں کمی نہ کریں گے۔

﴿رات میں قرآن پڑھنے کا اثر﴾

(حدیث نمبر ۲۰۸۷) وَعَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَأَ فِي لَيْلَةٍ مِائَةَ آيَةٍ لَمْ يُحَاجَّهُ الْقُرْآنُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَمَنْ قَرَأَ فِي لَيْلَةٍ مِائَتَيْ آيَةٍ كُتِبَ لَهُ قُنُوتُ لَيْلَةٍ وَمَنْ قَرَأَ فِي لَيْلَةٍ خَمْسَ مِائَةٍ إِلَى الْأَلْفِ أَصْبَحَ وَلَهُ قِنْطَارٌ مِنَ الْأَجْرِ قَالُوا وَمَا الْقِنْطَارُ قَالَ اِثْنَا عَشَرَ أَلْفًا. (رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ).

حل لغات: لیلة: رات، جمع لیالی. قنوت: قنت (ن) قنوتًا: نماز میں کھڑا رہنا، القنطار: ایک وزن، تقریبًا سو رطل، سو اسیر، جمع قناطیر

توجمه: حضرت حسن بصری سے مرسلا روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے رات میں سو آیتیں پڑھیں، تو قرآن کریم اس رات میں نہیں جھگڑے گا، جس نے رات میں دو سو آیتیں پڑھیں، اس کے لئے پوری رات نماز پڑھنے کا ثواب لکھا جاتا ہے اور جس شخص نے پانچ سو سے ایک ہزار تک پڑھیں، تو وہ اس حال میں صبح کرے گا کہ اس کے لئے اجر کا ایک قنطار ہوگا، صحابہ کرام نے عرض کیا: قنطار کیا ہے؟ آپ نے فرمایا بارہ ہزار۔

خلاصۂ حدیث رات میں قرآن کریم کی تلاوت کا اہتمام کیا جائے، اس لئے کہ اس کے بڑے فوائد ہیں۔

کلمات حدیث کی تشریح عن الحسن: حسن سے مراد حضرت حسن بصری ہیں، من قرأ في ليلة الخ: ہر چیز کا کچھ نہ کچھ ہوا کرتا ہے ایسے ہی حاملین قرآن پر تلاوت قرآن کا حق ہے، جو اس حق کو ادا نہیں کرتا ہے، اس سے قرآن کریم باز پرس کرے گا۔ ومن قرأ في ليلة مائتي آية الخ: یعنی قرآن کریم کی جتنی زیادہ مقدار میں آدمی تلاوت کرے گا اتنا ہی اس کو فائدہ ہوگا۔ قنطار الخ: ایک وزن کا نام ہے، جناب نبی کریم ﷺ نے اس کی تشریح اسی حدیث شریف میں کر دی ہے۔

باب

الفصل الاول

﴿قرآن کریم یاد رکھنے کا طریقہ﴾

(حدیث نمبر ۲۰۸۸) عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَاهَدُوا الْقُرْآنَ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَهُوَ أَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنَ الْإِبِلِ فِي عُقُلِهَا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حل لغات: تعاهدوا: عَهِدَ (س) عَهْدًا. تعاهد (مفاعلت) حفاظت کرنا، دیکھ بھال کرنا، تفصيا: فَصٰى (ض) فَصْيًا: فَصّٰى (تفعیل) جدا کرنا، الابل: اونٹ، جمع آبال، عقلها: جمع ہے، عُقْلَة کی، جس سے باندھا جائے۔

توجمه: حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کریم کی نگہداشت کرتے رہو، قسم ہے اس ذات کی جسکے قبضے میں میری جان ہے، قرآن کریم سینوں سے، اتنی جلدی نکل جاتا ہے کہ اونٹ بھی اپنی رسیوں سے اتنی جلدی نہیں نکلتا۔

خلاصه حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کو قرآن کریم پڑھتے رہنا چاہیئے، تاکہ بھولے نہیں۔

کلمات حدیث کی تشریح تعاهدوا القرآن: یعنی قرآن کریم کی قرأت، مطالعہ، تفسیر اور تحقیق میں لگا رہے تاکہ بھولے نہیں۔ لهوا: ہو ضمیر کا مشار الیہ قرآن کریم ہے۔ اشد تفصيا من الإبل: یعنی قرآن کریم کی تلاوت، مطالعہ اور تفسیر کے ذریعے سے نگہداشت نہ کی جائے، تو دلوں سے نکلنے میں جانوروں سے بھی تیز ہے۔

﴿قرآن کریم کے بارے میں ایک ادب﴾

(حدیث نمبر ۲۰۸۹) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِئْسَ مَا لِأَحَدِهِمْ أَنْ يَقُولَ

نَسِيتُ آيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ نُسِّيَ وَاسْتَذْكِرُوا الْقُرانَ فَإِنَّهُ أَشَدُّ تَفَصِّيًا مِّنْ صُدُوْرِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَزَادَ مُسْلِمٌ بِعُقُلِهَا.

حل لغات: نسیت: نَسِيَ (س) نَسْيًا وَنِسْيَانًا بھولنا، صدور: جمع ہے صَدْر کی بمعنی دل، الرجال: جمع ہے، رَجُلٌ کی بمعنی آدمی، النعم: اونٹ جمع أَنْعَام.

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس شخص کے لئے یہ بات بری ہے، جو کہے کہ میں فلاں، فلاں آیت بھول گیا ہوں؛ بلکہ وہ بھلا دیا گیا ہے، قرآن کریم یاد کرتے رہا کرو، اس لئے کہ وہ سینوں سے اتنی جلدی نکل جاتا ہے کہ اونٹ بھی اتنی جلدی رسیوں سے نہیں نکلتا ہے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کو قرآن کریم پڑھتے رہنا چاہیئے تا کہ بھولے نہیں۔

کلمات حدیث کی تشریح بئس ما لاحدهم ان يقول الخ: یعنی قرآن کریم کے ادب کا تقاضہ یہ ہے کہ کوئی آدمی یہ نہ کہے کہ میں قرآن کریم کا اتنا حصہ بھول گیا، اس لئے کہ اس صورت میں قرآن کریم سے لاتعلقی کا عنصر ظاہر ہوتا ہے، بلکہ قرآن کریم کی عظمت اور روح مسلم کیلئے آب حیات ہونے کے ناطے یہ کہنا چاہیے کہ میں بھلا دیا گیا ہوں، یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے جس کو جتنا چاہے علوم قرآنیہ کے زیور سے آراستہ اور پیراستہ کردے اور جس سے چاہے چھین لے۔ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى إِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ، واستذكروا القرآن: یعنی آدمی کو چاہیے کہ قرآن کریم میں لگا رہے، تا کہ دن بدن ترقی ہوتی رہے اور قرآن کریم کو بھولے نہیں لانه اشد تفصيا الخ: یعنی اگر قرآن کریم برابر پڑھتا نہ رہے گا تو بہت جلدی بھول جائے گا اور اس کو اس کا احساس تک نہ ہوگا۔

﴿صاحب قرآن کی مثال﴾

(حدیث نمبر ۲۰۹۰) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْإِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ إِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ أَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حل لغات: مثل: مشابہ، نظیر، جمع أَمْثَال. المعقلة: عَقَلَ (ض) عَقْلًا البعير: ٹانگ ران ملا کر رسی سے باندھنا، اطلقها: اطلق (افعال) چھوڑنا۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا صاحب قرآن کی مثال ٹانگ بندھے اونٹ کی طرح ہے، اس کی نگہداشت ہو تو رکا رہتا ہے، اور اگر چھوڑ دیا جائے تو وہ چلا جاتا ہے۔

خلاصہ حدیث صاحب قرآن کو اپنی قدر پہچانتے ہوئے اس کو چاہیئے کہ قرآن کریم میں لگا رہے تا کہ بھولے نہیں۔

کلمات حدیث کی تشریح الابل المعقلة: ابل معقلة اس اونٹ کو کہا جاتا ہے کہ جس کی ٹانگ موڑ کر باندھ دی جائے، اس صورت میں وہ بھاگ تو نہیں پاتا ہے؛ لیکن بہر حال وہ چلنا ضرور ہے۔ ان عاهد عليها الخ: اگر اس اونٹ کی نگہداشت کی جائے تو وہ اونٹ ادھر ادھر نہیں جاتا ہے، لیکن اگر اس اونٹ کو چھوڑ دیا جائے تو چل کر کہیں سے کہیں چلا جاتا ہے، ٹھیک یہی حال حامل قرآن کا ہے اگر وہ قرآن کریم پر لگا رہتا ہے تو ٹھیک ہے، ورنہ بھول جایا کرتا ہے۔

﴿دل لگنے تک قرآن پڑھیے﴾

(حدیث نمبر ۲۰۹۱) وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَءُوا الْقُرْآنَ مَا

ائْتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوبُكُمْ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُومُوا عَنْهُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حل لغات: ائتلفت: أَلِفَ (س) أَلْفًا محبت کرنا، مانوس ہونا، ائتلف (افتعال) اکٹھا ہونا، قلوب جمع ہے، قلب کی بمعنی دل۔

ترجمہ: حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم قرآن اس وقت تک پڑھو جب تک دل لگے، جب ملال ہونے لگے تو اس کو چھوڑ دو۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی قرآن کریم پڑھنا شروع کرے تو اس وقت تک پڑھے جب تک دل لگے، لیکن اگر بعد میں دل نہ لگے تو اس وقت چھوڑ دے۔ بعد میں پڑھے۔

کلمات حدیث کی تشریح اقروا القرآن ما ائتلفت علیه قلوبکم: یعنی آدمی قرآن کریم اس وقت تک پڑھتا رہے جب تک نشاط ہو اور ذوق قرأت سے دل معمور ہو۔ فإذا اختلفتم فقوموا عنهٗ: یعنی جب خیالات منتشر ہونے لگے اور پڑھتے پڑھتے دل اکتا جائے تو اس وقت قرآن کریم پڑھنا چھوڑ دے، بعد میں جب موقع ملے تو پڑھے ورنہ پھر جس وقت پڑھنے پڑھانے یا تحقیق و مطالعے کا جو وقت متعین ہے اس میں یہ سب کام کرے۔

﴿قرآن کریم پڑھنے کا طریقہ﴾

(حدیث نمبر۲۰۹۲) وَعَنْ قَتَادَةَ قَالَ سُئِلَ أَنَسٌ كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَتْ مَدًّا مَدًّا ثُمَّ قَرَأَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يَمُدُّ بِبِسْمِ اللّٰهِ وَيَمُدُّ بِالرَّحْمٰنِ وَيَمُدُّ بِالرَّحِيْمِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حل لغات: مدًا: مَدَّ (ن) مَدًّا کھینچنا۔

ترجمہ: حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہٗ سے پوچھا گیا کہ جناب نبی کریم ﷺ کی قرأت کیسی ہوتی تھی؟، تو آپ نے فرمایا مدوالی ہوتی تھی پھر انہوں نے "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" پڑھی، بسم اللہ میں مد کیا، رحمٰن میں مد کیا اور رحیم میں مد کیا۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ تجوید کے مطابق قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

کلمات حدیث کی تشریح کیف کانت قراء ۃ النبی الخ: یعنی جناب نبی کریم ﷺ کی قرأت کا انداز کیسا ہوتا تھا۔ فقال کانت مدًا مدًا: یعنی جناب نبی کریم ﷺ قرآن کریم کی تلاوت ترتیل میں کیا کرتے تھے۔

ثم قرأ ببسم اللہ الخ: یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ نے صرف یہ کہہ کر نہ چھوڑ دیا کہ آپ قرآن کریم ترتیل سے پڑھتے تھے، بلکہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر جناب نبی اکرم ﷺ کے انداز تلاوت کو بھی اجاگر کر دیا۔

﴿اللہ کے نزدیک پسندیدہ آواز﴾

(حدیث نمبر۲۰۹۳) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِنَبِيٍّ يَتَغَنّٰى بِالْقُرْاٰنِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حل لغات: اذن: اَذِنَ (س) أَذَنًا: کان لگانا، سننا۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کسی چیز کو اتنا کان لگا کر نہیں سنتا ہے، جتنا کہ نبی کی آواز کو سنتا ہے، جب کہ وہ قرآن کریم کو خوش الحانی کے ساتھ پڑھے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی جب قرآن کریم پڑھتا ہے تو اللہ کو یہ آواز بہت ہی زیادہ پسند آتی ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح ما اذن اللّٰہ لشيء ما اذن لنبي: پہلا "ما" نافیہ اور دوسرا "ما" مصدریہ ہے، یعنی اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ کسی آواز پر کان رکھتا ہے، تو وہ اس نبی کی آواز ہے جو قرآن کریم کو خوش الحانی سے پڑھے۔

﴿قرآن کریم کو حسن صوت سے پڑھنا﴾

(حدیث نمبر۲۰۹۴) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَّا اَذِنَ لِنَبِيٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْاٰنِ يَجْهَرُ بِهٖ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حل لغات: حسنُ: صیغہ صفت ہے بمعنی خوب صورتی، جمع حِسان. جَهَرَ (ف) جَهْرًا الصوت: آواز بلند کرنا۔

ترجمہ: ان سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کو اتنا کان لگا کر نہیں سنتا ہے، جتنا کہ نبی کے حسن صوت کو سنتا ہے، جب کہ وہ بلند آواز سے قرآن کریم پڑھے۔

خلاصہ حدیث نبی قرآن کریم کو حسنِ صوت اور بلند آواز سے پڑھے، یہ اللہ تعالیٰ کو بہت ہی زیادہ پسند ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح وعنهُ: یعنی یہ روایت حضرت ابو ہریرہؓ سے ہے: ما اذن اللّٰہ لشيء الخ: یعنی نبی جب خوش الحانی کے ساتھ قرآن کریم کو پڑھتا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ بہت جلدی قبول کرتا ہے، استماع سے یہی قبولیت مراد ہے۔

﴿قرآن کریم اور خوش الحانی﴾

(حدیث نمبر۲۰۹۵) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حل لغات: غني: تغنيه: عمدہ آواز نکالنا۔

ترجمہ: ان سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص قرآن کو خوش الحانی سے نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

خلاصہ حدیث آدمی قرآن کریم اچھے سے اچھے انداز میں پڑھے، یہ ایمان کی علامت اور جناب نبی کریم ﷺ سے محبت کی نشانی ہے

کلمات حدیث کی تشریح وعنهُ: یعنی یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے: لیس منا: یعنی اخلاق، سیرت اور کردار کے اعتبار سے وہ جناب نبی کریم ﷺ کی مکمل اتباع کرنے والا نہیں ہے، اس لئے آدمی کو چاہیے، کہ قرآن کریم کو اچھے سے اچھے انداز میں پڑھے تا کہ کامل طریقے سے جناب نبی کریم ﷺ کی مکمل اتباع کرنیوالا ہو جائے۔ من لم یتغن بالقرآن: اس جملے کے سات مطلب ہیں (۱) اچھی آواز سے پڑھے (۲) قرآن کریم کو بلند آواز سے پڑھے (۳) دوسرے سے مستغنی ہو جائے (۴) ترنم سے پڑھے (۵) قرآن کریم پڑھے تو دل میں اثر ہو (۶) خودداری کو طلب کرے (۷) ظاہری غنا کو بھی ملحوظ رکھے۔

﴿قرآن کریم کا سننا﴾

(حدیث نمبر۲۰۹۶) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ اِقْرَأْ عَلَيَّ قُلْتُ اَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ اُنْزِلَ قَالَ اِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَهٗ مِنْ غَيْرِيْ فَقَرَأْتُ سُوْرَةَ النِّسَآءِ حَتّٰى اَتَيْتُ اِلٰى هٰذِهِ الْاٰيَةِ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَآءِ شَهِيْدًا، قَالَ حَسْبُكَ الْاٰنَ فَالْتَفَتُّ اِلَيْهِ فَاِذَا وَ اَعْيُنَاهُ تَذْرِفَانِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حل لغات: المنبر: وہ بلند مقام جہاں سے امام جمعہ اور عیدین کا خطبہ دیتا ہے۔ جمع منابر. النساء: جمع ہے امراۃ کی بمعنی عورت۔ شهيد: شَهِدَ (س،ك) شَهَادَةً گواہی دینا۔ تذرفان: ذَرَفَ (ض) ذَرْفًا بہنا۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے مجھ سے کہا، اس حال میں کہ وہ منبر پر تھے،

میرے سامنے پڑھو، میں نے کہا میں آپ کے سامنے پڑھوں حالاں کہ قرآن کریم تو آپ ہی پر نازل ہوا ہے، آپ نے فرمایا میری خواہش ہے کہ میں قرآن کریم دوسرے سے سنوں، میں نے سورۂ نساء پڑھی یہاں تک کہ اس آیت یعنی "فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ شَهِيْدًا" تک پہنچ گیا، آپ نے فرمایا اب بس کرو، میں آپ کی طرف متوجہ ہوا تو دیکھتا ہوں کہ آپ کی دونوں آنکھیں بہہ رہی ہیں۔

خلاصہ حدیث: اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کو بعض صحابۂ کرام کی قرأت بہت زیادہ پسند تھی ان سے کبھی کبھی قرآن کریم سنا کرتے تھے، جیسا کہ اس حدیث شریف میں ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح: قال لی: یعنی تخصیص کر کے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا۔ وهو على المنبر: یعنی جناب نبی کریم ﷺ لوگوں کے مجمع میں تھے۔ اقرأ علی: یعنی قرآن کریم پڑھو تا کہ میں سنوں، قلت اقرأ عليك وعليك انزل: اقرأ اصل میں اأقرأ ہے دو ہمزہ کے جمع ہونے کی وجہ سے ایک حذف کر دیا گیا ہے، یعنی قرآن کریم پڑھنا تو ہم نے آپ ہی سے سیکھا ہے، اب آپ کے سامنے قرآن کریم پڑھ کر آپ کو کیا سناؤں۔ قال انی احب ان اسمعه من غيری: تو جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری خواہش ہے کہ میں قرآن کریم کو دوسرے سے سنوں۔ فقرأت سورة النساء: یعنی جب ان کو جناب نبی کریم ﷺ کی خواہش کا علم ہو گیا تو اس کی تکمیل کے لئے انہوں نے سورۂ نساء کی تلاوت شروع کر دی۔ حتى اتيت الى هذه الآية الخ: یعنی پڑھتے پڑھتے جب حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ "فكيف اذا جئنا من كل امة بشهيد الآية:" تک پہنچ گئے تو جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا اب بس کرو یہ رک گئے۔ فالتفت اليه الخ: یعنی جب حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پڑھنا موقوف کر دیا تو انہوں نے جناب نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ ان کی دونوں آنکھیں آنسوؤں سے تر بتر ہیں، یعنی اس آیت کریمہ میں جس منظر کی نقاشی کی گئی ہے، وہ پورا کا پورا منظر جناب نبی کریم ﷺ کے سامنے جلوہ گر ہو گیا، وہ منظر چوں کہ سخت سے سخت تر ہو گا۔ وہ حساب و کتاب اور جواب دہی کی گھڑی ہو گی، اس سختی سے متاثر ہو کر جناب نبی کریم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

﴿حضرت اُبی ابن کعب کی سعادت﴾

(حدیث نمبر ۲۰۹۷) وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ قَالَ آللّٰهُ سَمَّانِيْ لَكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَقَدْ ذُكِرْتُ عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ قَالَ نَعَمْ فَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِيْ أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قَالَ وَسَمَّانِيْ قَالَ نَعَمْ فَبَكٰى. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حل لغات: سمانی: سمّٰی (تفعیل) نام رکھنا، متعین کرنا، ذکرت: ذکر (ن) ذکرًا الشي: دل میں یاد کرنا، فذرفت: ذَرَفَ (ض) ذَرْفًا: بہنا، ذَرَّفَ (تفعیل) بہانا، عیناه: تثنیہ ہے عین کا آنکھ جمع عُيُوْن.

توجمه: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ابی بن کعب سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ ابی بن کعب آپ کو قرآن پڑھ کر سنائے، انہوں نے کہا کہ اللہ نے میرا نام لے کر کہا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں: ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا واقعتا میں رب العالمین کے پاس میں یاد کیا گیا ہوں، آپ نے فرمایا ہاں: تو ان کی دونوں آنکھیں بہہ پڑیں اور دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ سے "لم يكن الذين" سنوں تو انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لے کر کہا ہے آپ نے فرمایا ہاں: تو وہ رو پڑے۔

خلاصہ حدیث: اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی سعادت کہی جا سکتی ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام لے کر جناب نبی کریم ﷺ سے کہا کہ آپ ان سے قرآ کریم سنئے۔

کلمات حدیث کی تشریح

ان الله امرنی ان اقرأ علیك القرآن: یعنی اللہ تعالیٰ کا جناب نبی کریم ﷺ کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے قرآن سننے کے لئے کہنا یہ حضرت ابی بن کعب کے لئے تمام ہم عصروں پر بہت بڑی فضیلت وخصوصیت ہے۔قال آلله سمانی لك: ان کو تعجب ہوا تو حضرت ابی بن کعب نے از راہ استعجاب یہ پوچھ لیا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو قرآن سننے کے لئے میرا نام لے کر کہا ہے؟قال نعم: اس کے جواب میں جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا،ہاں: قال وقد ذکرت عند رب العالمین: حضرت ابی بن کعب خوشی سے جھوم اٹھے اور انداز بدل کر دوبارہ از راہ استعجاب پوچھا کہ کیا میں رب العالمین کے پاس یاد کیا گیا ہوں۔قال نعم: تو جناب نبی کریم ﷺ نے جواب دیا کہ ہاں:فذرفت عیناہ: تو بے انتہاء خوشی کی وجہ سے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ و فی روایة ان الله امرنی الخ: یعنی اس روایت میں اس بات کی تعیین تو نہیں ہے کہ قرآن کریم کا کونسا حصہ پڑھے،لیکن دوسرا روایت میں یہ متعین ہے کہ سورۃ"لم یکن الذین" پڑھے۔

﴿دار الحرب قرآن نہ لے جائے﴾

(حدیث نمبر۲۰۹۸) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّسَافَرَ بِالْقُرْاٰنِ اِلٰى اَرْضِ الْعَدُوِّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ لَا تُسَافِرُوْا بِالْقُرْاٰنِ فَاِنِّيْ لَآ اٰمَنُ اَنْ يَّنَالَهُ الْعَدُوُّ.

حل لغات: یسافر: سَافَرَ (مفاعلت) سفر کرنا۔عدو: دشمن،جمع اعداء،جج أعادی. ینالهٗ: نَالَ (ض،ف) نیلا پانا،حاصل کرنا۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے قرآن کریم لے کر دشمن کے ملک میں جانے سے منع فرمایا ہے،اور مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ قرآن کریم لے کر سفر نہ کرو اس لئے کہ مجھے یہ اطمینان نہیں ہے کہ اس کو دشمن نہ پالے۔

خلاصۂ حدیث

حضرات صحابۂ کرام کو یہ ہدایت تھی کہ قرآن کریم کے نسخوں کو لے کر دشمن کے علاقے میں نہ جائے اس لئے کہ وہ قرآن کریم کو پالینے کی صورت میں اس کی بے حرمتی بھی کرتے اور اس کو ضائع بھی کر ڈالتے۔

کلمات حدیث کی تشریح

ان یسافر بالقرآن الی ارض العدو: شروع زمانے میں قرآن کریم چوں کہ تحریری طور پر مکمل لوگوں کے پاس محفوظ نہیں تھا،کسی کے پاس تھوڑا حصہ تھا اور کسی کے پاس کچھ حصہ تھا،اس لئے کہ کوئی شخص اپنے پاس موجود قرآن کریم کے حصے کو لے کر دشمنوں کے جھرمٹ میں جاتا تو ضائع ہو جانے کا قوی اندیشہ تھا۔وقیل نهیهٗ علیه الصلوٰة والسلام عن ذلك لاجل أن جمع القرآن كان محفوظًا عندجميع الصحابة فلو ذهب بعض ممن عنده شئ من القرآن الى ارض العدو ومات هناك ذٰلك القدر"(مرقات:۵/۶)اس مذکورہ بالا عبارت کی رو سے موجودہ زمانے میں قرآن کریم کو لے کر پوری دنیا میں کہیں بھی جایا جا سکتا ہے،اس لئے کہ اب قرآن کریم مطبوعہ شکل میں اتنا عام ہو چکا ہے،کہ عالمی سطح کے دشمنان اسلام چاہ کر بھی قرآن کریم کو دنیا سے مٹا نہیں سکتے ہیں۔

الفصل الثانی

﴿غربائے مہاجرین کو بشارت﴾

(حدیث نمبر۲۰۹۹) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ جَلَسْتُ فِيْ عِصَابَةٍ مِّنْ ضُعَفَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ وَاِنَّ بَعْضَهُمْ لَيَسْتَتِرُ بِبَعْضٍ مِّنَ الْعُرْيِ وَقَارِئٌ يَّقْرَاُ عَلَيْنَا اِذْ جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عَلَيْنَا فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَكَتَ الْقَارِئُ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ مَا كُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ قُلْنَا كُنَّا نَسْتَمِعُ اِلٰى كِتَابِ اللّٰهِ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ مِنْ اُمَّتِيْ مَنْ اُمِرْتُ اَنْ اَصْبِرَ نَفْسِيْ مَعَهُمْ قَالَ فَجَلَسَ وَسْطَنَا لِيَعْدِلَ بِنَفْسِهٖ فِيْنَا ثُمَّ قَالَ بِيَدِهٖ هٰكَذَا فَتَحَلَّقُوْا وَبَرَزَتْ وُجُوْهُهُمْ لَهٗ فَقَالَ اَبْشِرُوْا يَا مَعْشَرَ صَعَالِيْكَ الْمُهَاجِرِيْنَ بِالنُّوْرِ التَّامِّ يَوْمَ

الْقِيَامَةِ تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ اَغْنِيَاءِ النَّاسِ بِنِصْفِ يَوْمٍ وَذٰلِكَ خَمْسُ مِائَةِ سَنَةٍ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ .

حل لغات: عصابة: جماعت، جمع عصائب، العری: عَرِیَ (س) عُرْيًا: ننگا ہونا، تصنعون: صَنَعَ (ف) صُنْعًا: کرنا، بنانا۔ فتحلقوا: حَلَقَ (ض) حلقا الرأس: احتلق (افتعال) مونڈنا، تحلق (تفعل) حلقہ بنا کر بیٹھنا، برزت: بَرَزَ (ن) بُرُوْزًا: ظاہر ہونا، صعاليك: جمع صُعْلُوك: کی بمعنی محتاج، فقیر۔

ترجمه: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں غرباء مہاجرین کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھا تھا اور ان میں سے بعض کے بدن ننگے ہونے کی وجہ سے بعض کے اوٹ میں بیٹھے ہوئے تھے، اور ایک قاری ہمارے سامنے قرآن کریم پڑھ رہا تھا، اتنے میں جناب نبی کریم ﷺ ہمارے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے، جب جناب نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے تو قاری خاموش ہو گیا۔ تو جناب نبی کریم ﷺ نے سلام کرنے کے بعد فرمایا: آپ لوگ کیا کر رہے تھے؟ ہم نے کہا کہ ہم لوگ غور سے قرآن کریم سن رہے تھے، تو آپ نے فرمایا تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے جس نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا کئے، جن کے بارے میں مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ان کے ساتھ بیٹھوں، راوی کہتے ہیں آپ ہمارے درمیان بیٹھ گئے، تاکہ آپ کی ذات کا تعلق، ہمارے درمیان یکساں رہے، پھر آپ نے اس طرح اشارہ کیا کہ سب حلقہ بنا کر بیٹھ گئے: اور ان سب کے چہرے آپ کی طرف ہو گئے، اس کے بعد آپ نے فرمایا اے مہاجرین کے محتاج گروہ تمہیں اس بات کی خوش خبری حاصل ہو کہ تمہیں قیامت کے دن بھرپور نور حاصل ہوگا اور تم لوگ مال دار لوگوں سے آدھے دن یعنی پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہو گے۔

خلاصہ حدیث قرآن کریم سننے اور سنانے والی مجلسیں بڑی اہم ہیں، جس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ خود جناب نبی کریم ﷺ اپنی بے پناہ مصروفیت کے باوجود ایسی مجلسوں میں شریک ہوا کرتے تھے۔

کلمات حدیث کی تشریح من ضعفاء المهاجرين: ضُعَفاء مہاجرین سے مراد اصحاب صفہ ہیں۔ وان بعضهم ليستتر ببعض من العرى: یعنی ستر عورت چھپانے کے لائق تو سب کی پوشاک تھی ہی، لیکن اصحاب صفہ کے اتنے کپڑے نہیں تھے کہ جسے پہن کر مجالس میں جایا کرتے تو ستر کے علاوہ باقی بدن جن حضرات کا کھلا ہوا تھا وہ اپنے کپڑے والے ساتھی کے اوٹ میں بیٹھے ہوئے تھے تاکہ کھلے ہوئے بدن پر عام لوگوں کی نظر نہ پڑے۔ وقاری يقرأ علينا: مراد یہ ہے کہ ایک قاری قرآن کریم پڑھ رہے تھے تاکہ دوسرے لوگ سنیں اور سن کر یاد کرلیں۔ اذ جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم: یعنی یہ حضرات قرآن کریم سیکھنے سکھانے میں مشغول تھے، اتنے میں جناب نبی کریم ﷺ گئے اور وہاں آ کر رک گئے۔ فلما قام رسول الله صلى الله عليه وسلم: یعنی جب جناب نبی کریم ﷺ وہاں آ کر کھڑے ہو گئے تو وہ قاری ادباً یہ سمجھ کر رک گئے کہ ہوسکتا ہے جناب نبی کریم ﷺ وہ غرض بیان نہ کریں گے۔ فسلم ثم قال ما كنتم تصنعون: یعنی جب قاری نے قرآن کریم پڑھنا موقوف کر دیا تو جناب نبی کریم ﷺ نے سلام کرنے کے بعد پوچھا کہ یہ مجلس کیسی لگی ہوئی ہے؟ قلنا نستمع إلى كتاب الله: تو صحابۂ کرام نے جواب دیا کہ ہم قرآن کریم سن رہے ہیں۔ فقال الحمد لِلّٰهِ الذى جعل من امتى من امرت ان اصبر: یعنی اس بات کو سن کر جناب نبی کریم ﷺ کو بہت خوشی ہوئی اور آپ نے اس خوشی کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا کہ الحمد للہ اللہ نے میری اس امت میں ایسے خوش نصیب لوگوں کو پیدا کیا ہے جن کے ساتھ مجھے بیٹھنے کا حکم ہے۔ فجلس وسطنا ليعدل بنفسه فينا: یعنی جناب نبی کریم ﷺ بے تکلفی کے ساتھ اسی مجلس میں شریک ہو گئے اور اپنے بیٹھنے کے لئے کسی خاص مقام کا انتخاب نہ کیا۔ ثم قال بيده هكذا الخ: پھر آپ نے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کیا کہ لوگ حلقہ بنا کر بیٹھ گئے۔ فقال ابشروا يا معشر صعاليك المهاجرين الخ: پھر آپ نے ان حضرات

کو دو خوش خبری سنائیں ایک یہ کہ قیامت کے دن ان لوگوں کو ہر اعتبار سے کامل مکمل ایک نور ملے گا، دوسرا یہ کہ یہ غرباء دوسرے مال داروں کے مقابلے پچاس ہزار سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔

﴿ترتیل سے قرآن پڑھنے کا حکم﴾

(حدیث نمبر ۲۱۰۰) وَعَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِكُمْ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

حل لغات: زینوا: زان (ض) زینًا، زَیَّنَ (تفعیل) زینت دینا، اصواتکم: جمع ہے، صوت کی بمعنی آواز۔

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قرآن وا پنی آوازوں سے زینت بخشو۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی قرآن کریم کو اچھے سے اچھے انداز میں پڑھے۔

کلمات حدیث کی تشریح زینوا القرآن باصواتکم: یعنی قرآن کریم تجوید ترتیل اور ذرا آواز بنا کر پڑھے، یہی قرآن کریم کی زینت ہے، اس لئے کہ قرآن کریم کو اس انداز میں پڑھنے سے لوگوں کو اچھا لگتا ہے، اور سننے والے غور سے سنتے ہیں، المراد تزیینہ بالترتیل والتجوید وتلیین الصوت. (مرقات: ۸/۵)

﴿قرآن بھول جانے پر وعید﴾

(حدیث نمبر ۲۱۰۱) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنِ امْرِءٍ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ ثُمَّ يَنْسَاهُ إِلَّا لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَجْذَمَ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ.

حل لغات: ینسأ: نَسِيَ (س) نِسْيَانًا بھولنا، اجذم: ہتھ کٹا، جَذِمَ (س) جَذْمًا: کٹے ہوئے ہاتھ یا کٹی ہوئی انگلیوں والا ہونا۔

ترجمہ: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص قرآن پڑھ کر بھول جائے، تو وہ قیامت کے دن اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کے ہاتھ کٹے ہوئے ہوں گے۔

کلمات حدیث کی تشریح ما من امرء یقرأ القرآن ثم ینساہ: اس حدیث شریف میں قرآن کریم پڑھنے سے عام پڑھائی مراد ہے، یعنی جس نے قرآن کریم ناظرہ پڑھا اور اس نے بھلا دیا، یا کسی نے حفظ کیا اور وہ یاد نہ رکھ سکا، یا کسی نے قرآن کریم کا ترجمہ اور اس کی تفسیر پڑھی اور بھلا دیا تو یہ تمام لوگ اپنے اپنے حساب سے عذاب الٰہی کے مستحق ہوں گے۔ أی النظر عندنا وبالغیب عند الشافعی أو المعنی ثم یترك قراء تهٗ نسی (مرقات: ۹/۵) الا لقی اللّٰہ أجذم: یعنی قرآن کریم بھولنے والا قیامت کے دن مجذوم اور لولے کی شکل میں اللہ کے سامنے پیش ہوگا، اس ذلت سے بچنے کے لئے قرآن کریم میں لگے رہنے کی ضرورت ہے۔

﴿قرآن ختم کرنے کی مدت﴾

(حدیث نمبر ۲۱۰۲) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ يَفْقَهْ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ فِيْ أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ.

حل لغات: لم یفقہ: فقہ (س) فِقْهًا: سمجھنا، اقل: قَلَّ (ض) قِلًّا وَقِلَّةً: کم ہونا۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے قرآن کریم کو تین دن سے کم میں پڑھا اس نے قرآن کریم کو نہیں سمجھا۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کریم کو تین دن سے کم مدت میں ختم نہ کرے۔

کلمات حدیث کی تشریح لم یفقه من قرأ القرآن فی اقل من ثلاث: یعنی ویسے تو قرآن کریم علوم ومعارف اور حکم واسرار کا بحر ذخار ہے، اس کو کما حقہٗ زندگی بھر میں سمجھنے میں آدمی قاصر ہے۔ اس لئے اس حدیث شریف میں ظاہری اور سرسری طور پر سمجھنا مراد ہے۔

﴿قرآن کریم بلند آواز سے پڑھنا﴾

(حدیث نمبر۲۱۰۳) وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْجَاهِرُ بِالْقُرْاٰنِ كَالْجَاهِرِ بِالصَّدَقَةِ وَالْمُسِرُّ بِالْقُرْاٰنِ كَالْمُسِرِّ بِالصَّدَقَةِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

حل لغات: الجاهر: جَهَرَ (ف) جَهْرًا: آواز بلند کرنا، المسر: اَسَرَّ (افعال) اسرارًا: چپکے سے بیان کرنا۔

ترجمه: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا بلند آواز سے قرآن کریم پڑھنے والا اعلانیہ صدقہ دینے والے کی طرح ہے، اور آہستہ قرآن پڑھنے والا پوشیدہ طور پر صدقہ دینے والے کی طرح ہے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی بلند آواز سے قرآن پڑھے، اس لئے کہ اس صورت میں زیادہ ثواب ہے، جیسے اعلانیہ صدقہ دینے والے کو صدقہ دینے اور لوگوں کو ترغیب دلانے دونوں کا ثواب ملتا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح الجاهر بالقرآن كالجاهر بالصدقة: یعنی جس طرح سے ریا کاری سے محفوظ مالدار اعلانیہ صدقہ دیتا ہے تو اس مال دار کو صدقہ دینے اور لوگوں کو صدقے کی ترغیب دلانے دونوں عمل کا ثواب ملتا ہے، ایسے ہی جو شخص قرآن کی تلاوت بلند آواز سے کرتا ہے تو اسکو بھی تلاوت کرنے، دوسرے لوگوں کو سنانے اور تبلیغ کا ثواب ملے گا۔
والمسر بالقرآن كالمسر بالصدقة: یعنی جس طریقے سے پوشیدہ طور پر صدقہ کرنیوالے کو صرف صدقہ کرنے کا ثواب ملتا ہے، ایسے ہی آہستہ قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے کو صرف تلاوت کا ثواب ملا کریگا، اس سے یہ بات نہیں سمجھنا چاہئے کہ آہستہ آواز سے قرآن کریم کی تلاوت اور پوشیدہ طور پر صدقہ دینا کوئی اچھا کام نہیں ہے، اس سے انکار نہیں کہ یہ دونوں اچھے اور بڑے محکم کام ہیں اور بعض حادیث میں پوشیدہ طور پر صدقہ دینے کی بڑی فضیلت ہے، لیکن بہر حال خلوص کیساتھ اعلانیہ صدقہ دینا یہ کام اور بھی زیادہ محکم ہے۔

﴿قرآن کریم کی مکمل پیروی کی تاکید﴾

(حدیث نمبر۲۱۰۴) وَعَنْ صُهَيْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اٰمَنَ بِالْقُرْاٰنِ مَنِ اسْتَحَلَّ مَحَارِمَهٗ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ لَيْسَ اِسْنَادُهٗ بِالْقَوِيِّ.

حل لغات: محارم: جمع ہے، محرم کی بمعنی حرام۔

ترجمه: حضرت صہیب رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص قرآن کریم کے حرام کو حلال جانے اس کا قرآن پر ایمان نہیں ہے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کریم نے جن چیزوں کو حرام کیا ہے ان کو حرام جانے اور جن چیزوں کو حلال کیا ہے ان کو حلال جانے، اس کے خلاف کرنے کی صورت میں قرآن کریم پر ایمان کا کوئی معنی ہی نہیں رہ جاتا ہے

کلمات حدیث کی تشریح ما آمن بالقرآن من استحل محارمهٗ: یعنی قرآن کریم پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے حلال کی ہوئی اشیاء کو حلال جانے اور حرام کی ہوئی اشیاء کو حرام جانے، اگر کسی نے اس کا الٹا کرتے ہوئے حلال کی ہوئی اشیاء کو حرام اور حرام کی ہوئی اشیاء کو حلال سمجھنے لگے، تو ایسا شخص شریعت کی نظر میں قطعی طور پر کافر ہے۔ قال الطیبی من استحل ما حرمه الله فقد کفر مطلقًا. (مرقات:۵/۱۰)

﴿آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑھنے کا انداز﴾

(حدیث نمبر ۲۱۰۵) وَعَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ مَمْلَكٍ أَنَّهُ سَأَلَ أُمَّ سَلَمَةَ عَنْ قِرَآءَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا هِيَ تَنْعَتُ قِرَاءَةً مُفَسَّرَةً حَرْفًا حَرْفًا. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَآئِيُّ

حل لغات: تنعت: نعت (ف) نَعْتًا: بیان کرنا۔ مفسرة: فَسَرَ (ن،ض) فَسَّرَ (تفعیل) واضح کرنا، بیان کرنا، حرف: حرف جمع حُرُوْف.

ترجمہ: حضرت لیث بن سعد ابن ابی ملیکہ سے وہ یعلی بن مملک سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے جناب نبی کریم ﷺ کی قرأت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے آپ کی قرأت کو واضح طور پر ایک ایک حرف کر کے بیان کیا۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کی قرأت بہت واضح اور صاف ہوتی تھی۔

کلمات حدیث کی تشریح فإذاھی تنعت قراء ة مفسرةً حرفًاحرفًا: اس حدیث شریف کی مراد یہ ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کی قرأت ترتیل کے ساتھ تجوید کے مطابق اس طور پر ہوتی تھی کہ اگر کوئی حروف گننا چاہتا تو ایسا بھی کر لیتا۔

﴿سورۂ فاتحہ کی ہر آیت پر سانس توڑنا﴾

(حدیث نمبر ۲۱۰۶) وَعَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَطِّعُ قِرَآءَتَهٗ يَقُوْلُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ثُمَّ يَقِفُ ثُمَّ يَقُوْلُ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ثُمَّ يَقِفُ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ لَيْسَ إِسْنَادُهٗ بِمُتَّصِلٍ لِأَنَّ اللَّيْثَ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ مَمْلَكٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ وَحَدِيْثُ اللَّيْثِ أَصَحُّ.

حل لغات: يقطع: (ف) قَطْعًا: جدا کرنا، قطَّعَ (تفعیل) ٹکڑے ٹکڑے کرنا، العالمین: عالم کی جمع ہے بمعنی دنیا، یقف: وقف (ض) وقوفًا: ٹھہرنا، رکنا۔

ترجمہ: حضرت ابن جریج ابن ابی ملیکہ سے وہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جناب نبی کریم ﷺ علاحدہ علاحدہ قرأت کیا کرتے تھے، آپ "الحمد لِلّٰه رب العالمین" پڑھ کر ٹھہرتے، پھر الرحمن الرحیم پڑھ کر ٹھہرتے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ کی ہر آیت پر وقف کیا جائے۔

کلمات حدیث کی تشریح یقطع قراءته: یعنی جناب نبی کریم ﷺ آیتوں کے اختتام پر وقف کرتے تھے۔ یقول الحمدلِلّٰه رب العالمین ثم یقف: یعنی العالمین پر چوں کہ ایک آیت مکمل ہو جاتی ہے اس لئے یہاں جناب نبی کریم ﷺ وقف کیا کرتے تھے ثم یقول الرحمٰن الرحیم ثم یقف: یعنی العالمین پر وقف کے بعد الرحمن الرحیم پر وقف کرتے تھے۔ چوں کہ یہ دوسری آیت ہے اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ سورۂ فاتحہ کی ہر آیت پر وقف کرنا مستحب ہے، تاکہ ہر

آیت الگ الگ طور پر واضح ہونے کے ساتھ ساتھ استحباب پر عمل ہو جائے۔

اس پر بعض لوگوں نے کہا ہے کہ وقف تام تو مالک یوم الدین پر ہے، اس لئے اس سے پہلے وقف کرنا مناسب نہیں ہے، اور اس روایت میں جو وقف ثابت ہے، اس سے استدلال درست نہیں ہے، اس لئے کہ یہ روایت مضبوط نہیں ہے، حضرات جمہور کی طرف سے اس کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ وقف کی تین قسمیں ہیں (۱) حسن (۲) کافی (۳) تام۔ جس سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ وقف کے لئے تام ہونا ہی ضروری نہیں ہے، بلکہ کہ حسن اور کافی بھی کافی ہے، ٹھیک ہے العالمین پر وقف تام نہیں ہے، لیکن حسن یا کافی ضرور ہے، یہی حال سورۂ فاتحہ کی دوسری آیتوں کا ہے، اس لئے سورۂ فاتحہ کی آیت پر وقف کرنا مستحب ہے اور یہ بات حضرات قراء کرام کے نزدیک محبوب نہیں ہے۔ (مرقات: ۵/۱۱)

الفصل الثالث

﴿قرآن کریم پڑھنے میں زیادہ تکلف سے کام نہ لے﴾

(حدیث نمبر ۲۱۰۷) عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَفِيْنَا الْأَعْرَابِيُّ وَالْعَجَمِيُّ فَقَالَ اقْرَأُوْا فَكُلٌّ حَسَنٌ وَسَيَجِيْئُ أَقْوَامٌ يُقِيْمُوْنَهٗ كَمَا يُقَامُ الْقِدْحُ يَتَعَجَّلُوْنَهٗ وَلَا يَتَأَجَّلُوْنَهٗ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

حل لغات: الاعرابی: عرب کا دیہاتی، جمع أعْرَاب. الاعجمی: غیر عربی لوگ، جمع أعَاجِم. یقیمونهٗ: (افعال) سیدھا کرنا۔ القدح: بغیر پر کا تیر، جمع قِدَاحٌ وَأَقْدُحٌ.

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ ہمارے پاس اس حال میں آئے کہ ہم لوگ قرآن پڑھ رہے تھے، اور ہم میں دیہاتی اور عجمی بھی تھے، آپ نے فرمایا پڑھو تم میں سے ہر ایک اچھا پڑھتا ہے، عنقریب ایسے لوگ پیدا ہونے والے ہیں جو قرآن کریم کو اس طرح سیدھا کریں گے، جیسے تیر سیدھا کیا جاتا ہے، اسکا بدلہ جلدی حاصل کریں گے آخرت کیلئے کچھ نہ چھوڑیں گے۔

خلاصۂ حدیث قرآن کریم، تجوید کے مطابق سیدھے سادھے انداز میں پڑھے، قرآن کریم پڑھنے میں زیادہ تکلفات سے کام نہ لے

کلماتِ حدیث کی تشریح نحن نقرأ القرآن: یہ الفاظ اس بات پر شاہد ہیں کہ تمام شرکائے مجلس ساتھ ساتھ پڑھتے تھے، اس لئے درجۂ حفظ کی قرأت اور چند لوگوں کا ایک ساتھ بیٹھ کر قرآن کریم پڑھنے پر کوئی اعتراض نہ کیا جائے۔ وفینا الاعرابی والعجمی: یعنی اس مجلس میں حضرات قرائے کرام کے ساتھ ساتھ عرب کے دیہاتی اور غیر عرب یعنی فارس، روم اور حبش کے بھی لوگ تھے، جیسے سلمان فارسی، صہیب رومی اور بلال حبشی۔ فقال اقرأوا فکل حسن: یعنی آپ نے سبکو ساتھ ساتھ پڑھنے کیلئے کہا جیسے کہ درجہ حفظ کے طلبہ پڑھتے ہیں، نیز آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک بہت اچھا پڑھتا ہے۔ وسجیئ اقوام یقیمونهٗ کما یقام القدح: یعنی یہ تم لوگوں کا تجوید کے مطابق سادگی کیساتھ قرآن کریم پڑھنا بہت اچھا ہے، لیکن بعض لوگ بعد میں آنے والے ہیں وہ لوگ قرآن کریم پڑھنے میں بہت زیادہ تکلف سے کام لیں گے، جیسے تیر چلانے یا بنانے والے لوگ تیروں کو سیدھا کرنے میں تکلف سے کام لیا کرتے ہیں۔ یتعجلونهٗ ولا یتاجلونه: یعنی وہ لوگ یہ سارے تکلفات اسلئے کریں گے تاکہ دنیا کے لوگ انہیں اچھا کہیں اور متاثر ہو کر دھن دولت سے خوب خوب نوازیں، جسکی وجہ سے آخرت میں ان لوگوں کا کوئی حصہ نہ ہوگا۔

﴿قرآن کریم عربی سُر میں پڑھنا﴾

(حدیث نمبر ۲۱۰۸) وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَأِ الْقُرْآنَ بِلُحُوْنِ الْعَرَبِ

وَأَصْوَاتِهَا وَإِيَّاكُمْ وَلُحُوْنَ أَهْلِ الْعِشْقِ وَلُحُوْنَ أَهْلِ الْكِتَابَيْنِ وَسَيَجِيْئُ بَعْدِیْ قَوْمٌ يُرَجِّعُوْنَ بِالْقُرْآنِ تَرْجِيْعَ الْغِنَاءِ وَالنَّوْحِ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ مَفْتُوْنَةٌ قُلُوْبُهُمْ ، وَقُلُوْبُ الَّذِيْنَ يُعْجِبُهُمْ شَأْنُهُمْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِیْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ وَ رَزِيْنٌ فِیْ كِتَابِهِ .

حل لغات: بلحون: جمع ہے،لحن کی بمعنی سُر ، اصوات: جمع ہے صوت کی بمعنی آواز، العشق: عَشِقَ (س) عِشْقًا: بہت محبت کرنا،محبت میں حد سے بڑھ جانا، یرجعون: رَجَعَ (ض) رَجْعًا: واپس آنا، رَجَّعَ: (تفعیل) الصوت: حلق میں آواز گھلانا، النوح : ناح (ن) نَوْحًا: مردہ پرواویلا مچانا، حناجر: جمع ہے حنجرۃ کی بمعنی نرخرہ.

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم قرآن عربی سُر اور طرز میں پڑھو عشاق کے سُر اور اہل کتاب کے طرز سے بچو، عن قریب میرے بعد کچھ لوگ آئیں گے جو نوحے اور گانے کی طرح آواز بنا کر قرآن پڑھیں گے، لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، نیز ان کے دل اور ان کی قرأت سن کر خوش ہونے والوں کے دل فتنے میں مبتلا ہوں گے

خلاصۂ حدیث قرآن کریم پڑھنے میں عربی سُر کو ملحوظ رکھا جائے عشاق اور گویّے کی طرح آواز بنا بنا کر قرآن کریم کو نہ پڑھے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح اقرأوا القرآن بلحون العرب واصواتها: یعنی قرآن کریم کو تجوید کے مطابق عربی لہجے میں پڑھے انداز سادہ اختیار کرے، اسکے پڑھنے میں زیادہ تکلف سے کام نہ لے، وایاکم ولحون اهل العشق: یعنی قرآن کریم پڑھنے میں فساق اور فجار کے طرز کو اختیار نہ کرے، ولحون أهل الكتاب: یعنی قرآن کریم کی تلاوت میں یہود ونصاریٰ کے طرز کو نہ اپنائے اسلئے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: من تشبه بقوم فهو منهم "وسيجيئ بعدى قوم الخ: یعنی بعد میں ایک قوم آنے والی ہے اسکے افراد قرآن کریم پڑھنے میں نوحہ کرنے والے اور گانا گانے والے کی طرح پر تکلف انداز میں قرآن کریم پڑھیں گے، لیکن قرآن کریم انکے حلق سے نیچے نہیں اترے گا: مفتونة قلوبهم وقلوب الذين يعجبهم شانهم: یعنی پر تکلف انداز میں قرآن کریم پڑھنے والے اور اس انداز سے قرآن کریم پڑھنے سے خوش ہونے والوں کے قلوب فتنے میں مبتلا ہوں گے۔

﴿تلاوتِ قرآن میں حسن صوت کی اهمیت﴾

(حدیث نمبر ۲۱۰۹) وَعَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ حَسِّنُوْا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ فَإِنَّ الصَّوْتَ الْحَسَنَ يَزِيْدُ الْقُرْآنَ حُسْنًا. رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حل لغات: اصوات: جمع ہے صوت کی بمعنی آواز، یزید: زَادَ (ض) زیادہ کرنا۔

ترجمہ: حضرت براء بن عازب سے روایت ہے کہ میں نے جناب نبی کریم ﷺ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ قرآن کریم کو اپنی آواز سے زینت بخشو، اس لئے کہ اچھی آواز سے قرآن کے حسن میں اضافہ ہوتا ہے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کریم اچھے سے اچھے انداز میں پڑھے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح حسنوا القرآن باصواتکم: یعنی اچھے سے اچھے انداز میں قرآن کریم پڑھ کر قرآن کریم کو زینت بخشے۔

﴿حسن قرأت کا معیار﴾

(حدیث نمبر ۲۱۱۰) وَعَنْ طَاوُسٍ مُرْسَلًا قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ أَيُّ النَّاسِ أَحْسَنُ صَوْتًا لِلْقُرْآنِ وَأَحْسَنُ قِرَآءَةً

قَالَ مَنْ إِذَا سَمِعْتَهُ يَقْرَأُ أُرِيتَ أَنَّهُ يَخْشَى اللّٰهَ قَالَ طَاوُسٌ وَكَانَ طَلْقٌ كَذٰلِكَ. (رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

حل لغات: الناس: جمع ہے انسان کی بمعنی آدمی۔ صوتًا: آواز، جمع اصوات۔ یخشی: خَشِيَ (س) خَشْيَةً: ڈرنا۔

ترجمہ: حضرت طاؤس سے مرسلاً روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ قرآن کے سلسلے میں کون شخص قرأت اور آواز میں اچھا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا وہ شخص اچھا ہے جس کو تم پڑھتے ہوئے دیکھو، تو گمان ہو کہ وہ اللہ سے ڈرتا ہے، طاؤس نے کہا کہ طلق ایسے ہی تھے

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ چوں کہ دلوں کو دیکھتا ہے اس لئے جس قاری میں قرآن میں اللہ کی خشیت جتنی وافر مقدار میں ہوگی وہ اتنا ہی بڑا قاری ہوگا۔

کلمات حدیث کی تشریح اي الناس احسن صوتًا للقرآن واحسن قراء ة: یعنی جناب نبی کریم ﷺ سے یہ پوچھا گیا کہ آواز اور طرز ادا کے لحاظ سے بڑا قاری کون ہے؟ قال من اذا سمعتهٗ یقرأ الخ: یعنی جناب نبی کریم ﷺ نے سائل کے منشاء کے مطابق آواز اور طرز ادا پر دھیان نہ دے کر آپ ﷺ نے فرمایا سب سے بڑا قاری وہ ہے جو قرآن کریم پڑھتے ہوئے سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہو۔

﴿قرآن کے بارے میں چند احکام﴾

(حدیث نمبر ۲۱۱۱) وَعَنْ عُبَيْدَةَ الْمُلَيْكِيِّ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَهْلَ الْقُرْاٰنِ لَا تَتَوَسَّدُوْا الْقُرْاٰنَ وَاتْلُوْهُ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ مِنْ اٰنَاءِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَ أَفْشُوْهُ وَتَغَنَّوْهُ وَتَدَبَّرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ وَلَا تُعَجِّلُوْا ثَوَابَهٗ فَإِنَّ لَهٗ ثَوَابًا. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

حل لغات: تتوسدو: توسَّدَ (تعفل) الشی: کسی چیز کو تکیہ کی طرح رکھ کر سونا۔ افشوه: أَفْشَا (افعال) پھیلانا۔ تدبروا: دَبَّرَ (تفعیل) غور وفکر کرنا۔

ترجمہ: صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت عبیدہ الملیکی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے قرآن والو! قرآن کریم پر تکیہ مت لگاؤ، رات دن تلاوت کرنے کی طرح تلاوت کرو، اس کو پھیلاؤ، خوش آوازی سے پڑھو اور جو کچھ اس میں ہے اس پر غور وفکر کرو، تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ، اور اس کا ثواب حاصل کرنے میں جلدی نہ کرو، اس لئے کہ یقینی طور پر اس کا ثواب ملے گا۔

خلاصۂ حدیث قرآن کریم کی قدر ملحوظ رہے اور اس کا جو حق ہے وہ ادا کرتا رہے اسی میں کامیابی ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح و کانت لهٗ صحبة: یہ جملہ معترضہ ہے، یہ حضرت امام بیہقی کی طرف سے اضافہ ہے۔ یا اهل القرآن: یوں تو ہر مسلمان پر یہ لازم ہے کہ قرآن کریم کی قدر ومنزلت باقی رکھے، لیکن اہل قرآن کی تخصیص اس لئے ہے کہ قرآن کریم کے حقوق کی ادائیگی کے سلسلے میں یہ لوگ خصوصی ذمہ دار ہیں۔ لا تتوسدوا القرآن: یعنی ایسا نہ کرے کہ قرآن کریم کو بطور تکیہ کے استعمال کرنے لگے۔ واتلوه حق تلاوته: یعنی ترتیل وتجوید کے ساتھ ساتھ آدابِ تلاوت کو ملحوظ رکھ کر تلاوت کرے۔ من آناء اللیل والنهار: صبح شام جب بھی موقع ملے تلاوت کرے، مراد ہے کثرتِ تلاوت اور قرآن پڑھنے کا اہتمام۔ وافشوه: یعنی بلند آواز سے پڑھ کر، پڑھا کر عمل کے ذریعے سے یا طاعت کر کے قرآن کریم کو عام کرے۔ وتغنوه: یعنی اچھے سے اچھے انداز میں قرآن کریم پڑھے۔ وتدبروا ما فیه: یعنی جو قرآن کریم میں علوم ومعارف ہیں ان میں غور وفکر کرے۔ لعلکم تفلحون: اس لئے کہ اسی میں فائدہ ہے۔ ولا تعجلوا ثوابه فان لهٗ ثوابًا: جیسا کہ دستور ہے کہ جس چیز کے ملنے پر آدمی کو یقین ہوتا ہے اس کے حصول میں جلدی نہیں مچایا کرتا ہے، ایسے ہی چوں کہ یقینی طور پر قرآن کریم کے حقوق ادا کرنے کے سلسلے میں بدلہ ملنا ہی ہے اس لئے جلد

بازی سے پرہیز کرنا چاہیے۔

باب

الفصل الأول

﴿اختلاف قرأت﴾

(حدیث نمبر:۲۱۱۲) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ عَلٰى غَيْرِ مَا أَقْرَأُهَا وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَأَنِيْهَا فَكِدْتُ أَنْ أَعْجَلَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَمْهَلْتُهُ حَتّٰى انْصَرَفَ ثُمَّ لَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ فَجِئْتُ بِهِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ عَلٰى غَيْرِ مَا أَقْرَأْتَنِيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسِلْهُ اِقْرَأْ فَقَرَأَ الْقِرَاءَةَ الَّتِيْ سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰكَذَا أُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ لِيْ اِقْرَأْ فَقَرَأْتُ فَقَالَ هٰكَذَا أُنْزِلَتْ إِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَؤُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَاللَّفْظُ لِمُسْلِمٍ.

حل لغات: الفرقان: فَرَقَ (ن) فَرْقًا وفُرْقَانًا: جدا کرنا۔ فکدت: افعال مقاربہ میں سے ہے۔ امهلته: مَهَلَ (ف) مَهْلًا: اطمینان سے کام کرنا، أَمْهَلَ (افعال) مہلت دینا، لببته: لَبَّ (ض، س) لَبًّا وَلَبَابَةً: عقل مند ہونا، لَبَّبَ (تفعیل) گریبان پکڑ کر کھینچنا

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ہشام بن حکیم بن حزام کو سورۂ بقرہ اس طریقے کے خلاف پڑھتے ہوئے سنا، جس طریقے کے مطابق میں پڑھتا ہوں، جو طریقہ مجھے جناب نبی کریم ﷺ نے سکھلایا ہے، قریب تھا کہ میں ان پر جھپٹ پڑوں، لیکن پھر میں نے ان کو مہلت دی، یہاں تک کہ وہ فارغ ہو گئے، پھر میں نے ان کا گریبان پکڑ کر ان کو جناب نبی کریم ﷺ کے پاس لا کر کہا "یا رسول اللہ" میں نے ان کو سورۂ فرقان اس طریقے کے خلاف پڑھتے ہوئے سنا ہے جو طریقہ آپ نے مجھے سکھلایا ہے، تو جناب نبی کریم ﷺ نے یہ کہہ کر کہ ان کو چھوڑ دو فرمایا پڑھو، تو انہوں نے اس کے مطابق پڑھا جو میں نے ان کو پڑھتے ہوئے سنا تھا۔ تو جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایسے ہی نازل ہوا ہے، پھر مجھ سے کہا تم پڑھو، میں نے پڑھا، تو جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایسا ہی نازل ہوا ہے۔ بے شک یہ قرآن سات طریقے پر نازل ہوا ہے۔ ان میں سے جو طریقہ آسان ہو اس کے مطابق پڑھو۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کریم پڑھنے کے سات طریقے ہیں ان سات طریقوں میں سے جس طریقے کے مطابق پڑھنا چاہے پڑھ سکتا ہے، درست ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح **يقرأ سورة الفرقان على غير ما اقرأها الخ:** یعنی حضرت ہشام بن حکیم سورۂ بقرہ اس قرأت کے خلاف پڑھ رہے تھے، جو میں نے جناب نبی کریم ﷺ سے سیکھی تھی، یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دوسری قرأت معلوم تھی جو انہوں نے جناب نبی کریم ﷺ سے سیکھی تھی، ان کو (حضرت عمر کو) لگا کہ وہ غلط پڑھ رہے ہیں، یہ جذبات میں آ گئے۔ **فكدت أن اعجل عليه الخ:** کلام اللہ اور غلطی انہوں نے فوراً جھپٹا مارنے کا ارادہ کر لیا، لیکن انہوں نے ان کو مہلت دی تاکہ وہ فارغ ہو کر قرآن کریم کو الگ رکھ لیں، ایسا نہ ہو کہ نوک جھونک میں قرآن کریم کی بے حرمتی ہو جائے۔ **ثم لببته بردائه فجئت به الخ:** یعنی جب وہ تلاوت سے فارغ ہو گئے اور چوں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پہلے سے ہی جذبات میں تھے ہی ان کا گریبان پکڑ کر جناب نبی کریم ﷺ کے دربار میں یہ کہتے ہوئے شکایت درج کرا دی کہ یا رسول اللہ یہ سورۂ فرقان اس طریقے کے خلاف پڑھتے ہیں جو آپ نے مجھے سکھلایا ہے۔ **فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم الخ:** تو جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا بھئی پہلے تو ان کو چھوڑ دو اس کے بعد حضرت ہشام سے کہا کہ پڑھو۔ **فقرأ القراءة التي سمعته يقرأ:** تو انہوں نے سورۂ فرقان کی تلاوت اسی طریقے پر کی

جس طریقہ پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو پڑھتے ہوئے سنا تھا۔ **فقال رسول الله الخ:** یعنی جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس طریقے کے مطابق بھی قرآن نازل ہوا ہے۔ **ثم قال لی اقرأ فقرأت الخ:** یعنی ان کی قرأت سننے کے بعد جناب نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر کو پڑھنے کیلئے کہا، چنانچہ انہوں نے پڑھا تو جناب نبی کریم ﷺ نے ان کی قرأت کی تصدیق کرتے ہوئے فرمایا کہ ایسا بھی قرآن نازل ہوا ہے۔ **إن هٰذا القرآن انزل علیٰ سبعة احرف:** یعنی یہ قرآن کریم ان ہی دو طریقوں کے مطابق نازل نہیں ہوا ہے، بلکہ قرآن کریم سات طریقوں پر نازل ہوا ہے، ان طریقوں میں سے جو طریقہ جس کیلئے آسان ہو اس طریقے کے مطابق پڑھے۔

﴿ہر قرأت صحیح ہے﴾

(حدیث نمبر:۲۱۱۳) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا قَرَأَ وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ خِلَافَهَا فَجِئْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَعَرَفْتُ فِيْ وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ فَقَالَ كِلَاكُمَا مُحْسِنٌ فَلَا تَخْتَلِفُوْا فَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ اخْتَلَفُوْا فَهَلَكُوْا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حل لغات: خِلَاف: ناموافقت، خَلَّفَ (تفعیل) ناموافقت کرنا، فهلكوا: هَلَكَ (ض،ف،س) هَلَاكًا: فنا ہونا۔ نیست ونابود ہونا

ترجمه: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک آدمی کو قرآن پڑھتے ہوئے سنا، حالانکہ جناب نبی کریم ﷺ کو اس سے الگ پڑھتے ہوئے سنا تھا، میں اس شخص کو جناب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لا کر بتایا، اتنے میں میں نے آپ کے چہرے پر ناگواری کے آثار محسوس کئے، تو جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم دونوں صحیح پڑھتے ہو، اس لئے اختلاف نہ کرو، اسلئے کہ تم سے پہلے جو لوگ تھے وہ اختلاف کر کے ہلاک ہوگئے۔

خلاصہ حدیث قرآن کریم کی جو مختلف قرأتیں مروی ہیں وہ سب صحیح اور درست ہیں، انمیں کسی کو جھگڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح **قال سمعت رجلا قرأ إلخ:** یعنی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو جناب نبی کریم ﷺ کی اس قرأت کے خلاف پڑھتے ہوئے سنا جو انہوں نے جناب نبی کریم ﷺ سے سن رکھی تھی۔

فجئت به النبي: تو یہ اس آدمی کو لے کر جناب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آگئے اور ان کی شکایت کی، **فعرفت في وجهه الكراهة** یہ شکایت آپ ﷺ کو اچھی نہیں لگی، اس کے آثار چہرۂ انور پر نمایاں ہوگئے۔ **فقال كلا كما محسن الخ:** حضرت ابن مسعود کے کچھ بولنے سے پہلے جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم دونوں ٹھیک پڑھتے ہو، اختلاف نہ کیا کرو، اس لئے کہ تم سے پہلے کے لوگ اختلاف کی بنیاد پر تباہ اور برباد ہوگئے۔

﴿تجوید وقرأت کے سات طرق﴾

(حدیث نمبر:۲۱۱۴) وَعَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ رَجُلٌ يُصَلِّي فَقَرَأَ قِرَاءَةً أَنْكَرْتُهَا عَلَيْهِ ثُمَّ دَخَلَ اٰخَرُ فَقَرَأَ قِرَاءَةً سِوَى صَاحِبِهِ فَلَمَّا قَضَيْنَا الصَّلٰوةَ دَخَلْنَا جَمِيْعًا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ إِنَّ هٰذَا قَرَأَ قِرَاءَةً أَنْكَرْتُهَا عَلَيْهِ وَدَخَلَ اٰخَرُ فَقَرَأَ سِوٰى قِرَاءَةِ صَاحِبِهِ فَأَمَرَهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ فَحَسَّنَ شَأْنَهُمَا فَسُقِطَ فِيْ نَفْسِيْ مِنَ التَّكْذِيْبِ وَلَا إِذْ كُنْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَدْ غَشِيَنِيْ ضَرَبَ فِيْ صَدْرِيْ فَفِضْتُ عَرَقًا وَكَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى اللّٰهِ فَرَقًا فَقَالَ لِيْ يَا أُبَيُّ أُرْسِلَ إِلَيَّ أَنِ اقْرَإِ الْقُرْاٰنَ عَلٰى حَرْفٍ فَرَدَدْتُ إِلَيْهِ أَنْ هَوِّنْ عَلٰى أُمَّتِيْ فَرَدَّ إِلَيَّ الثَّانِيَةَ اِقْرَأْهُ عَلٰى حَرْفَيْنِ، فَرَدَدْتُ إِلَيْهِ أَنْ هَوِّنْ عَلٰى أُمَّتِيْ فَرَدَّ إِلَيَّ الثَّالِثَةَ اِقْرَأْهُ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ وَلَكَ بِكُلِّ رَدَّةٍ رَدَدْتُكَهَا مَسْأَلَةٌ تَسْأَلُنِيْهَا فَقُلْتُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأُمَّتِيْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأُمَّتِيْ وَأَخَّرْتُ الثَّالِثَةَ لِيَوْمٍ

يَرْغَبُ إِلَيَّ الْخَلْقُ كُلُّهُمْ حَتّٰى إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: المسجد: سجدہ گاہ، جمع مساجد: سَجَدَ (ن) سُجُوْدًا: سجدہ کرنا، عبادت کے لئے زمین پر پیشانی رکھنا، قضینا: قَضٰی (ض) قضاءً: پورا کرنا، ادا کرنا، غشینی: غَشِیَ (س) غَشْیًا: ڈھانکنا، علیہ بے ہوشی طاری ہونا۔

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مسجد میں تھا، اتنے میں ایک آدمی نے مسجد میں داخل ہو کر نماز پڑھی اور ایسی قرأت کی جو مجھے ناپسند لگی، پھر دوسرے آدمی نے داخل ہو کر اس آدمی سے الگ قرأت کی، جب ہم نے نماز پڑھ لی تو سب نے جناب نبی کریم ﷺ سے ملاقات کی، تو میں نے کہا اس آدمی نے ایسی قرأت کی جو مجھے ناپسند لگی اور دوسرے آدمی نے داخل ہو کر اپنے ساتھی سے الگ قرأت کی، تو جناب نبی کریم ﷺ نے ان دونوں کو پڑھنے کے لئے کہا، چنانچہ ان دونوں نے پڑھا تو جناب نبی کریم ﷺ نے ان کی قرأت کی تحسین کی، تو میرے دل میں تکذیب کا ایسا وسوسہ پیدا ہوا کہ زمانہ جاہلیت میں بھی ایسا وسوسہ پیدا نہیں ہوا تھا، جب جناب نبی کریم ﷺ نے میری یہ کیفیت دیکھی جو مجھ پر طاری تھی، آپ ﷺ نے میرے سینے پر مارا تو میں پسینے سے تر بتر ہو گیا، اور مارے گھبراہٹ کے (میری یہ حالت ہوگئی) گویا کہ میں اللہ کو دیکھنے لگا، تو آپ ﷺ نے فرمایا اے ابی، مجھے پیغام بھیجا گیا کہ قرآن کو ایک لغت پر پڑھو تو میں نے واپس کر کے کہا کہ میری امت پر آسانی کی جائے، تو میرے پاس دوسرا پیغام آیا، کہ اس کو دو لغت پر پڑھو، تو میں نے اللہ کی طرف واپس کر دیا کہ میری امت پر آسانی کی جائے، تو میرے پاس تیسری مرتبہ پیغام آیا کہ اس کو سات لغت پر پڑھو، اور آپ نے ہر پیغام کے بدلے میں، آپ کی ایک دعاء ہے اس لئے مجھ سے وہ دعائیں کیجئے، تو میں نے کہا! اے اللہ میری امت کو بخش دے، اے اللہ! میری امت کو بخش دے، اور تیسری دعاء میں نے اس دن کے لئے رکھ چھوڑ رکھی ہے جس دن تمام خلقت میری طرف متوجہ ہوگی حتی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ امت محمدیہ پر جناب نبی کریم ﷺ کے بے شمار احسانات ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کی فرمائش پر قرآن کریم سات طرق پر نازل کیا گیا، اب جس شخص کو جو آسان ہو اس کے مطابق پڑھ سکتا ہے، یا ان تمام طریقوں پر مہارت حاصل کر کے علم وفن کی داد دے سکتا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح كنت في المسجد: یعنی یہ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے۔ فدخل رجل يصلي فقرأ قراءة الخ: وہ ابھی مسجد ہی میں تھے کہ ایک آدمی نے اسی مسجد میں داخل ہو کر نماز پڑھنی شروع کی اور ایسی قرأت کی جو ان کو ناپسند لگی۔ ثم دخل آخر فقرأ قراءة سوى صاحبه: اسی اثنا میں ایک دوسرے آدمی نے مسجد میں آ کر قرأت کی تو اس کی قرأت، اس پہلے شخص سے بھی مختلف تھی۔ تو یہ قرأت بھی ان کو ناپسند لگی۔ فلما قضينا الصلوٰة دخلنا جميعا على رسول الله الخ: نماز کے بعد ان حضرات نے جناب نبی کریم ﷺ سے ملاقات کی۔ فقلت ان هٰذا قرأ قراءة انكرتها عليه: یعنی انہوں نے جناب نبی کریم ﷺ سے از روئے شکایت کہی کہ انہوں نے، مسجد میں آ کر ایسی قرأت کی جو مجھے ناپسند لگی، اور ایک دوسرے آدمی نے مسجد میں داخل ہو کر ان سے بھی الگ قرأت کی اور وہ قرأت بھی مجھے ناپسند لگی۔ فامرهما النبي الخ: یعنی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی بات سن کر جناب نبی کریم ﷺ نے ان دونوں آدمی کو قرآن کریم پڑھ کر سنانے کے لئے کہا، چنانچہ ان دونوں نے پڑھا تو جناب نبی کریم ﷺ نے ان دونوں کی قرأت کی تحسین کر دی تو ان کو یہ احساس ہونے لگا اور یہ احساس وسوسے کی شکل اختیار کرنے لگا کہ میں نے ان دونوں حضرات کی قرأت کی تکذیب کر دی اور یہ بہت بڑا جرم ہے اور یہ اتنا بڑا جرم ہے کہ میں نے ایسا جرم دور جاہلیت میں بھی نہیں کیا ہے، یہ احساس ان کو اس لئے ہونے لگا کہ دور جاہلیت میں ایمان ویقین کے علم بردار نہ ہونے کی وجہ سے جواب دہی کی کوئی فکر

نہ تھی، لیکن اب چوں کہ یہ مسلمان تھے اور ہر بات کا جواب دینے کی فکر تھی، اس لئے دل پر ایک عجیب کیفیت تھی۔ **فلما رای رسول الله الخ:** یعنی جب جناب نبی کریم ﷺ نے ان کی یہ حالت دیکھی تو آپ نے ان کے سینے پر مارا تو یہ پسینے سے تربتر ہوگئے اور ان کو ایسا لگنے لگا گویا کہ ذات باری تعالیٰ کا مشاہدہ کرر ہے ہیں۔ **فقال لی یا ابی ارسل الی الخ:** یعنی جناب نبی کریم ﷺ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میرے پاس قرآن کریم ایک طریقے پر پڑھنے کا پیغام آیا تو میں نے واپس کر دیا اور میں نے کہا کہ میری امت پر آسانی کی جائے۔ **فرد الی الثانیة الخ:** یعنی میرے پاس دوسری دفعہ یہ پیغام آیا کہ قرآن کریم کو دو طریقے پر پڑھا جائے تو میں نے اس دفعہ بھی واپس کر دیا۔ **فرد الی الثالثة اقراہ علی سبعة احرف الخ:** تو میرے پاس تیسری دفعہ پیغام آیا کہ قرآن کریم سات طریقے پر پڑھا جائے۔ **ولك بكل ردّة رددتكها الخ:** یعنی آپ کے پاس چوں کہ تین مرتبہ پیغام بھیجا گیا، اس لئے ہر پیغام کے بدلے میں آپ کو ایک دعائے مستجاب دی جاتی ہے، آپ ان تین دعاؤں کو جب کریں گے قبول کی جائے گی۔ **فقلت اللّٰھم اغفر لامتی:** اسی وقت جناب نبی کریم ﷺ نے یہ دو دعائیں کیں کہ اے اللہ میری امت کو بخش دے۔ **واخرت الثالثة لیوم یرغب الی الخلق الخ:** اور تیسری دعاء کو قیامت کے دن کے لئے محفوظ کر لیا ہے تا کہ جب پوری خلقت امنڈ کر میرے پاس آئے گی، اور شفاعت کی درخواست کرے گی تو اس دن کام میں لائی جائے گی۔

﴿اختلاف قرأت اور دینی احکام﴾

(حدیث نمبر: ۲۱۱۵) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَقْرَأَنِي جِبْرِيْلُ عَلٰى حَرْفٍ فَرَاجَعْتُهُ فَلَمْ أَزَلْ اَسْتَزِيْدُهُ وَيَزِيْدُنِيْ حَتّٰى انْتَهٰى اِلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ قَالَ اِبْنُ شِهَابٍ بَلَغَنِيْ أَنَّ تِلْكَ السَّبْعَةَ الْأَحْرُفَ اِنَّمَا هِيَ فِي الْأَمْرِ تَكُوْنُ وَاحِدًا لَا تَخْتَلِفُ فِيْ حَلَالٍ وَلَا حَرَامٍ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حل لغات: حرف: حرف، جمع حروف۔ فراجعته: رَجَعَ (ض) رُجُوعًا: لوٹنا۔ رَاجَعَ (مفاعلت) لوٹانا۔

ترجمه: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے جبرئیل نے ایک طریقے پر پڑھایا، تو میں نے مراجعت کی اور میں اس پر زیادتی کا مطالبہ کرتا رہا اور وہ بھی زیادہ کرتے رہے، یہاں تک کہ معاملہ سات طرق تک پہنچ گیا، ابن شہاب کہتے ہیں مجھے پہنچا ہے کہ یہ سات طریقے امور شرعیہ میں ایک ہیں، حلال یا حرام ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ قرأت کے یہ ساتوں طریقے آپس میں اس قدر مربوط ہیں کہ ظاہری طور پر اختلاف نظر آنے کے باوجود احکام میں کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح **اقرانی جبرئیل علی حرف:** یعنی حضرت جبرئیل امین نے جناب نبی کریم ﷺ کو ایک طریقے پر قرآن کریم پڑھنے کی تعلیم کی۔ **فراجعتهٗ:** تو آپ نے ان سے مراجعت کی تا کہ اس پر زیادہ کیا جائے۔ **فلم ازل استزیدهٗ الخ:** یعنی جناب نبی کریم ﷺ برابر زیادتی کا مطالبہ کرتے رہے اور حضرت جبرئیل امین اس پر زیادہ کرتے رہے۔ **حتی انتھی الی سبعة احرف:** یعنی وہ مطالبہ اور اس پر زیادتی سات طریقے پر جا کر رکی اور اب قرآن کریم سات طریقے پر پڑھا جاتا ہے۔ **قال ابن شھاب:** ابن شہاب سے مراد ابن شہاب زہری ہیں جو بڑے پایہ کے عالم اور عظیم محدث ہیں۔ **بلغنی أن تلك السبعة الاحرف انما ھی فی الامر الخ:** یعنی یہ قرآن کریم کی مختلف قرأتیں لفظ کی ہیئت اور اس کی ظاہری حالت تک محدود ہے، آیات قرآنیہ کے معانی اور مطالب پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا ہے۔ کہ بعض قرأت کے لحاظ سے ایک چیز حرام ہو اور دوسری قرأت کے لحاظ سے وہی چیز حلال ہو جائے۔

الفصل الثانی

﴿قرأت کی آسانی کے لئے آپ کی کوشش﴾

(حدیث نمبر:۲۱۱۶) عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ لَقِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جِبْرِيْلَ فَقَالَ يَا جِبْرِيْلُ إِنِّي بُعِثْتُ إِلٰى أُمَّةٍ أُمِّيِّيْنَ مِنْهُمُ الْعَجُوْزُ وَالشَّيْخُ الْكَبِيْرُ وَالْغُلَامُ وَالْجَارِيَةُ وَالرَّجُلُ الَّذِيْ لَمْ يَقْرَأْ كِتَابًا قَطُّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ الْقُرْاٰنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِأَحْمَدَ وَأَبِيْ دَاوُدَ قَالَ لَيْسَ مِنْهَا إِلَّا شَافٍ كَافٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلنَّسَائِيِّ قَالَ إِنَّ جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ أَتَيَانِيْ فَقَعَدَ جِبْرِيْلُ عَنْ يَمِيْنِيْ وَمِيْكَائِيْلُ عَنْ يَسَارِيْ فَقَالَ جِبْرِيْلُ إِقْرَإِ الْقُرْاٰنَ عَلٰى حَرْفٍ قَالَ مِيْكَائِيْلُ اسْتَزِدْهُ حَتّٰى بَلَغَ سَبْعَةَ أَحْرُفٍ فَكُلُّ حَرْفٍ شَافٍ كَافٍ

حل لغات: بعثت: بَعَثَ (ف) بَعْثًا: بھیجنا، العجوز: بوڑھیا، جمع عَجَائِز. الشیخ: بوڑھا، جمع شُيُوْخ. الغلام: مزدور، جمع غلمان. الجاریۃ: جاری کا مونث بمعنی باندی۔

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرئیل امین سے ملاقات کر کے کہا، اے جبرئیل! میں ایک ان پڑھ امت کی طرف بھیجا گیا ہوں، ان میں بوڑھی، بڑے بوڑھے، بچے، بچیاں اور ایسے مرد ہیں جنہوں نے کبھی کوئی کتاب نہیں پڑھی ہے، جبرئیل نے کہا یا محمد! بے شک قرآن سات طریقے پر نازل ہوا ہے، اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور امام احمد اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ جبرئیل نے کہا ان میں سے ہر قرأت شافی اور کافی ہے۔ نسائی کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جبرئیل اور میکائیل آکر جبرئیل میرے دائیں جانب اور میکائیل میرے بائیں جانب بیٹھ گئے اور جبرئیل نے کہا قرآن کو ایک طریقے پر پڑھو تو میکائیل نے کہا اس پر زیادہ کیجئے، یہاں تک کہ وہ سات طریقے پر پہنچ گئے، ان میں سے قرأت شافی کافی ہے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ امتِ محمدیہ کی سہولت کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے، اس لئے آپ نے اس امت کے کمزور طبقے کے احوال کو جبرئیل سے بیان کیا، جس کی بنیاد پر جبرئیل امین نے سات طریقے پر قرآن کریم پڑھنے کی اجازت دی۔

کلمات حدیث کی تشریح **انی بعثت الی امة امیین:** یعنی میں ایسی قوم کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں، جن میں بہت سے لوگ اچھی طرح تلاوت کرنے کا سلیقہ نہیں رکھتے ہیں، جنہیں ایک ہی قرأت پر زور دیا جائے گا تو بڑا مشکل ہو جائے گا۔ **منهم العجوز والشيخ الكبير الخ:** یعنی یہ قوم امی ہونے کے ساتھ ساتھ اس قوم میں بوڑھی عورتیں اور بوڑھے مرد ہیں، جو اپنی زبان کے موٹاپے کی وجہ سے ٹھیک سے قرآن کریم نہیں پڑھ سکتے ہیں، ایسے چھوٹے بچے اور بچیاں ہیں جو اپنی تتلائی ہوئی زبان سے قرآن کریم کی قرأت پر قدرت نہیں پا سکتی ہیں، نیز اس امت میں وہ بڑے اور جوان لوگ بھی ہوں گے جنہوں نے کبھی لکھنا پڑھنا سیکھا نہیں ہے، تاہم عربی الفاظ کی ادائیگی کی قدرت ہے، جو ایک لفظ کو اس طرح سے نہیں تو اس طرح سے ادا کر سکتے ہیں، اس لئے ایسی قوم کا خیال کرتے ہوئے مزید سہولت دی جائے۔ **یا محمد ان القران انزل علی سبعة احرف:** یعنی حضرت جبرئیل نے جناب نبی کریم ﷺ کی بات سن کر فرمایا کہ قرآن کریم سات طرق پر نازل ہوا ہے یہ لوگ جس طریقے کو آسان سمجھیں اسی کو پڑھ سکتے ہیں۔ **قال لیس منها الاشاف کاف:** یعنی حضرت جبرئیل نے جناب نبی کریم ﷺ سے کہا کہ ان میں سے ہر قرأت معانی اور مقصد کے بیان میں شافی اور اعجاز و بلاغت کے اظہار میں وافی ہے۔

﴿قرآن کو گداگری کا ذریعہ نہ بنائیے﴾

(حدیث نمبر:۲۱۱۷) وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّهُ مَرَّ عَلٰى قَاصٍّ يَقْرَأُ ثُمَّ يَسْأَلُ فَاسْتَرْجَعَ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ فَلْيَسْاَلِ اللّٰهَ بِهٖ فَإِنَّهٗ سَيَجِيْءُ اَقْوَامٌ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ يَسْاَلُوْنَ بِهِ النَّاسَ. رَوَاهُ اَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ.

حل لغات: قاص: اسم فاعل ہے یعنی قصہ بیان کرنے والا، قَصَّ (ن) قَصَصًا: بیان کرنا، فاسترجع: رَجَعَ (ض) رَجْعًا: لوٹنا، استرجع (استفعال) اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ کہنا۔

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک مرتبہ کسی قصہ گو کے پاس سے گذرے جو قرآن پڑھتا تھا اس کے بعد سوال کرتا تھا، تو انہوں نے "انا لِلّٰہِ وان الیہ راجعون" پڑھا، پھر کہا میں نے جناب نبی کریم ﷺ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ جو قرآن پڑھے تو اللہ ہی سے مانگے، اس لئے کہ عنقریب ایسے لوگ آنے والے ہیں جو قرآن پڑھ کر لوگوں سے سوال کریں گے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ تلاوت قرآن کے بعد چوں کہ دعائیں قبول ہوتی ہیں، اس لئے آدمی کو چاہیے کہ تلاوت کے بعد اللہ ہی سے مانگے تلاوت کے بعد آدمی کے سامنے دست سوال دراز نہ کرے۔

کلمات حدیث کی تشریح یقرأ ثم یسال: یعنی ایک آدمی قرآن کریم پڑھ پڑھ کر لوگوں سے بھیک مانگتا تھا۔ فاسترجع ثم قال الخ: اس قصہ گو کا یہ طریقہ چوں کہ ٹھیک نہیں تھا اس لئے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے "انا لِلّٰہِ وانا الیہ راجعونَ" پڑھنے کے بعد فرمایا کہ ایسے لوگوں کی بنیاد پر جناب نبی کریم ﷺ نے ہدایت دی ہے کہ تلاوت قرآن کے بعد تلاوت کرنے والے کو دین و دنیا جو کچھ مانگنا ہو اللہ ہی سے مانگے، اس لئے کہ بہت جلد ایسے لوگ پیدا ہونے والے ہیں جو قرآن کریم کی تلاوت کے بعد لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کریں گے جو ایک بہت بری عادت ہے، اس سے پرہیز ضروری ہے۔

الفصل الثالث

﴿ قرآن کریم کو دنیوی منفعت کا ذریعہ نہ بنائیے ﴾

(حدیث نمبر: ۲۱۱۸) عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ يَتَأَكَّلُ بِهِ النَّاسَ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَوَجْهُهٗ عَظْمٌ لَيْسَ عَلَيْهِ لَحْمٌ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حل لغات: عظم: ہڈی، جمع أعظُم، عِظام. لحم: گوشت، جمع لِحَام ولحوم. لَحِمَ (س،ك) لَحْمًا لَحَامَةً: موٹا ہونا، جسم میں زیادہ گوشت والا ہونا۔

ترجمہ: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص قرآن اس لئے پڑھے تا کہ اس کے ذریعے لوگوں سے کھائے، تو قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرے میں ہڈی ہی ہڈی ہوگی اس پر گوشت نہ ہوگا۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کریم کو حصول دنیا کا ذریعہ نہ بنائے اس کی بڑی سخت وعیدہ ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح من قرأ القرآن یتاکل به الناس: یعنی قرآن کریم پڑھ کر لوگوں سے کھانا یا مال وغیرہ جمع نہ کرے اس لئے کہ جو اس طرح کرے گا۔ جاء یوم القیامة ووجهه عظم الخ: قیامت کے دن اس کے لئے بڑی رسوائی ہے اس لئے کہ وہ اس دن اللہ تعالیٰ کے سامنے اس حال میں پیش ہوگا کہ اس کے چہرے پر گوشت کا نام ونشان نہ ہوگا، بلکہ صرف ہڈی ہی ہڈی ہوگی جس سے اس کا جرم ظاہر ہوگا جو بڑی رسوائی کا سبب ہوگا۔

﴿بسم اللہ سورتوں کے درمیان فصل کا ذریعہ﴾

(حدیث نمبر: ۲۱۱۹) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَعْرِفُ فَصْلَ السُّوْرَةِ حَتّٰى

يَنْزِلَ عَلَيْهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حل لغات: لا یعرف: عَرَفَ (ض) عَرْفًا پہنچنا۔ فصل: جدائیگی، جمع فصول۔ فَصَلَ (ض) فَصْلًا: جدا کرنا۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ سورتوں کے فصل کو نہیں جانتے تھے یہاں تک کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نازل ہوگئی۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم محض دو سورتوں کے درمیان فاصلے کی جانکاری کے لیے نازل ہوئی ہے، اور یہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ذریعے سے ہی دی جاتی تھی۔

کلمات حدیث کی تشریح لا یعرف فصل السورة إلخ: یعنی جناب نبی کریم ﷺ کی نظر میں دو سورتوں کے درمیان فصل کا علم اس وقت ہوتا تھا، جب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نازل ہو جاتی تھی۔

﴿حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک واقعہ﴾

(حدیث نمبر: ۲۱۲۰) وَعَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ كُنَّا بِحِمْصَ فَقَرَأَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ سُوْرَةَ يُوْسُفَ فَقَالَ رَجُلٌ مَا هٰكَذَا أُنْزِلَتْ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَاللّٰهِ لَقَرَأْتُهَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَحْسَنْتَ فَبَيْنَا هُوَ يُكَلِّمُهُ إِذْ وَجَدَ مِنْهُ رِيْحَ الْخَمْرِ فَقَالَ اَتَشْرَبُ الْخَمْرَ وَتُكَذِّبُ بِالْكِتَابِ فَضَرَبَهُ الْحَدَّ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حل لغات: لقرأتها: قَرَأَ (ف) قراءة: پڑھنا۔ عهد: عہد، زمانہ، جمع عُهُوْد.

ترجمہ: حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حمص میں تھے، وہاں حضرت ابن مسعود نے سورۂ یوسف کی تلاوت کی، تو ایک آدمی نے کہا یہ آیت اس طرح نازل نہیں ہوئی ہے۔ تو عبداللہ نے کہا، خدا کی قسم میں نے اس کو جناب نبی کریم ﷺ کے زمانے میں پڑھا ہے، تو آپ نے اس کی تحسین کی، اچانک حضرت ابن مسعودؓ نے اس بولنے والے شخص کے منہ سے شراب کی بو محسوس کی، تو ابن مسعودؓ نے کہا تو شراب پیتا ہے اور کتاب اللہ کی تکذیب کرتا ہے، چنانچہ انہوں نے اس پر حد جاری کی۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ کچھ لوگ نادانی میں قرآن کریم کے بارے میں نازیبا کلمات استعمال کر سکتے ہیں، ایسے موقعے پر جذبات میں نہ آکر معاملے کو سمجھنے کے بعد ہی کوئی فیصلہ کرے۔

کلمات حدیث کی تشریح عن علقمة: حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد رشید اور جلیل القدر تابعی ہیں، اپنے زمانے کے یہ بڑے محدث اور فقیہ رہے ہیں ان کے شاگردوں میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ جیسے اکابر کا نام آتا ہے۔ فقرأ ابن مسعود: تو وہاں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورہ یوسف کی تلاوت کی۔ فقال رجل ما هكذا انزلت: تو ایک آدمی نے حضرت ابن مسعود کی قرأت سن کر کہا کہ یہ سورت اس طریقے سے نازل نہیں ہوئی ہے۔ فقال عبد الله والله لقرأتها على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم: تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنی بات کو زیادہ مؤکد انداز میں پیش کرنے کی غرض سے فرمایا کہ میں نے اس سورت کو جناب نبی کریم ﷺ کے سامنے پڑھا ہے، لیکن آپ نے تو اس کو غلط قرار نہیں دیا ہے۔ فقال احسنت: بلکہ جناب نبی کریم ﷺ نے تو میری تحسین کی۔ ہے۔ فبنا هو يكلمهٗ اذ وجد منهٗ ريح الخمر: اب فساد کی جڑ معلوم ہوئی کہ وہ تکرار کرنے والا شراب پی کر مدہوش تھا۔ فقال الشرب الخمر وتكذب الكتاب: چنانچہ حضرت ابن مسعودؓ رضی اللہ عنہ نے اس شرابی پر حد خمر جاری کر کے اس کا ہوش ٹھنڈا کر دیا۔

جمع قرآن کی تاریخ جناب نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں قرآن کریم یوں تو پورا لکھا ہوا تھا، لیکن کسی مصحف میں ایک جگہ نہ تھا، بلکہ متفرق طور پر لکھا ہوا تھا، چنانچہ کچھ حصہ کسی کے پاس کھجور کی شاخوں پر کچھ حصہ کسی کے پاس پتھروں کے ٹکڑوں

بلکہ کچھ حصہ کسی کے پاس جھلّی کے ٹکڑوں پر اور کچھ حصہ کسی کے پاس چوڑی ہڈیوں پر لکھا ہوا تھا، کیونکہ قرآن کریم جیسے جیسے نازل ہوتا، آنحضرت ﷺ اپنے کاتبوں سے مذکورہ بالا چیزوں میں سے جو چیز بھی دستیاب ہوتی، اس پر قلم بند کرالیا کرتے تھے، آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت عمر فاروقؓ کے مشورہ سے قرآن کے ان متفرق حصوں کو یکجا اور جمع کیا، لہٰذا یہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ وہ اوراق کہ جن میں قرآن لکھا ہوا ہو، متفرق طور پر پائے جائیں اور پھر انہیں جمع کر دیا جائے۔

اسی طرح آج کل قرآن کریم سورتوں کی جس ترتیب کیساتھ ہمارے سامنے ہے، آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں سورتوں کی ترتیب یہ نہیں تھی بلکہ سورتوں کی یہ ترتیب آنحضرت ﷺ کے بعد صحابہؓ کے اجتہاد سے عمل میں آئی ہے، ہاں آیتوں کی ترتیب آنحضرت ﷺ کے سامنے ہی اور آپ ﷺ کے حکم کے مطابق ہی عمل میں آگئی تھی، اور اسکی صورت یہ ہوتی تھی کہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام حسب موقع کوئی آیت لاتے تو یہ بھی فرما دیتے کہ اس آیت کو فلاں سورت میں فلاں آیت سے پہلے یا فلاں آیت کے بعد رکھا جائے، چنانچہ لوح محفوظ میں بھی قرآن کریم آیتوں کی اسی ترتیب کے مطابق لکھا ہوا ہے، وہاں سے قرآن کریم آسمان دنیا پر لایا گیا، پھر وہاں سے حسب موقع اور حسب ضرورت حضرت جبرئیل سورتیں اور آیتیں آنحضرت ﷺ کے پاس لاتے تھے، حاصل یہ کہ نزول قرآن کی ترتیب وہ نہیں تھی جو موجودہ ترتیب تلاوت ہے، حضرت جبرئیل علیہ السلام ہر سال رمضان میں آنحضرت ﷺ کیساتھ ایک مرتبہ پورے قرآن کا دور ترتیب نزول کے مطابق کیا کرتے تھے اور جس سال جناب نبی کریم ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے، اس سال کے رمضان میں دو مرتبہ دور کیا

﴿ جمع قرآن کا واقعہ ﴾

(حدیث نمبر:۲۱۲۱) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُوبَكْرٍ مَقْتَلَ أَهْلِ الْيَمَامَةِ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عِنْدَهُ قَالَ أَبُوبَكْرٍ إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي فَقَالَ إِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِقُرَّاءِ الْقُرْاٰنِ وَإِنِّي أَخْشَى إِنِ اسْتَحَرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ بِالْمَوَاطِنِ فَيَذْهَبُ كَثِيرٌ مِنَ الْقُرْاٰنِ وَإِنِّي أَرٰى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْاٰنِ قُلْتُ لِعُمَرَ كَيْفَ تَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ هٰذَا وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِي حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِي لِذٰلِكَ وَرَأَيْتُ فِي ذٰلِكَ الَّذِي رَأٰى عُمَرُ قَالَ زَيْدٌ قَالَ أَبُوبَكْرٍ إِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ لَانَتَّهِمُكَ وَقَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَتَبَّعِ الْقُرْاٰنَ فَاجْمَعْهُ فَوَاللّٰهِ لَوْ كَلَّفُوْنِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا أَمَرَنِي بِهِ مِنْ جَمْعِ الْقُرْاٰنِ قَالَ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلُوْنَ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ أَبُوبَكْرٍ يُرَاجِعُنِي حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ لَهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْاٰنَ أَجْمَعُهُ مِنَ الْعُسُبِ وَاللِّخَافِ وَصُدُوْرِ الرِّجَالِ حَتّٰى وَجَدْتُ اٰخِرَ سُوْرَةِ التَّوْبَةِ مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ حَتّٰى خَاتِمَةِ بَرَاءَةٍ فَكَانَتِ الصُّحُفُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَيَاتَهُ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حل لغات: ارسل: أَرْسَلَ (افعال) بھیجنا، مقتل: قتل کی جگہ، جمع مَقَاتِل، قَتَلَ (ن) قَتْلاً قتل کرنا، استحر: حَرَّ (ن) حَرًّا: گرم ہونا، استحر (استفعال) سخت جنگ ہونا، اخشی: (خَشِيَ) خشية: ڈرنا، المواطن: جمع، مَوْطِن کی بمعنی میدان جنگ، تأمر (ن) امرًا: حکم دینا، شَرَحَ (ف) شَرْحًا: کھولنا، لانتهمك: اتهم (افتعال) تہمت لگانا، فتتبع: تَبِعَ (س) تَبَعًا: پیچھے پیچھے چلنا، تتبَّعَ (تفعل) تلاش کرنا، جبل: پہاڑ، جمع جبال. العسب: جمع ہے، عَسِيب کی بمعنی کھجور کی ٹہنی، اللخاف: جمع ہے، لَخْفَةَ کی بمعنی سفید پتھر۔

ترجمہ: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل یمامہ کی لڑائی کے بعد حضرت ابوبکر نے میرے پاس بلاوا بھیجا۔ جب میں وہاں پہنچا تو حضرت عمر بن الخطاب ان کے پاس موجود تھے، حضرت ابوبکر نے کہا کہ عمر نے میرے پاس آ کر کہا کہ قاریوں کی شہادت کا حادثہ یمامہ کے دن گرم ہوگیا، اس لئے مجھے اندیشہ ہے کہ اگر اسی طرح مختلف جنگوں میں قاریوں کی شہادت ہوتی رہے، تو قرآن کریم کا ایک بڑا حصہ ضائع ہوجائے گا، اس لئے میری رائے یہ ہے کہ آپ قرآن کریم جمع کرنے کا حکم دیں، میں نے عمر سے کہا آپ اس چیز کو کیسے انجام دیں گے جس کو جناب نبی کریم ﷺ نے نہیں کیا ہے، تو عمر نے کہا خدا کی قسم یہ (میری رائے) اچھی ہے، اور عمر مجھ سے برابر اصرار کرتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لئے میرا سینہ کھول دیا اور مجھے اس میں وہی مصلحت نظر آئی جو عمر نے دیکھی ہے، زید کہتے ہیں کہ ابوبکر نے کہا آپ جوان اور عقل مند آدمی ہم آپ کو متہم نہیں کرتے، آپ وحی لکھتے تھے، اس لئے آپ قرآن کو تلاش کیجئے اور جمع کیجئے، خدا کی قسم اگر ابوبکر مجھے پہاڑوں میں سے کوئی پہاڑ منتقل کرنے کے لئے کہتے تو وہ کام اس سے بھاری نہ ہوتا جو انہوں نے مجھے جمع قرآن کے سلسلے میں حکم دیا ہے، حضرت زید کہتے ہیں کہ میں نے کہا آپ لوگ اس چیز کو کیسے انجام دیں گے، جسے جناب نبی کریم ﷺ نے نہیں کیا ہے، انہوں نے کہا خدا کی قسم (یہ میری رائے) اچھی ہے اور ابوبکر مجھ سے برابر اصرار کرتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لئے میرا سینہ ایسا کھول دیا، جیسا کہ ابوبکر وعمر کا سینہ کھول دیا تھا، چنانچہ میں نے کھجور کی شاخوں سفید پتھروں اور لوگوں کے سینوں سے قرآن کو تلاش کر کے جمع کرنا شروع کردیا، یہاں تک کہ سورۂ توبہ کا آخری حصہ ابوخزیمہ انصاری کے پاس پایا اور یہ حصہ میں نے ان کے علاوہ کسی کے پاس نہیں پایا (وہ حصہ یہ ہے) **لقد جاء کم رسول من انفسکم**: آخری سورت تک، وہ صحیفے حضرت ابوبکر کے پاس رہے، یہاں تک کہ ان کی وفات ہوگئی، پھر حضرت عمر کے پاس ان کی زندگی میں پھر حفصہ بنت عمر کے پاس۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کے زمانے میں قرآن کریم لکھا ہوا ضرور تھا، لیکن ایک جگہ مجلد کتاب کی شکل میں تھا، ان ہی منتشر حصے کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے، اس وقت کے فرماں رواں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، کو جمع کرنے کا مشورہ دیا جو مان لیا گیا، اور اس مشورے پر بڑے اہتمام کے ساتھ یہ حسن وخوبی عمل کیا گیا۔

کلمات حدیث کی تشریح **ارسل الیّ الخ**: یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کسی شخص کو بھیج کر حضرت زید بن ثابت کے پاس بلاوا بھیجا۔ **مقتل اھل الیمامۃ**: ۱۲ھ کا واقعہ ہے جس میں جنگ یمامہ واقع ہوئی، اس لڑائی میں مسلمانوں کو تو کامیابی ملی تھی، مگر کافی جانی نقصان کا بھی سامنا کرنا پڑھا تھا، اسی لڑائی میں ۷رسو حضرات قرائے عظام کی شہادت کا دل خراش سانحہ پیش آیا تھا، حضرت امیر المؤمنین کا حکم تھا یہ وہاں پہنچے۔ **فاذا عمر بن الخطاب عندہٗ**: اسی دل سوز واقعہ سے متاثر ہو کر، اس کے نقصانات کو بیان کر کے یہ تجویز پاس کرا چکے تھے کہ قرآن کو ایک جگہ جمع کردیا جائے، یہ تجویز پاس لا کر وہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف رکھے ہوئے تھے۔ **قال ابوبکر ان عمر أتانی فقال إن القتل الخ**: جب حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ دربار خلافت میں پہنچ گئے، تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت سے کہا کہ جنگ یمامہ میں بہت سارے قرائے کرام کی شہادت کا واقعہ پیش آیا ہے، اگر اسی طرح سے دو چار جنگوں میں کچھ اور واقعات پیش آگئے تو مجھے اندیشہ ہے کہ قرآن کریم کا ایک بڑا حصہ ضائع ہوجائے گا، **وانی ارٰی ان تامر بجمع القران**: اس لئے میری رائے یہ ہے کہ اب بھی موقع ہے آپ قرآن کریم کو جمع کرنے کا حکم صادر فرمادیں۔ **قلت لعمر کیف تفعل شیئًا الخ**: تو میں نے عمر سے کہا کہ یہ کام تو جناب نبی کریم ﷺ نے کیا نہیں ہے، اس لئے یہ کام کیسے کیا جاسکتا ہے اور آپ کیوں کہہ رہے ہیں؟ **فقال عمر ھذا واللہ خیر**: تو عمر نے کہا کہ خدا کی قسم یہ جو میں مشورہ دے رہا ہوں اس میں خیر ہی خیر ہے۔ **فلم یزل عمر یراجعنی الخ**: یعنی حضرت عمر نے مجھ سے کافی اصرار کیا اور اس وقت

سب کرتے رہے، جب تک مجھے اس کام کے لئے شرح صدر نہ ہوگیا۔ ورأیت فی ذلك الذی رأی عمر: یعنی مجھے بھی وہی مصلحتیں نظر آنے لگیں، جن کی بنیاد پر عمر نے مجھے قرآن کریم جمع کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ قال زید قال ابو بکر انك رجل شاب عاقل الخ: یعنی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے تمام احوال بیان کرنے کے بعد کہا کہ آپ تو جوان اور ذی عقل آدمی ہیں کسی بھی کام کو آپ بحسن وخوبی انجام دے سکتے ہیں، نیز آپ جناب نبی کریم ﷺ کے زمانے میں کتابت وحی کا کام کرتے تھے اس لئے آپ پر کوئی کسی طرح کی تہمت بھی نہیں لگا سکتا ہے۔ فتتبع القرآن فاجمعه: اس لئے آپ قرآن کریم کو تلاش کر کر کے جمع کرنا شروع کر دیجئے۔ فوا اللہ لو کلفونی نقل جبل من الجبال الخ: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ان کو یہ کام یعنی قرآ کریم کا جمع کرنا، اس قدر دشوار اور مشکل لگا کہ اگر ان کو کوئی پہاڑ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کے لئے کہہ دیا جاتا تو وہ کام جمع قرآن کے مقابلے آسان تھا۔ قال قلت کیف تفعلون شیئًا الخ: یعنی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرات شیخین سے کہا کہ قرآں کریم کو جمع کرنے کے سلسلے میں جناب نبی کریم ﷺ کی چوں کہ کوئی ہدایت نہیں ہے تو آپ حضرات قرآن کریم جمع کرنے کے سلسلے میں کمربستہ کیوں ہیں؟

قال هو واللہ خیر: یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت سے کہا کہ یہ آپ کی بات ٹھیک ہے کہ قرآن کریم کے جمع کرنے یا نہ کرنے میں کوئی ایسی ہدایت تو نہیں ہے، لیکن بہرحال یہ کام جو ہم لوگ کرنے جا رہے ہیں اس میں خیر ہی خیر ہے فلم یزل ابوبکر یراجعنی الخ: یعنی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے وقتی طور پر کام کو اپنے ذمے لینے سے تو منع کر دیا، لیکن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ برابر ان کو اس کام کے لئے اصرار کرتے رہے اور اس وقت تک کرتے رہے جب ان کو بھی حضرات شیخین کی طرح شرح صدر نہ ہوگیا۔ فتتبعت القرآن اجمعه من العسب واللخاف وصدور الرجال: قرآن کریم کا جمع کرنا، اس طور پر بڑا اہم کام تھا کہ قرآن کریم کی ہر آیت کو دلائل وشواہد کی بنیاد پر قطعی طور پر ثابت کرنا تھا، اس لئے انہوں نے اس کام کی کی بنیاد تقلید پر نہ رکھ کر، اس کی بنیاد مضبوط سے مضبوط تر کرنے کی کوشش میں لگ گئے اور وہ اس وقت کے انتظار میں رہے کہ مجھے بھی وہ بصیرت اور انشراح قلبی حاصل ہو جائے، چنانچہ ایسا ہوگیا تو انہوں نے اس زمانے کے لحاظ سے قرآن کریم جن چیزوں پر لکھا ہوا تھا، ان سے اور لوگوں کے سینوں سے جمع کرنا شروع کر دیا۔ حتی وجدت آخر سورة التوبة مع ابی خزیمة الخ: یعنی تلاش کرتے جاتے اور جمع کرتے جاتے تھے، چنانچہ تلاش کرتے کرتے، ان کو سورۂ توبہ کا آخری حصہ صرف ایک صحابی حضرت ابوخزیمہ انصاری اوسی کے پاس ہی لکھا ہوا ملا اور کہیں ان کو یہ حصہ لکھا ہوا نہ ملا، اور چوں کہ انہوں نے کسی بھی آیت کو اس مصحف میں درج کرنے کے لئے یہ ضابطہ بنا رکھا تھا کہ ہر آیت کم سے کم دو آدمی کے پاس لکھی ہوئی ملے اور یہ حصہ یعنی لَقَدْ جَاءَکُمْ رَسُوْلٌ مِنْ اَنْفُسِکُمْ الآیة یہ حضرت ابوخزیمہ بن زید کے علاوہ کسی اور کے پاس لکھی ہوئی نہیں ملی، اب کیا کرے؟ اس حصے کو درج کرتے ہیں تو اصول ٹوٹتا ہے اور درج نہ کرنے کی صورت میں قرآن کریم کا ایک اہم حصہ چھوٹتا ہے۔

روایتوں میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ جناب نبی کریم ﷺ نے ان کی اکیلے کی گواہی کو دو آدمیوں کے برابر قرار دے کر ایک مقدمہ کا فیصلہ کر دیا تھا، اسی کو بنیاد بنا کر کہ ان کی تنہا گواہی کو چوں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے دو آدمی کے قائم مقام قرار دیا تھا اس لئے اب بھی آپ کی پیروی کرتے ہوئے، ان کی اکیلے کی گواہی کو دو آدمی کے برابر قرار دے کر یہ مذکورہ بالا حصہ اس مصحف میں درج کر لیا جائے۔ چنانچہ وہ حصہ اس مصحف میں درج کر لیا گیا جو آج بھی قرآ کریم میں موجود ہے۔ فکانت الصحف عند ابی بکر حتی توفاه اللہ: یعنی قرآن کریم جب جمع کر لیا گیا تو وہ مصحف حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس موجود رہا، اس لئے کہ یہ کام ان ہی کی نگرانی میں

ہوا تھا۔ثم عند عمر حیاتہٗ: یعنی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ کی وفات کے بعد وہ مقدس مصحف حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ کے پاس، ان کی خلافت کے بعد سے لے کر شہادت تک ان ہی کے پاس رہا۔ثم عند حفصة بنت عمر: حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا چوں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ کی بیٹی تھیں، اس لئے وہ صحیفہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ کی وفات کے بعد ان ہی کے پاس رہ گیا، نیز وہ چوں کہ جناب نبی کریم ﷺ کی بیوی ہونے کے ناطے، تمام امت کی ماں تھیں، اس لئے ان کے اعزاز کی بنیاد پر لوگوں نے بلا ضرورت ان سے مصحف لینے کی کوئی حاجت بھی محسوس نہ کی، البتہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہٗ کے زمانے میں جب اس مصحف کی ضرورت پڑی تو وہ مصحف ان سے لیا گیا تھا۔

﴿زمانۂ عثمان میں قرآن کی خصوصی اشاعت﴾

(حدیث نمبر:۲۱۲۲) وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ قَدِمَ عَلَى عُثْمَانَ وَكَانَ يُغَازِي أَهْلَ الشَّامِ فِي فَتْحِ أَرْمِينِيَةَ وَاذْرِبِيْجَانَ مَعَ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَأَفْزَعَ حُذَيْفَةَ إِخْتِلَافُهُمْ فِي الْقِرَاءَةِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ لِعُثْمَانَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَدْرِكْ هٰذِهِ الْأُمَّةَ قَبْلَ أَنْ يَخْتَلِفُوْا فِي الْكِتَابِ اخْتِلَافَ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى فَأَرْسَلَ عُثْمَانُ إِلٰى حَفْصَةَ أَنْ أَرْسِلِي إِلَيْنَا بِالصُّحُفِ نَنْسَخُهَا فِي الْمَصَاحِفِ ثُمَّ نَرُدُّهَا إِلَيْكِ فَأَرْسَلَتْ بِهَا حَفْصَةُ إِلٰى عُثْمَانَ فَأَمَرَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَنَسَخُوْهَا فِي الْمَصَاحِفِ وَقَالَ عُثْمَانُ لِلرَّهْطِ الْقُرَشِيِّيْنَ الثَّلَاثِ إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِي شَيْءٍ مِنَ الْقُرْاٰنِ فَاكْتُبُوْهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَإِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوْا حَتّٰى إِذَا نَسَخُوْا الصُّحُفَ فِي مَصَاحِفِ رَدَّ عُثْمَانُ الصُّحُفَ إِلٰى حَفْصَةَ وَأَرْسَلَ إِلٰى كُلِّ أُفُقٍ بِمُصْحَفٍ مِمَّا نَسَخُوْا وَأَمَرَ بِمَا سِوَاهُ مِنَ الْقُرْاٰنِ فِي كُلِّ صَحِيْفَةٍ أَوْ مُصْحَفٍ أَنْ يُحْرَقَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّهُ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ فَقَدْتُ اٰيَةً مِنَ الْاَحْزَابِ حِيْنَ نَسَخْنَا الْمُصْحَفَ قَدْ كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهَا فَالْتَمَسْنَاهَا فَوَجَدْنَاهَا مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَأَلْحَقْنَاهَا فِي سُوْرَتِهَا فِي الْمُصْحَفِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حل لغات: فافزع: فَزِعَ (ف) فَزَعًا: خوف کرنا، أَفْزَعَ (افعال) خوف دلانا، ننسخها: نَسَخَ (ف) نَسْخًا الکتاب: نقل کرنا۔للرهط: تین سے لے کر دس مردوں تک کی جماعت، جمع ارهط. الفق: کنارہ، جمع آفاق.

ترجمه: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ حذیفہ بن یمان حضرت عثمان کے پاس اس وقت آئے جب وہ شام اور عراق کے درمیان آرمینیہ اور آذربائیجان سے جنگ کی تیاری میں تھے (اس لئے) کہ لوگوں کی قرأت نے حذیفہ کو اضطراب میں مبتلا کر دیا تھا چنانچہ حذیفہ نے حضرت عثمان سے کہا اے امیر المؤمنین! اس امت کی خبر لیجئے قبل اس کے کہ یہ لوگ کتاب اللہ میں یہود ونصاریٰ کی طرح اختلاف کریں، تو حضرت عثمان نے حفصہ کے پاس خبر بھیجی کہ آپ وہ صحیفہ ہمارے پاس بھیج دیجئے، ہم اس کو چند مصاحف میں نقل کرا کر پھر اس کو آپ کے پاس بھیج دیں گے، چنانچہ انہوں نے وہ صحیفہ حضرت عثمان کے پاس بھیج دیا، تو حضرت عثمان نے زید بن ثابت، عبداللہ بن زبیر، سعید بن عاص، اور عبداللہ بن حارث بن ہشام کو حکم دیا، چنانچہ ان حضرات نے اس کو صحیفوں میں نقل کرنا شروع کر دیا، نیز حضرت عثمان رضی اللہ عنہٗ نے قریش کے ان تینوں حضرات سے فرمایا، جب تم تینوں اور زید بن ثابت کے درمیان، قرآن کے کسی لغت کے بارے میں اختلاف ہو جائے تو، اس کو قریش کے لغت میں لکھ لینا، اس لئے کہ قرآن کریم ان ہی کی زبان میں نازل ہوا ہے، چنانچہ ان حضرات نے ایسا ہی کیا، یہاں تک کہ جب ان حضرات نے اس صحیفے کو مصاحف میں نقل کر لیا، تو حضرت عثمان

نے اس صحیفے کو حفصہ کے پاس بھیجنے کے بعد، نقل کیئے گئے مصاحف کو دنیا کے ہر کونے میں بھیج دیا، اور اس کے علاوہ قرآن کے ہر مصحف یا صحیفے کو جلا دینے کا حکم دیا، ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھے خارجہ بن زید بن ثابت نے بتایا کہ انہوں نے زید بن ثابت کو کہتے ہوئے سنا کہ جب ہم لوگ قرآن کریم نقل کر رہے تھے، اس وقت مجھے سورۂ احزاب کی ایک آیت نہیں ملی جسے میں جناب نبی کریم ﷺ سے سنا کرتا تھا، جسے وہ تلاوت کرتے تھے، چنانچہ ہم نے اس کو تلاش کیا تو اس کو خزیمہ بن ثابت انصاری کے پاس پایا، وہ آیت یہ ہے "من المؤمنين رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه" تو ہم نے یہ آیت اسی سورت میں ملا دی۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے ذریعے سے جو صحیفہ تیار ہوا تھا، اسی مصحف کو سامنے رکھ کر، اعلیٰ پیمانے پر ان چار نفری کمیٹی کو چند نسخ تیار کرنے کے لئے کہا، تا کہ اسلامی مملکت کی مرکزی جگہوں میں بھیجا جاسکے، اسکے ساتھ ساتھ انہوں نے یہ بھی کام کیا کہ اس نقل شدہ مجموعہ کے علاوہ منتشر طور پر قرآن کریم کے جتنے نسخے تھے، ان کو نظر آتش کروادے، تا کہ بعد میں لوگ خلط ملط کی کوشش میں کامیاب نہ ہوسکے۔

کلمات حدیث کی تشریح قدم على عثمان و كان يغازى أهل الشام إلخ: یعنی حضرت حذیفہ بن یمان نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اس وقت ملاقات کی جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آرمینیہ اور آذربائیجان سے جنگ کی تیاری میں مصروف تھے، یہ لڑائی بڑی ہونے کی بنیاد فوج کی بھاری تعداد تھی، جس کی وجہ سے قرآن کریم کی قرأت کے سلسلے میں اختلاف رونما ہونے لگا، اور ہر آدمی اپنی قرأت کو دوسرے کی قرأت کے مقابلے میں عمدہ اور راجح قرار دینے لگا۔ فافزع حذيفة اختلافهم فى القرائة الخ: اس کثرت اختلاف کی وجہ سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو کافی تشویش ہوئی اور انہوں نے اس وقت کے حکم راں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ مشورہ دیا کہ آپ اس امت کی خبر لیجئے ورنہ یہ لوگ یہود و نصاریٰ کی طرح کتاب اللہ میں اختلاف کرنے لگیں گے۔ فارسل عثمان الى حفصة ان ارسلى الينا بالصحف الخ: یہ مشورہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بڑا اچھا لگا، تو فوراً انہوں نے اس پر عملی کارروائی شروع کرتے ہوئے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس پیغام بھیجا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں، تیار شدہ جو نسخہ آپ کے پاس ہے، اس کو بھیج دیجئے ہم متعدد نسخوں میں اس کی نقل کرا کر، پھر اسی کو آپ کے پاس واپس بھیج دیں گے۔ فارسلت بها حفصة الى عثمان: چنانچہ ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے کہنے کے مطابق وہ نسخہ بھیج دیا۔ فامر زيد بن ثابت الخ: تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان چار صحابۂ کرام کو قرآن کریم نقل کرنے پر معمور کیا اور ان چاروں حضرات نے اپنا کام شروع کردیا۔ وقال عثمان للرهط القرشيين الثلاث الخ: نیز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان حضرات کو یہ ہدایت دی کہ جب آپ لوگوں کا کسی قرأت میں اختلاف ہوجائے تو اس کو لغت قریش کے مطابق لکھ لیا جائے، اس لئے کہ قرآن کریم لغت قریش کے ہی مطابق نازل ہوا ہے ففعلوا حتى اذا نسخوا الصحف فى المصاحف: چنانچہ ان حضرات نے ایسا ہی کیا یعنی جہاں کہیں کسی قرأت میں اختلاف ہوا، اس کو لغت قریش کے مطابق لکھ لیا، جب قرآن کریم کی نقل کا کام پورا ہوگیا۔ رد عثمان الصحف الى حفصة الخ: تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ پرانا والا نسخہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپس بھیج دیا اور ان نئے نسخوں کو اسلامی مملکت کے کونے کونے میں بھیج دیا، تا کہ لوگوں کے درمیان کے تمام اختلافات اپنی موت آپ مرجائے۔ وامر بما سواه من القرآن الخ: اور اس قرآن کریم کے تمام وہ نسخے، جن کو لوگوں نے انفرادی طور پر لکھ کر رکھا تھا، ان کو نظر آتش کردینے کا حکم جاری کردیا، تا کہ جن بنیادوں پر ان اختلافات کی دیوار کھڑی ہے وہ خود بخود زمین بوس ہوجائے۔ قال ابن شهاب الخ: یہ ابن شہاب سے مراد زہری ہیں۔ فاخبرنى خارجة الخ: ابن شہاب زہری کا بیان ہے کہ ان کو خارجہ نے بتایا

کہ میں نے اپنے والد کو کہتے ہوئے سنا ہے، جب ہم لوگ قرآن کریم نقل کر رہے تھے، اس دوران سورۂ احزاب کی آیت مجھے نہیں ملی، جسے میں جناب نبی کریم ﷺ سے سنا کرتا تھا، جب وہ آیت تحریری شکل میں کہیں نہیں ملی تو ہم لوگوں نے، اس کی تلاش شروع کی، چنانچہ وہ آیت ہم لوگوں کو خزیمہ بن ثابت کے پاس مل گئی، تو ہم لوگوں نے اس آیت کو سورۂ احزاب میں درج کر دیا، اور وہ آیت ہے "من المؤمنین رجال صدقوا ما عاهدوا الله علیه"

﴿سورۂ توبہ کے شروع میں تسمیہ کیوں نہیں﴾

(حدیث نمبر:۲۱۲۳) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قُلْتُ لِعُثْمَانَ مَا حَمَلَكُمْ عَلٰى أَنْ عَمِدْتُمْ إِلَى الْأَنْفَالِ وَهِيَ مِنَ الْمَثَانِيْ وَإِلٰى بَرَاءَةٍ وَهِيَ مِنَ الْمِئِيْنِ فَقَرَنْتُمْ بَيْنَهُمَا وَلَمْ تَكْتُبُوْا سَطْرَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَوَضَعْتُمُوْهَا فِي السَّبْعِ الطُّوَلِ مَا حَمَلَكُمْ عَلٰى ذٰلِكَ قَالَ عُثْمَانُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا يَأْتِيْ عَلَيْهِ الزَّمَانُ وَهُوَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ السُّوَرُ ذَوَاتُ الْعَدَدِ وَكَانَ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ شَيْءٌ دَعَا بَعْضَ مَنْ كَانَ يَكْتُبُ فَيَقُوْلُ ضَعُوْا هٰؤُلَاءِ الْاٰيَاتِ فِي السُّوْرَةِ الَّتِيْ يُذْكَرُ فِيْهَا كَذَا وَكَذَا فَإِذَا نَزَلَتْ عَلَيْهِ الْاٰيَةُ فَيَقُوْلُ ضَعُوْا هٰؤُلَاءِ هٰذِهِ الْاٰيَةَ فِي السُّوْرَةِ الَّتِيْ يُذْكَرُ فِيْهَا كَذَا وَكَذَا وَكَانَتِ الْأَنْفَالُ مِنْ أَوَائِلِ مَا نَزَلَتْ بِالْمَدِيْنَةِ وَكَانَتْ بَرَاءَةُ مِنْ اٰخِرِ الْقُرْاٰنِ نُزُوْلًا وَكَانَتْ قِصَّتُهَا شَبِيْهَةً بِقِصَّتِهَا فَقُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَنَا أَنَّهَا مِنْهَا فَمِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ قَرَنْتُ بَيْنَهُمَا وَلَمْ أَكْتُبْ سَطْرَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَوَضَعْتُهَا فِي السَّبْعِ الطُّوَلِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ.

حل لغات: حملکم: حَمَلَ (ض) حَمْلًا علی الامر: برانگیختہ کرنا، قرنتم: قَرَنَ (ض) قَرْنًا: ملانا، سطر: لکیر، لائن، جمع سطور. الطول: لمبا، جمع أَطْوَال. یذکر: ذکر (ن) ذکرًا: دل میں یاد کرنا۔ ضعوا: وَضَعَ (ف) وَضْعًا: رکھنا۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عثمان سے کہا کہ آپ کو سورۂ انفال اور برأت کو ایک جگہ رکھنے پر کس چیز نے آمادہ کیا حالاں کہ یہ ثانی ہے اور مئین ہے، چنانچہ آپ نے دونوں کو ملا دیا اور ان دونوں کے درمیان بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں لکھی اور سورۂ توبہ کو لمبی سورتوں سے ملا دیا، اس پر آپ کو کس چیز نے آمادہ کیا، حضرت عثمان نے فرمایا کہ جناب نبی کریم ﷺ کے زمانے میں جیسے جیسے وقت گذرتا تھا ویسے ویسے آیتوں والی سورتیں نازل ہوتی تھیں اور جب آپ پر کچھ نازل ہوتا تھا، تو آپ کاتبان وحی میں سے کسی کو بلا کر کہتے ان آیتوں کو اس سورت میں لکھ دو جس میں ایسا ایسا ذکر ہے، پھر جب کوئی دوسری آیت نازل ہوتی تو آپ فرماتے اس آیت کو اس سورت میں لکھ لو جس میں ایسا ایسا ذکر ہے، اور سورۂ انفال ان سورتوں میں سے ہے جو مدنی زندگی کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی ہے اور سورۂ برأت نزول کے اعتبار سے قرآن کا آخری حصہ ہے اور سورۂ انفال کے مضامین سورۂ برأت کے مضامین کے مشابہ ہیں، اور جناب نبی کریم ﷺ کی وفات ہوگئی، لیکن ہمارے لئے یہ واضح نہ ہوسکا کہ سورۂ توبہ انفال میں سے ہے؟ اسی وجہ سے میں نے ان دونوں کو ملا دیا ہے، اور ان دونوں کے درمیان بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں لکھا ہے اور اس کو سات بڑی سورتوں کے ساتھ لکھ دیا ہے۔

خلاصہ حدیث: اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم یوں کہ ہر دو سورتوں کے درمیان فصل کے لئے آتی ہے، اس بنیاد پر چوں کہ سورۂ انفال اور توبہ دونوں الگ الگ مستقل سورت ہیں، اس لئے دونوں سورتوں کے درمیان بسم اللہ الرحمن الرحیم ہونی چاہیے، لیکن دونوں کے مضامین ملتے جلتے ہونے کی وجہ سے یقین سے یہ نہیں کہا جاسکتا تھا یہ دونوں الگ الگ سورت ہیں اور یقین سے یہ بھی نہیں کہا جاسکتا تھا کہ دونوں ملا کر ایک ہی سورت ہے، اس لئے دونوں کے درمیان بسم اللہ نہ لکھ کر ہلکا سا فصل کر دیا تا کہ دونوں صورتیں بحال رہیں۔

کلمات حدیث کی تشریح قلت لعثمان ما حملکم علی ان عمدتم الی الانفال: یعنی جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جمع قرآن کریم کا کام مکمل ہوکر، وہ نسخہ امت کے ہاتھوں میں پہنچ گیا، اس پر حضرت ابن عباس نے خلیفۂ وقت سے پوچھا کہ سورۂ انفال اور سورۂ برأت جو الگ الگ سورتیں ہیں، آپ نے ان دونوں سورتوں کو ایک جگہ ملا کر کیوں لکھ دیا ہے؟ حالاں کہ مزاج قرآن کے مطابق دونوں سورتوں کے درمیان فصل پیدا کرنے کے لئے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھی جانی چاہیے تھی۔ قال عثمان کان رسول اللہ الخ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ تو آپ کو بھی معلوم ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ہر سورت کے درمیان بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تو نہیں لکھی جاتی تھی، بلکہ ہوتا یہ تھا کہ آپ پر جب وحی آتی تھی، تو کاتبین وحی میں سے کسی کو بلا کر اس سے ملتے جلتے مضامین کے ساتھ ملا کر لکھنے کے لئے کہہ دیا جاتا تھا، اور وہ آیت لکھ لی جاتی تھی۔ وکانت الانفال من اوائل ما نزلت بالمدینۃ الخ: یعنی آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ یہ دونوں سورتیں مدنی ہیں، نیز دونوں کے مضامین ملتے جلتے ہیں مزید برآں یہ کہ اب جناب نبی کریم ﷺ کا وصال ہو چکا ہے اور ہم سب پر یہ واضح نہ ہوسکا کہ یہ سورۂ توبہ انفال میں سے ہے یا نہیں، یقین سے کوئی ایک بات نہیں کہی جاسکتی ہے۔ ممن اجل ذٰلک قرنت بیھما و لم اَکْتُبْ الخ: اسی وجہ سے میں نے ان دونوں سورتوں کو ظاہری طور پر ملا دیا ہے اور ان کے درمیان بسم اللہ نہیں لکھی ہے تاکہ دونوں سورتوں پر عمل ہو جائے۔

کتاب الدعوات

الدعوات: جمع ہے، دعوۃ کی معنی دعاء، عاجزی سے مانگنا۔ دعا (ن) دَعْوَۃً: مدد طلب کرنا، اور اصطلاح میں انسان کا اپنی خواہش اور طلب سے اللہ کی طرف رجوع کرنا "وھو طلب الادنیٰ من الاعلیٰ شیئًا علی جھۃ الاستکانۃ" (مرقات: ۵/۲۳)

الفصل الاول

﴿آپ ﷺ کی شان رحمت﴾

(حدیث نمبر: ۲۱۲۴) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ فَتَعَجَّلَ كُلُّ نَبِيٍّ دَعْوَتَهُ وَإِنِّي اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَهِيَ نَائِلَةٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِي لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَلِلْبُخَارِيِّ أَقْصَرَ مِنْهُ.

حل لغات: مستجابۃ: جاب (ن) جَوْبًا: طے کرنا، کاٹنا، أجاب (افعال) جواب دینا، استجاب (استفعال) دعاء قبول کرنا۔ اختبأت: خبأ (ف) خبئًا: چھپانا، پوشیدہ کرنا۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہر نبی کی ایک مقبول دعاء ہوتی ہے، چنانچہ ہر نبی نے اپنی دعاء کرنے میں جلدی کی اور میں نے اپنی دعاء کو قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لئے محفوظ کر رکھی ہے، اس لئے اللہ نے چاہا تو یہ دعاء میری امت میں سے ہر اس شخص کے لئے مفید ہوگی، جس نے اللہ کے ساتھ شرک نہ کیا ہو۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کو اپنی امت کی بہت زیادہ فکر تھی، اس لئے آپ نے اس مقبول دعاء کو قیامت کے دن اپنی امت کی کامیابی کی خاطر محفوظ کر رکھا ہے تاکہ اس دن کام آئے۔

کلمات حدیث کی تشریح لکل نبی مستجاب: ہر نبی کو ایک دعائے مستجاب اسلئے دی گئی تھی تاکہ وہ لوگوں کے مصائب و آلام سے نجات پانے کے لیے استعمال کرے۔ "اي في حق مخالفتي امته جميعهم بالاستيصال، فتعجل کل نبی دعوته: یعنی ہر نبی نے اپنی امت کی پریشانیوں سے تنگ آکر اپنی امت کی ہلاکت اور تباہی کے لئے بددعاء کردی یا

یہ کہ اپنی فائدے کے لئے جس نے جو چاہا دعاء کی۔ وانی اختبات دعوتی شفاعة لامتی الی یوم القیامة: یعنی ہر نبی کی طرح، اس دعائے مستجاب کو کرنے کے لئے جناب نبی کریم ﷺ نے جلدی نہیں کی، بلکہ آپ نے اس دعاء کو قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لئے محفوظ کر رکھا ہے۔ فھی نائلة ان شاء اللہ الخ: یعنی اب جو شخص ایمان لاکرامت اجابت میں رہے گا، قیامت کے دن اس کو اس دعاء کی برکتیں حاصل ہوں گی۔

﴿آپ کی ایک خاص دعاء﴾

(حدیث نمبر: ۲۱۲۵) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ إِنِّي اتَّخَذْتُ عِنْدَكَ عَهْدًا لَنْ تُخْلِفَنِيْهِ فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ فَأَيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ اٰذَيْتُهُ شَتَمْتُهُ لَعَنْتُهُ جَلَدْتُهُ فَاجْعَلْهَا لَهُ صَلٰوةً وَزَكَاةً وَقُرْبَةً تُقَرِّبُهُ بِهَا إِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حل لغات: بشر: انسان، واحد جمع، مذکر و مؤنث سب کے لئے مستعمل ہے، اذیتہ: اذی (ض) ایذائً: تکلیف پہنچانا، شتمتہ: شتم (ن،ض) شَتْمًا: گالی دینا، لعنتہ: لعن (ف) لعنًا: لعنت کرنا۔

ترجمہ: انسے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے اللہ! میں نے تجھ سے ایک عہد کیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ آپ اسکے خلاف نہیں کریں گے، اسلئے کہ میں انسان ہوں، اسلئے میں نے جس مومن کو تکلیف پہنچائی ہے، گالی دی ہے، لعنت کی ہے یا اس کو مارا ہے، تو اس کو اس کے لئے رحمت، پاکی اور قرب کا ذریعہ بنادے، تاکہ آپ قیامت کے دن ان چیزوں کے ذریعے سے اس کو اپنا قرب بخشیں۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کی امت پر یہ انتہا درجے کی شفقت کہی جاسکتی ہے کہ آپ ان چیزوں کو بھی ذریعہ رحمت بنا رہے ہیں جن سے لوگوں کے درمیان نفرت کی آگ سلگتی ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح انی اتخذت عندك عهدًا: یعنی نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے ایک وعدہ کیا تھا اسی کا اظہار ہے۔ لن تخلفنیه: اللہ کی ذات چوں کہ کریم ہے اور کریم وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کیا کرتا ہے، اس لئے جناب نبی کریم ﷺ کو اس بات کا مکمل یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ انسے کئے گئے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کریں گے۔ فانما انا بشر فای المؤمنین الخ: ویسے تو جناب نبی کریم ﷺ بڑے شفیق اور رحم دل تھے کبھی کسی کو کچھ کہنا یا ڈانٹ پھٹکار کرنا یہ سب کچھ آپ کی ذات سے نا ممکن تھا "حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے جناب نبی کریم ﷺ کی دس سال خدمت کی ہے، لیکن آپ نے کبھی ٹوکا تک نہیں" چہ جائے کہ آپ دوسرے صحابی کو کچھ کہیں تو یہ بات اپنی جگہ محقق ہے کہ آپ نے کبھی کسی کو کچھ کہا نہیں ہے، اور جو آپ نے اس طرح کی دعاء کی ہے یہ از راہ الفت اور تواضع ہے کہ اگر ایسا ہو جائے تو ان چیزوں کو اس کیلئے رحمت اور مغفرت کا ذریعہ بنادیا جائے۔

﴿یقین سے دعاء کرے﴾

(حدیث نمبر: ۲۱۲۶) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ فَلَا يَقُلِ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي إِنْ شِئْتَ ارْحَمْنِي إِنْ شِئْتَ ارْزُقْنِي إِنْ شِئْتَ وَلْيَعْزِمْ مَسْاَلَتَهُ إِنَّهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ وَلَا مُكْرِهَ لَهُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حل لغات: شئت: شیاء (ف) شیئًا: چاہنا، لیعزم: عَزَمَ (ض) عَزْمًا: پختہ ارادہ کرنا۔

ترجمہ: ان سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو یہ نہ کہے، اے اللہ! مجھے بخش دے اگر تو چاہتا ہے، مجھ پر رحم فرما اگر تو چاہتا ہے، مجھے رزق دے اگر تو چاہتا ہے، بلکہ اپنی دعاء پر یقین رکھے، اس لئے کہ اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے، اس پر کوئی زبردستی نہیں ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ دعاء مانگے تو پورے یقین کے ساتھ مانگے کہ اللہ ضرور عنایت کرے گا، یہ الگ بات ہے کہ اللہ کسی مصلحت سے وہ چیز نہ دے بلکہ دوسری چیز دے دے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح وعنہٗ: یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ **فلا یقل اللّٰھم اغفرلی ان شئت الخ:** یعنی اللہ تعالیٰ کریم ہے بخیل نہیں ہے، اللہ تعالیٰ سب کو دیتا ہے، اس لئے اللہ سے جو بھی چیز مانگی جائے پورے یقین اور اعتماد سے مانگی جائے، اللہ ضرور دے گا۔ **انہٗ یفعل مایشاء ولا مکرہ لہٗ:** یعنی اللہ کی ذات قادر مطلق ہے، جس کو دینا مفید ہوتا ہے اس کو دے دیتا ہے اور جس کو دینے سے خود اس آدمی کے لئے وبال جان بن جائے اسی کو نہیں دیتا ہے، یہ اللہ کی مرضی پر ہے اس لئے کہ اللہ پر کوئی زبردستی نہیں ہے۔

﴿دعاء رغبت سے مانگیے﴾

(حدیث نمبر:۲۱۲۷) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ فَلَا يَقُلِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي إِنْ شِئْتَ وَلٰكِنْ لِيَعْزِمْ وَلْيُعَظِّمِ الرَّغْبَةَ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَتَعَاظَمُهٗ شَيْءٌ أَعْطَاهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: لیعزم: عَزَمَ (ض) عَزْمًا: پختہ ارادہ کرنا، یتعاظمہٗ: عَظُمَ (ك) تَعَاظَمَ (تفاعل) بڑا ہونا۔

ترجمہ: ان سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی دعاء کرے تو یہ نہ کہے اے اللہ! مجھے بخش دے اگر تو چاہے بلکہ یقین اور پوری رغبت کے ساتھ دعاء کرے، اس لئے کہ اللہ کوئی چیز دیتا ہے تو یہ اس کے لئے عظیم نہیں ہے۔

خلاصۂ حدیث اللہ تعالیٰ سے جب دعاء کرے تو پوری رغبت سے کرے اسلئے کہ اللہ سے عظیم سے عظیم تر چیز مانگی جائے وہ اللہ کیلئے بہت معمولی ہوتی ہے، اسلئے دے دینے کی صورت میں اللہ کو ذرہ برابر بھی کوئی نقصان نہیں ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح وعنہٗ: یعنی یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے: **إذا دعا أحدکم فلا یقل الخ:** جب کوئی شخص اللہ سے دعا کرے تو اس طرح سے نہ کہے کہ دینا ہو تو دے دیجئے نہ دینا ہو تو مت دیجئے۔ اس لئے کہ اللہ کے نہ دینے کی صورت میں اور کونسا در ہے؟ جہاں جا کر اللہ کے مقابلے میں لوگ دستِ سوال دراز کریں گے۔ **ولکن لیعزم ولیعظم الرغبۃ:** یعنی اللہ سے جب دعاء کرے مکمل یقین اور پوری رغبت سے دعاء کرے۔ **فإن اللہ لایتعاظمہٗ شيء الخ:** یعنی اللہ تعالیٰ سے بڑی سے بڑی چیز مانگنے میں نہ ہچکچائے، اس لئے کہ بندے کی نظر میں بڑی سے بڑی چیز اللہ کی نظر میں بہت معمولی ہوتی ہے۔

﴿دعاء مانگنا نہ چھوڑیے﴾

(حدیث نمبر:۲۱۲۸) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ مَا لَمْ يَسْتَعْجِلْ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا الْاِسْتِعْجَالُ؟ قَالَ يَقُوْلُ قَدْ دَعَوْتُ وَقَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ أَرَ يُسْتَجَابُ لِي فَيَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذٰلِكَ وَيَدَعُ الدُّعَاءَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: باثم: گناہ، جمع آثم، أثِمَ (س) إِثْمًا: گناہ کرنا، یستحسر: حَسَرَ (س) حَسْرًا وحَسْرَةً: افسوس کرنا، استحسر (استفعال) تھکنا۔

ترجمہ: ان سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بندے کی دعاء اس وقت تک قبول کرتا ہے جب تک وہ گناہ یا ناتا توڑنے کی دعا نہ کرے، نیز وہ جب تک دعا میں جلدی نہ کرے، کہا گیا یا رسول اللہ! ''الاستعجال'' کیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا بندہ کہے میں نے (فلاں موقع پر) دعاء کی ہے اور (فلاں موقع پر) دعاء کی ہے، لیکن میں نے قبول ہوتے نہیں دیکھی، چنانچہ وہ اس وقت

تھک کر بیٹھ جاتا ہے اور دعاء کرنا چھوڑ دیتا ہے۔

خلاصۂ حدیث بروقت دعاء قبول نہ ہو تو اسکے اسباب پر غور کرے کہ آخر دعاء قبول کیوں نہیں ہوتی ہے؟ اور ان موانع کو ختم کرے، ایسا نہ ہو کہ دعاء قبول نہ ہونے کی صورت میں، کبیدہ خاطر ہو کر بیٹھ جائے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح وعنهٗ: یعنی یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے **يستجاب للعبد مالم يدع باثم**: یعنی دعاء کے تمام شرائط پائے جائیں تو اللہ تعالیٰ دعاؤں کو قبول کرتا رہتا ہے اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہتا ہے، جب تک آدمی کسی غلط کام کی دعاء نہ کر بیٹھے جیسے کوئی یہ دعاء کرے کہ یا اللہ! مجھے فلاں شخص کو قتل کرنے کی توفیق دے یا مجھے شراب پینے کی توفیق دے وغیرہ۔ **أو قطيعة رحم**: رشتہ داروں کے ساتھ وفائی اور نبھاؤ، شریعت کی نظر میں بڑا عظیم الشان کام ہے اس لئے کوئی شخص رشتے کے تانے بانے بکھرنے کی دعاء کرے گا تو اس کی دعاء قبول نہ ہوگی اس لئے کہ یہ بھی ایک طرح سے گناہ ہے، گویا کہ اس کا تذکرہ **تخصيص بعد التعميم** ہے۔ **مالم يستعجل**: یعنی جو شخص دعاء کی قبولیت میں جلدی مچاتا ہے، اس کی بھی دعاء قبول نہیں کی جاتی ہے۔ **قيل يا رسول الله ما الاستعجال**: جناب نبی کریم ﷺ سے استعجال کا مطلب پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: **قال يقول قد دعوت إلخ**: یعنی جناب نبی کریم ﷺ نے استعجال کا مطلب یہ بتایا کہ ایک دو دفعہ آدمی، دعاء مانگ کر یہ کہنا شروع کر دے کہ میں نے فلاں فلاں موقع پر دعاء مانگی مگر میری وہ دعائیں قبول نہیں ہوئیں وہ ایسے موقع پر تھک کر بیٹھ جاتا ہے اور دعاء کرنا چھوڑ دیتا ہے۔

﴿دوسرے کے حق میں دعاء کرنا﴾

(حدیث نمبر: ۲۱۲۹) وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِأَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ عِنْدَ رَأْسِهِ مَلَكٌ مُؤَكَّلٌ كُلَّمَا دَعَا لِأَخِيْهِ بِخَيْرٍ قَالَ الْمَلَكُ الْمُؤَكَّلُ بِهِ اٰمِيْنَ وَلَكَ بِمِثْلٍ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: **لاخيه**: اخ، بھائی، جمع إِخْوَةٌ وإِخْوَان. ظَهْرٌ: پیٹھ، جمع أَظْهُر. **الملك**: فرشتہ، جمع مَلَائِكٌ.

ترجمه: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان آدمی کا اپنے مسلمان بھائی کی پیٹھ پیچھے کی دعاء قبول کی جاتی ہے، اس کے سر کے پاس ایک متعین فرشتہ ہوتا ہے، جب جب وہ اپنے بھائی کے لئے بھلائی کی دعا کرتا ہے تو وہ متعین فرشتہ آمین اور ایسا ہی تیرے لئے کہتا ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنے بھائی کے لئے غائبانہ دعاء کرتا ہے، ایسی صورت میں خلوص کا پیمانہ لبریز ہوتا ہے، اس لئے ایسی دعائیں شرف قبولیت سے نوازی جاتی ہیں۔

کلماتِ حدیث کی تشریح **دعوة المرء المسلم لاخيه بظهر الغيب**: یعنی مراد ایسی دعاء ہے جو دعاء جس کیلئے کی جا رہی ہے وہ سن نہ سکے، خواہ غائب ہو، یا اس مجلس میں ہو، لیکن آہستہ یا دل سے دعاء کی جا رہی ہے اور وہ سن نہیں رہا ہے، **مستجابة**: یعنی ایسی دعاء قبول ہوتی ہے، **عند راسه ملك مؤكل الخ**: اس طرح کی دعاؤں میں چوں کہ خلوص زیادہ ہوتا ہے، اس لئے اس کے اعزاز میں ایک فرشتہ متعین کر دیا جاتا ہے، وہ فرشتہ دعاء کرنے والے کے سر کے پاس رہتا ہے اور وہ آدمی جب جب دعاء کرتا ہے وہ فرشتہ اس پر آمین کہتا ہے اور وہ فرشتہ یہ بھی کہتا ہے، جس چیز کی آپ نے اپنے بھائی کے لئے دعاء کی ہے، وہ چیز آپ کو بھی ملے۔

﴿بد دعاء کرنے کی ممانعت﴾

(حدیث نمبر: ۲۱۳۰) وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْعُوْا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ وَلَا

تَدْعُوْا عَلٰى أَوْلَادِكُمْ وَلَا تَدْعُوْا عَلٰى أَمْوَالِكُمْ لَا تُوَافِقُوْا مِنَ اللّٰهِ سَاعَةً يُسْئَلُ فِيْهَا عَطَاءً فَيَسْتَجِيْبَ لَكُمْ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ، وَقَدْ ذُكِرَ حَدِيْثُ بْنِ عَبَّاسٍ: اِتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فِيْ كِتَابِ الزَّكَاةِ.

حل لغات: انفسکم: جمع ہے، نفس کی بمعنی نفس۔لا توافق: وَفِقَ (ض) وَفْقًا، وافق (مفاعلت) موافق ہونا۔

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا اپنی اولاد اپنے مال اور نفس پر بددعا نہ کرو، ایسا نہ ہو کہ اللہ کی طرف سے تمہیں وہ گھڑی مل جائے جس میں اللہ تعالیٰ ہر سوال کو قبول کرتا ہے، چنانچہ اس میں تمہاری بددعا قبول ہو جائے۔

خلاصۂ حدیث آدمی کو کسی وقت بددعا نہیں کرنی چاہئے، ایسا ہوتا ہے کہ بددعا تو کر لی اور قبول بھی ہو گئی تو بعد کو پچھتانا پڑتا ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح لاتدعوا علیٰ انفسکم الخ: یعنی آدمی اپنے نفس کی ہلاکت یا اپنی اولاد کی بربادی یا اپنے مال کی تباہی کیلئے بددعا نہ کرے، لا توافق من اللہ تعالیٰ الخ: اسلئے کہ ایسا ہوسکتا ہے، جسوقت آدمی غصے میں اپنی تباہی یا بربادی کی دعاء کر رہا ہے وہ قبولیت کی گھڑی ہو اور یہ بددعا قبول ہو کر وہ شخص تباہی اور بربادی کے دہانے پر کھڑا ہو جائے

الفصل الثانی

﴿دعاء عبادت ہے﴾

(حدیث نمبر:۲۱۳۱) وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ ثُمَّ قَرَءَ وَقَالَ رَبُّكُمْ اُدْعُوْنِيْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حل لغات: العبادۃ: بندگی کرنا، جمع عبادات۔

ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا دعاء ہی عبادت ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی "تمہارے رب نے کہہ دیا ہے مجھ سے دعاء مانگو میں قبول کروں گا۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ دعاء ایک حقیقی عبادت ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح الدعاء ھو العبادۃ: یعنی دعاء ہی حقیقی عبادت ہے، اس لئے کہ دعاء تمام عبادتوں میں مہر کی حیثیت رکھتی ہے۔

﴿دعاء عبادت کا مغز ہے﴾

(حدیث نمبر:۲۱۳۲) وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حل لغات: مخ: گودا، جمع مِخاخ. العبادۃ: بندگی، جمع عِبَادات.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دعاء عبادت کا مغز ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ دعاء عبادت کا مغز اور ماحصل ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح الدعاء مخ العبادۃ: یعنی دعاء ہی عبادت کا مقصدِ اصلی ہے، اس لئے جس طریقے سے انسان کا وجود مغز کے بغیر ناممکن ہے، ایسے ہی دعاء کے بغیر عبادت لا حاصل ہے۔

﴿دعاء کی فضیلت﴾

(حدیث نمبر:۲۱۳۳) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَمَ عَلَى اللّٰهِ مِنَ الدُّعَاءِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

حل لغات: اکرم: کَرُمَ (ك) كَرَمًا: عزیز ونفیس ہونا۔ اکرم (افعال) تعظیم کرنا۔

ترجمه: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک دعاء سے زیادہ بلند مرتبے والی کوئی (دوسری) چیز نہیں ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اوراد واذکار اور عبادات میں دعاء کا مقام بڑا اعلیٰ اور ارفع ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح لیس شیٔ اکرم علی اللّٰہ من الدّعاء: یعنی دعاء کا اس حدیث شریف میں اہم ہونے سے مراد یہ ہے کہ دعاء، اوراد واذکار اور عبادات کے مقابلے میں سب سے اعلیٰ اور ارفع ہے، دعاء کو عمومی فوقیت حاصل نہیں ہے، ورنہ تو قرآن کریم کی آیت "اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ" کے خلاف لازم آئے گا، اس لئے یہی توجیہ کی جائے گی کہ انسان کو دوسرے انسان پر فوقیت الگ حیثیت سے حاصل ہے، ایسے ہی دعاء کو، تمام عبادتوں پر فوقیت الگ حیثیت سے حاصل ہے دونوں الگ الگ چیزیں ہیں، دونوں میں کوئی تضاد نہیں ہے۔

﴿دعاء کی لازوال طاقت﴾

(حدیث نمبر: ۲۱۳۴) وَعَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرُدُّ الْقَضَاءَ إِلَّا الدُّعَاءُ وَلَا يَزِيْدُ فِي الْعُمَرِ إِلَّا الْبِرُّ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حل لغات: لا یرد: رَدَّ (ن) رَدًّا: لوٹانا، واپس کرنا، رد کرنا۔

ترجمه: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا تقدیر کو صرف دعاء ٹال سکتی ہے اور عمر میں اضافہ صرف نیکی ہی کر سکتی ہے۔

خلاصۂ حدیث دعاء میں لازوال طاقت اور ایسی لازوال طاقت کہ تقدیر کو بھی بدلنے کی اپنے اندر صلاحیت رکھتی ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح لا یرد القضاء الا الدعاء: یہ بات ذہن میں رہے کہ تقدیر کی دو قسمیں ہیں (۱) تقدیر مبرم (۲) تقدیر معلق۔ تقدیر مبرم کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اٹل فیصلہ ہے، اس کے تحت اللہ تعالیٰ کے وہ تمام فیصلے آتے ہیں، جیض ہر حال میں واقع ہونا ہے، وہ فیصلے مطلق ہونے میں کسی واقع کے ساتھ معلق نہیں ہوتے ہیں، اور تقدیر معلق کا مطلب ہے کہ یہ بھی اللہ ہی کا فیصلہ ہوتا ہے، لیکن کسی شرط کے ساتھ معلق ہو کر، جیسے ہجرت کی شب کفار مکہ نے جناب نبی کریم ﷺ کو قتل کرنے کے ارادے سے گھیر لیا تھا، لیکن آپ یہ آیت "وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ" (یٰس: ۹) پڑھتے ہوئے نکل گئے، تو ظاہری تقدیر تو یہی تھی کہ جب مسلح فوج نے آپ کو گھیر رکھا ہے اور قتل کا مستحکم ارادہ ہے تو یقیناً آپ کی موت واقع ہونی تھی، لیکن آپ نے چوں کہ یہ آیت پڑھی جس کو دعاء بھی کہہ سکتے ہیں، جس کی بنیاد پر آپ بحفاظت سب کے سامنے سے نکل گئے، یقیناً اگر آپ یہ دعاء نہ پڑھتے تو حالات وواقعات کی رو سے اس دن آپ کی وفات یقینی تھی، جو دعاء کی وجہ سے ٹل گئی، اس حدیث شریف میں یہی تقدیر معلق مراد ہے۔ ولا یزید فی العمر الا البر: یعنی جس طریقے سے تقدیر معلق کسی شرط کے ساتھ معلق ہوتی ہے، ایسے ہی بعض دفعہ عمر بھی کسی نیکی کے ساتھ معلق رہتی ہے، اگر انسان ان نیکیوں کو انجام دیتا ہے تو اس کی عمر میں اضافہ ہو جاتا ہے ورنہ وہ عمر طبعی پا کر دنیا سے چل بستا ہے، جیسے جدید تحقیق میں یہ بات آئی ہے جو لوگ دائیں ہاتھ سے لکھتے ہیں ان کی عمر بائیں ہاتھ سے لکھنے کی صورت کے مقابلے میں دس سال بڑھ جاتی ہے، اور لکھنا چوں کہ ایک ایسا کام ہے جو دائیں ہاتھ سے ہی کرنے کا ہے، اور دائیں سے کئے جانے والے کاموں کو دائیں ہاتھ سے انجام دینا شریعت کی نظر میں ایک نیکی کا کام ہے اس لئے اس کی عمر بڑھ جاتی ہے۔

﴿دعاء ایک لازمی چیز ہے﴾

(حدیث نمبر:۲۱۳۵) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الدُّعَاءَ یَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ یَنْزِلْ فَعَلَیْکُمْ عِبَادَ اللّٰهِ بِالدُّعَاءِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ عَنْ مُعَاذِبْنِ جَبَلٍ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ.

حل لغات: ینفع: نَفَعَ (ف) نَفْعًا: فائدہ پہونچانا، نَزَلَ: نَزَلَ (ض) نُزُوْلًا: اترنا۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ دعاء پیش آمدہ چیزوں اور آئندہ آنے والی چیزوں (دونوں) کے لئے نافع ہے، اس لئے اے اللہ کے بندو! دعاء کو لازم پکڑو۔

خلاصۂ حدیث دعاء ہر اعتبار سے مفید ہے، اس لئے اس کو اپنائے رہنے کی ضرورت ہے تاکہ اس سے فائدہ ہوتا رہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح ان الدعاء ینفع مما نزل: یعنی بلا اور مصیبت نازل ہونے کے بعد انسان اس سے دستگاری کی دعاء تمام قیود شرائط کی رعایت کرتے ہوئے عزم واستقلال سے کرے تو یقیناً وہ آئی ہوئی، مصیبت ٹل جایا کرتی ہے۔ ومما لم ینزل: ایسے ہی کوئی آفت آنے والی ہے، آدمی پہلے سے ہی دعاء مانگنا شروع کر دیتا ہے تو آنے والی آفت ٹل جاتی ہے، اور آدمی کو پتا بھی نہ چل پاتا ہے۔ فعلیکم عباد اللّٰہ بالدعاء: اس لئے جناب نبی کریم ﷺ کی ہدایت ہے کہ سب لوگ دعاء کرنے کو لازم پکڑیں، تاکہ ہر طرح سے فائدہ حاصل ہوتا رہے۔

﴿کوئی دعاء بے کار نہیں جاتی﴾

(حدیث نمبر:۲۱۳۶) وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَحَدٍ یَدْعُوْا بِدُعَاءٍ اِلَّا اٰتَاهُ اللّٰهُ مَا سَاَلَ اَوْ کَفَّ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهُ مَالَمْ یَدْعُ بِاِثْمٍ اَوْ قَطِیْعَةِ رَحْمٍ. رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حل لغات: کف: کَفَّ (ن) کَفًّا: روکنا، السوء: بدی، جمع أسواء. ساءَ (ن) سَوَاءً: برابر ہونا، قبیح ہونا، باثم: ناجائز عمل، جمع آثام

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ سے دعاء کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو وہی دے دیتا ہے جو اس نے سوال کیا ہے، یا نہیں تو اس سے اسی کے برابر کوئی مصیبت دور کر دیتا ہے، جب تک وہ گناہ یا ناتا توڑنے کی دعاء نہ کرے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی جب دعاء کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو وہی چیز دے دیتا ہے، جس کا اس نے سوال کیا ہے، لیکن اگر اس کو وہ چیز دینا مصلحت کے خلاف ہوتا ہے تو اس کی دوسرے انداز میں امداد کی جاتی ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح ما من أحد یدعو بدعاء الخ: یعنی وہ چیز اس کے لئے مقدر ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ وہی چیز دے دیتا ہے: او کف عنهُ من السوء الخ یعنی اگر اس کو وہ مانگی ہوئی چیز نہیں ملتی ہے تو اس آدمی سے اللہ تعالیٰ آفت کو دور کر دیتا ہے۔ مالم یدع باثم او قطیعة رحم: یعنی یہ قبولیت کا سلسلہ اس وقت تک جاری رہتا ہے جب کہ وہ آدمی کسی گناہ کی دعاء نہ کر بیٹھے، اگر وہ گناہ کی دعاء کرے تو اس کو دعاء سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا ہے۔

﴿اللہ سے اس کا فضل مانگے﴾

(حدیث نمبر:۲۱۳۷) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَلُوْا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ اَنْ یُّسْاَلَ وَاَفْضَلُ الْعِبَادَةِ اِنْتِظَارُ الْفَرَجِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ.

حل لغات: فضل: احسان، جمع فُضُول. الفرج: کشادگی، جمع فُرُوْج. فَرَجَ (ض) فَرْجًا: کشادہ کرنا۔

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سے اس کا فضل مانگو اس لئے کہ اللہ اس کو پسند کرتا ہے کہ اس سے مانگا جائے، اور بہترین عبادت کشادگی کا انتظار کرنا ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ سے اس کے فضل کو مانگے اس سے اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتا ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح سلوا اللّٰہ من فضلہ: یعنی اللہ سے دعاء میں اس کے فضل کو مانگے، فإن اللّٰہ یحب أن یسأل: یعنی اللہ تعالیٰ چوں کہ کریم، منعم، حقیقی غنی اور سارے داتاؤں کا داتا ہے، اس لئے اللہ سے مانگنے کی صورت میں وہ بہت خوش ہوتا ہے۔ وافضل العبادۃ انتظار الفرج: یعنی آدمی جب اللہ سے دعاء کرے اور بروقت اس کا کام نہ ہوسکے، تو لوگوں سے شکوہ شکایت کے بجائے، اللہ تعالیٰ سے پرامید ہوکر اپنی ضروریات کی تکمیل کے لیے مزید دعاء کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی تکمیل اس انداز میں کردے گا کہ اپنی ساری تنگیوں تو بھول جائے گا، یہی ہے انتظار الفرج کا مطلب۔

﴿دعاء نہ کرنا اللہ کی ناراضگی کا سبب ہے﴾

(حدیث نمبر:۲۱۳۸) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ لَمْ يَسْأَلِ اللّٰهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حل لغات: یغضب: غَضِبَ (س) غَضَبًا: غضب ناک ہونا۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ سے نہیں مانگتا ہے، اللہ اس سے ناراض ہوتا ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ سے دعاء مانگتا رہے، تا کہ اس کے غضب کا شکار نہ ہوجائے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح من لم یسأل اللّٰہ یغضب علیہ: عبادت کا مقصد، اللہ کے حضور میں عاجزی اور انکساری سے سر جھکانا ہے، اور یہ اس وقت کامل طریقے پر پایا جاتا ہے جب انسان اللہ کے سامنے گڑگڑا کر مانگے یعنی اللہ سے مانگنے کی صورت میں کامل طور پر بندگی پائی گئی، اس لئے اللہ خوش ہوتا ہے، لیکن اگر کوئی انسان یہ نہ کر کے، دعاء سے بالکل بے نیاز رہتا ہے، ایسا انسان تکبر و گھمنڈ کا متوالا سمجھا جاتا ہے، جو کسی بھی مخلوق کے لئے روا نہیں ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے، چوں کہ تکبر اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ "الکبر ردائی"

﴿دعاء ابواب رحمت کی کنجی ہے﴾

(حدیث نمبر:۲۱۳۹) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فُتِحَ لَهُ مِنْكُمْ بَابُ الدُّعَاءِ فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ وَمَا سُئِلَ اللّٰهُ شَيْئًا يَعْنِي أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يُسْأَلَ الْعَافِيَةَ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حل لغات: فتح: فَتَحَ (ف) فتحًا: کھولنا، باب: دروازہ، جمع ابواب.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جس کے لئے دعاء کا دروازہ کھل گیا اس کے لئے رحمت کے دروازے کھل گئے، اور جب اللہ سے کوئی چیز مانگی جائے تو یہ اللہ کو زیادہ پسند ہے کہ عافیت مانگی جائے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ سے جب دعاء کرے تو عافیت کی دعاء کرے یہ چیز اللہ کو بہت پسند ہے، اس لئے کہ اس میں دین و دنیا دونوں کی تمام بھلائیاں سمٹ کر آگئی ہیں۔

کلماتِ حدیث کی تشریح من فتح لہ منکم باب الدعاء إلخ: یعنی جس شخص کو دعاء کرنے کی توفیق ہو اور وہ خوب دعاء کرتا ہو تو یہ سمجھنا چاہیے کہ اس کے لئے رحمت کے دروازے کھل گئے ہیں، اس لئے کہ جب زیادہ دعاء کرے گا

تو بعض دفعہ اس کی دعائیں قبول ہوں گی اور بعض دفعہ اس کے مصائب ٹال دیئے جائیں گے۔ وما سئل اللّٰہ شیئًا یعنی احب اللّٰہ الخ: یہ بات ذہن میں رہے کہ ملا علی قاری نے یہ لکھا ہے کہ اکثر کتب حدیث میں لفظ "یعنی" نہیں ہے۔ "ویوید ماقلنا ان لفظ "یعنی" غیر موجود فی أکثر کتب الحدیث کالحصین وغیرہ" (مرقاۃ: ۵/۴۰) اس لئے یعنی کو نظر انداز کر کے ہی ترجمہ اور مطلب بیان کرنا چاہیے، مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ سے عافیت کی دعاء کرنے سے اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتا ہے، اس لئے کہ اس مختصر لفظ میں دین و دنیا کی تمام بھلائیاں جمع ہوگئی ہیں۔

﴿فراخی کے ایام میں زیادہ دعاء کرے﴾

(حدیث نمبر: ۲۱۴۰) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَسْتَجِيْبَ اللّٰهُ لَهُ عِنْدَ الشَّدَائِدِ فَلْيُكْثِرِ الدُّعَاءَ فِي الرَّخَاءِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

حل لغات: سرہ: سَرَّ (ن) سُرُوْرًا: خوش ہونا، الشدائد: جمع ہے شدۃ کی بمعنی مصیبت، الرخاء: رَخَا (ن) رخی (ن) رَخَاءً: زندگی کا آسودہ ہونا۔

ترجمه: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو اس بات سے خوشی ہو کہ اللہ تعالیٰ مصیبت کے وقت اس کی دعاء قبول کرے، تو اس کو چاہئے کہ فراخی کے ایام میں زیادہ دعاء کرے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو، آسودہ مال سے نوازا ہے، ان کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائیں اور خوب خوب دعاء کریں، تاکہ مصائب کے ایام میں بھی اللہ تعالیٰ دعاؤں کو قبول کرے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح من سرہ أن یستجیب اللّٰہ لہ إلخ: یعنی جس شخص کی یہ تمنا ہو کہ اللہ تعالیٰ مصائب کے ایام میں، اس کی دعاء قبول کرے، تو ایسے آدمی کو چاہئے کہ فراخی کے ایام میں خوب خوب دعاء کیا کرے، تاکہ یہ سمجھا جاسکے کہ یہ شکر گزار بندہ ہے۔

﴿دعاء مانگتے وقت قبولیت کا یقین ہو﴾

(حدیث نمبر: ۲۱۴۱) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُدْعُوا اللّٰهَ وَأَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْإِجَابَةِ وَاعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَجِيْبُ دُعَاءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

حل لغات: موقنون: يَقِنَ (س) يَقْنًا: یقین کرنا، اعتماد کرنا۔ غافل: غَفَلَ (ن) غَفْلَةً: غافل ہونا۔

ترجمه: ان سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سے اس حال میں دعاء مانگو کہ قبولیت کا یقین ہو اور جان لو اللہ تعالیٰ قلب غافل کی دعاء قبول نہیں کرتا ہے۔

خلاصۂ حدیث آدمی مکمل دھیان اور قبولیت پر یقین کے ساتھ دعاء مانگے، تاکہ قبول ہو جائے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح وعنہ: یعنی یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے: ادعوا اللّٰہ وانتم موقنون بالاجابۃ الخ یعنی آدمی جب دعاء کرے تو دعاء کے قیود و شرائط، تمام لوازمات اور حضور قلبی کے ساتھ ساتھ قبولیت پر یقین کی ساتھ ہی دعاء کرے، اس لئے اگر اس طرح یقین اور حضور قلبی سے دعاء نہیں کرے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کی دعاء کو قبول نہیں فرمائے گا، اس لئے کہ جب خود ہی قبولیت پر یقین نہیں ہے تو پھر دینے والا کیوں دے گا۔

﴿دعاء میں ہاتھ اٹھانے کا طریقہ﴾

(حدیث نمبر: ۲۱۴۲) وَعَنْ مَالِكِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْأَلُوْهُ بِبُطُوْنِ أَكُفِّكُمْ وَلَا تَسْأَلُوْهُ بِظُهُوْرِهَا وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَلُوا اللّٰهَ بِبُطُوْنِ أَكُفِّكُمْ وَلَا تَسْأَلُوْهُ بِظُهُوْرِهَا فَإِذَا فَرَغْتُمْ فَامْسَحُوْا بِهَا وُجُوْهَكُمْ (رَوَاهُ أَبُوْ دَاؤُدَ)

حل لغات: بطون: جمع ہے، بَطْنٌ کی بمعنی ہر چیز کا باطنی حصہ، اکفکم: جمع ہے کف کی بمعنی ہتھیلی، بظهورها: جمع ہے ظَهْرٌ کی بمعنی ہر چیز کا ظاہری حصہ۔

ترجمہ: حضرت مالک بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم اللہ سے مانگو تو اپنی ہتھیلیوں کے باطنی حصے سے مانگو اور اس کے ظاہری حصے سے نہ مانگو، اور حضرت ابن عباس کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سے اپنی ہتھیلیوں کے باطنی حصے سے مانگو، اس کے ظاہری حصے سے نہ مانگو، جب تم فارغ ہو جاؤ تو دونوں ہتھیلیوں کو اپنے چہرے پر پھیر لو۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی جب دعاء کرے تو اپنی ہتھیلیوں کو قدرے پھیلا کر باطن حصے سے دعاء کرے، اور جب دعاء سے فارغ ہو جائے تو ہتھیلیوں کو اپنے چہرے پر پھیر لے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح إذا سألتم الله فاسألوه ببطون الخ: یعنی آدمی جب ہاتھ پھیلا کر دعاء کرے تو اس کی ہیئت اس طرح ہو کہ دونوں ہاتھ سینے کے برابر تک اٹھے ہوئے ہوں، دونوں ہتھیلیوں کے باطنی حصے کا رخ آسمان کی طرف ہو، کہنیاں پہلو سے جدا اور دونوں ہتھیلیوں کے درمیان قدر فاصلہ ہو "فيرفعهما كالدعاء والرفع فيه وفي الاستسقاء مستحب فيبسط يديه حذاء صدره نحو السماء لأنها قبلة الدعاء ويكون بينهما فرجة" (درمختار: ۲/۲۱۵)

ولاتسالوه بظهورها إلخ: اس طرح مانگنا اس لئے منع ہے کہ یہ کسی سے مانگنے کا کوئی طریقہ نہیں ہے۔ فإذا فرغتم فامسحوا بها وجوهكم: یعنی آدمی جب دعاء سے فارغ ہو تو چاہئے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرے پر پھیر لے، تاکہ رحمت کے آثار اس کے چہرے پر آجائیں۔ وفيه ان الجزري عدّ في الحصن من جملة آداب الدعاء مسح وجهه بيديه بعد فراغه واسنده الى ابى داؤد والترمذي وابن ماجة وابن حبان والحاكم في مستدركه" (مرقات ۵/۴۲)

﴿اٹھے ہوئے ہاتھوں کی لاج رکھی جاتی ہے﴾

(حدیث نمبر: ۲۱۴۳) وَعَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ رَبَّكُمْ حَيٌّ كَرِيْمٌ يَسْتَحْيِيْ مِنْ عَبْدِهِ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَيْهِ أَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاؤُدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ.

حل لغات: كريم: دیالو، جمع كِرَام و كُرَمَاء. صِفْرًا: خالی، صَفِرَ (س) صِفْرًا: خالی ہونا۔

ترجمہ: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا رب دیالو اور باحیا ہے، وہ اپنے بندے سے شرم محسوس کرتا ہے کہ جب وہ اس سے ہاتھ اٹھا کر مانگے اور اللہ اس کو خالی ہاتھ واپس کردے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی جب دعاء کرے تو ہاتھ اٹھا کر کرے اس لئے کہ اس صورت میں دعاء جلدی قبول ہونے کی امید زیادہ رہتی ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح ان ربكم حيي الخ: یعنی اللہ تعالیٰ کی صفت تو کریم یعنی بغیر مانگے دینے والا ہے، ساتھ ہی وہ باحیاء بھی ہے، ایسی صورت میں کوئی انسان جب ہاتھ اٹھا کر دعاء کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو دعاء قبول کئے بغیر خالی

ہاتھ واپس کرنے میں شرم آتی ہے۔

﴿دعاء کے بعد ہاتھوں کو چہرے پر پھیرنا﴾

(حدیث نمبر:۲۱۴۴) وَعَنْ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ لَمْ يَحُطَّهُمَا حَتّٰى يَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حل لغات: يحطهما: حَطَّ (ن) حطًا: نیچے کرنا، اتارنا، يمسح: مَسَحَ (ف) مَسْحًا: پھیرنا۔

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ جب دعاء کے لئے اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے تھے تو ان دونوں کو اپنے چہرے پر پھیرے بغیر نیچے نہیں کرتے تھے۔

خلاصۂ حدیث آدمی جب ہاتھ اٹھا کر دعاء کرے تو دعاء کے اختتام پر اپنے ہاتھوں کو اپنے چہرے پر پھیر لے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح إذا رفع يديه في الدعاء الخ: یعنی دعاء کرنے میں جناب نبی کریم ﷺ کا طریقہ یہ تھا کہ آپ ہاتھ اٹھا کر دعاء کرتے تھے اور جب آپ دعاء سے فارغ ہوتے تھے تو لازمی طور پر اپنے ہاتھوں کو چہرے پر پھیر لیا کرتے تھے، تاکہ برکت سماوی اور انوار الٰہی جو ہاتھوں میں ہیں وہ چہرے پر آ جائیں۔ وذلك على سبيل التفاؤل فكان كفيه قد ملئتا من البركات المادية والانوار الالٰهية (مرقات:۵/۴۳)

﴿آپ ﷺ جامع دعاء پسند کرتے تھے﴾

(حدیث نمبر:۲۱۴۵) وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَحِبُّ الْجَوَامِعَ مِنَ الدُّعَاءِ وَيَدَعُ مَا سِوٰى ذٰلِكَ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ.

حل لغات: الجوامع: جمع ہے جامع کی بمعنی ہمہ گیر، يدع: وَدَعَ (ف) وَدْعًا: چھوڑ دینا۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ جامع دعاؤں کو پسند کرتے تھے اور ان کے علاوہ کو چھوڑ دیتے تھے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ بات وہی پسند کی جاتی ہے جو "ماقل ودل" کے ضابطے کے مطابق ہو اس لئے آدمی کو دعاء کے دوران اچھے کلمات استعمال کرنے چاہیے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح يستحب الجوامع من الدعاء: جامع وہ کلمات کہلاتے ہیں، جسکے الفاظ مختصر اور معانی بڑے وسیع ہوں یعنی الفاظ کم ہونے کے باوجود معانی کے اندر اتنی وسعت ہو کہ اس میں دینی اور دنیوی تمام اغراض سمٹ کر آ گئے ہوں، ويدع ماسوى ذلك: یعنی وہ دعائیں جو جامع نہیں ہوتی تھیں ان کو جناب نبی کریم ﷺ چھوڑ دیا کرتے تھے۔

﴿غائبانہ دعاء جلد قبول ہوتی ہے﴾

(حدیث نمبر:۲۱۴۶) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَسْرَعَ الدُّعَاءِ إِجَابَةً دَعْوَةُ غَائِبٍ بِغَائِبٍ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ.

حل لغات: أَسْرَعَ: سَرَعَ (س) سُرْعَةً: جلدی کرنا۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ دعائیں زیادہ جلدی قبول کی جاتی ہیں جو غائب غائب کے لئے کرے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی جب دوسرے کو سنائے اور بتائے بغیر دوسرے کے لئے دعاء کرتا ہے تو اسی صورت میں اخلاص کا عنصر وافر مقدار میں پایا جاتا ہے اس لئے یہ دعائیں جلدی قبول کی جاتی ہیں۔

کلماتِ حدیث کی تشریح ان اسرع الدعاء اِجابةً الخ: یعنی غائب کی دعاء غائب کے حق میں زیادہ جلدی اس لئے قبول ہوتی ہے کہ اس صورت میں اخلاص کا عنصر وافر مقدار میں پایا جاتا ہے اور ریا کاری کی بوتک نہیں ہوتی ہے

﴿دوسروں سے دعاء کرانا﴾

(حدیث نمبر:۲۱۴۷) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ اسْتَأْذَنْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعُمْرَةِ فَاَذِنَ لِي وَقَالَ أَشْرِكْنَا يَا أُخَيَّ فِي دُعَائِكَ وَلَا تَنْسَنَا فَقَالَ كَلِمَةً مَا يَسُرُّنِي اَنَّ لِي بِهَا الدُّنْيَا. رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَانْتَهَتْ رِوَايَتُهُ عِنْدَ قَوْلِهِ وَلَا تَنْسَنَا.

حل لغات: العمرة: ایک طرح سے چھوٹا حج ہوتا ہے، جمع عُمُر وعُمْرَات. تنسنا: نَسِيَ (س) نِسْيَانًا: بھلانا۔

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب نبی کریم ﷺ سے عمرہ کرنے کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے اجازت دیتے ہوئے فرمایا اے میرے بھائی! اپنی دعاء میں مجھے بھی شریک کرنا اور بھلانا نہیں اور آپ ﷺ نے ایسا جملہ فرمایا کہ اگر مجھے اس کے بدلے میں پوری دنیا دے دی جائے تو مجھے خوشی نہ ہوگی۔

خلاصۂ حدیث آدمی کو چاہئے کہ دوسروں سے دعاء کرانے کی درخواست کرے، یہ جناب نبی کریم ﷺ کا طریقہ ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح استأذنت النبي الخ: یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدنی زندگی میں جناب نبی کریم ﷺ سے مکہ جا کر عمرہ کرنے کی اجازت مانگی۔ فاذن النبي الخ: تو جناب نبی کریم ﷺ نے اجازت دیتے ہوئے فرمایا کہ ہمیں بھی دعاء میں یاد رکھنا اور بھولنا نہیں، اس لئے کہ ایسے موقع پر دعائیں قبول ہوا کرتی ہیں۔ فقال كلمة: یعنی اس دوران آپ ﷺ نے ایک جملہ بھی فرمایا تھا وہ یا تو ''یا اخی'' ہے یا ''اشرکنا'' ہے یا ''ولا تنسنا'' ہے، یا ان الفاظ کے علاوہ کوئی اور جملہ تھا جس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی تفاخر کی بنیاد پر یہاں ذکر نہیں فرمایا ہے: ''وهي اشركنا أو يا اخي او لا تنسنا أو غيرما ذكر ولم يذكره توقيًا من التفاخر'' (مرقات ۵/۴۴) مايسرني ان لي بها الدنيا: یعنی اس ایک کلمے سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خوشی ہوئی کہ اگر ان کو اس کلمے کے بدلے پوری دنیا مل جائے تو ان کو کوئی خوشی نہ ہوتی۔

﴿جن کی دعائیں رد نہیں ہوتی ہیں﴾

(حدیث نمبر:۲۱۴۸) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمُ الصَّائِمُ حِيْنَ يُفْطِرُ وَالْإِمَامُ الْعَادِلُ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ فَوْقَ الْغَمَامِ وَتُفْتَحُ لَهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَيَقُوْلُ الرَّبُّ وَعِزَّتِي لَاَنْصُرَنَّكَ وَلَوْ بَعْدَ حِيْنٍ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حل لغات: يفطر: فطر (ض) فطرًا: الصائم روزے دار کا افطار کرنا، العادل: عَدَلَ (ض) عَدْلًا: برابری کرنا، الغمام: بادل، جمع غَمَائِم.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا، تین اشخاص ہیں جنکی دعائیں رد نہیں ہوتی ہیں (۱) روزے دار، جب وہ افطار کرے (۲) عادل بادشاہ (۳) مظلوم کی دعاء، اللہ تعالیٰ اسکی دعاء کو بادلوں کے اوپر اٹھاتا ہے اور اس کیلئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کہتا ہے میری عزت کی قسم میں تیری ضرور مدد کروں گا اگرچہ تھوڑی دیر بعد کروں۔

خلاصۂ حدیث یہ تین اشخاص ہیں، جن کی دعاء یا بددعاء بڑی جلدی قبول ہوتی ہے خاص طور پر مظلوم کی۔

کلماتِ حدیث کی تشریح ثلاثۃ: سے مراد اشخاص ہیں، جس میں مرد اور عورت سب داخل ہیں۔ الصائم حین یفطر: یعنی روزے دار جب پورا دن کھانے پینے اور نفسانی خواہشات کو بالائے طاق رکھ کر روزہ پورا کرلیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے افطار کرنے کے وقت خاص طور سے اس کی دعاء کو قبول کیا کرتا ہے، اس لئے کہ اس وقت اس روزے دار کی حالت ہی ایسی ہوتی ہے کہ اس کی دعاء قبول کی جائے۔ الامام العادل: بادشاہ کا رعایا کے درمیان عدل وانصاف کو قائم رکھنا یہ بہت بڑی فضیلت کی بات ہے، روایتوں میں آتا ہے کہ ایک گھنٹے کا عدل ساٹھ گھنٹے کی مقبول عبادت سے بہتر ہے "اذ عدل ساعة منه خير من عبادة ستين ساعة كما في حديث" (مرقات: ۵/۴۴) ودعوۃ المظلوم: مظلوم بے چارہ، مسکین اور لاچار ہوتا ہے، ہر جگہ سے اس کی امید کے تانے بانے بکھرتے ہوئے نظر آتے ہیں تو اللہ تعالیٰ خود دست نصرت بڑھاتا ہے اور اس کی ہر طرح کی دعاء قبول کرتا ہے۔ یرفعها اللہ فوق الغمام الخ: مظلوم چوں کہ روزے دار اور عادل بادشاہ کے مقابلے میں زیادہ رحم دل ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے بھی مظلوم کی دعاء کو زیادہ اہمیت دیتے ہوئے اس کی دعاء عرش تک پہنچنے دینے کے لئے بیچ کی تمام رکاوٹوں کو ختم کردیتا ہے۔ لا نصرنك ولو بعد حين: لفظ حین جس طریقے سے مطلق وقت کے لئے آتا ہے، ایسے ہی سات مہینے اور چالیس سال کی مدت کو بھی بتانے کے لئے آتا ہے، مطلب یہ ہے کہ دیر ہو کہ سویر اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی دعاؤں کو ضرور قبول کرتا ہے۔

﴿والد کی دعاء کا مقام﴾

(حدیث نمبر: ۲۱۴۹) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَاشَكَّ فِيهِنَّ دَعْوَةُ الْوَالِدِ وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاؤُدَ وَابْنِ مَاجَةَ.

حل لغات: دعوات جمع ہے، دعوۃ کی بمعنی دعاء، عاجزی سے مانگنا۔

ترجمہ: ان سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا تین دعائیں ہیں، جن کی قبولیت میں کوئی شک نہیں ہے (۱) باپ کی دعاء (۲) مسافر کی دعاء (۳) مظلوم کی دعاء۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے ان تین آدمیوں کی دعائیں یقینی طور پر قبول ہوجایا کرتی ہیں۔

کلماتِ حدیث کی تشریح وعنہ: یعنی یہ روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے: ثلاث دعوات مستجابات لاشك فيهن الخ: پہلی حدیث کے مقابلے اس حدیث میں، اس بات کی زیادہ تاکید ہے کہ ان تین آدمیوں کی دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں۔ دعوۃ الوالد: یعنی باپ کی دعاء اولاد کے حق میں یا اولاد کے خلاف قبول ہوجایا کرتی ہیں، اس لئے کہ باپ اولاد کے لئے دعاء کرتا ہے، تو بڑی محبت، رقت اور درد سے کرتا ہے۔ ودعوۃ المسافر: یہی حال مسافر کا ہے، وہ چوں کہ پریشانی کے عالم میں ہوتا ہے، اس لئے اس کی دعاء بھی رقت آمیز لہجے میں نکلتی ہے۔ ودعوۃ المظلوم: یعنی مظلوم کی دعاء ہر حال میں قبول ہوتی ہے، خواہ ظالم کے خلاف کرے یا ان لوگوں کے لئے کرے جن لوگوں نے اس کی مدد کی ہے۔

الفصل الثالث

﴿ادنیٰ چیز بھی خدا ھی سے مانگیے﴾

(حدیث نمبر: ۲۱۵۰) عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَسْأَلْ أَحَدُكُمْ رَبَّهُ حَاجَتَهُ كُلَّهَا حَتّٰى يَسْأَلَهُ شِسْعَ نَعْلِهِ إِذَا انْقَطَعَ زَادَ فِي رِوَايَةٍ عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ مُرْسَلًا حَتّٰى يَسْأَلَهُ الْمِلْحَ وَحَتّٰى يَسْأَلَهُ

شَسْعَهُ إِذَا انْقَطَعَ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حل لغات: حاجتہٗ: ضرورت، جمع حاجات. شسع: تسمہ، جمع أَشْسَاع. نعله: جوتا، جمع نِعَالٌ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ اپنی ضروریات اللہ ہی سے مانگے، یہاں تک کہ جوتے کا تسمہ جب ٹوٹ جائے تو اسی سے مانگے، ایک روایت میں ثابت بنانی سے مرسلاً روایت ہے حتی کہ نمک اسی سے مانگے اور جوتے کا تسمہ اسی سے مانگے جب ٹوٹ جائے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ ادنی سے ادنی چیز بھی خدا ہی سے مانگے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح لیسال احدکم ربهٗ حاجتهٗ کلها: یعنی ہر ایک کو اپنی تمام ضروریات ذات باری تعالیٰ سے ہی مانگے۔ حتی یساله شسع نعله الخ: یعنی معمولی سے معمولی چیز کی ضرورت پڑ جائے تو اس کو بھی اللہ تعالیٰ سے ہی مانگے، جیسے جوتے کا فیتا ایک معمولی چیز ہے اس کی اگر ضرورت پڑ جائے تو اللہ ہی سے مانگے۔

﴿اہم دعاء میں ہاتھ کہاں تک اٹھائے﴾

(حدیث نمبر:۲۱۵۱) وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ إِبْطَيْهِ.

حل لغات: یرفع: رَفَعَ (ف) رَفْعًا: بلند کرنا۔ ابطیه: بغل، جمع آباط.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ دعاء میں اپنے ہاتھوں کو اتنا اٹھاتے تھے کہ آپ کے بغل کی سفیدی نظر آنے لگتی تھی۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ بعض اہم دعاؤں میں جہاں تک ممکن ہو سکے بلند کرلیا کرے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح یرفع یدیه الخ: یعنی جناب نبی کریم ﷺ بعض مخصوص حالات میں اپنے ہاتھوں کو خوب بلند کر کے دعائیں کیا کرتے تھے جیسے استسقاء وغیرہ۔

﴿دعاء میں ہاتھ اٹھانے کا طریقہ﴾

(حدیث نمبر:۲۱۵۲) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ كَانَ يَجْعَلُ إِصْبَعَيْهِ حِذَاءَ مَنْكِبَيْهِ وَيَدْعُوْ.

حل لغات: اصبعیه: انگلی، جمع أصابع. منکبیه: مونڈھا، جمع مناکب.

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد جناب نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ اپنی انگلیوں کو مونڈھے کے برابر کرتے تھے اور دعاء کرتے تھے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ دعاء کے وقت اپنے ہاتھوں کی انگلی کے سرے کو مونڈھے تک اٹھالے، تا کہ دونوں ہاتھ بالکل سینے کے مقابل میں ہو جائے اس کے بعد دعاء کرے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح یجعل اصبعیه: یعنی جناب نبی کریم ﷺ ہاتھوں کی انگلی کے سرے کو مونڈھے کے برابر اٹھا کر دعاء کرتے تھے، اس حدیث شریف میں عام حالات میں جناب نبی کریم ﷺ کے طریقۂ دعاء کو بتلایا گیا ہے، اور اوپر کی حدیث میں مخصوص حالات کے طریقے کو بتلایا ہے۔

﴿دعاء کی تکمیل کا طریقہ﴾

(حدیث نمبر: ۲۱۵۳) وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا دَعَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ

مَسَحَ وَجْهَهٗ بِيَدَيْهِ رَوَى الْبَيْهَقِيُّ الْأَحَادِيْثَ الثَّلَاثَةَ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ.

حل لغات: مسح: مَسَحَ (ف) مَسْحٌ: پونچھنا، ہاتھ پھیرنا، وجه: چہرہ، جمع وجوه.

ترجمہ: سائب بن یزید اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ جب دعاء کرتے تو اپنے ہاتھوں کو بلند کرتے اور دعاء کے بعد اپنے چہرے پر پھیر لیتے تھے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی جب دعاء سے فارغ ہو تو اس کو چاہئے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرے پر پھیر لے، یہی جناب نبی کریم ﷺ کا طریقہ رہا ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح إذا دعا فرفع يديه: یعنی جناب نبی کریم ﷺ جب دعاء فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو مونڈھے تک اٹھاتے۔ مسح وجهه الخ: یعنی جب آپ دعاء سے فارغ ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو چہرے پر پھیر لیتے تھے۔

﴿دعاء کا ادب﴾

(حدیث نمبر:۲۱۵۴) وَعَنْ عِكْرَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الْمَسْأَلَةُ أَنْ تَرْفَعَ يَدَيْكَ حَذْوَ مَنْكِبَيْكَ أَوْ نَحْوِهِمَا وَالْإِسْتِغْفَارُ أَنْ تُشِيْرَ بِإِصْبَعٍ وَاحِدَةٍ وَالْإِبْتِهَالُ أَنْ تَمُدَّ يَدَيْكَ جَمِيْعًا وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ وَالْإِبْتِهَالُ هٰكَذَا وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَجَعَلَ ظُهُوْرَهُمَا مِمَّا يَلِيْ وَجْهَهٗ. رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

حل لغات: منكبة: مونڈھا، جمع مَنَاكِب. اصبع: انگلی، جمع أَصَابِع. الابتهال: إِبْتَهَلَ: (افتعال) إلى الله: گڑگڑا کر دعاء کرنا۔

ترجمہ: حضرت عکرمہؒ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ دعاء کا ادب یہ ہے کہ تم اپنے ہاتھوں کو مونڈھے تک یا اس کے قریب تک اٹھاؤ، استغفار کا ادب یہ ہے کہ تم ایک انگلی سے اشارہ کرو اور دعاء میں مبالغہ یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو مکمل پھیلا دو، اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عباس نے کہا ابتہال یہ ہے اور انہوں نے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا اور چہرے سے اوپر تک اٹھالیا۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف میں دعاء کے استغفار اور ابتہال کے جو آداب بتلائے گئے ہیں انکو اپنانے کی کوشش کی جائے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح ان ترفع يديك حذو منكبيك الخ: یہ عام حالات کا طریقہ ہے کہ جب آدمی دعاء کرے تو جناب نبی کریم ﷺ کا چونکہ طریقہ مونڈھے تک ہاتھ اٹھانے کا ہے اس لئے ایسا ہی کرے۔ والاستغفار الخ: یعنی استغفار کا ادب یہ ہے کہ آدمی جب استغفار کرے تو ایک انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے اپنے نفس کی ملامت کرتا رہے۔ والابتهال الخ: یعنی دعاء میں انتہا درجے کا مبالغہ یہ ہے کہ آدمی چہرے سے بھی اوپر تک اپنے ہاتھ کو بلند کرے، تاکہ یہ سمجھا جاسکے کہ وہ انتہاء درجے کا محتاج ہے اور واقعتاً وہ مدد کا مستحق ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو جلد سے جلد نواز دے۔

﴿ہر دعاء میں ہاتھوں کو زیادہ بلند کرنا بدعت ہے﴾

(حدیث نمبر:۲۱۵۵) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهٗ يَقُوْلُ إِنَّ رَفْعَكُمْ أَيْدِيَكُمْ بِدْعَةٌ مَا زَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى هٰذَا يَعْنِيْ إِلَى الصُّدُوْرِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ.

حل لغات: بدعة: نئی چیز، جمع بدعات. زاد: زَادَ (ض) زیادہ کرنا، الصدر: سینہ، جمع صُدُوْر.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ تمہارا اس طرح سے اپنے ہاتھوں کو بلند کرنا بدعت ہے، اس لئے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے اس سے یعنی سینے سے زیادہ نہیں اٹھایا ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ عام حالات میں دعاء کرتے وقت اپنے ہاتھوں کو سینے سے اوپر نہ اٹھائے، اس لئے کہ یہ جناب نبی کریم ﷺ کے طریقے کے خلاف ہونے کی وجہ سے بدعت ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح **ان رفعكم ايديكم بدعة:** یعنی عام حالات میں ہر وقت دعاء میں اپنے ہاتھوں کو خوب بلند کرنا، جناب نبی کریم ﷺ کے طریقے کے خلاف ہونے کی وجہ سے بدعت ہے۔ **مازاد رسول الله صلى الله عليه وسلم إلخ:** یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سینے کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ جناب نبی کریم ﷺ نے عام حالات میں اپنے ہاتھوں کو سینے سے اوپر اٹھا کر دعاء نہیں کرتے تھے، اس لئے اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔

﴿پہلے اپنے لئے دعاء کرے﴾

(حدیث نمبر:۲۱۵۶) وَعَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ذَكَرَ أَحَدًا فَدَعَا لَهُ بَدَأَ بِنَفْسِهِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ.

حل لغات: بَدَأَ: بَدَأَ (ن) بَدْأً: شروع کرنا۔

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کسی کو یاد کر کے دعاء کرتے تو پہلے اپنے لئے کرتے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جب دوسروں کے لئے دعاء کرے تو پہلے اپنے لئے دعاء کر لے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح **إذا ذكر احدًا فدعا له:** یعنی جناب نبی کریم ﷺ کسی کے لئے دعاء کرنے کا ارادہ فرماتے۔ **بدأ بنفسه:** تو پہلے اپنے لئے دعا کرتے تھے، اس لئے کوئی بھی اللہ کی ذات سے مستغنی نہیں ہے، نیز اس سے دوسروں کو یہ ہدایت ہے کہ کسی طرح کوئی کمی کوتاہی ہے تو پہلے اس کی معافی تلافی کرا لے۔

﴿دعاء رائیگاں نہیں جاتی ہے﴾

(حدیث نمبر:۲۱۵۷) وَعَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَدْعُوْ بِدَعْوَةٍ لَيْسَ فِيْهَا إِثْمٌ وَلَا قَطِيْعَةُ رَحِمٍ إِلَّا أَعْطَاهُ اللّٰهُ بِهَا إِحْدٰى ثَلَاثٍ إِمَّا أَنْ يُعَجِّلَ لَهُ دَعْوَتَهُ وَإِمَّا أَنْ يَدَّخِرَهَا لَهُ فِي الْاٰخِرَةِ وَإِمَّا أَنْ يَصْرِفَ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهَا قَالُوْا إِذًا نُكْثِرُ قَالَ اللّٰهُ أَكْثَرُ. رَوَاهُ أَحْمَدُ.

حل لغات: اثم: گناہ، جمع آثم۔ يعجل: عَجَّلَ (تفعيل) جلدی کرنا، يدخر: ذَخَّرَ (تفعيل) ذخیرہ اندوزی کرنا، سوء: بدی، جمع أسواء.

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب کوئی مسلمان ایسی دعاء کرتا ہے کہ اس میں نہ گناہ ہے اور نہ ہی قطع رحم تو اللہ تعالیٰ اس کو تین چیزوں میں سے ایک چیز ضرور دیتا ہے، یا تو اس کی دعاء فوراً قبول کر لیتا ہے، یا تو اس کو آخرت کے لئے جمع کر دیتا ہے یا تو اس سے اسی کے مثل بدی کو زائل کر دیتا ہے، صحابہ نے عرض کیا تو ہم بہت زیادہ دعائیں مانگیں گے، آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کا فضل بہت زیادہ ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ کوئی بھی دعاء رائیگاں نہیں جاتی ہے، اس ۔ [illegible] کو دعاء مانگنے میں کوتاہی نہیں کرنی چاہئے خواہ فی الفور دعاء کا فائدہ نظر آئے یا نہ آئے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح

ما من مسلم یدعو بدعوۃ إلخ: یعنی جو مسلمان، دعاء کے قیود وشرائط اور آداب کی رعایت کرتے ہوئے دعاء کرتا ہے تو اس کی دعاء رائیگاں نہیں جاتی ہے، اس کو کچھ نہ کچھ ضرور ملتا ہے۔ **اما ان یعجل لہٗ دعوتہٗ:** مراد یہ ہے کہ اسکی دعاء قبول کرلی جاتی ہے اور وہ جو کچھ چاہتا ہے اسکول جاتا ہے، **واما ان یدخرھا لہٗ فی الآخرۃ:** یعنی دعاء کرنے والے کو اگر فوراً بدلہ نہیں ملتا ہے تو اسکی دعاء آخرت کے کھاتے میں جمع کردی جاتی ہے اسکو وہاں اسی کے مثل یا اس سے اچھا بدلہ مل جائیگا۔ **اما ان یصرف عنہٗ من السوء مثلھا:** یعنی جب داعی دعاء کرتا ہے تو بعض دفعہ اس کی دعاء کے بدلے میں وہی چیز نہ دے کر، اس پر آنے والی بلا ٹال دی جاتی ہے۔ **اذًا نکثر:** صحابۂ کرام کو اس بات سے بڑی خوشی ہوئی اور انہوں نے عرض کیا کہ تو پھر ہم لوگ خوب دعاء کریں گے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اللہ کی رحمت بہت وسیع ہے تم لوگ جتنی کثرت سے دعاء کروگے اللہ اتنا ہی نوازے گا۔

﴿ وہ پانچ دعائیں جو رد نہیں ہوتی ہیں ﴾

(حدیث نمبر: ۲۱۵۸) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسُ دَعَوَاتٍ يُسْتَجَابُ لَهُنَّ دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ حَتّٰى يَنْتَصِرَ وَدَعْوَةُ الْحَاجِّ حَتّٰى يَصْدُرَ وَدَعْوَةُ الْمُجَاهِدِ حَتّٰى يَقْعُدَ وَدَعْوَةُ الْمَرِيْضِ حَتّٰى يَبْرَأَ وَدَعْوَةُ الْأَخِ لِأَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ ثُمَّ قَالَ وَأَسْرَعُ هٰذِهِ الدَّعَوَاتِ إِجَابَةً دَعْوَةُ الْأَخِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعَوَاتِ الْكَبِيْرِ.

حل لغات: الحاج: مقامات مقدسہ کی زیارت کرنے والا، اسم جمع ہے، بمعنی حجاج، یصدر: صَدَرَ (ن) صَدْرًا: واپس لوٹنا، یقعد: قَعَدَ (ن) قُعُوْدًا: بیٹھنا، یبرأ: بَرِئَ (س) بَرْءً: شفایاب ہونا۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا پانچ دعائیں ہیں جو قبول کی جاتی ہیں (۱) مظلوم کی دعاء یہاں تک کہ وہ بدلہ نہ لے لے، حاجیوں کی دعاء یہاں تک کہ وہ واپس نہ آجائیں، مجاہد کی دعاء، جب تک کہ وہ بیٹھ نہ جائے، مریض کی دعاء، جب تک کہ وہ صحت یاب نہ ہوجائے، ایک بھائی کی اپنے بھائی کے لئے غائبانہ دعاء، پھر آپ ﷺ نے فرمایا ان دعاؤں میں سے سب سے جلدی قبول ہونے والی دعاء ایک بھائی کی اپنے بھائی کے لئے غائبانہ دعاء ہے۔

خلاصۂ حدیث

اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ پانچ مواقع ہیں، جن میں خاص طور سے دعائیں قبول کی جاتی ہیں، اس لئے جن کو یہ مواقع میسر ہوں وہ دعاء کرنے یا کرانے میں چوکے نہیں۔

کلماتِ حدیث کی تشریح

خمس دعوات یستجاب لھن: یعنی یہ پانچ دعائیں جو خاص طور سے قبول کی جاتی ہیں۔ **دعوۃ المظلوم: حتی ینتصر:** یعنی مظلوم کی دعاء اس وقت تک قبول کی جاتی ہے جب تک کہ وہ بدلہ نہ لیلے اس لئے کہ بدلے لے لینے کی صورت میں اب وہ مظلوم نہیں رہا۔ **و دعوۃ الحاج الخ:** یعنی حاجی صاحبان کی دعاء اس وقت تک قبول کی جاتی ہے، جب تک کہ وہ گھر نہ آجائیں، اس لئے کہ آدمی جب حج کرتا ہے تو گناہوں سے بالکل پاک صاف ہوجاتا ہے، اس لئے ایسے لوگوں کی دعاء قبول کی جاتی ہے۔ **و دعوۃ المجاھد حتی یقعد:** مجاہد سے مراد اللہ کی راہ میں نکلنے والے لوگ مراد ہیں، یہ لوگ جب تک اس کام سے فارغ نہ ہوجائیں ان کی دعاء قبول ہوتی ہے۔ **و دعوۃ المریض حتی یبرا:** یعنی مریض کی دعاء بھی صحت یاب ہونے تک قبول ہوتی رہتی ہے۔ **و دعوۃ الاخ لاخیہ الخ:** ایک مسلمان بھائی کی دعاء دوسرے مسلمان بھائی کے حق میں بہت جلدی قبول ہوتی ہے، اس لئے کہ غائب ہونے کی وجہ سے اخلاص کا عنصر غالب ہوتا ہے اور ریاکاری کا نام ونشان نہیں ہوتا ہے۔

﴿باب ذکراللہ عز و جل والتقرب الیہ﴾

الفصل الأول

﴿ذکراللہ کی فضیلت﴾

﴿حدیث نمبر:۲۱۵۹﴾وَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَأَبِيْ سَعِيْدٍ قَالاَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاَ يَقْعُدُ قَوْمٌ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ إِلاَّ حَفَّتْهُمُ الْمَلاَئِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَ نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَ ذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: یذکرون: ذکر(ن) ذکرا، یادکرنا،دل میں یادکرنا۔ **غشیتھم** : غشی (س) غشیا :ڈھانپنا۔

ترجمه: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب لوگ اللہ کا ذکر کرنے کے لیے بیٹھتے ہیں،تو فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں،اور رحمت الٰہی ان کو ڈھانپ لیتی ہے،اور ان پر سکینہ نازل ہوتا ہے،اور اللہ تعالیٰ ان کا تذکرہ اپنے پاس والوں میں کرتا ہے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ ذکراللہ سے قلبی اطمینان وسکون ملتا ہے،اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اللہ کا ذکر کرنے والے کو فرشتوں کی جماعت میں یاد کیا جاتا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح **لایقعد قوم یذکرون اللّٰہ:** یہاں ذکر سے مراد ''ذکر مداومت ہے'' یعنی جب انسان کی زبان برابر ذکر سے تر رہتی ہے،تو اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کی قدر ہوتی ہے اور کیسی قدر **حفتھم الملائکة** جب آدمی ذکراللہ میں رطب اللسان رہتا ہے،تو فرشتوں کو یہ ہدایت ہے کہ وہ ایسے لوگوں کو اپنے گھیرے اور احاطے میں لے لیں۔ **وغشیتھم الرحمة:** یعنی کثرت سے ذکر کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ڈھانپے رہتی ہے، **ونزلت علیھم السکینة:** یعنی جو شخص کثرت سے ذکر کرتا ہے،اس پر اطمینان وسکون نازل ہوتا ہے،جس کی وجہ سے اس کے تمام غم ختم ہو جاتے ہیں۔ **وذکرھم اللّٰہ فیمن عندہٗ:** یعنی کثرت سے ذکر کرنے والوں کی یہ بہت بڑی سعادت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا تذکرہ فرشتوں کی جماعت میں کرتا ہے۔

﴿ذاکرین کی فضیلت﴾

﴿حدیث نمبر:۲۱۶۰﴾وَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِيْرُ فِيْ طَرِيْقِ مَكَّةَ فَمَرَّ عَلٰى جَبَلٍ يُقَالُ لَهُ جُمْدَانُ فَقَالَ سِيْرُوْا هٰذَا جُمْدَانُ سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ قَالُوْا وَمَا الْمُفَرِّدُوْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ الذَّاكِرُوْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَ الذَّاكِرَاتُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: یسیر : سار (ض) سیرا، چلنا،طریق : راستہ،جمع طرق ، **فمر** : مر(ن) مرورا: گذرنا،جبل: پہاڑ،جمع جبال.

ترجمه: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ مکے کے راستے سے گذرتے ہوئے ایک پہاڑ پر گذرے جس کو جمدان کہا جاتا ہے،آپ نے فرمایا چلتے رہو، یہ جمدان ہے۔تنہائی اختیار کرنے والے سبقت لے گئے،صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ تنہائی اختیار کرنے والے کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا کثرت سے ذکر کرنے والے اور کثرت سے ذکر کرنے والیاں۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ کثرت سے ذکراللہ میں مشغول رہنے والے لوگ کامران وکامیاب ہیں

کلمات حدیث کی تشریح **یسیر فی طریق مکة:** یعنی آپ مکہ مکرمہ جاتے ہوئے یا وہاں سے مدینہ منورہ لوٹتے ہوئے مکے کے راستے سے گذر رہے تھے۔ **یمر علی جبل یقال له جمدان:** اسی راستے میں جمدان نامی

پہاڑی تھی اس پر سے بھی آپ گذرے۔ فقال سیروا ھذا جمدان : تو آپ نے فرمایا کہ اس پہاڑ پر سلیقے سے اللہ کا ذکر کرتے ہوئے گذرو، چوں کہ زمین کا ہر خطہ صبح کو ایک دوسرے سے پوچھتا ہے کہ آج کسی نے تجھ پر اللہ کا ذکر کیا ہے، جس حصے میں کوئی اللہ کا ذکر کیا ہوتا ہے تو وہ خطہ تمام خطوں پر فخر کرتا ہے، اس لیے آپ نے اس پہاڑ پر اللہ کا ذکر کرا دیا تا کہ اس کو یہ سعادت میسر ہو جائے اور وہ دوسری جگہوں پر فخریہ بیان کر سکے کہ آج مجھ پر ایسے ایسے بندوں نے ذکر کیا ہے۔ سبق المفردون: مراد وہ لوگ ہیں جو کثرت سے ذکر کرتے ہیں، یہ لوگ چوں کہ گوشہ نشین اور تنہائی پسند ہونے کی وجہ سے عام طور پر دوسرے لوگوں سے الگ رہتے ہیں، اس لیے ان ذاکرین کو "المفردون" سے تعبیر کر دیا گیا ہے۔

﴿ذکر کرنے والے اور نہ کرنے والے﴾

﴿حدیث نمبر:۲۱۶۱﴾ وَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِيْ يَذْكُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِیْ لَا يَذْكُرُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

حل لغات: مثل : مثال، جمع، أمثال . الحي : حی (س) حياة ، زندہ رہنا، المیت: میت، جمع میتون.

ترجمه: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ لوگ جو اپنے رب کو یاد کرتے ہیں، اور وہ لوگ جو یاد نہیں کرتے ہیں، ان کی مثال مردہ اور زندہ کی سی ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ اللہ کا ذکر کرتے رہتے ہیں، ان کا دل زندہ ہوتا ہے اور جو لوگ ذکر الٰہی سے غافل رہتے ہیں، گویا کہ ان کا دل مردہ ہوتا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح مثل الذی یذکر ربه والذی إلخ: یعنی جناب نبی کریم ﷺ ذاکرین اور غافلین کی ایک مثال دے کر یہ بتا رہے ہیں کہ ذکر کرنے والے لوگ اصل میں زندہ ہیں اور ذکر نہ کرنے والے لوگ گویا کہ مردہ ہیں، مثل الحی والمیت: یہاں پر موت وحیات سے مراد دل کی زندگی اور موت ہے، اس لیے کہ ملا علی قاری اس حدیث شریف کی تشریح کرتے ہوئے رقم طراز ہیں "المراد بالمیت القلب" (المرقاۃ، ۵/۵۱)

﴿ذکر تقرب الٰهی کا ذریعه هے﴾

﴿حدیث نمبر:۲۱۶۲﴾ وَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ وَ اَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَكَرَنِیْ ، فَاِنْ ذَكَرَنِیْ فِیْ نَفْسِهٖ ذكرته في نفسي وَ اِنْ ذَكَرَنِیْ فِیْ مَلَاءٍ ذَكَرْتُهٗ فِیْ مَلَاءٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

حل لغات: ظن : گمان، جمع، ظنون ، نفس: نفس جمع نفوس.

ترجمه: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کہتا ہے، میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوں اور میں اس کے ساتھ رہتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتے ہیں، پس اگر وہ مجھے دل میں یاد کرتے ہیں تو میں بھی اس کو دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر مجھے جماعت میں یاد کرتے ہیں تو میں انھیں ان جماعتوں میں یاد کرتا ہوں جو ان جماعتوں سے اچھی ہوتی ہیں۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص اللہ کے ساتھ جیسا گمان رکھے گا اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کیا جائے گا جو اچھا گمان رکھے گا اس کے ساتھ اچھا برتاؤ ہوگا، جو برا گمان رکھے گا اس کے ساتھ ایسا ہی ہوگا۔

کلمات حدیث کی تشریح یقول اللہ تعالیٰ: یعنی جناب نبی کریم ﷺ کے تکلم کا یہ انداز ہو، جیسے: یقول اللہ تعالیٰ یا قال اللہ تعالیٰ وغیرہ اس کے بعد آپ کوئی بات بتائیں تو یہ "حدیث قدسی" کہلاتی ہے۔ حدیث قدسی کا مطلب یہ

ہوتا ہے کہ اس حدیث شریف کے الفاظ تو جناب نبی کریم ﷺ کے ہیں۔ لیکن مضامین اللہ تعالیٰ کے ہیں۔ انا عند ظن عبدی: مراد یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے کیے ہوئے وعدوں پر یقین رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق اس کو خوب نوازتا ہے اور جو یقین نہیں رکھتا ہے بلکہ تردد اور شک کے جال میں پھنسا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو اس کے گمان کے مطابق محروم ہی رکھتا ہے۔
و انا معه إذا ذكرني: مراد یہ ہے کہ جس شخص کی زبان اللہ کے ذکر سے رطب اللسان رہتی ہے، اللہ تعالیٰ مزید اس کو ذکر کی توفیق دیتا ہے، بلا مصیبت سے اس کی حفاظت کرتا ہے اور اس کے ذکر و اذکار کو سنتا رہتا ہے، (مرقات ۵/۵۲) فإن ذكرني في نفسه ذكرته في نفسي: یعنی کوئی شخص اگر اللہ تعالیٰ کا ذکر دل دل میں یا تنہائی میں کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو ایسے ہی یاد کرتا ہے۔
وإن ذكرني في ملاء ذكرته في ملاء خير منهم: مراد یہ ہے کہ کوئی شخص اگر اللہ تعالیٰ کا ذکر مجمع میں کرتا ہے خواہ مجمع میں تنہا کرے اور سب سنے یا سب کے ساتھ کرے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کا تذکرہ فرشتوں کی جماعت میں کرتا ہے جو عام انسانوں کی جماعت سے بہتر جماعت کہلائی جاتی ہے۔

﴿ذاکرین پر اللہ کی خصوصی توجہ﴾

﴿حدیث نمبر:۲۱۶۳﴾ وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا وَ أَزِيْدُ وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ مِثْلُهَا أَوْ اَغْفِرُوَ مَنْ تَقَرَّبَ مِنِّيْ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا وَمَنْ اَتَانِيْ بِمَشْيٍ اَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً وَمَنْ لَقِيَنِيْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطِيْئَةً لَايُشْرِكُ بِيْ شَيْئًا لَقِيْتُهُ بِمِثْلِهَا مَغْفِرَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

حل لغات: الحسنة: نیکی، جمع حسنات: السيئة : برائی، جمع سيئات، شبر: بالشت جمع اشبار، شبر (ن) شبرا بالشت سے ناپنا، ذراع: ایک ہاتھ، باعا: دونوں ہاتھوں کے پھیلانے کی مقدار جمع أبواع .

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے، جو شخص ایک نیکی لے کر آتا ہے، اس کے لیے دس نیکیاں ہیں، بلکہ اس سے زیادہ، اور جو شخص ایک برائی لے کر آتا ہے تو اس کو ایک برائی کے برابر سزا ملتی ہے یا میں اسے بھی معاف کر دیتا ہوں جو مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور جو مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے میں اس سے دو ہاتھ قریب ہوتا ہوں جو میرے پاس چل کر آتا ہے میں اس کے پاس دوڑ کر آتا ہوں، اور جو شخص مجھ سے زمین کے برابر گناہ لے کر ملے گا تو میں اس سے اسی کے برابر مغفرت لے کر ملوں گا، بہ شرطیکہ اس نے میرے ساتھ شرک نہ کیا ہو۔

خلاصۂ حدیث ذاکرین شاغلین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی خصوصی توجہ رہتی ہے، یہی وجہ ہے کہ کوئی شخص ایک نیکی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو دس نیکیوں سے نوازتا ہے اور جو شخص تھوڑا سا قریب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ بہت زیادہ قریب ہو جاتا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح من جاء بالحسنة فله عشر أمثالها و أزيد: مراد یہ ہے کہ جو شخص ایک نیکی انجام دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دس نیکی کے برابر ثواب دیتا ہے بلکہ اس کے خلوص اور للّٰہیت کی بنیاد پر اس سے زیادہ اور بہت زیادہ ثواب دیتا ہے، یعنی اس حدیث قدسی میں، قرآن کریم کی آیت: "من جاء بالحسنة فله عشر أمثالها" کی طرف اشارہ ہے۔
من جاء بالسيئة فجزاء سيئة مثلها أو اغفر: مراد یہ ہے کہ انسان اگر کفر و شرک کے گناہ کے علاوہ کوئی دوسرا گناہ کر بیٹھتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اگر عذاب دینا چاہے تو اس کو اس کی برائی کے بہ قدر ہی اس کو عذاب دیتا ہے، لیکن اگر اللہ تعالیٰ کو عذاب دینا نہ ہو تو اس گناہ کو بھی بخش دیتا ہے۔ ومن تقرب مني شبرا تقربت منه ذراعا: یہ بات ذہن میں رہے کہ یہ حدیث شریف بھی متشابہات

میں سے ہے، اس لیے حتمی طور پر اس حدیث شریف کی مراد متعین کر لینا بڑا مشکل مسئلہ ہے: قال الطيبي هذا الحديث من أحاديث الصفات (مرقات ۵/۵۳) اس لیے اس حدیث شریف سے مراد یہ ہے کہ جو شخص اطاعت کے ذریعے سے ذات باری تعالیٰ کا قرب چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے ذریعے سے اس سے قریب ہوتا ہے، یعنی اس کے لیے رحمت عام کر دی جاتی ہے جس سے اس کی ہر طرح کی ضروریات کی تکمیل اور سہولیات کی فراہمی میں، کسی طرح کی کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی ہے۔

﴿ تقرب الٰہی کا ثمرہ ﴾

﴿حدیث نمبر: ۲۱۶۴﴾ وَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ مَنْ عَادٰى لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ وَ مَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْهِ وَ مَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اُحِبَّهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ کُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ ، وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ ، وَیَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا وَ رِجْلَهُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِهَا وَ اِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّهٗ وَلَئِنْ اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِیْذَنَّهٗ وَ مَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَیْءٍ اَنَا فَاعِلُهٗ تَرَدُّدِیْ عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ یَکْرَهُ الْمَوْتَ وَ اَنَا اَکْرَهُ مَسَاءَتَهٗ وَ لَا بُدَّ لَهٗ مِنْهُ رَوَاهُ الْبُخَارِیْ .

حل لغات: ولیا: دوست، جمع، اولیاء، آذنتہ: أذن (س) أذنا، سننا، آذان (افعال) آگاہ کرنا، اعلان کرنا، الحرب: جنگ، لڑائی جمع حروب، النوافل: جمع ہے النفل کی بمعنی فرائض وواجبات سے زیادہ عبادت، یبطش: بطش (ض) بطشا، پکڑنا۔ مساءتہ: ساء (ن) سوءا، ناپسند کرنا۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص میرے ولی کے ساتھ دشمنی کرتا ہے میں اس کے ساتھ اعلانِ جنگ کرتا ہوں، میرا بندہ کسی چیز کے ذریعے سے میرا تقرب چاہتا ہے ان میں سے وہ چیزیں مجھے زیادہ پسند ہیں جو میں نے اس پر فرض کی ہیں، اور میرا وہ بندہ جو نوافل کے ذریعے سے میرا تقرب چاہتا ہے، یہاں تک کہ میں اس کا دوست بن جاتا ہوں۔ تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اس کو دیتا ہوں، مجھ سے پناہ مانگتا ہے تو میں پناہ دیتا ہوں میں اپنے کاموں کے سلسلے میں کوئی تردد نہیں کرتا ہوں، میرا تردد بس مومن کی روح نکالنے میں ہے اس لیے کہ وہ موت کو ناپسند کرتا ہے، اور میں اس کی ناپسند کو پسند کرتا ہوں، اس لیے کہ موت سے چھٹکارے کی کوئی سبیل نہیں ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے سب سے بہترین ذریعہ ادائے فرائض واجبات ہیں ان سب چیزوں کو انجام دینے کے بعد نوافل ہیں، ان سے بھی مراتب بہت جلد طے ہوتے ہیں۔

کلمات حدیث کی تشریح من عادیٰ لی ولیا فقد آذنتہ بالحرب : علماء، فضلاء، صلحاء، اتقیاء، اذکیا، اصفیاء، اکابر شیوخ اور اللہ والوں سے دشمنی کوئی معمولی بات نہیں، ان ہی حضرات کی روحانی قوت کارفرما ہے کہ دنیا اپنے محور میں محو چکر ہے، ان اللہ والوں کے فیوض و برکات نہ ہوں تو آن کی آن میں دنیا تہ و بالا ہونے لگے، اس لیے بسنے والے تمام انسانوں پر لازم ہے کہ ان اللہ والوں کی دل آزاری کا سبب نہ بنیں ورنہ وہی ہوگا جو اللہ نے اس حدیث قدسی میں فرمایا ہے کہ جو شخص میرے ولی دوست اور محبوب بندے کے ساتھ عداوت رکھے گا، اس کو میری طرف سے اعلان جنگ ہے اس لیے وہ مجھ سے جنگ کرنے کے لیے تیار رہے، اور جس سے اللہ تعالیٰ اعلان جنگ کیا ہوا ہے اس کا کیا حشر ہو سکتا ہے، یہ ایک ناقابل بیان حقیقت ہے، بس آئے دن

رونما ہونے والے حادثات سے بہ خوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے، **وما تقرب إلي عبدي بشيء أحب إلي مما افترضت عليه:** مراد یہ ہے کہ عبادات سے چوں کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے ان میں فرائض وواجبات وہ عبادات ہیں جن کے ذریعے سے دوسری تمام نفلی عبادات کے مقابلے میں زیادہ قرب حاصل ہوتا ہے اس لیے اوامر کو انجام دینے اور زواجر سے اجتناب کرنے میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے، اس حدیث قدسی سے ان ڈھونگی پیروں کا پردہ فاش ہوجاتا ہے جو اوامر زواجر سے بے بہرہ ہو کر اپنے آپ کو اللہ کے مقرب بندے سمجھتے ہیں، **وما یزال عبدي یتقرب الي بالنوافل إلخ:** یعنی جو شخص فرائض وواجبات کی انجام دہی کے ساتھ ساتھ نوافل کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کا قرب چاہتا ہے تو اس سے بہت زیادہ فائدہ ہوتا ہے اور کتنا فائدہ، اللہ تعالیٰ ایسے آدمی سے محبت کرنے لگتا ہے، **کنت سمعه الذي یسمع به إلخ:** یعنی اللہ تعالیٰ کے کان، آنکھ، ہاتھ اور پیر بننے سے مراد یہ ہے کہ ایسا آدمی جب ان اعضاء سے کام کرنا شروع کرتا ہے تو یہ کام بہت جلد ہوجایا کرتے ہیں، جیسے اللہ والے جب آنکھ یا کان کے ذریعے سے متوجہ ہوتے ہیں تو آنِ واحد میں بہت دور کی خبروں کو ہو بہو ایسے ہی بیان کردیتے ہیں، جیسا کہ وہ واقعہ پیش آیا ہے، یا ہاتھ کے ذریعے سے کوئی کام مثلاً لکھنا شروع کیا تو تھوڑے وقت میں بہت زیادہ لکھ ڈالتے ہیں اور اتنا زیادہ لکھ ڈالتے ہیں کہ دوسرے لوگوں کو وہی کام کرنے میں مدت لگے، یہی حال اللہ والوں کی چال کا ہے کہ منٹوں اور سیکنڈوں میں کہاں سے کہاں پہنچ جاتے ہیں۔ **قال الخطابي : أي یسرت علیه افعاله المنسوبة إلی هذه الآلات.** (مرقات ۵/۵۵)

﴿ذاکرین کو فرشتے تلاش کرتے پھرتے ہیں﴾

﴿حدیث نمبر: ۲۱۶۵﴾ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً يَطُوْفُوْنَ فِي الطُّرُقِ يَلْتَمِسُوْنَ اَهْلَ الذِّكْرِ فَإِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوْا اِلٰى حَاجَتِكُمْ قَالَ فَيَحُفُّوْنَهُمْ بِاَجْنِحَتِهِمْ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا قَالَ فَيَسْاَءُ لُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ مَا يَقُوْلُ عِبَادِيْ قَالَ يَقُوْلُوْنَ يُسَبِّحُوْنَكَ وَيُكَبِّرُوْنَكَ وَ يُحَمِّدُوْنَكَ وَيُمَجِّدُوْنَكَ قَالَ فَيَقُوْلُ هَلْ رَاَوْنِيْ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ مَا رَاَوْكَ قَالَ فَيَقُوْلُ كَيْفَ لَوْرَاَوْنِيْ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ لَوْرَاَوْكَ كَانُوْا اَشَدَّلَكَ عِبَادَةً وَّاَشَدَّلَكَ تَمْجِيْدًا وَاَكْثَرَلَكَ تَسْبِيْحًاقَالَ فَيَقُوْلُ فَمَا يَسْاَلُوْنَ قَالُوْ يَسْاَلُوْنَكَ الْجَنَّةَ قَالَ يَقُوْلُ وَهَلْ رَاَوْهَا قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ يَارَبِّ مَا رَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ اَنَّهُمْ رَاَوْهَا كَانُوْ اَشَدَّعَلَيْهَا حِرْصًا وَ اَشَدَّ لَهَا طَلَبًا وَ اَعْظَمَ فِيْهَا رَغْبَةً قَالَ فَمِمَّ يَتَعَوَّذُوْنَ قَالَ يَقُوْلُوْنَ مِنَ النَّارِ قَالَ يَقُوْلُ فَهَلْ رَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا رَاَوْهَاقَالَ يَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْهَا كَانُوْا اَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا اَشَدَّ لَهَا مُخَافَةً قَالَ فَيَقُوْلُ فَاُشْهِدُكُمْ اَنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ قَالَ يَقُوْلُ مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ فِيْهِمْ فُلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ اِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ قَالَ هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِيْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ قَالَ اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّارَةً فُضُلًا يَبْتَغُوْنَ مَجَالِسَ الذِّكْرِ فَاِذَا وَجَدُوْا مَجْلِسًا فِيْهِ ذِكْرٌ قَعَدُوْا مَعَهُمْ وَحَفَّ بَعْضُهُمْ بَعْضًا بِاَجْنِحَتِهِمْ حَتّٰى يَمْلَؤُا مَابَيْنَهُمْ وَبَيْنَ السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَاِذَا تَفَرَّقُوْا عَرَجُوْا وَصَعِدُوْا اِلَى السَّمَاءِ قَالَ فَيَسْاَلُهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ اَعْلَمُ مِنْ اَيْنَ جِئْتُمْ فَيَقُوْلُوْنَ جِئْنَا مِنْ عِنْدِ عِبَادِكَ فِي الْاَرْضِ يُسَبِّحُوْنَكَ وَيُكَبِّرُوْنَكَ وَ يُهَلِّلُوْنَكَ وَيُحَمِّدُوْنَكَ وَيَسْاَلُوْنَكَ جَنَّتَكَ قَالَ وَهَلْ رَاَوْا جَنَّتِيْ قَالُوْا لَا اَيْ رَبِّ قَالَ وَكَيْفَ لَوْرَاَوْا جَنَّتِيْ قَالُوْا وَ يَسْتَجِيْرُوْنَكَ قَالَ وَمِمَّا يَسْتَجِيْرُوْنِيْ قَالُوْا مِنْ نَارِكَ قَالَ وَهَلْ رَاَوْا نَارِيْ قَالُوْا لَا قَالَ فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْا نَارِيْ قَالُوْا يَسْتَغْفِرُوْنَكَ قَالَ فَيَقُوْلُ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ فَاَعْطَيْتُهُمْ مَا سَاَلُوْا وَ آجَرْتُهُمْ مِمَّا اسْتَجَارُوْا قَالَ يَقُوْلُوْنَ رَبِّ فِيْهِمْ فُلَانٌ عَبْدٌ خَطَّاءٌ اِنَّمَا مَرَّ فَجَلَسَ مَعَهُمْ قَالَ فَيَقُوْلُ وَلَهُ غَفَرْتُ هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ

حل لغات: الطرق: جمع، طریق، کی، بمعنی راستہ، یلتمسون: لمس (ن، ض) لمسا، چھونا، التمس (افتعال) تلاش کرنا۔ وجدوا: وجد (ض) وجودا: پانا: تنادوا : ندا (ن) ندوا جمع ہونا، تنادیٰ (تفاعل) ایک دوسرے کو پکارنا، حاجۃ: ضرورت جمع حاجات: فیعفو: عفا (ض) عفوا، روکنا۔ یحمدونك :حمد (س) حمدا: تعریف کرنا، یمجدونك: مجد (ك) مجادۃ: بزرگوار ہونا، مَجَّدَ (تفعیل) بزرگی کی طرف نسبت کرنا، الجنۃ: باغ جمع، جنات، حرصا: حرص (ض) حرصا لالچ کرنا، النار آگ، جمع، نیران، فرارا: فر (ض) فرارا، جانا، بھاگنا، یبتغون: بغی (ض) بغیا غور سے دیکھنا، ابتغاء (افتعال) تلاش کرنا۔ قعدوا: قعد (ن) قعودا، بیٹھنا۔ حف: حف (ن) حفا، گھیرنا، احاطہ کرنا، عرجوا: عرج (ن، ض) عرجا، چڑھنا، یستجیرون: جار (ن) جورا، ہٹ جانا، استجار (استفعال) پناہ چاہنا، مر: مر (ن) مرورا، گذرنا۔

ترجمہ: ان سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے فرشتے، راستوں میں پھر پھر کر، ذاکرین کو تلاش کرتے ہیں، جب وہ فرشتے لوگوں کو ذکر کرتے ہوئے پاتے ہیں، تو ایک دوسرے کو پکار کر کہتے ہیں کہ تم اپنے مقصد کی طرف جلدی آؤ، چنانچہ وہ فرشتے ذاکرین کو آسمانِ دنیا تک گھیر لیتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے پوچھتا ہے، حالاں کہ وہ فرشتوں سے زیادہ جانتا ہے کہ میرے بندے کیا کہہ رہے تھے، آپ نے فرمایا فرشتے کہتے ہیں کہ وہ لوگ آپ کی تسبیح تکبیر، تحمید اور تمجید بیان کر رہے تھے، آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ کیا ان لوگوں نے مجھے دیکھا ہے، فرشتے کہتے ہیں کہ نہیں انہوں نے آپ کو نہیں دیکھا آپ نے فرمایا کہ اللہ کہتا ہے کہ ان لوگوں نے اگر مجھے دیکھ لیا تو ان کی کیا حالت ہوگی، آپ نے فرمایا کہ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ اگر وہ لوگ آپ کو دیکھ لیں تو آپ کی بہت زیادہ عبادت کریں گے آپ کی بہت زیادہ بزرگی بیان کریں گے اور آپ کی بہت زیادہ پاکی بیان کریں گے، آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ وہ لوگ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ وہ لوگ آپ سے جنت مانگتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کیا ان لوگوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ نہیں میرے رب واللہ ان لوگوں نے جنت کو نہیں دیکھا ہے، آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ اگر وہ لوگ جنت کو دیکھ لیں تو ان کی کیا حالت ہوگی؟ آپ نے فرمایا کہ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ اگر وہ لوگ جنت کو دیکھ لیں تو وہ لوگ اس کا بہت زیادہ لالچ کریں گے، اس کو بہت زیادہ طلب کریں گے اور اس کی بہت زیادہ خواہش کریں گے، آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ وہ لوگ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ آپ نے فرمایا فرشتے جواب دیتے ہیں آگ سے، آپ نے فرمایا کہ اللہ کہتا ہے کہ کیا ان لوگوں نے اس کو دیکھا ہے آپ نے فرمایا کہ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ نہیں میرے رب ان لوگوں نے آگ کو نہیں دیکھا ہے، آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ اگر وہ لوگ اس کو دیکھ لیں تو ان کی کیا حالت ہوگی؟ آپ نے فرمایا فرشتے جواب دیتے ہیں کہ اگر وہ لوگ اس کو دیکھ لیں تو اس سے بہت تیز بھاگنے والے اور اس سے بہت زیادہ ڈرنے والے ہوں گے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں تم فرشتوں کو اس پر گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان سب کو بخش دیا۔ آپ نے فرمایا کہ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے کہ اس جماعت میں فلاں ذاکرین میں سے نہیں ہے وہ تو کسی ضرورت سے آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ وہ ایسے جلیس ہیں کہ ان کا ہم نشین محروم نہیں ہوتا ہے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا ہے، اور مسلم کی روایت میں ہے: آپ نے فرمایا کہ اللہ کے گھومنے والے بہت زیادہ وہ فرشتے ہیں، جو ذکر کی مجلسوں کو ڈھونڈ ھتے ہیں جب وہ فرشتے ایسی مجلس پاتے ہیں جس میں ذکر ہو رہا ہو، تو وہ فرشتے ان کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اور آپس میں اس انداز سے حلقہ بنا لیتے ہیں کہ زمین سے لے کر آسمانِ دنیا تک ان ہی فرشتوں سے بھر جاتا ہے، جب ذکر کرنے والے متفرق ہوتے ہیں، تو یہ فرشتے اوپر چڑھتے ہیں اور ساتویں آسمان تک پہنچ جاتے

ہیں۔آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے۔حالاں کہ وہ خوب جانتا ہے۔تم سب کہاں سے آئے ہو؟وہ فرشتے جواب دیتے ہیں ہم سب آپ کے ان زمینی بندے کے پاس سے آئے ہیں جو آپ کی تسبیح تکبیر تہلیل اور تحمید بیان کرتے ہوئے آپ سے مانگ رہے تھے، اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ وہ لوگ مجھ سے کیا مانگ رہے تھے؟فرشتے جواب دیتے ہیں وہ لوگ آپ سے آپ کی جنت مانگ رہے تھے اللہ تعالیٰ کہتا ہے کیا ان لوگوں نے میری جنت دیکھی ہے؟فرشتے جواب دیتے ہیں اے میرے رب نہیں اللہ تعالیٰ کہتا ہے اگر وہ لوگ میری جنت دیکھ لیں تو ان کی کیا حالت ہوگی؟وہ فرشتے کہتے ہیں کہ وہ لوگ تیری پناہ مانگتے ہیں،اللہ تعالیٰ کہتا ہے وہ لوگ مجھ سے کس چیز کی پناہ مانگتے ہیں وہ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ تیری آگ سے اللہ تعالیٰ کہتا ہے ،کیا ان لوگوں نے میری آگ دیکھی ہے،فرشتے جواب دیتے ہیں،آپ ﷺ نے فرمایا:اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ نہیں،اگر وہ لوگ میری آگ دیکھ لیں تو ان کی کیا حالت ہوگی؟فرشتے کہتے ہیں وہ لوگ تجھ سے مغفرت چاہتے ہیں،آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں نے ان سب کو بخش دیا میں ان لوگوں کو وہ چیزیں دے دی جس کا انہوں نے سوال کیا اور میں نے ان سب کو اس چیز سے پناہ دے دی جس سے انہوں نے پناہ مانگی ہے آپ نے فرمایا فرشتے کہتے ہیں اے ہمارے رب،ان میں فلاں بندہ بہت گنہ گار ہے وہ وہاں سے صرف گذر رہا تھا کہ ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ گیا تھا آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے میں نے اس کو بھی بخش دیا،اس لیے کہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کا ہم نشین بھی محروم نہیں ہوتا ہے۔

خلاصہ حدیث ذاکرین وشاغلین کا بڑا اونچا مقام ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ کے کچھ فرشتے ان ہی لوگوں کی تلاش میں پوری دنیا کا چکر لگاتے ہیں،جب ذاکرین کہیں مل جاتے ہیں تو ان کو یہ فرشتے پروانہ وار گھیر لیتے ہیں اور ان کے اس عمل کو بارگاہ الٰہی میں لے جاتے ہیں جس کی وجہ سے یہ ذاکرین تو بخشے جاتے ہیں،ان کے ساتھ بیٹھنے والے لوگ بھی بخش دیے جاتے ہیں۔

کلمات حدیث کی تشریح وعنه: یعنی یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: **إن لِلّٰهِ ملائكة يطوفون في الطرق يلتمسون أهل الذكر**: یعنی اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے مخصوص فرشتے ہیں جو پوری دنیا میں گھوم گھوم کر اللہ کا ذکر کرنے والوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں، **فإذا وجدوا قوما يذكرون الله إلخ**: یعنی ان فرشتوں میں سے کسی کو بھی ذاکرین کا کوئی مجمع مل جاتا ہے تو اپنے ساتھیوں کو یہ کہہ کر جمع کرتے ہیں کہ تم سب اپنے مقصد کی طرف جلدی چلے آؤ، **فيحفونهم ما باجنحتهم إلى السماء الدنيا**: یعنی یہ فرشتے ذاکرین کے مجمع کو اس طور پر گھیر لیتے ہیں کہ زمین سے لے کر آسمان دنیا تک فرشتے ہی فرشتے ہوجاتے ہیں،اسی روایت میں یہ تفصیل ہے کہ جب ذاکرین ذکر سے فارغ ہوجاتے ہیں تو یہ فرشتے ذاکرین کے اس عمل کو لے کر اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچتے ہیں۔**فيسألهم ربهم وهو أعلم بهم الخ**. تو اللہ تعالیٰ ان فرشتوں پر حجت قائم کرنے کے لیے ان تمام احوال وکوائف سے مکمل واقفیت کے باوجود بہ طور فخریہ کے فرشتوں سے پوچھتا ہے کہ میرے بندے کیا کہہ رہے تھے، **يقولون يسبحونك الخ**: یعنی فرشتے اللہ کے سامنے اظہار حقیقت کرتے ہوئے کہتے ہیں وہ لوگ آپ کی تسبیح،تکبیر،تحمید اور بزرگی بیان کر رہے تھے، **فيقول هل رأوني الخ**: یعنی فرشتوں نے جس انداز میں خشوع وخضوع سے ذکر کرتے ہوئے ذاکرین کو دیکھا تھا اسی طرح سے اللہ تعالیٰ سے جاکر بیان کیا تو اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے پوچھتا ہے کہ وہ لوگ اس قدر خلوص کے ساتھ ذکر میں مشغول ہیں اور کیا ان لوگوں نے مجھے دیکھا ہے؟تو وہ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ آپ کی ذات کی قسم آپ کو ان لوگوں نے نہیں دیکھا ہے، **فيقول كيف لو رأوني الخ**: اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے پوچھتا ہے کہ ان لوگوں نے مجھے دیکھا نہیں ہے اس کے باوجود ان کے ذکر وشغل کا یہ حال ہے وہ لوگ اگر مجھے دیکھ لیں تو ان کی کیا کیفیت ہوگی؟تو وہ فرشتے کہتے ہیں کہ اگر وہ لوگ آپ کو دیکھ لیں تو کثرت سے عبادت کریں گے،خوب بزرگی بیان کریں گے اور بہت زیادہ تسبیح بیان کریں گے، **فيقول فمايسألون الخ**: یعنی

اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے کہتا ہے کہ یہ تو ان ذکر و شغل کی بات ہوگئی، کیا وہ لوگ مجھ سے کچھ مانگ بھی رہے ہیں؟ تو وہ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ ہاں یا اللہ وہ لوگ آپ سے جنت کی درخواست کرتے ہیں، **یقول هل راوها الخ:** یعنی اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے پوچھتا ہے کہ ٹھیک ہے وہ لوگ مجھ سے جنت کی درخواست کرتے ہیں، لیکن کیا ان لوگوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ تو وہ فرشتے کہتے ہیں کہ یا اللہ ان لوگوں نے جنت کو دیکھا نہیں ہے، **یقول فکیف لو راوها الخ:** یعنی ان لوگوں نے ابھی جنت دیکھی نہیں ہے تب ان کی درخواست کا یہ عالم ہے اگر وہ لوگ جنت دیکھ لیں تو ان کی کیا حالت ہوگی؟ تو فرشتے جواب دیتے ہیں کہ اگر ان لوگوں نے جنت دیکھ لی تو وہ بہت زیادہ لالچ کریں گے، اس کا خوب مطالبہ کریں گے، اور کثرت سے اس کی خواہش کریں گے، **قال فمم یتعوذون الخ:** یعنی اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے پوچھتا ہے کہ یہ تو ہو گیا ان کے مطالبے کی بات تو کیا وہ لوگ کسی چیز سے پناہ بھی مانگتے ہیں؟ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ ہاں یا اللہ وہ لوگ دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے پوچھتا ہے کہ کیا ان لوگوں نے دوزخ دیکھی ہے تو فرشتے جواب دیتے ہیں کہ یا اللہ ان لوگوں نے دوزخ تو دیکھی نہیں ہے، **یقول فکیف لو راوها الخ:** تو اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے کہتا ہے کہ اگر وہ لوگ دوزخ کو دیکھ لیں تو ان کی کیا کیفیت ہوگی، تو فرشتے جواب دیتے ہیں کہ اگر وہ لوگ دوزخ کو دیکھ لیں تو اس سے کثرت سے بھاگنے والے اور بہت زیادہ ڈرنے والے ہوں گے۔ **فیقول فاشهد کم انی قد غفرت لهم:** فرشتوں سے یہ تمام احوال پوچھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ تم سب گواہ رہو میں نے اس مجلس میں تمام شرکاء کو بخش دیا، یعنی ان سب کی مغفرت کردی گئی، **یقول ملك من الملائكة فيهم فلان الخ:** یعنی جب تمام شرکائے مجلس کی مغفرت کا اعلان ہو جاتا ہے تو ایک فرشتے کی آنکھ کھلتی ہے کہ اس مجلس میں فلاں صاحب تو ذاکرین میں سے نہیں تھے، وہ تو اپنی کسی ضرورت سے وہاں گئے ہوئے تھے، اس کو ایک فرشتہ اللہ تعالیٰ سے یہ کہہ کر درخواست کرتا ہے کہ اس کی مغفرت تو نہیں ہونی چاہیے۔ **قال هم الجلساء الخ:** یعنی یہ لوگ ایسی مجلس والے ہیں کہ ان کا ہم نشین بھی محروم نہیں ہوتا ہے۔ یعنی وہ بھی بخش دیا جاتا ہے، جیسا کہ یہاں بخشا گیا۔

﴿ ادائیگی حقوق کے وقت ذکر سے غفلت مضر نہیں ﴾

﴿حدیث نمبر:۲۱۶۶﴾ وَعَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ الرَّبِيعِ الْأُسَيْدِيِّ قَالَ لَقِيَنِي أَبُوبَكْرٍ فَقَالَ كَيْفَ أَنْتَ يَا حَنْظَلَةُ ؟ قُلْتُ : نَافَقَ حَنْظَلَةُ ، قَالَ: سُبْحَانَ اللهِ مَا تَقُولُ ؟ قُلْتُ نَكُونُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ كَانَا رَأْيَ عَيْنٍ فَإِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَافَسْنَا الْأَزْوَاجَ وَ الْأَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ نَسِينَا كَثِيرًا ، قَالَ أَبُوبَكْرٍ فَوَاللهِ إِنَّا لَنَلْقَى مِثْلَ هٰذَا فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَ أَبُوبَكْرٍ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ نَافَقَ حَنْظَلَةُ يَا رَسُولَ اللهِ نَكُونُ عِنْدَكَ تُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ كَأَنَّ رَأْيَ عَيْنٍ فَإِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِكَ عَافَسْنَا الْأَزْوَاجَ وَ الْأَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ نَسِينَا كَثِيرًا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ تَدُومُونَ عَلَى مَا تَكُونُونَ عِنْدِي وَ فِي الذِّكْرِ لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ عَلَى فُرُشِكُمْ وَفِي طُرُقِكُمْ وَلٰكِنْ يَا حَنْظَلَةُ سَاعَةً وَ سَاعَةً ثَلَاثَ مَرَّاتٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حل لغات: النار: آگ، جمع، نیران، الجنة : جنت، جمع جنات ، عين: آنکھ جمع، عیون، عافسنا: عفس (ض) عفسا پچھاڑنا۔ عافس (مفاعلت) کشتی کرنا۔ الأزواج: جمع ہے، زوجة کی، بمعنی بیوی۔ الضیعات: جمع ضیعة کی بمعنی جائداد۔

ترجمه: حضرت حنظلہ بن ربیع الاسیدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر نے مجھ سے ملاقات کر کے کہا اے حنظلہ تم کیسے ہو؟ میں نے کہا کہ حنظلہ تو منافق ہو گیا، ابوبکر نے کہا "سبحان اللہ" تم کیا کہہ رہے ہو، میں نے کہا جب ہم جناب نبی کریم ﷺ کے پاس ہوتے ہیں اور وہ ہمارے سامنے، جنت و دوزخ کا تذکرہ کرتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے گویا کہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے

ہیں، لیکن جب ہم جناب نبی کریم ﷺ کے پاس سے نکل کر، بیوی، بچوں اور جائداد میں آ پھنستے ہیں تو ہم بہت ساری باتیں بھول جاتے ہیں، ابوبکر نے کہا خدا کی قسم ہم بھی ان ہی حالات سے دوچار ہیں، تو میں نے اور ابوبکر نے چل کر جناب نبی کریم ﷺ سے ملاقات کر کے کہا: یارسول اللہ حنظلہ منافق ہوگیا، اس لیے کہ جب ہم آپ کے پاس ہوتے ہیں اور آپ ہمارے سامنے جنت و دوزخ کا تذکرہ کرتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے گویا کہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں، لیکن جب ہم آپ کے پاس سے نکل کر بیوی بچوں اور جائداد میں جا پھنستے ہیں تو بہت ساری باتیں بھول جاتے ہیں، تو جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم ہمیشہ اسی حال میں رہے جو میری صحبت اور ذکر کی وجہ سے ہوتا ہے، تو فرشتے تم سے تمہارے بستروں اور راستوں میں مصافحہ کرنا شروع کر دیں گے، لیکن اے حنظلہ ایک یہ حالت ہے اور ایک وہ حالت ہے، آپ نے تین مرتبہ فرمایا۔

خلاصۂ حدیث ذکر و شغل، اپنی جگہ مسلم اور یہ ایسا کام ہے کہ آدمی اگر اسی میں لگا رہے تو بجا ہے، لیکن چوں کہ انسان پر دوسرے حقوق بھی ہیں، اس لیے ان کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ ہونی چاہیے، اس دوران اگر ذکر میں کوتاہی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں

کلمات حدیث کی تشریح حنظلة بن الربیع: سے مراد وہ حنظلہ ہیں جو کاتب الرسول کے نام سے مشہور تھے، بعد میں یہ مکہ مکرمہ چلے گئے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں وفات پائی، یہاں حنظلہ سے مراد وہ حنظلہ نہیں ہیں جو غسیل ملائکہ سے مشہور ہیں۔ لقینی أبوبکر: حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ چوں کہ مغلوب الحال تھے اسی سے متاثر ہو کر انہوں نے کہہ دیا کہ مجھ سے ابوبکر نے ملاقات کی ورنہ ادب کا تقاضہ تو یہ تھا کہ یہ کہتے: لقیت أبابکر رضی اللہ عنہ فقال کیف أنت: یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کی خیریت دریافت کی، قلت نافق حنظلة: یہاں اعتقادی اور ایمانی نفاق مراد نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ ان کے احوال و کوائف اس طرح ادلتے بدلتے رہتے تھے جیسا کہ اصلی منافقین اپنے اعتقاد کو بدلتے تھے: قال سبحان اللہ ما تقول: یہ چوں کہ ایک تعجب آمیز چیز تھی اس لیے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سبحان اللہ پڑھا اور فرمایا کہ اس پر غور تو کیجئے، آپ کیا بول رہے ہیں: قلت نکون عند رسول اللہ الخ: مراد یہ ہے کہ جب ہم جناب نبی کریم ﷺ کی مجلس میں ہوتے ہیں، جہاں جنت و دوزخ کا تذکرہ ہوتا ہے وہاں ہم اس طرح مستغرق ہو جاتے ہیں کہ جنت و دوزخ کا نظارہ ہو رہا ہے، لیکن جب ہم وہاں سے الگ ہو کر اپنے کاموں میں مشغول ہو جاتے ہیں تو یہ حالت اور کیفیت باقی نہیں رہتی ہے، جیسا کہ منافقین جب تک جناب نبی کریم ﷺ کی مجلس میں ہوتے ہیں تو خوب ہاں میں ہاں ملاتے ہیں اور چکنی چپڑی باتیں کرتے ہیں، لیکن جب وہ لوگ یہاں سے الگ ہو جاتے ہیں تو ان کی حالت غیر اور بہت غیر بلکہ قابل رحم ہو جایا کرتی ہے۔ "و إذا لقوا الذین آمنوا قالوا آمنا وإذا خلوا إلی شیطینهم قالوا إنا معكم إنما نحن مستهزء ون (البقرۃ، ۱۴)" قال أبوبکر الخ: یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کی تصدیق کرتے ہوئے فرمایا کہ میری بھی یہی حالت ہے: فانطلقت انا و أبوبکر الخ: دونوں کے احوال چوں کہ ایک ہی طرح کے تھے، اس لیے مسئلے کے حل کے لیے دونوں حضرات نے جناب نبی کریم ﷺ سے ملاقات کی۔ فقلت نافق حنظلة یا رسول اللہ الخ: حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کی تحریک سے ہی یہ دونوں جناب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے تھے، اس لیے حضرت حنظلہ نے ہی اپنی بات شروع کرتے ہوئے فرمایا کہ یارسول اللہ حنظلہ تو منافق ہوگیا، اس لیے کہ آپ کی مجلس میں جب ہوتے ہیں تو احوال کچھ اور ہی ہوتے ہیں اور جب اپنے کام میں مشغول ہوتے ہیں تو کیفیات بدل جاتی ہیں۔ فقال رسول اللہ الخ: یعنی جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے حنظلہ تمہاری جو حالت میری محفل میں ہوتی ہے اگر

یہی کیفیت چوبیس گھنٹے رہنے لگے تو فرشتے تم سے اعلانیہ مصافحہ کرنے لگیں گے، اس لیے کہ آدمی جب چوبیس گھنٹے ذکر میں مشغول رہے گا تو وہ کثرت ذکر کی بنیاد پر صفات ملکوتی سے متصف ہو جایا کرتا ہے اور جب انسان صفاتِ حیوانی سے خالی ہو کر صفات ملکوتی سے متصف ہو جائے گا تو گویا کہ وہ فرشتے کی جنس میں سے ہو گیا اور ہر جنس اپنی جنس سے بے تکلفی سے ملاقات کرتی ہے، اس لیے فرشتے بھی چوبیس گھنٹے ذکر کرنے والے انسانوں سے بے تکلفانہ ملاقات شروع کر دیں گے۔" قیل أي علانیة الخ" مراد یہ ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ان کو بہ طور نصیحت کے فرمایا کہ انسان عناصر اربعہ سے مرکب ہے اس لیے وہ ایک حالت پر باقی نہیں رہ پاتا ہے، اس لیے کبھی یہ حالت ہوتی ہے اور کبھی وہ حالت ہوتی ہے، میری مجلس میں آکر بھی تمہاری حالت نہ بدلے یہ بھی بے کار بات ہے، اس لیے احوال و کوائف ادلتے بدلتے رہیں گے، گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔

الفصل الثانی

﴿ ذکر الٰہی کی قدر و منزلت ﴾

﴿حدیث نمبر: ۲۱۶۷﴾ عَنْ اَبِیْ الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِخَیْرِ اَعْمَالِکُمْ وَ اَزْکَاھَا عِنْدَ مَلِیْکِکُمْ وَ اَرْفَعِھَا فِیْ دَرَجَاتِکُمْ وَخَیْرٌ لَّکُمْ مِنْ اِنْفَاقِ الذَّھَبِ وَالْوَرِقِ وَ خَیْرٌ لَّکُمْ مِنْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّکُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَھُمْ وَیَضْرِبُوْا اَعْنَاقَکُمْ قَالُوْا بَلٰی قَالَ ذِکْرُ اللّٰہِ رَوَاہُ مَالِكٌ وَاَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَۃَ إِلَّا أَنَّ مَالِکًا وَقَفَہٗ عَلٰی أَبِی الدَّرْدَاءِ۔

حل لغات: أنبئکم: أنبأ (افعال) خبر دینا، انفاق: انفق (انفعال) المال خرچ کرنا، الذھب: سونا جمع **اذھاب و ذھوب**، الورق: چاندی کا سکہ جمع أوراق، اعناقھم: جمع ہے عنق کی بمعنی گردن، ذکر: ذکر (ن) ذکرًا دل دل میں یاد کرنا۔

ترجمہ: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں سب سے بہتر عمل کے بارے میں نہ بتادوں، جو تمہارے بادشاہ کے نزدیک سب سے زیادہ پاکیزہ، تمہارے درجات کو بہت زیادہ بلند کرنے والے، تمہارے سونا چاندی خرچ کرنے سے بہتر اور اس سے (بھی) بہتر کہ تم اپنے دشمنوں سے لڑو، تم ان کی گردنوں کو کاٹو اور وہ تمہاری گردنوں کو کاٹیں، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کیوں نہیں آپ نے فرمایا ذکر اللہ۔

خلاصۂ حدیث عام حالات میں ذکر اللہ سب سے اہم عبادت ہے، اسلئے عام حالات میں ذکر اللہ میں مشغول رہنے کی ضرورت ہے

کلمات حدیث کی تشریح الا أنبئکم بخیر اعمالکم: مراد یہ ہے کہ ایک مرتبہ جناب نبی کریم ﷺ نے حضرات صحابہ کرام کو سب سے بہتر عمل کے بارے میں بتانا چاہا، **واز کاھا عند ملیککم**، یعنی وہ عبادت اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ بھی ہے اور بڑھنے والا بھی ہے۔ **وخیر لکم من انفاق الذھب والورق**: یعنی وہ ایسی اہم عبادت ہے کہ اللہ کی راہ میں بے دریغ مال خرچ کرنے سے بھی بہتر ہے۔ **وخیر لکم من أن تلقوا عدوکم الخ** مراد یہ ہے کہ وہ عمل مال خرچ کرنے سے بہتر تو ہے ہی اپنی جان راہِ خدا میں خرچ کرنے سے بھی بہتر ہے۔ **قالوا بلی**: مراد یہ ہے کہ جب حضرات صحابہ کرام نے اس عمل کے ایسے فضائل و مناقب سنے تو انہوں نے جناب نبی کریم ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ اس عمل کی جانکاری ہمیں ضرور دی جائے۔ چنانچہ آپ نے جانکاری دے دی کہ وہ عمل جو فضائل و مناقب سے بھر پور ہونے کی بنیاد پر رب کائنات کی نظر میں پسندیدہ ہونے کی وجہ سے تمام عبادات پر برتری کی شان رکھتا ہے خواہ وہ ذکر اللہ ہے وہ ذکر لسانی ہو یا قلبی، جس حال میں ہو مراد ذکر اللہ ہے ذکر کی جتنی

قسمیں ہوسکتی ہیں سب اس میں داخل ہیں۔

﴿ سب سے بہتر عمل ﴾

﴿حدیث نمبر: ۲۱۶۸﴾ وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ؟ فَقَالَ طُوْبٰى لِمَنْ طَالَ عُمْرُهٗ وَحَسُنَ عَمَلُهٗ ، قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ؟ قَالَ اَنْ تُفَارِقَ الدُّنْيَا وَلِسَانُكَ رَطْبٌ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ .

حل لغات: طوبی: سعادت جمع طوبیات، طال: طال (ن) طولا، لمبا ہونا۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کے پاس ایک اعرابی نے آکر کہا کون آدمی سب سے بہتر ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ خوش خبری ہو اس شخص کے لیے جس کی عمر لمبی ہوئی اور اعمال نیک ہوئے، اس نے کہا یا رسول اللہ! کون سا عمل سب سے اچھا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا سے اس حال میں جدا ہونا کہ تمہاری زبان ذکر اللہ سے تر ہو۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ ذکر اللہ سب سے بہتر عمل ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح أي الناس خير: یعنی دنیا اور آخرت کے لحاظ سے کون آدمی سب سے اچھا ہے، طوبی لمن طال عمره وحسن عمله: طوبی سے مراد جنت ہے، یعنی جس شخص کی عمر لمبی ہونے کیساتھ اسکے اعمال بھی اچھے ہیں وہ لوگ سب سے اچھے ہیں اسلئے انکو جنت کی بشارت ہے، أي الأعمال أفضل: یعنی اس اعرابی نے جناب نبی کریم ﷺ سے یہ پوچھا کہ کون سا عمل سب سے اعلی اور ارفع ہے، قال ان تفارق الدنيا ولسانك رطب من ذكر الله: مراد یہ ہے کہ یہ سب سے اچھا عمل ہے کہ آدمی چوبیس گھنٹے ذکر میں لگا رہے حتی کہ موت کیوقت بھی ذکر اللہ میں مشغول رہے اور ذکر سے مراد ہر طرح کا ذکر ہے، یعنی ذکر کی جتنی قسمیں ہوسکتی ہیں وہ تمام قسمیں اسمیں داخل ہیں صرف ذکر لسانی یا قلبی نہ سمجھ لیا جائے، والذكر يشمل الجلي والخفي ، واللسان يحتمل القلبي والقالبي ولا منع من الجمع بل هو ادعى إلى مقام الجمع (مرقات : ٥/٦٤)

﴿ ذکر کے حلقے جنت کے باغات ہیں ﴾

﴿حدیث نمبر: ۲۱۶۹﴾ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا ، قَالُوْا وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ حِلَقُ الذِّكْرِ رَوَاهُ .

حل لغات: مررتم: مر (ن) مرورًا، گذرنا، برياض: جمع ہے روضة کی بمعنی باغ، فارتعوا: رعى (ف) رعیا، جانور کا گھاس چرنا، ارتعی (افتعال) چرنا، حلق: جمع ہے حلقة کی بمعنی ہر گول چیز۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم جنت کے باغات سے گذرو تو چر لیا کرو صحابہ کرام نے عرض کیا جنت کے باغات کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا ذکر کے حلقے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ ذکر کے حلقے بڑے اہم ہیں، اس لیے جہاں کہیں بھی ذکر کے حلقے لگے ہوئے ہوں اور وہاں سے گذر ہو تو آدمی کو چاہیے کہ ضرور شریک ہو جائے۔

کلمات حدیث کی تشریح إذا مررتم برياض الجنة: مراد ذکر کی محفلیں ہیں، یعنی آدمی جب ذکر کی محفل کے پاس سے گذرے تو ان محفلوں میں شریک بھی ہو جائے تا کہ اسکو بھی کچھ حصہ مل جائے، وما رياض الجنة: یعنی حضرات صحابہ کرام نے جناب نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ "رياض الجنة" سے مراد کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اس سے مراد ذکر کے حلقے ہیں۔

﴿ همه وقت ذکر کرنا ﴾

﴿حدیث نمبر:۲۱۷۰﴾ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ فِيْهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةٌ وَ مَنِ اضْطَجَعَ مَضْجَعًا لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةٌ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

حل لغات: قعد: قعد(ن)قعودا، بیٹھنا۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی مجلس میں بیٹھا اور اس نے اللہ کا ذکر نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لیے نقصان کی بات ہوگی، اور جو شخص کسی بستر ے میں لیٹا اور اس نے اس میں اللہ کا ذکر نہیں کیا تو اس کے لیے اللہ کی مغفرت سے نقصان کی بات ہوگی۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی اٹھتے، بیٹھتے، سوتے جاگتے اور شب و روز اللہ کے ذکر میں مشغول رہے، کوئی وقت اور جگہ خالی نہ جانے دے ورنہ تو بعد میں پچھتاوا ہوگا۔

کلمات حدیث کی تشریح من قعد مجلسا الخ: مراد یہ ہے کہ آدمی جب کسی مجلس میں بیٹھے تو اللہ کا ذکر ضرور کرلے۔ کانت علیه من اللّٰه ترة: مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ اور قدرت کاملہ کی رو سے اس کو نقصان ہی نقصان ہوگا ومن اضطجع مضطجعًا الخ: مراد یہ ہے کہ آدمی جب سونے لگے تو دعاء وغیرہ پڑھ لے تا کہ ذکر اللہ کی فضیلت سے ہم کنار ہوجائے لایذکر اللّٰه فیه کانت علیه من اللّٰه ترة مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حکمتُ بالغہ اور قدرت کاملہ کی رو سے اس کو نقصان ہی نقصان ہے، اس لیے آدمی کو چاہیے کہ ذکر و فکر میں لگا رہے۔

﴿ ذکر خدا نه هونے والی مجلس کا حال ﴾

﴿حدیث نمبر:۲۱۷۱﴾ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ قَوْمٍ يَقُوْمُوْنَ مِنْ مَجْلِسٍ لَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ فِيْهِ إِلَّا قَامُوْا عَنْ مِثْلِ جِيْفَةِ حِمَارٍ وَ كَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةٌ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْ دَاوُدَ.

حل لغات: قوم: جماعت، لوگ جمع، أقوام ، جيفة : میت کا بدبودار جثہ جمع، أجياف، جاف(ض)جیفا، بدبودار ہونا، حمار: گدھا جمع، حمیر.

ترجمہ: ان سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا لوگ کسی مجلس میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کیے بغیر اٹھ جائیں تو ان لوگوں کا اٹھنا سڑے ہوئے گدھے کی طرح ہے۔

خلاصۂ حدیث جن مجالس میں خدا کا ذکر نہیں ہوتا ہے، وہ مجالس ایسی ہی ناپسندیدہ اور قابل نفرت ہیں، جیسے سڑے ہوئے گدھے۔

کلمات حدیث کی تشریح ما من قوم يقومون من مجلس الخ: مالک کی نمک حرامی، بے وقوفی کی نشانی ہے، اس لیے جب انسان کسی مجلس میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتا ہے، تو یہ اللہ تعالیٰ کی نمک حرامی ہے، جو ایک مہا بے وقوفی ہے، اس لیے ان لوگوں کو گدھے، بلکہ سڑے ہوئے گدھے سے تشبیہ دی گئی ہے، چوں کہ گدھے کی نادانی بھی ضرب المثل ہے، اس لیے کہ وہ دیگر جانوروں کے بیچ بے وقوفی میں نمبر ون کا درجہ رکھتا ہے۔

﴿ مجلس میں بیٹھ کر ذکر نه کرنے والے قابل رحم هیں ﴾

﴿حدیث نمبر:۲۱۷۲﴾ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْهِ وَلَمْ يُصَلُّوْا عَلَى نَبِيِّهِمْ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةٌ فَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُمْ وَ إِنْ شَاءَ غَفَرَلَهُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حل لغات: مجلسا: بیٹھنے کی جگہ، جمع مجالس، شاء (ف) شیئا، چاہنا۔

ترجمہ: ان سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں نے کسی مجلس میں بیٹھ کر نہ ہی اللہ کا ذکر کیا اور نہ ہی اپنے نبی پر درود پڑھا تو ان کے لیے نقصان ہے، اللہ اگر چاہے تو عذاب دے گا اور اگر چاہے تو بخش بھی دے گا۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ لوگ جب کسی مجلس میں بیٹھیں تو انکو چاہیے کہ لازما کلمہ درود کا ورد کرلیں تا کہ مجلس کا حق ادا ہو جائے اسلئے کہ ہر چیز کا حق ہوتا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح وعنه: یعنی یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: **ماجلس قوم مجلسا:** مراد یہ ہے کہ آدمی جب کسی مجلس میں بیٹھے تو لازما اللہ کا ذکر کرلیا کرے، نہیں تو جناب نبی کریم ﷺ پر درود پڑھ لیا کرے۔ **إلا كان عليهم ترة** ایسا نہ کرنے کی صورت میں ان لوگوں کے لیے نقصان ہی نقصان ہے: **فإن شاء عذب و إن شاء غفر،** مراد یہ ہے کہ ایسے لوگ قابل رحم ہیں، اللہ تعالیٰ چاہے گا تو بخش دے گا ورنہ عذاب میں مبتلا کر دے گا اس لیے آدمی کو چاہیے کہ جہاں کہیں بھی بیٹھے اللہ کا ذکر ضرور کرلیا کرے، تا کہ حتمی طور پر بخشش کا پروانہ مل جائے۔ **وفيه ايماء بأنهم إذا ذكر الله لم يعذبهم حتما بل يغفر لهم جزما.** (مرقات ۶۶/۵)

﴿ انسان کی ہر بات موضوع ہے ﴾

﴿حدیث نمبر: ۲۱۷۳﴾ وَعَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ كُلُّ كَلَامِ ابْنِ آدَمَ عَلَيْهِ لَا لَهُ، إِلَّا أَمْرٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ نَهْيٌ عَنْ مُنْكَرٍ أَوْ ذِكْرُ اللهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ ابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ .

حل لغات: امر: حکم جمع اوامر، نهی، نها (ف) نهیا، منع کرنا۔

ترجمہ: حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بنی آدم کا ہر کلام اس کے لیے وبال جان ہے سوائے امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور ذکر اللہ کے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جب آدمی کوئی بات کرے تو سوچ سمجھ کر کرے اس لیے کہ جس طرح سے اس کو ہر اچھی بات کا ثواب ملتا ہے، ایسے ہی اس کو ہر بری بات کا جواب دہ بھی ہونا پڑتا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح **كل كلام ابن آدم عليه لا له:** مراد یہ ہے کہ آدمی کو ہر بات کا جواب دہ ہونا پڑتا ہے، وہ بات اگر بری ہوتی ہے تو اس کا وبال اسی پر ہوتا ہے۔ **لاله:** یعنی یہ علیہ کی تاکید ہے۔ **الا امر بمعروف اونهی عن منکر اوذکر الله:** مراد یہ ہے کہ ہر اچھی اور منافع بخش بات انسان کے لیے مفید ہے اس لیے اچھی بات کرنے کی ہی کوشش کرنی چاہیے۔

﴿ ذکر نہ کرنا قساوت قلبی کی علامت ہے ﴾

﴿حدیث نمبر: ۲۱۷۴﴾ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللهِ فَإِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللهِ قَسْوَةٌ لِلْقَلْبِ إِنَّ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللهِ الْقَلْبُ الْقَاسِي رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ .

حل لغات: قسوة: سخت، قسا (ن) قسوة، سخت ہونا، درست ہونا، القاسی، سخت، جمع، قساة۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ذکر اللہ کے بغیر زیادہ کلام نہ کرے چوں کہ یہ قساوت قلبی کا باعث ہے، بے شک سخت دل والا اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ دور ہوتا ہے۔

خلاصۂ حدیث آدمی ذکر اللہ کرتا رہے تا کہ قساوت قلبی سے محفوظ رہے، جو اللہ تعالیٰ سے دوری کا باعث ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح لا تکثروا الکلام بغیر ذکر الله: اس حدیث شریف سے مطلقاً کلام کی نفی نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ آدمی بات کم کرے اور ذکر اللہ کی طرف زیادہ دھیان دے، اسلئے کہ زیادہ باتیں بنانا اور ذکر اللہ نہ کرنا یہ قساوت قلبی کا باعث ہے، وان ابعد الناس من الله القلب القاسي: اسکالازمی نتیجہ اللہ تعالیٰ سے دوری ہے، جوایک مسلمان کی شان نہیں ہے

﴿ بہترین سرمایہ ﴾

﴿حدیث نمبر:۲۱۷۵﴾ وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ فَقَالَ بَعْضُ اَصْحَابِهٖ نَزَلَتْ فِي الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ لَوْ عَلِمْنَا اَيُّ الْمَالِ خَيْرٌ فَنَتَّخِذَهٗ فَقَالَ اَفْضَلُهٗ لِسَانٌ ذَاكِرٌ وَقَلْبٌ شَاكِرٌ وَ زَوْجَةٌ مُؤْمِنَةٌ تُعِيْنُهٗ عَلٰى اِيْمَانِهٖ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ .

حل لغات: یکنزون: کنز(ض) کنزا جمع کرنا، الذھب سونا جمع اذھاب، الفضة: چاندی، لسان: واحد، جمع، السنة ہے بمعنی زبان، شاکر: شکر(ن) شکرا، شکر یہ ادا کرنا، بہتر سلوک پر تعریف کرنا۔

ترجمه: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی جولوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں، تو ہم لوگ ایک سفر میں جناب نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے، تو بعض صحابہ نے کہا کہ سونے اور چاندی کے بارے میں آیت نازل ہوگئی اگر ہم لوگ جان لیتے کہ کون سا مال سب سے اچھا ہے تو اسی کو اختیار کرتے، تو آپ نے فرمایا ذکر کرنے والی زبان، شکر گذار دل اور وہ ایمان والی بیوی سب سے بہتر ہے جو اپنے شوہر کے ایمان کے لیے مددگار ہو۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ ذکر اللہ، شکر گزار بندہ اور نیک بیوی سب سے بہترین سرمایہ ہیں۔

کلمات حدیث کی تشریح لمانزلت والذين يكنزون الذهب الخ: یعنی یہ آیت کریمہ دوران سفر نازل ہوئی ہے۔فقال بعض اصحابه نزلت في الذهب والفضة الخ: یعنی جب یہ آیت نازل ہوئی تو بعض صحابۂ کرام نے جناب نبی کریم ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ! اس آیت کے نزول کے بعد ہم نے تو سونے چاندی کے احکام جان لیے، لو علمنا اي المال خير فنتخذه: لیکن ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ سب سے اچھا مال کون سا ہے تاکہ ہم لوگ اس کو اختیار کریں اور اس کو انجام دینے میں کوئی کوتاہی نہ کریں۔فقال افضله : لسان شاكر الخ: یعنی جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو چیز انسان اختیار کرے وہ یہ تین چیزیں ہیں: (۱) ذکر کرنے والی زبان۔ یہ تو ظاہر ہے ذکر کرنا بہترین عمل ہے اس لیے جس زبان سے ذکر کیا جائے وہ بہترین زبان ہے۔ (۲) شکر گذار قلب جب آدمی شکر ادا کرتا ہے تو منعم حقیقی کو ضرور یاد کرتا ہے تو گویا کہ یہ بھی ذکر کی ایک صورت ہے۔ (۳) ایسی مسلمان عورت جو ایمان کی پختگی پر مدد کرے، یعنی وہ عورت اپنے شوہر کو عبادت وریاضت اور ذکر واذکار کی یاددہانی کراتی رہے۔

الفصل الثالث

﴿ الله تعالى فرشتوں کے سامنے ذاکرین پر فخر کرتاهے ﴾

﴿حدیث نمبر:۲۱۷۶﴾ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ خَرَجَ مُعَاوِيَةُ عَلٰى حَلْقَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ مَا اَجْلَسَكُمْ قَالُوْا جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ قَالَ آللّٰهُ مَا اَجْلَسَكُمْ اِلَّا ذٰلِكَ ؟ قَالُوْا اللّٰهُ ، مَا اَجْلَسَنَا غَيْرُهٗ ، قَالَ اَمَا اِنِّيْ لَمْ اَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ وَ مَا كَانَ اَحَدٌ بِمَنْزِلَتِيْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَقَلَّ عَنْهُ حَدِيْثًا مِنِّيْ وَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلٰى حَلْقَةٍ مِنْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ مَا اَجْلَسَكُمْ هٰهُنَا قَالُوْا جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ وَنَحْمَدُهٗ عَلٰى مَا هَدَانَا لِلْاِسْلَامِ وَمَنَّ بِهٖ عَلَيْنَا قَالَ آللّٰهُ مَا اَجْلَسَكُمْ اِلَّا ذٰلِكَ قَالُوْا اللّٰهُ مَا اَجْلَسَنَا اِلَّا ذٰلِكَ قَالَ اَمَا اِنِّيْ لَمْ

اَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ وَلٰكِنَّهُ أَتَانِي جِبْرِيْلُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُبَاهِي بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: حلقة: حلقه، جمع حلق، نذکر: ذکر (ن) ذکرا، دل دل میں یاد کرنا، تهمة: شک جمع، تهم، من: منّ (ن) منا احسان کرنا۔

توجمه: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مسجد میں ایک حلقے کے پاس پہنچے تو انہوں نے کہا آپ لوگوں کو یہاں کس چیز نے بیٹھایا ہے؟ تو ان لوگوں نے کہا کہ ہم اللہ کا ذکر کرنے کے لیے بیٹھے ہیں، تو انہوں نے کہا کیا اللہ نے آپ لوگوں کو اسی کام کے لیے بیٹھایا ہے، تو ان لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کو اس کے علاوہ کے لیے نہیں بیٹھایا ہے، میں نے تہمت کی وجہ سے آپ لوگوں کو قسم نہیں کھلائی ہے، نیز جناب نبی کریم ﷺ سے کم حدیث نقل کرنے کے سلسلے میں میرے برابر کوئی نہیں ہے، بے شک جناب نبی کریم ﷺ، صحابہ کرام کے ایک حلقے کے پاس پہنچے تو انہوں نے کہا تم لوگوں کو یہاں کس چیز نے بیٹھایا ہے ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ اللہ کا ذکر کرنے اور اس بات پر اللہ کی تعریف کرنے بیٹھے ہیں کہ اس نے ہم لوگوں کو اسلام کی ہدایت دے کر ہم لوگوں پر احسان کیا، تو آپ نے فرمایا کیا اللہ نے آپ لوگوں کو اسی کام کے لیے بیٹھایا ہے، تو ان لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کو اسی کام کے لیے بیٹھایا ہے، آپ نے فرمایا بہر حال میں نے تہمت کی وجہ سے تم لوگوں کو قسم نہیں کھلائی ہے، لیکن حضرت جبرئیل نے میرے پاس آکر خبر دی ہے کہ اللہ بزرگ و برتر تمہاری وجہ سے فرشتوں پر فخر کرتا ہے۔

خلاصۂ حدیث جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں لگے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کا تذکرہ فرشتوں میں بہ طور فخریہ کے کرتا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح خرج معاوية على حلقة: یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مسجد کی طرف نکلے تو دیکھا کہ وہاں ایک حلقہ لگا ہوا ہے۔ فقال ما أجلسكم: تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس حلقہ والے سے دریافت کیا کہ آپ لوگ یہاں کس وجہ سے بیٹھے ہیں: قالوا اجلسنا نذكر الله: تو ان حضرات نے جواب دیا کہ ہم لوگوں کے یہاں بیٹھنے کا واحد مقصد اللہ کا ذکر کرنا ہے۔ قال آلله ما أجلسكم الا ذلك: یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے تاکیداً قسم دے کر ان لوگوں سے پوچھا کہ بہ خدا کیا آپ لوگ اسی مقصد سے بیٹھے ہیں۔ قالوا الله ما أجلسنا غيره: تو ان حضرات نے جواب دیا کہ جی ہاں ہم لوگوں کے یہاں بیٹھنے کا مقصد صرف ذکر اللہ ہے، اس کے علاوہ کوئی دوسرا مقصد نہیں ہے۔ لم استحلفكم تهمة: مراد یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے شک کی بنیاد پر ان لوگوں کو قسم نہیں کھلایا تھا، بلکہ جناب نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کی ایک مجلس سے ایسے ہی پوچھا تھا اس لیے انہوں نے بھی ایسا ہی پوچھ دیا، وما كان احد بمنزلتي الخ: مراد یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جناب نبی کریم ﷺ کے سالے ہونے کی وجہ سے بہت قریب تھے، اس کے باوجود احتیاطاً بہت کم روایت نقل کرتے ہیں، ورنہ قربت کا تقاضہ تو یہ تھا کہ یہ بہت زیادہ روایت کرتے یہ کہہ کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہنا یہ چاہتے ہیں کہ میں جو کچھ بیان کروں گا سوفی صد ٹھیک اور درست ہوگا۔ يباهي بكم الملائكة: یعنی جب لوگ اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور ان کا ذکر جب اللہ کے دربار میں پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے ان لوگوں کا تذکرہ بہ طور فخریہ کرتا ہے۔

﴿ انسان ذکر میں لگا رہے ﴾

﴿حدیث نمبر: ۲۱۷۷﴾ وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ شَرَائِعَ الْإِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ فَأَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ أَتَشَبَّثُ بِهِ قَالَ لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

حل لغات: شرائع: جمع ہے، شریعۃ کی بمعنی طریقہ، تشبث: شبث(س) شبثا، چمٹنا، متعلق ہونا، رطبا: تر، رطب (س،ك) رطوبۃ و رطابۃ، تر ہونا۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے جناب نبی کریم ﷺ سے کہا "یارسول اللہ" مجھ پر اسلام کے احکام بہت ہوگئے ہیں، اس لیے آپ مجھے ایک ایسی چیز بتلا دیجئے جس سے میں چمٹا رہوں، آپ نے فرمایا کہ ذکر اللہ سے تیری زبان ہمیشہ تر رہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی ہمیشہ ذکر میں لگا رہے اور یہ کیفیت بڑے بزرگ اور کسی شیخ کے ہاتھ پر ہاتھ دینے سے ہی پیدا ہوسکتی ہے، اس لیے دیر نہ کی جائے۔

کلمات حدیث کی تشریح ان شرائع الإسلام قد کثرت علی: مراد یہ ہے کہ میں فرائض و واجبات تو ادا کرتا ہوں، لیکن نفلی عبادتوں کی تعداد بھی اچھی خاصی ہے ان میں سے کس عمل کو اپناؤں یہ مجھے سمجھ میں نہیں آتا ہے، اس لیے آپ مجھے کوئی خاص عمل بتلا دیجئے جسے میں زندگی کا نصب العین بنالوں۔ "والظاهر أن المراد هنا النوافل" (مرقات ۵/۶۹)

لایزال لسانك رطبا من ذکر اللّٰه: مراد یہ ہے کہ انسان کو ہمیشہ ذکر اللہ میں مشغول رہنا چاہیے۔

﴿ ذاکرین کی فضیلت ﴾

﴿حدیث نمبر:۲۱۷۸﴾ وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ أَيُّ الْعِبَادِ أَفْضَلُ وَارْفَعُ دَرَجَةً عِنْدَاللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ؟ قَالَ الذَّاكِرُوْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَالذَّاكِرَاتُ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمِنَ الْغَازِيْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؟ قَالَ لَوْضَرَبَ بَسَيْفِهٖ فِي الْكُفَّارِ وَالْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يَنْكَسِرَ وَيَخْتَضِبَ دَمًا فَاِنَّ الذَّاكِرَ لِلّٰهِ اَفْضَلُ مِنْهُ دَرَجَةً رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ .

حل لغات: العباد: جمع ہے، عبد کی بمعنی، بندہ، الغازی: جمع، غزاۃ، غزًا (ن) غزوا کسی قوم سے جنگ کے لیے نکلنا، ینکسر، کسر (ض) کسرا، ٹوٹنا۔ یختضب، خضب (ض) خضبا، رنگین کرنا، اختضب (افتعال) رنگین ہونا۔

ترجمہ: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون لوگ سب سے اچھے اور قیامت کے دن اللہ کے نزدیک ان کے درجات بلند ہیں؟ آپ نے فرمایا کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے اور ذکر کرنے والیاں، کہا گیا یارسول اللہ اور اللہ کی راہ میں جنگ کرنے والا؟ آپ نے فرمایا اگر کوئی شخص اپنی تلوار سے کفار و مشرکین کو قتل کرے حتی کہ وہ ٹوٹ جائے اور خون سے رنگین ہوجائے، پھر بھی اللہ کا ذکر کرنے والے درجے کے اعتبار سے اس شخص سے بہتر ہیں۔

خلاصۂ حدیث مجاہدین فی سبیل اللہ کی فضیلت اپنی جگہ، لیکن بہرحال عام حالات میں ذاکرین کی فضیلت ان سے بھی زیادہ ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح سئل اي العباد أفضل و أرفع درجة الخ: یعنی ثواب اور درجے کے لحاظ سے کون شخص، اللہ کی نظر میں بڑھا ہوا ہے، تو آپ نے فرمایا کہ ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتوں کا مقام و مرتبہ تمام لوگوں پر بڑھا ہوا ہے۔ قیل یارسول اللّٰه و من الغازی الخ: اس پر حضرات صحابۂ کرام میں سے کسی نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا یہ ذاکرین، غازی فی سبیل اللہ سے بھی بڑھے ہوئے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ ہاں ان ذاکرین کا مقام و مرتبہ غازی فی سبیل اللہ پر بھی بڑھا ہوا ہے۔

﴿ ذکر ایک قسم کا ڈھال ﴾

﴿حدیث نمبر:۲۱۷۹﴾ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الشَّیْطَانُ جَاثِمٌ عَلٰی قَلْبِ ابْنِ آدَمَ فَاِذَا ذَکَرَ اللّٰہَ خَنَسَ وَ اِذَا غَفَلَ وَسْوَسَ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ تَعْلِیْقًا .

حل لغات: جاثم : چپکنے والا جمع جثم، جثم(ض) جثما لگنا، چپکنا۔ خنس (ن،ض) خنسًا علاحدہ ہونا۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ شیطان ابن آدم کے قلب سے چپک جاتا ہے، جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان جدا ہو جاتا ہے اور جب وہ غافل ہو جاتا ہے تو شیطان وسوسہ ڈالتا ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ ذکر اللہ شیطان کے شرور وفتن سے بچنے کا ذریعہ ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح **الشیطان جاثم علی قلب ابن آدم الخ:** مراد یہ ہے کہ شیطان اپنے مقصد کی تکمیل کے لیے انسان کے قلب سے لگا رہتا ہے۔ **فاذاذ کر اللّٰہ خنس:** یعنی انسان جب اللہ کا ذکر شروع کر دیتا ہے تو اب شیطان کی دال نہیں گلتی ہے اور وہ انسان کے قلب سے جدا ہو کر کوئی دوسری جگہ پکڑ لیتا ہے، جس کی وجہ سے انسان شیطانی وساوس اور اس کے نقصانات سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ **واذا غفل وسوس:** لیکن جب انسان غافل ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا دھیان ختم ہو جاتا ہے تو شیطان اب دل کے قریب ہو کر وسوسہ ڈالنا شروع کر دیتا ہے۔

﴿ ذکر کی مثال ﴾

﴿حدیث نمبر:۲۱۸۰﴾ وَ عَنْ مَالِكٍ قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ ذَاکِرُ اللّٰہِ فِی الْغَافِلِیْنَ کَالْمُقَاتِلِ خَلْفَ الْفَارِّیْنَ وَ ذَاکِرُ اللّٰہِ فِی الْغَافِلِیْنَ کَغُصْنٍ اَخْضَرَ فِیْ شَجَرٍ یَابِسٍ وَ فِیْ رِوَایَۃٍ مِثْلُ الشَّجَرَۃِ الْخَضْرَاءِ فِیْ وَسْطِ الشَّجَرِ وَ ذَاکِرُ اللّٰہِ فِی الْغَافِلِیْنَ مِثْلُ مِصْبَاحٍ فِیْ بَیْتٍ مُظْلِمٍ وَ ذَاکِرُ اللّٰہِ فِی الْغَافِلِیْنَ یُرِیْہُ اللّٰہُ مَقْعَدَہُ مِنَ الْجَنَّۃِ وَھُوَ حَیٌّ وَذَاکِرُ اللّٰہِ فِی الْغَافِلِیْنَ یُغْفَرُلَہُ بِعَدَدِ کُلِّ فَصِیْحٍ وَ اَعْجَمَ وَالْفَصِیْحُ بَنُوْ آدَمَ وَالْاَعْجَمُ الْبَھَائِمُ رَوَاہُ رَزِیْنٌ .

حل لغات: الفارین: فر(ن) فرارا، بھاگنا، غصن: ٹہنی جمع اغصان، اخضر: خضر(س) خضرا سبز ہونا شجر: درخت، جمع اشجار، یابس: خشک جمع یبس: یبس(س) یبسا خشک ہونا، عدد: گنتی، جمع اعداد، فصیح: فصح(ك) فصاحۃ خوش بیان ہونا، اعجم: گونگا جمع اعاجم، البھائم جمع ہے، بھیمۃ کی بمعنی چوپایہ۔

ترجمہ: حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کہا کرتے تھے کہ غافلین میں اللہ کا ذکر کرنے والے بھاگنے والوں کے پیچھے لڑنے والوں کے مانند ہیں، اور غافلین میں اللہ کا ذکر کرنے والے سوکھے درخت میں سبز ٹہنی کے مانند ہیں اور ایک روایت میں ہے خشک درخت کے درمیان سبز درخت کے مانند ہیں، غافلین میں اللہ کا ذکر کرنے والے اندھیرے گھر میں چراغ کے مانند ہیں اور غافلین میں اللہ کا ذکر کرنے والے ایسے خوش نصیب ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو حالت حیات ہی میں جنت میں اس کی جگہ کو دکھلا دیتا ہے اور غافلین میں اللہ کا ذکر کرنے والے ایسے خوش نصیب ہیں کہ ہر فصیح اور اعجم کے بہ قدر ان کی مغفرت ہوتی ہے۔ فصیح سے مراد انسان اور اعجم سے مراد جانور ہیں۔

خلاصۂ حدیث خلاصہ یہ ہے کہ ذکر میں مشغول رہنے والے لوگ بے مثال ہیں، مخلوقات میں ان کی نظیر ملنا مشکل ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح **ذاکر اللّٰہ فی الغافلین:** غافلین سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ کے ذکر سے غافل رہتے ہیں، **کالمقاتل خلف الفارین:** یعنی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ لڑائی کے دوران شکست ہونے لگتی ہے جس کی بنیاد پر لوگ بھاگنے

لگتے ہیں اور ہارنے والی جماعت میں بھگدڑ سی مچ جاتی ہے، اس دوران بھی کچھ باہمت لوگ میدان جنگ میں ڈٹے رہتے ہیں، ماہرین جنگ کے یہاں ان حضرات کا مقام مرتبہ بہت اونچا ہے ایسے ہی اللہ کے نزدیک اللہ کا ذکر کرنے والوں کا مقام و مرتبہ ہے۔ **وذاكر الله في الغافلين كغصن أخضر في شجر يابس:** مراد یہ ہے کہ اللہ کا ذکر کرنے والے لوگ زندہ ہیں باقی لوگ گویا کہ مردہ ہیں۔ **مثل مصباح في بيت مظلم:** مراد یہ ہے کہ ذکر اللہ نور ہے اور غفلت ظلمت ہے۔

﴿ ذکراللہ سب سے زیادہ نجات دلانے والا عمل ﴾

﴿حدیث نمبر:۲۱۸۱﴾ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ مَا عَمِلَ الْعَبْدُ عَمَلاً اَنْجٰى لَهٗ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ رَوَاهُ مَالِكٌ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حل لغات: انجی: نجا(ن) نجاة، نجات پانا، انجی (افعال) نجات دلانا۔

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بندے کے اعمال میں عذاب الٰہی سے سب سے زیادہ چھٹکارا دلانے والا عمل ذکر اللہ ہے۔

خلاصۂ حدیث خلاصہ یہ ہے کہ عذاب الٰہی سے نجات نیک اعمال سے ملا کرتا ہے، ان اعمال میں ذکر اللہ سب سے مفید ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح عذاب الٰہی سے نجات نیک اعمال سے ملا کرتا ہے، ان اعمال میں ذکر اللہ سب سے مفید ہے۔

﴿ ذاکرین کی سعادت ﴾

﴿حدیث نمبر:۲۱۸۲﴾ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ اَنَا مَعَ عَبْدِيْ اِذَا ذَكَرَنِيْ وَتَحَرَّكَتْ بِيْ شَفَتَاهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حل لغات: تحرك: حرك، (ك) حركة، ہلنا، حرك (تفعیل) ہلانا، شفتاه: ہونٹ جمع شفاه.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے اور وہ اپنی زبان کو حرکت دیتا ہے۔

خلاصۂ حدیث خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ذکر کرنے والے کے ساتھ ہوتا ہے، نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ. (الآية)

کلمات حدیث کی تشریح انا مع عبدی: اللہ تعالیٰ کی معیت سے مراد یہ ہے کہ اس کی اعانت کرتا ہے، یا اس کو ذکر کی توفیق دیتا ہے نیز اس کو حقیقی معنی پر بھی محمول کیا جاسکتا ہے۔ أي بالاعانة والتوفيق (مرقات ۵/۱۷) ذكرني: مراد ہر طرح کا ذکر ہے، خواہ قلبی ہو یا لسانی۔

﴿ ذکر سے قلب کی صفائی ہوتی ہے ﴾

﴿حدیث نمبر:۲۱۸۳﴾ وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ لِكُلِّ شَيْءٍ صَقَالَةٌ وَ صَقَالَةُ الْقُلُوْبِ ذِكْرُاللّٰهِ وَمَامِنْ شَيْءٍ اَنْجٰى مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ ذِكْرِاللّٰهِ قَالُوْا وَلَا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ وَلَا اَنْ يَضْرِبَ بِسَيْفِهٖ حَتّٰى يَنْقَطِعَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ.

حل لغات: صقالة: صفائی صقل(ن) صقالا صاف کرنا، انجی: نجا(ن) نجاة نجات پانا، انجی (افعال) نجات دلانا، الجهاد: جهد (س) جهادًا، دین کی حفاظت اور اللہ کا کلمہ بلند کرنے کے لیے جنگ کرنا۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جناب نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کہتے تھے کہ ہر چیز کی صفائی ہے اور

قلب کی صفائی ذکراللہ ہے اور ذکراللہ کے مقابلے میں عذاب الٰہی سے چھٹکارا دلانے میں کوئی چیز نہیں ہے، صحابہ کرام نے عرض کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں، آپ نے فرمایا نہیں اگر چہ وہ اپنی تلوار چلائے حتی کہ ٹوٹ جائے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ ذکراللہ سے دل کی صفائی ہوتی ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح انه كان يقول لكل شي صقالة: یعنی ہر چیز کی صفائی اور ستھرائی کا ایک طریقہ ہوتا ہے، ایسے ہی دل کی صفائی کا ذریعہ ذکراللہ ہے، وما من شيء انجى من عذاب الله الخ: یعنی ذکراللہ عذاب الٰہی سے نجات دلانے میں تریاق ہے۔ قالوا ولا الجهاد في سبيل الله الخ: یعنی حضرات صحابہ کرام نے جناب نبی کریم ﷺ سے یہ دریافت کیا کہ کیا ذکراللہ جہاد سے بھی اچھی چیز ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ ہاں ذکراللہ جہاد سے بھی اچھی چیز ہے۔ یہ اس لیے کہ جہاد میں تو فوری طور پر مال غنیمت حاصل ہونے کی توقع رہتی ہے اور بعض دفعہ آدمی کو یہی لالچ جہاد میں لے جاتا ہے، لیکن ذاکرین کو فوری طور پر مادی یا ظاہری کوئی فائدہ نظر نہیں آتا ہے، اس کے باوجود ذاکرین لگے رہتے ہیں، جو ایک بہت بڑی بات ہے، اس صورت میں اللہ پر اعتماد اور وافر مقدار میں اخلاص پایا جاتا ہے۔

کتاب اسماء اللہ تعالی

اللہ تعالیٰ کے جتنے نام ہیں، سب توقیفی ہیں، یعنی ان ناموں کا استعمال اذن شریعت پر موقوف ہے، اسلئے جن ناموں کے استعمال کی شریعت اسلامیہ نے اجازت دی ہے انکا استعمال ٹھیک ہے، اپنی طرف سے کوئی نام گھڑ کر ذات باری کی طرف منسوب نہیں کر سکتے

الفصل الاول

﴿ اسمائے حسنٰی کی فضیلت ﴾

﴿حدیث نمبر:۲۱۸۴﴾ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ اِسْمًا مِائَةً اِلَّا وَاحِدًا مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَهُوَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حل لغات: أحصاها: **حصى (ض) حصيا،** کنکری سے مارنا، احصى (افعال) احصاء، شمار کرنا۔

ترجمه: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جو شخص ان کو ضبط کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا، اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ طاق ہے اور طاق کو پسند کرتا ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں کو ضبط کرنے والا جنتی ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح من احصاها دخل الجنة: اس حدیث شریف میں لفظ "إحصاء" ہے جو بڑے وسیع مفہوم پر مشتمل ہے یعنی احصاء سے مراد اسمائے حسنٰی پر ایمان لانا، ان کو یاد کرنا، یا ان کے معانی کو یاد کرنا، یا ان ناموں کو دیکھ کر اخلاص سے پڑھنا، یہ تمام صورتیں احصاء میں داخل ہیں، اس لیے اللہ کی ذات سے پر امید ہو کر احصاء کی جس صورت کا موقعہ ملے اختیار کرے، اللہ کی رحمت بہت وسیع ہے" أي من آمن بها أو عدها أو قرأها كلمةً كلمةً على طريق الترتيل تبركا و اخلاصا أو حفظ مبانيها و علم معانيها و تخلق بمافيها" (مرقات ۵/۷۲) هو وتر يحب الوتر: یعنی اللہ کی ذات تنہا اور بے جوڑ ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ اعمال واذکار میں بے جوڑی کو پسند کرتا ہے۔

الفصل الثانی

﴿ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام اور ان کے خواص ﴾

﴿حدیث نمبر: ۲۱۸۵﴾ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰی تِسْعَةً وَتِسْعِیْنَ اِسْمًا، مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ الْغَفَّارُ الْقَهَّارُ الْوَهَّابُ الرَّزَّاقُ الْفَتَّاحُ الْعَلِیْمُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الْخَافِضُ الرَّافِعُ الْمُعِزُّ الْمُذِلُّ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ الْحَكَمُ الْعَدْلُ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ الْحَلِیْمُ الْعَظِیْمُ الْغَفُوْرُ الشَّكُوْرُ الْعَلِیُّ الْكَبِیْرُ الْحَفِیْظُ الْمُقِیْتُ الْحَسِیْبُ الْجَلِیْلُ الْكَرِیْمُ الرَّقِیْبُ الْمُجِیْبُ الْوَاسِعُ الْحَكِیْمُ الْوَدُوْدُ الْمَجِیْدُ الْبَاعِثُ الشَّهِیْدُ الْحَقُّ الْوَكِیْلُ الْقَوِیُّ الْمَتِیْنُ الْوَلِیُّ الْحَمِیْدُ الْمُحْصِیْ الْمُبْدِئُ الْمُعِیْدُ الْمُحْیِیْ الْمُمِیْتُ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ الْوَاجِدُ الْمَاجِدُ الْوَاحِدُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الْقَادِرُ الْمُقْتَدِرُ الْمُقَدِّمُ الْمُؤَخِّرُ الْاَوَّلُ الْآخِرُ الظَّاهِرُ الْبَاطِنُ الْوَالِیْ الْمُتَعَالِیْ الْبَرُّ التَّوَّابُ الْمُنْتَقِمُ الْعَفُوُّ الرَّءُوْفُ مَالِكُ الْمُلْكِ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ الْمُقْسِطُ الْجَامِعُ الْغَنِیُّ الْمُغْنِیُّ الْمَانِعُ الضَّارُّ النَّافِعُ النُّوْرُ الْهَادِیُّ الْبَدِیْعُ الْبَاقِیُّ الْوَارِثُ الرَّشِیْدُ الصَّبُوْرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالْبَیْهَقِیُّ فِی الدَّعْوَاتِ الْكَبِیْرِ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ.

حل لغات: أحصاها: حصی۔(ض) حصیا کنکری سے مارنا، احصی (افعال) شمار کرنا۔ الرحمٰن: بڑا مہربان، رحیم (س) رحمة، مہربان ہونا، الرحیم: نہایت رحم والا ہے، جمع رحماء، الملك: بادشاہ جمع ملوك، املاك ملك (ض) ملکا، مالک ہونا، القدوس: ہر نقص وعیب سے پاک ہونا، قدس (ن) قدسا، پاس ہونا، المومن: تصدیق کرنے والا، امن (ض،س) امنا، مطمئن ہونا، بھروسہ کرنا، المهیمن: خوف سے امن دینے والا ھیما: محبت کرنا، العزیز: قوی عز (ض) عزا، قوی ہونا، الجبار: قابض، قاہر جبر (ن) جبرا، مجبور کرنا، المتکبر: غرور کرنا اپنے آپ کو بزرگ ظاہر کرنا، کبر (ن) بڑا ہونا، کبرًا، الخالق، پیدا کرنا، خلق (ن) خلقا عدم سے وجود میں لانا۔ الباری: پیدا کرنے والا بری (ض) بری تراشنا، المصور تصویر بنانے والا۔ صور (تفعیل) تصویر بنانا الغفار: بہت بخشنے والا غفر (ض) غفرًا معاف کردینا، القهار، غلبہ حاصل کرنے والا، قہر (ف) غالب ہونا، قهرًا، الوهاب ہبہ کرنا وهب (ف) ہبہ کرنا وهبا، الرازق: روزی دینے والا، رزق (ن) رزقا روزی پہونچانا، الفتاح: حاکم فتح (ف) فتحا، دروازہ کھولنا، العلیم: بہت زیادہ جاننے والا، علم (س) علما جاننا، القابض: قبضہ کرنیوالا، قبض (ض) قبضا کسی چیز کو ہاتھ سے پکڑنا، الباسط: فراخی دینے والا بسط (ن) بسطا پھیلانا، الخافض:...... (ض) خفضا پست کرنا، الرافع: بلند کرنے والا، رفع، رفعةً (ک) عالی مرتبہ ہونا، المعز: عزت دینے والا عز (ض) عزا قوی ہونا، المذل: ذلیل کرنے والا، ذل (ض) ذلة، ذلیل ہونا، ذلل (تفعیل) ذلیل کرنا، تذلیلا، السمیع، بہت زیادہ سننے والا، سمع (س) سمعا، سننا، البصیر: بہت زیادہ دیکھنے والا، بصر (س) بصارة دیکھنا، الحکم: حکم جاری کرنے والا، حکم (ن) دانا ہونا، العدل: عادل، عدل (ک) عدلا عادل ہونا، اللطیف: مہربان جمع لطاف، لطف (ن) مہربانی کرنا، الخبیر: بہت زیادہ آگاہ رہنے والا، خبر (ف،ک) خبرا حقیقت حال سے واقف ہونا، الحلیم: بہت زیادہ بردبار، حلم (ك) حلما بردبار ہونا، العظیم: بزرگی والا، عظم (ك) عظما بڑا ہونا، الغفور: بہت بخشنے والا، غفر (ض) غفرا معاف کرنا، الشکور: بہت شکر کرنے والا، شکر (ن) شکرا، بہتر سلوک پر تعریف کرنا۔ العلی: بلند کرنے والا، علا (ن) علوا، بلند کرنا، الکبیر: بڑا بزرگی والا، کبر (ن) کبر بڑا ہونا، الحفیظ: نگہبانی کرنے والا، حفظ (س) حفظا الشی ضائع

ہونے سے بچانا، المقیت: قدرت رکھنے والا قات(ن) قوتاروزی دینا۔الحسیب، حساب کرنے والا حاسب (مفاعلت) حساب کی جانچ کرنے والا۔الجلیل: بڑے مرتبے والا جل (ن) جلا بڑے مرتبے والا ہونا، الکریم: بخشش کرنے والا، کرم(ك) کرامة کرم کرنے والا، الرقیب: نگہبانی کرنے والا، رقب (ن) رقوبا نگہبانی کرنا، المجیب: قبول کرنے والا، جاب(ن) جوبا، جواب دینا، استجاب (استفعال) قبول کرنا، الواسع، فراخی دینے والا، وسع(س)سعة کشادہ ہونا، الحکیم: حکمت والا، حکم(ک)حکمة حکمت والا ہونا، الودود: دوست رکھنے والا، ود(ف)ودا محبت کرنا، المجید: بزرگی والا، مجد (ن،ك) مجدا و مجادة، بزرگوار ہونا، الباعث: اٹھانے والا، بعث (ف) بعثا بھیجنا، الشہید: گواہ، شہد(س) شہادة گواہی دینا، جمع شہداء۔ الحق: سچائی جمع حقوق، حق (ن) حقا ثابت ہونا، الوکیل: وکالت کرنے والا جمع وکلاء، وکل (ض) وکلا سپرد کرنا، القوی: طاقت والا، قوی (س) قوة طاقت رکھنا، المتین: سنجیدہ رہنے والا، متن (ك) متانة مضبوط قوی ہونا، الولی: دوست رکھنے والا، ولی(ح) ولیا قریب ہونا، الحمید: تعریف کیا ہوا: حمد(س) حمدا تعریف کرنا، المحصی: احاطہ کرنے والا، احصاء (افعال) شمار کرنا، المبدی: پہلے پیدا کرنے والا: بدا (ف) بدا شروع کرنا، المعید: دوبارہ پیدا کرنے والا، عاد (ن)عودا لوٹنا، اعاد(افعال)لوٹانا، المحی: زندہ کرنے والا، حی (س) حیاة، زندہ رہنا، احیاء (افعال) احیاء زندہ کرنا، القیوم: ہمیشہ رہنے والا، قام (ن) قوما و قیاما کھڑا ہونا، الواجد: وجود دینے والا، وجد(ض) وجدا وجودًا، پانا، الماجد: بزرگی والا، مجد (ن) مجدا ومجادة بزرگوار ہونا، الواحد: ایک، وحد(ض) وحدا اکیلا ہونا، الصمد: بے نیاز، صمد(ن) صمدا ثابت قدم رہنا، القادر: قدرت والا، قدر(ن،ض) قدرة: توانا ہونا، المقتدر: اقتدار رکھنے والا، اقتدر (افتعال) قدرت پانا، المقدم پہلے سے ہونا، قدم(ن) قدما سابق ہونا، المؤخر: اخر (تفعیل) پیچھے کرنا، الاول: اول جمع اوائل: الآخر: آخر جمع آخرون۔ الظاہر: ظاہر ظہور(ف) ظہورا ظاہر ہونا، الباطن: بطن(ف) بطنا و بطونا پوشیدہ ہونا، الوالی: حاکم: ولی (س) ولایة متصرف ہونا، المتعال: برتر: علا(ف) علوا، بلند ہونا، البر: نیکوکار جمع برور، بر(ن،ض) برا حسن سلوک کرنا، التواب: توبہ قبول کرنے والا، تاب (ن) توبا، توبہ قبول کرنا، المنتقم: بدلہ لینے والا، نقم(ض، س) نقما سزا دینا، انتقم (افتعال) سزا دینا، العفو: معاف کرنے والا، عفا(ن) عفوا درگذر کرنا، الرؤوف: شفقت کرنے والا، راف (ف) روفا شفقت کرنا، مالك الملك: تمام جہان کا مالک، ملك(ض) ملکا، مالک ہونا، ذوالجلال: دبدبے والا، جل (ض) جلالةً بڑے مرتبے والا ہونا، المقسط: عدل کرنے والا، قسط(ن،ض) قسطا، منصف ہونا، الجامع: جمع کرنے والا، جمع(ف) جمعا جمع کرنا، الغنی: بے نیاز، جمع اغنیاء، غنی (س) غنی مال دار ہونا، المغنی: بے نیاز کرنے والا، اغنی (افعال) مال دار کر دینا، المانع: منع کرنے والا، منع(ف) منعا، منع کرنا، الضار: ضرر دینے والا، ضر(ن) ضرا نقصان کرنا، النور: روشنی جمع انوار، نار(ن) نورا چمکنا، الہادی: ہدایت دینے والا، ھدیٰ(ض) ھدایة: راستہ دکھانا: البدیع: نیا پیدا کرنے والا، بدع (ف) بدعا، بغیر نمونہ کے کوئی چیز بنانا، الباقی: باقی رہنے والا بقیٰ (ض) بقاء باقی رہنا، الوارث: اللہ تعالیٰ، مددگار، ورث(ض) ورثا، وارث ہونا، الرشید: راستہ دکھانے والا، رشد (ن) رشد ہدایت پانا، ارشدہ (افعال) ہدایت کرنا۔

توجمه: حل لغات کے ذیل میں تمام الفاظ کے معانی آ گئے ہیں اس لیے الگ سے ترجمہ کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اسماء کو ضبط کرنے والا جنتی ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح إن لِلّٰهِ تعالى تسعة وتسعين اسمًا: یعنی اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں، ان میں اللہ یہ اسم ذات ہے، اللہ کے علاوہ تمام اسماء صفاتی ہیں۔

﴿ اسم اعظم ﴾

﴿حدیث نمبر:۲۱۸۶﴾ وَعَنْ بُرَيْدَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ رَجُلًا يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ بِاَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ كُفُوًا اَحَدٌ. فَقَالَ دَعَا اللّٰهَ بِاسْمِهِ الْاَعْظَمِ الَّذِيْ اِذَا سُئِلَ بِهٖ اَعْطٰى وَ اِذَا دُعِيَ بِهٖ اَجَابَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ .

حل لغات: الصمد: بے نیاز، صمد (ن) صمدا ثابت قدم رہنا، لم یلد: ولد (ض) ولودًا: بچہ جننا، کفوا: ہمسر، کفؤ (ك) کفاءۃ، ہم پلہ ہونا۔

ترجمہ: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو کہتے ہوئے سنا "اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں کہ تو اللہ ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں" تو ایسا یکتا بے نیاز ہے کہ نہ کسی کو جنا اور نہ کسی نے جنا اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اس حدیث شریف میں اسم اعظم کا تذکرہ ہے، جس کے واسطے سے انسان جب دعاء کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے، اس لیے اس طرح سے دعاء کرنے کا اہتمام ہونا چاہیے۔

کلمات حدیث کی تشریح سمع رجلاً: رجل سے مراد حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہیں: جیسا کہ تیسری فصل کی پہلی حدیث شریف میں آرہا ہے: بانك أنت الله لااله الاانت: لا اله الا أنت یہ بانك أنت الله کی تاکید ہے الأحد: یعنی اللہ تعالیٰ ذات اور صفات دونوں اعتبار سے یکتا ہے۔ ولم یکن له کفوا أحد: یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات اور افعال میں دوسرے کے اندر برابری کی کوئی صلاحیت نہیں ہے۔ دعاالله باسمه الأعظم الخ: یعنی اللہ تعالیٰ کے بعض اسماء میں وہ خاص تاثیر ہے کہ ان کے واسطے سے دعاء قبول ہوتی ہے، ان ہی اسماء میں سے ایک اسم اعظم ہے، اسم اعظم کی تعیین کے سلسلے میں مختلف اقوال ہیں، لیکن صحیح اور بے غبار بات یہ ہے کہ "اسم اعظم" اسمائے حسنیٰ کے مجموعے میں پوشیدہ ہے اور جس طریقے سے شب قدر کی تعیین مبہم ہے، اسی طرح اس کی تعیین بھی مبہم ہے۔

﴿ اسم اعظم کا بیان ﴾

﴿حدیث نمبر:۲۱۸۷﴾ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَ رَجُلٌ يُصَلِّيْ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ اَسْأَلُكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا اللّٰهَ بِاسْمِهِ الْاَعْظَمِ الَّذِيْ اِذَا دُعِيَ بِهٖ اَجَابَ وَ اِذَا سُئِلَ بِهٖ اَعْطٰى رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ اَبُوْدَاوٗدَ ، وَالنَّسَائِيُّ وَ ابْنُ مَاجَةَ (الترمذی)

حل لغات: الحنان: مہربان، حن (ض) حنینًا مہربان ہونا، المنان: من (ن) منا احسان جتلانا۔ بدیع: بدع (ف) بدعا، بغیر نمونہ کے کوئی چیز بنانا۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مسجد میں جناب نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا، چنانچہ اس آدمی نے کہا اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں بے شک تیرے لیے ہی تعریف ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو مہربان اور احسان کرنے والا ہے، تو آسمان وزمین کو پیدا کرنے والا ہے، یا ذا الجلال والإكرام یا حي یا قیوم میں تجھ سے

مانگتا ہوں تو جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس نے اللہ سے اس اسم اعظم کے واسطے سے مانگا ہے، جب اس کے واسطے سے دعاء کی جاتی ہے تو قبول ہوتی ہے اور جب اس کے واسطے سے مانگا جاتا ہے تو دیا جاتا ہے۔

خلاصۂ حدیث خلاصہ یہ ہے کہ اس حدیث شریف میں مذکور الفاظ کے ساتھ کوئی دعاء کرتا ہے تو اس کی دعاء قبول کی جاتی ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح بان لك الحمد: الحمد: أنَّ کا اسم ہے، اس لیے لك پر مقدم ہونا چاہیے، لیکن تخصیص پیدا کرنے کے لیے اسم کو مقدم کردیا ہے۔ **لا إله إلا أنت المنان** : یعنی اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ بہت زیادہ دینے والا ہے۔ **بديع السموات والأرض**: یعنی زمین وآسمان کو بغیر نمونہ کے پیدا کرنے والے ہیں۔ **ياحي يا قيوم اسالك**: یعنی میں تیرے علاوہ کسی دوسرے سے سوال نہیں کررہا ہوں۔

﴿ اسم اعظم قرآن میں ﴾

﴿حدیث نمبر: ۲۱۸۸﴾ وَ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِسْمُ اللّٰهِ الْاَعْظَمُ فِيْ هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ وَفَاتِحَةُ آلِ عِمْرَانَ الٓمّٓ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَ ابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ .

حل لغات: واحد: ایک، وحد (ض) وحدًا، اکیلا ہونا۔

توجمه: حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے: (۱) الهكم الله واحد لا إله إلا هو الرحمن الرحيم (۲) اور سورۂ آل عمران کا شروع آلم الله لا إله إلا هو الحی القيوم .

خلاصۂ حدیث ان دونوں آیتوں میں اسم اعظم ہے اس لیے دعاء کے وقت ان دونوں آیتوں کو پڑھ لیا کرے تاکہ دعاء قبول ہوجائے۔

کلمات حدیث کی تشریح **اسم الله الأعظم في هاتين الآيتين**: اس حدیث شریف میں تو صرف دو آیتوں کا تذکرہ ہے، لیکن بعض روایتوں میں تین سورتوں کا تذکرہ ہے۔ (۱) البقرہ (۲) آل عمران (۳) طٰہٰ یعنی ان تین سورتوں میں سے کسی نہ کسی سورت میں اسم اعظم ہے، لیکن تین سورتوں میں جو آیت مشترک ہے وہ "الحی القیوم" ہے یعنی اسم اعظم الحی القیوم ہے اور اس پر دلائل اور شواہد بھی ہیں لیکن وہی بات بے جھول ہے جو شروع میں لکھی گئی ہے کہ اسم اعظم کی تعیین مبہم ہے۔" و روى الحاكم اسم الله تعالى الاعظم في ثلاث سور البقرة، آل عمران، و طه، قال القاسم بن عبدالرحمن الشامي التابعي روى أنه قال قال لقيت مائة صحابى فالتمستها أى السور الثلاث فوجدت انه الحى القيوم ، قال ميرك و قرره الامام فخر الدين الرازى رحمه الله واحتج بانهما يدلان على صفات الربوبية ما لا يدل على ذلك غيرها كدلالتها ، و اشاره النووى وقال الجزرى وعندى أنه لااله الا هوالحى القيوم ونقل الفخر أيضا عن بعض أرباب الكشف أنه هو ، واحتج له بأنه من أراد أن يعبر من كلام معظم بحضرته لم يقل أنت بل يقول هو" (مرقات ۵/۱۰۲)

﴿ دعائے یونس کا تذکرہ ﴾

﴿حدیث نمبر: ۲۱۸۹﴾ وَعَنْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْوَةُ ذِى النُّوْنِ اِذْ دَعَا رَبَّهٗ وَهُوَ فِيْ بَطْنِ الْحُوْتِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ .

حل لغات: ربه: بالنهار جمع ارباب بطن : پیٹ، جمع بطون: الحوت : بڑی مچھلی جمع حیتان: نون مچھلی جمع، نینان۔

ترجمہ: حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا، حضرت نوح علیہ الصلاۃ والسلام کی وہ دعاء جو انہوں نے اپنے پروردگار سے مانگی تھی وہ یہ ہے۔ **لا إله الا أنت سبحانك إنى كنت من الظالمين** مسلمان آدمی جب اس کے ذریعے سے کسی چیز کی دعاء کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ضرور قبول کرتا ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ آیت مصیبت اور پریشانی سے نجات دلانے میں مجرب ہے، اس لیے پریشانی کے وقت اس آیت کے ذریعے سے دعاء کرنی چاہیے۔

کلمات حدیث کی تشریح دعوة ذی النون: ذوالنون سے مراد سیدنا حضرت یونس علیہ الصلاۃ والسلام ہیں۔ **إذا دعاء هو في بطن الحوت:** یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت یونس علیہ الصلاۃ والسلام جب مچھلی کے پیٹ میں چلے گئے تو انہوں نے اس تاریکی میں مذکورہ آیت کو پڑھنا شروع کر دیا جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کو صحیح سلامت اس تاریکی در تاریکی سے نجات دی۔

لم يدع بها رجل مسلم في شيء الخ: یعنی جس طریقے سے ان کلمات کے پڑھنے کی وجہ سے حضرت سیدنا یونس کو ایک بڑی مصیبت سے نجات ملی تھی آج بھی اس آیت کریمہ میں وہی تاثیر ہے جو مسلمان آدمی اس آیت کو پڑھ کر دعاء کرے گا اس کی دعاء ضرور قبول ہوگی، اس لیے کہ خود ذات باری تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ **فاستجبنا له ونجيناه من الغم وكذلك ننجي المؤمنين**

الفصل الثالث

﴿ اسم اعظم کی تحقیق ﴾

﴿حدیث نمبر: ۲۱۹۰﴾ عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ عِشَاءً إِذَا رَجُلٌ يَقْرَأُ وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتَقُوْلُ هٰذَا مُرَاءٍ قَالَ بَلْ مُؤْمِنٌ مُنِيْبٌ قَالَ وَ أَبُوْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيُّ يَقْرَأُ وَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَسَمَّعُ لِقِرَاءَتِهِ ثُمَّ جَلَسَ أَبُوْمُوْسٰى يَدْعُوْ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ اُشْهِدُكَ أَنَّكَ أَنْتَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَحَدٌ صَمَدٌ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ سَأَلَ اللّٰهَ بِاسْمِهِ الَّذِيْ إِذَا سُئِلَ بِهِ أَعْطٰى وَ إِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ، قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أُخْبِرُهُ بِمَا سَمِعْتُ مِنْكَ قَالَ نَعَمْ فَأَخْبَرْتُهُ بِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِيْ أَنْتَ الْيَوْمَ لِيْ أَخٌ صَدِيْقٌ حَدَّثْتَنِيْ بِحَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

حل لغات: يرفع: رفع (ف) رفعا، بلند کرنا، صوته: آواز جمع، اصوات، مراء: رأى (ف) روية، دیکھنا، منيب: آقاء ناب (ن) نوبا إلى الله توبہ کرنا، الصمد: صمد (ن) صمدًا ثابت قدم رہنا۔

ترجمہ: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جناب نبی کریم ﷺ کے ساتھ مسجد میں عشاء کے وقت داخل ہوا اور ایک آدمی بلند آواز سے قرأت کر رہا تھا تو میں نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ اس شخص کو ریا کار کہیں گے؟ آپ نے فرمایا یہ بار بار متوجہ ہونے والا مومن ہے، بریدہ کہتے ہیں کہ ابو موسیٰ اشعری بلند آواز سے قرآن کریم پڑھتے رہے اور جناب نبی کریم ﷺ غور سے ان کی قرأت سنتے رہے، پھر ابو موسیٰ اشعری نے بیٹھ کر دعاء کرتے ہوئے کہا اے اللہ میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ تو ہی اللہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو تنہا ہے، بے نیاز ہے اس نے نہ کسی کو جنا اور نہ اس کو کسی نے جنا اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے، تو جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس نے اللہ سے اس نام کے واسطے سے مانگا ہے جب اس کے واسطے سے مانگا جاتا ہے تو دیتا ہے اور جب دعاء کی جاتی

ہے تو قبول کرتا ہے میں نے کہا یارسول اللہ میں نے جو آپ سے سنا ہے میں ان کو بتادوں؟ آپ نے فرمایا ہاں چنانچہ میں نے جناب نبی کریم ﷺ کے فرمان کی اطلاع دے دی، تو انہوں نے مجھ سے کہا آج سے تم میرے سچے بھائی ہو اس لیے کہ تم نے جناب نبی کریم ﷺ کی بات مجھ تک پہنچائی ہے۔

خلاصہ حدیث خلاصہ یہ ہے کہ اس حدیث شریف میں مذکور کلمات کے واسطے سے دعاء کی جاتی ہے تو دعاء قبول کی جاتی ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح المسجد عشاء: یعنی مسجد میں ان حضرات کا دخول یا تو عشاء کی نماز کے لیے ہوا نہیں تو ویسے ہی رات کے وقت ہوا (مرقات ۵/۱۰۳) وإذا رجل يقرأ ويرفع صوته: یعنی جب یہ حضرات مسجد میں گئے تو دیکھا کہ ایک صحابی زور زور سے تلاوت کررہے ہیں تو حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے جناب نبی کریم ﷺ سے کہا کہ یارسول اللہ یہ شخص تو ریاکار معلوم ہوتا ہے، قال بل مؤمن منيب: یعنی ان کے جواب میں جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ شخص اللہ کی طرف بار بار متوجہ ہونے والا ہے اس لیے ریاکار نہیں بلکہ مخلص ہے: قال وأبو موسى الأشعري يقرأ ويرفع: یعنی خود راوی حدیث حضرت ابوبریدہ رضی اللہ عنہ اس بات کی وضاحت کررہے ہیں کہ اس حدیث شریف میں رجل سے مراد حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ ہیں۔ فجعل رسول الله صلى الله عليه وسلم يتسمع لقرائته: یعنی حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بلند آواز کے ساتھ ساتھ تلاوت کررہے تھے، اس لیے جناب نبی کریم ﷺ نے ان کی تلاوت کو غور سے سننا شروع کردیا، ثم جلس أبو موسى يدعو: یعنی یہ قرأت حضرت ابوموسیٰ کی نماز میں تھی، جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو وہ نماز کے بعد دعاء کے لیے بیٹھے۔ فقال اللهم إني أشهدك إنك أنت الله إلخ: یعنی حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد بلند آواز سے ان الفاظ میں دعاء کرنی شروع کردی۔ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لقد سأل الله الخ: یعنی جناب نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی یہ دعاء سن کر حضرت ابوبریدہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس نام کے ساتھ سوال کیا ہے کہ جب اس نام سے سوال کیا جاتا ہے یا دعاء کی جاتی ہے تو قبول کیا جاتا ہے مراد یہ ہے کہ اسم اعظم کے واسطے سے دعاء کی گئی ہے۔ قلت: يارسول الله أخبره بما سمعت منك إلخ: مراد یہ ہے کہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے یہ خوش خبری حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بتادینے کی اجازت چاہی تو ان کو اجازت مل گئی۔ فقال لي أنت اليوم لي أخ صديق الخ حضرت ابوموسیٰ نے یہ خوش خبری سن کر حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم میرے جگری دوست ہو اور یہ دوستی کبھی ختم نہ ہوگی، اس لیے کہ تم نے مجھے اتنی بڑی خوش خبری سنائی ہے جس کا کوئی جواب نہیں۔

﴿باب ثواب التسبيح والتحميد والتهليل والتكبير﴾

الفصل الأول

﴿سب سے بہتر کلام﴾

﴿حدیث نمبر:۲۱۹۱﴾ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ الْكَلَامِ أَرْبَعٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَفِيْ رِوَايَةٍ أَحَبُّ الْكَلَامِ إِلَى اللّٰهِ أَرْبَعٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ لَا يَضُرُّكَ بِأَيِّهِنَّ بَدَأْتَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: لا يضرك: ضر (ن) ضرا نقصان دینا، بدأ (ن) بدأ شروع کرنا۔

ترجمہ: حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا سب سے بہترین کلام چار ہیں، (۱) سبحان

اللّٰہ (۲) والحمدللّٰہ (۳) لاإلہ إلااللّٰہ (٤) اللّٰہ أکبر، اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ کلام چار ہیں (۱) سبحان اللّٰہ (۲) الحمدللّٰہ (۳) ولا إلہ إلااللّٰہ (٤) اللّٰہ أکبر، ان میں سے جس کلمے سے تو شروع کرے تیرے لیے نقصان دہ نہیں ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ چار کلمات اللہ کے نزدیک بہت پسندیدہ ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کلمات کو پڑھ کر جو بھی عمل شروع کیا جائے کوئی نقصان نہیں ہوتا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح أفضل الکلام اربع: کلام سے مراد کلام بشر ہے، اس لیے کہ ان چار کلاموں میں آخری والا حصہ کلام اللہ کے علاوہ ہے نیز بعض روایتوں سے اس کی تائید بھی ہوتی ہے، أي أفضل کلام البشر لأن الرابعة لم توجد في القرآن ...... وتبعه ابن حجر لأنه علیه الصلاة والسّلام قال أفضل الذکر بعد کتاب اللّٰه سبحان اللّٰه والحمدللّٰه ولا اله الا اللّٰه واللّٰه أکبر (مرقات ۵/۱۰۵) لایضرك بایهن بدأت: یعنی یہ چار کلمات ہیں ان کلمات میں سے کسی کلام کے ذریعے سے جو بھی عمل شروع کیا جائے گا آدمی کو کوئی نقصان نہ ہوگا۔

﴿ چار کلمے کی فضیلت ﴾

﴿حدیث نمبر:۲۱۹۲﴾ وَعَنْ أَبِيْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْ أَقُوْلَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَکْبَرُ أَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَیْهِ الشَّمْسُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: طلعت: طلع (ن، ف) طلوعا، نکلنا، الشمس: سورج، جمع شموس.

ترجمه: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرا سبحان اللّٰہ، الحمدللّٰہ، لاالٰہ إلا اللّٰہ اور اللّٰہ اکبر کہنا اس چیز سے زیادہ پسندیدہ ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح سبحان اللّٰہ: اس جملے سے پہلے اسبح فعل محذوف ہے جس کی وجہ سے منصوب ہے، احب إلی مماطلعت علیه الشمس: اس جملے کا ایک حقیقی معنی مراد لیا جاسکتا ہے اور وہ یہ کہ حقیقت میں دنیا کے اندر جتنی چیزیں ہیں ان تمام چیزوں سے بہتر یہ چار کلمات ہیں اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ ان چار کلمات کے ورد سے اتنا ثواب ملتا ہے کہ آدمی اگر سمجھ لے تو دنیا و مافیہا اس کی نظر میں ہیچ نظر آنے لگے، أي من الدنیاومافیهامن الأموال وغیرها کذا قیل قال ابن حجرفأحب لیس علی حقیقة والمعنی أنها أحب التی باعتبارثوابهاالکثیرالباقي من الدنیابأسرارها لزوالها وفنائها. (مرقات ۵/۱۰۶)

﴿ دو کلمے کی فضیلت ﴾

﴿حدیث نمبر:۲۱۹۳﴾ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ فِيْ یَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَایَا وَ اِنْ کَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حل لغات: حطت: حط (ن) حطا، گھٹانا کم کرنا، زبد: جھاگ، جمع أزباد.

ترجمه: ان سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے "سبحان اللّٰہ وبحمدہ" ایک دن میں سو مرتبہ کہتا ہے تو اس کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اگر چہ وہ گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ دو کلمات سم گناہ کے لیے تریاق ہیں۔

کلمات حدیث کی تشریح وعنہ: یہ روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے، من قال سبحان اللّٰہ وبحمدہٖ الخ مراد یہ ہے کہ دن کے مختلف حصے میں الگ الگ مجلسوں میں ان دونوں کلمات کو ایک سو مرتبہ کہہ لیتا ہے۔
حطت خطایاہ و ان کانت مثل زبد البحر: مراد یہ ہے کہ ان کلمات کے ورد کرنے والے کے اگر بے پناہ گناہ ہوں تو بھی اس کے گناہ معاف کردیے جائیں گے۔

﴿ سب سے بہتر عمل ﴾

﴿حدیث نمبر:۲۱۹۴﴾ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ وَ حِيْنَ يُمْسِيْ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ مِائَةَ مَرَّةٍ لَمْ يَأْتِ اَحَدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهَا اِلَّا اَحَدٌ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ اَوْ زَادَ عَلَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

حل لغات: یصبح: صبح (ف) صباحا، صبح کے وقت آنا، اصبح (افعال) صبح میں داخل ہونا۔
ترجمہ: ان سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے صبح کے وقت اور شام کے وقت، سبحان اللّٰہ وبحمدہ سو مرتبہ کہا تو قیامت کے دن کوئی شخص اس سے بہتر عمل لے کر نہیں آئے گا الا یہ کہ کوئی شخص اتنی ہی تعداد میں یا اس سے زیادہ ان کلمات کو کہے۔

کلمات حدیث کی تشریح وعنہ: یعنی یہ روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ من قال حین یصبح وحین یمسی الخ: یعنی جس شخص نے بھی صبح وشام ان کلمات کے ورد کا اہتمام کیا، تو قیامت کے دن اس کا یہ عمل سب سے عمدہ عمل مانا جائے گا، اور اس سے عمدہ عمل کسی اور کا نہ ہوگا الّا یہ کہ وہ لوگ جنہوں نے ان کلمات کو زیادہ مقدار میں پڑھا ہے، تو ان کے اعمال بھی اچھے ہوں گے، باقی تمام لوگوں کے اعمال کم اور کم تر ہوں گے۔

دو کلمے میزان پر بڑے بھاری ہیں

﴿حدیث نمبر: ۲۱۹۵﴾ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

حل لغات: خفیفتان: خفیف کا تثنیہ ہے بمعنی ہلکا جمع خفاف، اللسان: زبان جمع السنۃ، ثقیلتان: بھاری، ثقیل، ثقل (ك) ثقلا بھاری ہونا، المیزان: ترازو جمع، موازین .
ترجمہ: ان سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا دو کلمے زبان پر ہلکے، میزان میں بھاری اور رحمٰن کے نزدیک پسندیدہ ہیں (وہ کلمات یہ ہیں) سبحان اللّٰہ و بحمدہٖ سبحان اللّٰہ العظیم .

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ ان دونوں کلمات کا ثواب بہت زیادہ ملتا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح وعنہ: یعنی یہ روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کلمتان سے مراد دو مفید جملے ہیں، خفیفتان علی اللسان: یعنی یہ کلمات زبان پر سہولت سے جاری ہوجاتے ہیں۔ ثقیلتان فی المیزان: مراد یہ ہے کہ ان دونوں کلمات کا ثواب بہت زیادہ ہے، جس کی وجہ سے نیکی والا ترازو جھک جائے گا۔

﴿ سو مرتبہ سبحان اللہ کہنے کا ثواب ﴾

﴿حدیث نمبر:۲۱۹۶﴾ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَيَعْجِزُ

أَحَدُكُمْ أَنْ يَكْسِبَ كُلَّ يَوْمٍ أَلْفَ حَسَنَةٍ فَسَأَلَهُ سَائِلٌ مِنْ جُلَسَائِهِ كَيْفَ يَكْسِبُ أَحَدُنَا أَلْفَ حَسَنَةٍ قَالَ يُسَبِّحُ مِائَةَ تَسْبِيحَةٍ فَيُكْتَبُ لَهُ أَلْفُ حَسَنَةٍ أَوْ يُحَطُّ عَنْهُ أَلْفُ خَطِيئَةٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي كِتَابِهِ فِي جَمِيعِ الرِّوَايَاتِ عَنْ مُوسَى الْجُهَنِيِّ أَوْ يُحَطُّ قَالَ أَبُوبَكْرٍ الْبَرْقَانِيُّ وَ رَوَاهُ شُعْبَةُ وَ أَبُو عَوَانَةَ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ مُوسَى فَقَالُوا وَيُحَطُّ بِغَيْرِ أَلِفٍ هٰكَذَا فِي كِتَابِ الْحُمَيْدِيِّ .

حل لغات: یعجز: عجز (ض، س) عجزا، عاجز ہونا، یکسب (ض) کسبا کمانا، یحط: حط (ن) خطا مٹانا۔

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ جناب نبی کریم ﷺ کے پاس تھے، تو آپ نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات پر قادر نہیں ہے کہ روزانہ ایک ہزار نیکی کمائے تو ہم نشینوں میں سے کسی سوال کرنے والے نے پوچھا ہم میں سے کوئی ایک ہزار نیکی (روزانہ) کیسے کمائے گا؟ تو آپ نے فرمایا جو شخص سو مرتبہ "سبحان اللّٰہ" کہے گا اس کے لیے ایک ہزار نیکیاں لکھی جائی گی۔ یا اس کے ایک ہزار گناہ دور کیے جائیں گے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ سو مرتبہ "سبحان اللہ" کہنے سے ایک ہزار نیکی کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح فقال ایعجز احدکم أن یکسب کل یوم إلخ: یعنی جناب نبی کریم ﷺ نے افادے کی غرض سے یہ سوال کیا کہ کیا تم میں سے ایسے بھی لوگ ہیں جو روزانہ ایک ہزار نیکی کر سکیں۔ فسال سائل من جلسانه إلخ: یعنی اس مجلس میں موجود حضرات صحابہ کرام میں سے کسی نے جناب نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ ایسا کیسے ہوسکتا ہے کہ ہم سے کوئی آدمی روزانہ بہ سہولت ایک ہزار نیکی کمالے، مراد یہ ہے کہ روزانہ ایک ہزار نیکی کمانا بہت مشکل ہے۔ قال یسبح مائة تسبیحة الخ : مراد یہ ہے کہ سو مرتبہ سبحان اللہ کہنے کا ثواب ایک ہزار مرتبہ کہنے کے برابر ہے اس لیے کہ ہر نیکی کا ثواب کم سے کم دس گنا ملتا ہے، جیسا کہ قرآن کریم کا اعلان ہے: لأن الحسنة الواحدة بعشر أمثالها وهو أقل المضاعفة الموعودة في القرآن بقوله من جاء بالحسنة فله عشر أمثالها والله يضاعف لمن يشاء. (مرقات ۵/۱۰۷)

﴿ تسبیح و تحمید کی شان ﴾

﴿حدیث نمبر: ۲۱۹۷﴾ وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْكَلَامِ أَفْضَلُ قَالَ مَا اصْطَفَى اللّٰهُ لِمَلَائِكَتِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

حل لغات: اصطفى: صفا (ن) صفوا، صاف ہونا، اصطفا (افتعال) حق لینا، ملائکته: جمع ملك کی بمعنی فرشتہ۔

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا سب سے بہترین کلام کون سا ہے، تو آپ نے فرمایا جس کو اللہ نے فرشتوں کے لیے چنا ہے، یعنی سبحان الله وبحمده.

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ سب سے بہترین کلام "سبحان الله وبحمده" ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح أي الكلام أفضل: یعنی تمام اذکار و اوراد میں سب سے بہترین کلام کیا ہے؟ قال ما اصطفى الله لملائكته إلخ: یعنی یہ بات پیچھے گذر چکی ہے کہ چار کلمات سب سے اچھے ہیں ان میں دو یہ کلمات بھی ہیں، اس حدیث شریف میں اللہ تعالیٰ کے قول "وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ" کی طرف اشارہ ہے۔

﴿ ذکر میں کیفیت کا اعتبار ھے ﴾

﴿حدیث نمبر: ۲۱۹۸﴾ وَعَنْ جُوَيْرِيَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا بُكْرَةً حِينَ صَلَّى الصُّبْحَ وَهِيَ فِي

مَسْجِدِهَا ثُمَّ رَجَعَ بَعْدَ اَنْ اَضْحٰى وَهِيَ جَالِسَةٌ قَالَ مَا زِلْتِ عَلَى الْحَالِ الَّتِيْ فَارَقْتُكِ عَلَيْهَا قَالَتْ نَعَمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَكِ اَرْبَعَ كَلِمَاتٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَوْ وُزِنَتْ بِمَا قُلْتِ مُنْذُ الْيَوْمِ لَوَزَنَتْهُنَّ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَ رِضَاءَ نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: خرج: (ن) خروجا، نکلنا، بکرۃ: بکر (ن) بکورا صبح کے وقت آنا۔ اضحی (افعال) چاشت کے وقت میں داخل ہونا، الحال، حالت، جمع احوال، فارقتك : فارق (مفاعلت) جدا ہونا۔

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ صبح سویرے فجر کے وقت ہمارے پاس سے نکلے اور وہ اپنے مصلے پر بیٹھی رہیں پھر آپ چاشت کے وقت آئے اور وہ اسی حال میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ آپ نے فرمایا کیا میں جس حال پر تجھ سے جدا ہوا تھا تو اسی حالت پر اب تک بیٹھی ہوئی ہے، انہوں نے کہا جی، تو جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تجھ سے جدا ہونے کے بعد چار کلمات تین مرتبہ کہے ہیں اگر ان کو تیرے اب تک کہے ہوئے کلمات کے مقابلے میں وزن کیا جائے تو اُن کا وزن بڑھ جائے گا، وہ کلمات یہ ہیں ”سبحان اللہ وبحمدہٖ عدد خلقہٖ و رضاء نفسہٖ و زنۃ عرشہٖ ومدادِ کلماتہٖ“

کلمات حدیث کی تشریح

عن جویریۃ: جویریہ بنت حارث ازواج مطہرات میں سے ایک ہیں، خرج من عندھا بکرۃ الخ: یعنی جناب نبی کریم ﷺ فجر کے وقت ام المؤمنین حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے پاس سے نکل کر گئے تاکہ مسجد میں جا کر جماعت سے نماز پڑھی جائے وھی فی مسجدھا: یعنی حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا جہاں عام طور پر وہ اپنے گھر میں نماز پڑھا کرتی تھیں، تو انہوں نے جناب نبی کریم ﷺ کے جانے کے بعد فجر کی نماز پڑھنے کے بعد وہ اسی جگہ چاشت تک بیٹھی رہیں۔ ثم رجع بعد ان اضحی الخ: جناب نبی کریم ﷺ فجر کی نماز پڑھ کر چاشت کے وقت تشریف لائے تو دیکھا کہ وہ اسی جگہ تشریف رکھتی ہیں، قال مازلت علی الحال التی فارقتك علیھا الخ : یعنی جناب نبی کریم ﷺ نے جب ان کو اس جگہ دیکھا تو فرمایا کہ ایسا لگتا ہے کہ جب سے میں یہاں سے گیا ہوں تم برابر یہیں بیٹھی ہوئی ہو، قالت نعم: مراد یہ ہے کہ انہوں نے بہت زیادہ ذکر کیا۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لقد قلت بعدك الخ: یعنی جناب نبی کریم ﷺ نے ان کے کثرتِ ذکر کو دیکھ کر فرمایا کہ میں نے تم سے جدا ہونے کے بعد چند کلمات کہے ہیں، ان کا ثواب تمہارے اس ذکر سے بڑھا ہوا ہے۔ سبحان اللہ وبحمدہ عدد خلقہ الخ: یعنی جناب نبی کریم ﷺ نے وہ کلمات بتا بھی دیے اس لیے ان کلمات کو جو بھی شخص اپنے ذکر میں شامل کرے گا اس کو وہی ثواب ملے گا جو جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے۔

﴿ شیطان سے حفاظت کا طریقہ ﴾

﴿حدیث نمبر: ۲۱۹۹﴾ وَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ فِيْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهٗ عِدْلُ عَشْرِ رِقَابٍ وَكُتِبَتْ لَهٗ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَ مُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَكَانَتْ لَهٗ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَ ذٰلِكَ حَتّٰى يُمْسِيَ وَلَمْ يَاْتِ اَحَدٌ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهٖ اِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ اَكْثَرَ مِنْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حل لغات: یوم: دن جمع، أیام ، عدل برابر جمع عدول، رقاب: جمع رقبۃ کی بمعنی مملوک غلام، حسنۃ: نیکی جمع حسنات. محیت : محا (ن) محوا مٹانا، حرزا: حرز (ن) حرزا محفوظ کرنا، یاتی : أتی (ض) اتیانا، آنا۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے ”لا الہ إلا اللہ وحدہ

لاشريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير "ایک دن میں سو مرتبہ پڑھا تو اس کو دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا، اس کے لیے سو نیکی لکھی جائے گی، اس کی سو برائیاں مٹادی جائیں گی، اس دن اس کو شام تک شیطان سے حفاظت ہوگی، اور کسی شخص کو اس عمل سے اچھا عمل نہیں مل سکتا ہے، الا یہ کہ کوئی دوسرا اس شخص سے زیادہ پڑھ لے۔

خلاصۂ حدیث ان کلمات کے پڑھنے کا ثواب بہت زیادہ ہونے کے ساتھ ساتھ شیطان سے حفاظت کا ایک اہم ذریعہ ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح من قال لا إله إلا الله وحده إلخ: یعنی جو شخص ان کلمات کو دن میں ایک ہی مرتبہ میں یا الگ وقتوں میں پڑھے گا اس کے لیے مندرجہ ذیل فوائد ہیں: كانت له عدل عشر رقاب: مراد یہ ہے کہ جو شخص اس حدیث شریف میں مذکور کلمات کو سو مرتبہ پڑھے گا اس کو مکمل دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا، و كتبت له مائة حسنة: یعنی ان کلمات کو سو مرتبہ پڑھنے والے کو دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس کے نامۂ اعمال میں سو نیکیاں لکھی جائیں گی۔ و محيت عنه مائة سيئة: یعنی ان کلمات کو پڑھنے والے کے لیے تیسرا فائدہ یہ ہے کہ اس کے نامہ اعمال سے سو برائیاں مٹادی جائیں گی، و كانت له حرزا من الشيطان إلخ: یعنی اس شخص کو چوتھا فائدہ یہ حاصل ہوگا کہ صبح سے لے کر شام تک شیطان کے شر ور فتن سے اس کی حفاظت کی جائے گی۔ اگر شام میں پڑھے تو صبح تک یعنی پوری رات شیطان سے اس کی حفاظت کی جائے گی۔

وظاهر التقابل أنه إذا قال في الليل كانت له حرزا منه ليلة ذلك حتى يصبح فيحتمل أن يكون اختصارا من الراوي أو ترك لو ضوح المقابلة و تخصيص النهار لأنه أحوج فيه إلى الحفظ (مرقات ۵/۱۰۹)

﴿ جنت کا خزینہ ﴾

﴿حدیث نمبر: ۲۲۰۰﴾ وَ عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَجْهَرُوْنَ بِالتَّكْبِيْرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّهَا النَّاسُ اَرْبِعُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ اِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا اِنَّكُمْ تَدْعُوْنَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا وَهُوَ مَعَكُمْ وَالَّذِيْ تَدْعُوْنَهُ اَقْرَبُ اِلٰى اَحَدِكُمْ مِنْ عُنُقِ رَاحِلَتِهٖ فَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰى وَ اَنَا خَلْفَهُ اَقُوْلُ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فِيْ نَفْسِيْ فَقَالَ يَا عَبْدَاللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى كَنْزٍ مِنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ فَقُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

حل لغات: سفر: سفر جمع أسفار، يجهرون: جهر (ن) جهرا، آواز بلند کرنا، أربعوا: ربع (ف) ربعا عليه مہربانی کرنا، أصم: بہرا أصم (س) صمما بہرا ہونا، سميع: سننے والا، سمع (س) سمعا، سننا، بصير: دیکھنے والا، بصر (ك) بصرا، دیکھنا عنق: گردن جمع اعناق، راحلة: رحل (ف) رحلا، منتقل ہونا، حول، حال (ن) حولا: ارادہ سے باز رکھنا، کنز: خزانہ جمع کنوز

ترجمه: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں جناب نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے، لوگوں نے زور سے تکبیر کہنی شروع کردی تو جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے لوگو اپنے آپ پر رحم کرو اس لیے کہ تم لوگ بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے ہو، بلکہ تم لوگ سننے والے، دیکھنے والے اور اپنے ساتھ رہنے والے کو پکار رہے ہو اور تم لوگ جس ذات کو پکار رہے ہو وہ تم میں سے ہر ایک کی سواری کی گردن سے بھی زیادہ قریب ہے، حضرت ابوموسی نے کہا کہ میں آپ کے پیچھے تھا اور "لاحول ولا قوة إلابالله" آہستہ آہستہ پڑھ رہا تھا تو آپ نے فرمایا اے عبداللہ بن قیس، کیا میں تم کو جنت کے خزانے میں سے ایک خزانہ نہ بتادوں تو میں نے کہا یا رسول اللہ بتادیجئے آپ نے فرمایا" لا حول ولا قوة إلابالله"

خلاصۂ حدیث ذکر میں آواز دھیمی رہے اور یہ بات کہ لاحول ولا قوة إلابالله جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح فجعل الناس یجھرون بالتکبیر: مراد یہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے نعرۂ تکبیر لگایا اور صاحب مرقات نے اس کو راجح قرار دیا ہے "لعله كان سفر غزو فمناسبه تخصيص التكبير" (مرقات ۵/۱۱۰) لیکن حدیث شریف کے الفاظ اور حالات پر غور کرنے سے پتا چلتا ہے کہ یہ نعرۂ تکبیر نہ تھا بلکہ عام ذکر تھا، اسی لیے جناب نبی کریم ﷺ نے آہستہ ذکر کرنے کی تعلیم دی ورنہ تو نعرۂ تکبیر زور سے لگتا ہی ہے" انكم لا تدعون اصمه ولا غائبا" اصم کے بعد غائب کا تذکرہ برائے تاکید ہے، الکم تدعون سمیعًا بصیرًا إلخ: یعنی تم لوگ تو ایسی ذات عالی مرتبت کو یاد کر رہے ہو جو سننے والی اور دیکھنے والی ہے یہیں تک بس نہیں، بلکہ وہ ذات تو تمہارے ساتھ ساتھ ہے۔ والذي تدعونه أقرب إلى أحدكم إلخ: مراد یہ ہے کہ ذات باری انسان سے بہت ہی زیادہ قریب ہے۔ فقال أبو موسى و أنا خلفه إلخ: یعنی راویٔ حدیث حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں جناب نبی کریم ﷺ کی معیت میں ان کے پیچھے پیچھے تھا اور آہستہ آہستہ لاحول ولاقوة إلا بالله پڑھ رہا تھا، چوں کہ جناب نبی کریم ﷺ سے قرب کے باوجود یہ بھی زور زور سے ذکر کرنے لگتے یہ ایک طرح سے بے ادبی تھی اس لیے انہوں نے آہستہ آہستہ ذکر شروع کر دیا اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین چونکہ دور تھے اس لیے ان حضرات نے زور سے ذکر کرنے میں آپ کے لیے کوئی خلل محسوس نہیں کیا۔ فقال یاعبدالله بن قیس یہ حضرت ابوموسیٰ اشعری کا اسم گرامی ہے۔ الا ادلك على كنز من كنوز الجنة الخ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ "لاحول ولا قوة إلابالله" تو پڑھ ہی رہے تھے جس کا علم جناب نبی کریم ﷺ کو کشف سے معلوم ہو گیا اور ان کو یہ بتا دیا کہ جو چیز تم پڑھ رہے ہو وہی جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

الفصل الثانی

﴿ تسبیح و تحمید کا ثمرہ ﴾

﴿حدیث نمبر:۲۲۰۱﴾ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهِ غُرِسَتْ لَهُ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حل لغات: غرست: غرس (ض) غرسا، درخت کا پودا لگانا۔ نخلة: کھجور کا درخت جمع، نخل.

ترجمه: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے "سبحان الله العظيم وبحمده" کہا اس کے لیے جنت میں کھجور کا ایک درخت لگا دیا جاتا ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جو بھی مسلمان "سبحان الله العظيم وبحمده" کہتا رہتا ہے اس کے لیے جنت میں کھجور کے درخت لگتے چلے جاتے ہیں۔

کلماتِ حدیث کی تشریح من قال سبحان الله العظيم وبحمده: یعنی جو شخص اس چھوٹے سے کلمے کو پڑھے گا۔ غرست له نخلة في الجنة إلخ: یعنی اس کے لیے جنت میں باغ لگتے چلے جاتے ہیں، ان کلمات کو جتنی دفعہ کہے گا اتنی تعداد میں اس کے لیے جنت میں باغ کا باغ لگتا چلا جاتا ہے۔ فمن شاء فليكثر.

﴿ تسبیح بیان کرنے کی تاکید ﴾

﴿حدیث نمبر:۲۲۰۲﴾ وَ عَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ صَبَاحٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيْهِ إِلَّا مُنَادٍ يُنَادِيْ سَبِّحُوا الْمَلِكَ الْقُدُّوْسَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حل لغات: یصبح: اصبح: (افعال) صبح کے وقت میں داخل ہونا، العباد: جمع ہے عبد کی بمعنی بندہ، القدوس، قدس (تفعیل) پاکی بیان کرنا۔

ترجمہ: حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر صبح کو ایک آواز لگانے والا آواز لگاتا ہے کہ پاک بادشاہ کی تسبیح بیان کرو۔

کلمات حدیث کی تشریح ما من صباح یصبح العباد الخ: مراد یہ ہے کہ روزانہ صبح کو ایک فرشتہ یہ آواز لگاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرو۔

﴿ بہترین ذکر ﴾

﴿حدیث نمبر:۲۲۰۳﴾ وَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَفْضَلُ الدُّعَاءِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حل لغات: الذکر: ذکر (ن) ذکر، دل دل میں یاد کرنا۔ الدعاء: طلب کرنا جمع، دعوات۔

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا سب سے بہترین ذکر "لاإله إلا الله" ہے اور سب سے اچھی دعاء "الحمدلله" ہے۔

خلاصۂ حدیث خلاصہ یہ ہے کہ ذکر میں "لا اله الا الله" اور دعاء میں "الحمدلله" اپنی مثال آپ ہیں۔

کلمات حدیث کی تشریح افضل الذکر لاإله إلاالله: یہ کلمہ افضل ترین ذکر اس لیے ہے کہ اس کے بغیر ایمان ہی صحیح نہیں ہے، وأفضل الدعاء الحمدلله، الحمدللہ سب سے اچھی دعاء اس لیے کہ دعاء کی حقیقت اور اللہ کا ذکر اس سے کچھ مانگنا ہے اور اس چھوٹے سے جملے میں یہ دونوں چیزیں بایں طور موجود ہیں کہ الحمدللہ کہہ کر اللہ کی دی ہوئی نعمتوں پر شکر ادا کر کے اللہ کو یاد کرتا ہے اور مزید کا طلب گار بھی ہے۔ فإن من حمدالله يحمده على نعمته و الحمد على النعمة طلب المزيد وهو رأس الشكر. (مرقات ۱۱۲/۵)

﴿ شکر کی حقیقت ﴾

﴿حدیث نمبر:۲۲۰۴﴾ وَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَمْدُ رَاْسُ الشُّكْرِ مَا شَكَرَ اللّٰهَ عَبْدٌ لَا يَحْمَدُهُ.

حل لغات: رأس: سر، جمع، رؤوس، الشکر: شکر (ن) شکرا، کسی کی بھلائی کے بدلے تعریف کرنا۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا "الحمد" ہی اصل شکر ہے، اس بندے نے خدا کا شکر ادا نہیں کیا جس نے اللہ کی حمد نہیں کی۔

خلاصۂ حدیث خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کو اللہ تعالیٰ کی حمد کرنی چاہیے تاکہ کامل طور پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا ہو سکے۔

کلمات حدیث کی تشریح الحمدراس الشکرالخ: حمد اس تعریف کو کہا جاتا ہے جو بلا عوض ہو اور شکر اس تعریف کو کہا جاتا ہے جو نعمت کے عوض میں ہو، اور آدمی چوں کہ نعمت کے عوض میں تعریف تو کرتا ہی ہے جسے شکر کہتے ہیں اصل تو ہے بغیر نعمت کے بدلے میں تعریف کرنا جسے حمد کہتے ہیں، اس لیے اس حدیث شریف میں اسی تعریف کا خلاصہ ہے جو بلا کسی عوض کے ہو۔

﴿ خوشی اور غمی میں اللہ کی تعریف کرنا ﴾

﴿حدیث نمبر:۲۲۰۵﴾ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَنْ يُدْعٰى اِلَى الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِيْنَ يَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ .

حل لغات: الجنة: باغ جمع، جنات، السراء: خوش حالی، سر (ن) سرورا خوش کرنا، الضرا: سختی، ضر (ف) ضرا نقصان کرنا۔

توجمه: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن وہ لوگ سب سے پہلے جنت کی طرف بلائے جائیں گے، جنہوں نے خوشی اور سختی میں اللہ تعالیٰ کی تعریفیں کی ہیں۔

خلاصۂ حدیث حالات چونکہ بدلتے رہتے ہیں اسلئے آدمی کو ہر حال میں خواہ خوشی ہو یا غم اللہ کی تعریف کرتے رہنا چاہیے۔

کلمات حدیث کی تشریح أول من يدعى: مراد یہ ہے کہ جن لوگوں کو سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے کیلئے بلایا جائیگا وہ یہ لوگ ہونگے۔ الذين يحملون الله في السراء والضراء: یعنی صحت و مرض، کشادگی و تنگی اور فقر و غنا ہر حال میں آدمی کو اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہوئے رضا بالقضاء کا مظہر ہونا چاہیے تاکہ دخول جنت کی راہ ہموار ہو جائے۔

﴿ لا الہ الا اللہ کی عظمت ﴾

﴿حدیث نمبر:۲۲۰۶﴾ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا رَبِّ عَلِّمْنِيْ شَيْئًا اَذْكُرُكَ بِهٖ اَوْ اَدْعُوْكَ بِهٖ فَقَالَ يَا مُوْسٰى قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ يَا رَبِّ كُلُّ عِبَادِكَ يَقُوْلُ هٰذَا اِنَّمَا اُرِيْدُ شَيْئًا تَخُصُّنِيْ بِهٖ قَالَ يَا مُوْسٰى لَوْ اَنَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعَ وَعَامِرَ هُنَّ غَيْرِيْ وَالْاَرَضِيْنَ السَّبْعَ وُضِعْنَ فِيْ كَفَّةٍ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فِيْ كَفَّةٍ لَمَالَتْ بِهِنَّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ

حل لغات: تخصني: خصّ (ن) خصا، خاص کرنا، أريد: راد (ن) رودا، طلب کرنا، عامر: مکین، جمع، عمار، عمر (ن) عمرًا آباد کرنا۔

توجمه: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا اے میرے رب مجھے کوئی ایسی چیز سکھا دیجئے جس سے میں آپ کو یاد کیا کروں یا میں اس کے واسطے سے دعاء کیا کروں؟ تو اللہ نے کہا اے موسیٰ! لا إله إلا الله پڑھا کرو، تو موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے کہا اے میرے رب یہ تو آپ کے تمام بندے کہتے ہیں میں تو ایسی چیز چاہتا ہوں جو میرے لیے خاص ہو، اللہ نے کہا اے موسیٰ! میرے علاوہ ساتوں آسمان اس کے مکین اور ساتوں زمین کو ایک پلڑے میں رکھ دیے جائیں اور لا إله إلا الله کو دوسرے پلڑے میں تو یہ پلڑا بھاری پڑ جائے گا۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ لا اله الا الله سے بڑھ کر کوئی دوسرا ذکر نہیں ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح رب علمني شيئا أذكرك به أو ادعوك به: حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے ایک مخصوص چیز کی درخواست کی تاکہ مخصوص انداز میں اللہ کا ذکر کریں یا اس کے واسطے سے اللہ سے دعا کریں۔ فقال ياموسى قل لا إله إلاالله الخ: یعنی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے فرمایا کہ لا إله إلاالله کا ورد کیا کرو، فقال يا رب كل عبادك يقول إلخ: تو حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ اے میرے رب یہ تو آپ کے تمام بندے کہتے ہیں میں تو آپ سے کوئی خاص چیز مانگ رہا ہوں، قال يا موسى لوان السموات السبع الخ: مراد یہ ہے کہ جب لا اله الا الله کی حقیقت بتلا دی گئی تو حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام خاموش ہو گئے۔

﴿ ذاکرین کی تصدیق کی جاتی ہے ﴾

﴿حدیث نمبر:۲۲۰۷﴾ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ صَدَّقَهٗ رَبُّهٗ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَ اَنَا اَکْبَرُ وَ اِذَا قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ یَقُوْلُ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَحْدِیْ لَا شَرِیْكَ لِیْ وَ اِذَا قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا لِیَ الْمُلْكُ وَلِیَ الْحَمْدُ وَ اِذَا قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِیْ وَکَانَ یَقُوْلُ مَنْ قَالَهَا فِیْ مَرَضِهٖ ثُمَّ مَاتَ لَمْ تَطْعَمْهُ النَّارُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ .

حل لغات: صدقة: صدق (تفعیل) تصدیق کرنا۔ مرضه: بیماری، جمع، امراض۔

ترجمه: حضرت ابو سعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے لا إله إلا الله و الله أكبر کہا تو اس کا رب اس کی تصدیق کرتے ہوئے کہتا ہے میرے سوا کوئی معبود نہیں اور میں سب سے بڑا ہوں اور جب کوئی شخص کہتا ہے لا إله إلا الله وحده لا شريك له تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں یکتا ہوں میرا کوئی شریک نہیں اور جب کوئی کہتا ہے "لا إله إلا الله له الملك وله الحمد" تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے میرے سوا کوئی معبود نہیں میرے لیے ملک اور میرے لیے تعریفیں ہیں اور جب کوئی کہتا ہے لا إله إلا الله ولا حول ولا قوة إلا بالله تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے میرے سوا کوئی معبود نہیں اور تمام طاقت وقدرت مجھ ہی سے ہے اور آپ کہتے تھے کہ جس شخص نے اس کلمے کو بیماری میں کہا پھر اس کی موت ہوگئی تو اس کو آگ نہیں جلائے گی۔

خلاصہ حدیث: اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی جب اللہ کا ذکر کرتا ہے اور زبان سے ایسے کلمات کا اظہار کرتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی معبودیت وحدانیت اور قدرت کاملہ کا اظہار ہو تو اللہ تعالیٰ بھی ذاکرین کی تصدیق کرتا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح: صدقه ربه قال إلخ: یعنی جو شخص لا إله إلا الله والله أكبر پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ تو نے سچ کہا اسلئے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں اور میں ہی سب سے بڑا ہوں، اسی طرح سے اللہ تعالیٰ بندے کے اس حدیث شریف میں مذکور تمام کلمات کا جواب دیتا ہے اور اس بندے کی تصدیق کرتا ہے کہ تو نے سچ کہا و كان يقول من قالها إلخ: یعنی جناب نبی کریم ﷺ اس بات کو برابر کہا کرتے تھے کہ جس شخص نے حالت مرض میں لاحول ولا قوة إلا بالله پڑھا اور اسی مرض میں اس کی موت ہوگئی تو اس کو دوزخ کی آگ نہیں جلا سکتی ہے یعنی کہ وہ سیدھے جنت میں جائے گا۔

﴿ تسبیح و تحمید کی فضیلت ﴾

﴿حدیث نمبر:۲۲۰۸﴾ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ اَنَّهٗ دَخَلَ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی امْرَاَةٍ وَبَیْنَ یَدَیْهَا نَوًی اَوْ حَصًی تُسَبِّحُ بِهٖ فَقَالَ اَلَا اُخْبِرُكِ بِمَا هُوَ اَیْسَرُ عَلَیْكِ مِنْ هٰذَا اَوْ اَفْضَلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِی السَّمَاءِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِی الْاَرْضِ وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا بَیْنَ ذٰلِكَ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ مِثْلَ ذٰلِكَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مِثْلَ ذٰلِكَ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مِثْلَ ذٰلِكَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مِثْلَ ذٰلِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَ قَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ .

حل لغات: امراة: عورت جمع نساء، نوی: جمع، نواة کی بمعنی گٹھلی، حصی: جمع ہے، حصاة، کی بمعنی کنکری۔

ترجمه: حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ جناب نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک عورت کے یہاں گئے اس عورت کے سامنے کھجور کی گٹھلیاں یا کنکر پڑے ہوئے تھے جس سے وہ تسبیح پڑھ رہی تھیں تو آپ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسی تسبیح نہ

بتادوں جو اس سے آسان یا بہتر ہے، یعنی ''سبحان الله عدد ماخلق فی السماء وسبحان الله عدد ما خلق فی الأرض وسبحان الله عدد ما بین ذلك وسبحان الله عدد ما هو خالق والله اکبر مثل ذلك والحمدلله مثل ذلك ولااله إلا الله مثل ذلك ولاحول ولا قوة إلا بالله مثل ذلك''۔

کلمات حدیث کی تشریح أنه دخل مع النبي صلى الله عليه وسلم على امرأة: ان حضرات کا صحابیہ سے ملنا اس لیے تھا کہ وہ صحابیہ یا تو ان حضرات کی محرم تھیں یا یہ واقعہ حجاب کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا ہے۔

اي محرم له أو كان ذلك قبل نزول الحجاب (مرقات ۵/۱۱۵) وبين يديها نوى أوحصى تسبح به: یعنی پڑھے گئے کلمات کی مقدار یاد رکھنے کیلئے انھوں نے کھجور کی گٹھلی یا کنکری رکھ لی تھی، اسی سے سمجھ میں آتا ہے کہ پڑھے گئے کلمات کو یاد رکھنے کے لیے مروج تسبیح کے دانے آدمی رکھ لے تو از روئے شرع صحیح ہے، فقال الا اخبرك بما هو أيسر عليك من هذا: یعنی جناب نبی کریم ﷺ نے ان صحابیہ سے کہا کہ میں تمہیں ایک ایسی تسبیح بتادیتا ہوں جو اس تسبیح سے آسان ہے أو أفضل: راوی کو اس بات میں شک ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ایسر فرمایا یا کہ افضل فرمایا: سبحان الله عدد ماخلق في السماء الخ: یعنی جناب نبی کریم ﷺ نے ان صحابیہ سے فرمایا کہ سبحان الله عدد ماخلق فی السماء إلخ پڑھ لیا کرو یہ چند کلمے آسان بھی ہیں، اور مفید بھی ہیں۔

﴿صبح و شام کا ذکر﴾

﴿حدیث نمبر: ۲۲۰۹﴾ وَعَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّحَ اللّٰهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِيِّ كَانَ كَمَنْ حَجَّ مِائَةَ حَجَّةٍ وَمَنْ حَمِدَ اللّٰهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِيِّ كَانَ كَمَنْ حَمَلَ عَلٰى مِائَةِ فَرَسٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَنْ هَلَّلَ اللّٰهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَ مِائَةً بِالْعَشِيِّ كَانَ كَمَنْ اَعْتَقَ مِائَةَ رَقَبَةٍ مِنْ وُلْدِ اِسْمَاعِيْلَ وَمَنْ كَبَّرَ اللّٰهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِيِّ لَمْ يَاْتِ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ اَحَدٌ بِاَكْثَرَ مِمَّا اَتٰى بِهٖ اِلَّا مَنْ قَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ اَوْزَادَ عَلٰى مَا قَالَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

حل لغات: الغداة: دن کا ابتدائی حصہ جمع، غدوات، غدا (ن) غدوًا صبح کے وقت آنا، العشی جمع ہے، عشیة کی رات کا ابتدائی حصہ، فرس: گھوڑا جمع، خیل، رقبة، گردن جمع، رقاب۔

ترجمہ: حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد محترم اور وہ اپنے دادا جان سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے صبح کے وقت سو مرتبہ اور شام کے وقت سو مرتبہ سبحان الله کہا وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے سو حج کیے ہوں، اور جس شخص نے صبح کے وقت سو مرتبہ اور شام کے وقت سو مرتبہ الحمد لله کہا وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے سو گھوڑوں پر الله کی راہ میں سوار کرایا اور جس شخص نے صبح کے وقت سو مرتبہ اور شام کے وقت سو مرتبہ لا إله إلا الله کہا وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے اولاد اسماعیل کے سو غلام آزاد کیے اور جس شخص نے صبح کے وقت سو مرتبہ اور شام کے وقت سو مرتبہ الله أكبر کہا تو اس دن کوئی دوسرا آدمی اس شخص سے زیادہ ثواب لے کر نہیں آئے گا۔ الا یہ کہ کوئی شخص اتنی تعداد یا اس سے زیادہ تعداد میں (یہی کلمات) کہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ صبح و شام ذکر کرنے سے بہت زیادہ ثواب ملتا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح من سبح الله مراد سبحان الله کہنا ہے مائة بالغداة ومائة بالعشى مراد صبح شام کا وقت ہے كان كمن حج مائة حجة: یہاں حج سے مراد نفلی حج ہے۔ من حمدالله: مراد الحمد لله کہنا ہے كان كم حمل على مائة فرس: مراد ہے سو آدمی کو مع ساز و سامان کے سو گھوڑوں پر سوار کر کے جہاد کے لیے بھیجنا، ومن هلل:

مراد ہے لا إله إلا الله کہنا کان کمن اعتق مائة رقبة من ولد اسماعیل: مراد یہ ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ الصلاۃ والسلام کے خاندان کے سو غلام آزاد کرے، اس لیے کہ اس خاندان کو جناب نبی کریم ﷺ سے نسبی قرابت حاصل ہے، ومن کبر الله: مراد ہے اللہ اکبر کہنا، لم یات فی ذلك الیوم احد باکثر الخ: مراد یہ ہے کہ جو شخص صبح شام سو سو مرتبہ اللہ اکبر کہے تو اس کو بہت زیادہ ثواب ملتا ہے، اور اتنا زیادہ ثواب ملتا ہے کہ کوئی دوسرا آدمی اس کے ثواب کا مقابلہ نہیں کر سکتا الا یہ کہ وہ دوسرا آدمی بھی سو مرتبہ صبح اور سو مرتبہ شام اللہ اکبر کہے یا اس سے بھی زیادہ کہے تو وہی ثواب میں بڑھ سکتا ہے ورنہ کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔

﴿ ترازو کو بھرنے والے کلمات ﴾

﴿حدیث نمبر: ۲۲۱۰﴾ وَ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّسْبِيْحُ نِصْفُ الْمِيْزَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ يَمْلَؤُهُ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ لَيْسَ لَهَا حِجَابٌ دُوْنَ اللهِ حَتّٰى تَخْلُصَ اِلَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَلَيْسَ اِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ .

حل لغات: نصف: آدھا، جمع، انصاف ، یملؤه ، ملأ(ف) ملأ بھرنا، حجاب، پردہ جمع حجب، حجب (ن) حجبا، چھپانا، تخلص: خلص (تفعیل) خاص کرنا۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا، تسبیح آدھے پلڑے کے برابر ہے۔ الحمد للہ اس کو بھر دیتا ہے، اور لا إله إلا الله کے لیے خدا تک پہنچنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف میں مذکور کلمات بڑے وزنی اور اہم ہیں، اس لیے ان کلمات کے ورد کا اہتمام ہونا چاہیے۔

کلمات حدیث کی تشریح التسبیح: تسبیح سے مراد سبحان اللہ کہنا ہے نصف المیزان: میزان سے مراد یہاں اعمال تولے جانے والے ترازو کا ایک پلڑا ہے، یعنی سبحان اللہ کہنے سے اتنا ثواب ملتا ہے کہ اتنے بڑے ترازو جس کے ایک پلڑے میں زمین و آسمان سما جائے اس کو بھی آدھا بھر دیتا ہے۔ والحمدلله یملؤه: یعنی الحمد للہ تو اس ترازو کو مکمل بھر دیتا ہے۔ ولا إله إلا الله الخ: مراد یہ ہے کہ لا إله إلا الله کوئی شخص پڑھتا ہے تو یہ سیدھے اللہ کے یہاں پہنچتا ہے اور اس کے لیے پہنچنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی ہے۔

﴿ آسمان کے دروازے کھل جانا ﴾

﴿حدیث نمبر: ۲۲۱۱﴾ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَا قَالَ عَبْدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُخْلِصًا قَطُّ اِلَّا فُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ السَّمَاءِ حَتّٰى يُفْضِيَ اِلَى الْعَرْشِ مَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

حل لغات: عبد: بندہ جمع، عباد، أبواب، جمع ہے، باب، کی بمعنی دروازہ، یفضی، افضی (افعال) افضاء، پہنچنا، العرش: شاہی تخت جمع، اعراش.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب کوئی بندہ اخلاص کے ساتھ لا إله إلا الله کہتا ہے تو اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ عرش تک پہنچ جاتا ہے، بشرطیکہ وہ کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جب کوئی بندہ اخلاص سے لا إله إلا الله پڑھتا ہے تو اس کے اعزاز میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور یہ کلمہ سیدھے اللہ کے یہاں پہنچتا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح ما قال عبد لا إله إلاالله: مراد یہ ہے کہ مکمل استغراق اور دھیان کے ساتھ لاإله إلاالله کہے، مخلصًا إلخ: مراد یہ ہے کہ مکمل خلوص کے ساتھ ذکر کرنے والے کو اس انداز میں نوازا جاتا ہے کہ اس کے اعزاز میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔

﴿ تسبیحات جنت کیے درخت ہیں ﴾

﴿حدیث نمبر:۲۲۱۲﴾ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَقِيْتُ اِبْرَاهِيْمَ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِقْرَأْ اُمَّتَكَ مِنِّي السَّلَامَ وَاَخْبِرْهُمْ اِنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ عَذْبَةُ الْمَاءِ وَاَنَّهَا قِيْعَانٌ وَاَنَّ غِرَاسَهَا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ اِسْنَادًا.

حل لغات: أسری: سری (ض) سری، اسری (افعال) رات میں چلنا، السلام: سلامتی، سلم (س) سلامة، نجات پانا، طيبة: طاب (ض) طيبا اچھاہونا، التراب: مٹی جمع، ترب، قيعان: جمع ہے، قاع کی بمعنی ہموارزمین۔

ترجمه: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا معراج کی رات ابراہیم سے میری ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا اے محمد آپ اپنی امت کو میرا سلام کہیے، اور ان کو بتادیجئے کہ جنت پاکیزہ مٹی اور میٹھے پانی والی ہے، وہ ایک ہموارزمین ہے اور اس کا پودہ "سبحان الله والحمدلله ولا إله إلا الله والله اكبر" ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ تسبیحات جنت کے پودے ہیں اس لیے آدمی جتنی تعداد میں پڑھتا ہے جنت میں پودے لگ کر باغات کے باغات بنتے چلے جاتے ہیں۔

کلمات حدیث کی تشریح لقيت ابراهيم: ابراہیم سے مراد سیدنا حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام ہیں، جن سے جناب نبی کریم ﷺ کی ساتویں آسمان پر ملاقات ہوئی تھی، ليلة أسری بي: مرادشبِ معراج ہے، فقال يامحمد اقرأ أمتك منی السّلام: یعنی آپ اپنی امت کو میری طرف سے سلام کہیے۔ ان الجنة طيبة التربة عذبة الماء: مراد یہ ہے کہ جنت کی مٹی بہت پاکیزہ اور اس کا پانی خوب لذیذ ہے۔ وانها قيعان وان غراسها إلخ: مراد یہ ہے کہ جنت میں بہت ساری جگہیں خالی ہیں، ان مقامات میں کوئی شخص اپنے باغات لگانا چاہے تو اس کو کثرت سے تسبیح پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

﴿ اورادو اذکار کو انگلیوں پر پڑھنا ﴾

﴿حدیث نمبر:۲۲۱۳﴾ وَعَنْ بُسَيْرَةَ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ قَالَتْ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُنَّ بِالتَّسْبِيْحِ وَالتَّهْلِيْلِ وَالتَّقْدِيْسِ وَاعْقِدْنَ بِالْاَنَامِلِ فَاِنَّهُنَّ مَسْئُوْلَاتٌ مُسْتَنْطِقَاتٌ وَلَا تَغْفُلْنَ فَتُنْسِيْنَ الرَّحْمَةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ اَبُوْدَاوُدَ.

حل لغات: أنامل: جمع ہے، أنملة کی بمعنی انگلی، مستنطقات: نطق (ض) نطقا، بولنا (استفعال سے ہو تو معنی ہوگا بولنے کے لیے کہنا) تغفلن، غفل (ن) غفلة غافل ہونا۔

ترجمه: حضرت بسیرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ہم سے کہا کہ تم تسبیح وتہلیل اور تقدیس کو لازم پکڑو اور ان کو اپنی انگلیوں پر گنو، اس لیے کہ انگلیوں کو بلوا کر پوچھا جائے گا اور غافل نہ ہونا ورنہ رحمت سے بھلادی جائیں گی۔

کلمات حدیث کی تشریح وكانت من المهاجرات: اس بارے میں حضرت محدثین کا اختلاف ہے کہ حضرت بسیرہ رضی اللہ عنہا مہاجرہ ہیں یا انصاریہ صحیح بات یہی ہے کہ یہ مہاجرہ ہیں انصاریہ نہیں اس لیے راوی نے

اس بات کی تائید کرتے ہوئے یہ جملہ بڑھا دیا ہے کہ "كانت من المهاجرات" تسبیح پڑھتے وقت اس کو اپنی انگلیوں سے شمار کیا جائے۔ فَإِنَّهُنَّ مَسْئُوْلَاتٌ مستنطقات إلخ: قیامت کے دن اعضائے انسان گواہی دیں گے اس لیے تسبیح پڑھتے وقت انگلیوں سے شمار کرے تاکہ یہ انگلیاں قیامت کے دن دربار الٰہی میں تسبیح پڑھنے کی گواہی دیں۔

الفصل الثالث

﴿بہترین ورد﴾

﴿حدیث نمبر:۲۲۱۴﴾ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِیٌّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَلِّمْنِیْ کَلَامًا اَقُوْلُہٗ قَالَ قُلْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ قَالَ فَھٰؤُلَاءِ لِرَبِّیْ ، فَمَالِیْ ؟ فَقَالَ قُلْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَعَافِنِیْ ، شَکَّ الرَّاوِیُّ فِیْ عَافِنِیْ رَوَاہُ مُسْلِمٌ .

حل لغات: ربي: رب پالنہار، جمع، أرباب، عافني: عاف(ن) عفو امعاف کرنا، مفاعلت سے صحت دینا، بلا اور برائی سے بچانا۔

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کے پاس ایک دیہاتی نے آکر کہا کہ مجھے کوئی ایسا کلمہ سکھا دیجئے جسے میں کہا کروں، تو آپ نے فرمایا: لا اله إلا الله وحده لاشريك له الله أكبر كبيرًا والحمد لله كثيرًا وسبحان الله رب العالمين لاحول ولا قوة إلابالله العزيز الحكيم . پڑھ لیا کرو، اس دیہاتی نے کہا یہ سب تو میرے رب کے لیے ہے میرے لیے کیا ہے تو آپ نے فرمایا: اللّٰهم اغفرلي وارحمني واهدني وارزقني وعافني پڑھ لیا کرو، راوی کو عافنی میں شک ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اس حدیث شریف میں مذکور کلمات ایک خاص قسم کے ذکر پر مشتمل ہیں، اس لیے ان کو اپنانے کی کوشش ہونی چاہیے۔

کلمات حدیث کی تشریح فقال علمني كلاما أقوله: یعنی دیہات سے آکر ایک صحابی نے جناب نبی کریم ﷺ سے کہا کہ مجھے ذکر کا کوئی خاص طریقہ بتا دیجئے جس کو میں اپنی زندگی کا نصب العین بنالوں اور اسی کا ورد کروں، قال قل لاإله إلاالله الخ: تو جناب نبی کریم ﷺ نے ان صحابی کو اس حدیث شریف میں مذکور کلمات پڑھنے کے لیے کہا، قال فهولاء لربي ، فمالي: مراد یہ ہے کہ یہ جو کلمات بتلائے گئے ہیں صرف ذکر پر مشتمل ہیں دعاء کا کوئی تذکرہ نہیں ہے اس لیے دعاء کرنے کا طریقہ بھی بتلا دیا جائے، فقال قل اللّٰهم اغفرلي إلخ: مراد یہ ہے کہ ذکر کے بعد ان کلمات سے دعاء کی جائے، شك الراوي في عافني: یعنی راوی کو اس بات پر شک ہے کہ عافنی حدیث شریف کا حصہ ہے یا نہیں صحیح بات یہ ہے کہ عافنی اس حدیث شریف کا ایک حصہ ہے۔ أي في اثباته ونفيه والأولى الاثبات لعدم مضرته بعد تمام دعوته. (مرقات ۱۲۰/۵)

﴿تسبیح سے گناہوں کا جھڑنا﴾

﴿حدیث نمبر:۲۲۱۵﴾ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰی شَجَرَۃٍ یَابِسَۃِ الْوَرَقِ فَضَرَبَھَا بِعَصَاہُ فَتَنَاثَرَ الْوَرَقُ فَقَالَ اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَکْبَرُ تُسَاقِطُ ذُنُوْبَ الْعَبْدِ کَمَا یَتَسَاقَطُ وَرَقُ ھٰذِہِ الشَّجَرَۃِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ .

حل لغات: شجرة: درخت جمع اشجار، يابسة خشک يبس(س) يبسا خشک ہونا، الورق: پتا جمع، أوراق، تناثر،

نثر (ن،ض) نثرا تناثر (تفاعل) بکھیرنا، ذنوب جمع ہے، ذنب کی بمعنی گناہ۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ ایک خشک پتے والے درخت کے پاس سے گذرے تو آپ نے اس پر اپنا عصا مارا تو ورق گرنے لگے تو آپ نے فرمایا کہ "الحمدللہ" سبحان اللہ، لاإلہ إلا اللہ اللہ أکبر، بندے کے گناہوں کو ایسے جھاڑ دیتا ہے، جیسے اس درخت کے پتے جھڑ رہے ہیں۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ "الحمدللہ اور لا إلہ إلااللہ و اللہ أکبر" پڑھنے سے پڑھنے والوں کے گناہ پتوں کی طرح کثرت سے جھڑتے ہیں۔

کلمات حدیث کی تشریح مرّعلی شجرة یابسة الورق الخ: پت جھڑ کے موسم میں بعض درختوں کے پتے بڑی کثرت سے جھڑتے ہیں، اور اتنی کثرت سے کہ کچھ درختوں میں تو بالکل پتے باقی رہتے ہی نہیں ہیں اور وہ درخت ایسا محسوس ہوتا ہے گویا کہ وہ سوکھ چکا ہے، ایسے ہی درختوں میں سے کسی درخت کے پاس سے جناب نبی کریم ﷺ کا گذر ہوا، لیکن حدیث شریف کے ظاہری الفاظ سے پتا چلتا ہے کہ وہ درخت موسم سے متاثر نہ تھا بلکہ وہ واقعتاً سوکھ ہی رہا تھا اس کے پاس سے آپ کا گذر ہوا فضربها عصاه مراد یہ ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے اس درخت کی سوکھی ہوئی شاخ پر اپنا عصا مارا۔ فتناثر الورق: جس کی وجہ سے اس درخت کے پتے بڑی کثرت کے ساتھ گرنے لگے۔ فقال إن الحمدللہ إلخ: تو جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "الحمدللہ" سبحان اللہ اور لا إلہ إلااللہ و اللہ أکبر پڑھنے سے انسان کے گناہ ایسے ہی جھڑتے ہیں جیسے اس درخت کے پتے جھڑ رہے ہیں۔

﴿ حوقلہ کی فضیلت ﴾

﴿حدیث نمبر: ۲۲۱۶﴾ وَعَنْ مَكْحُوْلٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْثِرْ مِنْ قَوْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ كَنْزِ الْجَنَّةِ قَالَ مَكْحُوْلٌ فَمَنْ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا مَنْجَا مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَيْهِ كَشَفَ اللّٰهُ عَنْهُ سَبْعِيْنَ بَابًا مِنَ الضُّرِّ اَدْنَاهَا الْفَقْرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حل لغات: كنز: خزانہ، جمع، كنوز، الجنة: باغ جمع، جنات.

ترجمہ: حضرت مکحول ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا" لاحول ولا قوة إلاباللہ" کثرت سے پڑھا کرو اس لیے کہ یہ جنت کے خزانے میں سے ہے، مکحول نے کہا کہ جو شخص" لاحول ولا قوة إلاباللہ ولا منجا من اللہ إلا إلیہ" پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے نقصانات کی ستر قسمیں دور کردے گا، جس کی ادنی قسم فقر ہے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ" لاحول ولا قوة إلاباللہ" کے بڑے فضائل ومناقب ہیں یہ خزانہ جنت کا عطیہ ہے اس لیے کثرت سے اس کا ورد ہونا چاہیے۔

کلمات حدیث کی تشریح عن مکحول: سوڈان کے رہنے والے جلیل القدر تابعی ہیں، اپنے زمانے میں شام کے مفتی اعظم رہے ہیں اور ان کا شمار سعید بن المسیب کے ہم پلہ لوگوں میں ہوتا ہے، اکثرمن قول الخ: مراد یہ ہے کہ آدمی "لاحول ولا قوة" کثرت سے پڑھے۔ فانها من كنز الجنة: یعنی یہ کلمہ جنت کے خزانے میں سے ایک ہے۔ فقال مکحول فمن قال الخ: اس حدیث شریف میں اس جملے کی نسبت حضرت مکحول کی طرف کی گئی ہے، لیکن نسائی وغیرہ میں یہی روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے۔ روی النسائی والبزار عن ابی هریرة لاحول ولا قوة إلا

باللّٰہ و لامنجا من اللہ إلا إلیہ کنز من کنوز الجنة (مرقات ۵/۱۲۱)

﴿ حوقلہ ننانوے بیماریوں کا علاج ہے ﴾

﴿حدیث نمبر:۲۲۱۷﴾ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ دَوَاءٌ مِنْ تِسْعَةٍ وَتِسْعِیْنَ دَاءً اَیْسَرُهَا الْهَمُّ.

حل لغات: دواء : دوائی،جمع، أدویة ، داء، بیماری،جمع ، أدواء ، الهم:غم جمع، هموم .

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لاحول و لا قوة إلاباللّٰہ ننانوے بیماریوں کی دوا ہے،جن میں ادنٰی بیماری غم ہے۔

خلاصہ حدیث خلاصہ یہ ہے کہ لاحول و لا قوة إلاباللّٰہ پڑھنے سے ننانوے بیماریوں کا علاج ہوتا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح دواء من تسعة وتسعین داء: یعنی لاحول ولاقوة إلاباللّٰہ میں اتنی تاثیر ہے کہ پڑھنے والے کو ننانوے بیماریوں سے نجات اور شفامل جاتی ہے، أیسرها الهم : ان ننانوے بیماریوں میں سے سب سے کم درجے کی بیماری غم ہے،جس کی وجہ سے انسان اندر اندر گھل جایا کرتا ہے، ایسی خطرناک بیماری سے بھی اس کلمے سے نجات مل جاتی ہے۔

﴿ جنت کا خزینہ ﴾

﴿حدیث نمبر:۲۲۱۸﴾ وَعَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰی كَلِمَةٍ مِنْ تَحْتِ الْعَرْشِ مِنْ كَنْزِ الْجَنَّةِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی أَسْلَمَ عَبْدِیْ وَاسْتَسْلَمَ رَوَاهُمَا الْبَیْهَقِیُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِیْرِ.

حل لغات: أدلك: دل(ن) دلالة ،راہ نمائی کرنا، بتلانا، تحت: نیچے جمع تحوت، العرش: شاہی تخت جمع اعراش کنز: خزانہ،جمع کنوز.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں ایسا کلمہ نہ بتادوں جو جنت کے خزانے میں سے عرش کے نیچے سے اترا ہے۔وہ ہے" لاحول و لا قوة إلاباللّٰہ" اللہ تعالٰی کہتا ہے میرا بندہ تابع دار اور بہت تابع دار ہے

خلاصہ حدیث " لاحول ولاقوة إلاباللّٰہ" جنت کے خزانے میں سے ایک ہے اس لیے اس کی قدر ہونی چاہیے۔

کلمات حدیث کی تشریح وعنه: یعنی یہ روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ من تحت العرش من کنز الجنة: یعنی عرش کو جنت کی چھت مان کر یہ صورت باور کرلی جائے کہ عرش کے نیچے جنت ہے،اور جنت کے خزانے میں سے ایک خزانہ ہونے میں کوئی اشکال باقی نہ رہے گا۔و إذاجعل العرش سقف الجنة جاز أن یکون من کنز الجنة(مرقات ۵/۱۲۱)یقول اللّٰہ تعالٰی إلخ: یعنی جب بندہ یہ مذکورہ کلمہ پڑھتا ہے تو اللہ تعالٰی کہتا ہے:سلم عبدي و استسلم

﴿ چار کلموں کی حقیقت ﴾

﴿حدیث نمبر:۲۲۱۹﴾ وَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ هِیَ صَلٰوةُ الْخَلَائِقِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَلِمَاتُ الشُّكْرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ كَلِمَةُ الْاِخْلَاصِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ تَمْلَأُ مَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَ إِذَا قَالَ الْعَبْدُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی أَسْلَمَ وَ اسْتَسْلَمَ رَوَاهُ رَزِیْنٌ.

حل لغات: الخلائق: جمع ہے، خلیقة کی، بمعنی مخلوق، الشکر: شکر (ن) شکرا، بہتر سلوک پر تعریف کرنا۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: سبحان اللّٰہ ، مخلوق کی عبادت ہے۔" الحمدللّٰہ" کلمہ شکر ہے۔ لا الٰہ الا اللّٰہ کلمہ اخلاص ہے" اللّٰہ اکبر " زمین وآسمان کے درمیان کو بھر دیتا ہے، اور جب بندہ "لاحول ولاقوۃ الاباللّٰہ" کہتا ہے، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اسلم واستسلم .

کلمات حدیث کی تشریح سبحان اللّٰہ ھو صلاۃ الخلائق "یعنی سبحان اللّٰہ کہنا یہ مخلوق کی عبادت کا طریقہ ہے قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: و اِنْ مِنْ شَیْءٍ اِلاَّ یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ .

باب الاستغفار والتوبة

الفصل الاول

﴿آپ کی توبہ واستغفار﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۲۰﴾ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: وَاللّٰهِ! اِنِّی لَاَ سْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ فِی الْیَوْمِ اَکْثَرَ مِنْ سَبْعِیْنَ مَرَّةً. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حلّ لغات: استغفر ،غفر (ض) غفر اُڈھانکنا، استغفر (استفعال) بخشش طلب کرنا۔ اتوبُ، تاب(ن) توبةً ،نادم ہونا۔ الیوم، دن جمع ایام۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ واللہ! میں ستر سے زیادہ مرتبہ اللہ تعالیٰ سے استغفار اور توبہ کرتا ہوں۔

کلمات حدیث کی تشریح انی لا ستغفر اللّٰہ واتوب الیه: یعنی جناب نبی کریم ﷺ توبہ اور استغفار کر کے امت کو زیادہ سے زیادہ توبہ اور استغفار کرنے کی تعلیم دے رہے ہیں، یحث الأمة علی التوبة والاستغفار (مرقات ۵/۱۲۳)

فی الیوم اکثر من سبعین مرة : مراد یہ ہے کہ آدمی کثرت کے ساتھ توبہ واستغفار کرے، " ویحتمل ان یراد بھما جمیعا التکثیر" (مرقات ۵/ ۱۲۳)

﴿سو مرتبہ استغفار﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۲۱﴾ وَعَنِ الاَغَرِّ الْمُزَنِیِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّهٗ لَیُغَانُ عَلٰی قَلْبِی وَاِنِّی لَاَ سْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِی الْیَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

حل لغات: لیغان: غان (ض) غینا بادل گھر آنا، قلب :دل جمع قلوب۔

ترجمہ : حضرت اغر مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے دل پر پردہ ڈالا جاتا ہے اور میں دن میں سو مرتبہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کو کثرت سے استغفار کرتے رہنا چاہیے۔

کلمات حدیث کی تشریح لیغان علی قلبی: مراد یہ ہے کہ بعض دفعہ جناب نبی کریم ﷺ ایسا محسوس کرتے تھے گویا کہ ان کے قلب پر پردہ پڑا ہوا ہے اور ایسا ہونا کوئی ناممکن نہیں ہے، وانی لا ستغفر اللّٰہ فی الیوم ماۃ مرۃ: جناب نبی کریم ﷺ اس کے ازالے کے لیے استغفار کیا کرتے تھے۔

﴿توبہ کا حکم﴾

﴿حدیث نمبر۲۲۲۲﴾ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا اَيُّهَا النَّاسُ! تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ فَاِنِّيْ اَتُوْبُ اِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: توبوا، تاب (ن) توبۃً نادم ہونا، یوم: دن جمع ایام.

ترجمہ: اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کو کثرت کے ساتھ توبہ کرنی چاہیے؛ اس لیے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے اپنی زبان سے توبہ کی ہدایت کی ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح

وعنه: یعنی یہ روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، یا ایها النّاس توبوا الی اللّٰہ: الناس سے مراد مؤمنین ہیں؛ اس لیے کہ خود اللہ تعالی نے قرآن کریم میں مومنوں کو توبہ کرنے کے لیے کہا ہے، "وتوبوا الی اللّٰہ جمیعا ایها المؤمنون لعلکم تفلحون" فانی اتوب الیه فی الیوم ماۃ مرۃ: یعنی جناب نبی کریم ﷺ جو معصوم اور جملہ گناہوں سے پاک ہیں وہ دن میں سو سو مرتبہ توبہ کریں تو مسلمانوں کو تو بدرجۂ اولی کثرت کے ساتھ توبہ کرنی چاہیے؛ اس لیے کہ ہم لوگ تو معصوم نہیں ہیں۔

﴿رجوع الی اللہ کا حکم﴾

﴿حدیث نمبر۲۲۲۳﴾ وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فِيْمَا يَرْوِيْ عَنِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَنَّهُ قَالَ: يَا عِبَادِيْ! اِنِّيْ حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰى نَفْسِيْ وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوْا يَا عِبَادِيْ! كُلُّكُمْ ضَالٌّ اِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ فَاسْتَهْدُوْنِيْ اَهْدِكُمْ يَا عِبَادِيْ! كُلُّكُمْ جَائِعٌ اِلَّا مَنْ اَطْعَمْتُهُ فَاسْتَطْعِمُوْنِيْ اُطْعِمْكُمْ، يَا عِبَادِيْ! كُلُّكُمْ عَارٍ اِلَّا مَنْ كَسَوْتُهُ فَاسْتَكْسُوْنِيْ اَكْسُكُمْ، يَا عِبَادِيْ! اِنَّكُمْ تُخْطِئُوْنَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَاَنَا اَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا فَاسْتَغْفِرُوْنِيْ اَغْفِرْ لَكُمْ، يَا عِبَادِيْ! اِنَّكُمْ لَنْ تَبْلُغُوْا ضري فتضروني ولن تبلغوا نَفْعِيْ فَتَنْفَعُوْنِيْ، يَا عِبَادِيْ! لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَ اِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوْا عَلٰى اَتْقٰى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ مَازَادَ ذٰلِكَ فِيْ مُلْكِيْ شَيْئًا، يَاعِبَادِيْ! لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوْا عَلٰى اَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِنْ مُلْكِيْ شَيْئًا، يَا عِبَادِيْ! لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ قَامُوْا فِيْ صَعِيْدٍ وَاحِدٍ فَسَاَلُوْنِيْ فَاَعْطَيْتُ كُلَّ اِنْسَانٍ مَسْاَلَتَهُ مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِمَّا عِنْدِيْ اِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ اِذَا اُدْخِلَ الْبَحْرَ يَا عِبَادِيْ! اِنَّمَا هِيَ اَعْمَالُكُمْ اُحْصِيْهَا عَلَيْكُمْ ثُمَّ اُوَفِّيْكُمْ اِيَّاهَا فَمَنْ وَجَدَ خَيْرًا فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ وَمَنْ وَجَدَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَلَا يَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: هدیته: هدیٰ (ض) هدایۃً راہ دکھانا، جائع: بھوکا جمع جیاع، عار: ننگا جمع عراۃ، عری (س) عریۃ ننگا ہونا، صعید: زمین کا بلند حصہ جمع صعد و صعدان.

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ان حدیثوں کے بارے میں فرمایا؛ جو آپ اللہ تعالی سے روایت کرتے تھے کہ اللہ تعالی نے کہا: اے میرے بندے! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام قرار دیا ہے اور تمہارے درمیان بھی حرام کیا ہے؛ اس لیے تم لوگ آپس میں ظلم نہ کرو، اے میرے بندے! تم سب گم راہ ہوالا یہ کہ جسے میں نے ہدایت دی ہے؛ اس لیے تم سب مجھ سے ہدایت چاہو تا کہ میں ہدایت دوں، اے میرے بندے! تم سب بھوکے ہوالا یہ کہ جس کو میں نے کھلایا؛ اس لیے تم لوگ مجھ سے کھانا مانگو میں تم سب کو کھلاؤں گا، اے میرے بندے! تم سب ننگے ہوالا یہ کہ جس کو میں نے پہنایا؛ اس لیے تم لوگ مجھ سے لباس

مانگو میں تم سب کو پہناؤں گا، اے بندے! تم سب رات دن گناہ کرتے ہو اور میں تمہیں معاف کرتا ہوں، اے میرے بندے! تم سب میرے ضرر کو نہیں پہنچ سکتے کہ تم سب مجھے نقصان پہنچاؤ، اور تم سب میرے نفع کو نہیں پہنچ سکتے کہ تم لوگ مجھے فائدہ پہنچاؤ، اے میرے بندے! اگر تمہارے اگلے اور تمہارے پچھلے انسان اور جنات کسی آدمی کے پرہیز گار دل کے مانند ہو جائیں تو اس کی وجہ سے میری مملکت میں کوئی زیادتی نہ ہوگی، اے میرے بندے! اگر تمہارے پچھلے انسان اور جنات تم میں سے کسی بدکار آدمی کے دل کی طرح ہو جائیں تو اس کی وجہ سے میری ملکیت میں کوئی کمی نہ ہوگی، اے میرے بندے! اگر تمہارے اگلے اور تمہارے پچھلے انسان اور جنات کسی بلند جگہ پر کھڑے ہو کر مجھ سے مانگیں اور میں ہر انسان کا سوال پورا کر دوں تو اس دینے کی وجہ سے میرے خزانے میں کچھ کمی نہیں ہوگی؛ مگر اتنی مقدار جتنا کہ سوئی کہ اس کو سمندر میں داخل کیا جائے، تو میرے پاس موجود چیزوں میں سے اتنا ہی کم ہوتا ہے جتنا کہ سوئی کم کرتی ہے جب دریا میں داخل کی جائے، تو میرے بندے! یہ سب تمہارے اعمال ہیں جن کی میں نگہداشت کرتا ہوں، پھر میں تمہیں اس کا پورا بدلہ دوں گا؛ اس لیے جو شخص نیک کام کرے اس کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرے، اور جو اس کے علاوہ کرے تو وہ اپنے ہی نفس کی ملامت کرے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی جیسے نیک اعمال انجام دیتا ہے یہ سب کچھ اللہ ہی کی توفیق سے ہے؛ اس لیے آدمی کو نیک اعمال پر اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنی چاہیے، اور جب برے اعمال کا صدور ہو تو اپنے نفس ہی کو اس کا ذمے دار سمجھے؛ اس لیے کہ برے اعمال کا صدور برے نفس کے تقاضے کی بنیاد پر ہوتا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح **فیمایروی عن اللہ تبارک وتعالیٰ**: مراد یہ ہے کہ یہ حدیث شریف حدیث قدسی میں سے ایک ہے۔ **یا عبادی انی حرمت الظلم علی نفسی الخ**: مراد یہ ہے کہ انسان آپس میں ظلم و زیادتی نہ کریں؛ اس لیے کہ آپسی ظلم و زیادتی سے نظام عالم گڑ بڑ تو ہوگا ہی، آخرت میں اللہ تعالیٰ سخت عذاب دے گا، **ولا تحسبن اللہ غافلا عما یعمل الظالمون انما یؤخرهم لیوم تشخص فیه الابصار فهو یمهل و لا یهمل**، **یا عبادی**: اس جملے کا تکرار تاکید کے لیے ہے، **کلکم ضال الا من هدیته الخ**: یہاں ضال سے مراد اسلام کے تفصیلی احکام ہیں، اس جگہ یہ شبہ نہ ہو کہ اس حدیث شریف میں تو ہے "کلکم ضال" اور دوسری حدیث ہے "کل مولود یولد علی الفطرة" (بخاری شریف ۱/۱۸۵)، جس سے یہی سمجھ میں آتا ہے کہ ہر انسان کی پیدائش فطرت اسلام پر ہے، ایسی صورت میں دونوں حدیثوں کے درمیان بظاہر تضاد ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ "کل مولود یو لد علی الفطرة" میں فطرت سے مراد توحید ہے، اور حدیث میں "ضال" سے مراد شریعت کے تفصیلی احکام سے آشنائی ہے، اس صورت میں دونوں حدیثوں کے درمیان کوئی ٹکراؤ نہیں ہے۔ "**وهو لا ینافی قوله علیه الصلوٰة والسلام: کل مولود یولد علی الفطرة فان المراد بالفطرة التولد، والمراد با لضلالة بجهالة تفصیل احکام الایمان وحدود الاسلام، و منه قوله تعالیٰ:"ووجدك ضالا" وقیل معناه "عاشقا"**" (مرقات ۵/۱۲۵) **کلکم جائع الا من اطعمت الخ**: مراد یہ ہے کہ کھانے کے سلسلے میں سب لوگ اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں؛ اس لیے کھانے کا مطالبہ اللہ تعالیٰ ہی سے کرنا چاہیے، **انما هی اعمالکم**: هی ضمیر سے مراد اس حدیث شریف میں مذکور تمام باتیں ہیں، **احصیها علیکم**: **احصیها** سے یاد رکھنا اور لکھنا دونوں مراد ہیں، "**ای احفظها و اکتبها**" (مرقات ۵/۱۲۷) **ثم اوفیکم ایاها**: مراد یہ ہے کہ آدمی نیک اعمال کرے گا تو بدلہ بھی بھلا ملے گا، اور اگر برے اعمال کرے گا تو اس کو بدلہ بھی ویسا ہی ملے گا، **فلیحمد اللہ الخ**: مراد یہ ہے کہ آدمی سے نیک اعمال کا صدور ہو تو اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے، اور برے اعمال کا صدور ہو جائے تو اپنے نفس کو ملامت کرے؛ اس لیے یہ تقاضۂ نفس کا نتیجہ ہے۔

﴿رحمت الٰہی کی وسعت﴾

﴿حدیث نمبر۲۲۲۴﴾ وَعَنْ اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: کَانَ فِی بَنِی اِسْرَائِیْلَ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَۃً وَتِسْعِیْنَ اِنْسَانًا، ثُمَّ خَرَجَ یَسْاَلُ فَاَتٰی رَاھِبًا فَسَاَلَہٗ فَقَالَ: اَلَہٗ تَوْبَۃٌ؟ قَالَ: لَا، فَقَتَلَہٗ وَجَعَلَ یَسْاَلُ، فَقَالَ لَہٗ رَجُلٌ: اِئْتِ قَرْیَۃَ کَذَا وَ کَذَا فَاَدْرَکَہُ الْمَوْتُ فَنَاءَ بِصَدْرِہٖ نَحْوَھَا فَاخْتَصَمَتْ فِیْہِ مَلَائِکَۃُ الرَّحْمَۃِ وَمَلَائِکَۃُ الْعَذَابِ فَاَوْحَی اللّٰہُ اِلٰی ھٰذِہٖ اَنْ تَقَرَّبِیْ وَاِلٰی ھٰذِہٖ اَنْ تَبَاعَدِیْ، فَقَالَ: قِیْسُوْا مَابَیْنَھُمَا فَوُجِدَ اِلٰی ھٰذِہٖ اَقْرَبَ بِشِبْرٍ فَغُفِرَ لَہٗ. مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حل لغات: راھبا: گرجاؤں کا گوشہ نشیں جمع رھبان، رھب (س) رھبۃ خوف کرنا، توبۃ: تاب (ن) توبۃ نادم ہونا، قریۃ: گاؤں جمع قری، فناء: ناء (ن) نوء کرنا. قیسوا: قاس (ض) قیسا ناپنا اندازہ کرنا، شبر: بالشت جمع اشبار۔

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک آدمی تھا جس نے ننانوے انسانوں کو قتل کیا تھا، پھر وہ پوچھنے کے لیے نکلا؛ چنانچہ اس نے ایک راہب سے پوچھتے ہوئے کہا: کیا میرے لیے توبہ ہے؟ راہب نے کہا: نہیں! تو اس نے اس راہب کو قتل کر دیا اور وہ پھر پوچھنے لگا: چنانچہ اس کو ایک آدمی نے کہا کہ تم فلاں بستی میں جاؤ جس کا نام پتہ یہ ہے (وہ چلا) تو؛ لیکن اس کو موت نے گھیر لیا تو وہ سینے کے بل اس کی طرف گر گیا، اس بارے میں رحمت اور عذاب کے فرشتے جھگڑنے لگے، تو اللہ تعالیٰ نے اس بستی کو حکم دیا کہ میت کے قریب ہو جائے، اور اس بستی کو حکم دیا کہ میت سے دور ہو جائے، اور فرشتوں سے کہا: ان دونوں بستیوں کے درمیان ناپ لو، تو وہ اس بستی سے ایک بالشت قریب پایا گیا؛ چنانچہ اس کی مغفرت کر دی گئی۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کسی کو ناامید نہیں ہونا چاہیے؛ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ تو ذرا ذرا بہانے سے مغفرت کر دیا کرتا ہے "لا تقنطوا من رحمۃ اللّٰہ"

کلمات حدیث کی تشریح **قتل تسعۃ وتسعین انسانا:** یہاں قتل سے مراد ظلماً قتل کرنا ہے، **ثم خرج یسأل:** یعنی اس کو اس بات کا احساس ہوا کہ میں اتنا بڑا گنہ گار ہوں، پتا نہیں میری بخشش ہوگی یا نہیں، **فاتی راھبا فسألہ الخ:** یعنی اس احساس سے متاثر ہو کر اس نے ایک راہب سے پوچھا کہ میں ننانوے آدمیوں کا قاتل ہوں میری بخشش ہوگی یا نہیں؟ **قال لا فقتلہ:** جب اس ننانوے آدمیوں کے قاتل نے سنا کہ میری بخشش نہیں ہے تو اس نے سوچا کہ ایک اور سہی، اور اس نے اس راہب کو قتل کر کے سو پورے کر دئے، **وجعل یسأل فقال لہ رجل الخ:** مراد یہ ہے کہ اس نے ایک ایسے شخص سے پوچھا جو مسائل سے واقف نہ تھا، تو اس شخص نے بخشش کے بارے میں کچھ بتانے کے بجائے یہ کہہ دیا کہ مجھے تو اتنی معلومات نہیں ہے؛ البتہ فلاں بستی میں (جس کا نام پتہ یہ ہے) ایک آدمی رہتے ہیں وہ آپ کو بخشش کے بارے میں صحیح بات بتا سکتے ہیں، **کذا و کذا:** ایک کذا سے گاؤں کا نام مراد ہے، اور دوسرے کذا سے گاؤں کی صفت؛ یعنی اس کا پتہ علامت اور جانے کا راستہ مراد ہے، **فادرکہ الموت:** مراد یہ ہے وہ آدمی اس بستی کی طرف چل تو پڑا ابھی درمیان راستے ہی میں تھا کہ اس پر موت کے آثار ظاہر ہوئے، اور اس کو یہ احساس ہو گیا کہ یہ میرا آخری وقت ہے، **فناء بصدرہ نحوھا:** یعنی جب اس نے دیکھا کہ اب میری موت قریب ہے اور آگے چل نہیں سکتا تو وہ جس گاؤں کی طرف جا رہا تھا اس طرف سینے کے بل گر گیا؛ تا کہ کچھ اور قریب ہو جائے، **فاختصمت فیہ ملائکۃ الرحمۃ الخ:** یعنی اس آدمی کی حالت ایسی ہو گئی کہ بظاہر اس میں بیک وقت نیک اور بد دونوں صفتیں جمع ہو گئیں؛ اس لیے اس کی روح لینے کے لیے رحمت اور عذاب دونوں کے فرشتے آ گئے، روح ایک، جماعت دو، دونوں میں تکرار ہو گئی، **فاوحی اللّٰہ الی ھذہ ان تقربی الخ:**

یعنی ابھی فرشتوں کی دونوں جماعتوں کے درمیان فیصلہ نہیں ہو پایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس گاؤں کو جس گاؤں کی طرف وہ جا رہا تھا یہ حکم دیا کہ ذرا قریب ہو جا، اور جس گاؤں سے وہ چلا تھا اس گاؤں کو حکم دیا کہ تو دور ہو جا، اس حکم پر دونوں نے کہا: سمعنا و اطعنا، فقال قیسوا ما بینهما الخ: تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی دونوں جماعتوں کو حکم دیا کہ دونوں گاؤں کے درمیان ناپ لو، ناپا گیا تو وہ اس بستی کے ایک بالشت قریب پایا گیا جس کی طرف توبہ کے لیے جا رہا تھا، تو اس کی مغفرت کر دی گئی۔

﴿شان غفاریت کا مظاہرہ﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۲۵﴾ وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِی نَفْسِیْ بِیَدِهٖ! لَوْ لَمْ تُذْنِبُوْا لَذَهَبَ اللّٰهُ بِكُمْ ولجاءَ بِقَوْمٍ یُذْنِبُوْنَ فَیَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ فیغفرلهم. رواه مسلم.

حل لغات: تذنبوا : اذنب (افعال) گناہ کرنا، لذهب : ذهب به (ف) ذهبا لے جانا، فیغفر غفر (ض) غفرا ڈھانپنا استغفر (استفعال) مغفرت طلب کرنا۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم لوگ گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ تمہیں لے جا کر دوسری قوم لے کر آئے گا جو گناہ کرے گی اللہ سے مغفرت طلب کرے گی اور اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے گا۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت چوں کہ تواب بھی ہے؛ اس لیے آدمی سے گناہ ہو جائے تو گھبرائے نہیں؛ بلکہ توبہ کرے، اس سے اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتا ہے؛ لیکن اگر انسان گناہ کرنا چھوڑ دے اور اللہ تعالیٰ کی صفت توابیت بے معنی ہو کر رہ جائے تو اللہ تعالیٰ گناہ نہ کرنے والی قوم کو ختم کر کے دوسری گناہ کرنے والی قوم کو پیدا کرے گا؛ تا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کمال مغفرت کا مظاہرہ ہوتا رہے۔

کلمات حدیث کی تشریح لولم تذنبوا : مراد یہ ہے کہ مومنین گناہ کرنا بالکل ترک کر دیں، لذهب الله بكم الخ: یعنی اللہ تعالیٰ گناہ نہ کرنے والی اس پوری قوم کو ختم کر کے دوسری ایسی قوم پیدا کرے گا جو گناہ کرے گی اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی طلب بھی کرے گی؛ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس قوم کی مغفرت کرتا رہے گا، "فیغفرلهم لا قتضاء صفة الغفار و الغفور". (مرقات:۵/۱۲۹)

﴿توبہ کا وسیع دروازہ﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۲۶﴾ وَعَنْ اَبِی مُوْسیٰ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ اللّٰهَ یَبْسُطُ یَدَهٗ بِاللَّیْلِ لِیَتُوْبَ مُسِیْءُ النَّهَارِ وَیَبْسُطُ یَدَهٗ بِا لنَّهَارِ لِیَتُوْبَ مُسِیْءُ اللَّیْلِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: یبسط : بسط (ن) بسطا پھیلانا، ید: ہاتھ جمع ایدی، یتوب، تاب (ن) توبة نادم ہونا، الشمس: جمع شموس، مغرب : غروب ہونے کی جگہ جمع مغارب۔

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ رات کو ہاتھ پھیلاتا ہے؛ تا کہ دن میں گناہ کرنے والا توبہ کرے، اور دن کو ہاتھ پھیلاتا ہے؛ تا کہ رات میں گناہ کرنے والا توبہ کرے یہاں تک کہ سورج مغرب سے نکلے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ توبہ کا وسیع دروازہ رات دن کھلا ہوا ہے، آدمی جب چاہے توبہ کر سکتا ہے، اور یہ دروازہ اس وقت تک کھلا ہوا ہے جب تک سورج مغرب سے نہ نکلے؛ یعنی قیامت قائم ہونے تک۔

کلمات حدیث کی تشریح یبسط یدہ : مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرتا ہے"قال النووی: البسط کنایة عن قبول التوبة"(مرقات ۱۲۹/۵)،حتی تطلع الشمس من مغربھا : یعنی قیامت جب بالکل قریب ہوجائے گی اس وقت سورج بجائے پورب سے طلوع ہونے کے پچھم سے طلوع ہوگا،اس وقت توبہ کا دروازہ بند ہوجائے گا اور اس کے بعد کسی کی کوئی توبہ قبول نہ ہوگی۔

﴿گناہ کا اعتراف کرنا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۲۷﴾وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حل لغات: اعترف :اعترف (افتعال) اقرار کرنا،تاب : تاب (ن) توبة نادم ہونا،متوجہ ہونا۔

توجمه: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب بندہ نادم ہوتا ہے اور توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول کرتا ہے۔

خلاصہ حدیث بندہ اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہوئے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے بندے کی توبہ قبول کرتا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح اذا اعترف : مراد یہ ہے کہ بندہ اپنے گناہوں کا اعتراف کرے،ثم تاب: مراد یہ ہے کہ گناہوں کا اعتراف کرنے کے ساتھ ساتھ توبہ کے ارکان وشرائط کا خیال کرتے ہوئے توبہ کرے،تاب اللہ علیہ: تو اللہ تعالیٰ ایسے بندے کے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔

﴿توبہ کی قبولیت﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۲۸﴾وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَابَ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: تطلع : طلع (ن،ف) طلوعا اگنا،الشمس: سورج جمع شموس، مغربھا:غروب ہونے کی جگہ جمع مغارب۔

توجمه: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو مغرب سے سورج طلوع ہونے سے پہلے توبہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرلے گا۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ توبہ کا دروازہ بند ہونے سے پہلے آدمی کو توبہ کر لینی چاہیے۔

کلمات حدیث کی تشریح من تاب قبل ان تطلع الشمس الخ: مراد یہ ہے کہ توبہ کا دروازہ بند ہونے سے پہلے پہلے جو شخص توبہ کرلے گا اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول کرلے گا۔

﴿توبہ سے اللہ تعالیٰ کا خوش ہونا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۲۹﴾وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَلّٰهُ اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ حِيْنَ يَتُوْبُ اِلَيْهِ مِنْ اَحَدِكُمْ كَانَتْ رَاحِلَتُهٗ بِاَرْضِ فَلَاةٍ فَانْفَلَتَتْ مِنْهُ وَ عَلَيْهَا طَعَامُهٗ وَشَرَابُهٗ فَاَيِسَ مِنْهَا فَاَتٰى شَجَرَةً فَاضْطَجَعَ فِيْ ظِلِّهَا قَدْ اَيِسَ مِنْ رَاحِلَتِهٖ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ هُوَ بِهَا قَائِمَةً عِنْدَهٗ فَاَخَذَ بِخِطَامِهَا ثُمَّ قَالَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَبْدِيْ وَاَنَا رَبُّكَ اَخْطَاَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: فرحا: فرح (س) فرحا خوش ہونا،فلاة: وسیع بیابان جمع فلوات۔ فلت (ض) فلت رہا ہونا انفلت (انفعال)

رہا کرنا، ظلها : سایہ جمع ظلال، خطامها: لگام جمع خطم۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے اتنا زیادہ خوش ہوتا ہے جب وہ توبہ کرتا ہے کہ جتنا تم میں سے کوئی اس وقت خوش ہوتا ہے کہ اس کی سواری وسیع جنگل میں ہو اور وہ غائب ہو جائے؛ جس میں اس کا کھانا اور پینا ہو جس سے وہ ناامید ہو کر ایک درخت کے نیچے آ کر لیٹ جائے اور وہ سواری سے بالکل ناامید ہو جائے، پھر وہ اچانک اسی حال میں اپنی سواری کو کھڑی پائے تو وہ اس کے لگام کو پکڑ کر خوشی کی تاب نہ لا کر کہے "اللّٰهم انت عبدی وانا ربك" اس نے شدت خوشی کی وجہ سے غلطی کی۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ سے بے پناہ خوش ہوتا ہے؛ اس لیے توبہ کا اہتمام کیا جانا چاہیے؛ تا کہ اللہ کی رضا جوئی آسان ہو جائے۔

کلمات حدیث کی تشریح لله اشد فرحا بتوبة عبده حين يتوب اليه الخ: اس سے مراد کمال درجے کی رضامندی ہے، اور یہ مثال تو بس لوگوں کو سمجھانے کے لیے دی گئی ہے؛ اس لیے کہ اس طرح کی خوشی کا **انتساب** ذات باری تعالیٰ کے لیے مناسب نہیں ہے، "قال الطيبي المراد كمال الرضا لان الفرح المتعارف لا يجوز عليه تعالىٰ" (مرقات: ۵/۱۳۰) وعليها طعامه وشرابه: سواری کے اوپر کھانے پینے کا سامان سے مراد اس کی **پیٹھ پر** ہونا ہے۔

سوال: عام طور پر اس طرح کی سواریوں میں کھانے پینے کے **ساتھ ساتھ** دوسرے سامان **بھی** ہوا کرتے ہیں؛ لیکن یہاں صرف کھانے پینے کا تذکرہ کیا گیا ہے، ایسا کیوں؟

جواب: ایسے حالات میں کھانے پینے کی چیزیں **فوری** ضرورت اور بقائے زندگی کے لیے سبب ہوتی **ہیں؛ اس لیے** ان دونوں کا تذکرہ خاص طور پر کیا گیا ہے۔

﴿اللہ تعالیٰ بار بار توبہ قبول کرتا ہے﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۳۰﴾ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ **عَبْداً اَذْنَبَ ذَنْباً** فَقَالَ: رَبِّ اَذْنَبْتُ فَا غْفِرْهُ فَقَالَ رَبُّهُ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَ يَا خُذُ بِهٖ غَفَرْتُ **لِعَبْدِیْ ثُمَّ** مَكَثَ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَذْنَبَ ذَنْباً، فَقَالَ: رَبِّ! اَذْنَبْتُ ذَنْباً فَاغْفِرْهُ، فَقَالَ: اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَاخُذُ بِهٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ ثُمَّ مَكَثَ مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَذْنَبَ ذَنْباً، فَقَالَ: رَبِّ! اَذْنَبْتُ ذَنْباً آخَرَ فَاغْفِرْهُ لِیْ، فَقَالَ: اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَاخُذُ بِهٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ فَلْيَفْعَلْ مَا شَاءَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حل لغات: ربا : پالنہار جمع ارباب، الذنب: گناہ جمع ذنوب . مكث (ن) مكثاً رکنا ٹھہرنا۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بندہ کوئی گناہ کر کے کہتا ہے اے میرے رب! میں نے گناہ کر لیا ہے؛ اس لیے مجھے بخش دیجئے، تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ معاف کرتا ہے اور اس کی وجہ سے پکڑ بھی کرتا ہے؟ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا، پھر وہ اس وقت تک رکا رہتا ہے جب تک اللہ تعالیٰ چاہتا ہے، پھر کوئی گناہ کر کے کہتا ہے اے میرے رب! میں نے گناہ کر لیا ہے؛ اس لیے مجھے بخش دیجئے، تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ معاف کرتا ہے اور اس کی وجہ سے پکڑ بھی کرتا ہے؟ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا پھر وہ اس وقت تک رکا رہتا ہے جب تک اللہ تعالیٰ چاہتا ہے، پھر وہ کوئی گناہ کر کے کہتا ہے اے میرے رب! میں نے ایک دوسرا گناہ کر لیا ہے؛ اس لیے

مجھے بخش دیجیے تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ معاف کرتا ہے اور اس کی وجہ سے پکڑ بھی کرتا ہے؟ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا، وہ جو چاہے کرے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان گناہ کی وجہ سے بار بار توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی توبہ کو قبول کر کے اس کی مغفرت کرتا ہی رہتا ہے، ایسی حالت میں اس کا گناہ کرنا اور نہ کرنا برابر ہے، چوں کہ توبہ کرنا اس کی عادت ہوگئی۔

کلمات حدیث کی تشریح ان عبدا : عبد سے وہ تمام انسان مراد ہیں خواہ وہ امت محمدیہ میں ہوں یا دوسری امت میں اذنب ذنبا: گناہ سے مراد ظاہرا تو گناہ کبیرہ ہی لگتا ہے؛ لیکن صغیرہ کی بھی نفی نہیں کی جاسکتی؛ اس لیے کہ بعض دفعہ انسان کو گناہ صغیرہ پر بھی ندامت کی وجہ بن جاتا ہے اور وہ توبہ واستغفار کرنا شروع کر دیتا ہے، فلیفعل ماشاء: حدیث شریف کے ان کلمات سے مقصد گناہ کی ترغیب دینا نہیں ہے؛ بل کہ مراد گناہ سے روکنا ہے؛ اس لیے کہ آدمی کو جب اختیار مل جاتا ہے تو خود بخود محتاط ہو جایا کرتا ہے۔

اس کے باوجود اگر گناہ ہو جائے اور بار بار ہوتا رہے اور وہ بندہ توبہ کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ کی شان غفاریت کا تقاضہ یہ ہے کہ اس کی توبہ بار بار قبول ہوتی رہے" وليس المراد من ذالك الحديث على الفعل بل اظهار الحقارة - وقال النووى فى هذا الحديث أن الذنوب وان تكون ماة مرة بل الفأ او اكثرو تاب فى كل مرة قبلت توبته ولو تاب من الجميع توبة واحدة صحت توبته " (مرقات ۵/۱۳۱)

﴿ہر ایک کی توبہ قبول ہوتی ہے﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۳۱﴾ وَعَنْ جُنْدُبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَ اَنَّ رَجُلاً قَالَ: وَاللّٰهِ! لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِفُلَانٍ وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ: مَنْ ذَا الَّذِىْ يَتَاَلّٰى عَلَيَّ، اِنِّى لَا اَغْفِرُ لِفُلَانٍ فَاِنِّى قَدْ غَفَرْتُ لِفُلَانٍ وَاَحْبَطْتُ عَمَلَكَ اَوْ كَمَا قَالَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حل لغات: يتألى : تألى (تفعل) قسم کھانا۔ احبطت (افعال) عمل ضائع کرنا۔

ترجمہ : حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا کہ ایک آدمی نے کہا خدا کی قسم فلاں کو اللہ تعالیٰ نہیں بخشے گا حالاں کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ کون شخص ہے جو میری قسم کھا کر کہتا ہے کہ میں فلاں شخص کو نہیں بخشوں گا، بلاشبہ میں نے اس شخص کو بخش دیا، اور تیرے عمل کو ضائع کیا، اس پر گرفت یہ اللہ تعالیٰ کے اختیار کی بات ہے؛ اس لیے کسی کے لیے یہ نہیں کہ کسی آدمی کے بارے میں یہ کہہ دے کہ تیری بخشش نہ ہوگی۔

کلمات حدیث کی تشریح حدث ان رجلا الخ: اس حدیث شریف میں رجل سے مراد اس امت محمدیہ کا کوئی مرد ہوسکتا ہے یا پچھلی امتوں میں سے کسی امت کا کوئی فرد ہوسکتا ہے، دونوں احتمالات ہو سکتے ہیں، واللہ لا یغفر اللہ لفلان: یعنی اس گناہ گار آدمی کے بہت زیادہ گناہ ہونے اور اپنے آپ کو بہت پارسا سمجھنے کی وجہ سے کسی سے کہا کہ اللہ تعالیٰ اس گناہ گار شخص کی بخشش نہیں کرے گا۔

﴿سید الاستغفار﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۳۲﴾ وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَيِّدُ الْاِسْتِغْفَارِ اَنْ تَقُوْلَ: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِىْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِىْ فَاغْفِرْ لِىْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ قَالَ وَمَنْ

قَالَهَا مِنَ النَّهَارِ مُوْقِناً بِهَا فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهِ قَبْلَ اَنْ يُمْسِيَ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مُوْقِنٌ بِهَا فَمَاتَ قَبْلَ اَنْ يُصْبِحَ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

حل لغات :سید :سردار جمع سادات ، عهد : وفا جمع عهود ، عهد (س) عهدا حفاظت کرنا ، صنع (ف) صنعا وصناعة: بنانا، موقنا، يقن (س) يقنا يقين كرنا۔

ترجمه : حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سید الاستغفار یہ ہے کہ تم کہو اے اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں، تو نے ہی مجھے پیدا کیا، میں تیرا بندہ ہوں اور جہاں تک ہو سکے گا میں تیرے کیے ہوئے عہد اور وعدے پر قائم رہوں، میں اپنے عمل اور کردار کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں، میں اقرار کرتا ہوں کہ تو نے مجھے نعمتوں سے نوازا، اور اعتراف کرتا ہوں کہ میں نے تیری نافرمانیاں کیں، مجھے بخش دے؛ اس لیے کہ تیرے سوا کوئی گناہوں کو بخشنے والا نہیں، جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے یقین کے ساتھ دن کے کسی حصے میں یہ کلمات کہے، پھر اسی دن شام سے پہلے اس کی موت ہوگئی تو وہ جنتی ہے، اور جس شخص نے یقین کے ساتھ رات کے کسی حصے میں یہ کلمات کہے اور صبح سے پہلے اس کی موت ہوگئی تو وہ جنتی ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ بندے میں کمی کوتاہی ایک لازمی عنصر ہے؛ اس لیے استغفار کا ورد جاری رہے تا کہ بخشش ہو کر سعادتوں سے بہرور ہو جائے۔

کلمات حدیث کی تشریح **سيد الاستغفار** : سید سے رئیس اور استغفار سے انتہائی درجے کی معذرت مراد ہے، مطلب یہ ہے کہ یہ کلمات توبہ کے لیے جامع ہیں " استعير لفظ السيد من الرئيس وأن التوبة غاية الاعتذار ۔۔۔۔ والظاهر من الحديث الاطلاق مع ان جامعية المعانى التوبة " (مرقات ۱۳۲/۵) **ان تقول** : یہ خطاب عام مسلمانوں کے لیے ہے، **وانا على عهدك ووعدك ما استطعت** : یعنی میں نے عالم ارواح میں جو وعدہ کیا ہے اور تیری عبادت کے لیے میں نے جو عہد کیا ہے اس پر اپنی وسعت کے بقدر قائم رہوں گا، **اعوذ بك من شر ما صنعت** : یعنی تقاضۂ بشری کی بنیاد پر کچھ شرارتیں سرزد ہو جاتی ہیں؛ اس لیے اے اللہ! میں اپنے عمل و کردار کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں، **ابوء لك بنعمتك على الخ** یعنی تو نے میرے اوپر انعامات کی بارش کی؛ لیکن میں نے نافرمانیاں کی ہیں؛ اس لیے میں تجھ ہی سے مغفرت طلب کرتا ہوں: چوں کہ تیرے علاوہ کوئی گناہوں کی بخشش کرنے والا نہیں ہے، **قال ومن قالها من النهار الخ** : یعنی جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص صبح کے وقت یہ کلمات کہہ لے اس کا یہ فائدہ ہے کہ شام تک اگر اس کی موت ہو جاتی ہے تو وہ جنتی ہے، اور اگر شام کے وقت پڑھ لے اور صبح کے وقت سے پہلے، پہلے اس کی موت ہو جاتی ہے تو وہ جنتی ہے۔

الفصل الثانی

﴿بخشش کا وسیع سمندر﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۳۳﴾ عَنْ اَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ: يَا ابْنَ آدَمَ! اِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِي وَرَجَوْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ عَلٰى مَا كَانَ فِيْكَ وَلَا اُبَالِي يَا ابْنَ آدَمَ! لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوْبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ وَلَا اُبَالِي، يَا ابْنَ آدَمَ! اِنَّكَ لَوْ لَقِيْتَنِي بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطَايَا، ثُمَّ لَقِيْتَنِي لَا تُشْرِكُ بِي شَيْئاً لَا تَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ وَالدَّارِمِي عَنْ اَبِي ذَرٍّ، وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

حل لغات: دعوتني: دعا(ن) دعوة بلانا۔ رجوتني: رجا(ن) رجاء امید کرنا، القراب: قاف پر پیش اور زیر کیساتھ بمعنی برابر۔

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابن آدم تو جب تک مجھ سے پرامید ہو کر گناہوں کی معافی مانگتا رہے گا، تو نے جو بھی گناہ کیا ہوگا میں بخش دوں گا، اے ابن آدم! مجھے اس کی پروانہیں ہے کہ تیرے گناہ آسمان کی بلندیوں تک پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے مغفرت طلب کرے تو بھی تجھے بخش دوں گا، اور اے ابن آدم! مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے اگر تو مجھ سے زمین کے برابر گناہ کے ساتھ ملے دراں حالانکہ تو کسی کو میرے ساتھ شریک نہیں کرتا ہے تو میں اسی کے برابر مغفرت لے کر آؤں گا۔

کلمات حدیث کی تشریح انك ما دعو تني و ر جوتني : یعنی آدمی سے گناہ سرزد ہونے کے بعد پرامید ہو کر اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے گا تو اس کی بخشش ہو جائے گی خواہ گناہ بڑا ہو یا بہت سارے گناہ ہوں، لا تشرك بي شيئا : اس قید کا فائدہ یہ ہے کہ آدمی زندگی میں توبہ تلہ کر کے اپنی بخشش کرا تو لیتا ہے؛ لیکن اگر وہ توبہ نہ کر سکا اور اس کی موت ہوگئی اور ایمان کی حالت میں موت ہوئی تو بھی اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کر دے گا۔

﴿مغفرت کا یقین رکھیے﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۳۴﴾ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: مَنْ عَلِمَ اَنِّي ذُوْ قُدْرَةٍ عَلٰى مَغْفِرَةِ الذُّنُوْبِ، غَفَرْتُ لَهٗ وَلَا اُبَالِيْ مَالَمْ يُشْرِكْ بِيْ شَيْئاً رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ.

حل لغات: قدرة : قدر (ن ض) قدرة قادر ہونا، الذنوب جمع ہے ذنب کی بمعنی گناہ۔

ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جسے یہ یقین ہے کہ میں گناہوں کی بخشش پر قادر ہوں تو اسے بخش دوں گا، اور مجھے کوئی پروانہیں ہے جب تک کہ وہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔

خلاصہ حدیث اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی امید رکھے، اللہ تعالیٰ ضرور گناہوں کی بخشش کر دے گا۔

کلمات حدیث کی تشریح قال الله تعالى: یعنی یہ حدیث قدسی ہے، من علم انى ذو قدرة: یعنی آدمی کو اس بات پر یقین ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ گناہوں کی مغفرت پر قادر ہے، اس یقین کی وجہ سے گناہوں کی بخشش ہو جاتی ہے۔

﴿استغفار کا اثر﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۳۵﴾ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللّٰهُ لَهٗ مِنْ كُلِّ ضِيْقٍ مَخْرَجاً وَمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجاً وَ رَزَقَهٗ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حل لغات: لزم : لزم (س) لزوما لازم پکڑنا، ضيق : ضاق (ض) ضيقا تنگ ہونا۔

ترجمہ : ان سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے استغفار کو لازم پکڑا، اللہ تعالیٰ اس کو ہر تنگی سے نجات، ہر غم سے چھٹکارا دے دیتا ہے، اور ایسی جگہ سے اس کو رزق دیتا ہے کہ اس کو گمان بھی نہیں ہوتا ہے۔

خلاصہ حدیث آدمی کو استغفار کا ورد کرتے رہنا چاہیے؛ اس لیے کہ اس سے بہت سے مسئلے حل ہو جایا کرتے ہیں۔

کلمات حدیث کی تشریح وعنه: یعنی یہ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، من لزم الاستغفار الخ: مراد کثرت استغفار ہے، مطلب یہ ہے کہ گناہ ہو، مصیبت ہو یا کوئی اور وجہ آدمی کو چاہیے کہ استغفار جاری رکھے، اس سے آدمی کو بڑی راحت ملتی ہے۔

☆☆☆

﴿کثرت استغفار کا فائدہ﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۳۶﴾ وَعَنْ اَبِی بَکْرٍ الصِّدِّیْقِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَا اَصَرَّ مَنِ اسْتَغْفَرَ وَاِنْ عَادَ فِی الْیَوْمِ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ.

حل لغات: اصر (افعال) پختہ ارادہ کرنا، عاد : عاد(ن) عوداً لوٹنا، الیوم : دن جمع ایام۔

ترجمہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص استغفار کرتا ہے اس نے گناہ پر اصرار نہیں کیا اگر چہ وہ دن میں ستر مرتبہ گناہ کرے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی اگر استغفار کرتا رہے اور اس سے گناہوں کا صدور ہوتا رہے، تو وہ گناہ گار نہیں سمجھا جائے گا؛ اس لیے کہ استغفار کی وجہ سے اس کے گناہ معاف ہوتے رہے ہیں۔

کلمات حدیث کی تشریح مااصر من استغفر: یعنی جو شخص صدور گناہ کے بعد استغفار کرتا ہے تو وہ گناہ گار نہیں مانا جائے گا؛ اس لیے کہ استغفار اور توبہ کرتے رہنے کی وجہ سے اس کے گناہ معاف ہوتے رہتے ہیں، اور حدیث شریف میں ہے " التّائب من الذنب کمن لا ذنب لہٗ"۔

﴿توبہ کرنے والوں کی فضیلت﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۳۷﴾ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: کُلُّ بَنِیْ آدَمَ خَطَّاءٌ وَخَیْرُ الْخَطَّائِیْنَ التَّوَّابُوْنَ. رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالدَّارِمِیُّ.

حل لغات: خطّاءٌ : اسم مبالغہ ہے بمعنی بہت زیادہ گناہ کرنے والا، خیر : اسم تفضیل ہے اصل میں اخیر تھا، التوابون : یہ بھی اسم مبالغہ ہے بمعنی بہت زیادہ توبہ کرنے ولا۔

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر انسان خطا کار ہے اور بہترین خطا کار توبہ کرنے ولا ہے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی سے گناہ ہو جائے تو توبہ و استغفار میں لگ جائے؛ اس لیے کہ اللہ تعالی کو توبہ کرنے والے بندے بڑے محبوب ہیں۔

کلمات حدیث کی تشریح کل بنی آدم خطّاء الخ: اس حدیث شریف میں کل بنی آدم کی بات کی گئی ہے، جن میں حضرات انبیائے کرام بھی شامل ہیں؛ لیکن حضرات محدثین اس بات پر متفق ہیں کہ دلائل قطعیہ سے یہ طے شدہ حقیقت ہے کہ حضرات انبیائے کرام کی جماعت معصوم عن الخطاء ہے؛ اس لیے اس حدیث شریف سے مراد امت کے لوگ ہیں اور حضرات انبیائے کرام کی جماعت مستثنیٰ ہے" واما الانبیاء صلوات اللہ علیہم فا ما مخصوصون عن ذالک "(مرقات ۵/۱۳۵)

﴿زنگ کا دور ہونا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۳۸﴾ وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَۃَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا اَذْنَبَ کَانَتْ نُکْتَۃٌ سَوْدَاءُ فِیْ قَلْبِہٖ فَاِنْ تَابَ وَاسْتَغْفَرَ صُقِلَ قَلْبُہٗ وَاِنْ زَادَ زَادَتْ حَتّٰی تَعْلُوْا قَلْبَہٗ فَذَا لَکُمُ الرَّانُ الَّذِیْ ذَکَرَ اللّٰہُ تَعَالٰی کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَا کَانُوْ یَکْسِبُوْنَ. رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ. وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ.

حل لغات: نکتۃ: داغ جمع نکات، سوداءُ: کالی ساد(ن) سوداً کالا ہونا، ران: ران: (ض) رینا غالب ہونا مراد زنگ ہے۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مومن بندہ جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل مین ایک سیاہ دھبہ پڑ جاتا ہے، پھر اگر وہ توبہ کرے اور استغفار کرے تو اس کا دل صاف کر دیا جاتا ہے؛ لیکن اگر وہ زیادہ گناہ کرتا ہے تو وہ نکتہ بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے دل پر چھا جاتا ہے، یہ وہی زنگ ہے جس کا تذکرہ اللہ تعالٰی نے کیا ہے، ہرگز نہیں بلکہ ان کے دلوں میں اس چیز کا زنگ ہے جو وہ کرتے تھے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ گناہوں کا اثر دل پر پڑتا ہے؛ جس کی وجہ سے جسمانی نظام متاثر ہوتا ہے؛ اس لیے آدمی کو گناہ سے بچنا چاہیے، اگر کبھی گناہ ہو جائے تو توبہ کرے۔

کلمات حدیث کی تشریح ان المؤمن اذااذنب کانت نکتة سوداء فی قلبه : **یعنی مومن بندہ جب گناہ کرتا ہے تو اس** کے صاف شفاف قلب پر ایک پر سیاہ دھبہ پڑ جاتا ہے، **فان تاب واستغفر صقل قلبه : یعنی** گناہ تو ہو ہی گیا جس کی وجہ سے قلب پر سیاہ دھبہ پڑ چکا ہے؛ لیکن اگر آدمی توبہ کرے اور دوبارہ گناہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرے تو اس دھبے کو مٹا کر اس کے قلب کو صاف کر دیا جاتا ہے، **وان زاد زادت الخ:** یعنی اگر وہ مومن بندہ گناہ کے بعد توبہ کرنے کے بجائے گناہ پر گناہ کیے جا رہا ہے تو اس کا پورا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔

﴿توبہ قبول ہونے کی انتہا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۳۹﴾ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَالَمْ يُغَرْغِرْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حل لغات: یقبل: قبل (س) قبولا منظور کرنا، قبول کرنا۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی اس وقت تک بندے کی توبہ قبول کرتا ہے جب تک غرغرہ کی کیفیت شروع نہ ہو جائے۔

خلاصہ حدیث آدمی کی توبہ آخری زندگی تک قبول ہوتی ہے جب تک کہ غرغرہ کی کیفیت شروع نہ ہو جائے۔

کلمات حدیث کی تشریح ان الله یقبل توبة العبد الخ : یعنی اللہ تعالٰی بندے کی توبہ جان کنی سے پہلے پہلے تک قبول کرتا ہے۔

﴿مغفرت الٰہی کی وسعت﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۴۰﴾ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ الشَّيْطَانَ قَالَ: وَعِزَّتِكَ يَا رَبِّ! لَا اَبْرَحُ اُغْوِيْ عِبَادَكَ مَا دَامَتْ اَرْوَاحُهُمْ فِي اَجْسَادِهِمْ، فَقَالَ الرَّبُّ عَزَّوَجَلَّ: وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ وَارْتِفَاعِ مَكَانِيْ، لَا اَزَالُ اَغْفِرُلَهُمْ مَااسْتَغْفَرُوْنِيْ. رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حل لغات: اغوی (افعال) گمراہ کرنا، عباد جمع ہے عبد کی بمعنی بندہ۔

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ شیطان نے کہا: اے میرے رب! تیری عزت کی قسم! میں تیرے بندوں کو اس وقت تک گمراہ کرتا رہوں گا جب تک روح ان کے جسموں میں رہے گی، تو اللہ تعالٰی عزوجل نے فرمایا: میری عزت، جلال اور میرے بلندی مرتبے کی قسم! جب تک وہ مجھ سے استغفار کرتے رہیں گے میں انکی مغفرت کرتا رہونگا۔

خلاصہ حدیث انسان شیطانی فریب میں آ کر گناہ کر بیٹھے تو اس سے گھبرنا نہیں چاہیے؛ بلکہ توبہ کر لے، اسکی مغفرت ہو جائے گی۔

کلمات حدیث کی تشریح ان الشیطان قال وعزتك یا رب لا ابرح الخ : یعنی شیطان جب راندۂ درگاہ ہوگیا اور اس نے یہ محسوس کرلیا کہ اب میری مغفرت نہیں ہوگی اور ہمیشہ ہمیش کے لیے مجھ پر دوزخ واجب ہوگئی تو اس نے قسم کھا کر یہ کہا کہ میں بنی آدم کو بہکا کر گناہ کراتا رہوں گا تاکہ وہ میرے ساتھ جہنمی ہوجائیں اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کوئی انسان کبھی کبھی تیرے بہکاوے میں آکر گناہ کرلے تو اس کے لیے دوسرا راستہ توبہ کا کھلا ہوا ہے، گناہ کے بعد وہ توبہ کرے گا اور دوبارہ گناہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرے گا تو میں اسکی بخشش کردوں گا۔

باب توبہ

﴿حدیث نمبر ۲۲۴۱﴾ وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالىٰ جَعَلَ بِالْمَغْرِبِ بَابًا عَرْضُهُ مَسِيرَةُ سَبْعِينَ عَامًا لِلتَّوْبَةِ لَا يُغْلَقُ مَالَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ مِنْ قِبَلِهِ وَذٰلِكَ قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَايَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حل لغات: المغرب: غروب ہونے کی جگہ جمع مغارِب، بابا : دروازہ جمع ابواب، عرض: چوڑائی جمع عروض. یغلق: غلق (س) غلقا بند کرنا، تطلع : طلع (ف) طلوعاً طلوع ہونا۔

ترجمہ : حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے توبہ کے لیے مغرب میں ایک دروازہ بنایا ہے جس کی چوڑائی ستر سال کی مسافت کے برابر ہے، یہ دروازہ اس وقت تک کھلا رہے گا جب تک کہ آفتاب مغرب کی طرف سے نہ نکل آئے، اس سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی طرف اشارہ ہے "اس دن آئیں گی بعض نشانیاں تیرے پروردگار کی، تو نفع نہیں دے گا اس کا ایمان الایہ کہ وہ پہلے سے مؤمن تھا"۔

خلاصۂ حدیث جب تک مشرق سے سورج نکل رہا ہے توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے، آدمی توبہ کرے گا تو توبہ قبول ہوجائے گی؛ لیکن اگر سورج مشرق سے نکلنے کے بجائے مغرب سے نکل پڑے تو اب توبہ کا دروازہ بند ہوگیا اب توبہ قبول نہ ہوگی۔

کلمات حدیث کی تشریح ان اللّٰہ تعالیٰ جعل با لمغرب بابا الخ : مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مغرب میں توبہ کا ایک دروازہ بنایا ہے جو بہت ہی زیادہ چوڑا ہے" وھو مبالغۃ فی توسعتہ "(مرقات ۱۳۸/۵) لا یغلق مالم تطلع الشمس من قبلہ: مراد یہ ہے کہ ایک وقت ایسا آئیگا کہ سورج اپنا نظام طلوع کو بدل کر مغرب سے طلوع ہوگا جو نظام اس بات کی علامت ہوگی کہ اب توبہ کا دروازہ بند ہوچکا ہے، اب نہ کسی کے ایمان لانے سے فائدہ ہوگا نہ ہی توبہ کرنے سے کوئی فائدہ ہوگا۔

﴿قبولیت توبہ کا موقوف ہونا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۴۲﴾ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَنْقَطِعُ الْهِجْرَةُ حَتّٰى تَنْقَطِعَ التَّوْبَةُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ.

ترجمہ: اور حضرت معاویہ راوی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ہجرت (یعنی گناہوں سے توبہ کی طرف رجوع) موقوف نہیں ہوگی تاوقتیکہ توبہ موقوف نہ ہو اور توبہ اس وقت تک موقوف نہیں ہوگی جب تک کہ آفتاب مغرب کی طرف سے نہ نکلے۔

﴿قبولیت توبہ کا آخری وقت﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۴۳﴾ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ رَجُلَيْنِ كَانَا فِي بَنِي إِسْرَائِيْلَ مُتَحَابَّيْنِ أَحَدُهُمَا مُجْتَهِدٌ فِي الْعِبَادَةِ وَالْآخَرُ يَقُوْلُ: مُذْنِبٌ فَجَعَلَ يَقُوْلُ: أَقْصِرْ عَمَّا أَنْتَ فِيْهِ

فَيَقُوْلُ: خَلِّنِي وَرَبِّي حَتّٰى وَجَدَهُ يَوْمًا عَلٰى ذَنْبٍ اِسْتَعْظَمَهُ، فَقَالَ: اَقْصِرْ، فَقَالَ: خَلِّنِي وَرَبِّي اُبْعِثْتَ عَلَيَّ رَقِيْبًا فَقَالَ: وَاللّٰهِ! لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ اَبَدًا وَلَا يُدْخِلُكَ الْجَنَّةَ فَبَعَثَ اللّٰهُ اِلَيْهِمَا مَلَكًا فَقَبَضَ اَرْوَاحَهُمَا فَاجْتَمَعَا عِنْدَهُ، فَقَالَ لِلْمُذْنِبِ: اُدْخُلِ الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِي، وَقَالَ لِلْآخَرِ: اَتَسْتَطِيْعُ اَنْ تَحْظُرَ عَلٰى عَبْدِي رَحْمَتِي، فَقَالَ: لَا، يَارَبِّ قَالَ: اِذْهَبُوْا بِهِ اِلَى النَّارِ. رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حل لغات: مجتهد : اجتهد (افتعال) کوشش کرنا، **خلني** : خل (تفعیل) چھوڑنا، **یوما**: دن جمع ایام، **رقیبا** : نگہبان جمع رقباء، رقب (ن) رقبا نگہبان ہونا، **تحظر** : حظر (ض) حظرا رکنا، منع کرنا۔

ترجمه: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں دو آدمی آپس میں دوست تھے، ان میں سے ایک بہت زیادہ عبادت کرتا تھا اور دوسرا کہتا کہ میں گناہ گار ہوں؛ چنانچہ عبادت گزار نے کہنا شروع کیا، جس میں تو ہے اس کو چھوڑ دے، تو وہ کہتا: مجھے اپنے پروردگار پر چھوڑ دے یہاں تک کہ اس نے ایک دن اس کو گناہ کرتے ہوئے پایا، جس کو اس نے بہت برا سمجھا، تو اس نے کہا: تو اس کو چھوڑ دے، تو اس نے کہا: تو مجھے اپنے پروردگار پر چھوڑ دے، کیا تو مجھ پر نگہبان بنا کر بھیجا گیا ہے؟ تو اس نے کہا خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ تجھ کو کبھی نہیں بخشے گا اور تجھے جنت میں داخل نہیں کرے گا، اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے پاس فرشتہ بھیجا، جس نے ان دونوں کی روح کو قبض کر لیا، جب یہ دونوں اللہ کے پاس جمع ہوئے، تو اللہ تعالیٰ نے گناہ گار سے کہا: میری رحمت سے جنت میں داخل ہو جا اور دوسرے سے کہا کہ کیا تو اس کی طاقت رکھتا ہے کہ میرے بندے کو میری رحمت سے محروم کر دے؟ تو اس نے کہا: اے میرے رب! نہیں، تو اللہ تعالیٰ نے اس کو جہنم میں ڈال دینے کا حکم دے دیا۔

خلاصہ حدیث آدمی نہ خود خدا کی رحمت سے ناامید ہو اور نہ ہی دوسرے کو رحمت الٰہی سے ناامید کرنے کی کوشش کرے۔

کلمات حدیث کی تشریح **ان رجلين كانا فى بنى اسرائيل متحابين** : یعنی ان دونوں آدمی کی دوستی دنیوی معاملات سے متعلق تھی، **احدهما مجتهد فى العبادة الخ**: یعنی ان دونوں لوگوں میں سے ایک تو بہت ہی زیادہ عبادت کیا کرتا: لیکن دوسرا گناہ تو کرتا مگر ان گناہوں کا اقرار کرتا اور اپنے آپ کو کمتر سمجھتا، **فجعل يقول اقصر عما انت** : یعنی نیک عمل کرنے والے نے گناہ گار سے کہنا شروع کیا کہ تم برابر گناہ کرتے رہتے ہو یہ کوئی اچھی عادت نہیں ہے: اس لیے گناہ سے باز آجاؤ، **فيقول خلني و ربي** : یعنی اس نیک آدمی کے جواب میں یہ گناہ گار کہتا ہے کہ تو مجھے اپنے پروردگار پر چھوڑ دے؛ اس لیے کہ وہ غفور و رحیم ہے، **حتى وجده يوما على ذنب استعظمه** : یعنی اس نیک آدمی کو یہ تو معلوم ہی تھا کہ اس کا دوست گناہ کرتا ہی رہتا ہے، اتفاق ہے کہ ایک دن اس نے اپنے دوست کو گناہ کبیرہ کرتے ہوئے دیکھ لیا تو اس نے اس گناہ گار کو پھر روکا، **فقال خلني و ربي ابعثت على رقيبا**: یعنی اس گناہ گار نے کہا کہ بھائی مجھے چھوڑ دے میرا رب غفور الرحیم ہے مجھے بخش دے گا اور یہ جو تو مجھے بار بار روکتا ہے تو تجھے اللہ نے میرا نگہبان تھوڑا ہی بنایا ہے، **فقال و الله لا يغفر الله لك الخ**: یعنی اس کے جواب میں اس نیک آدمی نے کہا کہ تو گناہ پر اس قدر جری ہے، اللہ نہ تیری مغفرت کرے گا نہ ہی تجھے جنت نصیب ہوگی، اس شخص کی یہ بات اللہ تعالیٰ کی شان غفاریت کے خلاف تھی، **فبعث الله اليها ملكا الخ** : مراد یہ ہے کہ ان دونوں آدمی کی موت ہوگئی، **فقال للمذنب ادخل الجنة برحمتى**: یعنی اللہ تعالیٰ نے اس گناہ گار کو اپنی رحمت کاملہ سے جنت میں داخل کر دیا، **وقال للآخر اتستطيع ان تحظر الخ** : یعنی اللہ تعالیٰ نے گناہ گار کو بخش دینے کے بعد بطور حجت کے اس سے پوچھا کہ تو تو دنیا میں اس سے میری رحمت سے محرومی کی بات کرتا تھا، اب بتا کیا تو آج بھی میری رحمت سے لوگوں کو روک سکتا ہے؟ اس نے اس کی نفی کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کو جہنم میں ڈلوا دیا۔

﴿کوئی رحمت حق سے مایوس نہ ہو﴾

﴿حدیث نمبر۲۲۴۴﴾وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعاً وَلَا يُبَالِىْ. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ. وَفِىْ شَرْحِ السُّنَّةِ يَقُوْلُ بَدَلَ يَقْرَأُ.

حل لغات: اسرفوا : سرف (س) سرفا القوم تجاوز کرنا، اسرف (افعال)فضول خرچی کرنا، تقنطو : قنط (س ض) قنطا و قنوطا باز رکھنا،الذنوب جمع ہے ذنب کی بمعنی گناہ۔

ترجمہ : حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے جناب نبی کریم ﷺ کو پڑھتے ہوئے سنا اے میرے وہ بندے! جنہوں نے اپنے نفس پر زیادتی کی وہ رحمت خداوندی سے مایوس نہ ہوں؛ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے اور اس کو کوئی پرواہ نہیں ہے۔

خلاصہ حدیث کسی سے گناہ ہوجائے تو رحمت الٰہی سے مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے: بلکہ توبہ کرے اللہ تعالیٰ اسکی مغفرت کردیگا

کلمات حدیث کی تشریح اسرفوا علی انفسهم :مراد گناہ کرنا ہے،لا تقنطو ا من رحمة الله الخ:یعنی کسی کو بھی رحمت الٰہی سے ناامید نہیں ہونا چاہیے؛اس لیے کہ اللہ تعالیٰ توبہ اور استغفار کے ذریعے سے گناہوں کو معاف کرتا رہتا ہے،ولا یبالی:یہ لفظ اس آیت کی تفسیر کے طور پر زیادہ کردیا ہے۔

﴿استغفار کا نرالہ انداز﴾

﴿حدیث نمبر۲۲۴۵﴾وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِىْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اِلَّا اللَّمَمَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنْ تَغْفِرِ اللّٰهُمَّ تَغْفِرْ جَمًّا وَاَيُّ عَبْدٍ لَكَ لَا اَلَمَّا. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ.

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ چھوٹے گناہ تو ویسے ہی معاف ہوجاتے ہیں،اللہ سے توبہ کرے تو بڑے بڑے گناہ بخشوائے؛اس لیے کہ کوئی بھی بندہ گناہوں سے پاک نہیں ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح فی قول الله تعالیٰ الا اللمم: یعنی جناب نبی کریم ﷺ نے اس آیت کی تفسیر میں بطور استشہاد کے امیہ بن صلیت کے اس شعر کو پڑھا،ان تغفر اللّٰهم تغفر جما الخ:یعنی امیہ بن صلیت نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ اے اللہ! میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں تو بڑے بڑے گناہ بخش دے؛ اس لیے کہ چھوٹے چھوٹے گناہ کے مرتکب تو زمین کے تمام بندے ہیں۔

﴿بندے کی عبادت اور معصیت سے ذات خدا میں اثر نہیں پڑتا ہے﴾

﴿حدیث نمبر۲۲۴۶﴾وَعَنْ اَبِىْ ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى: يَا عِبَادِىْ! كُلُّكُمْ ضَالٌّ اِلَّا مَنْ هَدَيْتُ فَاسْئَلُوْنِىْ الْهُدٰى اَهْدِكُمْ وَكُلُّكُمْ فُقَرَاءُ اِلَّا مَنْ اَغْنَيْتُ فَاسْأَلُوْنِىْ اَرْزُقْكُمْ وَكُلُّكُمْ مُذْنِبٌ اِلَّا مَنْ عَافَيْتُ فَمَنْ عَلِمَ مِنْكُمْ اَنِّىْ ذُوْ قُدْرَةٍ عَلَى الْمَغْفِرَةِ فَاسْتَغْفَرَنِىْ غَفَرْتُ لَهٗ وَلَا اُبَالِىْ وَلَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَحَيَّكُمْ وَمَيِّتَكُمْ وَرَطْبَكُمْ وَيَابِسَكُمْ اِجْتَمَعُوْا عَلٰى اَتْقٰى قَلْبِ عَبْدٍ مِنْ عِبَادِىْ مَا زَادَ ذٰلِكَ فِىْ مُلْكِىْ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ وَلَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَحَيَّكُمْ وَمَيِّتَكُمْ وَرَطْبَكُمْ وَيَابِسَكُمْ اِجْتَمَعُوْا عَلٰى اَشْقٰى قَلْبِ عَبْدٍ مِنْ عِبَادِىْ مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِنْ مُلْكِىْ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ وَلَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَ آخِرَكُمْ وَحَيَّكُمْ وَمَيِّتَكُمْ وَرَطْبَكُمْ وَيَابِسَكُمْ اِجْتَمَعُوْا فِىْ صَعِيْدٍ وَاحِدٍ فَسَأَلَ كُلُّ اِنْسَانٍ مِنْكُمْ مَا بَلَغَتْ اُمْنِيَّتُهٗ

فَاَعْطَيْتُ كُلَّ سَائِلٍ مِنْكُمْ مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِنْ مُلْكِي اِلَّا كَمَا لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ مَرَّ بِالْبَحْرِ فَغَمَسَ فِيْهِ اِبْرَةً ثُمَّ رَفَعَهَا ذٰلِكَ بِاَنِّي جَوَادٌ مَاجِدٌ اَفْعَلُ مَا اُرِيْدُ عَطَائِي كَلَامٌ وَعَذَابِي كَلَامٌ اِنَّمَا اَمْرِي لِشَيْءٍ اِذَا اَرَدْتُ اَنْ اَقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حل لغات: ہدیت: ہدی (ض) ہدایۃ راہ دکھلانا، فقراء: جمع ہے فقیر کی بمعنی محتاجگی، جناح: بازو جمع اجنحۃ، بعوضۃ جمع ہے بعوض کی، ابرۃ: سوئی جمع ابر و ابار.

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ "اے میرے بندے! تم سب گمراہ ہو؛ الا اس کے جس کو میں نے ہدایت دی؛ اس لیے تم لوگ مجھ سے ہدایت مانگو ہدایت دوں گا اور تم سب محتاج ہو؛ الا اس کے جس کو میں نے غنی کیا؛ اس لئے تم لوگ مجھ سے رزق مانگو میں تمہیں روزی دوں گا، تم سب گناہ گار ہو الا اس کے جس کو ہم نے بچالیا تو جو شخص تم میں سے یہ جانتا ہے کہ میں بخشنے پر قادر ہوں، وہ مجھ سے بخشش مانگے میں بخش دوں گا، اور مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے اور اگر تمہارے اگلے اور پچھلے، تمہارے زندہ اور مردہ، تمہارے تر اور خشک سب سے زیادہ متقی دل میرے بندے کی طرح ہو جائے، تو میری خدائی میں مچھر کے ایک پر کے برابر زیادتی نہ ہوگی، اور اگر تمہارے اگلے اور پچھلے تمہارے زندہ اور مردہ، تمہارے تر اور خشک سب سے زیادہ بدبخت دل میرے بندے کی طرح ہو جائے تو میری خدائی میں مچھر کے ایک پر کے برابر کمی نہ ہوگی، اور اگر تمہارے اگلے اور پچھلے، تمہارے زندہ اور مردہ، تمہارے خشک اور تر ایک جگہ جمع ہو کر تم میں سے ہر انسان اپنی خواہش کے مطابق مانگے اور میں تم میں سے ہر سائل کو دے دوں تو اس سے میری خدائی میں کچھ کمی نہ ہوگی؛ مگر جیسا کہ تم میں سے کوئی دریا میں گزرتے ہوئے اس میں سوئی ڈال کر اٹھالے؛ اس لیے کہ میں بہت سخی ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں، میرا دینا حکم کرنا ہے اور میرا عذاب حکم دینا ہے، بے شک میرا پیدا کرنا یہ ہے کہ جب میں ارادہ کرتا ہوں کہ کہوں ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے۔"

خلاصۂ حدیث: اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ صمد مطلق اور بے نیاز ہے، نہ اسے عبادت کی ضرورت ہے نہ ہی معصیت سے کدورت اور نہ ہی بندے کے مانگنے سے اکتاہٹ ہے نہ ہی دینے سے گھبراہٹ ہے؛ اس لیے بندے کی ذمے داری ہے کہ اللہ کی عبادت کرے تو اپنا فائدہ سمجھ کر، اور اگر معصیت ہو جائے تو اپنا ہی نقصان تصور کرے، اور اللہ سے کچھ مانگنا چاہے مانگے، اس کے دربار میں ایسے لوگ قدر و منزلت سے دیکھے جاتے ہیں؛ اس لیے کہ اس کے یہاں کچھ کمی نہیں۔

کلمات حدیث کی تشریح: یقول اللّٰہ تعالیٰ یا عبادی: عباد سے عام انسان مراد ہیں، کلکم ضال الامن ہدیت: یعنی دنیا میں کچھ لوگ ہدایت یافتہ ہیں اور کچھ لوگ گمراہ ہیں، تو جو لوگ ہدایت یافتہ ہیں یہ ان کا کمال نہیں؛ بل کہ خدا کا احسان ہے کہ یہ لوگ ہدایت پر ہیں ورنہ یہ لوگ بھی گمراہ ہوتے، فاسئلونی الھدیٰ: اس لیے اللہ ہی سے ہدایت کی دعاء مانگنی چاہیے، و کلکم فقراء الامن اغنیت: یعنی دنیا میں کچھ لوگ مال دار ہیں اور کچھ لوگ غریب ہیں، تو جو لوگ مال دار ہیں یہ اللہ ہی کا احسان ہے کہ یہ لوگ مال دار ہیں، اللہ کا فضل نہ ہوتا تو یہ لوگ بھی غریب ہی ہوتے، فاسئلونی ارزقکم: اس لیے اللہ ہی سے فراخی کی دعا مانگنی چاہیے، و کلکم مذنب الامن عافیت: دنیا میں کچھ لوگ نیک ہیں اور کچھ لوگ بد ہیں، تو جو لوگ نیک ہیں ان پر یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے، اگر ان پر اللہ کا کرم نہ ہوتا تو یہ لوگ بھی گناہ گار ہی ہوتے، فمن علم منکم انی ذو قدرۃ الخ: مراد یہ ہے کہ گناہ گار اللہ تعالیٰ کو غفور و رحیم سمجھ کر توبہ کرے گا تو اس کی توبہ قبول ہو جائے گی، ولا ابالی: یعنی اگر کوئی توبہ نہ کرے تو اللہ کو کوئی پرواہ نہیں ہے، ولو ان اولکم واخرکم الخ: مراد یہ ہے کہ تمام بنی آدم جناب نبی کریم ﷺ کی طرح نیک بن جائیں تو اس سے اللہ

تعالیٰ کی خدائی میں کوئی زیادتی نہ ہوگی، **ولو ان اولکم واخرکم الخ:** مراد یہ ہے کہ تمام بنی آدم شیطان ملعون سے بھی زیادہ بد ہوجائیں تو اس سے خدا کی خدائی میں کوئی فرق نہ آئے گا، **ولو ان اولکم وآخرکم :** مراد یہ ہے کہ تمام بنی آدم مل کر اپنی اپنی خواہش کے مطابق اللہ تعالیٰ سے مانگیں اور اللہ تعالیٰ ہر ایک کو دے دے تو اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں اس کی وجہ سے کوئی کمی نہ آئے گی، **الا کما لو ان احدکم مربا لبحر الخ:** مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس کی خواہش کے مطابق دے دے تو یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خزانے میں رائی کے برابر بھی کمی واقع نہ ہوگی؛ لیکن یہ انسان کو سمجھانے کے لیے کہہ دیا ہے کہ اگر تمام بنی آدم کو ان کی خواہشات کے مطابق اللہ تعالیٰ دے دے اور اس میں (بالفرض والمحال) کوئی کمی واقع ہوسکتی ہے تو اتنی کمی ہوگی جتنی کہ سمندر میں کوئی سوئی ڈال کر اٹھالے، اس میں جتنا پانی لگ کر آجائے بس اتنا ہی خدا کے خزانے میں کمی آئے گی، جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔" **واتفق الشراح علی ان ھذا من باب الفرض والتنزیل ای او فرض النقص لکان مقدارہ مقدارا لممثل بہ فانہ وان وجد ھنا نقص فی البحر فانہ متناہ لکنہ نقص لایمکنہ ان یحس لقلۃ البالغۃ ادنی مراہت القلۃ"** (مرقات ۵/ ۱۴۳)

﴿غیر مشرک کے لیے بخشش کا پروانہ﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۴۷﴾ وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّہٗ قَرَأَ ھُوَاَھْلُ التَّقْوٰی وَاَھْلُ الْمَغْفِرَۃِ قَالَ قَالَ رَبُّکُمْ اَنَا اَھْلُ اَنْ اُتَّقٰی فَمَنِ اتَّقَانِیْ فَاَنَا اَھْلُ اَنْ اَغْفِرَ لَہٗ. رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالدَّارِمِیُّ.

حل لغات: رب: پالنہار جمع ارباب، اغفر: غفر (ض) غفرا ڈھانپنا۔

ترجمه: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے یہ آیت پڑھی" **ھو اھل التقوی واھل المغفرۃ**" اور فرمایا کہ تمہارا رب کہتا ہے کہ میں اسی کا زیادہ حق دار ہوں کہ مجھ سے ڈرا جائے، تو جو مجھ سے ڈریگا میں ہی اس کا حق دار ہوں کہ اس کو بخش دوں۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ شریک کرنے سے بچے گا اللہ تعالیٰ اس کی بخشش کردے گا جیسا کہ قرآن کریم کا اعلان ہے" **ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذالک لمن یشاء**"

کلمات حدیث کی تشریح **انہ قرا ھو اھل التقوی:** نبی کریم ﷺ نے سورۂ مدثر کی یہ آیت پڑھی۔ **قال ربکم انا اھل ان اتقی الخ:** یعنی جناب نبی کریم ﷺ نے یہ آیت پڑھنے کے بعد ایک حدیث قدسی سناتے ہوئے فرمایا کہ جس طرح سے اللہ کی ذات اس بات کی حق دار ہے کہ اس سے ڈرا جائے ایسا ہی اللہ ہی کی ذات ہے کہ بخشش کرنیوالی ذات بھی وہی ایک ذات ہے، **انا اھل ان اتقی الخ** یہاں تقویٰ سے مراد شرک سے بچنا ہے جیسا کہ حضرت امام ترمذی نے اس روایت کو تفصیل سے بیان کیا ہے: **ای انا حقیق و جدید بان یتقی من الشرع بی ممن اتقانی زاد الترمذی فلم یجعل معی الھا"** (مرقات ۵/ ۱۴۴)

﴿استغفار وتوبہ کا طریقہ﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۴۸﴾ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: اِنْ کُنَّا لَنَعُدُّ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وَسَلَّمَ فِی الْمَجْلِسِ یَقُوْلُ: رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ مِائَۃَ مَرَّۃٍ. رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَۃَ.

حل لغات: المجلس بیٹھنے کی جگہ، جمع مجالس، تب، تاب (ن) توبۃ توبہ کرنا۔

ترجمه: ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ہم مجلس میں یہ شمار کرتے تھے کہ جناب نبی کریم ﷺ سو مرتبہ یہ کہا کرتے تھے "**رب اغفر لی وتب علی انک انت التواب الغفور**".

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی جب مجلس میں ہو تو سو مرتبہ اس دعا کو پڑھ لیا کرے۔

کلماتِ حدیث کی تشریح فی المجلس یقول: مجلس سے مراد یہاں ایک مجلس ہے جیسا کہ ملا علی قاری نے اس کی صراحت کی ہے،ای الواحد کما فی روایۃ الحصن (مرقات ۵؍۱۴۲)

﴿استغفار کی تاثیر﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۴۹﴾ وَعَنْ بِلَالِ بْنِ يَسَارِبْنِ زَيْدٍ مَوْلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ جَدِّيْ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ قَالَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَااِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ غُفِرَ لَهٗ وَاِنْ كَانَ قَدْ فَرَّ مِنَ الزَّحْفِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ لٰكِنَّهٗ عِنْدَ اَبِيْ دَاوُدَ هِلَالِ ابْنِ يَسَارٍ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ .

حل لغات: جدی: دادا، نانا جمع جدات، فر (ض) فراراً بھاگنا، الزحف: بڑا لشکر جمع زحوف .

ترجمہ : حضرت بلال بن یسار بن زید (جو جناب نبی کریم ﷺ کے آزاد کردہ غلام ہیں) سے روایت ہے کہ مجھ سے میرے والد نے جدی نے بیان کیا کہ انہوں نے جناب نبی کریم ﷺ کو کہتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے ’’استغفر اللہ الذی لا الہ الاھو الحی القیوم واتوب الیہ‘‘ کہا تو اس کی بخشش کی جاتی ہے اگر چہ وہ لشکر سے بھاگا ہو۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جو اس استغفار کو پڑھے گا، اس کے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے۔

کلمات حدیث کی تشریح عن بلال بن یسار بن زید: یہ حضرت بلال جناب نبی کریم ﷺ کے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ کے پوتے ہیں مولی النبی: حضرت زید بن حارثہ اپنی والدہ سعدی بنت ثعلبہ بن معن کے ساتھ اپنے وطن جا رہے تھے کہ راستے میں ڈاکوؤں نے ان دونوں کو پکڑ لیا اور ان کو بازار عکاظ میں حکیم بن حزام کے ہاتھ بیچ دیا، جب جناب نبی کریم ﷺ سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے زید بن حارثہ کو جناب نبی کریم ﷺ کے ہاتھ ہبہ کر دیا اور پھر بعد میں جناب نبی کریم ﷺ نے ان کو آزاد کر دیا، یہی ہے ’’مولی النبی صلی اللہ علیہ وسلم‘‘ کی تشریح (دیکھیے اصح السیر ۵۵۵، ۵۵۶) ھو الحی القیوم : الحیی القیوم پر نصب اور رفع دونوں پڑھ سکتے ہیں؛ اس لیے کہ نصب پڑھنے کی صورت میں یہ دونوں اللہ کی صفت بنیں گے اور رفع پڑھنے کی صورت میں ھو سے بدل ہوں گے؛ لیکن رفع پڑھنا زیادہ بہتر ہے ’’روی بالنصب علی الوصف للفظ اللہ وبا لرفع لکونھما بدلین ادبیا نھین لقولہ وھو والاول ھوالاکثر والاشھر‘‘ (مرقات ۵؍۱۴۲)۔

الفصل الثالث

﴿ایصال ثواب کا طریقہ﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۵۰﴾ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيَرْفَعُ الدَّرَجَةَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِي الْجَنَّةِ، فَيَقُوْلُ: يَا رَبِّ! اَنّٰى لِيْ هٰذِهٖ فَيَقُوْلُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ رَوَاهُ اَحْمَدُ .

حل لغات: لیرفع : رفع (ن) رفعا بلند کرنا، الدرجۃ : مرتبہ جمع درجات .

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے درجات بلند کرے گا تو وہ پوچھے گا اے میرے رب! یہ درجات مجھے کیسے ملے؟ تو اللہ تعالیٰ جواب دیگا: تیرے لیے تیرے بیٹے کے استغفار سے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جب کسی مومن بندے کا انتقال ہو جائے تو اس کے لیے ایصال ثواب کیا جانا چاہیے؛ اس لیے کہ اس سے مردے کو فائدہ ہوتا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح لیرفع الدرجة : مراد یہ ہے کہ اس کو جنت کے اعلیٰ مقام پر پہنچادیا جائے گا، للعبد الصالح: عبد صالح سے مراد مسلمان ہیں، یا رب انی لی : یعنی اس مسلم بندے کو خلاف توقع جنت کے اعلیٰ مقام مل جائیں گے تو وہ اللہ تعالیٰ سے پوچھے گا یہ درجات مجھے کیسے مل گئے، فیقول الخ: تو اللہ تعالیٰ کہے گا کہ فلاں بندے نے تیرے لیے ایصال ثواب کیا تھا جس کی بدولت یہ مرتبہ ملا ہے، و لدك لك: ولد سے عام مومنین مراد ہیں، والمراد به المومن (مرقات ۵/۱۴۵)

﴿مردوں کے لیے بہترین تحفہ﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۵۱﴾ وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَاالْمَيِّتُ فِي الْقَبْرِ اِلَّا كَالْغَرِيْقِ الْمُتَغَوِّثِ يَنْتَظِرُ دَعْوَةً تَلْحَقُهُ مِنْ اَبٍ اَوْ اُمٍّ اَوْ اَخٍ اَوْ صَدِيْقٍ فَاِذَا لَحِقَتْهُ كَانَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيُدْخِلُ عَلٰى اَهْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَاءِ اَهْلِ الْاَرْضِ اَمْثَالَ الْجِبَالِ وَاِنَّ هَدِيَّةَ الْاَحْيَاءِ اِلَى الْاَمْوَاتِ الْاِسْتِغْفَارُ لَهُمْ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حل لغات: القبر: مردہ دفن کرنے کی جگہ جمع قبور، الغريق : غرق (س) غرقا ڈوبنا، المتغوث : غاث (ض) غيثا برسنا الدنیا : دنیا جمع دنی ، الجبال : جمع ہے جبل کی بمعنی پہاڑ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قبر میں مردہ کی حالت اس ڈوبنے والے کی طرح ہے جو کسی کو پکار رہا ہو، وہ انتظار کرتا ہے کہ اسکو ماں، باپ، بھائی یا دوست کی طرف سے دعا پہنچے، جب اس کو دعا پہنچتی ہے تو یہ اس کے لیے دنیا و مافیہا سے محبوب ہوتی ہے، اور اللہ تعالیٰ زمین والے کی دعاؤں کو قبر والے کے لیے پہاڑوں کی شکل میں پہنچاتا ہے، اور زندوں کی طرف سے مردوں کے لیے ہدیہ استغفار ہے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ زندوں کی ذمہ داری ہے کہ مردوں کے لیے ایصال ثواب کرتے رہا کریں تا کہ ان کو فائدہ پہنچتا رہے اور کچھ نہ سہی تو ان کے نام استغفار کردیا کریں، یہ ان کے لیے بہترین تحفہ ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح ما الميت في القبر :قبر میں میت کے ہونے سے مراد وہ میت ہے جو قبر میں پریشانی کے عالم میں ہو، الا كالغريق المتغوث: یعنی قبر میں مردہ ایسے ہی بے یار و مددگار ہوتا ہے؛ جیسا کہ پانی میں ڈوبنے والا بے یار و مددگار ہوتا ہے، اور اپنے بچاؤ کے لیے ہر چھوٹی بڑی چیز کا سہارا لینے کی کوشش کرتا ہے، ينتظر دعوة تلحقه من اب الخ :ایسے ہی مردہ اپنے رشتہ دار یا دوستوں سے امید لگائے رہتا ہے کہ وہ لوگ میرے لیے دعا اور استغفار کریں، فاذا لحقته احب اليه من الدنيا و مافيها الخ : یعنی جب بے سہارا مردے کو دعا یا استغفار کا نذرانہ پہنچتا ہے تو اس کی نظر میں یہ چیز دنیا و مافیہا سے اچھی معلوم ہوتی ہے؛ اس لیے کہ دنیا کی تمام چیزوں سے اس کو کوئی فائدہ نہ ہوا؛ بل کہ اس کو اس دعا سے فائدہ ہوا؛ اس لیے وہ اس دعا کو دنیا کی تمام چیزوں سے اچھی سمجھنے لگتا ہے، و ان الله تعالىٰ ليدخل على اهل القبور الخ: یعنی اللہ زمین والوں کی اس معمولی دعا کو قبر والوں کے لیے اپنی رحمت سے پہاڑ کے برابر کر کے پیش کرتا ہے۔

﴿استغفار کی فضیلت﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۵۲﴾ وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: طُوْبٰى لِمَنْ وَجَدَ فِي صَحِيْفَتِهٖ اِسْتِغْفَارًا كَثِيْرًا رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى النَّسَائِيُّ فِي عَمَلِ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ.

حل لغات: طوبی: خوش خبری، وجد: وجد(ض) وجودا پانا، صحيفة : لکھا ہوا کاغذ جمع صحائف .

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کے لیے خوش خبری ہے کہ

جس کے نامۂ اعمال میں زیادہ استغفار پایا جائیگا۔

خلاصہ حدیث آدمی کو استغفار کی کثرت کرنی چاہیے؛ اس لیے کہ اس سے قیامت کے دن بڑا زبردست فائدہ ہوگا۔

کلمات حدیث کی تشریح طوبیٰ لمن الخ: طوبیٰ سے وہ اچھی حالت مراد ہے جس سے خوش ہو کر آدمی دوسرے کو مبارک باد دیتا ہے، ایسے ہی وہ شخص قابل مبارک باد ہے جس کے نامۂ اعمال میں استغفار کی کثرت ہوگی۔

﴿ایک خاص دعا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۵۳﴾ وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِی مِنَ الَّذِیْنَ اِذَا اَحْسَنُوْا اِسْتَبْشَرُوا وَاِذَا اَسَائُوْا اِسْتَغْفَرُوْا. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَیْهَقِیُّ فِی الدَّعْوَاتِ الْکَبِیْرِ.

حل لغات: اجعلنی: جعل (ف) جعلا کرنا۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کہا کرتے تھے، اے اللہ! تو مجھے ان لوگوں میں سے بنا کہ جب نیکی کرتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور جب برائی کرتے ہیں تو استغفار کرتے ہیں۔

خلاصہ حدیث آدمی سے جب کوئی نیکی ہو تو اس سے خوش ہونا چاہیے، اور جب برائی کا صدور ہو تو استغفار کرنا چاہیے۔

کلمات حدیث کی تشریح اذااحسنوا استبشروا الخ: یعنی جب جب نیک عمل کرتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں، و اذا اسائو استغفروا: یعنی جب کوئی برائی ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے ہیں، جناب نبی کریم ﷺ یہ دعا اس لیے مانگتے تھے کہ عبدیت کی شان یہی ہے۔

﴿توبہ سے اللہ تعالیٰ کا بے حد خوش ہونا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۵۴﴾ وَعَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَیْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ حَدِیْثَیْنِ اَحَدُهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالْآخَرُ عَنْ نَفْسِهٖ قَالَ: اِنَّ الْمُؤْمِنَ یَرٰی ذُنُوْبَهٗ کَاَنَّهٗ قَاعِدٌ تَحْتَ جَبَلٍ یَخَافُ اَنْ یَقَعَ عَلَیْهِ وَاِنَّ الْفَاجِرَ یَرٰی ذُنُوْبَهٗ کَذُبَابٍ مَرَّ عَلٰی اَنْفِهٖ فَقَالَ بِهٖ هٰکَذَا اَیْ بِیَدِهٖ فَذَبَّهٗ عَنْهُ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: لَلّٰهُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ مِنْ رَجُلٍ نَزَلَ فِی الْاَرْضِ دَوِیَّةٍ مُهْلِکَةٍ مَعَهٗ رَاحِلَتُهٗ عَلَیْهَا طَعَامُهٗ وَشَرَابُهٗ فَوَضَعَ رَاْسَهٗ فَنَامَ نَوْمَةً فَاسْتَیْقَظَ وَقَدْ ذَهَبَتْ رَاحِلَتُهٗ فَطَلَبَهَا حَتّٰی اِذَا اشْتَدَّ عَلَیْهِ الْحَرُّ وَالْعَطَشُ وَمَا شَاءَ اللّٰهُ قَالَ اَرْجِعُ اِلٰی مَکَانِیَ الَّذِیْ کُنْتُ فِیْهِ فَاَنَامُ حَتّٰی اَمُوْتَ فَوَضَعَ رَاْسَهٗ عَلٰی سَاعِدِهٖ لِیَمُوْتَ فَاسْتَیْقَظَ فَاِذَا رَاحِلَتُهٗ عِنْدَهٗ عَلَیْهَا زَادُهٗ وَشَرَابُهٗ، فَاللّٰهُ اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ مِنْ هٰذَا بِرَاحِلَتِهٖ وَزَادِهٖ رَوٰی مُسْلِمٌ الْمَرْفُوْعَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ فَحَسْبُ وَرَوَی الْبُخَارِیُّ الْمَوْقُوْفَ علی ابن مسعود ایضاً.

حل لغات: حدیثین: تثنیہ ہے حدیث کی، نفس: ذات جمع نفوس، ذنوب: جمع ہے ذنب کی بمعنی گناہ، تحت: نیچے جمع تحوت، جبل: پہاڑ جمع جبال، یقع: وقع (ف) وقوعا واقع ہونا، الفاجر: گناہ گار، ذنوب: جمع ہے ذنب کی بمعنی گناہ، الذباب: مکھی جمع اذبۃ، انف: ناک جمع اناف، دیۃ: ایسی زمین کو کہتے ہیں جس میں کچھ نہ ہو (یعنی چٹیل میدان ہو) نام (س) نوما سونا، الحر: گرمی جمع حرور، حر (ن) حرا وحرارۃ گرم ہونا، العطش: پیاس عطش (س) عطشا پیاسا ہونا، ساعد: جمع سواعد بازو.

ترجمہ: حضرت حارث بن سوید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے دو حدیثیں بیان کیں، ایک جناب نبی کریم ﷺ سے اور دوسری اپنی طرف سے، انہوں فرمایا کہ مومن اپنے گناہوں کو ایسے دیکھتا ہے، جیسا کہ وہ پہاڑ

کے نیچے بیٹھا ہے اور ڈرتا رہتا ہے کہ وہ اس پر گر نہ پڑے، اور کافر اپنے گناہوں کو ایسے دیکھتا ہے جیسا کہ اس کی ناک پر مکھی بیٹھی ہو اور وہ اس کو ہاتھ ہلا کر اڑا دیتا ہے، پھر انہوں نے کہا کہ میں نے جناب نبی کریم ﷺ کو کہتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کی توبہ سے اس شخص سے زیادہ خوش ہوتا ہے جو کسی بے آب و گیاہ زمین پر اترے اور اس کے ساتھ اس کی سواری ہو جس پر اس کے کھانے پینے کا سامان ہو اور وہ اپنا سر رکھ کر سو جائے، پھر وہ جاگنے کے بعد دیکھے کہ اس کی سواری غائب ہے؛ چنانچہ وہ اسکو تلاش کرے، یہاں تک کہ اس پر بھوک اور پیاس کی زیادتی ہو جائے اور دوسری پریشانیاں اس کو گھیر لیں، وہ کہے کہ میں اس جگہ لوٹ جاؤں گا جہاں میں تھا؛ تاکہ میں سو جاؤں یہاں تک کہ میری موت ہو جائے؛ چنانچہ وہ اپنا سر اپنے بازو پر رکھ کر سو جائے تاکہ اس کی موت ہو جائے، اسی دوران اس کی آنکھ کھلی تو اچانک دیکھتا ہے کہ اس کی سواری اس کے پاس موجود ہے جس پر اس کے کھانے پینے کے سامان ہیں، تو اللہ تعالیٰ مومن بندے کی توبہ سے، اس شخص سے زیادہ خوش ہوتا ہے جو اپنی زادِ راہ اور سواری سے خوش ہوا۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ توبہ سے اللہ تعالیٰ بہت زیادہ خوش ہوتا ہے، اس کو مثال کے ذریعے سے اس حدیث شریف میں سمجھایا ہے؛ اس لیے مسلمانوں کو چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ توبہ کریں تاکہ اللہ تعالیٰ کی رضا نصیب ہو۔

کلمات حدیث کی تشریح **ان المؤمن يرى ذنوبه الخ** : مراد یہ ہے کہ مومن بندہ جس کے دل میں خدا کا خوف ہے وہ گناہ کو بہت بڑا اور بھاری سمجھتا ہے، **كانه قاعد تحت جبل يخاف ان يقع عليه**: یعنی مومن بندہ گناہ کو بڑا اور بھاری سمجھنے کی وجہ سے اتنا ڈرتا ہے جیسا کہ کسی کے اوپر کوئی بہت بھاری چیز لٹک رہی ہو جس کے گرنے کا ہر وقت امکان ہے اور اس بات کا یقین ہے کہ اس چیز کے گرتے ہی اس کا پورا وجود نیست و نابود ہو جائے گا، **وان الفاجر يرى ذنوبه الخ** : مراد یہ ہے کہ گناہ گار آدمی اپنے گناہ کو ایک معمولی چیز سمجھتا ہے اور اس سے ایک جھٹکے میں ایسے بری ہو جاتا ہے کہ اس گناہ سے اس کا کوئی واسطہ ہی نہیں تھا، **ثم قال الخ** : اس سے پہلے جو حدیث بیان کی گئی وہ تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی اپنی بات تھی، اب یہاں سے وہ حدیث مرفوع بیان کر رہے ہیں، **الله افرح بتوبة عبده المومن الخ** : یعنی اللہ تعالیٰ توبہ سے بہت ہی زیادہ خوش ہوتا ہے جسے الفاظ میں بیان تو نہیں کیا جا سکتا ہے، اسی خوشی کو جناب نبی کریم ﷺ نے ایک مثال کے ذریعہ سے سمجھایا ہے، **رجل نزل في الارض دوية مهلكة الخ** کہ ایک آدمی چلتے چلتے ایسی جگہ پہنچ جائے جہاں نہ پانی ہو اور نہ سایہ کے لیے کوئی درخت، **فوضع رأسه فنام نومة** : وہ پہنچنے کو تو پہنچ گیا؛ لیکن تھکا ماندہ تھا، اسی جگہ سو گیا، **فاستيقظ وقد ذهبت راحلته**: سونے کے بعد جب اس کی آنکھ کھلی تو دیکھتا ہے کہ کھانے پینے کے سامان کے ساتھ اسی کی سواری غائب ہے، **فطلبها حتى اذا اشتد عليه الحر والعطش الخ**: یعنی ان نے تلاش کرنا شروع کیا، چٹیل میدان نہ پانی نہ سایہ اوپر سے سفر کی تھکان، مزید برآں یہ کہ دھوپ کی حدت، پیاس کی شدت اور دوسری پریشانیوں نے اس کو دبوچ لیا، **قال ارجع الى مكاني الذي كنت فيه** : ہر طرح سے ناامید ہو کر ارادہ کیا کہ اسی جگہ جا کر سو جاؤں جہاں میں پہلے سویا تھا تاکہ اس جگہ سے انسیت کی وجہ سے شاید میری سواری واپس آجائے یا نہیں تو اس وقت تک سوتے رہنا ہے جب تک کہ میری موت نہ ہو جائے، **فوضع رأسه على ساعده ليموت** : چنانچہ وہ موت کے انتظار میں وہاں سو جاتا ہے، **فاستيقظ فاذا راحلته عنده الخ**: یعنی وہ تو ہر طرح سے مایوس ہو کر موت کے انتظار میں سویا تھا؛ لیکن اسی دوران اس کی آنکھ کھلی تو وہ دیکھتا ہے کہ اس کی سواری (مع زادِ راہ کے اس کے پاس ہی موجود ہے، اس آدمی کو اس وقت کتنی خوشی ہو سکتی ہے، اس کا صحیح اندازہ تو وہی لوگ کر سکتے ہیں جو اس طرح کے حالات سے دوچار ہوئے ہوں، مطلب یہ ہے کہ وہ شخص بے انتہا خوش ہو کر خوشی سے جھوم اٹھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو مسلمان کی توبہ سے اس سے بھی زیادہ خوشی اور مسرت ہوتی ہے۔

﴿توبہ کرنے والے اللہ کے پسندیدہ بندے ہیں﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۵۵﴾ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ الْمُفْتَنَ التَّوَّابَ .

حل لغات: اجعلني : جعل (ف) جعلا کرنا۔

ترجمہ: حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ توبہ پر فریفتہ مؤمن بندے کو بہت زیادہ پسند کرتا ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جو مومن بندے کثرت سے توبہ کرتے ہیں ایسے بندے اللہ کو بہت پسند ہیں۔

کلمات حدیث کی تشریح يحب العبد :عبد سے مراد وہ بندے ہیں جو کامل طریقے پر عبادت کرنے والے ہوں ، المفتن التواب: یعنی جو توبہ پر اس قدر فریفتہ ہوں کہ بات بات پر توبہ کرتے ہوں، ایسے بندے اللہ کو بہت پسند ہیں۔

﴿لا تقنطوا من رحمة الله کی فضیلت﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۵۶﴾ وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَا أُحِبُّ اَنَّ لِي الدُّنْيَا بِهٰذِهِ الْآيَةِ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا الْآيَةَ، فَقَالَ رَجُلٌ: فَمَنْ اَشْرَكَ؟ فَسَكَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: اَلَا وَمَنْ اَشْرَكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

حل لغات: الدنيا جمع دنی دنیا، اسرفوا: سرف (س) سرفا ، اسرف (افعال) خطا کرنا، تقنطو : قنط (س) قنطا مایوس ہونا، انفس :جمع ہے نفس کی بمعنی ذات۔

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب نبی کریم ﷺ کہتے ہوئے سنا کہ مجھے "عبادی الذین اسرفوعلی انفسھم لا تقنطوا الایۃ" کے مقابلے میں پوری دنیا پسند نہیں ہے، تو ایک آدمی نے کہا کہ جس شخص نے شریک کیا؟ جناب نبی کریم ﷺ نے کچھ دیر خاموشی اختیار کرنے کے بعد فرمایا کہ وہ بھی اس آیت کا مستحق ہے، اس بات کو نبی کریم ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اس آیت کریمہ میں گناہوں کی بخشش کی بشارت دی گئی ہے، اور جب گناہوں کی بخشش ہو جائے گی تو جنت کا حصول آسان ہو جائے گا جو دنیا و مافیہا سے بدر جہا بہتر ہے: اسی لیے جناب نبی کریم ﷺ کو یہ آیت کریمہ دنیا و مافیہا سے زیادہ پسندیدہ تھی۔

کلمات حدیث کی تشریح يقول ما احب ان لي الدنيا بهذه الآية: اس حدیث شریف میں " الدنیا " سے مراد دنیا اور دنیا کی تمام چیزیں ہیں، ای جميع ما فيها بأن التصدق بخيراتها او التلذذ بلذاتها " (مرقات ۵/ ۱۴۹) فقال رجل فمن اشرك فسكت النبي صلى الله عليه وسلم الخ :یعنی حضرات صحابہ کرام میں سے ایک صحابی نے جب دیکھا کہ رحمت کا عام دروازہ کھلا ہوا ہے تو انہوں نے موقع کی مناسبت سے جناب نبی کریم ﷺ سے پوچھ لیا کہ کیا رحمت کے دروازے سے مشرکین کو بھی فائدہ ہو سکتا ہے؟ جیسے ہی یہ سوال سامنے آیا جناب نبی کریم ﷺ وحی کے انتظار میں تھوڑی دیر خاموش رہے، پھر فرمایا کہ ہاں وہ لوگ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہوں ان کو بھی فائدہ ہوگا؛ یعنی یہ کہ وہ مسلمان ہو جائیں تو ان کے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے۔

﴿شرک کی قباحت﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۵۷﴾ وَعَنْ اَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيَغْفِرُ لِعَبْدِهِ مَالَمْ يَقَعِ الْحِجَابُ، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا الْحِجَابُ؟ قَالَ: اَنْ تَمُوْتَ النَّفْسُ وَهِيَ مُشْرِكَةٌ.

رَوَى الْاَحَادِيْثَ الثَّلَاثَةَ اَحْمَدُ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ الْاٰخِرَ فِي كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ .

حل لغات: عبد : بندہ جمع عباد ، یقع : وقع (ف) وقوعاً گرنا، حجاب: پردہ جمع حجب.

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مغفرت کرتا رہتا ہے جب تک حجاب واقع نہ ہو جائے، تو صحابۂ کرام نے عرض کیا، یارسول اللہ! حجاب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ شرک کی حالت میں اس کی موت ہو۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کو شرک سے پرہیز کرنا چاہیے؛ تا کہ اس کی مغفرت کا دروازہ کھلا رہے۔

کلمات حدیث کی تشریح لیغفر لعبدہ: یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے گناہوں کو معاف کرتا رہتا ہے، مالم یقع الحجاب: اور یہ مغفرت بخشش کا سلسلہ اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک کہ وہ شرک جیسی گھناؤنی حرکت نہ کر بیٹھے۔

﴿شرک کے علاوہ گناہوں کا حکم﴾

﴿حدیث نمبر۲۲۵۸﴾ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ لَقِيَ اللّٰهَ لَا يَعْدِلُ بِهٖ شَيْئًا فِي الدُّنْيَا، ثُمَّ كَانَ عَلَيْهِ مِثْلُ جِبَالٍ ذُنُوْبٌ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ .

حل لغات: عدل : عدل (ض) عدلا برابر ہونا، جبل جمع ہے جبال کی بمعنی پہاڑ۔

ترجمہ: ان سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملے کہ دنیا میں کسی کو اس کے برابر نہیں مانتا تھا، تو اگر اس پر پہاڑ کے مانند بھی گناہ ہوں گے پھر بھی اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کردے گا۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں شرک کے علاوہ تمام گناہوں کی مغفرت ہو جاتی ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح وعنہ : یعنی یہ روایت حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، من لقی اللہ: اللہ سے ملاقات سے مراد موت واقع ہونا ہے، لا یعدل به شیئا فی الدنیا : یعنی اس نے اپنی حیات میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا، ثم کان علیه مثل جبال الخ : یعنی آدمی مسلمان ہے اسی حالت میں اس کی موت ہو جاتی ہے تو آخرت میں اس کی مغفرت کی قوی امید ہے۔

﴿توبہ کرنے والے کی مدح سرائی﴾

﴿حدیث نمبر۲۲۵۹﴾ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَقَالَ تَفَرَّدَ بِهِ النَّهْرَانِيُّ وَهُوَ مَجْهُوْلٌ وَفِي شَرْحِ السُّنَّةِ رُوِيَ عَنْهُ مَوْقُوْفًا قَالَ النَّدَمُ تَوْبَةٌ وَالتَّائِبُ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ .

حل لغات: التائب : تاب (ن) توبۃ توبہ کرنا، الذنب : گناہ جمع ذنوب .

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جس نے گناہ نہیں کیا ہے۔

خلاصۂ حدیث آدمی جب توبہ کرتا ہے تو اسکے گناہ ختم ہو کر وہ ایسا پاک صاف ہو جاتا ہے جیسا کہ اس نے گناہ کیا ہی نہیں ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح التائب من الذنب : توبہ سے مراد توبۂ صحیح ہے، کمن لا ذنب له : یعنی اس کے گناہ حسنات سے بدل جاتے ہیں "ان ذنوب التائب تبدل حسنات" (مرقات ۱۵۰/۵)

باب

الفصل الاول

﴿اللہ کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے﴾

﴿حدیث نمبر۲۲۶۰﴾ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَمَّا قَضَى اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ كِتَابًا فَهُوَ عِنْدَهٗ فَوْقَ عَرْشِهٖ اِنَّ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ وَفِیْ رِوَايَةٍ غَلَبَتْ غَضَبِیْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حل لغات: قضی : قضی (ض) قضاء مضبوطی سے بنانا، فوق : فاق (ن) فوقا بلند ہونا، سبقت : سبق (ن ض) سبقا غالب ہونا، غضب (س) غضبا غضب ناک ہونا۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا کیا تو ایک کتاب لکھی جو اس کے پاس عرش کے اوپر ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر بھاری ہے، اور ایک روایت میں غلبت غضبی ہے۔

خلاصہ حدیث خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کی ذات میں رحمت اور غضب دونوں صفتیں ہیں؛ لیکن رحمت غضب پر غالب ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح لما قضی اللہ الخلق: یعنی اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق پیدا کی اور مخلوقات سب وجود میں آگئیں، کتب کتابا: یعنی لوح محفوظ میں پایا تو فرشتے کو لکھنے کے لیے کہا یا قلم کو لکھنے کے لیے کہا، اور اس نے لوح محفوظ میں لکھ دیا، عندہ فوق عرشہ: عرش کے اوپر ہونے کی وجہ سے اس کتاب کی قدر و منزلت جھلکتی ہے، ان رحمتی سبقت غضبی: مراد یہ ہے کہ رحمت غضب پر غالب ہے اور اس کی تاکید آنے والے جملے سے ہوتی ہے۔

﴿رحمت خداوندی کی وسعت﴾

﴿حدیث نمبر۲۲۶۱﴾ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ لِلّٰهِ مِائَةَ رَحْمَةٍ اَنْزَلَ مِنْهَا رَحْمَةً وَاحِدَةً بَيْنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالْبَهَائِمِ وَالْهَوَامِّ فَبِهَا يَتَعَاطَفُوْنَ وَبِهَا يَتَرَاحَمُوْنَ وَبِهَا تَعْطِفُ الْوَحْشُ عَلٰى وَلَدِهَا وَاَخَّرَ اللّٰهُ تِسْعًا وَتِسْعِيْنَ رَحْمَةً يَرْحَمُ بِهَا عِبَادَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَفِیْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ سَلْمَانَ نَحْوُهٗ وَفِیْ آخِرِهٖ قَالَ: وَاِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ اَكْمَلَهَا بِهٰذِهِ الرَّحْمَةِ.

حل لغات: یتعاطفون: تعاطف (مفاعلت) آپس میں مہربانی کرنا، الھوام: جمع ھامۃ کی بمعنی زمین پر رینگنے والے جانور، الوحش: جنگلی جانور جمع وحوش۔

ترجمہ: ان سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کیلئے سو رحمت ہیں، انمیں سے ایک رحمت جنات، انسان، چوپائے اور رینگنے والے جانوروں کے درمیان اتاری ہے؛ جسکی وجہ سے یہ سب آپس میں نرمی اور مہربانی کرتے ہیں، نیز اسی وجہ سے جنگلی جانور اپنے بچے پر رحم کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ننانوے رحمت رکھی ہیں جن کے ذریعے سے قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحم فرمائیگا۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح سے اللہ کی ذات بے نظیر ہے، ویسے ہی بے انتہا رحمت کی متحمل بھی ہے

کلمات حدیث کی تشریح وعنہ: یعنی یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ان للہ مائۃ رحمۃ: یعنی ذات باری میں رحمت کے سو درجے ہیں، انزل منھا رحمۃ واحدۃ: ان میں سے ایک روئے زمین میں نازل کیا ہے، بین الجن والانس والبھائم الخ : یعنی اس ایک حصے کو نازل کرکے تمام حیوانات کے مابین تقسیم کر دیا ہے، فبھا یتعاطفون: یعنی اسی رحمت کا ذریعہ ہے حیوانات آپس میں رحم و کرم کا معاملہ کرتے ہیں، وبھا تعطف الوحش علی ولدھا: یہ

تخصیص بعد التعمیم ہے کہ اسی رحمت کا ذریعہ ہے کہ جنگلی جانور جن کا کام ہی دوسرے جانوروں کو پھاڑ کھانا ہے وہ بھی اپنے چھوٹے بچے پر رحم کرتے ہیں، واخر اللہ تسعاو تسعین رحمۃ الخ: یعنی اللہ تعالی نے اپنی سو رحمت میں سے ایک رحمت دنیا میں نازل کی ہے اور اپنے پاس ننانوے رحمت رکھ لی ہیں جن کا ظہور قیامت کے دن ہوگا۔

﴿بندے کو کیسے رہنا چاہیے﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۶۲﴾ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْعُقُوْبَةِ مَا طَمِعَ بِجَنَّتِهٖ اَحَدٌ وَلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الرَّحْمَةِ مَا قَنِطَ مِنْ جَنَّتِهٖ اَحَدٌ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حل لغات: العقوبۃ: سزا جمع عقوبات، جنۃ: باغ جمع جنات۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر مومن جان لے اس سزا کو جو اللہ کے پاس ہے تو کوئی اس جنت کی خواہش نہیں کرے گا، اور اگر کافر جان لے اس رحم و کرم کو جو اللہ کے پاس ہے تو اس کی جنت سے کوئی ناامید نہیں ہوگا۔

﴿جنت دوزخ ہر شخص کے قریب ہے﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۶۳﴾ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْجَنَّةُ أَقْرَبُ إِلٰى أَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ وَالنَّارُ مِثْلُ ذٰلِكَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جنت تم میں سے ہر ایک کے بہت قریب ہے: یعنی جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے، اور جہنم بھی ایسے ہی ہے۔

خلاصہ حدیث جنت و دوزخ انسان کے بہت قریب ہیں، جیسے اعمال ہوں گے ویسا ہی معاملہ کیا جائے گا۔

کلمات حدیث کی تشریح الجنۃ اقرب الی احدکم الخ: یعنی جنت انسان کے بہت ہی زیادہ قریب ہے؛ اگر اس کے اعمال اچھے رہے تو بڑی آسانی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جائے گا ورنہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

من شراک نعلہ: یعنی جس طریقے سے جوتے کا تسمہ جوتے کے بالکل قریب اور ملا ہوا ہوتا ہے ایسے ہی جنت انسان کے قریب ہی ہے، بس اس کی قدر کی ضرورت ہے، والنار مثل ذالک: یعنی جس طریقے سے جنت انسان کے قریب ہے ویسے ہی دوزخ بھی بہت قریب ہے، اس سے بچنے کی تدبیریں نہ کی گئیں تو وہیں ڈال دیا جائے گا۔

﴿اللہ تعالی کی نوازش﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۶۴﴾ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَجُلٌ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ لِاَهْلِهٖ. وَفِي رِوَايَةٍ اَسْرَفَ رَجُلٌ عَلٰى نَفْسِهٖ فَلَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ اَوْصٰى بَنِيْهِ اِذَا مَاتَ فَحَرِّقُوْهُ ثُمَّ اُذْرُوْا نِصْفَهٗ فِي الْبَرِّ وَنِصْفَهٗ فِي الْبَحْرِ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ قَدَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ لَيُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا لَا يُعَذِّبُهٗ اَحَدًا مِنَ الْعَالَمِيْنَ فَلَمَّا مَاتَ فَعَلُوْا مَا اَمَرَهُمْ فَاَمَرَ اللّٰهُ الْبَحْرَ فَجَمَعَ مَا فِيْهِ وَ اَمَرَ الْبَرَّ فَجَمَعَ مَا فِيْهِ ثُمَّ قَالَ لَهٗ لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا، قَالَ: مِنْ خَشْيَتِكَ يَا رَبِّ! وَاَنْتَ اَعْلَمُ فَغَفَرَ لَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حل لغات: رجل آدمی جمع رجال، اسرف: اسرف (افعال) حد سے تجاوز کرنا، اذرو: ذرا (ن) ذروا ہوا میں اڑانا، البحر دریا جمع بحار، البر خشک زمین جمع برو۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایک ایسے آدمی نے جس نے کبھی کوئی نیک عمل نہیں کیا

تھا اپنے گھر والوں سے کہا، اور ایک روایت میں ہے کہ جس نے اپنے نفس پر زیادتی کی تھی، موت جب اسکے قریب ہوئی تو اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ جب میں مرجاؤں تو مجھے جلا دینا اور آدھی راکھ خشکی میں اڑا دینا اور آدھی دریا میں بہا دینا؛ اسلئے کہ خدا کی قسم اگر اللہ تعالیٰ مجھ پر قادر ہو گیا تو مجھے ایسی سزا دیگا کہ دنیا میں کسی کو نہ دی ہوگی، جب اسکی موت ہوگئی تو ان لڑکوں نے ایسا ہی کیا جیسا کہ حکم دیا تھا، تو اللہ نے دریا کو حکم دیا اس نے اس راکھ کو جمع کر دیا جو اس میں تھی اور خشکی کو حکم دیا؛ چنانچہ اس نے وہ راکھ جمع کر دی جو اس میں تھی، پھر اللہ تعالیٰ نے اس سے کہا: تو نے ایسا کیوں کیا تھا؟ اس نے کہا: اے **پروردگار** تیرے ڈر سے اور تو اس کو جانتا ہے؛ چنانچہ اس کو بخش دیا۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ خشیت الٰہی بہت بڑی چیز ہے؛ اس لیے اس کی اہمیت مدنظر ہونی چاہیے۔

کلمات حدیث کی تشریح قال رجل: رجل سے مراد رجل مسلم ہے، لم یعمل خیرا قط: یعنی اس شخص نے قبول اسلام کے بعد کوئی نیک عمل نہیں کیا تھا، اس کو اس بات کا احساس تھا جس کی وجہ سے اس نے اپنے اہل خانہ کو وصیت کی، اذا مات فحرقوہ الخ: کہ جب میری موت ہو جائے تو میری لاش جلا کر آدھی راکھ تو ہوا میں اڑا دینا اور آدھی راکھ دریا میں بہا دینا، فو اللہ لئن قدر اللہ علیہ الخ: اس لیے کہ اگر اللہ نے مجھ پر قابو پالیا تو بڑی سخت سزا دیں گے اور ایسی سزا دیں گے کہ دنیا میں کسی کو ایسی سزا نہ دیں گے، فلما مات فعلوا ما امرھم: چنانچہ اس شخص کی لاش کو جلا کر آدھی راکھ ہوا میں اڑا دی اور آدھی راکھ کو دریا میں بہا دی، فامر اللہ البحر فجمع ما فیہ الخ: چنانچہ اللہ تعالیٰ نے خشکی اور دریا کو حکم دیا، ان دونوں نے اس شخص کے تمام اجزا کو جمع کر دیا، ثم قال لہ لم فعلت ھذا: جب اس شخص کے تمام اجزا جمع ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا کہ تم نے اپنی اولاد کو ایسا کرنے کے لیے کیوں کہا تھا، قال من خشیتك یا رب الخ: اس شخص نے کہا: یا اللہ! یہ سب کچھ میں نے تیرے ڈر سے کیا تھا جسے تو خوب جانتا ہے، فغفر لہ: چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس خشیت کی بنیاد پر بخش دیا۔

﴿رحمت الٰہی کی وسعت﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۶۵﴾ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْيٌ فَإِذَا امْرَأَةٌ مِنَ السَّبْيِ قَدْ تَحَلَّبَ ثَدْيُهَا تَسْعٰى إِذَا وَجَدَتْ صَبِيًّا فِي السَّبْيِ أَخَذَتْهُ فَأَلْصَقَتْهُ بِبَطْنِهَا وَأَرْضَعَتْهُ فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَتَرَوْنَ هٰذِهِ طَارِحَةً وَلَدَهَا فِي النَّارِ، فَقُلْنَا: لَا وَهِيَ تَقْدِرُ عَلٰى أَنْ لَا تَطْرَحَهُ، فَقَالَ اللّٰهُ: أَرْحَمُ بِعِبَادِهٖ مِنْ هٰذِهِ بِوَلَدِهَا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حل لغات: سبی: قیدی جمع سبایا، تحلب: حلب (ن، ض) حلبا دوہنا، حلب (تفعیل) بہنا، ثدی: پستان جمع ثدی، صبیا: بچہ جمع صبیان، الصقت: لصق (س) لصقا چپکنا، الصاق (افعال) چپکانا، ارضعت: رضع، (س ض ف) رضعاً ماں کا دودھ پینا، طرحا (ف) پھینک دینا۔

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے جن میں ایک عورت بھی تھی، جس کی چھاتی بہ رہی تھی جس کی وجہ سے وہ ادھر ادھر دوڑتی جب اس کا بچہ قیدیوں میں مل جاتا اس بچے کو پکڑ کر اپنے پیٹ سے لگا لیتی اور دودھ پلانا شروع کر دیتی، تو جناب نبی کریم ﷺ نے ہم لوگوں سے فرمایا: کیا تم لوگوں کا یہ خیال ہے کہ یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈالے گی؟ تو ہم نے کہا کہ نہیں، بشرطیکہ یہ آگ میں نہ ڈالنے پر قادر ہو، تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس عورت سے بھی زیادہ رحم والا ہے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع اور تمام چیزوں پر مشتمل ہے: اس لیے اللہ تعالیٰ سے قوی امید لگائے رکھنا چاہیے کہ وہ ذات ایمان والوں کو جنت ہی میں داخل کرے گی۔

کلمات حدیث کی تشریح فاذا امراۃ من السبی قد تحلب ثدیھا : یعنی ایک موقع پر جناب نبی کریم ﷺ کے پاس ایسے قیدی آئے جن میں عورتیں اور بچے بھی تھے، ان قیدیوں میں ایک ایسی عورت تھی جس کا بچہ چھوٹا تھا، کافی دیر سے دودھ نہ پلانے کیوجہ سے پستان سے دودھ بہ رہا تھا، وہ کافی پریشان تھی؛ لیکن بچہ ابھی پاس میں تھا نہیں، تسعی اذا وجدت صبیا الخ : وہ اپنے بچے کی تلاش میں ادھرادھر جاتی جب بچہ مل جاتا تو اس بچے کو اٹھا کر دودھ پلانا شروع کر دیتی، فقال لنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ عورت کے اس منظر کو جناب نبی کریم ﷺ کیساتھ حضرات صحابۂ کرام بھی دیکھ رہے تھے، اسی منظر کے پیش نظر جناب نبی کریم ﷺ نے حضرات صحابۂ کرام سے پوچھا کہ بچے پر عورت کی اس فائیت سے تم لوگ کیا اندازہ لگاتے ہو کہ یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈال دیگی، قلنا لا وھی تقدر علی ان لا تطرحہ: حضرات صحابۂ کرام نے جواب دیا کہ یارسول اللہ! یہ عورت اس بچے کو آگ میں کیا ڈالیگی؛ بلکہ بچانے کی ہر ممکن کوشش کریگی، ہاں ایک صورت ہے کہ کوئی اس عورت کو بچہ آگ میں ڈالنے پر مجبور کردے تو مجبوراً ڈال سکتی ہے، فقال اللہ ارحم بعبادہ الخ :تو جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی اپنے بندوں کے سلسلے میں اس عورت سے بھی زیادہ رحیم ہے؛ اس لیے کہ یہ عورت تو مجبور ہوکر کسی نہ کسی درجے میں اپنے بچے کو آگ میں ڈالنے کے لیے مجبور ہوجائے گی؛ لیکن ذات باری کو کوئی مجبور بھی نہیں کرسکتا؛ چوں کہ ذات باری قادر مطلق ہے، اس پر کسی کا بس نہیں چلتا۔

﴿میانہ روی کا فائدہ﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۶۶﴾ وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: لَنْ یُنْجِیَ اَحَدًا مِنْکُمْ عَمَلُهٗ قَالُوا وَلَا اَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ: وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ یَتَغَمَّدَ نِیَ اللّٰہُ مِنْهُ بِرَحْمَتِهٖ فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاغْدُوا وَرُوْحُوْا وَشَیْءٌ مِنَ الدُّلْجَةِ وَالْقَصْدَ الْقَصْدَ تَبْلُغُوْا. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حل لغات: ینجی: نجا (ن) نجاۃ رہائی پانا، یتغمد : غمد (ن ض) غمدا الشی چھپانا، تغمد (تفعل) عیوب چھپانا۔ فسدوا :سددہ راہ راست کی طرف راہ نمائی کرنا، قاربوا : قاربه (**مفاعلت**) میانہ روی اختیار کرنا۔

ترجمه: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یقیناً تم میں سے کسی کو اس کا عمل نجات نہیں دے گا، صحابۂ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ کو بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا: مجھے بھی نہیں الا یہ کہ اللہ تعالی اپنی رحمت میں ڈھانپ لے: اس لیے تم لوگ اعمال کو درست کرو، میانہ روی اختیار کرو اور صبح وشام اور رات کے کچھ حصے میں عبادت کرو، میانہ روی اختیار کرو میانہ روی اختیار کرو منزل کو پالوگے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کو اعمال میں میانہ روی اختیار کرنا چاہیے، اس سے بڑا فائدہ ہوتا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح لن ینجی احدا منکم عملہ الخ: لن تاکید کیلئے ہے؛ یعنی یہ بات یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ کسی شخص کا عمل اسکو نجات نہیں دلاسکتا ہے؛ بلکہ نجات کیلئے اللہ کا فضل اور اسکی رحمت ضروری ہے، قالو او لاانت یا رسول اللہ الخ: حضرات صحابۂ کرام نے یہ بات سنی تو انہوں نے جناب نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! اس جملے سے یہ جھلکتا ہے کہ آپکا عمل بھی اس قابل نہیں ہے کہ جسکی بنیاد پر آپکو نجات مل جائے، قال ولا انا الا ان یتغمدنی اللہ الخ یعنی جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے اعمال بھی اس قابل نہیں ہیں کہ جسکی بنیاد پر مجھے نجات مل جائے، ہاں اعمال سے نجات ملنے کی ایک صورت ہے کہ اللہ تعالی فضل کرے تو نجات مل جائیگی، فسددوا او قاربوا الخ: اسلئے تم لوگوں کو اعمال درست کرنے کے ساتھ ساتھ میانہ روی ملحوظ رہے اور صبح وشام جیسے اعمال کا موقع ملے کرتے رہنا چاہیے؛ تا کہ اللہ کی رحمت کے متوجہ ہونے میں معین ومددگار ثابت ہو۔

﴿عمل کی حقیقت﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۶۷﴾ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يُدْخِلُ اَحَداً مِنْكُمْ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ وَلَا يُجِيْرُهُ مِنَ النَّارِ وَلَا اَنَا اِلَّا بِرَحْمَةِ اللّٰهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: الجنة: باغ جمع جنات، یجیر: اجار (افعال) بچانا۔

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کو اس کا عمل جنت میں داخل نہیں کرے گا اور نہ ہی اس کو دوزخ سے بچائے گا اور نہ ہی مجھے؛ مگر اللہ کی رحمت سے۔

خلاصہ حدیث خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کو اپنے اعمال کی بنیاد پر اترانا نہیں چاہیے؛ بل کہ اللہ کے فضل پر بھروسہ رکھے۔

کلمات حدیث کی تشریح لا یدخل احدا منکم عمله الجنة الخ: یعنی آدمی کا عمل اس قابل نہیں ہے کہ وہ نجات دلادے. الا برحمة الله : مراد یہ ہے کہ اعمال کے ساتھ اللہ کی رحمت شامل ہو تو نجات آسان ہو جائے گی۔

﴿نو مسلم پر خدا کی رحمت﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۶۸﴾ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِذَا اَسْلَمَ الْعَبْدُ فَحَسُنَ اِسْلَامُهُ يُكَفِّرُ اللّٰهُ عَنْهُ كُلَّ سَيِّئَةٍ كَانَ زَلَفَهَا وَكَانَ بَعْدُ الْقِصَاصُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ اِلٰى اَضْعَافٍ كَثِيْرَةٍ وَالسَّيِّئَةُ بِمِثْلِهَا اِلَّا اَنْ يَتَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حل لغات: العبد : بندہ جمع عباد . زلفها : زلف (تفعیل) آگے کرنا۔ القصاص: بدلہ مراد اعمال ہیں۔

ترجمہ: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب کوئی انسان اسلام قبول کرتا ہے اور اس کا اسلام اچھا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے پہلے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے اور اس کے بعد اس کو نیک عمل کا بدلہ دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک ملتا ہے؛ بل کہ اس سے بھی زیادہ اور گناہ کا بدلہ اسی کے برابر، اور اللہ تعالیٰ تو بعض دفعہ اس سے درگزر کرتا ہے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بے انتہا رحیم و کریم ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح اذا اسلم العبد الخ: مراد یہ ہے کہ جب کوئی بندہ اخلاص کے ساتھ اسلام قبول کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ و کان بعد القصاص الحسنة الخ: مراد یہ ہے کہ جب کوئی مسلمان بندہ نیک عمل کرتا ہے تو اس کا بدلہ اس بندہ کو دس گنا سے سات سو گنا تک ملتا ہے؛ بلکہ اس سے بھی زیادہ. والسیئة بمثلها الخ: مراد یہ ہے کہ کوئی مسلمان بشری تقاضے کی بنیاد پر کوئی گناہ کر لیتا ہے تو اس کو اسی کے برابر عذاب ملنے کا امکان ہے؛ بلکہ اللہ تعالیٰ بعض دفعہ عذاب بھی نہیں دیتا اور مکمل گناہ ہی معاف کر دیتا ہے۔

﴿نیک ارادے پر اللہ کی رحمت کا مظاہرہ﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۶۹﴾ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً فَاِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهُ عِنْدَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ اِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ اِلٰى اَضْعَافٍ كَثِيْرَةٍ وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً فَاِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهُ سَيِّئَةً وَاحِدَةً. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حل لغات: الحسنات: جمع ہے حسنة کی بمعنی نیکی۔ السیئات: جمع ہے سیئة کی بمعنی برائی۔ هم : هم (ن) هما الشی ارادہ کرنا۔

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نیکی اور برائی دونوں لکھی ہیں، تو جس

شخص نے نیکی کا ارادہ کر کے عمل نہیں کیا اس کے لیے اللہ تعالٰی نے ایک کامل نیکی لکھ دی اور جس شخص نے نیک ارادہ کر کے اس کو کیا اس کے لیے دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک نیکیاں لکھ دیں؛ بلکہ اس سے بھی زیادہ، اور جس شخص نے برائی کا ارادہ کر کے برائی نہیں کی اس کے لئے اللہ تعالٰی نے ایک کامل نیکی لکھ دی، اور جس شخص نے برائی کا ارادہ کر کے اس کو انجام دیا اس کے لیے صرف ایک برائی لکھی۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ اللہ تعالٰی کے بے پایاں رحم وکرم کی ایک جھلک ہے کہ نیکی کے ارادے پر ثواب عنایت کرتا ہے اور ایک نیکی کرنے پر بہت زیادہ ثواب دیتا ہے، اور برائی کرنے پر صرف ایک گناہ لکھا جاتا ہے؛ بلکہ بعض دفعہ اللہ تعالٰی گناہ کو معاف کر دیتا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح ان الله کتب الحسنات و السیئات: یعنی اللہ تعالٰی نے تقدیر کے لحاظ سے ہر شخص کے نیک اور بد تمام اعمال لوح محفوظ میں لکھ دئے ہیں۔ **فمن هم بحسنة فلم يعملها** یعنی تقدیر کے مطابق جس شخص نے بھی نیک عمل کرنے کا ارادہ کیا کہیں وہ کسی مجبوری کی وجہ سے انجام نہ دے سکا تو اس ارادہ پر اللہ تعالٰی اس کو ایک نیکی دیتا ہے، **فان هم بها فعملها كتبها الله له عنده الخ**: یعنی اگر آدمی نے نیک کام کرنے کا ارادہ کیا اور اسکو بحسن وخوبی انجام دیا تو اس صورت میں اللہ تعالٰی اسکو دس گنا سے لیکر سات سو گنا بلکہ اس سے زیادہ گنا نیکیوں سے نوازتا ہے، **ومن هم بسيئة فلم يعملها كتبها الله له الخ**: یعنی کسی شخص نے برائی کا ارادہ تو کیا؛ لیکن اس پر عمل نہیں کیا، اس عمل نہ کرنے کی وجہ سے اللہ تعالٰی اس کو ایک نیکی دیتا ہے، اور اگر کسی نے برائی کا ارادہ کرنے کے ساتھ ساتھ اس پر عمل بھی کر لیا ہے تو ایسی صورت میں اللہ تعالٰی اس کو صرف ایک ہی گناہ کا بوجھ دیتا ہے۔

الفصل الثانی

﴿توبه کرنے والے کی مثال﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۷۰﴾ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ مَثَلَ الَّذِى يَعْمَلُ السَّيِّئَاتِ ثُمَّ يَعْمَلُ الْحَسَنَاتِ كَمَثَلِ رَجُلٍ كَانَتْ عَلَيْهِ دِرْعٌ ضَيِّقَةٌ قَدْ خَنَقَتْهُ ثُمَّ عَمِلَ حَسَنَةً فَانْفَكَّتْ حَلْقَةٌ ثُمَّ عَمِلَ اُخْرىٰ فَانْفَكَّتْ اُخْرىٰ حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَى الْاَرْضِ. رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ.

حل لغات: درع: زرہ جمع ادرع۔ خنقته خنق (ن) خنقا گلا گھونٹنا، بھینچنا۔

ترجمه: حضرت عقبہ ابن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ سے فرمایا کہ اس شخص کی مثال جو برائی کرنے کے بعد نیکی کرتا ہے اس آدمی کی طرح ہے جس پر تنگ زرہ ہو جس نے اس کو بھینچ رکھا ہو، پھر اس نے نیک عمل کیا تو ایک حلقہ کھل گیا، پھر اس نے دوسرا نیک کام کیا تو دوسرا حلقہ کھل گیا یہاں تک کہ وہ زرہ زمین پر گر جاتا ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ فطرت سلیمہ کے متحمل انسان سے جب کوئی برائی کا صدور ہو جاتا ہے تو وہ ایک طرح سے تنگی محسوس کرتا ہے، اور جب نیک کام کرنے لگتا ہے تو اپنے اندر فراخی اور کشادگی محسوس کرتا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح ان مثل الذی یعمل السیئات الخ: یعنی انسان جب برائی کرتا ہے تو اپنے اندر ایک طرح کی تنگی محسوس کرتا ہے اور جب نیکی کرتا ہے تو فراخی محسوس کرتا ہے، اسی کو اس حدیث شریف میں تنگ زرہ سے تشبیہ دی گئی ہے۔

﴿اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے بشارت﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۷۱﴾ وَعَنْ اَبِى الدَّرْدَاءِ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُصُّ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُوْلُ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ، قُلْتُ: وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ الثَّانِيَةَ: وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ

جَنَّتَانِ، فَقُلْتُ الثَّانِيَةَ: وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ الثَّالِثَةَ: وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ، فَقُلْتُ الثَّالِثَةَ: وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ: قَالَ: وَاِنْ رَغِمَ اَنْفُ اَبِي الدَّرْدَاءِ. رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حل لغات: خاف (ف) خوفا ڈرنا، جنتان: تثنیہ ہے جنۃ کی بمعنی باغ، سرق: (ض) سرقا چرانا، رغم: رغم (س) رغما فروتنی کرنا۔

ترجمہ: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے جناب نبی کریم ﷺ کو منبر پر بیان کرتے ہوئے سنا وہ کہہ رہے تھے" جو شخص اپنے رب کے پاس کھڑے ہونے سے ڈرا اس کے لیے دو جنت ہیں"، میں نے کہا: یارسول اللہ! اگر چہ وہ چوری کرے اور زنا کرے، آپ نے دوسری مرتبہ فرمایا:" جو شخص اپنے رب کے پاس کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لیے دو جنت ہیں"، تو میں نے دوسری مرتبہ کہا: اگر چہ وہ چوری کرے اور زنا کرے، آپ نے تیسری مرتبہ فرمایا:" جو شخص اپنے رب کے پاس کھڑے ہونے سے ڈرا اس کے لیے دو جنت ہیں" تو میں نے تیسری مرتبہ کہا: اگر چہ وہ زنا کرے اور چوری کرے یارسول اللہ، آپ نے فرمایا اگر چہ ابوالدرداء کی ناک خاک آلود کیوں نہ ہو۔

خلاصہ حدیث خوف خدا بہت بڑی چیز ہے؛ اس لیے جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہتا ہے آخرت میں اس کی بڑی قدر ہوگی۔

کلمات حدیث کی تشریح یقص علی المنبر: یعنی جناب نبی کریم ﷺ منبر پر بیٹھ کر تقریر فرما رہے تھے، یقول ولمن خاف مقام ربہ جنتان: مراد یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے سامنے حساب کے لیے پیشی سے ڈرتا ہے اسکے لیے یہ بشارت ہے کہ دو جنت ملیں گی، قلت وان زنی وان سرق: یعنی خوف خدا پر دو جنت ملنے کی بشارت پر حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کو تعجب ہوا تو انہوں نے جناب نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ یارسول اللہ اگر چہ وہ برائی بھی کرے، فقال الثانیۃ ولمن خاف مقام ربہ جنتان: مراد یہ ہے کہ جو اللہ سے ڈرتا ہے اور اس سے کبھی کبھی گناہ بھی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں، قیامت کے دن اس کی قدر ہوگی۔

﴿اللہ تعالیٰ ماں سے زیادہ رحم دل ہے﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۷۲﴾ وَعَنْ عَامِرٍ الرَّامِ قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَهٗ يَعْنِي عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ اَقْبَلَ رَجُلٌ عَلَيْهِ كِسَاءٌ وَفِي يَدِهٖ شَيْءٌ قَدِ الْتَفَّ عَلَيْهِ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَرَرْتُ بِغَيْضَةِ شَجَرٍ فَسَمِعْتُ فِيْهَا اَصْوَاتَ فِرَاخِ طَائِرٍ فَاَخَذْتُهُنَّ فَوَضَعْتُهُنَّ فِي كِسَائِي فَجَاءَتْ اُمُّهُنَّ فَاسْتَدَارَتْ عَلٰى رَأْسِي فَكَشَفْتُ لَهَا عَنْهُنَّ فَوَقَعَتْ عَلَيْهِنَّ فَلَفَفْتُهُنَّ بِكِسَائِي فَهُنَّ اُولَاءِ مَعِيَ قَالَ: ضَعْهُنَّ فَوَضَعْتُهُنَّ وَاَبَتْ اُمُّهُنَّ اِلَّا لُزُوْمَهُنَّ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَعْجَبُوْنَ لِرُحْمِ اُمِّ الْاَفْرَاخِ فِرَاخَهَا فَوَ الَّذِيْ بَعَثَنِيْ بِالْحَقِّ لَلّٰهُ اَرْحَمُ بِعِبَادِهٖ مِنْ اُمِّ الْاَفْرَاخِ بِفِرَاخِهَا اِرْجِعْ بِهِنَّ حَتّٰى تَضَعَهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَخَذْتَهُنَّ مَعَهُنَّ فَرَجَعَ بِهِنَّ. رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حل لغات: کساء: کمبل جمع اکسیۃ، غیضۃ: جھاڑی جمع غیاض، شجر: درخت جمع اشجار، اصوات: جمع ہے صوت کی بمعنی آواز، فراخ جمع ہے فرخ کی بمعنی پرندے کا بچہ۔

ترجمہ: حضرت عامر رام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ ایک دن ان کے پاس؛ یعنی جناب نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اچانک کمبل اوڑھے ہوئے ایک آدمی آیا اور اس کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی جس کو لپیٹ رکھا تھا، اس نے کہا: یارسول اللہ! میں ایک جھاڑی کے پاس سے گزرا، جہاں میں نے پرندوں کے بچوں کی آوازیں سنیں تو میں نے ان کو پکڑ کر اپنے کمبل میں رکھ لیا تو ان کی ماں آکر میرے سر پر منڈلانے لگی، میں نے ان بچوں کو کھول دیا وہ ان بچوں پر بیٹھ گئی تو میں نے ان سب کو اپنے کمبل میں لپیٹ لیا، اور یہ

سب میرے ساتھ ہیں، آپ نے فرمایا: ان کو نیچے رکھو، میں نے رکھ دیے، توان بچوں کی ماں اپنے بچوں سے چمٹ گئی، تو جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم لوگ اس پرندے کے اپنے بچوں پر رحم کرنے کی وجہ سے تعجب کرر ہے ہو؟ اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے، اللہ تعالیٰ اس پرندے کا اپنے بچوں پر رحم کرنے سے زیادہ رحم کرنے والا ہے، تم ان کو لے جاؤ اور جہاں سے لائے وہیں لے جا کر رکھ دو؛ چنانچہ وہ ان کو لے گئے۔

کلمات حدیث کی تشریح عامر الرام : الرام الرامی کے معنی میں ہے، یہ بڑے تیرانداز تھے؛ اس لیے ''الرام'' سے مشہور ہوگئے، اذا قبل رجل علیه کساء : یعنی جناب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی کمبل اوڑھے ہوئے آئے، وفی یدہ شیئ قد التف علیه: یعنی اس آنے والے آدمی کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی جسے انہوں نے اپنے کمبل ہی کے ایک کنارے سے لپیٹ رکھا تھا؛ جس کی وجہ سے یہ پتا نہیں چل رہا تھا کہ اس میں کیا ہے، فقال یا رسول اللہ الخ :یعنی اب انہوں نے بتایا کہ یارسول اللہ! میں ابھی ایک جھاڑی سے گزرا جہاں میں نے پرندے کے بچوں کی آواز سنی تو میں نے ان کو پکڑ کر، اپنے کمبل میں رکھ لیا، فجاء ت امهن فاستدارت علی رأسی الخ : یعنی جب میں نے ان بچوں کو پکڑ لیا تو ان کی ماں میرے سر پر منڈلانے لگی، میں نے ان بچوں سے کمبل ہٹایا تو ان بچوں کی ماں آکر ان بچوں پر بیٹھ گئی تو میں نے ان سب کو لپیٹ لیا اور اب یہ آپ کے سامنے ہیں، قال ضعهن فو ضعتهن وابت امهن الا لزو مهن :یعنی اس آدمی نے ان پرندوں پر سے کپڑا ہٹا دیا تو بچوں کی ماں بھاگی نہیں؛ بل کہ بچوں سے چمٹی رہی، جسے حضرات صحابۂ کرام بڑے تعجب سے دیکھ رہے تھے، اتعجبون لرحم ام الافراخ فراخها الخ :یعنی حضرات صحابۂ کرام کے تعجب کو دیکھتے ہوئے جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم لوگ اس پرندے کے رحم کی وجہ سے تعجب کرر ہے ہو، خدا کی قسم اللہ تعالیٰ تو اس پرندے سے بھی زیادہ رحیم ہے۔

الفصل الثالث

﴿اللہ تعالیٰ ارحم الرحمین ہے﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۷۳﴾ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی بَعْضِ غَزَوَاتِہٖ فَمَرَّ بِقَوْمٍ فَقَالَ: مَنِ الْقَوْمُ، قَالُوْا: نَحْنُ الْمُسْلِمُوْنَ وَ اِمْرَأَۃٌ تَحْضِبُ بِقَدْرِھَا وَمَعَھَا اِبْنٌ لَھَا فَاِذَا ارْتَفَعَ وَھْجٌ تَنَحَّتْ بِہٖ، فَاَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ، قَالَ: نَعَمْ! قَالَتْ: بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ اَلَیْسَ اللّٰہُ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ، قَالَ: بَلٰی! قَالَتْ: اَلَیْسَ اللّٰہُ اَرْحَمَ بِعِبَادِہٖ مِنَ الْاُمِّ بِوَلَدِھَا قَالَ: بَلٰی! قَالَتْ: اِنَّ الْاُمَّ لَا تُلْقِیْ وَلَدَھَا فِی النَّارِ، فَاَکَبَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَبْکِیْ، ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَہٗ اِلَیْھَا فَقَالَ: اِنَّ اللّٰہَ لَا یُعَذِّبُ مِنْ عِبَادِہٖ اِلَّا الْمَارِدَ الْمُتَمَرِّدَ الَّذِیْ یَتَمَرَّدُ عَلَی اللّٰہِ وَاَبٰی اَنْ یَّقُوْلَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ. رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ.

حل لغات: غزوات : جمع ہے غزوۃ کی بمعنی وہ لڑائی جس میں نبی کریم ﷺ بنفس نفیس شریک ہوئے ہوں، تحضب حضب (ض) حضبا ایندھن ڈالنا، وھج :آگ کی بھڑک، وھج (ض) وھجا آگ بھڑکنا، یعمر دتمرد (تفعل) نافرمانی کرنا۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک غزوے میں جناب نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے، ایک قوم پر گزر ہوا تو آپ نے فرمایا: کون لوگ ہو؟ توان لوگوں نے کہا: ہم سب مسلمان ہیں، ان میں ایک عورت بھی تھی جو اپنی ہانڈی کے نیچے آگ جلا رہی تھی، جس کے ساتھ ایک بچہ بھی تھا، جب آگ کی لپٹ اٹھتی تو اپنے بچے کو ہٹالیتی اس عورت نے جناب نبی کریم ﷺ سے آکر کہا: آپ اللہ کے رسول ہیں، آپ نے فرمایا: ہاں! اس عورت نے کہا: آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، کیا اللہ تعالیٰ ارحم الرحمین نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں، اس عورت نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ماں سے زیادہ رحم دل نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا: کیوں نہیں، تو اس عورت نے کہا کہ

ماں تو اپنی اولاد کو آگ میں نہیں ڈالتی ہے تو جناب نبی کریم ﷺ نے روتے ہوئے اپنا سر نیچے کرلیا، پھر آپ نے اپنا سر اٹھا کر اس عورت سے کہا کہ اللہ تعالٰی اپنے بندوں کو عذاب نہیں دے گا؛ مگر سرکش کو اور ایسے سرکش کو جو اللہ سے سرکشی کرتے ہیں اور لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کرتے ہیں۔

کلمات حدیث کی تشریح من القوم : یعنی جناب نبی کریم ﷺ جب وہاں پہنچے تو آپ نے ان لوگوں سے پوچھا کہ تم لوگ مسلمان ہوئے ہو یا نہیں، **قالوا نحن المسلمون**: تو ان لوگوں نے جناب نبی کریم ﷺ کو بتایا کہ ہم مسلمان ہیں، **وامرأة تحضب بقدرها ومعها ابن لها** : یہاں ایک واقعہ کی منظر کشی کی گئی ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ جس آبادی میں جا کر پوچھ تاچھ کر رہے تھے وہیں پہ ایک عورت کھانا بھی بنارہی تھی، اس کے ساتھ اس کا بچہ بھی تھا جب آگ کی لپٹ اٹھتی تھی تو وہ عورت اپنے بچے کو الگ کردیتی تھی، **فاتت النبی ﷺ الخ**: اس عورت نے جناب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آکر کہا: کیا آپ اللہ کے رسول ہیں، **قال نعم** : آپ نے فرمایا کہ ہاں میں اللہ کا رسول ہوں، **قالت بابی انت وامی الخ** : یہ بات جان کر کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، اس عورت نے کہا: آپ پر میرے والدین قربان ہوں کیا اللہ تعالٰی ارحم الرحمین نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں اللہ تعالٰی ارحم الرحمین ہے، **قالت الیس اللہ ارحم بعبادہ من الأم بولدھا الخ** : اس عورت نے جناب نبی کریم ﷺ سے فرمایا: کیا اللہ تعالٰی ماں سے بھی زیادہ رحم دل نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں اللہ تعالٰی اپنے بندے پر ماں سے بھی زیادہ رحم دل ہے، **قالت ان الام لا تلقی ولدھا فی النار**: جب ساری باتیں ہوگئیں تو اس عورت نے جناب نبی کریم ﷺ سے فرمایا کہ اللہ تعالٰی جب ارحم الرحمین اور ماں سے بھی زیادہ رحم دل ہے تو اس کا تقاضہ ہے کہ وہ تو اپنے بندوں کے آگ میں نہیں ڈالے گا؛ اس لیے کہ ماں اپنی اولاد کو آگ میں نہیں ڈالتی ہے، **فاکب رسول اللہ ﷺ یبکی الخ**: ان کلمات سے جناب نبی کریم ﷺ پر اس قدر اثر ہوا کہ آپ سر نیچے کر کے رونے لگے، پھر آپ نے فرمایا کہ ہاں اللہ تعالٰی اپنے بندوں کو دوزخ میں نہیں ڈالے گا؛ لیکن وہ بندے جو سرکشی پر اتر آتے ہیں، اللہ کی وحدانیت کا اقرار نہیں کریں گے ان کی خیر نہیں ہے۔

﴿اللہ کی خوشنودی چاہنے والے پر اللہ کی رحمت﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۷۴﴾ وَعَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ الْعَبْدَ لَيَلْتَمِسُ مَرْضَاةَ اللّٰهِ فَلَايَزَالُ بِذَالِكَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِجِبْرِيْلَ: اِنَّ فُلَاناً عَبْدِي يَلْتَمِسُ اَنْ يُرْضِيَنِي اَلا وَاِنَّ رَحْمَتِي عَلَيْهِ فَيَقُوْلُ جِبْرِيْلُ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰى فُلَانٍ وَيَقُوْلُهَا حَمَلَةُ الْعَرْشِ وَيَقُوْلُهَا مَنْ حَوْلَهُمْ حَتّٰى يَقُوْلَهَا اَهْلُ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ ثُمَّ تَهْبِطُ لَهُ اِلَى الْاَرْضِ. رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حل لغات: **العبد** ، بندہ جمع عباد ، **یھبط**: ھبط (ض) ھبطاً اترنا۔

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بندہ اللہ تعالٰی کی رضامندی ڈھونڈتا ہے اور برابر لگا رہتا ہے، تو اللہ تعالٰی جبرئیل سے کہتا ہے کہ میرا فلاں بندہ میری رضامندی چاہتا ہے، تم گواہ رہو میری رحمت اس کے لیے ہے، پھر جبرئیل اعلان کرتا ہے کہ فلاں کے لیے اللہ کی رحمت ہے جسے حاملین عرش، ان کے قرب وجوار والے اور آسمان والے دہراتے ہیں حتی کہ اہل زمین کو اس کی بھنک لگ جاتی ہے۔

خلاصہ حدیث جو شخص اخلاص کے ساتھ اللہ کی رضامندی چاہتا ہے؛ اس کے لیے خصوصی طور پر رحمت کا معاملہ کیا جاتا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح **قال ان العبد لیلتمس مرضاۃ اللہ الخ** : یعنی جو شخص اخلاص اور مداومت کے ساتھ اللہ تعالٰی کی رضامندی چاہتا ہے اس کے لیے خصوصی طور پر رحمت کا معاملہ کیا جاتا ہے، اس طور پر کہ حضرت

جبرئیل علیہ السلام کو گواہ بنایا جاتا ہے اور زمین وآسمان سب میں اعلان کرادیا جاتا ہے۔

﴿ہر کلمہ گو جنتی ہے﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۷۵﴾ وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ قَالَ كُلُّهُمْ فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ ..

حل لغات: مقتصد : قصد (ض) قصدا ارادہ کرنا، اقتصد (افتعال) میانہ روی اختیار کرنا۔

ترجمہ: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول "فمنهم ظالم لنفسه ومنهم مقتصد ومنهم سابق بالخيرات" کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ یہ سب جنتی ہیں۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرنے والے تمام لوگ جنتی ہیں۔

کلمات حدیث کی تشریح ظالم لنفسه: مراد یہ ہے کہ گناہ ہی گناہ کرتا ہے، ومنهم مقتصد: یعنی جو لوگ نیکی اور بدی دونوں طرح کے اعمال کرتے ہیں، ومنهم سابق با لخيرات: مراد یہ ہے کہ جو لوگ نیک کام ہی کرتے ہیں اور برائی نہیں کرتے ہیں، قال كلهم في الجنة: یعنی آپ نے فرمایا کہ مسلمان ہونے کے بعد ایک نہ ایک دن جنت میں جائیں گے ہی۔

باب ما يقول عند الصباح والمساء والمنام

الفصل الاول

﴿صبح و شام پڑھنے کی دعاء﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۷۶﴾ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَمْسٰى قَالَ: اَمْسَيْنَا وَاَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْاَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرِ مَا فِيْهَا وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَمَا شَرِّ مَا فِيْهَا اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَسُوْءِ الْكِبَرِ وَفِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَاِذَا اَصْبَحَ قَالَ ذٰلِكَ اَيْضًا اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ ، وَفِي رِوَايَةٍ رَبِّ اِنِّي اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: الكسل : كسل (س) كسلا کاہل ہونا، الهرم : انتہائی بڑھاپا جمع اهرام ، هرم (س) هرما بہت بوڑھا ہونا، سوء: آفت جمع اسواء، النار: آگ جمع نیران .

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ شام کے وقت کہتے تھے: اَمْسَيْنَا وَاَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْاَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرِ مَا فِيْهَا وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَمَا شَرِّ مَا فِيْهَا اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَسُوْءِ الْكِبَرِ وَفِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ اور جب صبح ہوتی تو یہی دعا پڑھتے مگر امسینا کے بجائے اصبحنا کہتے۔

خلاصہ حدیث حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ صبح و شام میں پڑھنے کی جو دعائیں منقول ہیں ان کو پڑھنا چاہیے۔

کلمات حدیث کی تشریح امسینا وامسی الملك لله: مراد یہ ہے کہ ہم لوگ مالک کے ساتھ شام کے وقت میں داخل ہو گئے، والحمد لله: اس لیے اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنی چاہیے! اس لیے کہ اللہ ہی کے نظام سے ہمیں شام

ملی ہے اب رات کے کاموں کو انجام دینے کا موقع ملا ہے؛ اس لیے اللہ کی تعریف کی جائے گی، اللھم انی اعوذ بك من الکسل: سستی سے پناہ مانگنی چاہیے؛ اس لیے کہ اس کی وجہ سے استطاعت کے باوجود عبادت اور دوسرے کام بھی نہیں ہو پاتے ہیں، والھرم: انتہائی درجے کے بڑھاپے سے اس لیے پناہ مانگنی چاہیے کہ آدمی جب کمزور ہو جاتا ہے تو مقصد زندگی فوت ہو جاتا ہے۔

﴿سونے اور جاگنے کی دعائیں﴾

﴿حدیث نمبر۲۲۷۷﴾ وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ وَضَعَ يَدَهُ تَحْتَ خده ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوْتُ وَأَحْيىٰ وَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِم عَنِ الْبَرَّاءِ.

حل لغات: مضجعه خواب گاہ جمع مضاجع ، خد : رخسار جمع خدود ، استیقظ : یقظ (س) یقظا ، استیقظ (استفعال) بیدار ہونا، النشور ، نشر (ن) نشوراً جمع ہونا۔

ترجمه: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ رات میں سونے لگتے تو اپنے رخسار کے نیچے ہاتھ رکھ کر کہتے "اللھم باسمك اموت واحیی" اور جب جاگتے تو کہتے " الحمد للّٰہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیه النشور".

خلاصہ حدیث خلاصہ یہ ہے کہ سونے اور جاگنے کی جو دعائیں منقول ہیں سوتے اور جاگتے میں ان کا اہتمام ہونا چاہیے۔

کلمات حدیث کی تشریح اذ اخذ مضجعه : مراد یہ ہے کہ جب جناب نبی کریم ﷺ رات کو سونے کا ارادہ کرتے تو ہتھیلی کو اپنے رخسار کے نیچے رکھتے اور مذکورہ بالا دعا پڑھ کر سو جاتے ، واذا استیقظ قال الخ : جب جناب نبی کریم ﷺ بیدار ہوتے تو مذکورہ بالا دعا پڑھتے۔

﴿سوتے وقت کا عمل﴾

﴿حدیث نمبر۲۲۷۸﴾ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ للّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَوىٰ أَحَدُكُمْ إِلىٰ فِرَاشِهٖ فَلْيَنْفُضْ فِرَاشَهُ بِدَاخِلَةِ إِزَارِهٖ فَإِنَّهُ لَايَدْرِيْ مَا خَلَفَهُ عَلَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُ بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ أَرْفَعُهُ إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَارْحَمْهَا وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصّٰلِحِيْنَ وَفِيْ رِوَايَةٍ ثُمَّ لِيَضْطَجِعْ عَلىٰ شِقِّهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ لِيَقُلْ بِاسْمِكَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَلْيَنْفُضْهُ بِصَنِفَةِ ثَوْبِهٖ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَإِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لَهَا.

حل لغات: فلینفض نفض (ن) نفوضاً جھاڑنا، داخلة: اندرونی حصہ جمع دواخل ، صنفة: کنارہ جمع اصناف.

ترجمه: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنے بستر پر آئے تو چاہیے کہ وہ اپنا بستر اپنی لنگی کے اندرونی حصے سے جھاڑ لے؛ اس لیے کہ نہیں معلوم کہ اس کے غائبانے میں اس پر کیا ہے، پھر آپ کہتے، باسمك ربی وضعت جنبی وبك ارفعه ان امسکت نفسی فارحمها وان ارسلتها فاحفظتها بما تحفظ به عبادك الصالحین "۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی جب بستر میں جائے تو اس کو جھاڑ لے۔

کلمات حدیث کی تشریح اذا آوی أحدکم الی فراشه فلینفض فراشه الخ: یعنی آدمی جب بستر میں آئے اس کو ٹھیک سے جھاڑ لے؛ اس لیے کہ ہو سکتا ہے اس کے غائبانے میں اس میں کچھ ہو اور وہ اس کو نقصان

بچھاڑے، ثم یقول الخ :یعنی پھر آپ یہ دعا پڑھتے تھے۔

﴿سونے کا طریقہ﴾

﴿حدیث نمبر۲۲۷۹﴾ وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اَوىٰ اِلٰى فِرَاشِهٖ نَامَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ، ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِيْ اِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِيْ اِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِيْ اِلَيْكَ وَاَلْجَاْتُ ظَهْرِيْ اِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً اِلَيْكَ لَا مَلْجَاً وَلَا مَنْجاً مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ اَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَالَهُنَّ ثُمَّ مَاتَ تَحْتَ لَيْلَتِهٖ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ ، وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ يَا فُلَانُ اِذَا اَوَيْتَ اِلٰى فِرَاشِكَ فَتَوَضَّاْ وُضُوْءَكَ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰى شِقِّكَ الْاَيْمَنِ، ثُمَّ قُلِ اللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِيْ اِلَيْكَ اِلٰى قَوْلِهٖ اَرْسَلْتَ وَقَالَ: فَاِنْ مُتَّ مِنْ لَيْلَتِكَ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ وَاِنْ اَصْبَحْتَ اَصَبْتَ خَيْراً. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حل لغات: فراش : بچھونا جمع الفرشة ،مت : مات (ن) مونا مرنا۔

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ جب اپنے بستر پر آتے تو اپنے داہنے جانب لیٹتے پھر کہتے" اللهم اسلمت نفسی الیك ووجهت وجهی الیك وفوضت امری الیك و الجات ظهری الیك رغبة ورهبة الیك لا ملجأولا منجامنك الا الیك آمنت بکتابك الذی انزلت وبنبیك الذی ارسلت "نیز جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے یہ کلمات کہے اور اس کی موت ہوگئی تو وہ فطرت اسلام پر مرا، اور ایک روایت میں ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی سے کہا: اے فلاں تو جب اپنے بستر میں آئے تو نماز کے لیے وضو کی طرح وضو کر، پھر دائیں کروٹ لیٹ کر کہہ" اللهم اسلمت نفسی الیك الی قوله ارسلت "نیز آپ نے فرمایا: اگر اس رات میں تیری موت ہو جائے تو فطرت اسلام پر تیری موت ہوگی، اور اگر تو نے صبح کی تو بھلائیوں کو پاؤ گے۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی دائیں کروٹ سوئے اور دعا بھی پڑھے۔

کلمات حدیث کی تشریح اذا آوی الی فراشه الخ : مراد یہ ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ دائیں کروٹ سوتے اور دعا بھی پڑھتے تھے، وفی روایة :مراد یہ ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ سوتے وقت مذکورہ بالا دعا تو پڑھتے ہی تھے آپ دوسروں کو پڑھنے کی تاکید بھی کرتے تھے،مت علی الفطرة : مراد یہ ہے کہ جو شخص سونے میں مذکورہ بالا طریقہ اپنائے گا اس کی مغفرت ہو جائے گی۔

﴿رات گزارنے کی ایک دعا﴾

﴿حدیث نمبر۲۲۸۰﴾ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَوىٰ اِلٰى فِرَاشِهٖ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَآوَانَا فَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَهٗ وَلَا مُؤْوِيَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

حل لغات: فراش :بچھونا جمع الفرشة ، اوی. (افعال) ٹھکانہ پکڑنا۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ جب اپنے بستر پہ آتے تو کہتے" الحمد لله الذی اطعمنا وسقانا و کفانا و اوانا فکم ممن لا کافی له ولا مؤوی " .

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جب آدمی سونے لگے تو مذکورہ بالا دعا پڑھے۔

کلمات حدیث کی تشریح کان اذا آوی الی فراشه قال :یعنی جناب نبی کریم ﷺ جب اپنے بستر پہ آتے اور سونے کا ارادہ فرماتے تو یہ پڑھتے۔

حضرت فاطمہ کی درخواست اور اس کا جواب

﴿حدیث نمبر ۲۲۸۱﴾ وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّ فَاطِمَةَ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْكُوْ اِلَيْهِ مَا تُلْقَى فِي يَدِهَا مِنَ الرَّحٰى وَبَلَغَهَا اَنَّهُ جَاءَهُ رَقِيْقٌ فَلَمْ تُصَادِفْهُ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِعَائِشَةَ فَلَمَّا جَاءَ اَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُ قَالَ: فَجَاءَنَا وَقَدْ اَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْنَا نَقُوْمُ فَقَالَ: عَلٰى مَكَانِكُمَا فَجَاءَ فَقَعَدَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهَا حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمِهِ عَلٰى بَطْنِيْ، فَقَالَ: اَلَا اَدُلُّكُمَا عَلٰى خَيْرٍ مِّمَّا سَاَلْتُمَا اِذَا اَخَذْتُمَا مَضْجَعَكُمَا فَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ، وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَكَبِّرَا اَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمَا مِنْ خَادِمٍ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حل لغات: تشكو، شكا (ن) شكاية شکایت کرنا، الرحی: چکی جمع رحوان، رفیق: غلام واحد جمع دونوں کے لیے مستعمل ہے، تصادفه: صادف (مفاعلت) پانا۔

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فاطمہ جناب نبی کریم ﷺ کے پاس گئیں تا کہ ان سے شکایت کریں کہ چکی چلانے کی وجہ سے ان کے ہاتھ میں ورم ہو گیا ہے، نیز ان کو معلوم تھا کہ جناب نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ غلام آئے ہوئے تھے؛ لیکن ان سے ملاقات نہیں ہو سکی تو انہوں نے حضرت عائشہ سے کہہ دیا، جب آپ ﷺ آئے تو عائشہ نے آپ کو بتایا، آپ ﷺ ہمارے پاس اس وقت آئے جب ہم لیٹ چکے تھے، ہم لوگ کھڑے ہونے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ اپنی جگہ لیٹے رہو، چنانچہ آپ آ کر میرے اور فاطمہ کے درمیان بیٹھ گئے یہاں تک کہ میں نے آپ کے قدم کی برودت اپنے پیٹ پر محسوس کی، اور آپ نے فرمایا: کیا میں تم دونوں کو اس سے اچھی چیز نہ بتا دوں جس کا فاطمہ نے سوال کیا ہے؟ جب تم دونوں سونے لگو تو تینتیس مرتبہ سبحان اللہ، تینتیس مرتبہ الحمد للہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر کہہ لیا کرو، یہ تم دونوں کے لیے خادم سے عمدہ ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح

ان فاطمة اتت النبی الخ: یعنی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جناب نبی کریم ﷺ کے پاس، اپنی پریشانی کے سلسلے میں شکایت کرنے کے لیے آئیں، ما تلقی فی یدها من الرحی: مراد یہ ہے کہ چکی چلانے کی وجہ سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ میں آبلہ یا ورم پڑ گیا تھا، اسی کی شکایت کرنے آپ کی خدمت میں آئی تھیں وبلغها انه جاءه رقیق: نیز حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو یہ خبر بھی پہنچی تھی کہ آپ کے پاس کچھ غلام بھی آئے ہوئے ہیں، فلم تصادفه: لیکن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ملاقات آپ سے نہ ہو سکی، ممکن ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جناب نبی کریم ﷺ نہیں ملے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی فرمائش حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہہ کر وہ آ گئیں، فلما جاء اخبرته عائشة: یعنی جب جناب نبی کریم ﷺ گھر آئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بات بتا دی، فجاءنا وقد اخذنا مضاجعنا الخ: یعنی جناب نبی کریم ﷺ ایسے وقت آئے جب ہم لوگ لیٹ چکے تھے، آپ کو دیکھ کر ان دونوں نے اٹھنے کا ارادہ کیا تو آپ منع کر دیا کہ کہ مت کھڑے ہو اور آپ بالکل مل کر بیٹھ گئے، فقال الا ادلکما علی خیر مما سالتما الخ: مراد یہ ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ان دونوں سے فرمایا کہ جب تم دونوں سونے کا ارادہ کرو تو ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو، فهو خیر لکما من خادم: یہ طریقہ تم دونوں کے لیے خادم سے بھی بہتر ہے۔

﴿حضرت فاطمہ کو تسبیح پڑھنے کی تلقین﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۸۲﴾ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَتْ فَاطِمَةُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْاَلُهُ خَادِمًا فَقَالَ اَلَا اَدُلُّكِ عَلٰى مَا هُوَ خَيْرٌ مِّنْ خَادِمٍ تُسَبِّحِيْنَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَتَحْمَدِيْنَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَتُكَبِّرِيْنَ اللّٰهَ اَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ وَعِنْدَ مَنَامِكِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: خادم : خدمت کرنے والا جمع خدام : صلاۃ : نماز جمع صلوات.

خلاصہ حدیث آدمی کو تسبیح فاطمی کا ورد رکھنا چاہیے، اس سے مشقت و پریشانی، رنج وغم اور بدن کی تھکاوٹ دور ہوتی ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح تکبرین اللہ اربعا وثلاثین : اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ مکمل کرنے کے لیے ہے، عند کل صلاۃ : یعنی ہر فرض نماز کے بعد" ای بعد کل مفروضۃ کما ورد فی الا حادیث" (مرقات ۱۷۲/۵)۔

الفصل الثانی

﴿صبح اور شام کی دعائیں﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۸۳﴾ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَصْبَحَ قَالَ: اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ اَمْسَیْنَا وَبِكَ نَحْیٰ وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ، وَاِذَا اَمْسٰی قَالَ: اَللّٰهُمَّ بِكَ اَمْسَیْنَا وَبِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ نَحْیٰ وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَیْكَ النُّشُوْرُ. رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حل لغات: نموت : مات (ن) موتا مرنا۔ النشور : نشر (ن) نشرا اٹھنا۔

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب صبح ہوتی تو جناب نبی کریم ﷺ کہتے تھے" اللهم بك اصبحنا وبك امسينا وبك نحيى وبك نموت واليك المصير " اور جب شام ہوتی تو کہتے" اللهم بك امسينا وبك اصبحنا وبك نحيى وبك نموت واليك النشور "

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ صبح وشام اور سونے کے وقت مذکورہ بالا دعا پڑھ لیا کریں۔

کلمات حدیث کی تشریح قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم إذا اصبح قال إلخ: مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح وشام مذکورہ بالا دعا پڑھتے تھے، اس حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سوتے اور جاگتے وقت سب سے پہلے اللہ کا نام لیا کرتے تھے۔

﴿تین وقتوں میں پڑھنے کی دعا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۸۴﴾ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ: قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مُرْنِیْ بِشَیْءٍ اَقُوْلُهٗ اِذَا اَصْبَحْتُ وَاِذَا اَمْسَیْتُ قَالَ: قُلِ اللّٰهُمَّ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّ کُلِّ شَیْءٍ وَمَلِیْکَهٗ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَمِنْ شَرِّ الشَّیْطَانِ وَشِرْکِهٖ قُلْهُ اِذَا اَصْبَحْتَ وَاِذَا اَمْسَیْتَ وَاِذَا اَخَذْتَ مَضْجَعَكَ رَوَاهُ الترمذیُّ وابو داؤ والدارمیُّ.

حل لغات: مرنی: امر (ن) امراً حکم کرنا، الغیبُ : پوشیدہ چیز جمع غیوب.

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ابوبکرؓ نے کہا کہ میں نے جناب نبی کریم ﷺ سے کہا: آپ مجھے کوئی دعا بتا دیجئے جسے میں صبح وشام پڑھوں، آپ ﷺ نے فرمایا: اللهم عالم الغيب والشهادةِ فاطر السموت والارض رب كل شيء ومليكه اشهد ان لا اله الا انت اعوذبك من شر نفسي ومن شر الشطان وشركه صبح وشام اور سوتے وقت پڑھ لیا کرو۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ صبح وشام اور سونے کے وقت مذکورہ بالا دعا پڑھ لیا کریں۔

کلماتِ حدیث کی تشریح قلت یا رسول اللہ مرنی بشی اقوله الخ: یہ حضرت صدیق اکبرؓ کے شوق کی ایک جھلک ہے کہ انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے صبح وشام میں پڑھنے کی دعا پوچھی، أقوله اذا اصبحت الخ: تو

آپ ﷺ نے ان کے شوق کی رعایت کرتے ہوئے صبح وشام کی دعا تو بتا ہی دی ساتھ میں سونے کے وقت کی دعا بھی بتادی۔

﴿ہر مصیبت سے نجات کی ضمانت﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۸۵﴾ وَعَنْ اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ اَبِی یَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ عَبْدٍ یَقُوْلُ فِی صَبَاحِ کُلِّ یَوْمٍ وَ مَسَاءِ کُلِّ لَیْلَةٍ بِاسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اِسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَیَضُرُّهٗ شَیْءٌ فَکَانَ اَبَانُ قَدْ اَصَابَهٗ طَرْفُ فَالِجٍ فَجَعَلَ الرَّجُلُ یَنْظُرُ اِلَیْهِ فَقَالَ لَهٗ اَبَانُ مَا تَنْظُرُ اِلَیَّ اَمَا اَنَّ الْحَدِیْثَ کَمَا حَدَّثْتُكَ وَلٰکِنِّی لَمْ اَقُلْهُ یَوْمَئِذٍ لِیُمْضِیَ اللّٰهُ عَلَیَّ قَدْرَهٗ. رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ، وَفِی رِوَایَتِه لَمْ تُصِبْهُ فُجَاءَةُ بَلَاءٍ حَتّٰی یُصْبِحَ وَمَنْ قَالَهَا حِیْنَ یُصْبِحُ لَمْ تُصِبْهُ فُجَاءَةُ بَلَاءٍ حَتّٰی یُمْسِی.

حل لغات: یوم: دن جمع ایام ، لیلة: رات جمع لیالی ، فالج: ایک مرض ہے جس سے جسم کا آدھا حصہ بے کار ہو جاتا ہے، فجاءة: اچانک ، فجا (ن) فجا اچانک آنا، بلاء: مصیبت جمع بلایا۔

ترجمہ: حضرت ابان بن عثمان سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد محترم سے کہتے ہوئے سنا کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص ہر دن صبح کے وقت اور ہر رات شام کے وقت" بسم الله الذی لا یضر مع اسمه شئ فی الا رض ولا فی السماء وهو السمیع العلیم" تین مرتبہ پڑھے گا کوئی نقصان نہ پہنچے گا، ابان پر فالج کا حملہ تھا تو اس آدمی نے ابان کو تعجب سے دیکھنا شروع کیا، ابان نے کہا: تم مجھے تعجب سے کیوں دیکھ رہے ہو؟ حدیث تو ایسی ہی ہے جیسی میں نے بیان کی ہے؟ لیکن میں جس دن اس مرض میں مبتلا ہوا ہوں اس دن میں یہ دعا نہیں پڑھی تھی۔

خلاصۂ حدیث مذکورہ بالا دعا پڑھنے سے کسی طرح کا کوئی نقصان نہ ہوگا، الا یہ کہ اس دن موت لکھی ہوئی ہو۔

کلمات حدیث کی تشریح فی صباح کل یوم ومساء کل لیلة: مراد یہ ہے کہ رات اور دن دونوں کے ابتدائی حصے میں یہ دعا پڑھی جائے ،بسم الله الذی الخ: یعنی بسم الله الذی سے لے کر وهو السمیع العلیم تک تین مرتبہ پڑھی جائے ،فکان ابان قد اصابه طرف فالج الخ: یعنی حضرت ابان تو یہ بتا رہے تھے کہ یہ دعا پڑھنے سے آدمی کو کوئی نقصان نہیں ہوتا ہے؛ لیکن وہ خود فالج میں مبتلا تھے تو سامعین میں سے کسی نے ان کو بنظر تعجب دیکھا کہ پھر آپ فالج میں مبتلا کیوں کر ہوئے، اما ان الحدیث کما حدثتك الخ: یعنی اس دعا کی حقیقت تو وہی ہے جو میں نے بیان کی ہے کہ جو شخص یہ دعا پڑھے گا اسکو کسی قسم کا کوئی نقصان نہ ہوگا؛ لیکن اتفاق کہیے یا نوشتہ تقدیر کہ جس دن مجھ پر فالج کا حملہ ہوا اسی دن میں نے یہ دعا پڑھی ہی نہ تھی۔

﴿شام کے وقت خیر کی طلب﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۸۶﴾ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ اِذَا اَمْسٰی اَمْسَیْنَا وَاَمْسَی الْمُلْكُ لِلّٰهِ الْحَمْدُ للّٰه لا الٰه الا اللّٰه وحده لا شریك له له الملكُ وله الحمدُ وَهُوَ عَلٰی کل شَیْءٍ قَدِیْرٌ رَبِّ اَسْئَلُكَ خَیْرَ مَا فِی هٰذِهِ اللَّیْلَةِ وَخَیْرَ مَا بَعْدَهَا وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِی هٰذِهِ اللَّیْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا رَبِّ اَعُوْذُبِكَ من الْکَسَلِ وَمِنْ سُوْءِ الْکِبَرِ اوالْکفرِ وفي رواية من سوء الکبر والکبر رَبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابٍ فِی النَّارِ وَعَذَابٍ فِی الْقَبْرِ وَاِذَا اَصْبَحَ قَالَ ذٰلِكَ اَیْضًا اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَفِی رِوَایَةٍ لَمْ یَذْکُرْ مِنْ سُوْءِ الْکُفْرِ.

حل لغات: اسئلك اسأل (ف) سؤالا طلب کرنا، اللیلة: رات جمع لیالی۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ شام کے وقت کہتے تھے "امسینا وامسی الملك لله والحمد لله ولا اله الا الله وحده لا شریك له لاالملك وله الحمد وهو علی کل شئ قدیر، رب اسئلك خیر ما فی هذه اللیلة وخیرما بعد ها واعوذ بك من شر ما فی هذه اللیلة و شر ما بعد ها رب اعوذ بك من الکسل ومن سوء الکبر والکفر "اور ایک روایت میں سوء الکبر والکبر رب اعوذ بك من عذاب فی النار وعذاب فی القبر اور جب صبح ہوتی تو آپ کہتے "اصبحنا واصبح الملك لله"۔

خلاصۂ حدیث ان دعاؤں کو صبح وشام پڑھنا چاہیے؛ اس لیے کہ ان میں رات دن کی خیر مانگی گئی ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح کان یقول اذا امسی : یعنی جناب نبی کریم ﷺ شام کے وقت حدیث شریف میں مذکور دعا کو پڑھتے تھے، امسینا وامسی الملك الخ: یعنی امسینا سے من سوء الکبر والکفر تک، واذا اصبح قال ذالك ایضا الخ: یعنی جب صبح ہوتی تو جناب نبی کریم ﷺ اسی دعا کو پڑھتے تھے، لیکن امسینا کے بجائے **اصبحنا کہتے تھے۔**

﴿بنات نبی کو خصوصی تعلیم﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۸۷﴾ وَعَنْ بَعْضِ بَنَاتِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یُعَلِّمُهَا فَیَقُوْلُ: قُوْلِی حِیْنَ تُصْبِحِیْنَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ کَانَ وَمَالَمْ یَشَأْ لَمْ یَکُنْ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْماً فَاِنَّهٗ مَنْ قَالَهَا حِیْنَ یُصْبِحُ حُفِظَ حَتّٰی یُمْسِیَ وَمَنْ قَالَهَا حِیْنَ یُمْسِی حُفِظَ حَتّٰی یُصْبِحَ. رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حل لغات: اعلم : علِم (س) علما جاننا، حفظ (س) حفظا وحفاظة حفاظت کرنا۔

ترجمہ : جناب نبی کریم ﷺ کی کسی صاحب زادی سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ ان کو سکھاتے ہوئے کہتے کہ صبح کے وقت" سبحان الله وبحمده ، ولا قوة الا با لله ما شاء الله کان ولم یشالم یکن اعلم ان الله علی کل شئ قدیر وان الله قد احاط بکل شئ علما "پڑھ لیا کرو؛ اس لیے کہ جو شخص اس کو صبح کے وقت پڑھے گا اس کی شام تک حفاظت کی جائے گی، اور جو شام کے وقت پڑھے گا اس کی صبح تک حفاظت کی جائے گی۔

خلاصۂ حدیث صبح اور شام میں اس دعا کا اہتمام کرنا چاہیے؛ اِس لیے کہ اس کے ذریعہ سے پڑھنے والوں کی حفاظت ہوتی ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح کان یعلمها : یعنی جناب نبی کریم ﷺ اپنی اولاد کو اس کی تعلیم دیتے تھے، قولی حین تصبح: یعنی صبح کے وقت یہ دعا پڑھ لی جائے ، سبحان الله وبحمده : یعنی سبحان الله وبحمده سے لیکر قد احاط بکل شئ علما" تک، فانه من قالها حین تصبح حفظ الخ : مراد یہ ہے کہ جو بھی شخص صبح کے وقت یہ دعا پڑھے گا رات تک اسکی حفاظت کی جائیگی ، ومن قالها حین تصبح حفظ الخ : مراد یہ ہے کہ جس طرح صبح کے وقت پڑھنے والے کی رات تک حفاظت کی جاتی ہے، ایسے ہی شام کے وقت پڑھنے والے کی پوری رات صبح تک حفاظت کی جائے گی، یہ دعائیں بڑے دور رس نتائج کی متحمل ہیں؛ اس لیے ان کا ورد جاری رکھنا چاہیے؛ تاکہ سنت پر عمل ہونے کے ساتھ ساتھ ہر طرح کا امن وامان میسر ہو۔

﴿گم شدہ چیز کی دست یابی کے لیے﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۸۸﴾ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَالَ حِیْنَ یُصْبِحُ فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَحِیْنَ

تُظْهِرُوْنَ اِلٰى قَوْلِهٖ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ اَدْرَكَ مَا فَاتَهُ فِي يَوْمِهٖ ذٰلِكَ وَمَنْ قَالَهُنَّ حِيْنَ يُمْسِي اَدْرَكَ مَا فَاتَهُ فِي لَيْلَتِهٖ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حل لغات: السموات: جمع ہے سماء کی بمعنی آسمان، فاته : فات (ن) فوتا کھونا۔

ترجمه: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص صبح کے وقت ''سبحان الله حين تمسون وحين تصبحون وله الحمد في السموت والا رض وعشيا وحين تظهرون وكذالك تخرجون'' تک پڑھے گا تو اس دن کی کھوئی ہوئی چیز پالے گا، اور جو شام کے وقت پڑھے گا وہ رات کی کھوئی ہوئی چیز پالے گا۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جو بھی شخص مذکورہ بالا آیت پڑھے گا اسے کھوئی ہوئی چیز مل جائے گی۔

کلمات حدیث کی تشریح من قال حين يصبح : یعنی جو شخص صبح کے وقت مذکورہ بالا آیت کو پڑھے گا، الى قوله وكذالك تخرجون : پوری آیت یہ ہے ''فسبحن الله حين تمسون وحين تصبحون وله الحمد في السموت والا رض وعشيا وحين تظهرون يخرج الحي من الميت ويخرج الميت من الحي ويحي الارض بعد موتها وكذلك تخرجون (الروم)، ادرك ما فاته في يومه ذلك: یعنی جو شخص صبح کے وقت ان آیات کو پڑھے گا تو وہ اس دن کی گم شدہ چیز کو پالے گا، ومن قالهن حين يمسى ادرك ما فاته في ليله : یعنی جس طرح سے صبح پڑھنے والے کو دن کی کھوئی ہوئی چیز مل جائے گی ایسے ہی جو شخص شام کو پڑھے گا تو رات میں کھوئی ہوئی چیز اس کو مل جائے گی؛ اس لیے ان آیات کے پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہیے، بعض دفعہ غفلت میں کوئی چیز غائب ہونے کے بعد احساس ہوتا ہے۔

﴿دس عربی غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۸۹﴾ وَعَنْ اَبِيْ عَيَّاشٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَالَ اِذَا اَصْبَحَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ كَانَ لَهُ عَدْلُ رَقَبَةٍ مِنْ وُلْدِ اِسْمَاعِيْلَ وَكُتِبَ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَحُطَّ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ وَرُفِعَ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ وَكَانَ فِي حِرْزٍ مِنَ الشَّيْطَانِ حَتّٰى يُمْسِيَ وَاِنْ قَالَهَا اِذَا اَمْسٰى كَانَ لَهُ مِثْلُ ذٰلِكَ حَتّٰى يُصْبِحَ، فَرَاٰى رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَرَى النَّائِمُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ اَبَا عَيَّاشٍ يُحَدِّثُ عَنْكَ بِكَذَا وَكَذَا قَالَ صَدَقَ اَبُوْ عَيَّاشٍ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ .

حل لغات: رقبة : گردن جمع رقاب ، حط : (ن) حطا کرم کرنا، حرز : محفوظ جمع احراز .

ترجمه: حضرت ابو عیاش رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے صبح کے وقت '' لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير '' پڑھا تو اس کو اولاد اسماعیل کے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے، اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، اس کے دس سیئات مٹتے ہیں، اس کے دس درجات بلند ہوتے ہیں اور وہ شام تک شیطان سے محفوظ رہتا ہے، اور اگر شام کے وقت کہتا ہے تو صبح تک اس کے لیے ایسا ہی ہوتا ہے، حماد بن سلمہ نے کہا کہ ایک آدمی نے جناب نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا تو اس نے کہا: یا رسول اللہ! ابن عیاش آپ سے اور ایسا بیان کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ ابو عیاش نے سچ کہا۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اس حدیث شریف میں مذکور دعا کو پڑھنے سے بڑے فائدے ہوتے ہیں۔

کلمات حدیث کی تشریح

من قال اذا اصبح : یعنی جو شخص صبح کے وقت یہ دعا پڑھے گا، اسے ہر فائدے ملیں گے، کان له عدل رقبة من ولد اسماعیل : یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل اعلی ترین نسل ہے تو جو شخص ایسی نسل کے غلام کو آزاد کرے گا اس کے لیے ثواب بھی ایسے ہی ہیں، کتب له عشر حسنات : دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس حدیث شریف میں مذکور کلمات پڑھنے سے دس نیکیاں ملیں گی، حط عنه عشر سیئات: یعنی تیسرا فائدہ یہ ہے کہ ان کلمات کے پڑھنے والے کے نامہ اعمال سے دس خطائیں مٹادی جائیں گی، ورفع له عشر درجات : یعنی چوتھا فائدہ یہ ہے کہ اس کے دس درجات بلند ہوں گے، وکان فی حرز من الشیطان الخ : یعنی ان کلمات کا پڑھنے والا شام تک شیطان سے محفوظ رہتا ہے، وان قالها اذا امسی الخ : یعنی اوپر تو یہ بتایا گیا کہ جو شخص صبح کے وقت یہ کلمات پڑھے گا اس کے لیے یہ فائدے ہیں، اب یہ بتارہے ہیں کہ جو شام کے وقت ان کلمات کو پڑھے گا اس کے لیے بھی ایسے ہی فائدے ہیں، قال حماد بن سلمة الخ : حماد بن سلمہ اس حدیث شریف کے ایک راوی ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے خواب میں جناب نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو انہوں نے جناب نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ ابو عیاش آپ سے یہ حدیث بیان کرتے ہیں تو آپ نے اس کی تصدیق کی۔

﴿فجر اور مغرب کے بعد پڑھنے کی دعا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۹۰﴾ وَعَنِ الحَارِثِ بنِ مُسْلِمِ التَّمِيْمِي عَنْ اَبِيْهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلیَّ اللّٰهُ عليهِ وَسلَّمَ اَنَّهُ اَسَرَّ اِلَيْهِ فَقَالَ اِذَا انْصَرَفْتَ مِنْ صَلَاةِ المَغْرِبِ فَقُلْ قَبْلَ اَنْ تُكَلِّمَ اَحَداً اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ سَبْعَ مَرَّاتٍ فَاِنَّكَ اِذَا قُلْتَ ذٰلِكَ ثُمَّ مُتَّ فِيْ لَيْلَتِكَ كُتِبَ لَكَ جَوَازٌ مِنْهَا وَاِذَا صَلَّيْتَ الصُّبْحَ فَقُلْ كَذٰلِكَ فَاِنَّكَ اِذَا مُتَّ فِيْ يَوْمِكَ كُتِبَ لَكَ جَوَازٌ مِنْهَا رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ.

حل لغات: النار : آگ جمع نیران ،جواز : جاز (ن) جوازا چھٹکارا ملنا۔

ترجمه: حضرت حارث بن مسلم تمیمی اپنے والد محترم اور وہ جناب نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے مسلم بن تمیمی کو چپکے سے کہا کہ جب مغرب کی نماز سے فارغ ہو جاؤ تو کسی سے بولنے سے پہلے "اللّٰهم اجرنی من النار" سات مرتبہ پڑھ لیا کرو؛ اس لیے کہ جب تم اسے پڑھ لوگے اور اسی رات اگر تمہاری موت ہو جائے تو تمہارے لیے اس سے چھٹکارا لکھا جائے گا، اور جب صبح کی نماز پڑھو ایسے ہی پڑھ لیا کرو؛ اس لیے کہ اگر اس دن تمہاری موت ہوگئی تو تمہارے لیے اس سے چھٹکارا لکھا جائے گا۔

خلاصۂ حدیث

اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص فجر اور مغرب کی نماز سے بعد ان کلمات کو پڑھے گا، اس کے لیے حسن خاتمہ کا قوی امکان ہے؛ اس لیے آدمی کو اس کا اہتمام کرنا چاہیے۔

کلمات حدیث کی تشریح

عن الحارث بن مسلم تمیمی : حارث بن مسلم تمیمی صحابی ہیں ، انه اسر الیه : یعنی جناب نبی کریم ﷺ نے مسلم بن تمیمی رضی اللہ عنہ کے دل میں اس کی اہمیت کو جمانے کے لیے ان سے چپکے سے کہا، اذا انصرفتَ من صلاة المغرب الخ : یعنی مغرب اور فجر کی نماز کے بعد کسی سے بات کرنے سے پہلے یہ کلمات پڑھ لیا کرو، اذا قلت ذالك ثم مت الخ : یعنی ان دونوں نماز کے بعد یہ کلمات پڑھنے سے حسن خاتمہ کا قوی امکان ہو جاتا ہے؛ اس لیے پڑھنے کا اہتمام ہونا چاہیے " ففیه اشارة الی بشارة حسن الخاتمة (مرقات ۵/۱۷۹)

﴿صبح شام میں آپ کا وظیفه﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۹۱﴾ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: لَمْ يَكُنْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَيله وَسَلَّم يَدَعُ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ حِيْنَ يُمْسِي وَحِيْنَ يُصْبِحُ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْاَلُكَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْاَلُكَ

اَلْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي دِيْنِي وَدُنْيَایَ وَاَهْلِي وَمَالِي اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِي وَآمِنْ رَوْعَاتِي اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِي مِنْ بَيْنِ يَدَیَّ وَمِنْ خَلْفِي وَعَنْ يَمِيْنِي وَعَنْ شِمَالِي وَعَنْ فَوْقِي وَاَعُوْذُ بِعَظْمَتِكَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِي يَعْنِي الْخَسْفَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حل لغات: یدع: ودع (ف) ودعا چھوڑنا، روعاتی : رعا (ن) روعا گھبرانا، اغتال : غال (ن) غولا ہلاک کرنا، الخسف : خسف (ض) خسفا ، دھنس جانا۔

ترجمه : حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ صبح اور شام کے وقت یہ دعا پڑھنا نہ چھوڑتے تھے''اللهم انی اسئلك العافية فی الدنيا''.

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ صبح اور شام میں اس دعا کے پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

کلمات حدیث کی تشریح **لم يكن رسول الله صلى الله عليه وسلم يدع الخ** : یعنی جناب نبی کریم ﷺ صبح اور شام میں اس دعا کو ضرور پڑھتے تھے، **اللهم انی اسألك العافية**: عافیت سے مراد دینی آفات اور دنیوی حادثات سے پناہ ہے، **العفو** : یعنی اے اللہ! میرے گناہ معاف فرما، **والعافية** : یعنی اے اللہ! تو مجھے عیوب ونقائص سے محفوظ رکھ، **واستر عوراتی** : یعنی اے اللہ! تو میرے عیوب کی پردہ پوشی کر اور میرے گناہ معاف فرما، **اللهم احفظنی الخ**: یعنی اے اللہ! تو ہر طرح سے میری حفاظت فرما، **ان اغتال من تحتی**: یعنی بعض دفعہ آدمی زمین میں دھنس جاتا ہے، حدیث شریف کے اس ٹکڑے میں اسی سے پناہ مانگی گئی ہے، **یعنی الخسف** :اس حدیث شریف کے راویوں میں ایک راوی ہیں حضرت وکیع ، انہوں نے ان کلمات کے ذریعے سے یہ بتایا ہے کہ اغتال سے مراد الخسف ہے۔

﴿گناہوں کو مٹادینے والی دعا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۹۲﴾ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ اَللّٰهُمَّ اَصْبَحْنَا نُشْهِدُكَ وَنُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلٰئِكَتَكَ وَجَمِيْعَ خَلْقِكَ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ اِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا اَصَابَهُ فِي يَوْمِهِ ذٰلِكَ مِنْ ذَنْبٍ وَاِنْ قَالَهَا حِيْنَ يُمْسِي غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا اَصَابَهُ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ مِنْ ذَنْبٍ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ .

حل لغات: عرش : تخت جمع عرائش ، يومه : دن جمع ایام ، ذنب : گناہ جمع ذنوب .

ترجمه : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے'' اللهم اصبحنا نشهدك حملة عرشك وملائكتك وجميع خلقك انك انت الله لا اله الا انت وحدك لا شريك لك وان محمدا عبدك ورسولك'' کہا تو اللہ تعالٰی اس دن کے اس کے تمام گناہ معاف کردیں گے، اور اگر شام کے وقت کہے تو اللہ تعالٰی رات کے، اس کے تمام گناہ معاف کردیں گے۔

خلاصۂ حدیث صبح شام اس حدیث شریف میں مذکور دعا کا اہتمام کرنے سے دن اور رات کے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

کلمات حدیث کی تشریح **نشهدك**: مراد اللہ تعالٰی کی وحدانیت کا اقرار اور اس کی تاکید ہے، **ونشهد حملة عرشك الخ**: یعنی یہ صرف میرا ہی اقرار نہیں ہے؛ بل کہ یہی اقرار حاملین عرش، تمام فرشتے اور تمام مخلوقات کا ہے کہ تو ہی اللہ ہے، تیرا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ تیرے بندے اور رسول ہیں، **الاغفر الله له** :یعنی صبح کے وقت یہ دعا پڑھنے

سے دن بھر کے تمام گناہ اور شام کے وقت پڑھنے سے رات بھر کے تمام گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔

﴿قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا ذریعہ﴾

﴿حدیث نمبر۲۲۹۳﴾ وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَقُوْلُ إِذَا أَمْسٰى وَإِذَا أَصْبَحَ ثَلَاثًا رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُرْضِيَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ .

ترجمہ: حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص صبح وشام تین مرتبہ یہ دعا پڑھے گا "رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا" تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے راضی رہے گا۔

خلاصۂ حدیث	جو شخص صبح شام اس حدیث شریف میں مذکور کلمات پڑھے گا اس سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن راضی رہے گا۔

کلمات حدیث کی تشریح ما من عبد مسلم: مسلم سے مراد کامل مسلمان ہے، التنوین للتعظیم ای کامل فی اسلامه (مرقات ۵/ ۱۸۱) ثلاثا: ثلاث سے مراد یہ ہے کہ ان کلمات کو تین مرتبہ کہے، رضیت باللّٰه ربا: مراد یہ ہے کہ احکام شرعیہ اور قضا ہر چیز سے راضی ہو جائے، وبالاسلام دینا: یعنی دین اسلام سے راضی ہو کر تمام اور ادیانِ باطلہ سے بے زاری کا اظہار کرے، وبمحمد نبیا: یعنی اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کیساتھ ساتھ جناب نبی کریم ﷺ کی نبوت کا بھی اقرار کرے۔

﴿سوتے وقت کی ایک اور دعا﴾

﴿حدیث نمبر۲۲۹۴﴾ وَعَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَضَعَ يَدَهُ تَحْتَ رَأْسِهٖ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَجْمَعُ عِبَادَكَ أَوْ تَبْعَثُ عِبَادَكَ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ أَحْمَدُ عَنِ الْبَرَاءِ.

حل لغات: ینام: نام (س) نوما سونا، وضع: وضع (ف) وضعا رکھنا، تحت: نیچے جمع تحوت۔

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ جب سونے کا ارادہ کرتے تو اپنا ہاتھ اپنے سر کے نیچے رکھ کر کہتے " اللّٰهم قنى عذابك يوم تجمع عبادك او تبعث عبادك "۔

خلاصۂ حدیث	اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ سونے کا جو طریقہ بتایا گیا ہے اسی طریقے کے مطابق سوئے۔

کلمات حدیث کی تشریح وضع یده: ہاتھ سے دایاں ہاتھ مراد ہے، تحت رأسه: بعض روایتوں میں تحت خده ہے اور اسی پر عمل بھی ہے؛ اس لیے آدمی جب سوئے تو ہاتھ کو اپنے گال کے نیچے رکھ کر سوئے۔

﴿اس دعا کو تین مرتبہ پڑھنے کی تاکید﴾

﴿حدیث نمبر۲۲۹۵﴾ وَعَنْ حَفْصَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْقُدَ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى تَحْتَ خَدِّهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ .

حل لغات: یرقد: رقد (ن) رقدا سونا، وضع: وضع (ف) وضعا رکھنا، یوم: دن جمع ایام۔

ترجمہ: حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ جب سونے کا ارادہ فرماتے تو اپنے گال کے نیچے اپنا ہاتھ رکھ کر تین مرتبہ پڑھتے " اللهم قنى عذابك يوم تبعث عبادك "

خلاصۂ حدیث	تحت خده: یہ روایت ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی ہے جس میں تحت خده کا لفظ ہے، یہ جناب نبی کریم ﷺ کو برابر سوتے ہوئے دیکھتی تھیں؛ اس لیے ان کی بات کا اعتبار کرتے ہوئے تحت خده کے لفظ کو ہی

راجح مانا جانا چاہیے۔

﴿آپ کی عادت شریفہ﴾

﴿حدیث نمبر۲۲۹۶﴾ وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ مَضْجَعِهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ الْكَرِيْمِ وَكَلِمَاتِكَ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَا صِيَتِهِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ تَكْشِفُ الْمَغْرَمَ وَالْمَأْثَمَ اَللّٰهُمَّ لَا يُهْزَمُ جُنْدُكَ وَلَا يُخْلَفُ وَعْدُكَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ. رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حل لغات: ناصية :پیشانی جمع نواص وناصیات ، المغرم : تاوان جمع مغارم .

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ سوتے وقت کہتے تھے،اللهم انی اعوذ بوجهك الكريم وكلماتك التامات من شر ما انت اخذ بنا صيته اللهم انت تكشف المغرم والمائم. اللهم لا يُهزم جندك ولا يخلف وعدك ولا ينفع ذا الجد منك الجد سبحانك وبحمدك" .

خلاصۂ حدیث سوتے وقت یہ کلمات کہہ لینے چاہیے، یہ جناب نبی کریم ﷺ کا طریقہ ہے،اس میں خیر ہی خیر ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح اعوذ بوجهك الكريم :وجہ سے مراد ذات خداوندی ہے، والوجهُ يعبر به عن الذات (مرقات ۵/ ۱۸۲) وكلماتك التامات: مراد اسمائے حسنیٰ اور آیات قرآنی ہیں ، من شر ماانت آخذ بناصية: مراد اللہ تعالیٰ کی گرفت ہے،اللهم انت تكشف المغرم : المغرم سے مراد مغرم الذنوب ہے، یعنی گناہوں کا بوجھ اللہ تعالیٰ ہی زائل کرتا ہے۔

﴿سوتے وقت استغفار کی تعلیم﴾

﴿حدیث نمبر۲۲۹۷﴾ وَعَنْ اَبِي سَعِيْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَالَ حِيْنَ يَأْوِي اِلٰى فِرَاشِهِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِي لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ ذُنُوْبَهُ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ اَوْ عَدَدَ رَمْلِ عَالِجٍ اَوْ عَدَدَ وَرَقِ الشَّجَرِ اَوْ عَدَدَ اَيَّامِ الدُّنْيَا. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

حل لغات: فراش : بچھونا جمع افرشه ،اتوب : تاب (ن) توبة نادم ہونا ،زبد: جھاگ جمع ازباد ، رمل،ریت جمع ارمال حین :وقت جمع احیان

ترجمہ: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے سونے کے وقت تین مرتبہ یہ کلمات کہے" استغفر الله الذى لا اله الا هو الحى القيوم واتوبُ اليه "تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخش دے گا اگر چہ سمندر کی جھاگ،عالج کے ریت یا درخت کے پتوں یا دنیا کے دنوں کی تعداد کے برابر کیوں نہ ہوں۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ سوتے وقت استغفار پڑھنے سے تمام گناہ معاف ہو جایا کرتے ہیں۔

کلمات حدیث کی تشریح واتوب اليه : یعنی میں اللہ سے توبہ کرتا ہوں ، غفر الله له ذنوبه : ذنوب سے مراد گناہ صغائر ہیں،مگر کبائر سے انکار بھی نہیں کیا جا سکتا ہے،اللہ چاہے تو صغائر کی طرح کبائر بھی معاف کر سکتا ہے، اى الصغائر ويتحمل الكبائر ويغفر ما دون ذالك لمن يشاء (مرقات ۵/ ۱۸۳) وان كان مثل زبد البحر الخ:ان کلمات سے گناہوں کی کثرت مراد ہے۔

﴿سوتے وقت قرآن کی کوئی سورت پڑھنے کا فائدہ﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۹۸﴾ وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَاْخُذُ مَضْجَعَہٗ بِقِرَاءَۃِ سُوْرَۃٍ مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ اِلَّا وَکَّلَ اللّٰہُ بِہٖ مَلَکًا فَلَا یَقْرَبُہٗ شَیْءٌ یُؤْذِیْہِ حَتّٰی یَھُبَّ مَتٰی ھَبَّ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ.

حل لغات: یا خذ : اخذ (ف) اخذا پکڑنا،یھب : ھب (ن) ھبا بیدار ہونا۔

ترجمہ: حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو مسلمان سوتے وقت قرآن کریم کی کوئی سورت پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک فرشتہ متعین کر دیتا ہے تا کہ اس کے جاگنے تک کوئی تکلیف پہنچانے والی چیز اس کے قریب بھی نہ جائے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ سوتے وقت قرآن کریم کی کوئی بھی سورت پڑھ لینے سے رات بھر پڑھنے والے کی حفاظت ہوتی رہتی ہے اور اس کو کسی قسم کا نقصان نہیں ہوتا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح وکل اللہ بہ ملکا : یعنی جو شخص سوتے وقت قرآن کریم کی کوئی سورت پڑھ لیتا ہے تو اللہ کے حکم سے ایک فرشتہ اس کی حفاظت کرتا رہتا ہے تا کہ اس کو کوئی نقصان نہ پہنچ جائے۔

﴿ہر نماز کے بعد اور سوتے وقت کا عمل﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۹۹﴾ وَعَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: خُلَّتَانِ لَا یُحْصِیْھِمَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّۃَ، اَلَا وَھُمَا یَسِیْرٌ وَمَنْ یَعْمَلُ بِھِمَا قَلِیْلٌ یُسَبِّحُ اللّٰہَ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوۃٍ عَشْرًا وَیَحْمِدُہٗ عَشْرًا وَیُکَبِّرُہٗ عَشْرًا، قَالَ: فَاَنَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعْقِدُھَا بِیَدِہٖ قَالَ: فَتِلْکَ خَمْسُوْنَ وَمِائَۃٌ فِی اللِّسَانِ وَاَلْفٌ وَخَمْسُ مِائَۃٍ فِی الْمِیْزَانِ، وَاِذَا اَخَذَ مَضْجَعَہٗ یُسَبِّحُہٗ وَیُکَبِّرُہٗ وَیَحْمِدُہٗ مِائَۃً فَتِلْکَ مِائَۃٌ بِاللِّسَانِ وَاَلْفًا فِی الْمِیْزَانِ فَاَیُّکُمْ یَعْمَلُ فِی الْیَوْمِ وَاللَّیْلَۃِ اَلْفَیْنِ وَخَمْسَ مِائَۃِ سَیِّئَۃٍ؟ قَالُوْا: وَکَیْفَ لَا نُحْصِیْھَا؟ قَالَ: یَاْتِیْ اَحَدَکُمُ الشَّیْطَانُ وَھُوَ فِیْ صَلٰوتِہٖ، فَیَقُوْلُ: اذْکُرْ کَذَا اذْکُرْ کَذَا حَتّٰی یَنْفَتِلَ فَلَعَلَّہٗ اَنْ لَا یَفْعَلَ وَیَاْتِیْہِ فِیْ مَضْجَعِہٖ فَلَا یَزَالُ یُنَوِّمُہٗ حَتّٰی یَنَامَ. رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ، وَفِیْ رِوَایَۃِ اَبِیْ دَاوٗدَ: وَقَالَ: خَصْلَتَانِ اَوْخُلَّتَانِ لَا یُحَافِظُ عَلَیْھِمَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَکَذَا فِیْ رِوَایَتِہٖ بَعْدَ قَوْلِہٖ وَاَلْفٌ وَخَمْسُ مِائَۃٍ فِی الْمِیْزَانِ، قَالَ وَیُکَبِّرُ اَرْبَعًا وَثَلَاثِیْنَ وَیَحْمِدُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِیْنَ وَیُسَبِّحُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِیْنَ. وَفِیْ اَکْثَرِ نُسَخِ الْمَصَابِیْحِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ.

حل لغات: خلتان : تثنیہ ہے خلۃ کی جمع خلال ، الجنۃ : باغ جمع جنات، دبر : پچھلا حصہ جمع ادبار ، یعقد : عقد (ض) عقدا، شمار کرنا، المیزان: ترازو جمع موازین ، ینفتل فتل (ض) فتلا چہرہ پھیرنا۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دو خصلتیں ایسی ہیں جو ان پر عمل کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا، سن لو! وہ دونوں آسان ہیں؛ لیکن ان پر عمل کرنے والے کم ہیں، ہر نماز کے بعد دس مرتبہ سبحان اللہ، دس مرتبہ الحمد للہ اور دس مرتبہ اللہ اکبر کہے، ابن عمر کہتے ہیں کہ میں نے جناب نبی کریم ﷺ کو ہاتھ میں گنتے ہوئے دیکھا آپ نے کہا یہ زبان پہ ایک سو پچاس ہیں اور ایک ہزار پانچ سو ترازو میں ہیں، اور جس نے سوتے وقت سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر سو مرتبہ کہا یہ زبان پر سو ہیں؛ لیکن ترازو پہ ایک ہزار ہے، تو تم میں سے کون ہے جو رات اور دن میں دو ہزار پانچ سو گناہ کرے، تو صحابۂ کرام نے کہا کہ پھر ہم

لوگ ان دونوں کی محافظت کیوں نہ کریں، آپ نے فرمایا: تم میں سے کسی کے پاس شیطان آتا ہے حالاں کہ وہ نماز میں ہوتا ہے؛ چنانچہ شیطان کہتا ہے یہ یہ چیزیں یاد کر و یہاں تک کہ وہ چہرہ پھیر لیتا ہے، پس اس کو چاہیے کہ ایسا نہ کرے، اور شیطان اس کی خواب گاہ میں آکر اس کو سلاتا ہے یہاں تک کہ وہ سو جاتا ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی اپنا کام کرے اور شیطان کے بہکاوے میں نہ آئے۔

کلمات حدیث کی تشریح **خلتان لا یحصیها رجل مسلم الخ**: یعنی اس حدیث شریف میں مذکور دونوں خصلتوں پر جو بھی عمل کریگا وہ جنتی ہے، **الا وهما یسیر ومن یعمل بهما قلیل**: یہ دونوں خصلتیں بہت آسان ہیں؛ لیکن ان پر بہت کم لوگ عمل کرتے ہیں **یسبح الله فی دبر کل صلاۃ الخ**: یعنی ہر نماز کے بعد دس مرتبہ **سبحان الله** دس مرتبہ الحمد للہ اور دس مرتبہ اللہ اکبر کہے، **قال فانا رایت الخ**: یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب نبی کریم ﷺ کو انگلیوں کے ذریعے سے شمار کرتے دیکھا ہے؛ یعنی ید سے مراد اصابع ہے، **قال فتلك خمسون الخ**: مراد یہ ہے کہ دس گنا ثواب ملتا ہے **واذا اخذ مضجعه یسبحه الخ**: مراد یہ ہے کہ سوتے وقت سبحان اللہ ۳۳ رمرتبہ، الحمد للہ ۳۳ رمرتبہ اور اللہ اکبر ۳۴ رمرتبہ کہہ لے۔

﴿ادائیگیٔ شکر کا طریقہ﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۰۰﴾ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ غَنَّامٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ اَللّٰهُمَّ مَا اَصْبَحَ بِيْ مِنْ نِعْمَةٍ اَوْ بِاَحَدٍ مِنْ خَلْقِكَ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ فَلَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ فَقَدْ اَدّٰى شُكْرَ يَوْمِهٖ وَمَنْ قَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ حِيْنَ يُمْسِيْ فَقَدْ اَدّٰى شُكْرَ لَيْلَتِهٖ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حل لغات: حین: وقت جمع احیان، نعمة: احسان جمع نعم.

ترجمه: حضرت عبداللہ بن غنام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے صبح کے وقت کہا "**اللهم ما اصبح لی من نعمة او باحد من خلقك فمنك وحدك لا شريك لك فلك الحمد ولك الشكر**" تو اس نے پورے دن کا شکر ادا کر دیا، اور جس شخص نے شام کے وقت ایسا ہی کہا تو اس نے رات کا شکر ادا کر دیا۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر وقت چوں کہ انعامات کی بارش ہوتی رہتی ہے، اس لیے صبح وشام یہ دعا پڑھ لیا کرے تاکہ رات اور دن کا شکر ادا ہوتا رہے۔

کلمات حدیث کی تشریح **من قال حین یصبح الخ**: یعنی اس حدیث شریف میں مذکور دعا کو جس نے صبح کے وقت پڑھ لیا گویا کہ اس نے پورے دن کا شکر ادا کر دیا، **ومن قال مثل ذالك حین یمسی الخ**: یعنی اور جس نے شام کے وقت وہ کلمات پڑھے گویا کہ اس نے پوری رات کا شکر ادا کر دیا۔

﴿سوتے وقت کی دعا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۰۱﴾ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ: اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَرَبَّ الْاَرْضِ وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى مُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ ذِيْ شَرٍّ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ اِقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَاَغْنِنِيْ مِنَ الْفَقْرِ. رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ مَعَ اخْتِلَافٍ يَسِيْرٍ.

حل لغات: السموات : جمع ہے سماء کی بمعنی آسمان: رب : پالنہار جمع ارباب ، فلق : فلق (ض) فلقا پھاڑنا، الحب دانا جمع حبوب ، ناصیۃ : پیشانی جمع نواص ، النوی : جمع ہے نواۃ کی بمعنی گٹھلی۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ جب بستر پر آتے تو کہتے "اللھم رب السموات ورب الا رض ورب کل شئ فالق الحب والنوی، منزل التوراۃ والانجیل والقرآن ، اعوذ بك من شر کل ذی شر انت آخذ بناصیتہ انت الاول فلیس قبلك شئ وانت الآخر فلیس بعدك شئ انت الظاھر فلیس فوقك شئ وانت الباطن فلیس دونك شئ اقض عنی الدین واغننی من الفقر"

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جب آدمی سوئے تو اس حدیث شریف میں مذکور کلمات کو پڑھ لے۔

کلمات حدیث کی تشریح اذا آوی الی فراشہ: یعنی جناب نبی کریم ﷺ لیٹ کر یہ دعا پڑھتے تھے، اللھم رب السموت ورب الارض الخ : مراد یہ ہے کہ اللہ تعالٰی آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے ہیں "ای خالقھما" (مرقات ۵/۱۸۶) ورب کل شی یہ تعمیم کے بعد تخصیص ہے، فالق الحب والنوی: دونوں کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں چیزیں ملک عرب میں کثرت سے پائی جاتی ہیں۔

﴿سوتے وقت بخشش کی طلب کرنا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۰۲﴾ وَعَنْ اَبِیْ اَزْھَرِ الانمارِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَہٗ مِنَ اللَّیْلِ قَالَ بِسْمِ اللّٰہِ وَضَعْتُ جَنبِی لِلّٰہِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِی ذَنْبِی وَاَخسأ شَیْطَانِی وَفُکَّ رِھَانِی وَاجْعَلْنِی فِی النَّدِیِّ الاَعْلٰی. رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ .

حل لغات: اللیل :رات جمع لیالی ، جنب: پہلو جمع جنوب ، اخسأ : خسأ (ف) خسأ دھتکارنا۔

ترجمہ: حضرت ابوازہر الانماری سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ جب بستر پر آتے تو کہتے" بسم اللہ وضعت جنبی للہ الھم اغفرلی ذنبی واخسأ شیطانی وفك رھانی واجعلنی فی الندی الاعلی " .

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی جب سونے کا ارادہ کرے تو اس حدیث شریف میں مذکو دعا کو پڑھ لے۔

کلمات حدیث کی تشریح ابی الازھر الا نماری: یہ صحابی ہیں اور جناب نبی کریم ﷺ سے ان کی لقا ثابت ہے، قال المزلف لہ صحبۃ (مرقات ۵/ ۱۸۸) کان اذا اخذ مضجعہ الخ: یعنی جناب نبی کریم ﷺ رات کو سونے کا ارادہ فرماتے تو یہ دعا پڑھتے۔

﴿سوتے وقت اللہ کی حمد بیان کرنا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۰۳﴾ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَہٗ مِنَ اللَّیْلِ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَفَانِیْ وَاٰوَانِیْ وَاَطْعَمَنِیْ وَسَقَانِیْ وَالَّذِیْ مَنَّ عَلَیَّ فَاَفْضَلَ وَالَّذِیْ اَعْطَانِیْ فَاَجْزَلَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ اَللّٰھُمَّ رَبَّ کُلِّ شَیْءٍ وَمَلِیْکَہٗ وَاِلٰہَ کُلِّ شَیْءٍ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ. رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حل لغات: مضجعہ : خواب گاہ جمع مضاجع ، اللیل: رات جمع لیالی ، من : من (ن) منا احسان کرنا۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ سوتے وقت یہ دعا پڑھتے تھے "الحمد للہ الذی کفانی واوانی واطعمنی وسقانی والذی من علی فافضل والذی اعطانی فاجزل الحمد للہ عل کل حال اللھم

رب كل شيء ومليكه واله كل شي اعوذ بك من النار".

خلاصۂ حدیث اذا اخذ مضجعه من الليل: یعنی جناب نبی کریم ﷺ جب رات میں سونے کا ارادہ فرماتے تو یہ دعا پڑھ لیا کرتے تھے، الحمد لله الذی کفانی، یعنی اللہ تعالیٰ میرے لیے کافی ہے اور میں تمام بندوں سے بے نیاز ہوں، وآوانی: یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے رہنے کی جگہ دی جس میں گرمی اور سردی سے محفوظ ہوں، واطعمنی وسقانی: یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے کھلایا پلایا جس سے میں آسودہ ہوں، والذی من علی فافضل: یعنی اللہ نے مجھے پر احسان کیا اور بہت زیادہ احسان کیا۔

﴿بے خوابی دور کرنے کی دعا﴾

﴿حدیث نمبر۲۳۰۴﴾ وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ: شَكَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا أَنَامُ اللَّيْلَ مِنَ الأَرَقِ، فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَقُلْ: اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا أَظَلَّتْ وَرَبَّ الأَرْضِيْنَ وَمَا أَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَمَا أَضَلَّتْ كُنْ لِيْ جَاراً مِنْ شَرِّ خَلْقِكَ كُلِّهِمْ جَمِيْعاً أَنْ يَفْرُطَ عَلَيَّ أَحَدٌ مِنْهُمْ أَوْ أَنْ يَبْغِيَ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ، وَالْحَكَمُ بْنُ ظَهِيْرٍ الرَّاوِيُّ قَدْ تَرَكَ حَدِيْثَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيْثِ.

حل لغات: انام: نام (س) نوما سونا، الليل: رات جمع ليالي، الارق: ارق (س) ارقاً رات میں نیند نہ آنا۔

ترجمه: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خالد بن ولید نے جناب نبی کریم ﷺ سے شکایت کی کہ یا رسول اللہ! میں بے خوابی کی وجہ سے رات میں سو نہیں پاتا ہوں، تو جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم اپنے بستر پر آؤ تو یہ دعا پڑھ لیا کرو۔

اللهم رب السموات السبع وما اظلّت ورب الارضين وما اقلت ورب الشياطين وما اضلت كن لي جارا من شر خلقك كلهم جميعا ان يفرط علي احد منهم او ان يبغي عز جارك وجل ثناؤك ولا اله غيرك لااله الا انت.

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جس آدمی کو نیند نہ آئے اس کو مذکورہ بالا دعا پڑھ لینی چاہیے۔

کلمات حدیث کی تشریح ما انام الليل من الارق: یعنی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو وساوس، غم یا اور کسی وجہ سے نیند نہیں آتی تھی جس کی شکایت انہوں نے جناب نبی کریم ﷺ سے کی، فقال نبی الله الخ: تو جناب نبی کریم ﷺ نے ان کو اس حدیث شریف میں مذکور دعا پڑھنے کی تعلیم دی، ورب الارضين وما اقلت: یعنی اللہ تعالیٰ زمین اور اس کے اوپر کی تمام مخلوقات کے رب ہیں، ورب الشياطين وما اضلت: شیطان جو نیک کام کرنے والوں کو بہکاتے رہتے ہیں، وہ اپنے آپ کو آزاد نہ سمجھیں، ان کے پل پل کی خبر رکھنے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے، ان کو پائی پائی کا حساب دینا ہوگا۔

الفصل الثالث

﴿صبح و شام کی دعا﴾

﴿حدیث نمبر۲۳۰۵﴾ عَنْ أَبِي مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا أَصْبَحَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ خَيْرَ هٰذَا الْيَوْمِ فَتْحَهُ وَنَصْرَهُ وَنُوْرَهُ وَبَرَكَتَهُ وَهُدَاهُ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيْهِ وَمِنْ شَرِّ مَا بَعْدَهُ ثُمَّ إِذَا أَمْسٰى فَلْيَقُلْ مِثْلَ ذٰلِكَ رَوَاهُ أَبُوْدَاؤُدَ.

حل لغات: اصبح: اصبح (افعال) صبح کے وقت میں داخل ہونا، اليوم: دن جمع ايام.

ترجمہ: حضرت ابو مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی صبح کے وقت میں داخل ہو تو اس کو کہنا چاہیے: ''اصبحنا واصبح الملك لله رب العالمين، اللهم انى اسئالك خير هذا اليوم فتحه ونصره ونوره و بركته وهداه واعوذ بك من شر ما فيه وشر ما بعده'' اور جب شام ہو جائے تو ایسا ہی کہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ صبح اور شام کے وقت میں اس دعا کا اہتمام ہونا چاہیے۔

کلمات حدیث کی تشریح اذا اصبح احدكم: یعنی صبح کے وقت میں یہ دعا پڑھنی چاہیے، رب العالمين: یعنی اللہ تعالیٰ عالم کا خالق ہے، خير هذا اليوم فتحه: یعنی میں اس دن کی بھلائی اور کامیابی کی درخواست کرتا ہوں؛ تاکہ مقصود کا حصول آسان ہو جائے، ونصره: مراد دشمن پر نصرت کا حصول ہے، ونوره: مراد علم وعمل کی توفیق کی درخواست ہے، وبركته: تاکہ رزق حلال کی طلب آسان ہو جائے، وهداه: مراد ہدایت پر ثابت قدمی کی درخواست ہے، واعوذ بك من شر ما فيه الخ: یعنی اس دن اور اس کے بعد کے شر سے پناہ مانگتا ہوں، ثم اذا امسى فليقل مثل ذالك: یعنی شام میں بھی یہ دعا پڑھ لے۔

﴿صبح کے وقت عافیت کی دعا کرنا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۰۶﴾ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي بَكْرَةَ قَالَ: قُلْتُ لِاَبِي: يَا اَبَتِ! اَسْمَعُكَ تَقُوْلُ كُلَّ غَدَاةٍ اَللّٰهُمَّ عَافِنِي فِي بَدَنِيْ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِي فِي سَمْعِي، اَللّٰهُمَّ عَافِنِي فِي بَصَرِيْ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ تُكَرِّرُهَا ثَلَاثًا حِيْنَ تُصْبِحُ. وَثَلَاثًا حِيْنَ تُمْسِي، فَقَالَ: يَا بُنَيَّ! سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْبِهِنَّ فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَسْتَنَّ بِسُنَّتِهٖ. رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حل لغات: بدن: جسم جمع ابدان، سمعي: کان جمع اسماع، بصر: آنکھ جمع ابصار۔

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد محترم کو روزانہ کہتے ہوئے سنا ''اَللّٰهُمَّ عَافِنِي فِي بَدَنِيْ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِي فِي سَمْعِي، اَللّٰهُمَّ عَافِنِي فِي بَصَرِيْ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ'' اس کو صبح کے وقت تین مرتبہ کہتے اور شام کے وقت تین مرتبہ انہوں نے کہا: اے میرے بیٹے! میں نے اس کے ذریعے سے جناب نبی کریم ﷺ کو دعا کرتے ہوئے سنا ہے تو مجھے محبوب ہے کہ میں آپ ﷺ کی سنت پر عمل کروں۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ صبح وشام اس دعا کو تین تین مرتبہ پڑھ لیا کرے۔

کلمات حدیث کی تشریح عبد الرحمن بن ابي بكرة: یہ تابعی ہیں، بصرہ میں پیدا ہوئے اور بصرے میں سب سے پہلے پیدا ہوئے، تقول كل غداة: یعنی حضرت عبدالرحمٰن نے اپنے والد محترم ابوبکرہ سے روزانہ یہ کلمات کہتے ہوئے سنے تو انہوں نے ایک دن پوچھ لیا کہ آپ روزانہ یہ کیوں پڑھتے ہیں، عافنى فى بدنى: یعنی تاکہ اللہ کی عبادت پر طاقت وقدرت حاصل ہو، اللهم عافنى فى سمعى الخ: کان اور آنکھ کی تخصیص اس لیے ہے تاکہ دیکھ کر اور سن کر اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مظاہرہ کرے۔

﴿صبح کے وقت پڑھنے کی دعا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۰۷﴾ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي اَوْفٰى قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَصْبَحَ قَالَ اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالْكِبْرِيَاءُ وَالْعَظَمَةُ لِلّٰهِ وَالْخَلْقُ وَالْاَمْرُ وَاللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَمَا سَكَنَ فِيْهِمَا لِلّٰهِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَوَّلَ هٰذَا النَّهَارِ صَلَاحًا وَاَوْسَطَهٗ نَجَاحًا وَاٰخِرَهٗ فَلَاحًا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ. ذَكَرَهُ النَّوَوِيُّ فِي كِتَابِ الْاَذْكَارِ بِرِوَايَةِ ابْنِ السُّنِّيِّ.

حل لغات: اللیل :رات جمع لیالی ، النھار :دن جمع انھر.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ صبح کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے، اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالْكِبْرِيَاءُ وَالْعَظْمَةُ لِلّٰهِ وَالْخَلْقُ وَالْاَمْرُ وَاللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَمَا سَكَنَ فِيْهِمَا لِلّٰهِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَوَّلَ هٰذَا النَّهَارِ صَلَاحًا وَاَوْ سَطَهٗ نَجَاحًا وَاٰخِرَهٗ فَلَاحًا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

خلاصۂ حدیث صبح کے وقت اس حدیث شریف میں مذکور دعا کو پڑھنے کا اہتمام ہونا چاہیے؛ اس لیے کہ یہ آپ کا طریقہ ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح الکبریاء: مراد ذاتی صفات ہیں، والعظمۃ : وہ صفات مراد ہیں جو فعلی ہیں، للّٰہ: یعنی یہ سب کچھ اللہ ہی کے لیے ہیں، الخلق: سے مراد تدریجی طور پر تخلیق ہے، والامر : سے مراد آناً فاناً تخلیق ہے

﴿صبح کے وقت پڑھنے کی ایک اور دعا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۰۸﴾ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اِذَا اَصْبَحَ اَصْبَحْنَا عَلٰى فِطْرَةِ الْاِسْلَامِ وَكَلِمَةِ الْاِخْلَاصِ وَعَلٰى دِيْنِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى ملة ابينَا ابراهيم حنيفاً وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ. رَوَاهُ اَحْمدُ و الدَّارِمِيُّ.

حل لغات: فطرۃ : طبعی حالت جمع فطر ، المشرکین: جمع ہے مشرک کی بمعنی اللہ کے ساتھ شریک کرنے والا۔

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ صبح کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے "اصبحنا علی فطرۃ الاسلام وکلمۃ الاخلاص وعلی دین نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلی ملۃ ابینا ابراھیم حنیفا وماکان من المشرکین".

خلاصۂ حدیث عبد الرحمن بن ابزی : یہ صحابی ہیں، جناب نبی کریم ﷺ سے ان کی ملاقات ثابت ہے، علی فطرۃ الاسلام : فطرت اسلام سے وہ فطرت مراد ہے کہ جس میں طبعاً اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور شعائر اسلام کی اہمیت موجود ہو، و کلمۃ الاخلاص : مراد خالص وحدانیت ہے، حنیفا: یعنی ادیان باطلہ سے ادیان حقہ کی طرف میلان ہو، یہ میلان حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر غالب تھا؛ اس لیے یہ صفت لائی گئی ہے، وما کان من المشرکین :اس کے ذریعے سے کفار مکہ کی تردید مقصود ہے کہ وہ کہتے تھے کہ ہم ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین پر ہیں حالاں کہ وہ لوگ مشرک تھے، شرک کے جال میں پھنسے ہوئے تھے جس سے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کوئی تعلق نہ تھا۔

﴿باب الدعوات فی الاوقات﴾

الفصل الاول

﴿اولاد کو شیطان سے محفوظ رکھنے کا طریقہ﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۰۹﴾ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّاْتِيَ اَهْلَهٗ قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا فَاِنَّهٗ اِنْ يُّقَدَّرْ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ فِيْ ذٰلِكَ لَمْ يَضُرَّهٗ شَيْطَانٌ اَبَداً. متفق عليه.

حل اللغات: اراد: اَرَادَ (افعال) چاہنا، ارادہ کرنا، جنّبنا: جنَّبَ (تفعیل) الشیء دور کرنا۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی اپنی بیوی سے صحبت کا ارادہ کرے تو کہے "بسم اللہ اللھم جنبنا الشیطان وجنب الشیطان ما رزقتنا" اس لیے کہ اگر اس جماع کے ذریعے سے

بچہ دینا مقدر ہوا تو شیطان اس کو بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

خلاصہ حدیث جماع کے وقت مذکورہ بالا دعا پڑھنے سے اولاد شیطانی شرارت سے محفوظ رہتی ہے؛ اسلئے اس کا اہتمام ہونا چاہیے۔

کلمات حدیث کی تشریح لو ان احدکم اذا اراد یاتی احدکم اهله: مراد یہ ہے کہ آدمی جب جماعِ مباح کا ارادہ کرے، خواہ اپنی بیوی سے ہو یا لونڈی سے تو اس کو یہ دعا پڑھنی چاہیے؛ بسم الله: مراد اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے، اللهم جنبنا الشيطان الخ: یعنی اے اللہ تو شیطان کو ہم دونوں اور جو تو اولاد دینے والا ہے ان سے شیطان کو دور رکھ؛ فانه ان یقدر بینهما ولد فی ذلك: یعنی اس دعا کو پڑھ کر کی جانے والی ہم بستری کے نتیجے میں جو اولاد ہوگی وہ شیطان سے محفوظ رہے گی؛ لم یضره شیطان ابداً: یعنی شیطان سے محفوظ رہنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ بچہ کفر وشرک کی گھنگور گھٹا سے بچا رہے گا، اور وہ کفر وشرک کی وادی میں جا کر ٹامک ٹوئیں نہ مارے گا؛ بلکہ وہ ہمیشہ ہمیش کے لیے اسلام پر قائم رہے گا۔

﴿غم فرو کرنے والا نسخہ﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۱۰﴾ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ الْكَرْبِ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ . متفق عليه.

حل لغات: الكرب: كَرَبَ (ن) کرباً، دشوار ہونا، العرش: تختِ شاہی جمع اعراش.

ترجمہ: اور ان سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ شدتِ غم کے وقت پڑھتے تھے "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ" .

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ شدتِ غم کے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

کلمات حدیث کی تشریح وعنه: یعنی یہ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، الكرب: مراد شدتِ غم ہے اور اتنا شدید کہ آدمی کو پگھلا دے، "ای الغم الذی یاخذ النفس" (مرقات ۱۴۹/۵)۔

﴿غصہ ختم کرنے کی ترکیب﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۱۱﴾ وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ قَالَ: اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ عِنْدَهُ جُلُوْسٌ، وأَحَدُهُمَا يَسُبُّ صَاحِبَهُ مُغْضَباً قَدِ احْمَرَّ وَجْهُهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ مِنَ الْغَضَبِ: أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، فَقَالُوْا لِلرَّجُلِ: أَلَا تَسْمَعُ مَا يَقُوْلُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: إِنِّي لَسْتُ بِمَجْنُوْنٍ. متفق عليه.

حل لغات: یسب: سَبَّ (ن) سَبّاً گالی دینا۔ مغضبا: غَضِبَ (ض) غضباً غضب ناک ہونا۔ وجهه: چہرہ جمع وجوہ۔

ترجمہ: حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کے پاس دو آدمی لڑ پڑے اور میں ان کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا، ان میں سے ایک غضب ناک ہو کر دوسرے کو گالی دے رہا تھا، اور اس آدمی کا چہرہ مارے غصہ کے سرخ تھا، تو جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں ایک کلمہ جانتا ہوں اگر وہ کہہ لے تو اس کا غصہ ختم ہو جائے گا، (وہ کلمہ یہ ہے) اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، صحابہ کرام نے اس آدمی سے کہا: تو جناب نبی کریم ﷺ کی بات سن نہیں رہا ہے؟ تو اس نے کہا: میں دیوانہ نہیں ہوں۔

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ "تعوذ" پڑھنے سے آدمی کا غصہ جاتا رہتا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح استب رجلان: یعنی ایک دوسرے کو گالی دے رہے تھے، عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم: یعنی یہ حرکت جناب نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں ہو رہی تھی، ونحن عنده جلوس: یعنی حضرات صحابہؓ کرام آپ کی مجلس میں بیٹھے رہتے تھے کھڑے نہ ہوتے تھے؛ اس لیے کہ آپ نے کھڑے ہونے سے منع کر رکھا تھا "ای لا قیام لمنعه صلی الله علیه وسلم إیاهم بقوله لا تقوموا کما یقوم الأعاجم بعضهم لبعض" (مرقات ۵/۱۹۴)، واحدهما یسب صاحبه الخ: یعنی ان میں سے ایک آدمی سخت گالی دے رہا تھا، غصے میں بھی زیادہ تھا، اور اس قدر غصے میں تھا کہ اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا، فقال النبی الخ: اس کی یہ حالت دیکھ کر جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ آدمی اگر تعوذ پڑھ لے تو غصہ ختم ہو جائے گا، فقالوا للرجل الخ: یعنی جب آدمی چپ ہو گیا تو حضرات صحابہؓ کرام نے اس سے کہا کہ تم جناب نبی کریم ﷺ کی بات نہیں سن رہے ہو؟ اس لیے کہ اس نے ابھی تک تعوذ نہیں پڑھا تھا، قال الی لست بمجنون: یعنی وہ آدمی یا تو منافق تھا، یا اجڈ دیہاتی تھا، وہ کلام کے فوائد اور اثرات سے ناواقف تھا: اس لیے اس نے یہ کہہ دیا کہ میں مجنون، دیوانہ تھوڑا ہی ہوں کہ یہ کلمہ پڑھوں؛ یعنی اس کے وہم کے مطابق یہ جنون میں تو مفید ہے دوسری چیز کے لیے مفید نہیں ہے۔

﴿مرغ کی بانگ اور گدھے کی آواز کے وقت کیا کرے﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۱۲﴾ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: إذَا سَمِعْتُمْ صِیَاحَ الدِّیْکَةِ فَاسْئَلُوْا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ فَإنَّهَا رَأَتْ مَلَکاً وَإذَا سَمِعْتُمْ نَهِیْقَ الْحِمَارِ فَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ فَإنَّهٗ رَایٰ شَیْطَاناً. متفق علیه.

حل لغات: صیاح: صَاحَ (ض) صَیحاً چلانا، الدیکة: مرغ جمع دُیُوك و اَدْیاك. نهیق: نَهَقَ (ف، ن) نَهقاً گدھے کا رینکنا۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم مرغ کی بانگ سنو تو اللہ سے اس کا فضل چاہو؛ اس لیے کہ وہ فرشتہ دیکھ کر بولتا ہے، اور جب گدھے کی رینک سنو تو اللہ سے شیطان مردود کی پناہ مانگو؛ اس لیے کہ وہ شیطان دیکھ کر ڈھینچوں ڈھینچوں کرتا ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ مرغ کی بانگ سن کر دعا کرنی چاہیے؛ تاکہ فرشتہ آمین کہے اور دعا قبول ہو جائے اور جب گدھے کی آواز سنے تو شیطان کی پناہ مانگے۔

کلمات حدیث کی تشریح إذا سمعتم صیاح الدیکة الخ: یعنی جب مرغ کی آواز سنے تو آدمی کو دعائے خیر کرنی چاہیے؛ اس لیے کہ مرغ فرشتے کو دیکھ کر بولتا ہے، اس وقت کی جانے والی دعا پر فرشتہ آمین کہتا ہے، تو بہت ممکن ہے کہ دعا قبول ہو جائے، وإذا سمعتم نهیق الحمار الخ: یعنی جب گدھے کی آواز سنے تو شیطان کی پناہ مانگنی چاہیے؛ اس لیے کہ شیطان کو دیکھ کر ہی گدھا ڈھینچوں ڈھینچوں کرتا ہے، تاکہ آدمی شیطان کے شر سے محفوظ ہو جائے۔

﴿سواری پر چڑھنے کی دعا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۱۳﴾ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ إذَا اسْتَوٰی عَلٰی بَعِیْرِهٖ خَارِجاً إلَی السَّفَرِ کَبَّرَ ثَلَاثاً ثُمَّ قَالَ سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا کُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَإنَّا إلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ اللّٰهُمَّ إنَّا نَسْأَلُكَ فِیْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی، اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَیْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِلَنَا بُعْدَهٗ، اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَةُ فِی الْأهْلِ، اَللّٰهُمَّ إنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ وَعْثَاءِ

السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلِبِ فِي الْمَالِ وَالْاَهْلِ، وَإِذَا رَجَعَ قَالَهُنَّ وَزَادَ فِيهِنَّ اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ. رواه مسلم.

حل لغات: بعیر: اونٹ جمع بُعْرَان، سخر: سَخَّرَ (تفعیل) مسخر کرنا، البر: نیکی جمع ابرار، کآبة: شکستہ دل، کَئِبَ (س) غمگین ہونا۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ سفر میں جانے کے لیے اپنی اونٹنی پر سوار ہوتے تو تین مرتبہ تکبیر کہہ کر یہ دعا پڑھتے:

"سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَه مُقْرِنِيْنَ وَإِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ اللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ فِي سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى، اللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِلَنَا بُعْدَهُ، اللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْأَهْلِ، اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلِبِ فِي الْمَالِ وَالْاَهْلِ."

اور جب سفر سے لوٹتے تو یہی دعا پڑھتے؛ لیکن اس پر اتنا اضافہ کرتے "آئبون تائبون عابدون لربنا حامدون".

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ سواری پر سوار ہوتے اور واپسی کے وقت اس حدیث شریف میں مذکور دعا پڑھنی چاہیے۔

کلمات حدیث کی تشریح **كان إذا استوى على بعيره الخ:** مراد یہ ہے کہ آدمی سفر میں جانے کے لیے سواری پر سوار ہو تو یہ دعا پڑھے، **كبر ثلاثا:** یعنی جناب نبی کریم ﷺ تین مرتبہ اللہ اکبر کہا کرتے تھے، **ثم قال الخ:** مراد یہ ہے کہ جب کسی سواری پر سوار ہو تو یہ دعا پڑھنی سنت ہے، **سبحان الذي سخرلنا هذا الخ:** یہ جس پر ہم سوار ہیں، اللہ تعالیٰ کی رحمت اور عنایت سے سوار ہیں؛ اگر اللہ تعالیٰ کی عنایت نہ ہوتو ہم اس کو اپنے قبضے میں کر ہی نہیں سکتے تھے، **وانا إلى ربنا الخ:** یعنی ہم اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹ کر جائیں گے، **اللهم انا نسألك الخ:** یعنی سفر میں عام طور پر کوتاہیاں ہو جایا کرتی ہیں؛ اس لیے اس میں بھلائی، خیر اور تقویٰ کے ساتھ ساتھ ڈھیر ساری دعائیں کی گئی ہیں، تاکہ اللہ تعالیٰ راضی رہے، **اللهم انت الصاحب في السفر الخ:** یعنی اے اللہ! سفر میں تو ہی میرا معین و مددگار ہے، نیز میرا گھر خالی ہے، جس طرح سے تو میری موجودگی میں میرے گھر کی حفاظت کرتا رہا ہے، اے اللہ تجھ ہی سے درخواست ہے کہ میری غیر موجودگی میں بھی میرے گھر اور میرے گھر والوں کی حفاظت فرما، **من وعثاء السفر وكابة المنظر الخ:** ان کلمات کے ذریعے سے سفر کی تمام دشواریوں سے پناہ مانگی گئی ہے، **وإذا رجع قالهن:** یعنی جناب نبی کریم ﷺ جب سفر سے لوٹتے تو اس وقت بھی یہی دعا پڑھا کرتے تھے، **وزاد فيهن الخ:** یعنی آپ جب واپسی پر دعا پڑھتے تو اتنا اضافہ فرماتے "آئبون تائبون عابدون لربنا حامدون".

﴿سفر میں کن چیزوں سے پناہ مانگنی چاہیے﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۱۴﴾ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجَسٍ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَفَرَ يَتَعَوَّذُ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ وَدَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: وعثاء: مشقت، وعث (س) وعثاً دشوار ہونا، الحور: حَارَ (ن) حوراً مندا پڑنا، الكور: زیادتی جمع اكوار۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ جب سفر کرتے تو سفر کی مشقت، شکستہ دلی، زیادتی کے بعد نقصان، مظلوم کی بددعا اور اہل اور مال کو بری حالت میں دیکھنے سے پناہ چاہتے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ دورانِ سفر اس دعا کو پڑھا کرے تا کہ ہر طرح کی بلا سے محفوظ رہے۔

کلمات حدیث کی تشریح یتعوذ من وعثاء السفر: مشقت سے مراد وہ مشقت ہے جس کی وجہ سے ذکر اللہ سے غافل ہوجائے "ای مشقۃ الشاغلۃ من الذکر" (مرقات ۵/۱۹۹) وکآبۃ المنقلب: وہ حالت مراد ہے کہ مسافر جب گھر آئے تو دیکھا کہ گھر اور گھر والوں کی حالت بگڑی ہوتی ہے، جس سے اس کو دلی تکلیف ہوگی، تو ان کلمات میں ایسی بری حالت سے پناہ مانگی گئی ہے، والحور بعد الکور: مراد زوالِ نعمت ہے؛ یعنی اللہ کی طرف سے نعمتیں ملی ہوئی تھیں اب ان کے زوال سے پناہ مانگی گئی ہے کہ وہ محفوظ رہے تا کہ ان سے فائدہ اٹھایا جاسکے، ودعوۃ المظلوم: مظلوم کی بددعا سے پناہ اس لیے مانگی گئی ہے کہ مظلوم کی بددعا اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہے؛ یعنی اللہ مظلوم کی بددعا قبول کر ہی لیتا ہے۔

﴿نئی جگہ میں ٹھہرنے کی دعا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۱۵﴾ وَعَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيْمٍ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ نَزَلَ مَنْزِلًا فَقَالَ: أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْئٌ حَتّٰى يَرْتَحِلَ مِنْ مَنْزِلِه ذٰلِكَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حل لغات: نَزَلَ (ض) نزولاً اترنا، کلمات: جمع ہے کلمۃ کی بمعنی بات۔

ترجمہ: حضرت خولہ بنت حکیمؓ سے روایت ہے کہ میں نے جناب نبی کریم ﷺ کو کہتے سنا کہ جس شخص نے نئی جگہ اتر کر یہ کلمات کہے "اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق" کہے تو اس کو اس جگہ سے کوچ کرنے تک کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جب کہیں نئی جگہ پڑاؤ کرے تو یہ کلمات پڑھ لیا کرے۔

کلمات حدیث کی تشریح خولہ بنت حکیم: یہ صحابیہ ہیں اور حکیم بن مطعون کی بیوی ہیں، من نزل منزلا: منزل سے مراد دورانِ سفر نئی جگہ میں پڑاؤ ڈالنا ہے، بکلمات اللہ التامات: مراد اسمائے حسنیٰ اور کلامِ الٰہی ہیں، من شر ما خلق: خلق سے مراد عام مخلوق ہے؛ اس لیے کہ یہ مخلوق، مخلوق ہونے کی حیثیت سے مضر ہونے سے خالی نہیں ہے۔

﴿رات میں نقصانات سے بچنے کا طریقہ﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۱۶﴾ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! مَا لَقِيْتُ مِنْ عَقْرَبٍ لَدَغَتْنِيْ الْبَارِحَةَ، قَالَ: أَمَا لَوْ قُلْتَ حِيْنَ أَمْسَيْتَ أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ تَضُرَّكَ. رواه مسلم

حل لغات: عقرب: بچھو جمع عقارب، لدغنی: لَدَغ (ف) لَدْغاً ڈسنا، البارحۃ: گزشتہ رات۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے جناب نبی کریم ﷺ کے پاس آکر کہا یا رسول اللہ! گزشتہ رات ایک بچھو نے مجھے ڈس لیا، تو آپ نے فرمایا اگر تم شام کے وقت "اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق" پڑھ لیتے تو تمہیں نقصان نہ پہنچاتا۔

خلاصۂ حدیث شام کے وقت اس حدیث شریف میں مذکور کلمات کو پڑھ لیا کرے تا کہ مخلوقات کے نقصان سے بچا رہے۔

کلمات حدیث کی تشریح جاء رجل: رجل سے مراد صحابی ہیں، مالقیت من عقرب لدغنی الخ: مراد یہ ہے کہ گزشتہ رات ایک بچھو نے مجھے ڈس لیا؛ جس کی وجہ سے کافی تکلیف ہوئی، قال اما لو قلت الخ: یعنی آپ نے

فرمایا کہ اگر تم شام کے وقت یہ کلمات پڑھ لیتے تو وہ بچھو تمہیں نقصان نہ پہنچاتا۔

﴿حالتِ سفر میں صبح کے وقت پڑھنے والی دعا﴾

﴿حدیث نمبر۲۳۱۷﴾وعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا كَانَ فِيْ سَفَرٍ وَاَسْحَرَ يَقُوْلُ: سَمِعَ سَامِعٌ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَحُسْنِ بَلَاءِهٖ عَلَيْنَا رَبَّنَا صَاحِبْنَا وَاَفْضِلْ عَلَيْنَا عَائِذاً بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ. رَوَاه مسْلمٌ.

حل لغات: سفر: مسافت طے کرنا جمع اسفار، اسحر: سَحِرَ (س) سحراً صبح سویرے آنا، اَسْحَرَ (افعال) صبح کے وقت جانا، عائذاً، عاذ (ن) عوذاً پناہ لینا، النار: آگ جمع نیران۔

ترجمه: ان سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ جب سفر میں ہوتے تو صبح کے وقت یہ دعا پڑھتے "سمع سامع بحمد الله وحسن بلاءه علينا ربنا صاحبنا وافضل علينا عائذاً بالله من النار".

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ سفر کے دوران سحر کا وقت ملے، تو اس حدیث شریف میں مذکور دعا پڑھنی چاہیے؛ چوں کہ یہ جناب نبی کریم ﷺ کا طریقہ ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح وعنه: یعنی یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کان: اس کا اسم محذوف ہے؛ یعنی آپ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ سفر کے دوران سحر کے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے "ای عادته" (مرقات ۵/۲۰۰)، واسحر: یعنی آپ جب صبح کے وقت میں داخل ہوتے تھے اور یہ وقت صبح سے ذرا پہلے ہوتا ہے، جسے صبح کاذب کہا جاتا ہے، وحسن بلاءه علینا: مراد انعاماتِ الٰہی ہیں۔

﴿حج وعمرہ سے واپسی کے وقت کی دعا﴾

﴿حدیث نمبر۲۳۱۸﴾وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوٍ أَوْ حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ يُكَبِّرُ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ مِنَ الْأَرْضِ ثَلَاثَ تَكْبِيْرَاتٍ، ثُمَّ يَقُوْلُ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ، آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ، صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهٗ. متفقٌ عَلَيْه.

حل لغات: قفل: قَفَلَ (ض) قفلا لوٹنا، غزوۃ: وہ لڑائی جس میں جناب نبی کریم ﷺ نے بنفسِ نفیس شرکت کی ہو، جمع غَزَوات، شرف: بلند جگہ، جمع اشراف، هَزَمَ (ض) هزماً دشمن کو شکست دینا۔

ترجمه: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ جب غزوے، حج یا عمرے سے واپس لوٹتے تو ہر بلند مقام پر تین مرتبہ تکبیر کہتے اور یہ دعا پڑھتے:

"لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ، آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ، صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهٗ".

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ حج وعمرے سے واپسی کے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

کلمات حدیث کی تشریح قفل: یہ رجع کے معنی میں ہے " ای رجع "(مرقات ۵/۲۰۲) من غزو او حج اوعمرة: مراد یہ ہے کہ ہر اہم سفر سے واپسی پر مذکورہ بالا دعا پڑھنی چاہیے، اور یہاں تین سفر کا تذکرہ اس لیے ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کے اسفار ان ہی تین اہم کام کے لیے ہوتے ہیں؛ اسی لیے ان تین کا تذکرہ ہے " كانه قصد استيعاب انواع سفره صلى الله عليه وسلم ببيان انه لا يخرج عن هذه الثلاثة" (مرقات ۵/۲۰۲) يكبر على كل شرف من

الارض الخ: یعنی جب بلند مقام پر چڑھا جائے تو تکبیر کہے؛ تاکہ اس بلندی کی بنیاد پر کبر کا جو شائبہ آگیا ہے وہ دور ہوجائے، آئبون: یعنی ہم اپنے شہر لوٹ رہے ہیں، ونصر عبده وهزم الاحزاب: مرادغزوۂ احزاب میں مسلمانوں کی نصرت اور کفار کی ہزیمت ہے، وحده: یعنی یہ سب کچھ اللہ نے کیا ہے، کوئی دوسرا اس میں شریک نہیں ہے۔

﴿مشرکین کے لیے آپ کا بددعا کرنا﴾

﴿حدیث نمبر۲۳۱۹﴾ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِیْ اَوْفٰی قَالَ: دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْاَحْزَابِ عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْکِتَابِ سَرِیْعَ الْحِسَابِ اَللّٰهُمَّ اَهْزِمِ الْاَحْزَابَ اَللّٰهُمَّ اَهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ. متفقٌ عَلَیْهِ.

حل لغات: الاحزاب: جمع ہے حزب کی بمعنی جماعت، سریع: سَرِعَ (س) سرعة: جلدی کرنا، اهزم: هَزِمَ (س) هزما: دشمن کو شکست دینا۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے احزاب کے دن مشرکین پر بددعا کرتے ہوئے کہا "اللهم منزل الکتاب سریع الحساب اللهم اهزم الاحزاب اللهم اهزمهم وزلزلهم".

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے عام حالات میں بددعا تو نہیں کی ہے؛ لیکن جب پانی سر سے اونچا ہوگیا اور قوم وملت کی بات آگئی تو آپ نے بعض مخصوص حالات میں بددعائیں بھی کی ہیں، ان میں سے ایک موقع غزوۂ احزاب بھی ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح یوم الاحزاب: سے مرادغزوۂ خندق ہے، فقال: یعنی آپ نے بدعا کا ارادہ کیا، اللهم منزل الکتاب: کتاب سے مراد یا تو جنس کتاب ہے یاصرف قرآن کریم مراد ہے" والمراد بالکتاب جنسه او القرآن" (مرقات ۲۰۲/۵)، سریع الحساب: سے وہ حساب مراد ہے جو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بہت جلدی نمٹادے گا، اللهم اهزمهم الخ، یعنی مشرکین کو شکست دے اور ان کو تتر بتر کردے۔

﴿مهمانی اور میزبانی کے آداب﴾

﴿حدیث نمبر۲۳۲۰﴾ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ: نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی اَبِیْ فَقَرَّبْنَا اِلَیْهِ طَعَاماً وَوَطْبَةً فَاَکَلَ مِنْهَا ثُمَّ اُتِیَ بِتَمْرٍ وَکَانَ یَاْکُلُهُ وَیُلْقِی النَّوٰی بَیْنَ اِصْبَعَیْهِ وَیَجْمَعُ السَّبَّابَةَ وَالْوُسْطٰی. وَفِیْ رِوَایَةٍ: فَجَعَلَ یُلْقِی النَّوٰی عَلٰی ظَهْرِ اِصْبَعَیْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰی ثُمَّ اُتِیَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَهُ فَقَالَ اَبِیْ وَاَخَذَ بِلِجَامِ دَابَّتِهِ: اُدْعُ اللّٰهَ لَنَا، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِیْمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: طعاماً: کھانا جمع اطعمة، وطبة: مؤنث ہے وطب کی بمعنی مالیدہ، دودھ کی مشک، جمع اوطب، تمر: کھجور جمع تمور، النوی: جمع ہے نواة کی بمعنی گٹھلی، اصبع: انگلی جمع اصابع، لجام: لگام جمع لُجُم۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ میرے والد محترم کے مہمان بنے، تو ہم نے کھانا اور مالیدہ پیش کیا، آپ نے اس میں سے کھایا پھر کھجور لائی گئی، آپ اس کو کھاتے جاتے اور گٹھلیاں سبابہ اور وسطی کو جمع کرکے انگلیوں کے درمیان ڈالتے جاتے، اور ایک روایت میں ہے کہ آپ اپنی سبابہ اور وسطی انگلیوں کے درمیان گٹھلیاں ڈالتے جاتے، پھر پانی لایا گیا؛ چنانچہ آپ نے اس میں سے پیا، میرے والد صاحب نے کہا اور وہ جناب نبی کریم ﷺ کی سواری کی لگام تھامے ہوئے

تھے، تو آپ نے فرمایا "اللّهمّ بارك لهم فيما رزقتهم واغفر لهم وارحمهم".

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جب کہیں دعوت میں جائے اور میزبان دعا کے لیے کہے تو دعا کر دینی چاہیے۔

کلمات حدیث کی تشریح لنزل رسول الله صلى الله عليه وسلّم: یعنی جناب نبی کریم ﷺ حضرت بسر رضی اللہ عنہ کے مہمان بنے، فقربنا اليه طعاما الخ: یعنی جناب نبی کریم ﷺ ان کے یہاں مہمان بنے تو دستر خوان پہ کھانا اور مالیدہ چنا گیا، جسے جناب نبی کریم ﷺ نے تناول فرمایا، ثم اتى بتمر: یعنی جب جناب نبی کریم ﷺ کھانے سے فارغ ہونے لگے تو کھجور آئی، اسے بھی آپ نے کھائی اور اس طور پر کہ شہادت اور بیچ والی انگلی کے درمیان گٹھلی ڈالتے، ثم اتى بشراب الخ: یعنی جب ان تمام چیزوں سے فارغ ہو گئے تو اب مشروب لایا گیا "اى ماء او ما يقوم مقامه" (مرقات ۵/۲۰۴)، فقال ابى واخذ بلجام دابته الخ: یعنی جناب نبی کریم ﷺ کو رخصت کرنے کے لیے نکلے، اس وقت انہوں نے آپ سے دعا کرنے کے لیے کہا تو آپ نے دعا کی، ایسے مواقع پر میزبان اور مہمان کی ذمہ داری ہے کہ آپس میں دعا کرنے اور کرانے کا اہتمام کرے۔

الفصل الثانی

﴿چاند دیکھنے کی دعا﴾

﴿حدیث نمبر۲۳۲۱﴾ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا رَاَى الْهِلَالَ اللّٰهُمَّ اَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ. رواه التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

حل لغات: رای: رای (ف) رؤية دیکھنا، الهلال: پہلی رات کا چاند جمع اهلّة، الامن: اَمِنَ (س) امنا مطمئن ہونا۔

ترجمه: حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ پہلی رات کا چاند دیکھتے تو کہتے "اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ."

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ نیا چاند دیکھ کر اس حدیث شریف میں مذکور دعا پڑھنی چاہیے۔

کلمات حدیث کی تشریح عن طلحه بن عبيدالله: حضرات عشرۂ مبشرہ میں سے ایک ہیں "كان إذا رأى الهلال" ہلال پہلی رات کے چاند کو کہتے ہیں؛ یعنی جناب نبی کریم ﷺ پہلی رات کے چاند کو دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے تھے۔

﴿مصیبت میں مبتلاء کو دیکھ کر یہ دعا پڑھے﴾

﴿حدیث نمبر۲۳۲۲﴾ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَامِنْ رَجُلٍ رَاٰى مُبْتَلًى فَقَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِه وفَضَّلَنِيْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا اِلَّا لَمْ يُصِبْهُ ذٰلِكَ الْبَلَاءُ كَائِنًا مَا كَانَ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَعَمْرو وابْنُ دِيْنَارٍ الرَّاوِي ليس بالقوىّ.

حل لغات: رجل: آدمی جمع رجال، مبتلیٰ بلا(ن) بلوا وبلاءً آزمانا۔

ترجمه: حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے مبتلائے مصیبت کو دیکھ کر یہ دعا پڑھی "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِه وَفَضَّلَنِيْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا" تو اس کو وہ مصیبت نہیں پہنچے گی؛ خواہ وہ مصیبت جیسی بھی ہو۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ مصیبت زدہ شخص کو دیکھ کر اس حدیث شریف میں مذکور دعا پڑھنی چاہیے۔

کلمات حدیث کی تشریح قالا: یعنی یہ روایت حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت ابو ہریرہ دونوں حضرات سے مروی ہے،مامن رجل رأی مبتلی: ابتلاء سے بدنی، دنیوی اور دینی ہر طرح کی بلا مراد ہے "ای فی امربدنی کبرص، وقصر فاحش او طول مفرط او عمی او اعرج .... او دینی بنحو فسق وظلم وبدعة و کفر وغیرها" (مرقات۵/۲۰۵)، لم یصبه ذالك البلاء الخ: یعنی جو شخص یہ دعا پڑھے گا تو کسی طرح کی بھی بلا ہو، پڑھنے والا اس بلا میں مبتلا نہ ہوگا۔

﴿بازار میں پڑھی جانے والی دعا﴾

﴿حدیث نمبر۲۳۲۳﴾ وعَن عُمَرَ انَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ دَخَلَ السُّوْقَ فَقَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِیْكَ لَهُ لَه الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَهُوَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ بِیَدِهِ الْخَیْرُ وَهُوَ عَلیٰ کُلِّ شَیئٍ قَدِیْرٌ کَتَبَ اللّٰهُ لَهُ اَلْفَ اَلْفِ حَسَنَةٍ ' وَمَحَاعَنْهُ اَلْفَ اَلْفِ سَیِّئَةٍ وَرَفَعَ لَهُ اَلْفَ اَلْفِ دَرَجَةٍ وَبَنیٰ لَهُ بَیْتاً فِی الْجَنَّةِ.رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ، وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ: هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ وَفِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ مَنْ قَالَ فِیْ سُوقٍ جَامِعٍ یُبَاعُ فِیْهِ بَدَلَ مَنْ دَخَلَ السُّوْقَ.

حل لغات: السوق: بازار جمع اسواق،یمیت: مَاتَ(ن) موْتاً مرنا،ید: ہاتھ جمع ایدی ،محا: محا(ن) محْیاً مٹانا۔

ترجمه: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے بازار میں داخل ہوکر یہ دعا پڑھی: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِیْكَ لَهُ لَه الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَهُوَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ بِیَدِهِ الْخَیْرُ وَهُوَ عَلیٰ کُلِّ شَیئٍ قَدِیْرٌ. تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک ہزار نیکیاں لکھتا ہے، اس کے نامہ اعمال سے ایک ہزار گناہ مٹاتا ہے، اس کے لیے ایک ہزار درجے بلند کرتا ہے اور اس کے لیے جنت میں ایک گھر بناتا ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی جب بازار میں داخل ہونے لگے تو مذکورہ بالا دعا پڑھے۔

کلمات حدیث کی تشریح من دخل السوق: یعنی بازار میں یہ دعا پڑھے؛ اس لیے کہ بازار غفلت کی جگہ ہے تو وہاں ذکر کرتا رہے،فقال: ذکر جہری اور سری دونوں کی گنجائش ہے جیسا موقع ہو ویسا کرے؛ البتہ ذکر جہری افضل ہے؛ تاکہ جو لوگ غافل ہیں وہ بھی ذکر میں شریک ہوجائیں، بیده الخیر: ید سے مراد قدرت وقبضہ ہے، جو شخص بازار میں یہ دعا پڑھے گا وہ لوگ بڑے اچھے اور سچے ہیں، چوں کہ قرآن کریم میں ایسے لوگوں کی مدح سرائی کی گئی ہے" قال الطیبی فمن ذکر اللّٰه فیه دخل فی زمرة من قال تعالیٰ فی حقهم **لا تلهیهم تجارة ولا بیع عن ذکر اللّٰه**" (مرقات۵/۲۰۶)۔

﴿دنیوی نعمت کی حقیقت﴾

﴿حدیث نمبر۲۳۲۴﴾ وعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: سَمِعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَجُلاً یَدْعُوْا یَقُوْلُ:اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ تَمَامَ النِّعْمَةِ، فَقَالَ: اَیُّ شَیْئٍ تَمَامُ النِّعْمَةِ؟ قَالَ:دَعْوَةٌ اَرْجُوْ بِهَا خَیْراً، فَقَالَ:اِنَّ مِنْ تَمَامِ النِّعْمَةِ دُخُوْلَ الْجَنَّةِ وَالْفَوْزَمِنَ النَّارِ، وَسَمِعَ رَجُلاً یَقُوْلُ: یَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ'فَقَالَ:قَدِ اسْتُجِیْبَ لَكَ فَسَلْ وَسَمِعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَجُلاً وَهُوَ یَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الصَّبْرَ' فَقَالَ:سَاَلْتَ اللّٰهَ الْبَلَاءَ فَسَلْهُ الْعَافِیَةَ . رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حل لغات: یدعوا: دعا (ن) دعوة بلانا،النعمة جمع النعامات،الفوز: فَازَ(ن) فوْزاً کامیاب ہونا۔

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو ان الفاظ میں دعا کرتے ہوئے سنا "اللھم انی اسالك تمام النعمة" تو آپ نے پوچھا: تمام النعمة سے کیا مراد ہے؟ تو اس آدمی نے کہا: ایسی دعا مراد ہے، جس سے میں بھلائی کی امید رکھتا ہوں، تو آپ نے فرمایا جنت میں داخل ہونا اور آگ سے نجات پانا پوری نعمت ہے، اور ایک آدمی کو آپ نے کہتے ہوئے سنا "یا ذالجلال و الاکرام" تو آپ نے کہا تمہاری دعا قبول ہوئی؛ اس لیے تو مانگ اور جناب نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو دعا کرتے ہوئے سنا "اللھم انی اسئلك الصبر" تو آپ نے فرمایا: تم تو اللہ تعالیٰ سے بلا مانگ رہے ہو، اس لیے یہ نہ کر کے عافیت کی دعا مانگو۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی جب دعا کرے تو جچے، تلے اور جامع الفاظ استعمال کرے، ایسے الفاظ استعمال کرنے سے بچے، جن کے اثرات اچھے ظاہر نہ ہوتے ہوں۔

کلمات حدیث کی تشریح رجلا: مراد ایک صحابی ہیں، فقال دعوة: دعا سے دعا مستجاب مراد ہے، خیراً: سے مال کثیر مراد ہے، فقال ان من تمام النعمة دخول الجنة الخ: دخول جنت تکمیل نعمت اس لیے ہے کہ جنت میں ہر طرح کی نعمتیں ہیں، نیز قرآن کریم میں بھی دخولِ جنت کو فوز و فلاح کہا گیا ہے "فمن زحزح عن النار وادخل الجنة فقد فاز" وسمع رجلا یقول: یا ذا الجلال و الاکرام! مراد یہ ہے کہ ان الفاظ سے کی جانے والی دعا اس آدمی کی قبول ہوگئی؛ اس لیے آپ نے اس شخص کو بشارت دی کہ تمہاری دعا قبول ہو رہی ہے اس لیے کیے جاؤ، فقال سالت الله البلاء، یعنی آدمی صبر مصیبت میں کیا کرتا ہے اور اس آدمی نے چوں کہ صبر کی دعا کی، بالفاظ دیگر اس نے بلا کی دعا کی؛ اس لیے آپ نے عافیت کی تلقین کی۔

﴿کفارة المجلس﴾

﴿حدیث نمبر۲۳۲۵﴾ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ جَلَسَ مَجْلِساً فَكَثُرَ فِيْهِ لَغَطُهٗ فَقَالَ قَبْلَ اَنْ يَّقُوْمَ: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ اِلَّا غُفِرَ لَهٗ مَا كَانَ فِيْ مَجْلِسِهٖ ذٰلِكَ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ.

حل لغات: جلس: جَلَسَ (ض) جلوساً بیٹھنا، مجلس: بیٹھنے کی جگہ جمع مجالس، لغطه: لَغَطَ (ف) لَغطاً شور کرنا۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی ایسی مجلس میں بیٹھا جہاں بے فائدہ باتیں ہو رہی ہوں اور اس نے اٹھنے سے پہلے یہ دعا پڑھ لی "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ" تو اس مجلس میں جو کچھ ہوا اس کے لیے بخش دیا جاتا ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ مجلس میں کچھ بے فائدہ باتیں ہو جایا کرتی ہیں ان سے مغفرت کے لیے یہ دعا تریاق ہے؛ اس لیے جب مجلس ختم ہو تو یہ دعا پڑھ لیا کرے۔

کلمات حدیث کی تشریح لغطه: مراد بے فائدہ باتیں ہیں، فقال قبل ان یقوم: مراد یہ ہے کہ مجلس برخواست ہونے سے پہلے پہلے یہ دعا پڑھ لیا کرنے سے اس مجلس میں ہونے والے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں، الا غفر له ما کان فی مجلسه ذالك: مراد یہ ہے کہ اس حدیث شریف میں مذکور دعا کو پڑھ لینے کے بعد اس مجلس میں ہونے والی تمام غلطیاں معاف ہو جاتی ہیں؛ خواہ کتنی ہی کیوں نہ ہوں۔

﴿سوار ہونے کی دعا﴾

﴿حدیث نمبر۲۳۲۶﴾ وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّهٗ اُتِيَ بِدَابَّةٍ لِيَرْكَبَهَا فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهٗ فِي الرِّكَابِ قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ فَلَمَّا اسْتَوٰى عَلٰى ظَهْرِهَا قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ثُمَّ قَالَ: سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا

اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ، ثُمَّ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ثَلَاثًا وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ثَلَاثًا سُبْحَانَكَ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلِيْ فَاِنَّهُ لَايَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ، ثُمَّ ضَحِكَ فَقِيْلَ: مِنْ اَیِّ شَیْءٍ ضَحِكْتَ؟ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! قَالَ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ كَمَا صَنَعْتُ، ثُمَّ ضَحِكَ، فَقُلْتُ: مِنْ اَیِّ شَیْءٍ ضَحِكْتَ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: اِنَّ رَبَّكَ لَيَعْجَبُ مِنْ عَبْدِهٖ اِذَا قَالَ: رَبِّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ يَقُوْلُ اللّٰهُ: يَعْلَمُ اَنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ غَيْرِيْ. رواه احمدُ والترمذیُّ وابو داوٗدَ.

حل لغات: الرکاب: زین کا لٹکا ہوا وہ حصہ جس میں سوار اپنا پیر رکھتا ہے، جمع رُکب۔

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ سے روایت ہے کہ ان کی خدمت میں ایک جانور لایا گیا تاکہ وہ سوار ہوں، تو جب انہوں نے رکاب میں اپنا پیر رکھا، تو انہوں نے کہا بسم اللّٰہ، جب اس کی پیٹھ پر سوار ہوئے تو کہا "الحمدللّٰہ" پھر کہا "سبحان الذی سخر لنا هذا وما كنا له مقرنين وانا الیٰ ربنا لمنقلبون" پھر انہوں نے تین مرتبہ الحمدللّٰہ، تین مرتبہ اللّٰہ اکبر اور تین مرتبہ سبحانك انی ظلمت نفسی فاغفرلی فانه لا یغفر الذنوب الا انت کہا اور ہنسے، تو ان سے کہا گیا: یا امیر المؤمنین! آپ کس چیز کی وجہ سے ہنسے؟ انہوں نے کہا: میں نے جناب نبی کریم ﷺ کو ایسے ہی کرتے دیکھا جیسا کہ میں نے کیا، پھر وہ ہنسے، تو میں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ کس چیز کی وجہ سے ہنسے؟ تو آپ نے فرمایا کہ بندہ جب "رب اغفرلی ذنوبی" کہتا ہے، تو اللہ تعالیٰ بندے سے راضی ہو کر کہتا ہے وہ جان رہا ہے کہ میرے علاوہ کوئی گناہوں کو نہیں بخش سکتا۔

خلاصہ حدیث

اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جب آدمی سواری پر سوار ہو تو اس حدیث شریف میں مذکور طریقے کو اپنائے، چوں کہ یہ جناب نبی کریم ﷺ کا طریقہ ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح

اتی بدابة: ممکن ہے کہ خود ان کو کہیں جانا ہو، جس کے لیے سواری کا نظم کیا گیا، تا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بسہولت جاسکیں، نیز یہ بھی ممکن ہے کہ کسی آدمی نے سواری کا جانور خریدا ہو اور برکۃً ان سے افتتاح کے لیے کہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مذکورہ بالا طریقے کے مطابق افتتاح فرمادیا "فلما وضع رجله فی الرکاب" یعنی جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سوار ہونا شروع کیا، قال بسم اللّٰہ: یعنی انہوں نے بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم کہا، فلمّا استوی علی ظهرها قال الخ: یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سواری پر سوار ہو کر الحمد للہ کہنے کے بعد اس حدیث شریف میں مذکور دعا پڑھی، ثم ضحك: یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ تو جناب نبی کریم ﷺ کی اتباع میں مسکرائے تھے، کسی آدمی کو اس راز کی خبر نہ تھی، فقیل من ای شیء ضحکت الخ: وہ کیوں مسکرائے یہ کسی کو معلوم نہ تھا، تو کسی نے پوچھ لیا کہ یا امیر المؤمنین! آپ کیوں مسکرائے، قال رأیت الخ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں نے سواری پر سوار ہونے کا جو طریقہ اپنایا ہے، میں نے جناب نبی کریم ﷺ کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے، نیز وہ مسکرائے بھی تھے؛ اس لیے میں بھی مسکراتا ہوں؛ یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ جناب نبی کریم ﷺ کی اتباع میں اور جناب نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کی موافقت میں مسکراتے تھے "فکان امیر المؤمنین و افق رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیه وسلّم وهو وافق الرب تعالیٰ وتقدس" (مرقات ۵/۲۰۸)۔

﴿کسی کو رخصت کرنے کی دعا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۲۷﴾ وعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَدَّعَ رَجُلًا اَخَذَ بِيَدِهٖ فَلَا يَدَعُهَا حَتّٰى يَكُوْنَ الرَّجُلُ هُوَ يَدَعُ يَدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَقُوْلُ: اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَآخِرَ عَمَلِكَ. وَفِيْ رِوَايَةٍ: وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وابوداوٗدَ وابْنُ مَاجَةَ، وَفِيْ

رِوَايَتِهِمَا لَمْ يُذْكَرْ وَاخِرَ عَمَلِكَ.

حل لغات: ودَّع: وَدَعَ (ف) ودْعاً چھوڑنا، ید: ہاتھ، جمع ایدی، خواتیم: انجام جمع ہے خواتم کی خَتَمَ (ض) ختماً ختم کرنا۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ جب کسی آدمی کو رخصت کرتے، تو اس کا ہاتھ نہیں چھوڑتے، جب تک کہ خود وہ آدمی جناب نبی کریم ﷺ کا ہاتھ نہ چھوڑ دیتا اور آپ یہ کہتے " استودع اللّٰه دینك وامانتك واخر عملك" اور ایک روایت میں "خواتیم عملك" ہے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی کو رخصت کرے تو اس حدیث شریف میں مذکور طریقے کے مطابق کرے۔

کلمات حدیث کی تشریح إذا ودع رجلا الخ: یعنی جناب نبی کریم ﷺ کسی کو رخصت کرتے اس کا کیا انداز ہوتا تھا یہ بتایا گیا ہے، اخذ بیده فلا یدعها: یعنی جناب نبی کریم ﷺ بوقتِ رخصت مصافحہ فرماتے تو آپ حسن اخلاق اور محبت کی بنیاد پر اس کا ہاتھ نہ چھوڑتے تھے اور اس وقت تک ہاتھ تھامے رہتے تھے جب تک کہ وہ خود آپ کا ہاتھ نہ چھوڑ دے، ویقول الخ: یعنی بوقتِ رخصت آپ یہ دعا پڑھتے تھے۔

﴿کسی کو رخصت کرنے کا طریقہ﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۲۸﴾ وعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ الْخَطْمِيِّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّسْتَوْدِعَ الْجَيْشَ قَالَ: اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكُمْ وَاَمَانَتَكُمْ وَخَوَاتِيْمَ اَعْمَالِكُمْ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

حل لغات: اراد: راد (ن) رودا ارادہ کرنا، الجیش: لشکر جمع جیوش۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ الخطمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کسی لشکر کو روانہ کرنے کا ارادہ کرتے کہتے تھے "اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكُمْ وَاَمَانَتَكُمْ وَخَوَاتِيْمَ اَعْمَالِكُمْ".

خلاصۂ حدیث جب کسی کو رخصت کرے تو اس حدیث شریف میں مذکور دعا کو پڑھ لیا کرے؛ چوں کہ یہ آپ کا طریقہ ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح عبداللّٰه الخطمی: یہ انصاری صحابی ہیں بیعت رضوان میں شریک تھے ان کا سلسلہ نسب یہ ہے "عبد اللّٰه بن یزید بن زیدبن حصین بن عمر بن حارث بن خطمه بن خثعم بن مالك بن اوس".

﴿مسافر کے لیے سید البشر کا تحفہ﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۲۹﴾ وعَنْ أَنَسٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ اُرِيْدُ سَفَراً فَزَوِّدْنِيْ فَقَالَ: زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰى قَالَ: زِدْنِيْ قَالَ: وَغَفَرَ ذَنْبَكَ قَالَ: زِدْنِيْ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ قَالَ: وَيَسَّرَ لَكَ الْخَيْرَ حَيْثُ مَا كُنْتَ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

حل لغات: ارید: راد (ن) رودا ارادہ کرنا، زودنی: زاد (ن) زوداً توشہ لینا، ازاد (افعال) توشہ دینا، ذنب: گناہ جمع ذنوب۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے جناب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آکر عرض کیا: یا رسول اللہ! میں سفر کرنا چاہتا ہوں؛ اس لیے آپ مجھے زادِ راہ دیجیے، تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تقویٰ کو تمہارا توشہ بنائے، اس شخص نے کہا: اس پر اضافہ فرما دیجیے، آپ نے فرمایا: اللہ تمہارے گناہ کو بخش دے، اس شخص نے کہا: میرے والدین آپ پر قربان! اس پر اور اضافہ فرما دیجیے، آپ نے فرمایا: جہاں کہیں بھی رہو اللہ تعالیٰ ہر بھلائی کو تمہارے لیے آسان کرے۔

خلاصۂ حدیث آدمی جب سفر میں جاتا تو اپنے بڑے سے دعا بھی کرالے اور اس دعا کو بہترین زادِ راہ تصور کرے۔

کلمات حدیث کی تشریح فزودنی: زادِراہ اس سامان کو کہتے ہیں جسے آدمی سفر میں استعمال کرنے کے لیے بقدرِ ضرورت لے جایا کرتا ہے "فقال زودك الله التقوی" سفر میں عام طور پر بھول چوک، الٹی سیدھی حرکتیں اور کوتاہیاں ہوجایا کرتی ہیں؛ اس لیے جناب نبی کریم ﷺ نے اس شخص کے لیے تقوی کی دعا کی، قال زدنی قال وغفر ذنبك: اس شخص نے مزید دعا کی درخواست کی، تو جناب نبی کریم ﷺ نے اس شخص کے گناہوں کی بخشش کی دعا کی اس شخص کے لیے پہلے تقویٰ کی دعا کی، تقویٰ اختیار کرنے کے باوجود بعض دفعہ گناہوں کا صدور ہو جاتا ہے؛ اس لیے آپ نے اس شخص کی مغفرت کی دعا کی، یسرلك الخیر: خیر سے مراد دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائیاں مراد ہیں۔

﴿مسافر کے لیے آپ کی وصیت﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۳۰﴾ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَجُلاً قَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ اُسَافِرَ فَاَوْصِنِیْ، قَالَ: عَلَیْكَ بِتَقْوَی اللّٰهِ وَالتَّكْبِیْرِ عَلٰی كُلِّ شَرَفٍ فَلَمَّا وَلَّی الرَّجُلُ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اطْوِلَهُ الْبُعْدَ وَهَوِّنْ عَلَیْهِ السَّفَرَ. رواهُ التِّرْمِذِیُّ.

حل لغات: شرف: بلند مکان جمع اشراف، شَرِف (س) شرفاً بلند ہونا، اَطْوِ: طوی (ض) طیاً لپیٹنا۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا "یا رسول اللہ" میں سفر کرنا چاہتا ہوں؛ اس لیے آپ مجھے نصیحت فرما دیجیے، آپ نے فرمایا: خدا سے ڈرو اور ہر بلند جگہ پر اللہ اکبر کہو، جب وہ آدمی چلا گیا، تو آپ نے کہا: اے اللہ! اس کی دوری کو لپیٹ دے اور اس کے سفر کو آسان فرما۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی سفر میں جانے والے کو نصیحت کرے تو مذکورہ بالا طریقے کے مطابق کرے۔

کلمات حدیث کی تشریح انی ارید ان اسافر فاوصنی: یعنی ایک صحابی نے جناب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آکر عرض کی یا رسول اللہ! میں سفر کرنا چاہتا ہوں؛ اس لیے آپ مجھے کچھ نصیحت فرما دیجیے، قال علیك بتقوی الله: یہ کلمات بڑے جامع اور اہم نصیحت ہے؛ اس لیے کہ ان میں تقوی کی تمام قسمیں شامل ہوگئی ہیں، شرک سے نفرت، گناہوں سے اجتناب، شبہات سے بچاؤ وغیرہ "وهذا كلمة كاملة ونصيحة شاملة لجميع انواع التقوى من ترك الشرك والمعصية والشبهة۔ (مرقات ۵/۲۱۰)۔

﴿سفر میں رات کے وقت پڑھنے کی دعا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۳۱﴾ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَفَرَ فَاَقْبَلَ اللَّیْلُ، قَالَ: یَا اَرْضُ رَبِّیْ وَرَبُّكِ اللّٰهُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّكِ وَشَرِّ مَا فِیْكِ وَشَرِّ مَا خُلِقَ فِیْكِ وَشَرِّ مَا یَدِبُّ عَلَیْكِ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ اَسَدٍ وَاَسْوَدَ وَمِنَ الْحَیَّةِ وَالْعَقْرَبِ وَمِنْ شَرِّ سَاكِنِ الْبَلَدِ وَمِنْ وَالِدٍ وَمَا وَلَدَ. رواهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حل لغات: یدبُّ: (ض) دبا رینگنا، اسد: شیر جمع اُسُد، الحیة: سانپ جمع حیّات وحیوات، العقرب: بچھو جمع عقارب۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کے سفر کے دوران رات ہوجاتی تو پڑھتے تھے

" یَا اَرْضُ رَبِّیْ وَرَبُّكِ اللّٰهُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّكِ وَشَرِّ مَا فِیْكِ وَشَرِّ مَا خُلِقَ فِیْكِ وَشَرِّ مَا یَدِبُّ عَلَیْكِ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ اَسَدٍ وَاَسْوَدَ وَمِنَ الْحَیَّةِ وَالْعَقْرَبِ وَمِنْ شَرِّ سَاكِنِ الْبَلَدِ وَمِنْ وَالِدٍ وَمَا وَلَدَ."

خلاصہ حدیث | اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ دوران سفر کہیں رات ہو جائے، تو مذکورہ بالا دعا پڑھنی چاہیے۔

کلمات حدیث کی تشریح | فاقبل الليلة: مراد شام کا وقت ہے، یا ارض ربی وربك الله: جناب نبی کریم ﷺ کا خطاب کرنا حقیقت پر محمول ہے؛ اس لیے کہ جمادات بھی آپ سے ہم کلام ہوتے تھے اور امت کے حق میں مجاز ہے، اعوذ بالله من شرك: زمین کے شر سے مراد خسف اور زلزلہ وغیرہ ہے، وشر ما فيك: اس شر سے مراد یہ ہے کہ زمین کے اندر سے پانی وغیرہ ابل کر ہلاک نہ کر دے، وشر ما خلق فيك: مراد حشرات الارض ہیں، وشر ما يدب عليك: مراد حیوانات ہیں اور ایسے حیوانات جو نقصان پہنچا دیں، واعوذ بالله من اسد واسود الخ: حدیث شریف کے ان کلمات میں شیر، اژدہا، دوسرے سانپ بچھو اس جگہ پہ بسنے والے لوگ اور انسان وجنات سے پناہ مانگی گئی ہے۔

﴿جہاد کے وقت آپ کی دعا﴾

﴿حدیث نمبر۲۳۳۲﴾ وعَنْ اَنَسٍ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إذَا غَزَا قَالَ: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَضُدِيْ وَنَصِيْرِيْ بِكَ اَحُوْلُ وبِكَ اَصُوْلُ وبِكَ اُقَاتِلُ. رواهُ التِّرمذِيُّ وابُوْ دَاوُدَ.

حل لغات: عضدی، مددگار جمع اعضاد۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ جہاد کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے، اللّهم انت عضدی ونصیری وبك احول وبك اقاتل۔

خلاصہ حدیث | اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ جہاد کے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے؛ چوں کہ یہ آپ کا طریقہ ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح | انت عضدی: عضد کے معنی مددگار اور بھروسے مند کے آتے ہیں؛ یعنی اے اللہ! میں تجھ ہی پر بھروسہ کرتا ہوں اور کسی پر میرا اعتماد نہیں ہے، ونصيری: یہ عطف تفسیری ہے، بك احول وبك اصول الخ: یعنی تجھ ہی سے طاقت کی امید رکھتا ہوں، تیری مدد سے ہی آگے بڑھتا ہوں اور تیرے ہی لیے میں جہاد کرتا ہوں۔

﴿دشمن سے خوف کے وقت کی دعا﴾

﴿حدیث نمبر۲۳۳۳﴾ وعَنْ اَبِيْ مُوسىٰ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَليهِ وَسَلَّمَ كَانَ إذَا خَافَ قَوْماً اَللّٰهُمَّ إنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ ونَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِ هِمْ. رواهُ اَحْمَدُ وابُوْدَاوُدَ.

حل لغات: نحورهم: جمع ہے نحر کی، سینے کا بالائی حصہ، نَحَرَ (ف) نحراً مقابلہ کرنا۔

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کو جب کسی قوم سے خوف ہوتا، تو آپ یہ دعا پڑھتے "اللهم انا نجعلك في نحورهم ونعوذبك من شرورهم"۔

خلاصہ حدیث | اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ خوف کے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

کلمات حدیث کی تشریح | اللهم انا نجعلك في نحورهم: مراد یہ ہے کہ اے اللہ! ہم تجھے دشمن کے مقابل کرتے ہیں اور اس بات کی درخواست کرتے ہیں کہ ہمیں دشمن کے شر سے محفوظ رکھ۔

﴿گھر سے نکلتے وقت کی دعا﴾

﴿حدیث نمبر۲۳۳۴﴾ وعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسلم كَانَ إذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِه قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ إنَّا نَعُوْذُبِكَ مِن اَنْ نَزِلَّ اَوْنَضِلَّ اَونَظْلِمَ اَوْ نُظْلَمَ اَوْ نَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا. رَوَاهُ اَحْمَدُ والتِرمِذِيُّ والنَّسَائِيُّ وقَالَ التِّرمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وفِي رِوَايَةِ اَبِيْ دَاوُدَ

وابنِ مَاجَة: قَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ مَاخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِن بَيْتِيْ قَطُّ اِلَّا رَفَعَ طَرْفَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ اَن اَضِلَّ او اُضِلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلِمَ اَوْ اَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ.

حل لغات: بیت: گھر جمع بیوت، خوج: خَرَجَ (ن) خروجاً نکلنا۔

ترجمہ: ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ جب اپنے گھر سے نکلتے تو یہ دعا پڑھتے تھے "بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِن اَنْ نَزِلَّ اَوْنَضِلَّ اَوْنَظْلِمَ اَوْ نُظْلَمَ اَوْ نَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا.

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی جب گھر سے نکلے تو یہ دعا پڑھ لے۔

کلمات حدیث کی تشریح کان إذا خرج: ماضی استراری کا صیغہ بتا رہا ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ جب بھی گھر سے نکلتے تھے یہ دعا پڑھتے تھے؛ خواہ سفر کے لیے ہو یا تھوڑی دیر کے لیے، توکلت علی اللہ: یعنی اے اللہ! میں تجھ ہی پر بھروسہ کرتا ہوں، ان نزل: مراد وہ چھوٹے چھوٹے گناہ ہیں جو بلا قصد کے ہو جائیں، اونضل: اس سے مراد گمراہی ہے، اونجهل او يجهل علينا: مراد امور دین کا بھولنا ہے، خواہ حقوق اللہ کی شکل میں ہو یا حقوق العباد کی صورت میں، وفي رواية ابي داؤد وابن ماجة قالت ام سلمة: یعنی دوسری روایت میں جس کی تخریج ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے، ما خرج: یعنی دوسری دعا یہ ہے جو روایت کے آخری حصے میں موجود ہے، اللھم انی سے لے کر اویجھل علی تک۔

﴿گھر سے نکلتے وقت کا عمل﴾

﴿حدیث نمبر۲۳۳۵﴾ وعَنْ اَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ الرَّجُلُ مِنْ بَيْتِه فَقَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ يُقَالُ لَهُ حِيْنَئِذٍ هُدِيْتَ وَكُفِيْتَ وَوُقِيْتَ فَيَتَنَحَّى لَهُ الشَّيْطَانُ وَيَقُوْلُ شَيْطَانٌ آخَرُ: كَيْفَ لَكَ بِرَجُلٍ قَدْ هُدِيَ وَكُفِيَ وَوُقِيَ. رواهُ اَبُوْدَاوُدَ ورَوَى التِّرْمِذِيُّ إِلَى قَوْلِه لَهُ الشَّيْطَانُ.

حل لغات: الرجل: آدمی جمع رجال، کفیت: کفیٰ (ض) کفایۃ کافی ہونا۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھی "بسم اللہ توکلت علی اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ" تو اس وقت اس کے لیے کہا جاتا ہے تجھے راہِ راست دکھائی گئی، تو کافی کیا گیا اور تو محفوظ رکھا گیا؛ چناں چہ شیطان اس سے دور ہو جاتا ہے، اور دوسرا شیطان تو ایسے آدمی کو کیسے گمراہ کر سکتا ہے، جسے ہدایت دی گئی، جس کے لیے کافی کیا گیا اور جسے محفوظ رکھا گیا؟

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھ لے تو اس کی ہر طرح سے حفاظت کی جاتی ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح هديت: مراد صحیح راستے کی ہدایت ہے، کفیت: یعنی اللہ تعالیٰ اس کے لیے کافی ہے اور ہر ایک سے مستغنی ہو گیا ہے، ووقیت: یعنی ہر طرح کے دشمنوں سے اس کی حفاظت کی جاتی ہے، فيتنحى له الشيطان: یعنی جب اس کی ہر طرح سے حفاظت کی جاتی ہے اور شیطان یہ محسوس کرنے لگتا ہے کہ اس کا کچھ بگاڑا نہیں جا سکتا ہے تو شیطان اس سے الگ ہو جاتا ہے اور دعا پڑھنے والا آدمی اپنے مقصد کے حصول میں رواں دواں ہو جاتا ہے۔

﴿گھر میں داخل ہونے کی دعا﴾

﴿حدیث نمبر۲۳۳۶﴾ وعَنْ اَبِيْ مَالِكٍ الاَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَلَجَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ الْمَوْلَجِ وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا وَعَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا

تَوَكَّلْنَا ثُمَّ لِيُسَلِّمْ عَلٰى اَهْلِه. رواهُ اَبُوْدَاوٗد.

حل لغات: ولج: وَلَجَ(ض) ولوجا گھر میں داخل ہونا،یسلم:سلّم(تفعیل)سلام کرنا۔

ترجمہ: حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہو تو اس کو کہنا چاہیے "اللّٰهم انی اسئلك خير المولج وخير المخرج بسم الله ولجنا وعلى الله ربنا توكلنا ثم ليسلم على اهله.

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ گھر میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

کلمات حدیث کی تشریح إذا ولج الرجل بيته: یعنی آدمی جب اپنے گھر میں داخل ہونے لگے، فليقل اللّٰهم: یعنی اس حدیث شریف میں مذکور دعا پڑھنی چاہیے۔

﴿دلہا دلہن کے لیے دعا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۳۷﴾ وعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَفَّأَ الإِنْسَانَ إِذَا تَزَوَّجَ قَالَ: بَارَكَ عَلَيْكُمَا وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِيْ خَيْرٍ. رواهُ اَحْمَدُ والتِّرْمِذِيُّ واَبُوْدَاوٗد وابْنُ مَاجَةَ.

حل لغات: رفا: رَفّأ(تفعیل) مبارک باد دینا،تزوج: زوّج(تفعیل)نکاح کرنا۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ جب نکاح کرنے والے کو مبارک باد دیتے تو کہتے "بارك عليكما وجمع بينكما فى خير".

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ ناکح اور منکوح کو مبارک باد دیتے وقت اس دعا کو پڑھے۔

کلمات حدیث کی تشریح إذا رفأ الانسان الخ: یعنی جناب نبی کریم ﷺ ناکح اور منکوح کو مبارک باد دیتے تو یہ دعا پڑھتے تھے۔

﴿ناکح کے لیے مبارک باد کا طریقہ﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۳۸﴾ وعَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّه عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا تَزَوَّجَ اَحَدُكُمْ امْرَأَةً اَوِاشْتَرٰى خَادِماً فَلْيَقُلْ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَاجَبَلْتَهَا عَلَيْهِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّمَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ وإِذَا اشْتَرٰى بَعِيْراً فَلْيَأْخُذْ بِذِرْوَةِ سَنَامِه ولْيَقُلْ مِثْلَ ذٰلِكَ. وفِيْ رِوَايَةٍ: فِي الْمَرْأَةِ وَالْخَادِمِ ثُمَّ لِيَأْخُذْ بِنَاصِيَتِهَا وَلْيَدْعُ بِالْبَرَكَةِ .رواهُ اَبُوْدَاوٗد وابْنُ مَاجَةَ.

حل لغات: جبلتها: جَبَلَ(ض) جبلاً پیدا کرنا،بذروة: بلندی جمع ذِریٰ،سنامه: کوہان جمع اسمنة۔

ترجمہ: حضرت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کسی عورت سے نکاح کرے یا خادم خریدے، تو یہ دعا پڑھے "اللّٰهم انى اسئلك خيرها وخيرما جبلتها عليه واعوذ بك من شرها وشرما جبلتها عليه" اور جب اونٹ خریدے تو اس کے کوہان کی بلندی کو پکڑ کر یہی دعا پڑھے، اور ایک روایت میں عورت اور خادم کے بارے میں ہے کہ پھر ان کی پیشانی پکڑ کر برکت کی دعا کرے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جب آدمی شادی کرے یا کوئی جانور خریدے تو اس حدیث شریف میں مذکور طریقے کو اپنائے؛ تاکہ اس کے برکات سے مستفید ہوسکے۔

کلمات حدیث کی تشریح او اشترى خادماً: خادم سے مراد خادم اور خادمہ دونوں ہیں، فليقل: مراد یہ ہے کہ اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر یہ دعا پڑھے "وفى رواية فلياخذ بناصيتها وهى الشعر الكائن فى مقدم الراس"

(مرقات ۲۱۶/۵)، اللّٰهم الى اسئلك خيرها: خیر سے مراد وہ خیر ہیں جو اس کی ذات میں ہیں، وخیر ما جبلتها: اس سے وہ خیر مراد ہیں جو اس کی سرشت اور طبیعت میں داخل ہیں، واعوذبك من شرها: یعنی اس کے داخلی اور خارجی شر سے پناہ چاہتے ہیں۔

﴿غم دور کرنے کی دعا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۳۹﴾ وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْوَاتُ الْمَكْرُوْبِ اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ اَرْجُوْ فَلَا تَكِلْنِیْ اِلٰى نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ وَاَصْلِحْ لِیْ شَأْنِیْ كُلَّهٗ لَااِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ. رواہُ اَبُوْدَاؤُدَ.

حل لغات: المکروب: کَرَبَ (ن) کرباً سخت غم ہونا، تکلنی: وَکَلَ (ض) وکلاً سپرد کرنا۔

ترجمہ: حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: غم زدہ کی دعا یہ ہے "اللّٰهم رحمتك ارجو فلاتكلني الى نفسی طرفة عين واصلح لی شأنی كله لا اله الا انت".

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ غم کے وقت یہ دعا پڑھنے سے غم جاتا رہتا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح اللهم رحمتك ارجو: یعنی اے اللہ! میں تیری رحمت کی امید رکھتا ہوں اور کسی کی رحمت کی آس مجھے مطلقاً نہیں ہے، فلاتكلنى الى نفسى طرفة عين: اس لیے مجھے ایک لمحہ کے لیے بھی اپنے نفس کے حوالے نہ کر؛ اس لیے کہ یہ بھی میرا ایک دشمن ہے؛ بلکہ یہ سب سے خطرناک دشمن ہے۔

﴿ادائیگیٔ قرض کی دعا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۴۰﴾ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ هُمُوْمٌ: لَزِمَتْنِیْ وَدُیُوْنٌ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: اَفَلَااُعَلِّمُكَ كَلَامًا اِذَا قُلْتَهٗ اَذْهَبَ اللّٰهُ هَمَّكَ وَقَضٰى عَنْكَ دَیْنَكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: بَلٰى، قَالَ: قُلْ: اِذَا اَصْبَحْتَ وَاِذَا اَمْسَیْتَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ، وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّیْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ، قَالَ: فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ فَاَذْهَبَ اللّٰهُ هَمِّیْ وَقَضٰى عَنِّیْ دَیْنِیْ. رواہُ اَبُوْدَاؤُدَ.

حل لغات: هم: غم جمع هموم، العجز: عَجَزَ (ض) عجزاً قادر نہ ہونا، والكسل: كَسِلَ (س) كسلاً کاہل ہونا، البخل: کنجوس، بخُلَ (ک) بخلاً کنجوس ہونا، الجبن: جَبَنَ (ن) جبناً بزدل ہونا۔

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا "یا رسول اللہ" مجھے غم اور قرض نے جکڑ رکھا ہے، آپ نے فرمایا: کیا میں تجھے ایسا کلمہ نہ بتادوں جب تو اسے پڑھے تو اللہ تعالیٰ تیرے غم کو ختم کر دے گا اور قرض بھی ادا کر دے گا؟ اس شخص نے کہا: کیوں نہیں، تو آپ نے فرمایا: صبح وشام یہ دعا پڑھ لیا کرو "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ، وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّیْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ" اس شخص کا بیان ہے کہ میں نے یہ عمل کیا تو اللہ تعالیٰ نے میرا غم بھی ختم کر دیا اور میرا قرض بھی ادا کر دیا۔

خلاصۂ حدیث قرض کی ادائیگی کیلئے یہ دعا تریاق ہے؛ اسلئے مقروض کو اس حدیث شریف میں مذکور عمل کو اپنانا چاہیے۔

کلمات حدیث کی تشریح هموم لزمتنى وديون: یعنی مجھے غم اور قرض نے گھیر لیا ہے میں بڑا پریشان ہوں، قل اذا اصبحت واذا امسيت، یہ تو صبح وشام یہ دعا پڑھ لیا کر، غم بھی دور ہو جائے گا اور قرض بھی ادا ہو جائے گا، قال فعلت ذالك الخ: خود سائل کا بیان ہے کہ میں نے جناب نبی کریم ﷺ کی ہدایت کے مطابق مذکورہ بالا عمل کیا تو میرا

غم بھی دور ہو گیا اور قرض بھی ادا ہو گیا۔

﴿ادائیگی قرض کی دوسری دعا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۴۱﴾ وَعَنْ عَلِیٍّ اَنَّهُ جَاءَهُ مُكَاتَبٌ فَقَالَ: اِنِّیْ عَجَزْتُ عَنْ كِتَابَتِیْ فَاَعِنِّیْ قَالَ اَلَا اُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ عَلَّمَنِیْهِنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ عَلَيْكَ مِثْلُ جَبَلٍ كَبِيْرٍ دَيْنًا اَدَّاهُ اللّٰهُ عَنْكَ قُلِ اللّٰهُمَّ اكْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ. رواہ الترمذیُّ والبیہقیُّ فِی الدَّعَوَاتِ الْكَبِيْرِ.

حل لغات: جبل: پہاڑ جمع جبال، دینا: قرض جمع دیون۔

ترجمہ: حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ ان کے پاس ایک مکاتب نے آکر کہا، میں بدل کتابت ادا کرنے سے عاجز ہوں؛ اس لیے آپ میری مدد کیجیے، تو انہوں نے کہا: کیا میں تمہیں وہ کلمہ نہ بتادوں جو مجھے جناب نبی کریم ﷺ نے سکھایا ہے، اگر تمہارے اوپر بڑے پہاڑ کے برابر قرض ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی ادا کردے گا، تم کہو "اللهم اكفنى بحلا لك عن حرامك واغننى بفضلك عمن سواك".

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص پر قرض کا بوجھ ہو، تو اس کو یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

کلمات حدیث کی تشریح مکاتب: وہ غلام ہے جسے آقا نے کچھ مالیت کے بدلے میں آزادی کا پروانہ دے دیا ہو، کہ جب وہ متعینہ رقم ادا کردے گا تو وہ آزاد ہو جائے گا "انی عجزت عن كتابتى: یعنی میں بدل کتابت ادا کرنے سے عاجز ہوں، فاعنى: مراد یہ ہے کہ یا تو آپ میری مالی امداد کیجیے یا فراوانی کی دعا کر دیجیے، قال الا اعلمك كلمات الخ: یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی مالی امداد کرنے کے بجائے جناب نبی کریم ﷺ سے سنی ہوئی دعا بتادی، اداه الله عنك: ممکن ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس مال نہ ہو؛ اس لیے انہوں نے صرف دعا بتانے پر اکتفی کیا "قال الطيبى الكتفى بالتعليم اما لانه لم يكن عنده مال يعطيه فرده احسن رد عملا بقوله تعالى قول معروف ومغفرة خير من صدقة" (مرقات ۲۱۸/۵)، قل: یہ قول جناب نبی کریم ﷺ کا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہو۔

الفصل الثالث

﴿کسی بھی مجلس سے اٹھتے وقت کی دعا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۴۲﴾ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا جَلَسَ مَجْلِسًا اَوْ صَلّٰى تَكَلَّمَ بِكَلِمَاتٍ فَسَاَلْتُهُ عَنِ الْكَلِمَاتِ فَقَالَ: اِنْ تُكُلِّمَ بِخَيْرٍ كَانَ طَابِعًا عَلَيْهِنَّ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَاِنْ تُكُلِّمَ بِشَرٍّ كَانَ كَفَّارَةً لَهُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ. رواہُ النَّسَائِیُّ.

حل لغات: مجلسا: بیٹھنے کی جگہ جمع مجالس، طابعا: مہر جمع طوابع، یوم: دن جمع ایام۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ جب کسی مجلس میں بیٹھتے یا نماز پڑھتے تو چند کلمات پڑھتے، میں نے ان کلمات کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: اگر اچھی بات بولی گئی تو یہ قیامت تک کے لیے اس پر مہر ہے اور اگر بری بات بولی گئی تو یہ دعا اس کے لیے کفارہ ہوگی، وہ دعا یہ ہے "سبحانك اللهم وبحمدك لا اله الا انت استغفرك واتوب اليك".

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی مجلس یا نماز پڑھ کر اٹھے تو اس حدیث شریف میں مذکورہ دعا کو پڑھ لے۔

کلمات حدیث کی تشریح اذا جلس مجلسا او صلى: یعنی جناب نبی کریم ﷺ جب کسی مجلس سے اٹھتے یا نماز سے فارغ ہوتے تو کچھ کلمات کہتے، فسالته عن الكلمات: یعنی جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی

اللہ عنہا نے جناب نبی کریم ﷺ کو مجلس یا نماز کے بعد برابر کچھ کلمات کہتے دیکھا، تو انہوں نے آپ سے ایک دفعہ پوچھا کہ آپ ان مواقع میں کیا پڑھتے ہیں؟ فقال ان تکلم بخیر الخ: آپ نے فرمایا کہ میں ان مواقع میں جو کلمات پڑھتا ہوں اگر اچھی باتیں ہوتی ہیں تو یہ کلمات ان باتوں پر مہر کا کام کرتے ہیں اور اگر بری باتیں ہوتی ہیں تو ان کے لیے یہ کفارہ ہوجاتی ہیں، سبحانك اللھم: یہ کلمات تکلم بکلمات کی تفسیر ہے "تفسیر لقوله بکلمات" یعنی جب مجلس برخواست ہو تو یہ دعا پڑھ لے۔

﴿نیا چاند دیکھے تو یہ پڑھے﴾

﴿حدیث نمبر۲۳۴۳﴾ وَعَنْ قَتَادَةَ بَلَغَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَاٰى الْهِلَالَ، قَالَ: هِلَالُ خَيْرٍ وَرُشْدٍ هِلَالُ خَيْرٍ وَرُشْدٍ هِلَالُ خَيْرٍ وَرُشْدٍ آمَنْتُ بِالَّذِىْ خَلَقَكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ يَقُوْلُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ ذَهَبَ بِشَهْرِ كَذَا وَجَاءَ بِشَهْرِ كَذَا. رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حل لغات: الھلال: نیا چاند جمع اھلّة، رشد: رَشَدَ(ن) رُشداً ہدایت پانا۔

ترجمہ: حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان کو خبر لگی کہ جناب نبی کریم ﷺ نیا چاند دیکھتے تو کہتے "ھلال خیر ورشد ھلال خیر ورشد ھلال خیر ورشد امنت بالذی خلقك ثلاث مرّات ثم یقول الحمد لله الذی ذھب بشھر کذا وجاء بشھر کذا"۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ نیا چاند دیکھتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

کلمات حدیث کی تشریح إذا رای الھلال: یعنی جناب نبی کریم ﷺ جب چاند دیکھتے تو اللہ اکبر کہنے کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے "ای بعد قوله الله اکبر کما فی روایة الدارمی من حدیث ابن عمر" (مرقات ۵/۲۱۹)

ھلال خیر ورشد: یعنی یہ مہینہ خیر و برکت کا ذریعہ بنے، یہ کلمات تین دفعہ اس لیے دہرائے گئے ہیں کہ یہ دعا ہے اور دعا میں اس طرح کا تکرار مذموم نہیں ہے، امنت بالذی خلقك: اس میں ان لوگوں کی تردید ہے جو چاند کو معبود سمجھتے ہیں۔

﴿فکر دور کرنے کی دعا﴾

﴿حدیث نمبر۲۳۴۴﴾ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ كَثُرَ هَمُّهُ فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ وَفِىْ قَبْضَتِكَ نَاصِيَتِىْ بِيَدِكَ مَاضٍ فِىَّ حُكْمُكَ عَدْلٌ فِىَّ قَضَاءُكَ اَسْاَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِىْ كِتَابِكَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ اَوِسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِىْ مَكْنُوْنِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ رَبِيْعَ قَلْبِىْ وَجَلَاءَ هَمِّىْ وَغَمِّىْ مَا قَالَهَا عَبْدٌ قَطُّ اِلَّا اَذْهَبَ اللّٰهُ غَمَّهٗ وَاَبْدَلَهٗ بِهٖ فَرَحًا. رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

حل لغات: عبد: بندہ جمع عباد، ناصیة: پیشانی جمع نواصی، استاثرت: استاثر (استفعال) اپنے لیے مخصوص کرنا، مکنون: کَنَّ (ن) کنّاً کھرنا، چھپانا، ربیع: موسم بہار، جمع رباع وارباع، جلاء، جلا(ن) جلناً پھاڑ دینا۔

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس کا غم زیادہ ہو اس کو یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ وَفِىْ قَبْضَتِكَ نَاصِيَتِىْ بِيَدِكَ مَاضٍ فِىَّ حُكْمُكَ عَدْلٌ فِىَّ قَضَاءُكَ اَسْاَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِىْ كِتَابِكَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ اَوِسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِىْ مَكْنُوْنِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ رَبِيْعَ قَلْبِىْ وَجَلَاءَ هَمِّىْ وَغَمِّىْ.

جو شخص اس دعا کو پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس کا غم دور کرکے اس کے بدلے میں اس کو خوشی دے گا۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ غم زدہ انسان کو یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

کلمات حدیث کی تشریح اللّٰھم انی عبدك و ابن عبدك الخ: ان کلمات سے مراد اعتراف عبودیت ہے، ولی قبضتك ناصیتی: مراد یہ ہے کہ اے اللہ! تیرا مکمل کنٹرول مجھ پر ہے، اسالك بكل اسم ھو لك: یہ کلمات بڑے جامع اور پرتاثیر ہیں؛ اس لیے کہ یہ کلمات تمام اسمائے حسنیٰ پر مشتمل ہیں، جن میں اسم ذات بھی شامل ہے جو قبولیت کی واضح علامت ہے، ماقالھا عبد قط: یعنی اللہ تعالیٰ اس دعا کے پڑھنے والے کا غم دور کر کے سرور عطا کرے گا۔

﴿چڑھتے اترتے وقت کی دعا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۴۵﴾ وعَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا إِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا وَإِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حل لغات: صعدنا، صَعِدَ(س) صعوداً چڑھنا، نزلنا: نَزَلَ(ض) نزولاً اترنا۔

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جب چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے اور جب اترتے تو سبحان اللہ پڑھتے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ چڑھتے اترتے وقت یہ کلمات کہنے چاہئیں۔

کلمات حدیث کی تشریح کنا إذا صعدنا: مراد اونچائی پر چڑھنا ہے "ای طلعنا مکانا عالیا" (مرقات ۵/۲۲۱) کبرنا: مراد اللہ اکبر کہنا ہے، وإذا نزلنا: مراد نیچی جگہ میں اترنا ہے "ای ھبطنا منزلا واطئا" (مرقات ۵/۲۲۱) سبحنا: مراد سبحان اللہ کہنا ہے "ای قلنا سبحان اللّٰہ" (مرقات ۵/۲۲۱)

﴿غم دور کرنے کی دعا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۴۶﴾ وعَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا كَرَبَهُ أَمْرٌ يَقُوْلُ: يَاحَيُّ يَاقَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَلَيْسَ بِمَحْفُوْظٍ.

حل لغات: کربه: کَرَبَ(ن) کرباً سخت غم ہونا، استغیث: غاث (ن) غوثاً مدد طلب کرنا۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کو جب کوئی معاملہ غمگین کرتا، تو آپ یہ دعا پڑھتے تھے "یا حی یا قیوم برحمتك استغیث"۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جب آدمی سخت غم میں مبتلا ہو تو اس دعا کو پڑھ لیا کرے۔

کلمات حدیث کی تشریح یا حی یا قیوم: یعنی جب جناب نبی کریم ﷺ کو سخت غم گھیر لیتا تو آپ حی اور قیوم کے واسطے سے دعا کرتے تھے، ممکن ہے کہ یہ دونوں اسم ذات ہوں؛ جس کی وجہ سے دعا قبول ہو جایا کرتی ہیں۔

﴿دشمن گھیر لے تو یہ دعا پڑھے﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۴۷﴾ وعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قُلْنَا يَوْمَ الْخَنْدَقِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ مِنْ شَيْئٍ نَقُوْلُهُ وَقَدْ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ؟ قَالَ: نَعَمْ! اللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَآمِنْ رَوْعَاتِنَا' قَالَ: فَضَرَبَ اللّٰهُ وُجُوْهَ أَعْدَائِهِ بِالرِّيْحِ وَهَزَمَ اللّٰهُ بِالرِّيْحِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ.

حل لغات: الخندق: کھائی جمع خنادق، الحناجر: جمع ہے حنجرة کی بمعنی نرخرہ، روعا: راع (ن) روعا گھبرانا۔

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے خندق کے دن کہا یارسول اللہ! ہماری جان نکل رہی ہے تو کوئی ایسی چیز نہیں ہے جسے ہم پڑھیں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں "اللّٰھم استر عوراتنا و آمن روعاتنا" حضرت ابو سعید کہتے ہیں: چناں چہ

اللہ تعالیٰ نے دشمن کے چہرے پہ یہ ہوا کے تھپیڑے مارے اور ہوا ہی کے ذریعے سے شکست دی۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جب دشمن کے چنگل میں پھنس جائے تو یہ دعا پڑھ لے۔

کلمات حدیث کی تشریح یا رسول اللّٰہ هل من شیء نقوله: یعنی غزوۂ خندق کے موقع پر حضرات صحابۂ کرام نے جناب نبی کریم ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ یہ حالات بڑے سخت ہیں؛ اس لیے آپ ہم لوگوں کو کوئی دعا بتادیجیے جسے ہم لوگ پڑھیں اور اللہ کی مدد آجائے، قال نعم اللّٰهم استر عورا تنا الخ: یعنی حضرات صحابۂ کرام کی درخواست پر جناب نبی کریم ﷺ نے انہیں یہ دعا پڑھنے کی تعلیم دی، قال فضرب اللّٰہ وجوہ اعداء ہ بالریح الخ: اس دعا کا یہ اثر ہوا کہ جماعت کفار میں اختلاف ہوگیا اور محاصرے کے آخری دن ایسی آندھی چلی کہ کفار کے خیمے اجڑ گئے، سامان منتشر ہوگئے، چولہے بجھ گئے اور اتنی شدت کی ٹھنڈ پڑی کہ کفار وہاں سے بھاگنے پر مجبور ہوگئے اور وہ سب لوگ بھاگ ہی نکلے اور وہ لوگ کبھی اس طرح سے یکجا ہو کر حملہ کرنے کی ہمت نہ کرسکے "حتی کفأت قدورهم والقت خیامهم ووقعوا فی برد شدید وظلمة عظیمة" (مرقات ۵/۲۲۲)۔

﴿بازار میں داخل ہونے کی دعا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۴۸﴾ وعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ السُّوْقَ قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ إِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ السُّوْقِ وَخَيْرَمَا فِيْهَا واَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّمَا فِيْهَا، اللّٰهُمَّ إِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اُصِيْبَ فِيْهَا صَفْقَةً خَاسِرَةً. رواهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ.

حل لغات: السوق: بازار جمع اسواق، صفقة: عقد بیع، صَفَقَ (ن ض) صفقاً تالی بجانا۔

ترجمہ: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ جب بازار میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے تھے "بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ إِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَيْرِ هٰذِهِ السُّوْقِ وَخَيْرَمَا فِيْهَا واَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّمَا فِيْهَا اللّٰهُمَّ إِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اُصِيْبَ فِيْهَا صَفْقَةً خَاسِرَةً".

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی جب بازار میں داخل ہونے لگے تو یہ دعا پڑھے۔

کلمات حدیث کی تشریح قال بسم اللّٰہ: مراد یہ ہے کہ جب آدمی بازار میں داخل ہونے لگے تو یہ دعا پڑھے "الی غروضع قدمه الیسری فیه (مرقات ۵/۲۲۲)۔

﴿باب الاستعاذۃ﴾

الفصل الاول

﴿تکلیف دہ چیزوں سے پناہ مانگنا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۴۹﴾ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرْكِ الشَّقَاءِ وَسُوْءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ. متفقٌ عَلَيْهِ.

حل لغات: تعوذوا: عَاذَ (ن) عوذاً پناہ لینا، جهد: مشقت، جَهَدَ (ف) جهداً بہت کوشش کرنا، البلاء: آزمائش، بلا (ن) بلواً وبلاءً آزمانا، الشقاء: بدبختی، شقیَ (ن) شقوۃ، بدبخت بنانا، شماتة: شمِتَ (س) شماتةً کسی کی مصیبت پر خوش ہونا۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم سب بلا کی مشقت، بدبختی کی آمد، بری تقدیر اور دشمنوں کی خوشی سے پناہ مانگو۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ چار چیزیں بڑی تکلیف دہ ہیں، اس لیے ان سے پناہ مانگنی چاہیے۔

کلمات حدیث کی تشریح | من جهد البلاء: مراد انتہائی درجے کی مشقت ہے، درك الشقاء یعنی بدبختی کی آمد، مراد ایسی بدبختی جس سے انسان پریشان ہو جائے، سوء القضاء: مراد ایسی بری حالت ہے جس سے دین ودنیا برباد ہو جائے، وشماتة الاعداء: یعنی آدمی ایسی حالت سے پناہ مانگے جس کی وجہ سے دشمن ہنسنے لگے۔

﴿چند چیزوں سے آپ کا پناہ مانگنا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۵۰﴾ وعَنْ انَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اللّٰهُمَّ إِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ. متفقٌ عَلَيْهِ.

حل لغات: الحزن: غم جمع احزان، العجز: عجز (س) عجزاً عاجز ہونا، الجبن: جبن (ن) جبناً بزدل ہونا۔

ترجمه: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے "اللّٰهم انّی اعوذبك من الهمّ والحزن والعجز والكسل والجبن والبخل وضلع الدين وغلبة الرجال".

خلاصۂ حدیث | اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کو جب غم گھیر لے تو یہ دعا پڑھ لیا کرے۔

کلمات حدیث کی تشریح | وضلع الدين: مراد دین کی کثرت ہے؛ یعنی اتنا زیادہ قرض ہو جائے کہ ادا کرنا مشکل ہو جائے اور آدمی اس کا بوجھ ہر وقت محسوس کرے۔ وغلبة الرجال: مراد ظالم اور دائن کا غلبہ ہے" والمراد بالرجال الظلمة لو الدائنون" یہ دعا بڑی جامع اور پرتاثیر ہے، بعض لوگوں نے اس کو جوامع الکلم کہا ہے "قال الكرمانی هٰذا الدعاء من جوامع الكلم؛ لان انواع الرزائل ثلاثة، نفسانية وبدنية وخارجية" (مرقات ۵/۲۲۳)۔

﴿بعض فتنے سے پناہ مانگنا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۵۱﴾ وعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اللّٰهُمَّ إِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ والْمَغْرَمِ وَالْمَاثَمِ، اللّٰهُمَّ إِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ النارِ وَفِتْنَةِ النارِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِوَعَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنىٰ ومِنْ شَرِّفِتْنَةِ الْفَقْرِ ومِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ، اللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَاىَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرْدِ وَنَقِّ قَلْبِىْ كَمَا يُنَقَّىْ الثَّوْبُ الأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِىْ وَبَيْنَ خَطَايَاىَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ. متفقٌ عَلَيْهِ.

حل لغات: الکسل: ست، کسل (ض) کسلاً ست ہونا، النار: آگ جمع نیران، فتنة: فتنہ جمع فِتَن۔

ترجمه: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے:

اللّٰهُمَّ إِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ والْمَغْرَمِ وَالْمَاثَمِ، اللّٰهُمَّ إِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ النارِ وَفِتْنَةِ النارِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِوَعَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنىٰ ومِنْ شَرِّفِتْنَةِ الْفَقْرِ ومِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ، اللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَاىَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرْدِ وَنَقِّ قَلْبِىْ كَمَا يُنَقَّىْ الثَّوْبُ الأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِىْ وَبَيْنَ خَطَايَاىَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ".

خلاصۂ حدیث | اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کو اس دعا کا ورد رکھنا چاہیے، اس میں بڑے فائدے ہیں۔

کلمات حدیث کی تشریح | من الکسل: کسل سے مراد عبادت میں سستی سے پناہ مانگنا ہے، الهرم: انتہائی درجے کا بڑھاپا مراد ہے، المغرم: مغرم سے مراد قرض یا حرجانے کا بوجھ ہے، من عذاب القبر: مراد یہ ہے کہ

میں جہنمی نہ ہو جاؤں، وفتنة النار: فتنۂ نار سے وہ سوالات مراد ہیں جو جہنمیوں سے دخول دوزخ کے بعد کیے جائیں گے "ویحتمل ان یراد بفتنة النار سوال الخزنة علی سبیل التوبیخ والیه الاشارة بقوله تعالیٰ كلما القی فیها فوج سألهم خزنتها الم یأتکم نذیر" (مرقات ۵/۲۲۴)، وفتنة القبر: فتنۂ قبر سے مراد یہ ہے کہ آدمی منکر نکیر کے سوال کے وقت پریشان اور متحیر ہو جائے "ای التحیر فی جواب الملکین" (مرقات ۵/۲۲۴)، وعذاب القبر: عذاب القبر سے مراد برزخ کا عذاب ہے "والمراد بالقبر البرزخ" (مرقات ۵/۲۲۴)، وشر فتنة الغنی: سے مراد مال کا حرام طریقے سے حاصل ہونا اور ان کا ناجائز اور بے جا طور پر خرچ ہونا ہے "وهی البطر والطغیان وتحصیل المال من الحرام وصرفه فی العصیان والتفاخر بالمال والجاه" (مرقات ۵/۲۲۴)، ومن شر فتنة الفقر: سے مراد مالداروں سے حسد اور ان کے اموال پر نظر ہے "وهی الحسد علی الاغنیاء والطمع فی اموالهم" (مرقات ۵/۲۲۴)۔

فائدہ: جناب نبی کریم ﷺ کا پناہ مانگنا اور اس طور پر دعا کرنا، امت کو تعلیم دینے کی غرض سے تھا، ورنہ آپ کو ان کی ضرورت نہ تھی؛ اس لیے کہ آپ ان تمام بلاؤں سے محفوظ تھے "قال ابن بطال وانما تعوذ صلی اللہ علیه وسلم من هذه الامور تعلیما لامته فان اللہ تعالیٰ امنهٔ من جمیع ذالك وبذالك جزم عیاض" (مرقات ۵/۲۲۴)۔

﴿ایک جامع دعا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۵۲﴾ وعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَالْهَرَمِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ، اَللّٰهُمَّ آتِ نَفْسِيْ تَقْوٰهَا وَزَكِّهَا اَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكّٰهَا اَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا. رواهُ مسْلمٌ.

حل لغات: یخشع: خَشَعَ (ف) خشوعاً، فروتنی کرنا، تشبع: شَبِعَ (س) شبعاً شکم سیر ہونا۔

ترجمہ: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ یہ دعا کرتے تھے:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَالْهَرَمِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ، اَللّٰهُمَّ آتِ نَفْسِيْ تَقْوٰهَا وَزَكِّهَا اَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكّٰهَا اَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا"۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ دعا پڑھنی چاہیے اس سے بڑے فائدے ہیں۔

کلمات حدیث کی تشریح اللّٰهم انی اعوذبك من العجز الخ: اس حدیث شریف کے ان کلمات کی تشریح گزر چکی ہے، اللّٰهم آت نفسی تقواها: مراد یہ ہے کہ اے اللہ! تو مجھے ممنوعات سے بچا، وزکها انت خیر من زکاها: اس عبارت سے یہ واضح ہے کہ تزکیہ کا تعلق نفس سے ہے، من علم لا ینفع: یعنی ایسے علم سے پناہ مانگی جائے، جس سے نہ خود کو نفع ہو اور نہ ہی دوسروں کو فائدہ پہنچایا جا سکے "قال الطیبی ای علم لا اعمل به ولا علم الناس ولا یهذب الاخلاق والأقوال" (مرقات ۵/۲۲۶)، ومن نفس لا تشبع: یعنی ایسے نفس سے پناہ مانگنی چاہیے جسے صبر و سکون میسر نہ ہو سکے، ومن دعوة لا یستجاب: اس سے وہ دعا مراد ہے کہ آدمی مانگتا ہے کہ ابھی قبول ہو؛ لیکن قبول نہیں ہو رہی ہے، حالانکہ اس کی خواہش ہے کہ ابھی ملے؛ لیکن ابھی نہیں مل رہا ہے اگرچہ بعد میں اس کا معاوضہ ملے گا۔

﴿عافیت کی دعا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۵۳﴾ وعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ مِنْ دُعَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَفُجَاءَةِ نِعْمَتِكَ وَجَمِيْعِ سَخَطِكَ. رواهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: زوال: زال (ن) زوالاً جاتا رہنا، تحول: تحول (تفعل) پھر جانا، فجاءة: اچانک آنا۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ بھی تھی "اللهم انی اعوذبك من زوال نعمتك وتحول عافيتك وفجاءة نعمتك وجميع سخطك".

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اس دعا کے بھی پڑھنے کا معمول رہے، اس لیے کہ یہ دعا بھی بہت جامع ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح من زوال نعمتك: یہاں نعمت سے مراد ایمان، اسلام اور دوسرے انعامات ہیں، وتحول عافيتك: عافیت کے زوال سے مراد آنکھ، ناک، کان اور دوسرے اعضائے جسمانی کا ختم ہوجانا ہے "ای انتقالها من السمع والبصر وسائر الاعضاء" (مرقات ۲۲۶/۵)، وجميع سخطك: مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے پناہ مانگے۔

﴿شر سے حفاظت کی دعا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۵۴﴾ وعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّمَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّمَا لَمْ اَعْمَلْ. رَوَاهُ مسْلِمٌ.

حل لغات: شر: برائی جمع اشرار، عملت: عمِل (س) عملاً عمل کرنا۔

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ یہ دعا کرتے تھے "اللهم انی اعوذبك من شرما عملت ومن شرما لم اعمل".

خلاصہ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کو اپنے معمولات میں اس دعا کو بھی شامل کر لینا چاہیے؛ اس لیے کہ یہ دعا بہت جامع اور جناب نبی کریم ﷺ کا طریقہ ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح من شرما عملت: اس سے وہ اعمال مراد ہیں جن میں آدمی عفو اور درگزر کا محتاج ہوا کرتا ہے "قال الطيبي اى من شر عمل يحتاج فيه الى العفو والعفوان" (مرقات ۲۲۷/۵) ومن شرما اعمل: یعنی زمانہ آئندہ کے ان اعمال سے پناہ مانگی گئی ہے جن سے خدائے تعالیٰ ناراض ہو۔

﴿انابت الی اللہ کی دعا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۵۵﴾ وعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ: اللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وإِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ، اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْ تُضِلَّنِيْ اَنْتَ الْحَيُّ الَّذِيْ لَايَمُوْتُ وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ يَمُوْتُوْنَ. متفقٌ عَلَيْهِ.

حل لغات: خاصمت: خصم (ض) خصماً جھگڑے میں غالب آنا، خاصم (مفاعلت) جھگڑا کرنا۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے:

"اللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وإِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ، اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ

بِعِزَّتِكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْ تُضِلَّنِيْ أَنْتَ الْحَيُّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ يَمُوْتُوْنَ".

کلمات حدیث کی تشریح لك اسلمت وبك امنت: اسلام سے ظاہری اطاعت اور ایمان سے باطنی تصدیق مراد ہے "وعليك توكلت" مراد یہ ہے کہ میں اپنے تمام معاملات میں اللہ پر ہی بھروسہ کرتا ہوں، واليك انبت: مراد یہ ہے کہ میں معصیت سے اطاعت کی طرف آتا ہوں ہے، وبك خاصمت: یعنی اے اللہ! میں تیری ہی اعانت اور مدد سے دشمنوں سے لڑتا ہوں۔

الفصل الثانی

﴿چار چیزوں سے پناہ﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۵۶﴾ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْأَرْبَعِ: مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ، وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، وَالنَّسَائِيُّ عَنْهُمَا.

حل لغات: ينفع: نَفَعَ (ف) نفعا فائدہ پہنچانا، يخشع: خَشَعَ (ف) خشوعاً فروتنی کرنا۔

ترجمه: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے "اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْأَرْبَعِ: مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ".

کلمات حدیث کی تشریح من الاربع: یہ اجمال ہے اس کی تفصیل آگے آرہی ہے، من علم لا ينفع: علم غیر نافع سے وہ علم مراد ہے جو ذریعہ تقویٰ نہ بن سکے؛ بلکہ حصولِ دنیا کا سبب بن جائے، ومن قلب لا يخشع: قلب کی تخلیق اس لیے ہوتی ہے کہ اس میں فروتنی ہو اگر یہ نہ ہو سکا قساوت آجائے گی، جو پورے نظامِ جسمانی کو درہم برہم کرنے کے لیے کافی ہے۔

﴿پانچ چیزوں سے پناہ﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۵۷﴾ وَعَنْ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْ خَمْسٍ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَسُوْءِ الْعُمُرِ وَفِتْنَةِ الصُّدُوْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حل لغات: جبن: بزدل جمع جبناء، البخل: بخل (ک) بخلاً کنجوس ہونا، الصدور: جمع ہے صدر کی بمعنی سینہ۔

ترجمه: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ پانچ چیزوں سے پناہ مانگتے تھے (۱) بزدلی (۲) بخل (۳) عمر کی برائی (۴) سینے کے فتنے (۵) اور عذاب قبر سے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ پانچوں چیزیں مضر ہیں؛ اس لیے ان چیزوں سے پناہ مانگنے کی ضرورت ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح يتعوذ من خمس: یہ حصر کیلئے نہیں ہے؛ بلکہ وہ چیزیں جن سے جناب نبی کریم ﷺ نے پناہ مانگی ہیں انسے بھی زیادہ ہیں "وهو لا ينافي الزيادة" (مرقات ۵/۲۲۸)، من الجبن: بزدلی ایک بہت بڑی آفت ہے، بسا اوقات آدمی کو اس بزدلی کی وجہ سے بڑا نقصان اٹھانا پڑتا ہے، والبخل: مراد یہ ہے کہ آدمی ان جگہوں میں بھی مال خرچ نہ کرے جہاں جہاں مال خرچ کرنے کا ہے، سوء العمر: مراد عمر کا وہ حصہ ہے جس میں جا کر آدمی ناکارہ ہو جاتا ہے، اعضاء جواب دے دیتے ہیں، قویٰ کمزور ہو جاتی ہے، اور آدمی عبادت و ریاضت سے بھی معذور ہو جاتا ہے، وفتنة الصدر: مراد قلب کی قساوت اور دنیا کی محبت ہے، وعذاب القبر: مراد برزخ کا عذاب ہے۔

﴿چند چیزوں سے پناہ﴾

﴿حدیث نمبر۲۳۵۸﴾ وعَن اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَالْقِلَّةِ وَالذِّلَّةِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ. رواہ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ.

حل لغات: الفقر: محتاجگی جمع فقراء، والقلة: قل (ض) قلا کم ہونا، الذلة: ذل (ض) ذلة ذلیل ہونا۔

ترجمه: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَالْقِلَّةِ وَالذِّلَّةِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ".

کلمات حدیث کی تشریح من الفقر: فقر سے مراد قلب کی محتاجگی ہے، جیسا کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا "خیر الغنی غنی النفس" والقلة: قلت سے مراد نیکیوں اور اچھی عادتوں کا کم ہو جانا ہے، والذلة: ذلت سے مراد لوگوں کی نظر میں ذلیل ہو جانا ہے؛ یعنی لوگ جب مذاق اڑانے لگیں تو یہ اچھی علامت نہیں ہے، من اظلم او اظلم: ظلم سے مراد دوسرے کے حق میں تعدی کرنا ہے۔

﴿اختلاف سے پناہ﴾

﴿حدیث نمبر۲۳۵۹﴾ وعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ. رواہ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ.

حل لغات: الشقاق: شق (ن) شقاً وشقاقاً مخالفت کرنا، سوء: برائی جمع اسواء۔

ترجمه: ان سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ".

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کو یہ دعا بھی پڑھنی چاہیے چوں کہ آپ کا طریقہ ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح من الشقاق: سے مراد حق کی مخالفت ہے، والنفاق: مراد یہ ہے کہ آدمی دوہری پالیسی سے اجتناب کرے "قال الطیبی أی ان تظهر لصاحبك خلاف ما تضمره" (مرقات۵/۲۳۰).

﴿بھوک سے پناہ﴾

﴿حدیث نمبر۲۳۶۰﴾ وعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُوْعِ فَاِنَّهُ بِئْسَ الضَّجِیْعُ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخِیَانَةِ فَاِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ. رواہ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ وابْنُ مَاجَةَ.

حل لغات: الجوع: بھوک، جاع (ن) جوعاً بھوکا ہونا، الضجیع: ساتھ لیٹنے والا، ضجع (ف) ضجعاً پہلو کے بل لیٹنا، الخیانة: خان (ن) خوناً امانت میں خیانت کرنا، البطانة: بھید جمع بطائن۔

ترجمه: ان سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُوْعِ فَاِنَّهُ بِئْسَ الضَّجِیْعُ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخِیَانَةِ فَاِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ".

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ ان دونوں چیزوں سے برابر پناہ مانگنی چاہیے؛ اس لیے یہ دونوں بہت بری چیز ہیں۔

کلمات حدیث کی تشریح وعنه: یعنی یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، من الجوع: بھوک وہ مصیبت ہے، جس میں حیوانات معدہ خالی ہونے کی بنیاد پر مبتلا ہوتا ہے، اور اس کی شدت بعض دفعہ اتنی ہو

جاتی ہے کہ مارے بھوک کے بھوکا انسان موت کے آغوش میں چلا جاتا ہے؛ اسی لیے جناب نبی کریم ﷺ نے بھوک سے پناہ مانگی ہے، من الخیانة: یہ امانت کی ضد ہے اور ایسی بری خصلت ہے کہ پوشیدہ ہونے کی بنیاد پر دوسرے لوگوں کو اطلاع نہیں ہو پاتی ہے اور بڑی آسانی کے ساتھ خائن دھوکہ دے کر نکل جاتا ہے، اور جب خائن کی بدنامی ہوتی ہے تو اس پر زمانہ روتا ہے؛ اسی لیے جناب نبی کریم ﷺ نے اس بری خصلت سے پناہ مانگی ہے۔

﴿بیماریوں سے پناہ﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۶۱﴾ وعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبَرَصِ وَ الْجُذَامِ وَالْجُنُوْنِ وَمِنْ سَيِّئِ الْاَسْقَامِ. رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَائِیُّ.

حل لغات: البرص: برِص (س) بوصاً برص کی بیماری والا ہونا، الجذام، کوڑھ جذِم (س) جذماً کٹے ہوئے ہاتھ یا کٹی ہوئی انگلیوں والا ہونا، الجنون: جنَّ (ن) جنونا دیوانہ ہونا، الاسقام جمع ہے سقم کی بمعنی بیماری۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبَرَصِ وَ الْجُذَامِ وَالْجُنُوْنِ وَمِنْ سَيِّئِ الْاَسْقَامِ".

خلاصۂ حدیث آدمی کو یہ دعا پڑھنی چاہیے؛ اس لیے کہ اس میں خطرناک قسم کی بیماریوں سے پناہ مانگی گئی ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح من البرص: یہ ایک ایسی بیماری ہے جس سے اعضاء جسمانی میں سفیدی پھیل جاتی ہے، جس کی بنیاد پر لوگ نفرت کرنے لگتے ہیں، اور نفرت کی شدت کا یہ عالم ہے کہ بعض دفعہ یہ زوجین کے درمیان تفریق کی وجہ بن جاتی ہے "بفتحتین بیاض یحدث فی الاعضاء" والجذام: یہ وہ بیماری ہے کہ اس کی وجہ سے ہاتھ اور پیر کی انگلیاں زخم کی بنیاد پر کٹ کٹ گرنے لگتی ہیں "بضم الجیم علة یذهب معها شعور الاعضاء، وفی القاموس: الجذام کغراب علة تحدث من انتشار السوداء فی البدن کله فیفسد مزاج الاعضاء وحیأتهاوربما انتهی الی تأکل الاعضاء وسقوتها عن نقرح" (مرقات ۵/۲۳۱)، والجنون: مراد آدمی کا پاگل ہو جانا ہے، اس کے بعد انسان کسی بھی کام کا نہیں رہتا، من سیئی الاسقام: یہ تعمیم بعد التخصیص ہے۔

﴿برے اخلاق سے پناہ﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۶۲﴾ وعَنْ قُطْبَةَ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْاَخْلَاقِ وَالْاَعْمَالِ وَالْاَهْوَاءِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حل لغات: منکرات: جمع ہے منکر کی بمعنی ناپسند، الاخلاق: جمع خلق کی بمعنی عادت، الاھواء: ھویٰ (س) ھویٰ خواہش کرنا۔

ترجمہ: حضرت قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْاَخْلَاقِ وَالْاَعْمَالِ وَالْاَهْوَاءِ".

خلاصۂ حدیث آدمی کو اس دعا کا اہتمام کرنا چاہیے؛ تاکہ اخلاق درست ہوں اور خالق و مخلوق کی نگاہ میں پسندیدہ ہو جائے۔

کلمات حدیث کی تشریح الاخلاق: مراد باطنی اعمال ہیں، الاعمال: مراد ظاہری اعمال ہیں۔

﴿تعویذ کا ثبوت﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۶۳﴾ وعَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلِ بْنِ حُمَيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا نَبِیَّ اللّٰهِ عَلِّمْنِیْ تَعْوِيْذًا اَتَعَوَّذُ

بِهٖ، قَالَ: قُلْ: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِیْ وَشَرِّ بَصَرِیْ وَشَرِّ لِسَانِیْ وَشَرِّ قَلْبِیْ وَشَرِّ مَنِیِّیْ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ.

حل لغات: تعویذاً: عاذ (ن) عوذاً پناہ لینا، عوّذ (تفعیل) حفاظت کی دعا کرنا، کسی پر تعویذ لٹکانا، سمعی: کان جمع اسماع۔

ترجمہ: حضرت شتیر بن شکل بن محمد سے عن ابیہ روایت ہے کہ میں نے کہا: یا نبی اللہ! مجھے تعویذ سکھا دیجیے تا کہ میں اس سے پناہ لوں، آپ نے فرمایا: یہ دعا پڑھ لیا کرو "اللهم انی اعوذبك من شر سمعی وشر بصری وشر لسانی وشر قلبی وشر منیی"۔

خلاصۂ حدیث: اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جن کو پڑھنا آتا ہے وہ پڑھ کر اس دعا سے تعویذ کا کام لے اور جن کو پڑھنا نہیں آتا ہے اس کو کاغذ میں لکھ کر دے دے؛ تا کہ وہ اس سے فائدہ حاصل کر سکے۔

کلمات حدیث کی تشریح: عن ابیہ: مراد حضرت شکل ہیں جو صحابی ہیں اور ان سے صرف ان کے لڑکے ہی نے روایت کی ہے، من شر سمعی: مراد یہ ہے کہ میں اپنے کانوں سے اچھی باتیں سنوں بری باتیں نہ سنوں، وشر بصری: مراد یہ ہیکہ اے اللہ! تو مجھے توفیق دے تا کہ میں اپنی آنکھوں سے تیری مرضی کے خلاف کچھ نہ دیکھوں، وشر لسانی: تا کہ میں فالتو اور بے ہودہ بات نہ کروں، وشر قلبی: تا کہ میں عقائدِ باطلہ، اعمال مذمومہ اور حسد و بغض وغیرہ کا شکار نہ ہو جاؤں۔

﴿حادثات سے پناہ﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۶۴﴾ عَنْ اَبِی الْیَسَرِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یَدْعُوْا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَدْمِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ التَّرَدِّیْ وَمِنَ الْغَرَقِ وَالْحَرَقِ وَالْهَرَمِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ یَّتَخَبَّطَنِیَ الشَّیْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ اَمُوْتَ فِیْ سَبِیْلِكَ مُدْبِراً وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ اَمُوْتَ لَدِیْغاً. رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ، وَزَادَ فِیْ رِوَایَةٍ اُخْرٰی: وَالْغَمِّ.

حل لغات: التردی: ردی (تفعیل) کنویں میں گرنا، الغرق: غرق (س) غرقاً ڈوبنا، الحرق: (ن) حرقاً جلانا، الهرم: هرِم (س) هرماً بہت بوڑھا ہونا، یتخبطنی، خبط (ض) خبطاً زور سے مارنا، تخبط (تفعل) الشیطان دیوانہ کر دینا، لدیغ: ڈسا ہوا جمع لدغاء۔

ترجمہ: حضرت ابو یسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ یہ دعاء پڑھتے تھے " اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَدْمِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ التَّرَدِّیْ وَمِنَ الْغَرَقِ وَالْحَرَقِ وَالْهَرَمِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ یَّتَخَبَّطَنِیَ الشَّیْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ اَمُوْتَ فِیْ سَبِیْلِكَ مُدْبِراً وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ اَمُوْتَ لَدِیْغاً"۔

خلاصۂ حدیث: اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کو اس دعا کا اہتمام کرنا چاہیے؛ تا کہ بری موت سے بچا جا سکے۔

کلمات حدیث کی تشریح: من الهدم: عمارت کے گرنے کی وجہ سے آدمی دب کر مر جاتا ہے، یہ موت اچانک ایسی ہوتی ہے کہ مرنے والا نہ ہی وصیت کر پاتا ہے اور نہ ہی معاملات کی صفائی کر پاتا ہے، اور بعض دفعہ تو ملبے کے نیچے زندہ کئی کئی دن تک بغیر کچھ کھائے پیئے پریشانی کے عالم میں رہ جاتا ہے، احتیاط سے ملبہ ہٹایا جاتا ہے تو بچ نکلتا ہے، ورنہ وہیں اس کی موت ہو جاتی ہے، جو ایک بڑی تکلیف دہ صورتِ حال ہوتی ہے، من التردی: مراد اونچی جگہ سے سطح زمین میں آ گرنا ہے؛ جیسے اونچی عمارت، پہاڑ یا بڑے درخت وغیرہ سے یا سطح زمین سے اور نیچے گر جانا جیسے کنویں میں۔

فائدہ: جناب نبی کریم ﷺ نے ان حادثات سے اس لیے پناہ مانگی ہیں، کہ یہ حادثات اتنے خطرناک اور تکلیف دہ ہوتے ہیں

کہ بعض دفعہ آدمی صبر نہیں کر پاتا ہے زبان پہ کچھ سے کچھ آجاتا ہے اور آدمی اپنے دین کا بھی نقصان کر بیٹھتا ہے اس لیے امت کو بھی ان حادثات سے پناہ مانگنی چاہیے"وانما استعاذ من الهلاك بهٰذه الاسباب مع ما فيه من نيل الشهادة لانها ممن مجتهد مقلقة لا يكاد الانسان يصبر عليها ويثبت عندها فلعل الشيطان انتهز فرصة منه فيحمله على ما يخله ويضر بدنيه و لانه يقع فجاءة"(مرقات ۵/۲۳۳).

﴿طمع سے پناہ﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۶۵﴾وعَنْ مُعَاذٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:اسْتَعِيْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ طَمَعٍ يَهْدِىْ إِلىٰ طَبَعٍ. رَوَاهُ أَحْمَدُ والبَيْهَقِيُّ فِى الدَّعْوَاتِ الكَبِيْرِ.

حل لغات: طمع: وہ چیز جس کی خواہش کی جائے جمع اطماع، طمِع (س) طمعاً لالچ کرنا، طبع: کمینہ طبِع (س) طبعاً عیب دار ہونا۔

ترجمہ: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: طبع تک پہنچانے والی طمع سے پناہ مانگو۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ لالچ کوئی اچھی چیز نہیں ہے؛ اس لیے اس سے پناہ مانگنی چاہیے۔

کلمات حدیث کی تشریح من طمع: نفس کا کسی شئی کی طرف شہوۃً مائل ہونے کا نام طمع ہے"وهو نزوع النفس الى الشئى شهوة له"(مرقات ۵/۲۳۳)، یهدی: یہاں ہدایت اراء الطريق کے معنی میں ہے والاظهر عندى ان الهداية هنا بمعنىٰ الدلالة علىٰ مانقله الطيبى"(مرقات ۵/۲۳۳)، طبع: مراد عیب ہے۔

﴿خسوف کے وقت پناہ﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۶۶﴾وعَنْ عَائِشَةَ انَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظَرَ إِلىٰ الْقَمَرِ فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ! اسْتَعِيْذِىْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ هٰذَا فَإِنَّ هٰذَا هُوَ الْغَاسِقُ إِذَا وَقَبَ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حل لغات: القمر: چاند جمع اقمار، الغاسق: غسق (ض) غسقاً تاریک ہونا، وقب: وقب (ض) وقباً غروب ہونا۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے چاند دیکھ کر فرمایا: اے عائشہ! اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگ؛ اس لیے کہ یہ اندھیرا پھیلانے والا ہے، جب بے نور ہو جائے۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ جب چاند میں گہن لگ جائے تو اس سے اللہ کی پناہ مانگے۔

کلمات حدیث کی تشریح نظر الى القمر: چوتھی رات سے لے کر مہینے کی آخری راتوں تک کے چاند کو قمر کہا جاتا ہے"من شر هٰذا فان هٰذا هو الغاسق إذا وقب: مراد یہ ہے کہ چاند میں جب گہن لگ جائے تو مصائب و آلام سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے"يعنى إذا خسف استعيذى بالله من الآفات والبليات"(مرقات ۵/۲۳۴).

﴿نفس کی برائی سے پناہ مانگنا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۶۷﴾وعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِىْ يَا حُصَيْنُ! كَمْ تَعْبُدُ الْيَوْمَ إِلٰهاً؟ قَالَ أَبِىْ:سَبْعَةً سِتًّا فِى الْأَرْضِ وَوَاحِداً فِى السَّمَاءِ، قَالَ: فَأَيُّهُمْ تَعُدُّ لِرَغْبَتِكَ وَرَهْبَتِكَ؟ قَالَ: الَّذِىْ فِى السَّمَاءِ، قَالَ: يَاحُصَيْنُ! اَمَا إِنَّكَ لَوْ اَسْلَمْتَ عَلَّمْتُكَ كَلِمَتَيْنِ تَنْفَعَانِكَ، قَالَ: فَلَمَّا اَسْلَمَ حُصَيْنٌ، قَالَ:يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! عَلِّمْنِىَ الْكَلِمَتَيْنِ اللَّتَيْنِ وَعَدْتَنِىْ فَقَالَ: قُلْ:اللّٰهُمَّ أَلْهِمْنِىْ رُشْدِىْ وَأَعِذْنِىْ مِنْ شَرِّ نَفْسِىْ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حل لغات: الیوم: دن جمع ایام، تعد: عدّ (ن) عداً گمان کرنا، رھبۃ: رھب (س) رھبۃً خوف کرنا۔

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے میرے والد محترم سے پوچھا کہ تم آج کل کتنے معبودوں کی پوجا کرتے ہو؟ تو میرے والد نے جواب دیا سات، چھ زمین میں ہیں اور ایک آسمان پر، تو آپ نے فرمایا کہ تو تم ان میں سے کس معبود سے امید کا گمان رکھتے ہو اور ڈرتے ہو؟ انہوں نے کہا: جو آسمان پر ہے، آپ نے فرمایا: اے حصین! یاد رکھو! اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو میں تمہیں دو کلمے بتلا دوں گا جن سے تمہیں بڑا فائدہ ہوگا، راوی کہتے ہیں جب حصین نے اسلام قبول کیا تو انہوں نے کہا: یارسول اللہ! مجھے آپ وہ دونوں کلمات سکھلا دیجیے جن کا مجھ سے آپ نے وعدہ کیا تھا، تو آپ نے فرمایا کہو "اللّٰھم الھمنی رشدی واعذنی من شر نفسی"۔

خلاصۂ حدیث: اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی اس دعا کو پڑھا کرے تاکہ شرارتِ نفس سے محفوظ رہے۔

کلمات حدیث کی تشریح: حصین: یہ تصغیر ہے بہت مشہور اور مؤقر صحابی ہیں، عام خیبر میں اسلام قبول کیا، جب بصرہ بسا تو انہوں نے وہیں سکونت اختیار کی اور وہیں مدفون ہیں، لابی یا حصین الخ: یعنی جناب نبی کریم ﷺ کی حضرت حصین سے گفتگو اس وقت کی ہے، جب حضرت حصین حالتِ کفر میں تھے، ستا فی الارض وواحدا فی السماء: یہ جگہ کی تعیین تو صرف ان کے گمان کے مطابق ہے، ورنہ تو زمین وآسمان اور پوری کائنات کے بااختیار مالک صرف اور صرف خدا کی ذات ہے، اس میں کوئی دوسرا حبہ برابر بھی شریک نہیں ہے، قال فایھم تعدلر غبتك ورھبتك الخ: جناب نبی کریم ﷺ کا ان کی اس بے تکی باتوں کو سن کر خاموش رہنا، ان کو خود سے مانوس کرنا مقصد تھا "ولعل سکوته عنه صلی اللّٰه علیه وسلم کان تألفابه" (مرقات ۵/۲۳۵)، لو اسلمت علمتك کلمتین الخ: کلمتین سے مراد دعا ہے، فلما اسلم حصین قال یارسول الخ: یعنی حضرت حصین رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو جناب نبی کریم ﷺ سے درخواست کی یارسول اللہ! آپ نے ایک دعا سکھلانے کا مجھ سے وعدہ فرمایا تھا؛ لہٰذا وہ دعا مجھے سکھلا دیجیے، فقال قل الخ: یعنی آپ نے اس دعا کی تعلیم دی۔

﴿گلے کے لیے تعویذ﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۶۸﴾ وَعَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا فَزِعَ اَحَدُكُمْ فِي النَّوْمِ فَلْيَقُلْ: اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ ومِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَحْضُرُوْنَ فَاِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهٗ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو يُعَلِّمُهَا مَنْ بَلَغَ مِنْ وَلَدِهٖ وَمَنْ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهُمْ كَتَبَهَا فِيْ صَكٍّ ثُمَّ عَلَّقَهَا فِيْ عُنُقِهٖ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حل لغات: فزع: فزِع (س) فزعاً خائف ہونا، غضبه: غضِب (س) غضباً غضبناک ہونا، عقابه: عاقب (مفاعلت) مواخذہ کرنا، سزا دینا، الشیطان: شیطان جمع شیاطین، عنق: گردن جمع اعناق۔

ترجمہ: حضرت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نیند میں ڈر جائے تو اس کو یہ دعا پڑھنی چاہیے "اعوذ بکلمات اللّٰه التامات من غضبه وعقابه وشر عباده ومن ھمزات الشیاطین وان یحضرون" تاکہ شیطان اس کو نقصان نہ پہنچا سکے، اور عبد اللہ بن عمرو یہ کلمات اپنے بڑے بچوں کو سکھلا دیتے اور چھوٹے بچوں کے لیے لکھ کر ان کے گلے میں ڈال دیا کرتے تھے۔

خلاصۂ حدیث: اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کو یہ دعا یاد کر لینی چاہیے؛ تاکہ بوقت ضرورت کام آئے اور جو یاد نہ کر سکے ان کو تعویذ بنا کر دے دے؛ تاکہ وہ بھی محفوظ رہیں۔

کلمات حدیث کی تشریح قال إذا فزع احدکم فی النوم: بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ آدمی کوئی ڈراونا خواب دیکھنے کی بنیاد پر ڈر جاتا ہے یا ویسے ہی سوتے میں چونک اٹھے "فلیقل اعوذ بکلمات اللہ الخ: تو اس کو اس حدیث شریف میں مذکور دعا پڑھنی چاہیے، و کان عبد اللہ بن عمرو الخ: یہاں سے حضرت عبداللہ بن عمرو کا یہ طریقہ بتا رہے ہیں کہ وہ بڑے بچوں کو یہ دعا یاد کرا دیتے تھے؛ تاکہ جب وہ اس طرح کے حالات سے دوچار ہوں تو یہ دعا پڑھ لیا کریں، ومن لم یبلغ منھم الخ: یعنی بڑے لڑکوں کو تو وہ یہ دعا یاد کرا دیتے تھے؛ لیکن وہ بچے جو یاد نہیں کر سکتے تھے ان کو وہ تعویذ بنا کر یہ دعا گلے میں ڈال دیا کرتے تھے؛ جیسا کہ اس حدیث شریف کے الفاظ وضاحت کے ساتھ دلالت کر رہے ہیں؛ اسی بنیاد پر بہت سے لوگ تعویذ گنڈے کے ذریعے سے لوگوں کا علاج کرتے ہیں، جو ازروئے شرع صحیح ہے، اب بعض لوگوں کا انکار کرتے ہوئے یہ کہنا کہ تعویذ گنڈا غلط ہے، وہ اس قول میں حق سے دور ہیں اور اپنی حیثیت منوانے کے لیے پریشان ہیں، یہ نہیں سوچتے کہ یہ لوگ اپنے اس نظریے کی وجہ سے "خیر القرون" کی حیثیت عرفی (Position) کو چیلنج کر رہے ہیں۔

﴿جنت ودوزخ کی سفارش﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۶۹﴾ وعَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ سَأَلَ اللّٰہَ الْجَنَّۃَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَتِ الْجَنَّۃُ: اَللّٰھُمَّ اَدْخِلْہُ الْجَنَّۃَ، وَمَنِ اسْتَجَارَ مِنَ النَّارِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَالَتِ النَّارُ: اَللّٰھُمَّ اَجِرْہُ مِنَ النَّارِ. رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ.

حل لغات: سال، سالَ (ف) سؤلا چاہنا، الجنة، باغ جمع جنات، استجار: استجار (استفعال) پناہ چاہنا۔

ترجمه: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص تین مرتبہ اللہ تعالیٰ سے جنت کا مطالبہ کرے تو اس کے لیے جنت کہتی ہے "اللھم ادخله الجنة" اور جو تین مرتبہ دوزخ سے پناہ مانگے اس کے لیے جہنم کہتی ہے "اللھم اجره من النار"۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کو جنت کی طلب اور جہنم سے حفاظت کی دعا کرنی چاہیے۔

کلمات حدیث کی تشریح من سال اللہ الجنة: مراد یہ ہے کہ آدمی یہ دعا پڑھے "اللھم انی اسالك الجنة" (مرقات ۲۳۶/۵)، قالت الجنة: جنت سے مراد اہل جنت؛ یعنی حور و غلمان ہیں، اس کو حقیقت پر بھی محمول کرتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ واقعتاً جنت و دوزخ بولتے ہیں اور دعا کرنے والے کے حق میں یہ دونوں بھی دعا کرتے ہیں۔

الفصل الثالث

﴿سحر سے بچنے کی دعا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۷۰﴾ عَنِ الْقَعْقَاعِ أَنَّ كَعْبَ الْأَحْبَارِ قَالَ: لَوْلَا كَلِمَاتٌ أَقُوْلُھُنَّ لَجَعَلَتْنِیْ یَھُوْدُ حِمَاراً، فَقِیْلَ لَہٗ: مَاھُنَّ؟ قَالَ: أَعُوْذُ بِوَجْہِ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ الَّذِیْ لَیْسَ شَیْئٌ أَعْظَمَ مِنْہُ وَبِكَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ الَّتِیْ لَا یُجَاوِزُھُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ وَبِأَسْمَاءِ اللّٰہِ الْحُسْنٰی مَا عَلِمْتُ مِنْھَا وَمَا لَمْ أَعْلَمْ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَأَ وَبَرَأَ. رَوَاہُ مَالِكٌ.

حل لغات: حمار: گدھا جمع حمیر، یجاوز: جاوز (مفاعلت) آگے بڑھنا، بر: نیک جمع ابرار، فاجر: گناہ گار جمع فجار، ذرأ: ذرأ (ن) ذروا اڑانا بکھیرنا، برأ: برأ (ف) برأ پیدا کرنا۔

ترجمه: حضرت قعقاع سے روایت ہے کہ کعب بن احبار نے فرمایا: اگر میں چند کلمات نہ کہتا تو یہود مجھے گدھا بنا ڈالتے، تو ان سے کہا گیا وہ کلمات کیا ہیں؟ تو انہوں نے یہ دعا پڑھی "اعوذ بوجه اللہ العظیم الذی لیس شیئ اعظم منه وبکلمات اللہ التامات

التی لا یجاوز هن بر ولا فاجر وباسماء الله الحسنی ما علمت منها ومالم اعلم من شر ما خلق وذرأ وبرأ".

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اس دعا کو پڑھنے سے انسان سحر سے محفوظ رہتا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح کعب احبار: حضرت کعب احبار یہودیوں کے بڑے ذی وقار عالم تھے، انہوں نے جناب نبی کریم ﷺ کا زمانہ تو پایا مگر اس دوران تو ایمان نہ لا سکے؛ البتہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت کے وقت ایمان قبول کیا، لو لا کلمات اقولهن: مراد دعا کرنا ہے، لجعلتنی یهود حمارا: مراد بذریعہ سحر گدھا بنانا ہے اور گدھا بنانے سے مراد ذلیل ورسوا کرنا ہے، ای من السحر (حماراً) ای بلیدا او ذلیلاً (مرقات ۵/۲۳۷)، اعوذ بوجه الله العظیم: مراد ذات باری تعالیٰ ہے، الذی لیس شئی اعظم منه، ذات باری تعالیٰ سے کوئی بڑا تو کیا اس کے برابر بھی نہیں ہوسکتا، اور برابری کیا کسی میں کوئی عظمت تو ہے ہی اس لیے کہ سب تو اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں "ولا ساویا لعظمته ولا قریباً منها بل ولا عظمته لغیره لان الکل عبیده (مرقات ۵/۲۳۸)، وبکلمات الله التامات التی لا یجاوز هن بر ولا فاجر: کلمات اللہ التامات سے مراد قرآن کریم ہے اور بر و فاجر سے مراد مومن ومطیع اور کافر وعاصی ہیں، مطلب یہ ہے کہ ثواب وعذاب سے کوئی خارج نہیں ہے، لائق ثواب ہے تو ثواب ملے گا، اور مستحق عذاب ہے تو اس کو عذاب دیا جائے گا، الا یہ کہ اللہ رحم کر دے۔

﴿کفر سے پناہ﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۷۱﴾ وعَنْ مُسْلِمِ بْنِ اَبِیْ بَکْرَةَ قَالَ: کَانَ اَبِیْ یَقُوْلُ فِیْ دُبُرِ الصَّلٰوةِ: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْکُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ، فَکُنْتُ اَقُوْلُهُنَّ فَقَالَ: اَیْ بُنَیَّ عَمَّنْ اَخَذْتَ هٰذَا؟ قُلْتُ: عَنْكَ قَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُهُنَّ فِیْ دُبُرِ الصَّلٰوةِ. رَوَاهُ النَّسَائِیُّ وَالتِّرْمِذِیُّ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ یَذْکُرْ فِیْ دُبُرِ الصَّلَاةِ، وَرَوَی اَحْمَدُ لَفْظَ الْحَدِیْثِ وَعِنْدَهٗ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلَاةٍ.

حل لغات: دبر: پچھلا، آخری حصہ جمع ادبار، الفقر: مفلسی جمع فقور، فقر (ک) فقارة مفلس ہونا، عذاب: تکلیف جمع اعذبة۔

ترجمہ: حضرت مسلم بن ابو بکرہ سے روایت ہے کہ میرے والد صاحب نماز کے بعد کہا کرتے تھے "اللهم انی اعوذبك من الکفر والفقر وعذاب القبر" چناں چہ میں بھی کہنے لگا تو انہوں نے کہا: اے میرے بیٹے! یہ تم نے کس سے سیکھا؟ میں نے کہا: آپ سے، انہوں نے کہا کہ جناب نبی کریم ﷺ نماز کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے۔

خلاصۂ حدیث کفر سے پناہ مانگنی چاہیے؛ اس لیے کہ جناب نبی کریم ﷺ ہر نماز کے بعد کفر سے برابر پناہ مانگتے تھے۔

کلمات حدیث کی تشریح عن مسلم بن ابی بکرہ: حضرت مسلم تابعی ہیں، البتہ ان کے والد محترم حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں، فی دبر الصلاة: دبر صلوۃ سے مراد نماز کے بعد ہے "بعده وهو الاظهر" (مرقات ۵/۲۳۹)، من الکفر: مراد کفر کی تمام قسمیں ہیں، والفقر: مراد فتنہ فقر ہے اور قلب کی محتاجگی بھی مراد لے سکتے ہیں، فقلت اقولهن: یعنی میں نے بھی اپنے والد محترم کی تقلید میں نماز کے بعد اس دعا کو پڑھنا شروع کر دیا" ای تقلیداً لابی" (مرقات ۵/۲۳۹)۔

﴿قرض سے پناہ﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۷۲﴾ وعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْکُفْرِ وَالدَّیْنِ، فَقَالَ رَجُلٌ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَعْدِلُ الْکُفْرَ بِالدَّیْنِ؟ قَالَ: نَعَمْ وَفِیْ رِوَایَةٍ: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ

اعُوذُبِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالفَقْرِ، قَالَ رَجُلٌ: وَيَعْدِلَانِ.

حل لغات: الدين: قرض جمع ديون، الفقر: مفلسی جمع فقور۔

ترجمہ: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب نبی کریم ﷺ کو یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا "اعوذ باللہ من الکفر والدین" تو ایک آدمی نے کہا: یارسول اللہ! آپ نے کفر کو قرض کے برابر کر دیا؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے آدمی کو قرض سے پناہ مانگنی چاہیے۔

کلمات حدیث کی تشریح اتعدل الکفر بالدین: اس آدمی کے پوچھنے کا مقصد یہ تھا کہ کفر تو نا قابل معافی جرم ہے، قرض تو ایک معمولی شئی ہے تو آپ نے دونوں کو کیوں برابر کر دیا؟ قال نعم: جناب نبی کریم ﷺ نے کفر کو دین کے برابر اس لیے قرار دیا کہ بسا اوقات فقر کی وجہ سے آدمی کفر تک پہنچ جاتا ہے اور بعض دفعہ قرض کی وجہ سے کافروں والی حرکتیں شروع کر دیتا ہے، قال الطیبی: ای نعم اساوی الدائن بالمنافق؛ لان الرجل إذا غرم حدث فكذب ووعدفاخلف كما روى كاد الفقر ان يكون كفرا" (مرقات ۵/۲۴۰)۔

﴿باب جامع الدعا﴾

الفصل الاول

﴿آپ کی دعائے بخشش﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۷۳﴾ عَنْ اَبِىْ مُوْسىٰ الْاَشْعَرِىِّ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَنَّهٗ كَانَ يَدْعُوْا بِهٰذَا الدُّعَاءِ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِىْ خَطِيْئَتِىْ وَجَهْلِىْ وَاِسْرَافِىْ فِىْ اَمْرِىْ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّىْ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِىْ جِدِّىْ وَهَزْلِىْ وَخَطَائِىْ وَعَمَدِىْ وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِىْ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِىْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّىْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ. متفقٌ عَلَيْهِ.

حل لغات: جهلی: جهل (س) جهلاً ان پڑھ ہونا، نہ جاننا، اسرافی: سرف (س) سرفاً القوم تجاوز کرنا، اسرف (افعال) فضول خرچی کرنا، جدی: جدّ (ن ض) جدّاً اہتمام کرنا، هزلی: هزل (ض) هزلاً ٹھٹھا کرنا، عمدی: عمد (ض) عمداً قصد کرنا۔

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے:

"اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِىْ خَطِيْئَتِىْ وَجَهْلِىْ وَاِسْرَافِىْ فِىْ اَمْرِىْ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّىْ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِىْ جِدِّىْ وَهَزْلِىْ وَخَطَائِىْ وَعَمَدِىْ وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِىْ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِىْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّىْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ".

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کو ان الفاظ کے ساتھ دعا کرنی چاہیے، یہ آپ کا طریقہ ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح خطیئتی: مراد سیئات ہیں، وجهلی: مراد وہ اعمال ہیں جن کو انجام نہ دینے کی وجہ سے پکڑ ہو، واسرافی: مراد کوتاہی اور حد سے تجاوز ہے، فی امری: امر سے مذکورہ بالا تینوں چیزیں مراد ہیں "الخطيئة الذنب والجهل ضد العلم والاسراف مجاوزة الحد فى كل شئى، قال الكرمانى: يحتمل قوله فى امرى ان يتعلق بجميع ما ذكر" (مرقات ۵/۲۴۰)، وما انت اعلم به منى: مراد اپنا عجز اور ذات باری تعالیٰ کے علم کا محیط ہونا ہے۔

﴿دین ودنیا کی اصلاح﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۷۴﴾ وعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اللّٰهُمَّ اَصْلِحْ

لِيْ دِيْنِيَ الَّذِيْ هُوَ عِصْمَةُ أَمْرِيْ وَأَصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَاشِيْ وَاَصْلِحْ لِيْ آخِرَتِي الَّتِيْ فِيْهَا مَعَادِيْ وَاجْعَلِ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِيْ فِيْ كُلِّ خَيْرٍ وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِي مِنْ كُلِّ شَرٍّ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: اصلح. صلُح (ک) صلاحاً درست ہونا، اصلح (افعال) درست کرنا، عصمۃ: بچاؤ جمع عصم، معاشی: زندگی کا ذریعہ جمع معائش، عاش (ض) عیشاً زندہ رہنا، معادی: لوٹنے کی جگہ، آخرت جمع معاود، عاد (ن) عوداً واپس ہونا۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے:

" اللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِيْ دِيْنِيَ الَّذِيْ هُوَ عِصْمَةُ أَمْرِيْ وَأَصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَاشِيْ وَاَصْلِحْ لِيْ آخِرَتِي الَّتِيْ فِيْهَا مَعَادِيْ وَاجْعَلِ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِيْ فِيْ كُلِّ خَيْرٍ وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِي مِنْ كُلِّ شَرٍّ".

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کو یہ دعا پڑھنی چاہیے تاکہ دین و دنیا کی بھلائی سمیٹ سکے۔

کلمات حدیث کی تشریح اصلح لی دینی الخ: مراد یہ ہے کہ آدمی غلطیوں سے حفاظت کی دعا کرے؛ تاکہ دینی معاملات درست رہیں اور اس کے تمام معاملات ٹھیک رہیں، واصلح لی دنیای: مراد وہ امور ہیں جو عبادات میں معاون ہوں، التی فیھا معاشی: معاش سے وہ اسباب مراد ہیں جو زندگی گزارنے کے لیے معاون ہوتے ہیں، مطلب یہ ہے کہ آدمی اپنا ذریعہ معاش درست رکھے تاکہ عبادت کرنے میں مزہ آئے، واصلح لی آخرتی الخ: یعنی آخرت کی اصلاح کی بھی دعا کرے؛ اس لیے کہ موت کے بعد سب کو وہیں جانا ہے اور ہمیشہ ہمیش کے لیے وہیں رہنا ہے، واجعل الموت راحۃ لی من کل شر الخ: مراد یہ ہے کہ آدمی خاتمہ بالخیر کی دعا کرے۔

﴿دعائے ہدایت﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۷۵﴾ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ: اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الْهُدٰى وَالتُّقٰى وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰى. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: العفاف: عف (ض) عفاً حرام یا غیر مستحسن سے رکنا۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے "اللّٰهم انی أسئلك الهدى والتقى والعفاف والغنى"۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کو یہ دعا پڑھنی چاہیے تاکہ ہدایت پر استقلال ہو۔

کلمات حدیث کی تشریح الھدی: ہدایت سے مراد ہدایت کاملہ ہے، العفاف: مراد معاصی سے اجتناب ہے۔

﴿طلب ہدایت کا طریقہ﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۷۶﴾ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قُلِ اللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ وَسَدِّدْنِيْ وَاذْكُرْ بِالْهُدٰى هِدَايَتَكَ الطَّرِيْقَ وَبِالسَّدَادِ سَدَادَ السَّهْمِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: اھدنی: ھدی (ض) ھدایۃ راہ دکھانا، سددنی: سد (ن) سداً درست کرنا۔

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: یہ دعا پڑھو "اللّٰهم اهدني وسددني" اور ہدایت سے راستے کی درستگی اور "سداد" سے تیر کی راستی کا تصور کرو۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی اس دعا کا اہتمام کرے؛ چوں کہ اس میں طلب ہدایت کا طریقہ بتایا گیا ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح اهدني: یعنی ہدایت پر ثابت قدم رکھ، سددني: یعنی راستے کو سیدھا اور درست کردے۔

﴿نو مسلم کی دعا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۷۷﴾ وَعَنْ اَبِیْ مَالِكٍ الْاَشْجَعِیِّ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ اِذَا اَسْلَمَ عَلَّمَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ ثُمَّ اَمَرَهُ اَنْ یَّدْعُوَا بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاهْدِنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: الصَّلاة: نماز جمع صلوات، عافني: عاف (ن) عفواً درگزر کرنا۔

ترجمه: حضرت ابو مالک اشجعی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے جب اسلام قبول کیا تو جناب نبی کریم ﷺ نے اس کو نماز پڑھنے کا طریقہ سکھلانے کے بعد انکو حکم دیا کہ ان کلمات سے دعا کرنا "اللّٰهم اغفرلي وارحمني واهدني وعافني وارزقني".

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ نو مسلم کو اس حدیث شریف میں مذکور دعا پڑھنی چاہیے۔

کلمات حدیث کی تشریح الصَّلاة: مراد یہ ہے کہ جناب نبی کریم نے ارکان و شرائط کے ساتھ نماز پڑھنے کا طریقہ بتادیا؛ تا کہ وہ نماز پڑھنے لگے، اغفرلي: یعنی میرے گناہوں کو مٹادے، وارحمني: یعنی میرے عیوب کی پردہ پوشی کر، واهدني: یعنی مجھے ہدایت پر ثابت قدم رکھ، وعافني: یعنی مجھے خطاؤں اور بلاؤں سے محفوظ رکھ، وارزقني: یعنی تو مجھے رزق حلال دے۔

﴿دونوں جہاں کے حسنات کی دعا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۷۸﴾ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ: كَانَ اَكْثَرُ دُعَاءِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ. متفقٌ عَلَیْهِ.

حل لغات: الدنيا: موجودہ زندگی جمع دنی، حسنة: نیکی جمع حسنات، عذاب: سزا جمع اعذبة۔

ترجمه: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ اکثر یہ دعا پڑھتے تھے "اللّٰهم آتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار".

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کو یہ دعا برابر کرنی چاہیے؛ اس لیے کہ دین و دنیا کی بھلائی اس میں ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح كان اكثر دعاء النبي الخ: جناب نبی کریم ﷺ اکثر یہ دعا اس لیے کرتے کہ یہ جامع بھی ہے اور یہ قرآن کریم میں بھی ہے، اسی قرآن کا یہ اقتباس ہے، الدنيا: موت سے پہلے والی زندگی مراد ہے، حسنة: مراد ہر طرح کی بھلائی ہے، في الآخرة: مراد موت کے بعد والی زندگی ہے، وقنا عذاب النار: یعنی اے اللہ! تو مجھے دوزخ کے عذاب سے بچا۔

الفصل الثاني

﴿ایک جامع دعا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۷۹﴾ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَدْعُوْ یَقُوْلُ رَبِّ اَعِنِّیْ وَلَا تُعِنْ عَلَیَّ وَانْصُرْنِیْ وَلَا تَنْصُرْ عَلَیَّ وَامْكُرْ لِیْ وَلَا تَمْكُرْ عَلَیَّ وَاهْدِنِیْ وَیَسِّرِ الْهُدٰی لِیْ وَانْصُرْنِیْ عَلٰی مَنْ بَغٰی عَلَیَّ رَبِّ اجْعَلْنِیْ لَكَ شَاكِراً لَكَ ذَاكِراً لَكَ رَاهِباً لَكَ مِطْوَاعاً لَكَ مُخْبِتاً اِلَیْكَ اَوَّاهاً مُنِیْباً رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِیْ وَاغْسِلْ حَوْبَتِیْ وَاَجِبْ دَعْوَتِیْ وَثَبِّتْ حُجَّتِیْ وَسَدِّدْ لِسَانِیْ وَاهْدِ قَلْبِیْ وَاسْلُلْ

سَخِيْمَةَ صَدْرِيْ. رَوَاهُ التِّرمِذِيُّ وَاَبُوْدَاؤدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حل لغات: یدعو: دعا(ن) دعوۃ بلانا، اعنی: اعان(افعال) مدد کرنا، بغی: بغی(ض) بغیا ظلم کرنا، مطواعاً فرماں بردار، طاع(ن) طوعاً فرماں بردار ہونا، مخبتا: عاجزی کرنے والا، خبت: (ض) خبتاً عاجز کرنا، اواھاً: بہت آہیں کرنے والا، آہ(ن)اوھاً آہ آہ کرنا، حوبتی: حاب(ن) حوبا گناہ کرنا، سخیمۃ: کینہ جمع سخائم۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ یہ دعا مانگتے تھے

"رَبِّ اَعِنِّيْ وَلَا تُعِنْ عَلَيَّ وَانْصُرْنِيْ وَلَا تَنْصُرْ عَلَيَّ وَامْكُرْ لِيْ وَلَا تَمْكُرْ عَلَيَّ وَاهْدِنِيْ وَيَسِّرِ الْهُدٰى لِيْ وَانْصُرْنِيْ عَلٰى مَنْ بَغٰى عَلَيَّ رَبِّ اجْعَلْنِيْ لَكَ شَاكِرًا لَكَ ذَاكِرًا لَكَ رَاهِبًا لَكَ مِطْوَاعًا لَكَ مُخْبِتًا اِلَيْكَ اَوَّاهًا مُنِيْبًا، رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِيْ وَاغْسِلْ حَوْبَتِيْ وَاَجِبْ دَعْوَتِيْ وَثَبِّتْ حُجَّتِيْ وَسَدِّدْ لِسَانِيْ وَاهْدِ قَلْبِيْ وَاسْلُلْ سَخِيْمَةَ صَدْرِيْ".

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کو اس دعا کا اہتمام کرنا چاہیے؛ اس لیے کہ یہ دعا جامع ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح رب اعنی: یعنی اے اللہ! تو مجھے ذکر، شکر اور عبادت کی توفیق دے، ولا تعن علی: یعنی اے اللہ! تو مجھ پر شیاطین الانس والجن کو مسلط نہ کر، وانصرنی ولا تنصر علی: یعنی اے اللہ! تو میری مدد فرما، مجھے دشمنوں پر غلبہ دے، مجھے مغلوب نہ کر کہ دشمن اور نفس مجھ پر حاوی ہو جائیں، وامکرلی ولا تمکر علی: یعنی اے اللہ! تو مجھے سمجھ اور سوجھ بوجھ دے ایسا نہ ہو کہ میری کم فہمی سے فائدہ اٹھا کر دشمن نقصان نہ پہنچا دے، واھدنی: یعنی تو مجھے خیر اور بھلائی کی راہ دکھا، ویسرلی الھدی: یعنی میرے لیے ہدایت کی اتباع آسان فرما؛ تاکہ عبادت واطاعت میرے لیے مشکل نہ ہو جائے، وانصرنی علی من بغی علی: یہ خصوصی درخواست ہے؛ اس لیے کہ بعض دفعہ انسان کے کچھ قریبی دشمن ہوتے ہیں اور وہ ہر وقت نقصان پہنچانے کے درپے رہتے ہیں تو خاص طور پر ان سے بچاؤ کے لیے یہ درخواست ہے، شاکراً: یعنی اے اللہ! تو مجھے اپنا شکر گزار بندہ بنا دے، ذاکراً: یعنی ذاکر اور شاغل بنا دے، راھباً: یعنی خلوت اور جلوت ہر حال میں تو مجھے ڈرنے والا بنا دے۔

﴿عافیت کی اهمیت﴾

﴿حدیث نمبر ۲۲۸۰﴾ وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ: قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ بَكٰى فَقَالَ سَلُوْا اللّٰهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فَاِنَّ اَحَدًا لَمْ يُعْطَ بَعْدَ الْيَقِيْنِ خَيْرًا مِنَ الْعَافِيَةِ. رَوَاهُ التِّرمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ اِسْنَادًا.

حل لغات: المنبر: بلند جگہ جمع منابر، لم یعط: عطا(ن) عطواً لینا، اعطی (افعال) دینا۔

ترجمہ: حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر روتے ہوئے فرمایا کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ سے عفو اور عافیت طلب کرو؛ اس لیے کہ ایمان کے بعد عافیت سے بڑھ کر کسی کو کوئی چیز نہیں دی گئی۔

خلاصۂ حدیث آدمی کو عافیت کی دعا کرنی چاہیے؛ اس لیے کہ یہ ایمان کے بعد سب سے بڑی اور اہم دولت ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح بکی: جناب نبی کریم ﷺ اس لیے روئے کہ ان کو امت کے درمیان فتنے رونما ہونے، غلبۂ شہوت اور عہدوں کی طلب جیسی بے فائدہ چیزوں کو جان گئے تھے، فقال سلوا اللہ العفو والعافیۃ: اس لیے جناب نبی کریم ﷺ نے عافیت کی دعا کرنے کے لیے فرمایا؛ تاکہ امت ان فتنوں سے بچ جائے، بعد الیقین: یقین سے مراد ایمان اور بصیرت فی الدین ہے، العافیۃ: مراد ہر طرح کے مصائب وآلام سے حفاظت اور عافیت ہے" قال الطیبی: وھی السلامۃ

من الآفات فیندرج فیها العفو" (مرقات ۵/۲۳۶)۔

﴿افضل ترین دعا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۸۱﴾ وعَنْ انَسٍ انَّ رَجُلاً جَاءَ إلى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ایُّ الدُّعَاءِ افْضَلُ؟ قَالَ: سَلْ رَبَّكَ الْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، ثُمَّ اتَاهُ فِي الْيَوْمِ الثَّانِيْ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ايُّ الدُّعَاءِ افْضَلُ؟ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ اتَاهُ فِي الْيَوْمِ الثَّالِثِ، فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذَالِكَ، قَالَ: فَإذَا أُعْطِيْتَ الْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ فَقَدْ افْلَحْتَ. رواهُ التِّرمِذِيُّ وابْنُ مَاجَة وقَالَ التِّرمِذِيُّ: هذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ إسْنَاداً.

حل لغات: الدعا: دعا جمع ادعیہ: العافیۃ: عفا (ن) عفواً درگزر کرنا۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کے پاس آکر فرمایا: یارسول اللہ! کونسی دعا افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: اپنے رب سے دنیا اور آخرت میں عافیت اور معافات کی دعا مانگ، پھر اس نے دوسرے دن آکر کہا: یارسول اللہ! کونسی دعا افضل ہے؟ تو آپ نے اسی طرح فرمایا، پھر وہ تیسرے دن آکر کہا، آپ نے اس سے الٰہی طرح فرمایا، نیز آپ نے فرمایا: جب تجھے دنیا اور آخرت میں عافیت اور معافات دے دی گئی تو تو کامیاب ہوگیا۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کو عافیت اور معافات کی دعا کرنی چاہیے۔

کلمات حدیث کی تشریح العافیۃ: مراد وہ کوتاہیاں ہیں جو حقوق اللہ میں ہوجایا کرتی ہیں، والمعافاۃ: مراد وہ کوتاہیاں ہیں جو حقوق العباد میں ہوجایا کرتی ہیں" المراد من العافیة المسامحة فی حق اللّٰه ومن المعافاة المسامحة فی حق العباد" (مرقات ۵/۲۳۶)۔

﴿حب الٰہی میں ترقی کا طریقہ﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۸۲﴾ وعَن عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدِ الخَطْمِيِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسلمَ أنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُعَاءِهٖ اللّٰهُمَّ ارزُقْنِيْ حُبَّكَ وَحُبَّ مَن يَّنفَعُنِيْ حُبُّهُ عِنْدَكَ، اللّٰهُمَّ مَارَزَقْتَنِيْ مِمَّا أُحِبُّ فاجْعَلْهُ قُوَّةً لِيْ فِيْمَا تُحِبُّ اللّٰهُمَّ ما زَوَيْتَ عَنِّيْ مِمَّا اُحِبُّ فَاجْعَلْهُ فَرَاغاً لِيْ فِيْمَا تُحِبُّ. رواه الترمذيُّ.

حل لغات: ینفعنی: نفع (ن) نفعاً فائدہ پہنچانا، زویت: زوی (ض) زویاً جدا کرنا۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن یزید الخطمی جناب نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ اپنی دعا میں یہ فرماتے تھے:

"اللّٰهُمَّ ارزُقْنِيْ حُبَّكَ وَحُبَّ مَن يَّنفَعُنِيْ حُبُّهُ عِنْدَكَ، اللّٰهُمَّ مَارَزَقْتَنِيْ مِمَّا أُحِبُّ فاجْعَلْهُ قُوَّةً لِيْ فِيْمَا تُحِبُّ اللّٰهُمَّ مَا زَوَيْتَ عَنِّيْ مِمَّا اُحِبُّ فَاجْعَلْهُ فَرَاغاً لِيْ فِيْمَا تُحِب"۔

خلاصۂ حدیث آدمی کو اس دعا کا اہتمام کرنا چاہیے؛ اس لیے کہ اس دعا سے محبت الٰہی میں ترقی ہوتی ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح اللهم ارزقنی حبك: مراد یہ ہے کہ اے اللہ! تو مجھے اپنی محبت سے نواز اور اس میں مجھے مشقت و پریشانی نہ اٹھانی پڑے، وحب من ینفعنی: یعنی اے اللہ! تو اپنی محبت کے ساتھ ساتھ ایسی محبت سے بھی نواز جو میرے لیے مفید ہو، اللهم مارزقتنی مما احب الخ: مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! تو نے مجھے جو کچھ دھن دولت، عہدہ اور اولاد دیے، ان کو میرے لیے قوت کا ذریعہ بنا، اللهم ما زویت عنی مما احب الخ: مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! مال و دولت میں سے تو نے مجھے جو کچھ نہیں دیا ہے، ان کو میرے لیے اپنی عبادت میں مشغولیت کا ذریعہ بنا؛ تاکہ مجھے قناعت و توکل کی دولت حاصل رہے۔

﴿ایک عمدہ دعا﴾

﴿حدیث نمبر۲۳۸۳﴾وعَنِ ابنِ عُمَرَ قَالَ: قَلَّمَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسلَّمَ يَقُومُ مِنْ مَجْلِسٍ حَتىٰ يَدْعُوَبِهٰؤُلاَءِ الدَّعَوَاتِ لِاَصْحَابِه: اَللّٰهُمَّ اَقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا تَحُولُ به بَيْنَنا وَبَيْنَ مَعَاصِيْكَ وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا به جَنَّتَكَ وَمِنَ الْيَقِيْنِ مَا تُهَوِّنُ به عَلَيْنَا مُصِيْبَاتِ الدُّنْيَا ومَتِّعْنَا بِاَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا اَحْيَيْتَنَا وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا وَاجْعَلْ ثَارَنَا عَلٰى مَنْ ظَلَمَنَا وَانْصُرْنَا عَلٰى مَنْ عَادَانَا وَلاَ تَجْعَلْ مُصِيْبَتَنَا فِيْ دِيْنِنَا وَلاَ تَجْعَلِ الدُّنْيَا اَكْبَرَ هَمِّنَا وَلاَ مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلاَ تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لاَيَرْحَمُنَا. رَوَاهُ التِّرمِذِيُّ وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

حل لغات: مجلس: بیٹھنے کی جگہ جمع مجالس، تحول: حَال(ن) حولاً درمیان میں شریک ہونا، معاصیك جمع ہے معصیة کی بمعنی گناہ، ثارنا: ثار(ن) ثوراً جوش میں آنا۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بہت کم ایسا ہوتا کہ جناب نبی کریم ﷺ مجلس سے اٹھتے ہوئے یہ دعا نہ پڑھتے:

"اَللّٰهُمَّ اَقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا تَحُولُ به بَيْنَنا وَبَيْنَ مَعَاصِيْكَ وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا به جَنَّتَكَ وَمِنَ الْيَقِيْنِ مَا تُهَوِّنُ به عَلَيْنَا مُصِيْبَاتِ الدُّنْيَا ومَتِّعْنَا بِاَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا اَحْيَيْتَنَا وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا وَاجْعَلْ ثَارَنَا عَلٰى مَنْ ظَلَمَنَا وَانْصُرْنَا عَلٰى مَنْ عَادَانَا وَلاَ تَجْعَلْ مُصِيْبَتَنَا فِيْ دِيْنِنَا وَلاَ تَجْعَلِ الدُّنْيَا اَكْبَرَ هَمِّنَا وَلاَ مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلاَ تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لاَيَرْحَمُنَا".

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کو اس دعا کا اہتمام کرنا چاہیے؛ اس لیے کہ یہ دعا عمدہ اور مفید ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح حتی یدعو بھؤلاء الدعوات: یعنی جناب نبی کریم ﷺ اکثر مجلس سے اٹھتے ہوئے اس حدیث شریف میں مذکور دعا کو پڑھا کرتے تھے، اللهم اقسم لنا من خشيتك الخ: یعنی اے اللہ! تو مجھے اپنی خشیت کا کچھ حصہ عطا کرتا کہ میں اس کی بدولت گناہوں سے بچ جاؤں، ومن طاعتك ما تبلغنا به جنتك: یعنی اے اللہ! تو مجھے اپنی اطاعت میں سے کچھ حصہ دے تاکہ میں اس کے ذریعے سے جنت میں داخل ہو جاؤں، ومن اليقين ماتهون به علينا مصيبات الدنيا: یقین سے مراد ایمان ہے؛ یعنی اے اللہ! تو میرے ایمان کو مضبوط کر دے تاکہ مصائب وآلام کا سہنا میرے لیے آسان ہو جائے، واجعل ثارنا على من ظلمنا: یعنی اے اللہ! تو اتنی قوت دے کہ اپنے ظالموں سے مقابلہ کر سکیں، وانصرنا على من عادانا: یعنی اے اللہ! تو ہمیں دشمنوں کے خلاف مدد فرما، ولا تسلط علينا من لا يرحمنا: یعنی اے اللہ! تو مجھ پر بے رحموں کو مسلط نہ کر۔

﴿علم وعمل کی دعا﴾

﴿حدیث نمبر۲۳۸۴﴾وعَنْ أبِيْ هريرةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى اللّٰهُ عليهِ وَسلمَ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِيْ بِمَا عَلَّمْتَنِيْ وَعَلِّمْنِيْ مَا يَنْفَعُنِيْ وَزِدْنِيْ عِلْماً، الحَمْدُ لِلّٰهِ عَلىٰ كُلِّ حَالٍ وَأعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ حَالِ أهْلِ النَّارِ. رَوَاهُ التِّرمِذِيُّ وابْنُ مَاجَةَ وقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ إسْنَاداً.

حل لغات: انفعني: نفع نفعاً(ف) فائدہ پہنچانا، علما: دانائی جمع علوم، النار: آگ جمع نیران۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے:

"اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِيْ بِمَا عَلَّمْتَنِيْ وَعَلِّمْنِيْ مَا يَنْفَعُنِيْ وَزِدْنِيْ عِلْماً، الحَمْدُ لِلّٰهِ عَلىٰ كُلِّ حَالٍ وَأعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ حَالِ أهْلِ النَّارِ".

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کو اس حدیث شریف میں مذکور دعا کا اہتمام کرنا چاہیے۔

کلمات حدیث کی تشریح اللھم انفعنی بما علمتنی: مراد علم نافع ہے: یعنی ایسے اعمال کی توفیق دے کہ جن سے دنیا اور آخرت کے فوائد حاصل ہوں، وزدنی علماً: یعنی علم پر عمل کی توفیق دے، الحمد للہ علی کل حال: یہ نفس کی ملامت ہے؛ اسلئے کہ بعض دفعہ حالات ایسے رونما ہوتے ہیں کہ نفس مطمئن نہیں ہوتا ہے، تو یہ اسکے خلاف اقدام ہے "ای ملائم للنفس" (مرقات ۵/۲۵۰)، واعوذ باللہ من حال اھل النار: مراد یہ ہے کہ دنیا میں کفار، مشرکین اور فساق وفجار سے پناہ مانگی جائے اور آخرت میں عذاب سے "من الکفر والفسق فی الدنیا والعذاب والعقاب فی العقبی" (مرقات ۵/۲۵۰)

﴿نعمت وعزت کی دعا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۸۵﴾ وعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ سُمِعَ عِنْدَ وَجْهِهِ دَوِيٌّ كَدَوِيِّ النَّحْلِ فَاُنْزِلَ عَلَيْهِ يَوْماً فَمَكَثْنَا سَاعَةً فَسُرِّيَ عَنْهُ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ: اَللّٰهُمَّ زِدْنَا وَلَا تَنْقُصْنَا وَاَكْرِمْنَا وَلَا تُهِنَّا وَاَعْطِنَا وَلَا تَحْرِمْنَا وَاٰثِرْنَا وَلَا تُؤْثِرْ عَلَيْنَا وَاَرْضِنَا وَارْضَ عَنَّا ثُمَّ قَالَ: اُنْزِلَ عَلَيَّ عَشْرُ آيَاتٍ مَنْ اَقَامَهُنَّ دَخَلَ الْجَنَّةَ ثُمَّ قَرَأَ قَدْاَفْلَحَ حَتّٰى خَتَمَ عَشْرَ آيَاتٍ. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حل لغات: الوحی: پیغام، وحی (ض) وحیاً اشارہ کرنا، دوی: دوی (ض) دویاً گنگناہٹ سنائی دینا، نحل: جمع ہے نحلۃ کی بمعنی شہد کی مکھی، فسری: سری (ض) سریً زائل ہونا، آیات: جمع ہے آیۃ کی بمعنی نشانی۔

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ پر وحی آتی تو ان کے چہرے کے پاس مکھیوں کے بھنبھنانے کی سی آواز سنائی دیتی تھی، چناں چہ ایک دن آپ پر وحی نازل ہوئی تو ہم تھوڑی دیر ٹھہر گئے، جب ان سے سختی زائل ہوئی تو آپ نے قبلے کی طرف رخ کر کے ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی "اللّٰھم زدنا ولا تنقصنا واکرمنا ولا تھنا واعطنا ولا تحرمنا وآثرنا ولا تؤثر علینا وارض عنا" پھر آپ نے فرمایا مجھ پہ دس ایسی آیتیں نازل ہوئی ہیں جو شخص ان پر عمل کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا، پھر آپ نے تلاوت کی قد افلح المؤمنون اور آپ نے دس آیتیں پڑھیں۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کو اس حدیث شریف میں مذکور دعا کا اہتمام کرنا چاہیے؛ چوں کہ اس دعا سے نعمت وعزت دونوں چیزوں میں ترقی ہوتی ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح سمع عند وجھہ دوی کدوی النحل: مراد حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کی آواز ہے اور وہ آواز اس انداز کی ہوتی تھی کہ کسی دوسرے آدمی کو وہ آواز سمجھ میں نہیں آتی تھی، اسی آواز کو راویوں نے مکھی کی بھنبھناہٹ سے تعبیر کر دیا ہے، وھذا الصوت ھو صوت جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام یبلغ الیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الوحی ولا یفھم الحاضرون من صوتہ شیئاً: (مرقات ۵/۲۵۰)، فانزل علیہ فمکثنا ساعۃ الخ: یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ جناب نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں موجود تھے، اسی دوران وحی نازل ہونے لگی تو یہ وہیں ٹھہر گئے کہ دیکھیں جناب نبی کریم ﷺ پر کیا وحی آئی؟ فسری عنہ فاستقبل القبلۃ ورفع یدیہ الخ: جو وحی نازل ہوئی تھی وہ بڑی مفید تھی؛ اس لیے جب آپ سے وحی کے آثار زائل ہوتے تو آپ نے قبلہ رو ہو کر دعا کی، اللّٰھم زدنا: مراد بھلائیوں کی زیادتی ہے، ولا تنقصنا: مراد یہ ہے کہ جو بھلائیاں ملی ہیں وہ کم نہ ہو جائیں، واکرمنا ولا تھنا: یعنی اے اللہ! تو مجھے عزت دے ذلیل نہ کر ثم قال

انزل علی عشر آیات الخ: یعنی دعا کرنے کے بعد جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ابھی ابھی جو تم لوگوں نے نزولِ وحی کے آثار دیکھے یہ ایک حقیقت ہے، مجھ پر ابھی ابھی دس آیتیں نازل ہوئی ہیں، جو ان آیتوں پر عمل کرے گا وہ نیک بخت لوگوں کے ساتھ جنت میں رہے گا، ثم قرا قد افلح المؤمنون حتی ختم عشر آیات: یعنی جناب نبی کریم ﷺ نے ان دسوں آیتوں کی تلاوت کر کے حاضرین کو بتایا اور وہ دس آیتیں یہ ہیں "قد افلح المؤمنین الذین هم فی صلوتهم خاشعون، والذین هم عن اللغو معرضون، والذین هم للزکوٰة فاعلون، والذین هم لفروجهم حافظون، الا علی ازواجهم اوما ملکت ایمانهم فانهم غیر ملومین، فمن ابتغی وراء ذٰلك فاولئك هم العادون، والذین هم لاماناتهم وعهد هم راعون، والذین هم علی صلوٰتهم یحافظون، اولئك هم الوارثون، الذین یرثون الفردوس، هم فیها خالدون.

الفصل الثالث

﴿بینائی کے لیے دعا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۸۶﴾ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ: إِنَّ رَجُلاً ضَرِيْرَ الْبَصَرِ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أُدْعُ اللَّهَ أَنْ يُّعَافِيَنِيْ فَقَالَ: إِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ وَإِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ، قَالَ: فَادْعُهُ، قَالَ: فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ فَيُحْسِنَ الْوُضُوْءَ وَيَدْعُوْ بِهٰذَا الدُّعَاءِ: اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ إِنِّيْ تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلٰى رَبِّيْ لِيَقْضِيَ لِيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهِ اللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ.

حل لغات: ضریر: اندھا جمع اضراء، البصر: آنکھ جمع بصائر۔

ترجمہ: حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک نابینا آدمی نے جناب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آ کر عرض کیا: آپ اللہ سے دعا کر دیجیے کہ مجھے عافیت بخشے، تو آپ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو میں دعا کر دوں اور اگر تم چاہو تو صبر کرو، جو تمہارے لیے بہتر ہے، انہوں نے کہا: آپ میرے لیے دعا ہی کر دیجیے، روای کہتے ہیں: آپ نے فرمایا: تم اچھی طرح سے وضو کر کے ان کلمات سے دعا کرو:

"اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ إِنِّيْ تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلٰى رَبِّيْ لِيَقْضِيَ لِيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهِ اللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ".

خلاصۂ حدیث: اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آنکھوں کے مریضوں کو اس دعا کا اہتمام کرنا چاہیے تا کہ ان کو فائدہ ہو، اور یہ دعا اب بھی مفید ہے، اگر مفید نہ ہوتی تو جناب نبی کریم ﷺ خود دعا فرما دیتے اور ان صحابی سے نہ کہتے۔

کلمات حدیث کی تشریح: ضریر البصر: مراد کم بینا اور نابینا دونوں لے سکتے ہیں، ان یعافینی: یعنی بینائی لوٹ آئے یا نگاہ میں جو کمزوری ہے وہ دور ہو جائے، فقال ان شئت دعوت الخ: یعنی جناب نبی کریم ﷺ نے ان صحابی کو آنکھ کی حالت کے بدلنے اور نہ بدلنے دونوں کا اختیار دیا، اور کہا کہ اگر تم اچھا ہونا چاہتا ہو تو میں دعا کر دوں اور اگر تم چاہو تو صبر کرو اور اسی حال میں رہو، یہی حالت تمہارے لیے بہتر ہے، قال فادعه: یعنی ان صحابی نے افضل کے بدلے میں مفضول کو پسند کیا اور یہ کوئی عیب کی بات نہیں ہے "ان من خیر بین امرین فاختار المفضول منهما لا حرج علیه" (مرقات ۲۵۲/۵)، فامره ان یتوضا الخ: یعنی انہوں نے اچھے ہونے کی تمنا ظاہر کی تو جناب نبی کریم ﷺ نے ان کو بتایا کہ سنن و آداب کی رعایت کرتے ہوئے تم وضو کرو، اور اس دعا کو پڑھو، واتوجه الیك بنبیك محمد الخ: یعنی جناب نبی کریم ﷺ کے وسیلے سے دعا کی جا سکتی ہے؛ جیسا کہ یہ کلمات صراحت کے ساتھ دلالت کر رہے ہیں۔

﴿داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا﴾

﴿حدیث نمبر۲۳۸۷﴾وعَن ابِیْ الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :کَانَ مِنْ دُعَاءِ دَاوُدَ یَقُوْلُ: اللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَن یُّحِبُّکَ وَالعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّکَ،اللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ وَمَالِیْ وَاَھْلِیْ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ، قَالَ: وکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسلم إِذَا ذَکَرَ دَاوُدَ یُحَدِّثُ عَنْہُ یَقُوْلُ: کَانَ اَعْبَدَ الْبَشَرِ. رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ.

حل لغات: العمل: کام جمع اعمال،نفس: روح جمع نفوس، بشر: آدمی اسم جنس ہے۔

توجمہ: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ داؤد کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ ہے:

"اللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَن یُّحِبُّکَ وَالْعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّکَ، اللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ وَمَالِیْ وَاَھْلِیْ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ".

خلاصۂ حدیث یہ بہت جامع اور ایک نبی کی پسندیدہ دعا ہے؛ اس لیے اس دعا کا اہتمام ہونا چاہیے، تاکہ قلبی سکون میسر ہو۔

کلمات حدیث کی تشریح من دعاء داؤد: مراد حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، وحب من یحبک: مراد علماء وصلحاء سے محبت ہے، والعمل الذی یبلغنی حبک: مراد اعمال صالحہ ہیں۔

﴿ایک کامل دعا﴾

﴿حدیث نمبر۲۳۸۸﴾وعَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ: صَلّٰی بِنَا عَمَّارُ بْنُ یَاسِرٍ صَلَاۃً فَاَوْجَزَ فِیْھَا' فَقَالَ لَہ بَعْضُ الْقَوْمِ لَقَدْ خَفَّفْتَ وَاَوجَزْتَ الصَّلَاۃَ' فَقَالَ: اَمَّا عَلَیَّ ذٰلِکَ لَقَدْ دَعَوْتُ فِیْھَا بِدَعْوَاتٍ سَمِعْتُھُنَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا قَامَ تَبِعَہٗ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ ھُوَاَبِیْ غَیْرَ اَنَّہٗ کَنیٰ عَنْ نَفْسِہ، فَسَاَلَہ عَنِ الدُّعَاءِ، ثُمَّ جَاءَ، فَاَخْبَرَبِہ الْقَوْمَ، اللّٰھُمَّ بِعِلْمِکَ الْغَیْبَ وَقُدْرَتِکَ عَلَی الْخَلْقِ اَحْیِنِیْ مَا عَلِمْتَ الْحَیٰوۃَ خَیْراً لِیْ وَتَوَفَّنِیْ إِذَا عَلِمْتَ الوَفَاۃَ خَیْراً لِیْ، اللّٰھُمَّ وَاَسْأَلُکَ خَشْیَتَکَ فِیْ الْغَیْبِ والشَّھَادَۃِ، وَاَسْأَلُکَ کَلِمَۃَ الحَقِّ فِی الرِّضَا وَالغَضَبِ وَاَسْأَلُکَ الْقَصْدَ فِیْ الْفَقْرِ والغِنیٰ وَاَسْأَلُکَ نَعِیْماً لَایَنْفَدُ وَاَسْأَلُکَ قُرَّۃَ عَیْنٍ لَا تَنْقَطِعُ وَاَسْأَلُکَ الرِّضَا بَعْدَ الْقَضَاءِ وَاَسْأَلُکَ بَرْدَ الْعَیْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَاَسْأَلُکَ لَذَّۃَ النَّظْرِ اِلیٰ وَجْھِکَ وَالشَّوْقَ اِلیٰ لِقَائِکَ فِیْ غَیْرِ ضَرَّاءِ مُضِرَّۃٍ وَلَا فِتْنَۃٍ مُضِلَّۃٍ اللّٰھُمَّ زَیِّنَّا بِزِیْنَۃِ الإِیْمَانِ وَاجْعَلْنَا ھُدَاۃً مَھْدِیِیْنَ. رَوَاہُ النَّسَائِیُّ.

حل لغات: اوجز: وجز (ض) وجزاً مختصر کرنا، اوجز (افعال) مختصر کرنا، خففت: خفّ (ض) خفاً ہلکا ہونا، خفف (تفعیل) ہلکا کرنا، کنی: کنیٰ (ض) کنیۃ چھپانا، الغیب: پوشیدہ چیزیں جمع غیوب، الخلق: مخلوق جمع خلائق۔

توجمہ: حضرت عطاء بن سائب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ عمار بن یاسر نے ہمیں نماز پڑھائی جس میں انہوں نے اختصار کیا، توان سے بعض لوگوں نے کہا کہ آپ نے نماز ہلکی اور مختصر کردی، توانہوں نے کہا یہ میرے لیے مضر نہیں ہے اس لیے کہ میں نے اس میں سے وہ دعائیں پڑھی ہیں جن کو میں نے جناب نبی کریم ﷺ سے سنا ہے، جب وہ چلے تو مجمع میں سے ایک آدمی ان کے ساتھ ہولیا جو میرے والد محترم تھے؛ لیکن انہوں نے اپنے آپ کو چھپایا، انہوں نے دعا کے بارے میں پوچھ کر مجمع کو دعا بتادی وہ دعا یہ ہے:

"اللّٰھُمَّ بِعِلْمِکَ الْغَیْبَ وَقُدْرَتِکَ عَلَی الْخَلْقِ اَحْیِنِیْ مَا عَلِمْتَ الْحَیٰوۃَ خَیْراً لِیْ وَتَوَفَّنِیْ إِذَا عَلِمْتَ الوَفَاۃَ خَیْراً لِیْ، اللّٰھُمَّ وَاَسْأَلُکَ خَشْیَتَکَ فِیْ الْغَیْبِ والشَّھَادَۃِ، وَاَسْأَلُکَ کَلِمَۃَ الحَقِّ فِی الرِّضَا

وَالغَضَبِ وَاَسْأَلُكَ الْقَصْدَ فِي الْفَقْرِ وَالغِنىٰ وَاَسْأَلُكَ نَعِيماً لاَيَنْفَدُ وَاَسْأَلُكَ قُرَّةَ عَيْنٍ لاَ تَنْقَطِعُ وَاَسْأَلُكَ الرِّضَا بَعْدَ الْقَضَاءِ وَاَسْأَلُكَ بَرْدَ الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَاَسْأَلُكَ لَذَّةَ النَّظْرِ إِلىٰ وَجْهِكَ وَالشَّوْقَ إِلىٰ لِقَائِكَ فِيْ غَيْرِ ضَرَّاءٍ مُضِرَّةٍ وَلاَ فِتْنَةٍ مُضِلَّةٍ اَللّٰهُمَّ زَيِّنَّا بِزِيْنَةِ الإِيْمَانِ وَاجْعَلْنَا هُدَاةً مَهْدِيِّيْنَ".

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ طول طویل نماز پڑھانا کمال نہیں ہے؛ بلکہ شریعت کی ہدایت کے مطابق نماز پڑھانا اصل کمال ہے "من صلی بالناس فلیخفف".

کلمات حدیث کی تشریح صلی بنا عمار بن یاسر صلاۃ: مراد فرض اور نفل نماز دونوں ہوسکتی ہیں؛ یعنی حضرت عمار بن یاسر نے نماز تو پڑھائی، لیکن یہ واضح نہیں کہ وہ نماز فرض تھی یا نفل، شارحین کا دونوں خیال ہے "یحتمل ان تکون مکتوبة، او نافلة" (مرقات ۵/۲۵۶)، فاوجز فیھا: یعنی انہوں نے نماز تو مختصر کی؛ لیکن اتنی نہیں کہ فرائض وواجبات اور سنن ونوافل میں کوتاہی کردے؛ بلکہ مراد یہ ہے کہ انہوں نے فرائض وواجبات اور سنن ونوافل کی مکمل رعایت کرتے ہوئے نماز پڑھائی؛ مگر وہ نماز مقتدیوں کو مختصر محسوس ہوئی تو ان حضرات نے پوچھ ہی دیا، لقد خففت واوجزت الصلاۃ: یعنی آپ نے بہت مختصر نماز پڑھائی، فقال اما علی ذالك: انہوں نے جواب دیا کہ میں نے مختصر نماز ضرور پڑھائی ہے؛ لیکن یہ میرے لیے مضر نہیں ہے؛ اس لیے کہ میں نے اس میں وہ دعا پڑھی ہے جو میں نے جناب نبی کریم ﷺ سے سنی ہے جو بہت مفید ہے، فلما قام تبعه رجل من القوم: یعنی نماز پڑھا کر حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ جانے لگے تو مجمع میں سے ایک آدمی نے ان سے دعا پوچھنے کے لیے ان کے ساتھ جانا شروع کردیا، ھو ابی الخ: راوی کہتے ہیں کہ وہ جانے والا آدمی میرے والد محترم تھے؛ لیکن انہوں نے اپنے آپ کو چھپایا ہے، فساله عن الدعاء: یعنی انہوں نے اس دعا کے بارے میں پوچھا، ثم جاء فاخبر به القوم: یعنی حضرت سائب نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے دعا پوچھنے کے بعد لوگوں کو بھی اس دعا سے آگاہ کیا، اللھم بعلمك الغیب الخ: یعنی اس دعا میں علم وقدرت کا توسل ہے، علی الخلق احینی الخ: یعنی میری زندگی میں خیر وعافیت کا معاملہ کر، توفنی إذا علمت الوفات خیر الی: مراد یہ ہے کہ ایمان پر خاتمہ فرما۔

﴿تین اہم چیز کی دعا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۸۹﴾ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُبُرِ الْفَجْرِ: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ اَسْأَلُكَ عِلْماً نَافِعاً وَعَمَلاً مُتَقَبَّلاً وَرِزْقاً طَيِّباً. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ.

حل لغات: دبر: پچھلا حصہ جمع ادبار، عملا: کام جمع اعمال۔

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ فجر کی نماز کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے "اللھم انی اسألك علما نافعا وعملا متقبلا ورزقا طیبا".

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ فجر کی نماز کے بعد اس دعا کا اہتمام ہونا چاہیے؛ چوں کہ یہ جناب نبی کریم ﷺ کا طریقہ ہے، اور آپ کے طریقے سے فرار مناسب اقدام نہیں ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح فی دبر الفجر: یعنی جناب نبی کریم ﷺ نماز فجر کے بعد یہ دعا کرتے تھے؛ اس لیے آدمی کو نماز کے بعد دعا کا اہتمام جاری رکھنا چاہیے، جیسا کہ امت میں عمل ہے، اور ایسی صورت اختیار نہ کی جائے جس سے جناب نبی کریم ﷺ کے طریقے سے فرار کی بو بھی آتی ہو، جیسا کہ بعض لوگ نمازوں کے بعد دعا نہیں کرتے اور کمال سمجھتے

ہیں؛ حالاں کہ نمازوں کے بعد جناب نبی کریم ﷺ کا اہتمام کے ساتھ دعا کرنا صحیح اور صریح روایات سے ثابت ہے "عن المغیرۃ بن شعبة ان النبی صلی اللہ علیه وسلم کا ن یقول دبر کل صلاۃ مکتوبة لا اله الا اللہ وحده لا شریك له له الملك وله الحمد وهو علی کل شئی قدیر اللهم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذاالجد منك الجد" (بخاری شریف: ۱/ ۱۱۷)، صحیح اور صریح روایتوں کے باوجود بعض لوگوں کا دعا نہ کرنا یہ ہٹ دھرمی پر مبنی ہے؛ اس لیے ان سے یہی کہا جائے گا کہ جناب نبی کریم ﷺ اور پوری امت شروع سے لے کر آج تک دعا کرتے رہے ہیں، یہی سمجھ کر کہ نماز مقبول کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اور جن کو خود اپنی نماز ہی میں بھروسہ نہیں ہے وہ نماز کے بعد کیا دعا کریں گے، علما نافعا: مراد علم پر عمل ہے، وعملا متقبلا: مراد قابل قبول اعمال ہیں، رزقا طیبا: مراد رزق حلال ہے، جب تک رزق حلال نہ کھائے گا تو نہ عمل صالح کی توفیق ہوگی اور نہ ہی علم نافع سے بہرور ہو سکے گا۔

﴿شکر گزار ہونے کی دعا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۹۰﴾ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: دُعَاءٌ حَفِظْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا اَدْعُهُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ اُعْظِمُ شُكْرَكَ وَاُكْثِرُ ذِكْرَكَ وَاَتَّبِعُ نُصْحَكَ وَاَحْفَظُ وَصِیَّتَكَ. رواهُ التِّرمِذِیُّ.

حل لغات: حفظت: حفِظ (س) حفظاً یاد کرنا، ادعه: ودع (ن) ودعاً چھوڑنا۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ سے ایک دعا یاد کی ہے جسے میں نہیں چھوڑتا ہوں "اللهم اجعلنی اعظم شکرك واکثر ذکرك واتبع نصحك واحفظ وصیتك".

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمہ وقت اللہ کی جانب سے انعامات کی بارش ہوتی ہی رہتی ہے؛ اس لیے آدمی کو شکر کی توفیق کی دعا مانگنی چاہیے؛ تاکہ انعامات میں مزید اضافہ ہو۔

کلمات حدیث کی تشریح قال دعاء حفظته: یہ دعا ان کو بہت پسند ہوئی جس کی وجہ سے انہوں نے اس دعا کو یاد کیا اور برابر پڑھتے رہے "اللهم اجعلنی اعظم شکرك: یعنی اے اللہ تو مجھے شکر گزار بندہ بنا، واکثر ذکرك: زیادہ سے زیادہ ذکر کی توفیق دے، واتبع نصحك واحفظ وصیتك: نصیحت سے مراد حقوق العباد اور وصیت سے مراد حقوق اللہ ہیں، النصیحة هی ارادة الخیر للمنصوح له فیراد بها حقوق العباد، وبالوصیة متابعة الامر والنهی من حقوق اللہ تعالیٰ واللہ اعلم" (مرقات ۵/ ۲۵۹)۔

﴿دعائے صحت﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۹۱﴾ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بنِ عَمْرٍو قالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْاَلُكَ الصِّحَّةَ وَالعِفَّةَ والأَمَانَةَ وحُسْنَ الخَلقِ والرِّضیٰ بِالْقَدَرِ.

حل لغات: الصحة: تندرستی، صح (ض) صحاً تندرست ہونا، العفة: عف (ض) عفا و عفة پاک دامن ہونا۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

" اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْاَلُكَ الصِّحَّةَ وَالعِفَّةَ والأَمَانَةَ وحُسْنَ الخَلقِ والرِّضیٰ بِالْقَدَرِ."

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کو صحت کی دعا مانگنی چاہیے، جس کے لیے یہ دعا بہت مفید ہے۔

کلمات حدیث کی تشریح اللهم انی اسالك الصحة: مراد جسمانی روحانی ہر طرح کی صحت ہے، والعفة: مراد منہیات اور سیئات سے اجتناب ہے، والامانة: مراد مخلوقات کے ساتھ خیانت نہ کر کے امانت داری کا معاملہ کرنا

ہے، وحسن الخلق: مرادلوگوں کے ساتھ حسن معاشرت ہے "الصحة: ای صحة البدن من سیئی الاسقام او صحة الاموال والاقوال والاعمال، العفة: ای التحرز عن الحرام والاجتناب عن الآثام والامانة بترك خیانة الآنام وحسن الخلق ای حسن المعاشرة مع اهل الاسلام" (مرقات: ۵/۲۵۹)۔

﴿خصائل بد سے اجتناب کی دعا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۹۲﴾ وَعَنْ اُمِّ مَعْبَدٍ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِيْ مِنَ النِّفَاقِ وَعَمَلِيْ مِنَ الرِّيَاءِ وَلِسَانِيْ مِنَ الْكِذْبِ وَعَيْنِيْ مِنَ الْخِيَانَةِ فَاِنَّكَ تَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِيْ الصُّدُوْرُ، رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِيْ الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ.

حل لغات: قلبی: دل جمع قلوب، طهر: طهر (ن) طهورا پاک ہونا، النفاق: نافق (مفاعلت) دل میں کفر چھپا کر زبان سے ایمان ظاہر کرنا، لسانی: زبان جمع السنة، الاعین: جمع ہے عین کی بمعنی آنکھ۔

ترجمه: حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے جناب نبی کریم ﷺ کو کہتے ہوئے سنا "اللهم طهر قلبی من النفاق وعملی من الریاء ولسانی من الکذب وعینی من الخیانة فانك تعلم خائنة الاعین وما تخفی الصدور"۔

خلاصۂ حدیث آدمی کو اس حدیث شریف میں مذکور دعا کا اہتمام کرنا چاہیے، اس سے خصائل بد زائل ہوتے ہیں۔

کلمات حدیث کی تشریح ام معبد: میم پر زبر کے ساتھ، حضرت کعب بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں، "اللهم طهر قلبی من النفاق: یعنی میرا ایمان اس قدر مضبوط کردے کہ میرا ظاہر و باطن ایک ہوجائے، ولسانی من الکذب: جھوٹ یہ عند الناس اور عند اللہ ہر ایک کے نزدیک بہت بری خصلت ہے، وعینی من الخیانة الخ: یعنی جن چیزوں کا دیکھنا حرام ہے اس سے میری حفاظت فرما۔

﴿دونوں جہاں کے عذاب سے نجات کی دعا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۹۳﴾ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَادَ رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَدْ خَفَتَ فَصَارَ مِثْلَ الْفَرْخِ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ كُنْتَ تَدْعُوْ اللّٰهَ بِشَيْءٍ اَوْ تَسْأَلُهُ اِيَّاهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، كُنْتُ اَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ مَا كُنْتَ مُعَاقِبِيْ بِهِ فِيْ الْآخِرَةِ، فَعَجِّلْهُ لِيْ فِيْ الدُّنْيَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ لَا تُطِيْقُهُ وَلَا تَسْتَطِيْعُهُ، اَفَلَا قُلْتَ: اَللّٰهُمَّ آتِنَا فِيْ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِيْ الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ، قَالَ: فَدَعَا اللّٰهَ بِهِ فَشَفَاهُ اللّٰهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات: عاد: عاد (ن) عوداً وعیادة المریض: بیمار پرسی کرنا، الفرخ: پرندے کا بچہ جمع فیراخ وافراخ۔

ترجمه: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ایک مسلمان آدمی کی عیادت کی، جو پرندے کے بچے کی طرح ضعیف ہوگیا تھا، تو ان سے جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم اللہ سے کسی چیز کی دعا کرتے ہو یا یہ کہا کہ تم ان سے کچھ مانگتے ہو؟ انہوں نے کہا: میں یہ دعا مانگتا ہوں "اللهم ما کنت معاقبی به فی الآخرة: فعجله لی فی الدنیا، تو جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ! تم نہ اس کی طاقت رکھتے ہو اور نہ ہی استطاعت رکھتے ہو، اس طرح دعا کیوں نہ کرو" اللهم آتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار" انہوں نے دعا کی تو ان کو شفا مل گئی۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی سہولت اور عافیت کی دعا مانگے۔

کلمات حدیث کی تشریح عاد رجلا: یعنی جناب نبی کریم ﷺ نے ایک بیمار آدمی کی عیادت کی، قد خفت فصار مثل الفرخ: یعنی وہ بیمار آدمی نہایت کمزور ہوگیا تھا، هل کنت تدعو اللّٰه الخ: مراد یہ ہے کہ جناب

نبی کریم ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تم تو کوئی نامناسب چیز دعا میں تو مانگتے نہ ہو؟قال نعم: یعنی انہوں نے اس کا اقرار کیا کہ میں یہ دعا مانگتا ہوں،اللّهم ما كنت معاقبي به في الآخرة الخ:یعنی جناب نبی کریم ﷺ کو اس نے کہا کہ میں دعا میں کہتا ہوں کہ اے اللہ! آخرت میں تو مجھے عذاب دے گا تو وہ عذاب مجھے آخرت میں نہ دے کر اس دنیا میں دے دے، لا تطيقه ولا تستطيعه: مراد یہ ہے کہ ایسی دعا کرنے کی نہیں ہے،افلا قلت:یعنی یہ دعا کرو۔

﴿غیر متحمل چیزوں کی دعا نہ مانگو﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۹۴﴾وعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنبغِيْ لِلْمُؤْمِنِ ان يُذِلَّ نَفْسَه' قَالُوْا: وَكَيْفَ يُذِلُّ نَفْسَه؟ قَالَ :يَتَعَرَّضُ مِنَ الْبَلَاءِ لما لَا يُطِيْقُ. رواهُ الترمذيُّ وابنُ ماجَةَ والبَيْهقِيُّ فِيْ شُعَبِ الإيْمَانِ،وقَالَ التِّرمِذِيُّ: هذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

حل لغات: نفس: روح جمع نفوس،البلاء: غم جمع بلایا۔

ترجمه: حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا مومن کیلئے مناسب نہیں ہے کہ اپنے نفس کو ذلیل کرے، صحابۂ کرام نے عرض کیا: وہ اپنے نفس کو کیسے ذلیل کرے گا؟ آپ نے فرمایا: ایسی بلا اپنے سر لے لے جس کی وہ طاقت نہیں رکھتا۔

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی جس چیز کا متحمل نہ ہو اس کی دعا بھی نہ کرے۔

کلمات حدیث کی تشریح لا ينبغي: یہاں لا یجوز کے معنی میں ہے؛یعنی اس طرح کی دعا کرنا جائز نہیں ہے،قالوا: كيف يذل نفسه: یعنی انسان تو اپنی عزت وسربلندی چاہتا ہے؛اس لیے حضرات صحابۂ کرام کو یہ اشکال ہوا کہ انسان خود اپنی ذلت خود سے کیسے کرے گا،قال: يتعرض من البلاء لما لا يطيق : یعنی بعض دفعہ انسان ایسی دعا کر بیٹھتا ہے کہ وہ اس کا متحمل نہیں ہوتا ہے، جسے وہ پورا نہیں کر پاتا ہے اور رسوائی کا سامنا کرنا پڑ جاتا ہے۔

﴿باطن کی بہتری اور ظاہر کی شائستگی کی دعا﴾

﴿حدیث نمبر ۲۳۹۵﴾وعَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنه قَالَ: عَلَّمَنِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قُلْ: اللّهُمَّ اجْعَلْ سَرِيْرَتِيْ خَيْراً مِنْ عَلَانِيَتِيْ وَاجْعَلْ عَلَانِيَتِيْ صَالِحَةً:اللّهُمَّ إِنِّيْ اَسْأَلُكَ مِنْ صَالِحِ مَا تُؤْتِيَ النَّاسَ مِنَ الْاَهْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ غَيْرِ الضَّالِّ وَلَا الْمُضِلِّ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حل لغات: صالحة: اچھائی جمع صالحات، الناس: آدمی جمع اناس۔

ترجمه: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے مجھے تعلیم دیتے ہوئے فرمایا یہ دعا پڑھا کرو:

"اللّهُمَّ اجْعَلْ سَرِيْرَتِيْ خَيْراً مِنْ عَلَانِيَتِيْ وَاجْعَلْ عَلَانِيَتِيْ صَالِحَةً: اللّهُمَّ إِنِّيْ اَسْأَلُكَ مِنْ صَالِحِ مَا تُؤْتِيَ النَّاسَ مِنَ الْاَهْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ غَيْرِ الضَّالِّ وَلَا الْمُضِلِّ".

خلاصۂ حدیث اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کو اس حدیث شریف میں مذکور دعا پڑھنی چاہیے۔

کلمات حدیث کی تشریح علمني: یہاں تعلیم سے مراد دعا ہے،اللهم اجعل سريرتي خيرا من علانيتي: یعنی اے اللہ! تو میرا باطن ظاہری حالت سے عمدہ کردے،واجعل علانيتي صالحة :یعنی ظاہری حالت کو بھی اچھا رکھ۔

☆☆☆☆☆

فہرست مضامین فیض المشکوٰۃ جلد چہارم